
STEP IN
ALPHA HOTEL
ALPHA HOTEL
ALPHA HOTEL
ALPHA hotel



GRAND HOTEL



گرانڈ ہوٹل ٹیلیفون نمبر ۲۳۶۴

• اصلی ایرانی زعفران کی بریانی

یوسف بلڈنگ عابد روڈ حیدرآباد دکن

• قیام و طعام کا شاندار مرکز • آرام دہ ہوادار کمرے
• باسلیقہ مستعد ملازمین • لذیذ کھانے اور مشروبات
• اصول حفظان صحت کی پوری پوری پابندی

یہ ہیں وہ خصوصیات جو گرانڈ ہوٹل کو دوسرے ہوٹلوں سے ممتاز کرتے ہیں

DAWN



Garden Restaurant

LODGE & PROVISION STORES

PHONE No. LODGE, 74722.
RESTAURANT, 6905.

SAROJANI DEVI ROAD SEC, BAD.

گارڈن رسٹورنٹ لاج اینڈ پراویژن اسٹور

سروجنی دیوی روڈ سکندرآباد فون نمبر رسٹورنٹ (۶۹۰۵) لاج [illegible]

قیام و طعام کا شاندار مرکز

مانا کہ سکندرآباد میں بہت سے لاج ہیں مگر پرفضا صحت بخش مقام آرام دہ عصری فرنیچر پاک صاف کشادہ کمرے، لذیذ اور صحت بخش کھانوں کیلئے

گارڈن لاج آپ اپنی نظیر ہے

ایکبار گارڈن لاج میں قیام فرما کر آپ اپنا اطمینان فرمائیے۔

علیؑ کی معنوی پیغمبری سمجھا تو میں سمجھا — وفورِ عشق کی وارفتگی سمجھا تو میں سمجھا
علیؑ کو آپ کے مثل ہی کہتا ہے ہر کسے — کوئی بابِ نجف کی بندگی سمجھا تو میں سمجھا

شیراز

سید مقام شیرازی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر — مقام اشاعت :- چادر گھاٹ حیدرآباد (دکن) انڈیا

جلد ۱۵ — روز جمعہ — ۱۹ مئی ۱۹۶۱ء — ۲ ۳ ذالحجہ ۱۳۸۰ھ — شمارہ (۲۹)

غزل

(مطلع) برائے دینِ مبین دیکھ لے کتاب بھی ہے — بدوشِ احمدِ مختار بو ترابؑ بھی ہے

حذر ہے مے سے جنہیں یہ بہار کہتی ہے — برائے زاہد و عابد یہ جامِ آب بھی ہے

بجز نفوسِ مطہر کوئی نہیں ہے شریک — برائے صحتِ اعداد یہ حساب بھی ہے

ورودِ فصلِ بہاری یہ کہتا ہے گل سے — چمن پہ دیکھ لے تو قطرہ در سحاب بھی ہے

یہ کہتی جاتی ہے عید امیر اے ساقی — خموں کے ساتھ ہی آج خمرِ ناب بھی ہے

طفیلِ بادِ بہاری یہ کہتا ہے نوروز — گلوں کے چہرہ پہ دیکھو تو یہ شباب بھی ہے

ندا ہے سبزۂ نوخیز کی صبا سے سنو — کہ رخ پہ نرگسِ شہلا کے یہ نقاب بھی ہے

نہیں ہے کوئی بھی واقف بجز جنابِ علیؑ — رموزِ سرِ خفی پہ پڑا حجاب بھی ہے

نظارہ کر کے یہی شمشاد کہتا ہے گل سے — بدوشِ سروِ سہی باغ میں گلاب بھی ہے

مقطع — یہ کہتی جاتی ہے عیدِ غدیر اے عثمان
سرور و کیف بھی ہے مستیٔ شراب بھی ہے

مرقوم ۱۰ مئی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

نقل اقرار نامہ بر کاغذ مہور قیمتی عہ

منکہ نظام علیؑ ولد میر واصف علیؑ خان قوم مسلمان عمر ۳۰ سالہ پیشہ
ساکن حدود نذری باغ روبرو کنگ کوٹھی حیدرآباد دکن

بذریعہ تحریر ہذا اقرار کرتا ہوں کہ باوجود خرابی تعلقات وصحت فی الحال اپنی زوجہ صاحبزادی عصمت النسا بیگم کو طلاق دینا نہیں چاہتا اور نہ دامادی الونس میں سے کچھ حصہ رقم لوں گا۔ اور نہ صاحبزادی عصمت النسا بیگم صاحبہ جس مکان میں فروکش ہیں وہاں قدم رکھوں گا۔ بلکہ اپنی زوجہ ثانی بدر النسا بیگم کے مکان میں رہے گا۔ اگر حسب اقرار نامہ ہذا عمل نہ ہوگا تو سرکار کو اختیار ہوگا کہ صاحبزادی موصوف سے طلاق دلادیں اس لئے کہ وہ منقر کی زوجیت میں رہنا نہیں چاہتی ہیں۔ نیز سرکار کو یہ اختیار رہے گا کہ چھ ماہ کی مدت تک امتحاناً اقرار نامہ ہذا کے مطابق عمل ہوتا ہے یا کیا دیکھیں اس کے بعد سرکار حالات متبدلہ کے پیش نظر جو تصفیہ فرمائیں وہ منقر کے لئے قابل قبول رہے گا۔ لہذا یہ چند کلمے بطور اقرار نامہ بہ ثبات عقل وہوش اپنی آزاد مرضی سے تحریر وتکمیل کر دئے گئے ہیں۔ تاکہ آیندہ سند رہے۔ فقط

مرقوم یکم مارچ سنہ ۱۹۶۶ء العبد
دستخط
میر نظام علیؑ خان

گواہ نمبر ۱ (دستخط) قدرت نواز جنگ

گواہ نمبر ۲ (دستخط) میر واصف علیخان؛

(نقل آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

بادۂ تر کیلئے موسم گل آنے دو | بزم عشرت میں ذرا تم گل وبل آنے دو
کہتا جاتا ہے یہی ساقی دوراں سن تو | شیشۂ مے کیلئے آج ہی قلقل آنے دو

(شراب)
(آواز)

قابل آفرین خدمت بیٹی کی اپنی ماں کیلئے

فرمایا جب سے علیؑ پاشاہ کی والدہ بغرض علاج کلینک آئی ہیں تو مجھے یہ دیکھنے کا موقع ملا کہ علیؑ پاشاہ کی بہن فاطمہ سلطانہ جو کہ شادی شدہ اور بچے والی ہے (انکے بچہ غلام حیدر کو کاظم جاہ مرحوم کی صاحبزادی عباسی بیگم دی گئی ہے) اور اس کا شوہر محمد علیؑ خان فرزند صارم جنگ مرحوم کا بیٹا ہے جس کا نام فرخندہ علیؑ خاں ہے کس توجہ اور ہمدردی سے یہ کر رہی ہے جو کہ اس کے حق میں ضرور سعادت ہے۔ چنانچہ علیؑ پاشاہ اور ماموں مظہر علیؑ کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ یہ اپنے والد ساجد یار جنگ مرحوم کی بھی گذشتہ زمانہ میں اسی طرح سے خدمت کرتی تھی۔ حالانکہ عام قاعدہ کے مدنظر لڑکیاں جبکہ والدین کے گھر سے بیاہ جاکر اپنے مردوں کے گھر چلی جاتی ہیں تو ان کے خیالات میں فرق آجاتا ہے یعنے والدین کا خیال کم ہو جاتا ہے۔ اور اپنے شوہروں کے گھر کے کاروبار میں یا اپنی اولاد کے معاملات میں منہمک ہو جاتی ہیں۔ مگر یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ خلاصہ یہ کہ اسکی طبیعت میں سنجیدگی تھی اور چہرہ شرافت کا بتاتا تھا اور اونچے گھرانے کی تھی جو کہ ہر طرح سے ظاہر تھا۔

بہرحال یہ قابل قدر کام کرکے اپنا نام روشن کری اور میری پوتی کو خوش قسمتی سے ایسے نیک کردار کی ساس ملی۔ زیادہ اس کے بچہ کو عمر طویل اور سرسبزی نصیب ہو۔

سچ ہے۔ این سعادت بہ زور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مرقوم ۸ / مئی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری کا باغ)

انتقال زین یار جنگ مرحوم

فرمایا مجھے ابھی خبر ملی (۶ / مئی سنہ ۱۹۶۱ء کو) کہ یہ کچھ عرصہ سے جو علیل تھے۔ آج انتقال ہوگیا۔ یہ سنکر مجھے سخت افسوس ہوا کہ ایک دیرینہ بہی خواہ۔ اور دوسرے مستحق امداد کے اشخاص کو بُرے وقت میں مدد دینے والا آج دنیا سے چل بسا۔

خیر جو اس دُنیا میں آیا ہے اس کو ایک دن یہاں سے کُوچ کرنا ضروری ہے اِس لئے یہ کوئی نئی چیز نہیں۔ مگر جو انسان دُنیا سے رُو پوش ہوتا ہے اگر اس کے نیک صفات ہوتے ہیں تو اس سے اس کا نام بعد مرگ بھی زندہ رہتا ہے۔ اور یہی صفات یادگار بنجاتے ہیں۔

آخر میں یہ چند سُطور لکھے بغیر نہیں رہ سکتا کہ دَورانِ پولیس ایکشن اور اس کے بعد بھی اونھوں نے جو میری بے لوث خدمت کی تھی وہ بھی غیر خوشگوار حالات میں اس کو کبھی فراموش نہ کروں گا۔ اور یہ ہمیشہ نذری باغ میں ان کی یاد دلاتے رہے گی۔ زیادہ خدا مرحوم کو جنّت نصیب کرے اور متعلقین کو قوتِ صبر تاکہ اس نقصان کو برداشت کریں۔

میں بھی مرحوم کے گھر جاکر ان کی زوجہ کو پرسا دیا اور اپنے خیالات سے آگاہ کیا۔

مکررِ مجھے معلوم ہوا کہ سینیر پرنس نے بھی مرحوم کے گھر جاکر متعلقین کو پُرسا دیئے۔ مگر جُونیر پرنس مزاج برابر نہ رہنے سے نہیں جاسکے۔

مادہ تاریخ رحلت زین یار جنگ مرحوم

حسرتا رفت زین نیک خصال
سال اکنون بدست این آمد (۱۲۷)

گفت عثمان چہ عاقبت بہ مآل
(نتیجہ) بود بر پا لگر تو رنج و ملال
۱۳۸۰ھ ہجری

مرقومہ ۸ / مئی سنہ ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

درخواست ناواجبی صاحبزادی عصمت النساء بیگم

(برائے ادائے قرضۂ ذاتی شوہر خود نظام علی پسر واصف علی)

فرمایا اس کا جواب بتوسط تارا پوروالا اور ایس۔ این۔ ریڈی دے دیا ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ میری لڑکیاں اپنے ذاتی پیسہ سے جو کہ ٹرسٹ میں ہے اپنے شوہروں کا ذاتی قرضہ ادا کریں اور نہ کوئی دفعہ ایسا قانونی ٹرسٹ میں ہے۔ ورنہ اگر اس قاعدہ کے خلاف عمل ہوگا تو آئندہ چلکر میرے دوسرے دامادوں کی بھی درخواستیں ایسی ہی ہوں گی۔ حالانکہ مجھے سب دامادوں کے حق میں منصفانہ فیصلہ کرنا چاہیئے نہ کہ بعض کے حق میں کچھ اور بعض کے حق میں کچھ۔ اس کے علاوہ جب سے میرے دوسری لڑکیوں کا عقد ہوا ہے ان کے شوہروں کا برتاؤ اپنے زوجگان کے ساتھ اچھا ہے۔ علاوہ ان کے ذاتی کردار کے جو ضرور قابل تعریف ہے۔ برخلاف اسکے صاحبزادی عصمت النساء بیگم کے دماغ کی کمزوری سے اس کا شوہر فائدہ اٹھا رہا ہے۔ دوسرے طرف اسکی زوجہ کو اپنے زبانی ہو یا تحریری وعدہ یا اقرار کی پابندی کا لحاظ نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے کئی نظائر موجود ہیں۔

پس مناسب سمجھا کہ چند سطور اس معاملہ میں لکھ کر اس مسئلہ کو صاف کر دوں۔ تاکہ آئندہ کسی قسم کی غلط فہمی باقی نہ رہے اور یہ شیرازہ میں رکارڈ پر رہے۔

مرقوم ۱۹ مئی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

تکمیل قانونی ٹرسٹ گلشن باغ معہ عمارات و فرنیچر وغیرہ بہ حق میر اولاد ممتاز علیخاں بطنی صاحبزادی مشہدی بیگم

فرمایا چونکہ معصوم یہیں پیدا ہوا تھا۔ اور ناں کے عقد کے بعد جس کا شوہر محمود پاشاہ ہے۔ ہر دو زوجین یہیں قیام کئے تھے۔ لہذا چند شروط کے ساتھ ناناں نے اپنے معصوم نواسہ مذکور کو جسکی عمر کم و بیش ڈیڑھ سال کی ہے۔ یہ مکان عطا کیا ہے۔

زیادہ مبارک باشد۔ بہ عمر طویل و توفیق جزیل۔

مکرر۔ اگرچہ آج مکان کو عطا کر دیا ہے۔ تاہم اس معصوم کے اذوقہ کا انتظام مجھے کرنا ہے۔ تاکہ اس کا بار والدین پر نہ پڑے۔ لہذا مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ اسی سال اسکی بھی تکمیل ہو جائے گی کہ اس سے میں غافل نہیں ہوں۔ بلکہ اسی فکر میں ہوں۔ اسکو ناناں کا لقب دیا ہوا پتلا ہے۔ اگرچہ گھر کا نام ممتاز پاشاہ ہے۔

مرقوم ۱۹ رمئی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

تیرا لطف ہے قوم کی آواز ہے ... غیر خواہو شاہو حق ایک ہی شیرازہ ہے

[illegible] آواز

ایڈیٹر: سید ہمام شیرازی

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ہمارا محکمہ اطلاعات

محکمۂ اطلاعات و تعلقات عامہ آندھرا پردیش کی حال ہی میں تنظیم جدید ہوئی ہے۔ گزیٹیڈ اور نان گزیٹیڈ عملہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ انگریزی، تلنگی، ہندی اور اردو کے شعبوں کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ محکمہ کے بجٹ میں بھی قابلِ لحاظ اضافہ ہوا ہے لیکن اسکے باوجود بقولِ غالب ؎

ہے ہیں جسقدر جام و سبو میخانہ خالی ہے

عملہ میں اضافہ ہوا ہے، اخراجات میں اضافہ ہوا ہے لیکن کارکردگی میں کیا بہتری اور افادیت پیدا ہوئی؟ کونسا صحت مند اور ترقی پسند اقدام کیا گیا؟ تعلقات عامہ کو استوار کرنے، رائے عامہ کو ہموار کرنے اور شعور عامہ کو بیدار کرنے میں کیا کیا اقدامات کئے گئے؟ تہذیب ثقافت کی بقاء و ارتقاء کیلئے کیا کیا گیا؟ مقامی صحافت کی رہنمائی اور امداد کے لیے کون کونسے مفید اقدامات کئے گئے؟ اس محکمہ کی کارکردگی کا بنظرِ غائر جائزہ لینے اور تجزیہ کرنے کے بعد جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے وہ "صفر" ہے اور بس!

سابق میں بھی محکمۂ اطلاعات تھا جو اپنی افادی اور قابلِ تحسین کارگزاری سے اپنے وجود اور افادیت کا ثبوت دیتا تھا۔ لیکن آج اس محکمہ کا وجود ہی "انگشت بدنداں" معلوم ہوتا ہے۔

افادیت تو رہی ایکطرف، مرحوم قاضی عبدالغفار صاحب کے زمانہ میں جو محکمۂ اطلاعات تھا وہ اپنی زندگی اور افادیت کا ثبوت دیتا تھا اور آج بھی وہی محکمۂ اطلاعات ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روح سلب ہو چکی ہے صرف جسد باقی رہ گیا ہے عوام کو ہر وقت یہ پوچھنے کا حق ہے کہ اطلاعات

[illegible]

کا ارشاد مبارک ہے کہ وہ عقلیں کہاں ہیں جو ہدایت کے چراغوں سے روشنی حاصل کرتی تھیں۔؟

قطعہ

سامنے چمن میں آج نشاطِ بہار ہے | جامہ بھی گل کا دیکھئے تو تار تار ہے
افسوس کرکے کہتا ہے مجنوں یہ بار بار | ناقہ کے واسطے بھی تو گردوغبار ہے

([illegible])

و تعلقات عامہ کے عنوان سے ہر سال میقات موازنہ میں جو خطیر رقومات منظور کرائے جاتے ہیں آیا اُن کا صحیح مصرف بھی ہو رہا ہے !؟

ہمارے محکمۂ اطلاعات سے مقامی صحافت کے لئے جو پریس نوٹ جاری کئے جاتے ہیں آخر اُنمیں کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ فلاں وزیر دورہ پر تشریف لے گئے اور فلاں وزیر دورہ سے واپس آئے، کیا ہمارا محکمۂ اطلاعات، آمد و رفت اور ایاب و ذہاب ہی کی خبروں کے لئے ہے؟ اِن خبروں سے عوام کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ اِن خبروں سے شعورِ عامہ میں کیا بیداری پیدا ہو سکتی ہے، تعلقاتِ عامہ میں کیا استواری آسکتی ہے، سماجی، معاشی اور تہذیبی مسائل کے سلسلہ میں رائے عامہ میں کیا ہمواری پیدا ہو سکتی ہے! اِن بے روح خبروں سے پنجسالہ منصوبہ بندی کے سلسلہ میں عوام میں تعاون و عمل کا کونسا جذبہ پیدا کیا جا سکتا ہے — !؟

ظاہر ہے کہ ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے۔ برٹش انفارمیشن سروس، امریکن انفارمیشن سروس اور دوسرے انفارمیشن سروسوں سے جب ہمارے پاس خبریں اور رائیں وصول ہوتی ہیں تو اُن خبروں اور رایوں کو دیکھکر یہ آرزو پیدا ہوتی ہے کہ کاش ہمارے محکمۂ اطلاعات سے بھی اسی طرح خبریں اور رائیں فراہم کی جاتیں — !

ہمارا محکمۂ اطلاعات لکیر کا فقیر کب تک بنا رہے گا؟ کیا ہمارے محکمۂ اطلاعات کا یہ فرض نہیں کہ وہ عوامی مسائل، قوم کے تعمیری مسائل، قومی خوشحالی اور منصوبہ بندی کے مسائل اور سماجی مسائل وغیرہ پر ماہرین سے مقالے لکھوا کر مقامی صحافت کے لئے فراہم کرے تاکہ اس سے شعورِ عامہ بیدار کرنے اور قومی خوشحالی کے مسائل کو آگے بڑھانے میں مدد ملے۔ یاد رکھیے! تنقید، تعمیر کے لئے ہوا کرتی ہے۔ انتقاد کا ایک منشاء یہ بھی ہے کہ جہاں خوبیاں نہیں ہیں وہاں خوبیاں پیدا کی جائیں۔ ہماری اس تنقید اور اظہارِ خیال کا منشاء بھی تعمیری ہے۔ ہم ہمارے محکمۂ اطلاعات کو "خوب سے خوب تر" دیکھنے کے متمنی ہیں۔ اسی نیک اور پُر خلوص جذبہ کے تحت یہ اداریہ سپردِ قرطاس کیا گیا ہے۔ ہم آئندہ اشاعتوں میں اس محکمہ کے دوسرے شعبوں کی کارکردگی پر بھی روشنی ڈالیں گے — !

قطعہ

ہمیشہ سر کو رکھ خالی جنوں سے | خدا محفوظ رکھے بد شگوں سے
یہ کہتا جاتا ہے علم و ادب بھی | بڑھی وقعت فنونِ گونا گوں سے

(آمدہ از نذری باغ)

کونین رسول الثقلین کی زندگی
سیّدۂ بنت امین قابل تقلید

از۔ سعید النساء اثیمہ بنت مولوی محمد امداد علی صاحب
تعلقدار مرحوم ؛

فاطمہ زہرا صدیقۂ کبریٰ بلحاظ ذاتی و صفاتی فضیلت اور مقدس اوصاف کے بہترین عالم ہیں۔ جن کے ساتھ عقیدت و محبت رکھنا عین ایمان اور جن پر درود و سلام بھیجنا عبادت ہے جن کی شان میں خالق عالم نے آیۂ تطہیر نازل کرکے عصمت و طہارت کی سند عطا فرمایا یہ معصومہ سیدہ اسی نور کا ایک جزو ہیں جس کی نسبت مخبر صادق نے خبر دی ہے کہ (اوّل ما خلق اللہ نوری) آپ اُن افراد طاہرہ میں سے ایک ہیں جن کے اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ سے ابوالبشر حضرت آدم صفی اللہ نے اپنے ترک اولیٰ کی معافی چاہی اور غفور الرحیم نے ان کے واسطہ سے معاف فرمایا ان کی مدح و ثنا امکان بشری سے خارج ہے جس طرح ذکور کے لئے سرور کائنات کی ذات بابرکات باعث فخر ہے اسی طرح اناث کیلئے سیدۂ عالم کی ذات ستودہ صفات مایہ ناز ہے۔ جس طرح پیغمبر خدا اور ائمہ ہدا کے اقوال و افعال امت کے لئے حجت ہیں۔ اسیطرح معصومہ کے اقوال و افعال بھی امت کے واسطے حجت ہیں۔ سرور عالم عورتوں کے اعمال مخصوصہ کو عملاً دکھا کر اس پر مثال قائم نہیں کرسکتے تھے اسلئے خدا نے اناث میں فاطمہ زہرا کو اپنی حجت قرار دیا تاکہ ان مسائل کو جو نسوانیت سے مخصوص ہیں سمجھائیں اور اپنے طرز اخلاق و معاشرت سے احکام و منشائے الٰہی کے مطابق عملی مثال قائم کریں۔ اسی وجہ سے پیغمبر خدا باوجود باپ ہونے کے فاطمہ زہرا کی تعظیم فرمایا کرتے تھے۔ ورنہ اولاد کی تعظیم کرنا باپ کے لئے کب لازم ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ پروردگار عالم کے نزدیک جناب سیدہ کی عظمت و جلالت ایسی تھی کہ اشرف الانبیا خدا کی طرف سے تعظیم کرنے پر مامور تھے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کا کوئی قول یا فعل اپنی خواہش سے نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ آپ جو بھی کہتے اور کرتے تھے وہ وحی اور حکم خدا کے مطابق ہوتا یہ طرز عمل امت کی ہدایت کے لئے کافی ہے۔

علم و اخلاق۔ پیدائش کے وقت سے آغوش پیغمبرؐ میں پرورش پائی پیغمبر بھی وہ جو معرفت الٰہی اور مکارم اخلاق کی تعلیم کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ ارشاد باری ہے (انک لعلیٰ خلق عظیم) اسی طرح آپ بھی علم لدنی و احکام ربانی سے واقف اور مکارم اخلاق کا نمونہ تھیں

عبادت۔ اس امت میں مثل فاطمہ زہرا کے کسی کی عبادت نہیں محراب عبادت میں کھڑے رہنے سے پاہائے مبارک متورم ہو جاتے تھے شب جمعہ تو صبح تک نماز و ذکر الٰہی میں مشغول رہتی تھیں اور ہمیشہ مومنین و مومنات کے حق میں دعائے خیر کیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت حسنؑ نے پوچھا کہ اماں جان آپ سب کے لئے دعا فرماتی ہیں مگر اپنی ذات کے لئے کوئی دعا نہیں کرتیں۔

معصوم نے کہا کہ دوسروں کو اپنے نفس پر مقدم رکھنا چاہیئے انسان کو لازم ہے کہ پہلے سب کا کام بنانے اس کے بعد اپنا کام کرے۔

عدل۔ جناب رسالتمآب نے آپکی خدمت کیلئے ایک کنیز عطا فرمایا جس کا نام فضہ رکھا۔ انصاف اسکو کہتے ہیں کہ جناب سیدہ ایک روز پورا کام خود کرتی تھیں اور ایک روز فضہ سے کروا تی تھیں۔ جھاڑو دینے سے آپکے کپڑے گرد آلود ہو جاتے اور چکی پیسنے اور سوت کاتنے کی وجہ سے ہاتھوں کی کھال چھل گئی تھی۔ لیکن بجز کلمہ شکر کے کوئی بات زبان پر نہ آتی تھی۔

ایک مرتبہ امیر المومنین مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے سرور عالم نے تبسم کا سبب دریافت فرمایا تو کہا کہ یا رسول اللہ آج میں گھر میں گیا تو دیکھا کہ فاطمہ زہرا خواب میں ہیں اور حسین سینہ پر سو رہے ہیں چکی خود بخود چل رہی ہے اور آٹا پس رہا ہے۔ یہ سنکر پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آل محمدؐ کی خدمت کے لئے فرشتوں کو مقرر کیا ہے۔

زہد۔ اہلبیت نے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا ان کی قلت معیشت افلاس کی وجہ سے اضطراری نہ تھی بلکہ اس کے اسباب اختیاری تھے۔ حضرات ایثار و سخاوت کے خیال سے سیر ہو کر کھانا مکروہ سمجھتے تھے۔ تکلیف دریافت کے امور کو خالق عالم کی خوشنودی کا باعث جانتے تھے۔ اہلبیت اگر چاہتے تو شاہانہ زندگی بسر کر سکتے تھے۔ ان کے مراتب میں کسی قسم کا نقص بھی نہیں آسکتا تھا۔ لیکن ان کو تو یہ منظور تھا کہ امت کیلئے مثال قائم کریں تاکہ کوئی مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو بے صبری نہ کرے مصائب کو فانی سمجھکر صفات الٰہیہ پر نظر رکھے اور جنکو خدانے صاحب ثروت کیا ہے وہ لوگ شکر بجالاتے ہوئے محتاج و مفلس لوگوں کی مدد کریں۔

سخاوت۔ ایک روز سرور کائنات اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ضعیف شخص نے آکر سلام کیا اور کہا کہ یا نبی اللہ میں بھوکا ہوں کھانا کھلایئے اور لباس و زاد راہ مرحمت فرمایئے؟ آنحضرت نے بلال کو حکم دیا کہ اس کو خیر النساء کے دروازہ پر پہنچا دو اس مرد مفلس نے آواز دی السلام علیکم یا اہلبیت النبوۃ۔ مخدومۂ کونین نے سلام کا جواب دیکر پوچھا کہ کون ہے اس نے عرض کی کہ ایک ضعیف عرب ہوں زمانہ کی گردش نے بیوطن کر دیا ہے آپ کے والد ماجد سے اپنی حاجت بیان کی آپ سے در دولت پر مجھے بھیجا ہے۔

اتفاق سے اس دن سب فاقہ تھے مگر خود بھوکے رہنا اور سائل کے سوال کو رد نہ کرنا اس گھرانے کی خصوصیت تھی۔ معصومہ کو حضرت حمزہ کی دختر فاطمہ نے ایک گلو بند بطور ہدیہ بھیجا تھا۔ اس کو گلے سے نکال کر سائل کو دیا کہ اسکو فروخت کرکے اپنی ضروریات پوری کر لینا۔ وہ شخص سرور عالم کے پاس آکر کہا کہ آپ کی صاحبزادی نے اپنا گلو بند عطا کیا ہے رسول اکرم خاتون جنت کی سخاوت و ایثار کو سنکر آبدیدہ ہو گئے عمار بن یاسر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اجازت دیں تو میں خریدنا چاہتا ہوں حضور نے اجازت دیدی حضرت عمار نے پوچھا کس قیمت میں بیچنا چاہتے ہو سائل نے کہا اس کی قیمت یہ ہے کہ مجھے کھانا کھلا دیا جائے اور ایک بردیمانی اوڑھنے کیلئے دیجائے ایک اشرفی زاد راہ کے واسطے در کار ہے کہ میں



و [illegible] سے عمار نے کہا کہ اس گلوبند کی قیمت بیس دینار دو سو درہم ایک برد یمانی بیچنے والے کے اور کھانا کھلا کر اپنے اونٹ پر سوار کر کے وطن روانہ کر دونگا اسی نے کہا کہ سبحان اللہ اسکی قیمت زیادہ اور کیا چاہیئے۔ حضرت عمار اسکو اپنے گھر لیگئے گیہوں کی روٹی اور گوشت کھلا کر برد یمانی دینار و درہم اور اونٹ دیدیا۔ سائل پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ مجھے کھانا و کپڑا بھی ملا اور میں مفلس و نادار غنی ہو گیا۔ یہ کہکر اُس نے دعا کی کہ یا رب فاطمہ بنت محمد کو ایسی نعمت عطا کر جو کسی نے نہ آنکھ سے دیکھی ہو اور نہ کان سے سنی ہو۔ آنحضرت نے اس کی دعا پر آمین فرمایا۔

عمار نے اس گلوبند کو برد یمانی میں لپیٹ اپنے غلام سہم کو دیکر کہا کہ میں نے تجھے معہ گلوبند و برد یمانی کے بخشا اپنا کی خدمت میں ہدیہ کیا۔ سہم حاضر خدمت ہو کر اپنے آقا کے ہدیہ کو پیش کیا پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میں نے تجھکو معہ ان چیزوں کے فاطمہ زہرا کو بخشا۔ سہم برد یمانی و گلوبند کو لے کر سیدہ عالم کے بیت الشرف پر حاضر ہوا اور کیفیت عرض کی آپ نے گلوبند و برد یمانی لے کر سہم کو راہ خدا میں آزاد کر دیا۔ غلام نے کہا کہ سبحان اللہ یہ گلوبند کس قدر متبرک ہے کہ اس کی بدولت بھوکے کو کھانا برہنہ کو پارچہ محتاج کو دولت ملی۔ اور بندہ آزاد ہو گیا۔

پیغمبر خدا کا معجزہ دیکھ کر ایک اعرابی مسلمان ہو گیا تو آپ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ اسکو قرآن سکھاؤ اور جب یہ معلوم ہوا کہ وہ محتاج ہے تو کہا کہ جو اس کی سواری کا انتظام کرے خدا اوسکو جنت میں شتر عطا کرے گا۔ یہ سنکر سعد بن عبادہ نے اپنی اونٹنی دے دی۔ جب اعرابی کو ناقہ مل چکا تو فرمایا کہ جو شخص اس کو عمامہ دے گا اللہ تعالی اس کو تاج بہشتی پہنائے گا امیر المومنین نے اپنا عمامہ عنایت فرمایا پھر ارشاد ہوا جو اس کے لئے زاد راہ مہیا کرے اس کو زاد تقوی عطا ہوگا یہ سنکر سلمان فارسی توشہ کی فکر میں نکلے پہلے امہات المومنین کے پاس گئے تو وہاں کچھ انتظام نہ ہو سکا۔ پھر فاطمہ سلام اللہ علیہا سے سب کیفیت بیان کی تو فرمایا کہ گو ہم سب فاقہ میں مگر ثواب کے کام کو رد نہیں کیا جا سکتا تو یہ میری چادر شمعون یہودی کے پاس رکھکر ایک صاع جو اور خرما قرض لاؤ سلمان چادر لے کر گئے اور شمعون کے ہاتھ میں دے دی اس نے چادر کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور کہنے لگا کہ سخاوت اس کو کہتے ہیں اسی کی خبر حضرت موسی نے توریت میں دی ہے اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھ کر وہ مسلمان ہو گیا سلمان فارسی نے جو اور خرما خاتون جنت کی خدمت میں پیش کئے جو پیسکر روٹیاں پکائی گئیں اور خرمے کے ساتھ رکھکر آنحضرت کے پاس بھجوا دیا۔

پردہ۔ ایک مرتبہ سیدہ طاہرہ پدر بزرگوار کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک نابینا نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو آپ وہاں سے ہٹ گئیں۔ جب وہ شخص ملاقات کر کے واپس چلا گیا تو پیغمبر خدا نے پوچھا کہ تم نے اس سے پردہ کیوں کیا سیدہ نے جواب دیا کہ وہ مجھکو نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن میں تو اسکو دیکھ سکتی تھی۔ آنحضرت یہ سنکر بہت

سرفراز ہوئے۔

ایک روز رسالتمآب کی خدمت میں سب اصحاب حاضر تھے فرمایا کہ کہو عورتوں کے لئے سب سے بہتر عمل کیا ہے۔ کسی نے کوئی جواب نہ دیا جب مجلس برخاست ہوئی جناب امیرؑ بھی اپنے گھر آئے اور فاطمہ زہراؑ سے آنحضرت کے سوال کا ذکر کیا تو آپ نے کہا کہ عورتوں کے لئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھیں اور نہ کوئی غیر مرد ان کو دیکھے۔ علی مرتضیٰ نے فاطمہ زہراؑ کا جواب آنحضرت کو سنایا تو فرمایا کہ کیوں نہ ہو وہ میری پارۂ جگر ہے۔

ایک دن سرور کائنات نے اصحاب سے سوال کیا کہ عورت کو خدا سے کس وقت زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے۔ سب لوگ خاموش رہے کوئی جواب نہ دے سکے۔ جناب سیدہ نے جب یہ سنا تو فرمایا کہ عورت کو خدا سے اس وقت زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ اپنے گھر کے اندر بھی پردہ کا کامل خیال رکھتی ہے۔

سیدۃ النساء العالمین کی ذات بابرکات ہر نیک صفت سے متصف تھیں۔ لیکن عبادت، سخاوت، صبر زیادہ نمایاں ہیں۔

کچھ برطانوی عورتوں کے بارے میں

(از قلم:- سارا اسنو)

ایک زمانہ تھا جب عورتیں صرف گھریلو کام انجام دیتی تھیں۔ لیکن وہ اب زندگی کے ہر شعبہ میں داخل ہو چکی ہیں۔ عورتیں ڈاکٹر ہیں۔ وکیل ہیں۔ پائلٹ ہیں۔ دندان ساز ہیں۔ ماہرین تعمیرات ہیں۔ انجینئر ہیں وہ فیکٹریوں، دفتروں اور ہوٹلوں میں کام کرتی ہیں۔ پیٹرول پمپوں اور دودھ کی دکانوں میں خدمات سرانجام دیتی ہیں۔

برطانیہ میں تقریباً ۹۰۰۰۰۰۰ عورتیں برسر روزگار ہیں۔ ان میں نصف تعداد تو شادی شدہ عورتوں کی ہے۔ فیکٹریوں اور دفاتر میں تو ان کی تعداد پہلے ہی سے کافی تھی لیکن اب وہ ایسے میدانوں میں بھی داخل ہو گئی ہیں جن پر پہلے صرف مرد ہی چھائے ہوئے تھے۔ بہت سی برطانوی عورتیں محکمہ پولیس اور محکمہ جیل میں ملازم ہیں۔ اور کئی عورتیں بری۔ بحری اور فضائی فوجوں کے زنانہ شعبوں میں خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ برطانیہ کے ہاؤس آف کامنز کی سرکاری اور اپوزیشن بنچوں پر بھی آپ کو عورتیں نظر آئیں گی۔ دو عورتیں وزیر ہیں اور چار عورتیں ہاؤس آف لارڈز کی ممبر ہیں۔ سول سروس کے متعدد اعلیٰ عہدے عورتوں کے لئے کھلے ہیں۔

ٹیلیفون محکمہ میں تو عورتوں کی مانگ ہمیشہ رہتی ہے۔ اب تو وہ بسوں میں کنڈکٹری بھی کرنے لگی ہیں۔ ریلوے کے عملہ میں بھی عورتیں شامل ہو رہی ہیں۔ برطانیہ میں بعض عورتیں پائلٹ ہیں اور وہ ہوا بازی کی تربیت دینے کا کام کرتی ہیں۔ سیر و سیاحت کی صنعت میں عورتیں گائڈ کے فرائض انجام دیتی ہیں۔ عجائب گھروں اور لائبریریوں میں ان کو بہت سے کام مل سکتے ہیں۔

بہت سی عورتیں ڈاکٹروں کے طور پر ہسپتالوں میں خدمات انجام دے رہی ہیں اور کئی پرائیویٹ پریکٹس کرتی ہیں۔ برطانیہ میں ایک ہزار سے زائد عورتیں دندان ساز ہیں اور ایک تو برٹش ڈینٹل ایسوسی ایشن کی صدر رہ چکی ہے۔ جو کہ کوئی معمولی اعزاز نہیں۔ بہت سی عورتیں وکالت کرتی ہیں اور کئی مجسٹریٹ بھی ہیں۔ برطانیہ میں آپ کو ایسی عورتیں بھی ملیں گی جو فن تعمیر کی ماہر ہیں۔ دو منزا انجینئرنگ ایسوسی ایشن نے بتایا ہے کہ کئی عورتیں میکینیکل انجینئروں، الیکٹریکل انسپکٹروں۔ صنعتی رابطہ افسروں وغیرہ کے طور پر کام کر رہی ہیں۔

مختصر یہ کہ آجکل برطانوی عورتیں ایسے ایسے کام انجام دے رہی ہیں کہ اگر ان کی پردادیاں سن لیں تو وہ حیرت میں ڈوب جائیں۔

دو نامبر آوردہ اور سربرآوردہ مجتہدین حیدرآباد میں!

حیدرآباد۔ ۱۸ مئی کو آیت اللہ علی رضا ریحانی ایران سے اور ۱۹ مئی کو آیت اللہ امینی عراق سے بذریعہ طیارہ وارد حیدرآباد ہوئے ہیں۔ علامہ مذکور حیدرآباد کے ممتاز ایرانی تاجر آقای حسین ضابط (مدینہ ہوٹل) کے مہمان ہیں۔
اگر آپ ان سے مل کر فیض حاصل کرنا چاہتے ہوں تو آقای حسین ضابط سے ربط حاصل فرمایئے

مدینہ ہوٹل کا ٹیلیفون نمبر (۴۰۶۸۶۴) ہے۔

ہمارے لئے سونا کیوں ضروری ہے؟

قدرت نے بعض ایسے اصول یا قاعدے بنائے ہوئے ہیں جن پر عمل کرکے ہم تندرست رہ سکتے ہیں اور لمبی عمر پا سکتے ہیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو اس کا خمیازہ ہمیں بھگتنا پڑتا ہے۔

قدرت کا پہلا اصول تو یہ ہے کہ ہم کھانا ضرور کھائیں۔ ہمارا جسم ایک مشین کی مانند ہے اور ہر مشین کو ایندھن کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر موٹر کار میں پٹرول نہ ڈالا جائے تو وہ چلنا بند کر دیتی ہے۔ اسی طرح اگر جسم کو غذا نہ ملے تو وہ ناکارہ ہو جاتا ہے۔

قدرت کا دوسرا اصول یہ ہے کہ ہم اپنا کچھ وقت نیند میں گزاریں۔ اگر ایک موٹر کار ہر وقت چلتی رہے اور اس کے انجن کو آرام نہ ملے تو وہ جلد بیکار ہو جائیگی۔ اسی طرح آرام انسانی جسم کے لئے بھی بہت ضروری ہے۔

ایک بہت بڑے شاعر نے نیند کو "ننھی موت" کا نام دیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم جب عالم خواب میں ہوتے ہیں تو ہم مرتے تو نہیں لیکن ایک لحاظ سے ہم اس وقت موت کے جتنے قریب ہوتے ہیں اتنے اپنی زندگی میں کسی اور وقت نہیں ہوتے۔

قدرت کیوں چاہتی ہے کہ ہم ۲۴ گھنٹوں میں کچھ وقت ضرور نیند میں گذاریں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیداری کے اوقات میں ہماری قوتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اور نیند اُن کو بحال کر دیتی ہے۔

ہمارے اعصابی نظام کے دو بڑے حصے یا گروپ ہیں۔ ڈاکٹروں نے ان گروپوں کو بہت لمبے چوڑے نام دے رکھے ہیں۔ ہمیں ان ناموں کے جھگڑے میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمیں تو صرف یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک گروپ ہماری قوتوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اور دوسرا اُن کو خرچ کرتا ہے۔

جب ہم عالم بیداری میں ہوتے ہیں اور خاص کر جب ہم سخت محنت کرتے ہیں تو ہم کاربن، آکسیجن اور ہائیڈروجن خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اس عمل کے نتیجہ کے طور پر ہمارے جسم میں کئی قسم کی بیکار چیزیں یا فضلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ گردش خون میں رکاوٹ ثابت ہوتا ہے۔ صاف اور تازہ خون آسانی سے دماغ تک نہیں پہنچ سکتا۔ دماغ صرف اس حالت میں اچھی طرح سے کام کر سکتا ہے جب اسے باقاعدہ تازہ خون ملتا رہے۔ اگر تازہ خون کی سپلائی میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے تو دماغ میں سستی آ جاتی ہے۔ نیز سستی اور پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو صحت کے لئے مضر ہیں۔

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ سخت محنت ہمیں تھکا دیتی ہے۔ اور تھک جانے کے بعد ہم کسی چیز کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتے۔ ایسی حالت اس بات کی علامت ہے کہ ہم اپنی قوتیں بہت زیادہ خرچ کرتے رہے ہیں۔ اور اب ہمیں آرام کرنا چاہیئے۔ یعنی سونا چاہیئے۔ نیند آ جانے پر ہمارے جسم کا دوسرا حصہ یعنی قوتوں کو بچانے والا حصہ اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ جس سے ہماری کھوئی ہوئی قوتیں بحال ہو جاتی ہیں۔ مختصر یہ کہ جب قدرت ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ہم تھک چکے ہیں اور کہ ہمیں آرام کرنا چاہیئے تو ہمیں اس کی نصیحت پر فوراً عمل کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو وہ ہم سے انتقام لے گی۔

ہندوستانی افسران جنگلات کی برطانیہ میں تربیت!

کامن ویلتھ ملکوں کے افسران جنگلات کی ایک جماعت ان دنوں آکسفورڈ یونیورسٹی کے امپیریل فارسٹری انسٹی ٹیوٹ میں ایک پوسٹ گریجویٹ کورس کر رہی ہے۔ اس میں تین ہندوستانی افسر بھی شامل ہیں۔ ان کے نام ہیں۔ مسٹر جی۔ ایم۔ اکریا (بنگلور) مسٹر آر۔ سی۔ سوہانچا (پونڈی اڑیسہ) اور مسٹر آر۔ این۔ کپور (راجی پٹیالہ) یہ افسران حال ہی میں اسٹیفنز لمیٹڈ نام کی فرم کے ایک کارخانہ کو دیکھنے کے لئے گئے تھے جہاں لکڑی چیرنے کی مشین تیار کی جاتی ہیں۔

مجلس جہلم آیت اللہ بروجردی در مسجد زہرا

بدائرہ حضرت میر مومنؒ بعد نماز مغربین!

خلاصہ تقریر آقای سید الواعظین شاہ عباس منصوری خراسانی

شب جمعہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ

ارشاد باری تعالی (وَمَا مِن قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا نَذِيرٌ) دنیا میں کوئی بستی ایسی نہیں ہے جہاں ہم نے ایک پیغمبر نہ بھیجا ہو۔ سو نہیں ہزار نہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہر گوشۂ زمین پر خداوند عالم نے مبعوث فرمائے۔ (وَاَرْسَلْنَا لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا) تمام خلائق پر خداوند عالم نے اپنی طرف سے رسول روانہ فرمائے۔ تاکہ اتمام حجت ہو۔ اور یہ کوئی نہ کہے کہ ہم خداوند عالم کے احکام سے ناواقف تھے۔ اور یہ بھی انتہائے رحم وکرم ہے کہ خداوند عالم نے ہر رسول کو اس قوم کی زبان جاننے والا نازل فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد ہے (وما ارسلنا رسولاً الا بلسان قومہ) اسی بنا پر حضرت ختمی مرتبت کی ولادت چونکہ ملک عرب میں ہوئی لہذا قرآن و احکام الٰہی عربی زبان میں نازل ہوئے (ذات پاک تو کہ در ملک عرب گشت پدید بہر آں سبب آمدہ قرآن بزبان عربی) مگر اتنا فرق ہے کہ کچھ انبیاء خاص کچھ بستیوں کے لئے مقرر تھے اور کچھ انبیاء خاص قوم کے لئے۔ اور کچھ انبیاء تمام

ایک قبیلہ کے لئے لیکن حضرت محمد ابن عبداللہ صلوات اللہ علیہ (کَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا) سارے جہان کے مخلوقات کے لئے پیغمبر اور رہنما رہبر کل ہیں۔ نفس نبوت میں تمام انبیاء مساوی ہیں (لا نفرق بین احد من رسلہ) لیکن درجات میں فرق ہے۔ (تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ) یعنی یہ سب رسول جو بھیجے ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ (وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ) ان میں سے بعض کے درجے بلند کئے۔ ہر نبی جس قوم میں مبعوث ہوا وہ ہر فضیلت وکمال میں تمام افراد میں سے افضل تھا۔ چونکہ حضرت رسولؐ اکرم سارے جہان کیلئے پیغمبر تھے تو اس اصول سے ساری مخلوقات عالم سے افضل واعلم واعلیٰ ہیں۔ حضرت رسولؐ اکرم سارے جہاں کیلئے معلم کل۔ رہنما و ہادی رہبر کل ہیں۔ اگر ایک صفت میں بھی شاگرد استاد سے فضیلت رکھتا ہے تو وہ قابل پیغمبری اُن پر نہیں ہو سکتا ہے۔ چونکہ رسول اللہ کا دین و احکامات قیامت تک باقی ہے (حلال محمدٌ حلال الی یوم القیامہ) تب رسول اکرم کے بعد ان کے اوصیاء و خلفاء بھی ویسی ہی خصائل و فضائل کے حامل ہونا چاہئیں تاکہ سارے مخلوقات کی رہبری کرسکے۔ چنانچہ صادق آل محمدؐ ارشاد فرماتے ہیں (کلما کان لمحمدؐ کان لنا اھل البیت الا النبوۃ) تمام خصائل وفضائل وخزائن علم الٰہی جو خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰؐ کو عطا فرمائے تمام بدون کم وکسر ہم اہلبیت کو عطا فرمائے سوائے نبوت کے اسی بناپر رسول اکرم کے بعد ہر وصی افضل تمام افراد مخلوقات بلکہ افضل تمام انبیاء ماسبق ہیں۔ یونیورسٹی میں ایک

پروفیسر جانے کے بعد اسکی جگہ دوسرا پروفیسر چاہئے کوئی معمولی تحتانی اسکول کا ماسٹر یونیورسٹی میں پروفیسر کی جگہ نہیں رہ سکتا ہے۔ رسول اکرم تمام مخلوقات کے لئے معلم کل اور ہادی و رہبر و پیشوا برحق ہیں۔ ان کے خلفا و جانشین و اوصیاء بھی ویسے ہی اعلم مخلوقات ہونی چاہئیں تاکہ رسول اکرم کی جگہ مخلوقات کی ہدایت کر سکے مثلاً رسول اکرم دنیا کی تمام زبانوں سے واقف تھے ویسے ہی ان کے جانشین بھی تمام السنۂ دنیا کو جاننا ضروری ہے۔ اسکی بنا پر فرمایا (انا مدینۃ العلم و علیؑ بابہا) میں شہر علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جب کسی گھر میں آنا ہے تو دروازے سے آنا ضروری ہے۔ اگر چھت سے گھر میں داخل ہو گئے تو چور کہا جائے گا۔ یہ منصب جانشینی علی مرتضی اور گیارہ اماموں کو خداوند عالم نے عطا فرمایا یہانتک کہ یہ منصب جانشینی و امامت حضرت مہدی امام دوازدہم کو پہنچا۔

بارویں امام سے ابتک

بارویں جانشین رسول اکرم یعنی حضرت امام محمد مہدی امام دوازدہم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کی ۲۵۵ ہجری قمری (سر من رای) میں ولادت ہوئی اور ۲۶۰ہجری میں جب کہ والد بزرگوار حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام شہید ہوئے تو آپ نظروں سے غائب ہوئے اور اسکو (غیبت صغریٰ) کہتے ہیں۔ اور خاص نائبین کے ذریعہ سے احکامات اسلامی کو دستمداران مذہبی تک پہنچا دیا جاتا تھا۔

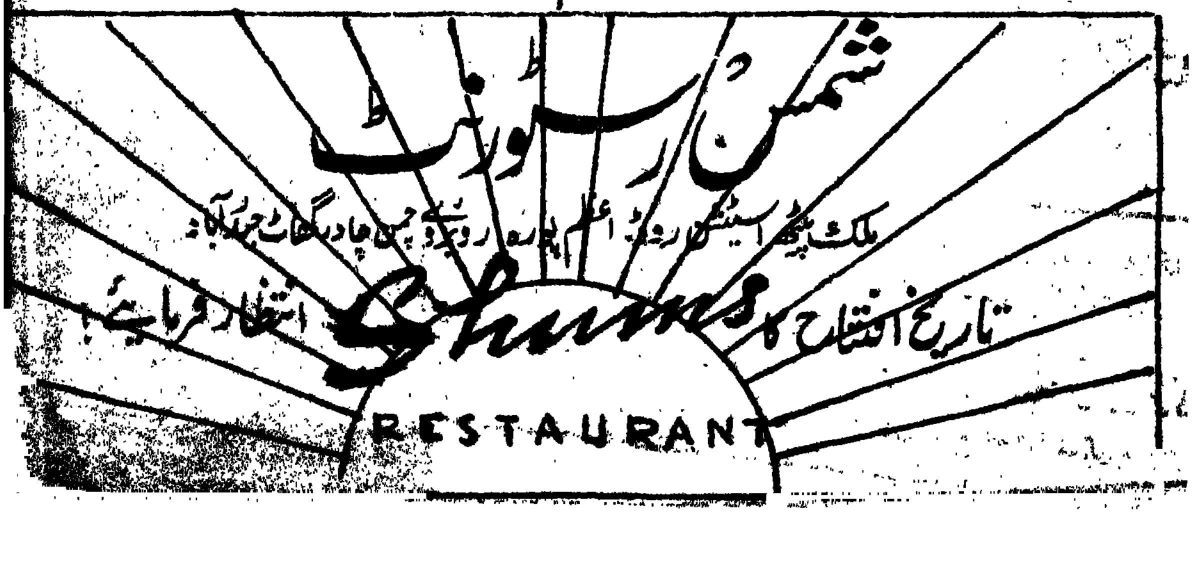
غیبت صغرای و نواب اربعہ

غیبت صغریٰ کی مدت قریب (۷۰) برس کی تھی۔ اور اس عرصہ میں چار نائبین مخصوص حضرت کی طرف سے مقرر تھے جو یکے بعد دیگر حضرت کی طرف سے احکامات الٰہی کو خلق اللہ میں پہنچایا کرتے تھے۔ (۱) حضرت عثمان بن سعید عمروی (۲) حضرت محمد بن عثمان (۳) حضرت حسین بن روح (۴) حضرت ابوالحسن علی بن محمدؒ۔ یہہ حضرات سترسال تک امام زمان اور خلق اللہ کے درمیان واسطہ و رابطہ تھے۔ اخیر میں نائب چہارم کو ایک رقعہ حضرت مہدی آخر زمان سے اس مضمون کا وصول ہوا۔ (اما الحوادث الواقعہ فارجعوا فیہا الی رواۃ حدیثنا فانہم حجتی علیکم و انا حجۃ اللہ علیہم) یعنی آیندہ حوادث واقعہ کی نسبت ہمارے راویان حدیث سے رجوع کرو کیونکہ یہ لوگ میرے طرف سے تم سب پر حجت ہیں اور میں خدا کی حجت ان پر ہوں۔ چوتھے نائب ابوالحسن علی بن محمد کا ۳۲۹ھ میں انتقال ہوا اور حضرت مہدی آخر زمان علیہ السلام کی غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہوا۔

غیبت کبریٰ و مجتہدین کرام

نائب چہارم کے انتقال کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کے حکم صریح کے بنا پر محدثین و مجتہدین بہ حیثیت نائب امام امورات دینی و مسائل مذہبی میں فتاوی صادر کرتے تھے۔ اور ان مجتہدین کو (مراجع تقلید) کہا کرتے تھے۔ سلسلہ مراجع تقلید غیبت کبریٰ سے ابتک حسب ذیل ہے۔ حضرت محمد بن یعقوب کلینی رازی جو اپنے زمانہ

ہیں سب سے اعلیٰ محدث وعالم تھے۔ کتاب مشہور (کافی) جناب کی تالیف ہے جو کہ اس زمانہ سے اب تک جو کئی سو سال سے زائد کا عرصہ ہوتا ہے۔ عالم اسلام کے لئے سب سے موثق ترین کتاب ہے جس کی نسبت حضرت مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (الکافی کاف لِاَمتنا) کتاب کافی ہماری امت کے لئے کافی ہے قیامت تک۔ زمان غیبت صغریٰ میں آپ حضرت مہدی آخر زمان سے فیض یاب تھے۔ ایک سال بعد ختم غیبت صغریٰ یعنی اوائل غیبت کبریٰ در ۳۲۹ھ انتقال فرمایا۔ مدفن بغداد ہے۔ (۲) شیخ صدوق (ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ) جنہوں نے کتاب (من لا یحضرہ الفقیہ) شہرہ آفاق کتاب تصنیف فرمائی ۳۸۱ھ ہجری میں فوت ہوئے اور مدفن (ابن بابویہ) نزدیک طہران ایران ہے۔ جو زیارت گاہ خلائق ہے۔ (۳) تیسرے نائب امام حضرت شیخ مفید (محمد بن نعمان) تھے۔ جو ۳۳۶ھ ہجری میں تولد اور ۴۱۳ھ میں وفات ہوئی۔ اور مدفن کاظمین قریب بغداد ہے (۴) چہارم حضرت سید مرتضیٰ علم الہدیٰ (شاگرد شیخ مفید) جو علمائے اعلیٰ اسلام کے سب سے بلند پایہ و اَعلم العلمائے عصر تھے۔ ۴۳۶ھ میں وفات پائی۔ (۵) پنجم حضرت شیخ طوسی ابو جعفر شاگرد شیخ مفید علیہ الرحمہ ۴۶۰ھ میں مرحوم ہوئے اور مدفن نجف اشرف ہے (۶) ششم حسن بن محمد فرزند شیخ طوسی۔ متوفی در ۴۹۴ھ (۷) ہفتم علامہ طبری محمد بن ابوالقاسم متوفی در ۵۲۵ھ (۸) ہشتم ابو المکارم جو اعلم العلماء وقت تھے ۵۸۵ھ وفات پائی۔ (۹) نہم از علماء و مراجع تقلید ابن ادریس (محمد) وفات ۵۹۸ھ (۱۰) دہم از نائبین امام و مجتہدین وقت حضرت شاذان جنہوں نے ۶۱۶ھ میں وفات کی اور اسلام میں وہ خدمت ادا کی جو حد احصے سے باہر ہے۔ (۱۱) یازدہم ابن نما متوفی سال ۶۳۰ھ ہجری (۱۲) محقق حلی شیخ ابوالقاسم جو اعظم علمای عالم اسلام میں تھے اور تمام علوم سے واقف تھے۔ اور ان کے تالیفات بہت ہیں ۶۷۶ھ میں فوت ہوئے اور مدفن (حلہ) عرب میں ہے۔ (۱۳) علامہ حلی۔ آیت اللہ شیخ جمال الدین ابو منصور ۶۴۸ھ میں تولد ہوئے اور ۷۲۶ھ میں فوت ہوئے۔ علامہ حلی کے اثر تبلیغ سے سلطان محمد خدابندہ بادشاہ مغل مذہب شیعہ اثنا عشری سے مشرف ہوکر ہزاروں کو دوستی اہلبیت میں شریک کیا۔ علامہ حلی کے کثیر تالیفات موجود ہیں جو قریب پانسو (۵۰۰) جلدیں ہیں۔ (۱۴) چہاردہم فخر المحققین ابو طالب پسر علامہ حلی تھے۔ کہ باپ کے جانشین مقرر ہوئے اور قیمتی خدمات انجام دیں۔ (۱۵) پانزدہم۔ شہید اول۔ ابو عبداللہ معروف بہ شہید جو اپنے زمانہ میں افقہ علماء کرام تھے۔ ۷۳۴ھ میں متولد ہوئے اور ۷۸۶ھ میں مخالفین کے ہاتھوں سے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ شہادت کے پہلے حضرت زندان میں محبوس رکھا گیا زندان میں سات دن کے اندر کتاب (لمعہ) تصنیف فرمائی جو علم فقہ میں بہترین و اعلیٰ ترین کتاب ہے۔ اس کے بعد مخالفین نے گردن مبارک کو سر سے علحدہ کردیا اور جسم مطہر کو دار پر آویزاں کیا اور دو دن کے بعد سولی سے جسد مبارک نکال کر آگ سے جلا دیا۔ رحمتہ اللہ علیہ (۱۶) شانزدہم فاضل مقداد متوفی ۸۲۶ھ (۱۷) ہفدہم علی خازن متوفی ۸۲۰ھ (۱۸) ہجدہم احمد فہد حلی



سنہ [illegible]ھ میں وفات پائی۔ (۱۹) فرزند شیخ شمس الدین محمد مکی فقیہ شہید خلائق ہوئے۔ سنہ ۸۶۰ھ میں وفات پائی۔ (۲۰) شیخ عبدالعالی عاملی جو علماء و فقہائی بزرگ سے محسوب ہوتے ہیں سنہ ۹۳۸ھ میں وفات پائی (۲۱) شیخ الاسلام محقق کرکی جو شاہ طہماسپ صفوی کے ہم عہد تھے۔ سنہ ۹۴۰ھ میں وفات پائی۔ مدفن نجف اشرف ہے۔ (۲۲) شہید ثانی زین الدین مصنف کتاب (شرح لمعہ) جو سنہ ۹۶۶ ہجری میں مخالفین کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ (۲۳) مقدس اردبیلی (ملا احمد اردبیلی) جو از حد ناسک اور اعظم ترین فقہائے عصر تھے۔ شاہ عباس صفوی کے زمانہ میں مرجع خلائق تھے سنہ ۹۹۳ میں وفات پاکر نجف اشرف میں دفن ہیں۔ (۲۴) حسن بن زین الدین فرزند شہید ثانی سنہ ۱۰۱۱ھ فوت ہوئے (۲۵) حضرت شیخ بہائی علیہ رحمہ معاصر شاہ عباس صفوی تھے۔ اور تمام علوم میں ماہر اور مرجع خلائق ہوئے سنہ ۱۰۳۰ھ وفات پاکر خراسان میں دفن ہوئے (۲۶) حضرت علامہ مجلسی اول ملا محمد تقی جو سنہ ۱۰۷۰ھ میں انتقال کئے۔ (۲۷) ملا صالح مازندرانی اعلم العلماء وقت تھے جو سنہ ۱۰۸۱ھ میں فوت ہوئے (۲۸) آقا حسین خونساری جنہوں نے سنہ ۱۰۹۹ھ اصفہان میں رحلت فرمائی (۲۹) علامہ مجلسی دوم (ملا محمد باقر) جن سے قریب [illegible] تصانیف ہیں۔ (۳۰) آقای فاضل ہندی سنہ ۱۱۳۷ھ میں اصفہان میں رحلت فرمائی۔ (۳۱) آقای علامہ جمال خونساری جو سنہ ۱۱۲۵ھ خونسار (ایران) میں وفات پائی (۳۲) ملا اسماعیل خواجوئی سنہ ۱۱۷۳ھ اصفہان میں وفات پائی۔ مخفی مبادا کہ اصفہان چونکہ سلاطین صفویہ کا صدر مقام و پایہ تخت تھا اس لئے جو زمرہ علماء و بزرگان علماء بھی اصفہان میں تھا۔ اور اسی طور علماء زیر سرپرستی سلاطین صفویہ اصفہان میں ہوئے ہیں۔ (۳۳) علامہ آقا باقر بہبہانی جو سنہ ۱۲۰۵ھ میں کربلائے معلیٰ میں وفات پاکر وہاں دفن ہوئے۔ (۳۴) علامہ نراقی مجتہد الزمان اور مرجع تقلید تھے۔ سنہ ۱۲۰۹ھ میں وفات پائی (۳۵) حضرت آیۃ اللہ شیخ جعفر کاشف الغطاء مصنف کتاب (جواہر) سنہ ۱۲۲۷ھ میں وفات پائی۔ (۳۶) حضرت میرزای قمی ابوالقاسم اعلم العلماء وقت خود اور مصنف کتاب مشہور (قوانین) جو سنہ ۱۲۳۱ھ میں وفات پاکر قم میں مدفون ہیں۔ (۳۷) حضرت ملا احمد نراقی جو سنہ ۱۲۴۴ھ میں فوت ہوئے۔ تمام علماء وقت خود سے اعلم تھے۔ (۳۸) علامہ شیخ محمد حسن نجفی اصفہانی مصنف کتاب (جواہر) سنہ ۱۲۶۰ھ نجف اشرف میں فوت ہوئے۔ (۳۹) حضرت آیۃ اللہ الاعظم شیخ مرتضیٰ انصاری مصنف کتاب مشہور (مکاسب) سنہ ۱۲۸۱ھ نجف اشرف میں فوت ہوئے۔ (۴۰) میرزای بزرگ شیرازی (سید محمد حسن شیرازی) جنہوں نے اعلیحضرت ناصرالدین شاہ قاچار کے زمانہ میں تمباکو نوشی کو حرام قرار دیا اور بادشاہ نے خود بھی حکم حجۃ الاسلام کی تعمیل کی سنہ ۱۳۱۲ھ میں سامرہ میں وفات پائی اور نجف اشرف میں دفن ہوئے۔ (۴۱) حضرت حجۃ الاسلام سید کاظم یزدی مصنف کتاب (عروۃ الوثقی) اور بانی مدرسہ بزرگ نجف سنہ ۱۳۳۷ھ میں نجف اشرف میں فوت ہوئے۔ (۴۲) آیۃ اللہ میرزا محمد تقی شیرازی مقیم کربلائے معلیٰ جو

مرجع عرب و عجم تھے۔ ۱۳۲۸ھ فوت ہو کر نجف مطہر نجف میں مدفون ہوئے۔ اسی زمانہ میں اور مشاہیر علمای اعلام موجود تھے۔ جیسے شریعت اصفہانی و آخوند ملا کاظم خراسانی و آقا ضیاء عراقی و شیخ عبدالکریم حائری و آقا حاجی سید حسین قمی جو مرجع خلائق تھے۔ خصوصاً آیۃ اللہ خراسانی جنکے حوزہ علمی دنیای اسلام میں سب سے بزرگترین و عالمترین محسوب ہوتے تھے۔ (۴۳) آیۃ اللہ آقا سید ابوالحسن اصفہانی جس کی وجہ سے حوزہ علمی نجف اشرف کو انتہائی ترقی حاصل ہوئی ۱۳۶۵ھ نجف اشرف انتقال فرمایا۔ آیۃ اللہ اصفہانی کے ایک ہی فرزند تھے جو نماز با جماعت میں حالت نماز میں چاقو سے شہید کئے گئے۔ آیۃ اللہ نے انتہائی صبر سے کام لے کر قاتل کو معاف کر دیا۔ (۴۵) آیۃ اللہ الاعظم حضرت حاجی سید حسین بروجردی جنہوں نے ۱۳۶۴ھ بر حسب خواہش عامۃ الناس و حسب استدعای خاص اعلیٰ حضرت شاہنشاہ محمد رضا پہلوی سفر مقدس (قم) تشریف لا کر حوزہ علمی قم کی صدارت اعلیٰ حاصل فرمائی اور عالم اسلام میں خدمات نمایاں انجام دیں چنانچہ آپ کی نگرانی میں (۹۰۰۰ ، ۲۲) طلباء نے علم دین مختلف علوم میں تحصیل کر کے آیۃ اللہ کے نام کو دوبالا کیا۔ طلباء کو ماہانہ (۶۰) روپیہ سے لیکر ایک سو وظیفہ معہ مفت حجرہ عطا فرماتے تھے۔ معصومہ قم میں ۶ ہزار نجف اشرف میں (۵ ہزار) کربلای معلیٰ ۲ ہزار کاظمین شریف میں تین سو۔ سامرہ شریف چھ سو۔ مشہد خراسان میں تین ہزار۔ اصفہان میں ایک ہزار۔ طہران میں دو ہزار۔ طلاب علوم دینی زیر تعلیم ہیں۔

اس کے علاوہ شہر تبریز اور شیراز اور اکثر ممالک حوزہای علوم دینی مرحوم آیۃ اللہ کی طرف سے منعقد جو ابتدائی تعلیمات حاصل کر کے اس کے بعد مدارس مقامات میں جا کر اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ آیۃ اللہ بروجردی نے تبلیغ دین حقہ کے لئے کئی نمایندے اپنی طرف سے یورپ۔ امریکہ۔ آفریقہ اور ایشیا روانہ فرمائے ہامبورگ جرمنی۔ انگلستان۔ فرانس۔ جنوبی امریکہ اور سویس بھی خاص نمایندہ اعزام فرما کر اور اکثر کتب اسلامی کو مختلف زبانوں میں ترجمہ فرما کر اکثر ممالک میں تقسیم کروایا گیا ہے۔ شہر قاہرہ مصر میں دار التقریب افتتاح فرمایا تا اسلام کے مختلف فرقہ ایک دوسرے سے نزدیک و متحد ہو سکیں۔ آیۃ اللہ بروجردی کے اکثر شاگرد دو زبان خارجی بھی تعلیم پاتے ہیں تاکہ یورپ و امریکہ میں اسلامی احکامات کو بیان کر سکیں اور اسی وجہ سے تبلیغ اسلام میں بہت کامیاب ہوئے ہیں۔ اور مختلف زبانوں میں کتب و رسالہ و کتب شائع فرمائے ہیں۔ عصر حاضر میں تقریباً (دس کروڑ) پیروان مذہب شیعہ ہیں۔ ان میں سے ستر ملیون (سات کروڑ) پیرو مذاہب حقہ شیعہ اثنا عشری (دوازدہ امامی) ہیں ان سات کروڑ سے تقریباً پانچ کروڑ مرحوم آیۃ اللہ مرحوم بروجردی کے مقلد و پیرو ہیں۔ ۱۳ شوال قمری کو آیۃ اللہ عظمیٰ نے قم میں رحلت فرمائی۔ اور مسجد الاعظم قم میں مدفون ہوئے۔ اس مسجد کی بنا آیۃ اللہ سے ہوئی اور اب تک پچاس لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا ہیں اور دنیائے اسلام میں بے نظیر مسجد ہے۔ طاب ثراہم و جعل الجنۃ مثواہم۔ اعلیٰ حضرت محمد رضا پہلوی خود بہ نفس نفیس معہ جملہ وزراء و اراکین سلطنت

باقی بر صفحہ ۳۶

عبادت خانہ میں جشن عقد علیؑ و زہراؑ

حیدرآباد ۱۶ مئی رات کے ۱۰ بجے عبادت خانہ اثنا عشریہ میں ایرانی ممتاز تاجر آقای حسین مناط صدر سیدۃ الزہرا کمیٹی حیدرآباد کی جانب سے جشن عقد علیؑ و زہراؑ نہایت اعلیٰ پیمانہ پر منعقد کیا گیا تھا۔ عبادت خانہ کے بالائی محل برقی کے ۱۴ قمقمے جگمگا رہے تھے۔ جو چودہ معصومین کی مقصود اعلان کر رہے تھے۔ عبادت خانہ کا دالان، پیش دالان وسیع صحن مومنین سے کھچا کھچ بھرا تھا۔ کیپٹن میر عباس علی صاحب عابدی نے قصیدہ سنایا۔ خطیب عصر نواب سید محمد عسکری جعفری موظف کمشنر بلدیہ سکندرآباد نے محفل عقد کو مخاطب فرمایا۔ موصوف کی طبیعت کا ہر لفظ ولا میں ڈوبا ہوا تھا۔ موصوف کا شمار حیدرآباد کے صف اول کے ذاکرین میں ہے۔ آپ کا بیانِ عالمانہ، فاضلانہ اور عصری دلائل پر ہوتا ہے۔ آپ کے بیان میں وہ کشش ہوتی ہے کہ گھنٹوں سننے کو جی چاہتا ہے۔ علم دوست حضرات ہی آپ کے بیان کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ مومنین کی تواضع مفرح قلب مشروبات اور گلدستوں سے کی گئی۔ مبارک سلامت اور درود کے آوازوں کی گونج میں تقریباً ۱۰ بجے یہ مبارک و مسعود تقریب اختتام کو پہنچی ——— ہم اس موقع پر آقای حسین مناط صدر سیدۃ الزہرا کمیٹی اور ان کے شرکاء کار کو جشن کے کامیابی کی مبارکباد دیتے ہیں۔

مبارک باشد و باشد مبارک

شادیاں خانہ آبادیاں

حیدرآباد ۱۷ مئی شام کے ۵ بجے نواب میر مسعود علی خان صاحب عابدی خلف نواب میر تراب علی خان مرحوم کا نکاح دختر نواب میر شبیر علی خان صاحب عابدی کے ساتھ ہوا۔ مولوی سید محمد صادق صاحب قبلہ نے دولہا کی طرف سے اور مولوی سید اصغر حسن صاحب قبلہ نے دلھن کی طرف سے صیغہ نکاح جاری اور خطبہ پڑھا۔ حضار محفل میں نواب فطرت جنگ بہادر، نواب عنایت جنگ بہادر، نواب میر احمد حسین خان صاحب (خورشید جنگ) نواب میر اعجاز حسین خان صاحب (فخر الملکی) اور نواب میر ممتاز حسین خان صاحب (فخر الملکی) اور مولوی سید علی رضا صاحب بلگرامی تھے۔ دوست احباب کی ایک کثیر تعداد مدعو تھی۔ مدعوئین کی تواضع کولڈ ڈرنک سے کی گئی۔

مبارک باشد و باشد مبارک

حیدرآباد ۱۷ مئی شام کے ۶ بجے حسینی محلہ میں سید محمد حسین صاحب عابدی برادر زادہ سید عزیز حسن صاحب شوکر عابدی کا عقد دختر مولوی سید محمد ناصر صاحب کیرپوری سے ہوا۔ دولہا کی طرف سے مولوی سید عباس حسین صاحب قبلہ رشتی اور دولھن کی طرف سے دولھن کے ماموں علامہ ناصر زید پوری نے صیغہ نکاح جاری فرمایا اور عالمانہ انداز میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ دوست احباب کی ایک کثیر تعداد محفل عقد میں شریک تھی ——— مدعوئین کی تواضع کولڈ ڈرنک سے کی گئی۔

مبارک باشد و باشد مبارک۔

صمصام شیرازی کے چند شعر

اثر :- ابوالکمال نیشاپوری

۵ مئی سے شیراز میں آقائے صمصام شیرازی کے تازہ ترین اشعار دیکھکر بے اختیار دل کی زبان سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی۔ میں نے یہ شعر بار بار پڑھے اور ہر بار دل کو ایک تازہ مسرت حاصل ہوئی۔

ایک تو یہ اشعار "نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم" جیسی مشکل زمین میں جس میں قافیے کے ساتھ ردیف کو چسپاں رکھنا "تیغ دار و مریز" کی طرح مشکل۔ طرفہ یہ کہ موضوع سخن، الطاف حضور نظام کی مدح۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی سنگلاخ زمین میں مدح کے شگفتہ شعر نکالنا جوئے شیر لانے کے برابر ہے۔ لیکن آفرین ہے آقائی صمصام شیرازی کی مضمون آفرین طبیعت پر جس نے ایسی سنگلاخ زمین میں پھول کھلا دیئے۔ علمائے ادب نے شعر کی ایک خوبی یہ بھی بیان کی ہے کہ شاعر جو محسوس کر رہا ہے سامع کو بھی وہی محسوس کرا دے۔ اس معیار سے جانچی جائے تو آقائے صمصام شیرازی کے یہ شعر نطق و بیان کا اعجاز معلوم ہوتے ہیں آیئے شاعری کے ان گلہائے سرسبد کی سیر کریں۔ مطلع ہے

نہ ز نار و خاک گویم نہ ز باد و آب گویم
تو را اے خجستہ سیرت ز ابو تراب گویم

اس مطلع میں حکمت و بصیرت، تلمیح و استعارہ کی ایک دنیا آباد ہے۔ قدما کے نزدیک بنیادی عناصر چار ہیں۔ آب و آتش، خاک و باد۔ شاعر پہلے مصرعے میں ان سب کی نفی کرتا ہے۔ کہتا ہے "اے خجستہ سیرت! اے میرے ممدوح! اے حضور نظام! تیری تخلیق نہ پانی سے ہوئی ہے نہ ہوا سے ہوئی ہے نہ مٹی سے ہوئی ہے نہ آگ سے ہوئی ہے بلکہ تو ابو تراب سے ہے۔

[illegible] امام جعفر صادق علیہ السلام کے [illegible] کے سے [illegible] ہمارے دوست ہماری [illegible] سے ہیں — شاعر پہلے ایک دعوی کرتا ہے کہ میرا ممدوح (حضور نظام) ذمی سے ہے نہ پانی سے نہ ہوا سے نہ آگ سے۔ دوسرے مصرعے میں اس دعوی کی دلیل پیش کرتا ہے۔
[illegible]

ز ازل تو حق پرستی [illegible]
بخدا اگر عدو [illegible] ترا [illegible]

شعر مقفی ہے مسجع [illegible] اور [illegible] اپسے کہ کسی نے [illegible] میں مسجع، مقفی اور [illegible] کی رعایت [illegible] معلوم ایسا ہوتا ہے کہ فکر سخن کے وقت الفاظ ہاتھ باندھے ہوئے شاعر کے روبرو صف بستہ ایستادہ ہیں۔ بس ایک اشارہ کیا اور حاضر ہوگئے۔ مشکل زمین میں مقفی کی یہ رعایت صرف کہنہ مشق شعراء ہی سے ممکن ہے

تو ولی و آل محمد تو علی نازش [illegible]
ز در جناب احمد ترا [illegible] کریم

حدیث معز موجودات سرور کائنات ہے۔ انا مدینۃ العلم و علی بابہا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ نبی شہر علم ہیں۔ علی باب العلم ہیں شہر میں داخل ہونے کے لئے دروازہ سے داخل ہونا ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسی در سے سب فیضیاب ہیں۔ فیضیاب سے قافیہ کو نبھانا آسان نہ تھا۔ حق یہ ہے کہ آقای صمصام شیرازی نے اس قافیہ کا حق ادا کردیا ہے

تو ولی رتبہ دان قنبر تو ہی ہمزبان بوذر
تو ولی مدح خوان حیدر ترا انتخاب کرم

یہ شعر سہل ممتنع ہے۔ بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اسلوب [illegible] فولاد کے چنے ہیں۔ اس شعر میں مشکل قافیہ [illegible] کے علاوہ ترصیع کی پابندی کے ساتھ رتبہ دان، ہمزبان، مدح خوان، قنبر، بوذر، حیدر جملہ چھ قافیے آئے ہیں۔

اس زمین میں شعر کہنا، پھر [illegible] یوں بھی مشکل تھا۔ چہ جائیکہ ترصیع [illegible] کی پابندی کی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ آقای صمصام شیرازی نے فن کے ساتھ خلوص اور [illegible] تڑپ کو شامل کرکے صداقت کو شعر کا جامہ پہنا دیا ہے۔ بقول ڈاکٹر اقبال

[illegible] اگر سوزی ندارد حکمت است
شعر می گردد چو سوز از دل گرفت

[illegible]



گلشن اطفال

علی اصغر کی قربانی

از:- سیدہ طاہرہ بیگم—!

دکن کی قطب شاہی سلطنت کے بادشاہوں اور آصفیہ خاندان کے تاجداروں خاص کر اعلیٰحضرت حضور نظام مرحوم کو سب قوموں کے اتحاد کا ذریعہ بنایا۔ مظلوم سے الفت ظالم سے نفرت ہر مذہب کا ایک خاص اصول ہے۔ امام حسینؑ سے زیادہ دنیا میں کوئی اور مظلوم نہ پیدا ہوا ہوگا۔ اس لئے تمام مذاہب کے لوگ جو مذہب کی حقیقت سے واقف ہیں خود کو مجبور پاتے ہیں کہ امام حسینؑ سے محبت کریں۔ امام حسینؑ کا صرف مظلوم ہونا ہی لوگوں کو آپ کی طرف متوجہ نہیں کرتا بلکہ سچائی کے لئے اور ظالم کی گرفت سے دنیا کے مظلوموں کو نجات دلانے کے لئے مستقل دستور العمل کے تحت ہر چیز کو قربان کر دینا معمولی بات نہیں۔ اسلام کی پاک تعلیمات آج دنیا کے لئے قابل غور ہیں اسکی وجہ صرف امام حسینؑ کی ذات ہے۔ اگر وہ یزید کی بات مان لیتے تو آج دنیا کہتی کہ حضرت محمدؐ (پیغمبر اسلام) کو اپنے مشن میں سخت ناکامی ہوئی۔ عرب کا طبقہ ہونا تو الگ رہا گھر والوں پر آپ کی تعلیم کا اثر نہ ہوا جس کو گودیوں میں پالا جس کو کاندھے پر چڑھایا۔ وہی آزمائش میں پورا نہ اترا۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ صرف امام مظلوم نے اسلام کو بچایا بلکہ ساری دنیا کو ظالم سے ٹکرانے کی ہمت اور ایسے مسلک بتائے جن پر عمل کرکے ہر وقت ظالم کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت علی اصغر کی قربانی پتھر دلوں کو بھی موم کر دیتی ہے وہ دیکھیے کہ ظالم

زرین اقوال

جسکے نیک صفات ہوتے ہیں تو اسکا نام بعد مرگ بھی زندہ رہتا ہے۔ (سرکار حق آگاہ)

کہ جنھوں نے باپ کی گود میں چھ ماہ کے بچہ پر بھی تیر چلایا عربوں کی درندگی اور جہالت کا مکمل ثبوت یہی باتیں تو ہیں جن پر خوشنما غلاف ڈالے گئے تھے۔ جب سوسائٹی میں ایسے ظالم، بیرحم اور پاپی بااختیار ہو جائیں تو انسانیت ختم ہو جاتی ہے۔ صرف انسانیت کے بچاؤ کے لئے ہی امام حسینؑ نے یہ سب مصیبتیں گوارا فرمائیں۔ امام حسینؑ نے چھ ماہ کے بچے کے لئے پانی مانگا تھا لیکن یزید اور اس کے پیرو شیطان سے بھی بڑھکر تھے ہزاروں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو بڑھکر کہتا کہ لیجئے پانی حاضر ہے۔ واقعہ کربلا میں یوں تو حسینؑ مظلوم کے ہر ساتھی کی مصیبت دل کو ہلا دیتی ہے لیکن ننھے معصوم حضرت علی اصغر کا باپ کے ہاتھوں پر تیر سے زخمی ہو کر دم توڑنا غم و الم کی انتہا ہے اسی موقع کیلئے اعلیٰحضرت حضور نظام فرماتے ہیں۔

ازجہان تو بجنان ای علی اصغر رفتی ۔ صبر بردی ز دل و سوئی بجا در رفتی
تشنہ لب بودی و از تیر جفا بر حلقوم ۔ زخم خوردی و بہ آغوش پدر رفتی
کاشش آنخانہ فراموش کند عثمان را
کہ در خدمت پیغمبرؐ و حیدرؑ رفتی

اعلیٰحضرت حضور نظام نے مذکورہ بالا اشعار کہکر دنیا کے ساتھ ساتھ اپنے دین کو بھی سنوار لیا۔

بچو! حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا آپ نے کہ "جس نے ہم اہلبیت کی شان میں ایک بیت (شعر) کہی خدا روز قیامت اسکو بہشت میں ایک بیت (گھر) عطا فرمائے گا۔

بہتر از این مایہ مکافیت نیست
سود کن آخر کہ زیانیت نیست

آہ زین یار جنگ

حیدرآباد ۔ ۱۶ر مئی ۔ یہ خبر نہایت حزن و ملال کے ساتھ سنی گئی کہ نواب زین یار جنگ بہادر نے آج ۱۱ بجے اپنے مکان واقع برکت پورہ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون ۔

انتقال کی خبر پاتے ہی سرکار حق آگاہ نے بغرض تعزیت آپ کے مکان پر تشریف فرما ہو کر پرسے سے سرفرازی بخشی۔ جوں ہی آپ کے انتقال کی خبر عام ہوئی لوگ جوق در جوق آپ کے مکان پر جمع ہونے لگے وزراء، معتمدین و عہدہ داران حکومت کے علاوہ پرائیویٹ اسٹیٹ کے قریب قریب تمام عہدہ دار اور معززین شہر کی ایک کثیر تعداد نے آپ کی تعزیت میں حصہ لیا۔ ۵ بجے آپ کی میت ذریعہ لاری الاوہ سر طوق مبارک میں لائی گئی طواف کے بعد میت دائرہ کی طرف روانہ ہوئی۔ راستہ میں تالاب میر جملہ سے میت جلوس کی شکل میں دائرہ میر مومن کی طرف چلی۔ دائرہ میں تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ تشییع جنازہ اور نماز جنازہ میں لوگ بڑی تعداد میں شریک تھے۔ مولوی سید ناصر الدین حیدر صاحب نے نماز جنازہ کی قیادت کی۔ ½ ۷ بجے تدفین عمل میں آئی۔ بعد فاتحہ خوانی لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے۔

مرحوم ۷۲ سال کے تھے۔ مرحوم کے پسماندگان میں ایک بیوہ، دو لڑکے، مسٹر سعادت علی خان رکن پارلیمان و معتمد وزیر خارجہ و مسٹر سلامت علی آرکیٹکٹ اور ایک لڑکی بیگم سید مہدی حسن فرزند مرحوم نواب سراج یار جنگ۔

مرحوم کا اصلی نام سید زین الدین حسن خان تھا۔

آپ ۱۹۰۵ء میں بمقام حیدرآباد پیدا ہوئے تھے۔ کرسٹل پیالس لندن سے آپ نے انجینئرنگ کی سند حاصل کی تھی ۱۹۲۸ء کو بحیثیت اسسٹنٹ انجینئر سیک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے آپ صدر المہامی تعمیرات کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ آپ کی نگرانی میں بہت ساری سرکاری عمارتیں تعمیر ہوئیں جن میں گنبدہ ہیکلہ عثمانیہ عمارت عثمانیہ یونیورسٹی [illegible] آپ حیدرآباد [illegible]

[illegible]

کے بعد فوجی حکومت اور دیلوڈی کی کابینہ میں بھی آپ بحیثیت وزیر شریک رہے۔ رضاکار دور سے پہلے آپ دہلی میں حکومت سرکار عالی کے نمایندہ تھے۔ نظام اسٹیٹ ریلوے کا انجینئرنگ سیکشن بھی آپ سے وابستہ تھا۔ آپ کی قابلیت دیانت اور امانت مسلمہ تھی۔ بے لوث اور بے داغ عہدہ داران صف اول میں آپ کا شمار تھا۔ دیانت داری کی وجہ آپ سرکار حق آگاہ (اعلیٰحضرت حضور نظام) کے کئی پرسش کے منسٹر تھے آپ کو حضور کی ذات ستودہ صفات سے بڑی عقیدت اور محبت تھی جب ہی تو وفا شعاری کا دوسرا نام زین یار جنگ ہے۔ سرکار کی بہی خواہی اور خیر سگالی کا جوہر آپ میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ آپ دوسرے عہدہ داروں کی طرح خود غرض موقع پرست احباب نواز اور اقربا پرور نہ تھے۔ حیدرآباد کا کون شخص واقف نہیں کہ نواب زین یار جنگ مرحوم کے لائق فرزند میر سعادت علی خان صاحب حال رکن پارلیمان ہند باوجود قابلیت تامہ اور یورپی درسگاہوں کے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے آپ کے دور صدرالمہامی میں نائب صدر المہام مددگار ناظم اطلاعات تھے صدر المہامی سے پہلے بھی مددگار اور صدر المہامی ختم ہونے کے بعد بھی مددگار رہے۔ اگر نواب صاحب مرحوم "اقربا پرور" ہوتے تو اپنے اس لائق فرزند کے لئے کیا کچھ نہیں کر سکتے ہمارے لئے یہ بات باعث صد ناز ہے کہ نواب صاحب مرحوم نے اپنے دور میں اپنے دامن کو اقربا پروری اور احباب نوازی کی کیچڑ سے بچائے رکھا۔ غرض مرحوم نواب صاحب نے بلیک مارکٹنگ، اقربا پروری، احباب نوازی، رشوت ستانی، فرقہ پرستی اور معاشرہ کے اس دور میں اپنے دامن کو تمام آلائشوں سے پاک رکھ کر آج حکومت اور تمام دنیا کو یہ بتا دیا کہ شریف فرد حکومت کی بڑی سے بڑی کرسی پر بیٹھنے کے بعد بھی اپنے مولا و آقا کے بتائے ہوئے اصول حکومت سیاست و معاشرہ کو نہیں بھولتا۔

مرحوم نواب صاحب کے خطابات "زین" اور "یار" [illegible] بخشش کئے ہوئے تھے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] خدمات کا اعتراف [illegible]

کی جانب سے "نزین یار جنگ" اور ملکہ ہند کی طرف سے "پدما بھوشن" کے خطابات تھے۔ آپ سر مرزا اسماعیل مرحوم کی روانگی کے بعد نواب سر مہدی یار جنگ مرحوم کے دور میں نائب وزارت ملکی پر بھی فائز رہے ہیں۔ آپ آل انڈیا شیعہ کانفرنس اور آباد ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد کے صدر تھے۔ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھی مرنے والے میں۔

ہم اس غم میں آپ کے پسماندگان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ پروردگار عالم آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ ص چہلم

معصومہ قم، تشریف لاکر تشییع جنازہ و مجلس ترحیم میں شریک ہے۔ اور تین دن تک تمام مملکت میں سوگ منا کر دفا نزدیکی مسنی وغیرہ نے ... تصفیہ جانشینی حضرت آیۃ اللہ سید محسن حکیم مقیم نجف اشرف تا قم مقابر و مرجع تقلید عوام مقرر کئے ہیں تاکہ جامع المسلمین جانشین کا تصفیہ کریں۔

"قلبِ مضطر نے بھی دعا پائی" (سلطان العلوم)

اخبار شیراز مورخہ ۱۲ رمئی سنہ ۱۹۶۱ء کے صفحہ پانچ پر حضرت سلطان القلوب کا ارشاد فرمودہ قطعہ نظر سے گذرا جب چوتھے مصرعہ پر نظر پڑی تو بے ساختہ دل نے کہا کہ مجھے بھی اس مسرت میں شریک کر لیجئے تو ایک یادگار تاریخ منظر شہود پر جلوہ گر ہو جائے گی اور جملہ دعا گویان و وابستگان وغیرہ سب کی جانب سے بمسرت صحت یابی حضرۃ لیلیٰ بیگم صاحبہ قطعہ ہذا بشکل "قند مکرر" نذر گزار ہوں جس سے نذری باغ ہو جائے گا اور وابستگان کے قلوب باغ باغ ہو کر شانِ سلطان کے حضور سجدۂ شکر بجا لائیں گے۔ وھوا ھذا

قطعہ

درد نے دیکھ لے دوا پائی
کیوں نہ شامل ہو دل دعا گو کا
اور مریضہ نے بھی شفا پائی
قلبِ مضطر نے بھی دعا پائی

۱۳۸۰ھ

حلمی آفندی

(منقول از نظام گزٹ)

برطانیہ کی خبریں

ہندوستانی مزدور سبھائی کی برطانیہ میں تربیت

کولمبو منصوبے کے تحت کورس!

معلوم ہوا ہے کہ انڈین نیشنل ٹریڈ یونین کانگریس پنجاب کے آرگنائزنگ سیکریٹری مسٹر آر۔ ڈی شاستری سمندر پار کے کئی دیگر مزدور سبھائیوں کے ہمراہ گذشتہ تین ماہ سے کارڈف (ویلز) میں کولمبو منصوبہ کے تحت مزدور تحریک سے متعلق ایک کورس کر رہے ہیں۔ اس عرصہ میں وہ بہت سے صنعتی ادارے دیکھ چکے ہیں۔ اب وہ مزدور سبھاؤں کے دفتروں میں کام کریں گے جہاں وہ اُن کے طریق کار کا قریب سے مطالعہ کر سکیں گے۔ سمندر پار کے یہ مزدور سبھائی برطانیہ میں حکومت اور مزدور سبھاؤں کے باہمی تعاون سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔

برطانیہ میں ایک نئے ادبی اعزاز کا اجرا

ایک اطلاع کے مطابق برطانیہ کی رائل سوسائٹی آف لٹریچر نے انگریزی زبان کے ممتاز ادیبوں کو "کمپینین آف لٹریچر" نام کا ایک نیا اعزاز دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ اعزاز ایسے ادیبوں کو دیا جائے گا جنہوں نے انگریزی ادب کی غیر معمولی خدمت کی ہو۔ ایک وقت میں صرف دس ادیبوں کو یہ اعزاز مل سکتا ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ سب کو ایک ہی موقع پر یہ اعزاز دیا جائے۔ دوسرے ملکوں کے انگریزی کے ادیب بھی یہ اعزاز حاصل کر سکتے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ۱۰ مئی کو برطانیہ کے پانچ ممتاز ترین مصنفین کو "کمپینین آف لٹریچر" کے اعزاز سے نوازا گیا۔ سوسائٹی آف لٹریچر ۱۸۲۰ء میں قائم کی گئی تھی۔ اور دو سال بعد اُسے شاہی چارٹر عطا کیا گیا تھا۔ اس کا سب سے بڑا مقصد انگریزی ادب کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ ملکہ معظمہ اس کی سرپرست ہیں۔

ویلز میں ہندوستانی رقص کا پروگرام

حاضرین کی طرف سے خراج تحسین

پانچ مئی کو کارڈف (ویلز) میں ہندوستانی رقاصہ کملا لکشمن اور اس کے ساتھیوں نے رقص کا ایک شاندار پروگرام پیش کیا جس کی لوگوں نے بہت تعریف کی۔ اس موقع پر کاؤنسل آف ویلز نے ہندوستان اور برطانیہ کے گہرے دوستانہ تعلقات کا ذکر کیا اور کہا کہ ہندوستانی فنکاروں کا یہ دورہ اِن تعلقات کو مستحکم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ کملا اور اس کی بہن رادھا نے جو رقص پیش کئے ان میں بھارت ناٹیم، ناگا رقص اور جنوبی ہند کا چینی رقص شامل تھا۔ مسٹر کرشن ایم کمار کتھک ناچ بھی بہت پسند کیا گیا۔ کملا لکشمن کا یہ پہلا یورپی دورہ ہے۔ برطانیہ آنے سے پہلے وہ اٹلی، سوئٹزرلینڈ اور جرمنی گئی تھی۔ کارڈف میں اس نے جو پروگرام پیش کیا وہ اس کے برطانوی دورہ کا پہلا پروگرام تھا۔

قطعہ

صورت کسی کی آج بھی میری نظر میں ہے | بو بھی گلوں کی دیکھئے باد سحر میں ہے
انجام کی خبر نہیں کل کیا ہو کیا نہ ہو | اُمید یاس آج بھی خوف و خطر میں ہے

(ماخوذ از ...)

ناٹو کی وزارتی کونسل کی کانفرنس

عالمی صورت حال پر غور کیا جائے گا

اوسلو (ناروے) میں ۸ تا ۱۰ر مئی ناٹو کی وزارتی کونسل کی کانفرنس منعقد کی جائے گی جس میں برطانوی وفد کی قیادت کے فرائض برطانوی وزیر خارجہ لارڈ ہیوم انجام دیں گے۔ کانفرنس میں بین الاقوامی صورت حال کا جائزہ لیا جائے گا۔ خیال ہے کہ لاؤس کا بحران اس کانفرنس کا ایک اہم موضوع ہوگا۔

نیوکلیر تجربات پر پابندی لگانے کا مسئلہ

روسی جواب کا انتظار!

برطانیہ کے لارڈ پریوی سیل مسٹر ایڈورڈ ہیتھ نے ۳ر مئی کو ہاؤس آف کامنز میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ۲۱ر مارچ کو برطانیہ اور امریکہ نے جنیوا میں نیوکلیر تجربات بند کرنے کے بارے میں جو تجاویز پیش کی تھیں ان کا جواب روس نے ابھی تک نہیں دیا۔ ۱۸ر اپریل کو امریکہ اور برطانیہ نے مشترکہ طور پر معاہدہ کا ایک مکمل مسودہ پیش کیا تھا جس میں یہ تجویز شامل کر دی گئی تھیں اور یہ بات واضح کر دی گئی تھی کہ مغربی ممالک اس مسودہ پر تفصیل کے ساتھ بحث کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ روس نے ابھی تک ان تجاویز کا کوئی تحریری جواب نہیں دیا۔

یوم دولت مشترکہ کے موقع پر لندن کے گرجا گھر میں خاص عبادت

شہزادی مارگریٹ بھی شامل ہونگی

ایک اطلاع مظہر ہے کہ ۲۴ر مئی کو یوم دولت مشترکہ کے موقع پر لندن کے سینٹ پال گرجا گھر میں دعا مانگی جائے گی۔ جس میں شہزادی مارگریٹ اور ان کے شریک حیات مسٹر انیتھونی آرمسٹرونگ جونز بھی شامل ہوں گے امید ہے کہ برطانوی وزیر نوآبادیات مسٹر آئن میکلوڈ ڈیوک آف ڈیون شائر، لندن کے لارڈ میئر اور کامن ویلتھ ملکوں کے ہائی کمشنر بھی اس میں حصہ لیں گے۔ دعا خوانی کی اس تقریب کے بعد رائل کامن ویلتھ سوسائٹی گلڈ ہال میں لنچ دے گی۔

ہندوستانی ریسرچ افسر کی برطانیہ میں تربیت

کولمبو منصوبہ کے تحت چار ماہ کا کورس

ایک اطلاع مظہر ہے کہ ٹرامبے (بمبئی) کے ایٹمی توانائی ادارہ کے ریسرچ افسر مسٹر ویریندر سروپ بھٹناگر ان دنوں برطانیہ میں ریڈیائی اثرات کے مسائل کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ ان کے اس مطالعہ کا انتظام کولمبو منصوبہ کے تحت کیا گیا ہے۔ وہ برطانیہ میں چار ماہ تک اپنا مطالعہ جاری رکھیں گے۔

قطعہ

ہمارے ہادی برحق ہیں مصطفےٰ اس کو
ہوئے امام ہمارے یہ مرتضیٰ اس کو
یہ کہتے جاتے ہیں عثمان جو رکھتے ہیں ایماں
ہمارا خالق برتر ہے یہ خدا اس کو

(آمدہ از نذر کے باغ)



روحانی ریڈیو

ناشر مجذوب حیدرآبادی۔

یہ عنوان حضرت مجذوب حیدرآبادی کی ملکیت ہے انکے روحانی مکاشفات کے متعلق ہم کوئی رائے ظاہر کرنے کی جرات نہیں کرسکتے ناظرین عجیب یا وہ خود۔ روحانی نشریات میں نام مقامات اور واقعات فرضی ہوا کرتے ہیں اگر اتفاقاً مطابقت ہوجائے تو کسی اسم خاص کا قیاس نہ فرمایا جائے (ایڈیٹر)

ایکزارنودی بیٹر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں ابھی آپ ہمارے روحانی قوال سے سعدی حیدرآبادی کی فارسی غزل سن رہے تھے جس کا ایک شعر تھا ـــ

زر رشوت تو اگر کم گردان
کہ ورلئے تو ہیچ نعمت نیست

اب مولوی نکاح الدین صاحب متعلم نقد مسعود سابق "مقتدر قسپایات فقد تقریر فرمائینگے آپ کی تقریر دل پذیر کا عنوان ہے
"قانون انتناع جہیز"
مولوی نکاح الدین صاحب :-

سامعین باتمکین!
میرے سننے والوں میں صرف دو قسم کے لوگ ہوسکتے ہیں :-
(۱) شادی شدہ
(۲) غیر شادی شدہ

ہمارے سیاسی لیڈر جو یہ کہتے ہیں کہ دنیا دو گروپوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک امریکن گروپ، دوسرا روسی گروپ۔ سو بھائیو! یہ بات غلط ہے کیونکہ امریکن اور روسیوں میں بھی یا تو شادی شدہ ہوں گے یا غیر شادی شدہ۔ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کے سوا جو بھی تقسیم کیا جائیگا وہ مصنوعی اور غیر فطری تقسیم ہوگی۔ لہٰذا میرے سامعین میں جو لوگ شادی شدہ ہیں انکی خدمت میں ـــ

شادی شدہ و باشد مبارک

کیونکہ انتناع جہیز کا قانون پاس ہونے سے قبل ہی وہ نقد مسعود سے فارغ ہو چکے ہیں اور دو ہزار روپیے جوڑے کی رقم، ایک عدد موٹر، ایک مکان، سونا چاندی، نقد جنس اور قیمتی طور پر ایک عدد دولہن حاصل کر چکے ہیں اور جس کی وجہ سے ان کے فکر دور ہوکر یعنی تنگی دور ہوکر یعنی فراخی پیدا ہو گئی ہے اب رہے وہ لوگ جن کی تا حال شادی نہیں ہوئی ہے انکی خدمت میں میری جانب سے ـــ

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اب انتناع جہیز کا قانون پاس ہونے کی وجہ سے ان کے لئے جوڑے کی رقم، اسلامی، مصحف، موٹر، بنگلہ، زمین اور سونا چاندی حاصل کرنیکا کوئی موقع نہیں رہا۔ اب انہیں زیورات کے بغیر صرف کند منڈ دولہن ل



سکتی ہے۔ اب نہ مال دار سسر کی وجہ سے فکر دور ہونے
کا امکان ہے نہ ساس کی وجہ سے افلاس مٹنے کی امید ۔ نہ
سالی کی وجہ سے فارغ البالی پیدا ہونے کی توقع اور نہ سالے
اب سونے کے نوالے ثابت ہو سکتے ہیں۔ کاش! یہ لوگ
پہلے ہی سے جو تیر نہ اڑاتے، موٹر سائیکل ہی لے کر شادی
کر لیتے ۔ دو ہزار جوڑے کی قسم پر اصرار کرنے کی بجائے
ایک ہزار ہی قبول کر لیتے تو آج یہ روز بد دیکھنا نصیب
نہ ہوتا لیکن اب کیا ہو سکتا ہے سے

اب پچھتائے کیا ہووت ۔ جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اب ہزار روپے تو ہزار روپے۔ ہزار پیسے
اور موٹر سائیکل تو کجا ۔ سیکنڈ ہینڈ سائیکل بھی نہیں مل
سکتی۔ کہتے ہیں کہ ایک مفلس شخص نے خواب میں دیکھا کہ
اسے کہیں سے ایک بکری مل گئی ہے جسے وہ چوک میں
فروخت کر رہا ہے۔ خریدنے والا کہتا ہے کہ آٹھ روپے
دوں گا لیکن اس شخص کا اصرار ہے کہ دس روپے
سے کم میں فروخت نہ کروں گا۔ اسی تکرار میں اس شخص کی
آنکھ کھل گئی۔ فوراً ہی آنکھیں بند کر کے کہنے لگا:۔
"اچھا لا بھائی! آٹھ روپے ہی دے دے"

اسی طرح بعض ہونے والے نوشاہ جن کے نوشاہ
بننے میں صرف ایک تاریخ کی کسر باقی ہے آنکھیں بند کر کے
یہ سوچ رہے ہوں گے دو ہزار نہیں تو ایک ہزار ہی جوڑے
کے مل جائیں۔ لیکن اب ان کا ایسا سوچنا صرف
"آرزو ہے مداد خیال" اور "بکری والے کا خواب" ہے
حقیقت یہ ہے کہ اب معاملہ "Too Late" ہو چکا ہے
وہ اگر اب "دنیا میں سب جوڑے جوڑے" بننا چاہتے
ہیں تو جوڑے کی رسم سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ اب ابھی
سلامتی اسی میں ہے کہ "سلامی آج کی تر طلب نہ کی جائے"
اب وہ اگر اپنا گھر بسانا چاہتے ہیں تو جہیز یا مکان کا
مطالبہ نہ کریں۔ وہ اب اگر زن کے خواہشمند ہیں تو زر
کا خیال ترک کر دیں۔ وہ اگر اب بیوی کو گھر میں لانا چاہتے
ہیں تو اپنے دل و دماغ سے جہیز اور نقد رقم کا خیال ہمیشہ
ہمیشہ کے لئے نکال دیں۔

بھائیو! غیر شادی شدہ لوگوں کا جو حشر ہوا سو
ہوا۔ لیکن ان کے ساتھ مشاطاؤں کا روزگار بھی ماند
پڑ گیا۔ یہ لوگ دولہے والوں کو گھڑی، جوڑے، سونے
کے پازیب، جڑاؤ کرن پھول، مکان اور نقد رقم کی لالچ
دیا کرتے تھے اور ادھر دولہن والوں سے کہتے کہ لڑکا
اتنا شریف ہے کہ ایسا شریف آج تک دنیا میں پیدا نہیں
ہوا۔ منہ برا ایسا کہ کسی نے اسکو بلند آواز سے بات
کرتے آج تک نہیں سنا۔ رتو یہ والا ایسا کہ نہ سگریٹ پیتا
ہے نہ پان کھاتا ہے۔ سوائے دفتر اور گھر کے نہ کہیں جاتا
ہے اور نہ آتا ہے۔ آج تک لڑکے نے کوئی فلم نہیں دیکھا
شام میں (۷) بجے کے بعد تو وہ گھر سے باہر بھی نہیں نکلتا۔
تنخواہ فی الوقت (۲۰۰) روپے ملتی ہے لیکن پندرہ بیس دن
میں ترقی کی امید ہے۔ کیونکہ ان کے اعلیٰ عہدہ دار ان
کو بہت چاہتے ہیں۔ لڑکی کے قدم کی برکت سے کیا عجب
ہے کہ کل ہی ترقی مل جائے اور ہاں تنخواہ تو صرف (۲۰۰)
روپے ہے لیکن بالائی آمدنی ماہانہ (۴۰۰) روپے سے
کم نہیں۔ کبھی کبھی چار سو سے زیادہ آمدنی بھی ہو جاتی ہے۔

اس طرح مشاطہ دولہن والوں اور دولہے
والوں کو ہتھیلی میں جنت دکھا کر اپنی مٹھی گرم کر لیا کرتی تھی
لیکن اب جبکہ جہیز کا سوال ہی باقی نہ رہا۔ دولہا ہی جیب خود

خسارہ میں ہے تو وہ مشت بلا کا بیا ویکھا! جس طرح کشتا طے کا کاروبار ٹھنڈا پڑ گیا ہے اسی طرح دفتر بیانات عقد کا۔ دفتر نظامت علیات کی طرح ٹھنڈا پڑ گیا ہے تیس کام کو مرڈی کا بھی نہیں لیکن دفتر برابر کھلا ہوا ہے۔ مکان کا کرایہ چڑھ رہا ہے، لوٹ کی بل آ رہی ہے، عملہ کی تنخواہ رائیگاں جا رہی ہے

نظامت معلیات کے عہدہ کی طرح میں معتمد دفتر بیانات عقد کا عہدہ بھی الجبرا کا "لا" یا انگشت ششم بن کر رہ گیا ہے۔ دو ہنسوں کا تو پھر بھی کچھ مرجع ہے لیکن دو لہوں کا مرجوعہ اتنا گھٹ گیا ہے کہ میرا دفتر حکیم ہمدرد، صحت المخالیہ قضائر الملک کا مطب بن گیا ہے کہ دن بھر جو ارش کھی چوسیں بجے تیاں پہ بھنبھناتی ہوئی مکھیاں مارتے بیٹھے ہیں۔ کوئی آنکھوں کا اندھا مریض بھی راستہ بھول کر نہیں آتا۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ملک کے تمام نوجوانوں نے مولوی محبوب حسین صاحب کی طرح عمر بھر مجرد رہنے اور سر کو سہرا باندھنے کی بجائے کھاٹ کو سہرا باندھنے کا بیڑا اٹھا لیا ہے۔ میں معتمد دفتر بیانات عقد کی طرح اسم نویسی اور نام نویسی، خوشخط لکھنے والوں کا کاروبار بھی ماند ہو گیا ہے۔ چنانچہ عماد العصر مولوی چھوٹو میاں صاحب خوش نویس جو چھتہ بازار میں بیٹھ کر اسم نویسی اور نام نویسی لکھا کرتے تھے اب دیسی کاغذ کی وصلیوں پر "قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد" کی مشق کر رہے ہیں۔ خوش نویسوں کی طرح شادی کے رقعے چھاپنے والے مطابع کا کاروبار بھی ٹھنڈا ہو چکا ہے۔ چنانچہ نظام پریس سے لیکر چشتیہ پریس تک تمام مطابع جو شادی کے رقعے چھاپنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے اب ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں اب وہ لوگ از صبح تا نصف النہار تہجد کی تکمیل میں درود بالکو سیدہ کا ورد کرتے رہتے ہیں لیکن کوئی بھی از صبح تا نصف النہار والا شادی کارڈ چھپوانے کے لیے نہیں آتا۔ رقعہ جات شادی چھاپنے والوں کی طرح باجے والوں کی پونجی بھی بجھ گئی ہے۔ نوبت نواز نقارہ پر نقارہ اوندھا مار چوب پہ چوب دھرے بیٹھے ہیں اور توطی نواز، نقار خانے میں طوطی کی آواز بن گئے ہیں۔ مشک کے باجے والوں کے معدہ میں خلوئے معدہ کی وجہ سے ہوا بھر گئی ہے، بیانڈ والے راگ و تیاگ کی دھن میں "سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائیگا جب لاد چلے گا بنجارہ" بجا رہے ہیں، میراثیں "آئیں گے ماں مرا ہیرا لا بنا" کی بجائے "جب آتا تھے ماں مرا ہیرا لا بنا" بجا رہی ہیں۔

ایکزارنوری میٹر پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں۔ ابھی آپ مولوی بکا سح الدین صاحب التخلیق معتمد مستور، معتمد دفتر بیانات عقد کی تقریر سن رہے تھے اب ہمارے نشریات کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ ہمیں آئندہ ہفتہ تک کے لئے اجازت دیجیے۔ بجے بند۔

سلام بصد احترام بہ بارگاہِ فخر الانام حضرت امیر علیہ السلام

از نگارشِ مولوی محمد محبوب علی صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پرائیویٹ سیکریٹری منسٹر شعبۂ تعمیر
حکومتِ آندھرا پردیش حیدرآباد

السلام اے فاتحِ خیبر شہِ دُلدُل سوار　　السلام اے شیرِ یزداں سیف دارِ ذوالفقار
تو بنائے لا الہ کا ہے مظہر یا علیؑ　　کائناتِ عرش کا ہے تو ہی ممبر یا علیؑ
بطنِ ماہی میں تو یونسؑ کا معاون بنگیا　　اور یوسفؑ کیلئے کنعاں میں مامن بنگیا
تو دمِ عیسیٰؑ کہیں گاہِ صلیبِ عیسوی　　بنگیا فرعون کے حق میں عصائے موسوی
حسنِ یوسفؑ لحنِ داؤدی ید بیضا بنا　　یک ید بیضا ہی کیا جب تو ید اللہ بنا
آتشِ نمرود میں یاور خلیل اللہ کا　　تو ہی وقتِ ذبح تھا ہمدم ذبیح اللہ کا
نورِ ظلمات میں خود ہمسفر خضر تھا　　اور دمِ رخصت تو پردہ بنگیا الیاسؑ کا
یا ولی و یا اخیؐ و یا وصی المصطفےٰؐ　　نام ہے تیرا علیؑ جو نام ہے اللہ کا
السلام اے مونسِ آدمؑ و حواؑ السلام　　کشتیٔ اسلام کے ملاح مولا السلام

السلام اے معلمِ القرآں علیؑ المرتضیٰ
جامِ کوثر ہو عطا محبوب کو یوم الجزا

شیشہ اور بال!

رئیس نجمی

آج پورے چار سال بیت گئے۔

اور اس عرصہ میں میں نے بار ہا کوشش کی ہے کہ اس کے خیال کو دل سے ... نکال دوں۔ مگر میں اس کوشش میں پہلے بھی ناکام رہا، اور اب بھی ناکام ہوں۔ نہ جانے کیوں؟ میں جب بھی کوئی کہانی لکھنے بیٹھنے کی کوشش کرتا ہوں تو اس کا معصوم چہرہ میری نظروں کے سامنے رقص کرنے لگتا ہے، مجھے اس کی کہانی یاد آ جاتی ہے اور تب میرا قلم غیر ارادی طور پر اس کی کہانی لکھنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔ میں اس کی کہانی لکھتا رہتا ہوں مگر جب مکمل کرنے کے بعد اسے پڑھا کرتا ہوں تو مجھے اس کے وہ جملے یاد آ جاتے ہیں۔ جو اس نے ایک خط میں لکھے تھے۔ اس نے خواہش ظاہر کی تھی کہ میں اس کی کہانی کبھی کسی سے نہیں کہوں گا۔ اور نہ ہی لکھوں گا۔ ان سب باتوں کا خیال آتے ہی میرا ذہن مجھے اپنے کئے ہوئے وعدہ پر ملامت کرتا ہے۔ اور اسی وقت میں اس کی کہانی جو میں اپنے دماغ کا خون نچوڑنے کے بعد مکمل کیا کرتا ہوں۔ پھاڑ دیتا ہوں۔ اور اس لمحہ مجھے ایک عجیب سے سکون کی چند گھڑیاں نصیب ہوتی ہیں مگر میں ایک کہانی کار ہوں اور حقیقت سے کہانیاں لینا میرا مشغلہ ہے تو نجانے کیوں، میرا ذہن میرے ماضی میں بکھری ہوئی بے شمار کہانیوں کی طرف دوڑتا ہے اور انہیں چند کہانیوں میں سے ایک کہانی یہ بھی ہے جو میری اپنی زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن میرا قلم اس کہانی کو لکھنے کے لئے کئی بار کوشش کرنے کے بعد بھی منظر عام پر لانے میں ناکام ہی رہا۔ مگر آج کی رات جب میں تنہا ہوں اور دل بہلانے کی غرض سے اپنے پرانے خطوط کی فائل دیکھ رہا ہے تو اس میں مجھے رخسانہ کا آخری خط بھی ملا ہے۔ اس خط نے پھر ایک بار چار سال کی طویل مدت کو ایک پل کے لئے میرے سامنے لاکر کھڑا کر دیا ہے۔ یہ وہ خط ہے جس نے میری زندگی کو ایک حسین موڑ پر لانے کے بعد بھی حسرت و یاس کی وادی میں دھکیل دیا تھا۔ اس خط کے جواب میں ایک خط لکھنے کے بعد میں اسے آج تک کوئی خط نہیں لکھ سکا ہوں نہ لکھنے کا ارادہ ہی کرتا ہوں۔ حالانکہ یہ میری زندگی کی کوئی ایسی قسم نہیں جس کو میں نہ توڑ سکوں بلکہ میرا ایک ارادہ ہے ——— اور وہ ارادہ ٹوٹ بھی سکتا ہے۔!

اس وقت چاروں طرف سناٹا ہے۔ ہر فضا میں سیاہی اور اداسی گھل چکی ہے، ماحول خاموش ہے۔ اور میرے تصورات کے افق پر رخسانہ کا چہرہ ابھرتے ابھرتے ڈوب جاتا ہے، مجھے اپنی نادانی پر ہنسی بھی آ رہی ہے اور کچھ دیر بعد جب اس ہنسی کے انجام پر میری نگاہیں گئی ہیں تو میں غم کی اتھاہ گہرائی میں ڈوب گیا ہوں۔ کاش، مجھے پہلے سے علم ہوتا کہ میری معمولی سی نادانی کسی کی زندگی کا المیہ بن سکتی ہے۔ تو شاید ہرگز کبھی ایسی غلطی نہ کرتا۔ ہر حال!

مجھے پڑھنے کے بعد کہتا ہے مجھے حاصل بھی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اس کی زندگی میں میرے کچھ کرنے سے کچھ بھلا ہو سکتا ہے۔ رخسانہ کا کردار میری زندگی کے ناول میں کس طرح بڑھا اس کی مجھے خود بھی اتنی امید نہ تھی کیونکہ عام طور پر کہانیوں میں تو لوگ دلچسپی لیتے ہی ہیں مگر ادبی دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو کہانی کار کی کہانیاں پڑھ کے پیچھے کہانی کار میں بھی دلچسپی لینے لگیں۔

یہ واقعہ میری اپنی زندگی میں ہوا۔

میری کہانی کسی موقر ماہنامہ میں شائع ہوئی تھی یہ کہانی میری اپنی زندگی کی تھی۔ اس میں شاہینہ میری ہیروئن تھی۔ میں نے اس کے کردار کو کچھ اس طرح سے پینٹ کیا تھا جس میں شاہینہ کے روپ میں عورت کا مقام دنیا کی ہر تخلیق سے بلند تھا۔ کہانی کے شائع ہوتے ہی مجھے رسالہ کے مدیر کے توسط سے بے شمار خطوط ملے۔ اگرچہ مردوں نے تو مجھے بہت ہی نفرت آمیز جملے لکھے تھے کہ میں مرد ہو کر عورت کے کردار کو اس قدر اونچا دکھا رہا ہوں جب کہ مجھے مرد کے کردار کو بلند دکھانا چاہیئے تھا۔ لیکن اس کے برعکس خواتین نے میری کہانی کو ہر زاویہ اور نقطہ نگاہ سے سراہا تھا۔ اس طرح میرے پاس خطوط کا ایک انبار لگ گیا تھا۔ ان خطوط میں بعض تو بڑے دلچسپ ہوتے اور بعض بالکل خشک۔ مگر مجھے ان سے کوئی سروکار نہ تھا۔ ہاں یہ بات ضرور تھی کہ میں ہر آنے والے خط کو غور سے دیکھتا۔ اور کون فنکار یہ نہیں چاہتا کہ اس کے فن کے بارے میں لوگ اپنے خیالات کا اظہار کریں اور اپنی تخلیق کی پسندیدگی پر خوش ہو۔ اور اسی سلسلے کی ایک کڑی اندور سے رخسانہ کا لکھا ہوا پہلا خط تھا۔ جس میں اس نے میری کہانی پڑھنے کے بعد میری کہانی کی تعریف میں مختصر سے تعریفی جملے لکھے تھے اور میری کہانی کے بارے میں معلومات چاہی تھی کہ اب وہ میری کونسی کہانی پڑھ سکے گی۔ یہ خط مختصر ہوتے ہوئے بھی نہ جانے کیوں میرے ذہن پر چھا گیا اور میں رخسانہ کے بارے میں سوچنے لگا کہ کیوں کہ اس نے مجھے یہ خط لکھ کر میری آئندہ کہانی پڑھنے کی وہ شدت سے منتظر ہے۔ اور وہ کب شائع ہوگی۔ ایک تیری الجھن میں ڈال دیا تھا۔ جہاں سے میں نکلنے کی کوشش باوجود بھی ناکام تھا۔ میں کئی دن تک لگاتار صرف اس کے بارے میں سوچتا رہا اور جب میری سوچ کی حدیں پھیلتے پھیلتے لامحدود ہو گئیں تو میں نے اس کو ایک مختصر خط لکھا۔ اس خط کی ایک ایک سطر مجھے یاد ہے۔

محترمہ تسلیم

کہانی کی پسندیدگی کا شکریہ اور مزید شکریہ یہ خط کے ذریعہ مجھ تک میری کامیابی پر مبارکباد پہنچانے کا۔ میں کوشش کروں گا کہ آئندہ اس سے بھی بہتر کہانیاں آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں۔ دعا کیجئے میرا قلم کبھی نہ تھکے۔ اور اس کے ذریعہ آپ کو اچھی اچھی تخلیقات پڑھنے کا موقع ملے۔ میری کہانی آپ "صبا" دسمبر کے شمارہ میں بعنوان "موم اور پتھر" دیکھ سکیں گی۔ اور کیا لکھوں۔

میرے لائق کوئی خدمت ۔۔۔ ؟

خلوص کار ۔ نجی

میں خیال کرتا تھا کہ خط لکھنے کے بعد مجھے کچھ سکون مل جائے گا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ میری پریشانیاں اور بھی بڑھ گئیں۔ نہ جانے کیوں۔ میں جواب کا بڑی بے چینی سے انتظار کرنے لگا۔ اور انتظار کے ان لمحوں میں میں نے کئی بار دل میں سوچا کہ اس خط میں میں نے رخسانہ کے لئے کوئی بات ایسی نہیں لکھی تھی جس کے لئے وہ مجبور ہوتی کہ جواب دے۔ کئی دن یوں ہی گذر گئے اور اس کا جواب نہیں آیا۔ میں نے سوچا بھی کہ دوسرا خط لکھوں اور اس میں جواب کے لئے تاکید بھی لکھ دی۔ مگر میں بار بار سوچنے کے بعد اس نتیجہ پر خود پہنچ گیا کہ یہ کوئی وزن دار بات نہ ہوگی۔ اسی طرح کئی دن گذر گئے —— میرا انتظار بھی مایوسی کی گود میں سو گیا۔

لیکن ایک دن اچانک مجھے اس کا خط ملا۔ پڑھنے کے بعد یوں محسوس ہوا جیسے اس خط کے ذریعہ وہ مجھ سے بہت جلد بے تکلف ہو جانا چاہتی ہے۔ اس نے میری غیر مطبوعہ کہانیوں کے ہر کردار کے بارے میں معلوم کیا تھا۔ اور چند سوالات بھی کئے تھے۔ کیا پیشہ کے روپ میں آپ خود ہیں؟ شاہینہ اگر آپ کے ماحول کی لڑکی ہے تو آپ کے قریب کس طرح آئی؟ آپ اس کے کردار کو اسقدر بلند کیوں دکھاتے ہیں؟ کیا آپ اس سے سچی محبت کرتے ہیں؟ آپ کی ہر کہانی کی ہیروئین کا نام شاہینہ کیوں ہوتا ہے۔ جب کہ دنیا میں اور بہت سے نام ہیں! یا پھر یہ ایک فرضی نام ہے؟ کیا شاہینہ واقعی یم۔ اسے کی طالبہ ہے جیسا کہ آپ کے افسانہ میں ہے یا کچھ؟ اور آپ سے امید کرتی ہوں کہ آپ میری تمام باتوں کا جواب تفصیل سے دیں گے۔ اور مجھے مایوس نہ کریں گے۔ میں ایک عرصہ سے آپ کی کہانیاں پڑھ رہی ہوں۔ اور تب سے ہی میرے دل میں یہ خواہش ہے کہ آپ کی کہانیوں کے کردار شاہینہ سے قلمی دوستی کر لوں۔ یہ کردار مجھے دنیا میں جیتا جاگتا معلوم ہوتا ہے۔ اگر آپ اس سلسلے میں میری مدد کریں گے تو میں دل سے آپ کی شکر گذار ہوں گی۔

جب اس کا یہ خط مجھے ملا تو میں خود بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ آخر ان تمام باتوں کا کیا جواب دوں۔ آخر کیا وجہ ہے جو ایک لڑکی میری ہی زندگی کے اتنے سارے سوالوں کا جواب چاہتی ہے۔ اور جس لڑکی کو میں نے دیکھا بھی نہیں ہے اور نہ ہی اس سے میری کہیں ملاقات ہوئی ہے تو پھر کیوں وہ میری زندگی کو اس قدر قریب سے جھانکنا چاہتی ہے؟

آخر کیوں؟ —— آخر کیوں؟ میرے ذہن میں کئی سوالات یکے بعد دیگرے ابھرتے تھے اور ڈوب گئے تھے۔ بہر عنوان کافی کشمکش کے بعد میں نے ایک حل نکال ہی لیا۔ میں نے اسے بہت ہی مختصر مگر مبہم خط جواب میں پھر لکھ دیا۔

مکرمہ و محترمہ تسلیمات

آپ کا طویل خط ملا۔ آپ کے تمام سوالوں کا جواب میں صرف اتنا ہی دے سکتا ہوں کہ شاہینہ میری اپنی زندگی کا کوئی خاص کردار نہیں ہے بلکہ یہ نام مجھے اچھا لگتا ہے۔ اس وجہ سے یہ تخیلی کردار ہی ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اس دنیا میں زندہ ہو اور ہو سکتا ہے کہ میری زندگی کے قریب ہی ہو اور ایسا نہ ہو کہ میری نگاہوں نے اسے دیکھا ہو، ویسے اس کردار کی جستجو اور اسے حاصل کرنا میری زندگی کا آخری مقصد ہے جس کی تکمیل میں

میں اپنی زندگی تک دے سکتا ہوں۔ بہرکیف مجھ بھی ہوا میں آپ سے اتنا ضرور پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کو اس کردار سے اتنی دلچسپی کیوں پیدا ہو گئی جو آپ نے اس کے بارے میں اتنے سوالات کر ڈالے۔ اور مجھے بغیر کسی وجہ کے الجھن میں مبتلا کر دیا، کیا آپ میری اس بات کا جواب دینے کی تکلیف گوارا کریں گی! ہو سکتا ہے اگر آپ جواب نہ دیں تو میں آپ کی دلچسپی میں اور اضافہ کر سکوں۔ کار لائق ۔۔؟

خلوص کیش
"نجمی"

ایک مرتبہ خط لکھنے کے بعد میں رخسانہ کے بارے میں اور بھی شدت سے سوچا۔ نہیں یہ سب کچھ ایک مذاق تو نہیں ہے، لیکن میرا ذہن کسی خاص نتیجہ پر پہنچ نہیں سکا کیونکہ اگر کسی قریب شہر کی بات ہوتی تو میں خود کسی نہ کسی ذریعہ سے پتہ چلا لیتا۔ مگر یہ تو اندور کی بات تھی۔ اور وہاں کوئی میرا جاننے والا بھی نہ تھا تو کس طرح سے وہاں کا پتہ چلتا۔ بہرحال مجھے اس خط کا انتظار ضرور رہا کہ نہ جانے وہ اس بار کس قسم کے سوالات کر ڈالے یا پھر میرے خط کا جواب دے؟ ادھر جب کئی دن بعد میری ملاقات شاہینہ سے ہوئی تو میں نے اسے ان تمام حالات سے آگاہ کیا۔ وہ بہت ہنسی اور مجھ سے کہا کہ رخسانہ کو لکھ دینا چاہئے تھا کہ یہ کردار میری زندگی کا جیتا جاگتا کردار ہے کیونکہ کسی کو فریب دینا اچھا نہیں؟ مگر میں نے اس کی بات کو حرف ہنس کر ٹال دیا۔ شاہینہ سے میری ملاقات ان دنوں ایک ادبی اجتماع میں ہوئی تھی۔ وہ پڑھی لکھی اور مہذب لڑکی تھی۔

اسے ادب سے بے پناہ لگاؤ تھا۔ اور اسی سلسلے میں جب اسے یہ معلوم ہوا کہ میں کہانیاں لکھتا ہوں تو وہ بہت جلد میرے قریب آ گئی اور اتنی قریب کہ مجھے خود ایک خواب معلوم ہوتا تھا۔ مجھے اکثر یہ دھوکہ لگتا تھا کہ شاہینہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔ اور میں کبھی کبھی اسے واہمہ تصور کرنے لگتا۔ مگر جب حقیقت کی دنیا میں آتا اور اسے اپنے قریب پاتا تو سب کچھ میری نظروں کے سامنے ہوتا اور تب میں اس حقیقت پر سوچنے کے لئے خود ہی مجبور ہو جاتا کہ یہ غلط نہیں ہو سکتا۔ لیکن پھر بھی ایک بات مجھے بری طرح کھٹکتی اور وہ تھی میری مفلسی اور اس کی امارت جو کبھی شانہ بشانہ نہیں چل سکتے جن کا ساتھ نہ کبھی ہوا اور نہ کبھی ہوگا۔ میں جب کبھی اس طرح کا ذکر اس کے سامنے لاتا تو وہ بڑے خلوص سے میرے منہ پر اپنا مرمریں ہاتھ رکھ دیتی جیسے میں کوئی بہت بری بات کہنے جا رہا ہوں، اسے میری کہانیاں بہت پسند تھیں اور مجھے اپنی کہانیوں میں اس کا کردار۔۔۔۔! میں جب کبھی کوئی کہانی لکھنی شروع کرتا تو اس کا سراپا میرے ذہن کے کسی انجانے گوشے سے نکلکر میرے قلم کی نوک پر آ کر رقص کرنے لگتا اور جب تک میں اسے کاغذ پر نہ لے آتا، وہ اسی طرح میرے قلم پر رقص کرتا رہتا۔ اس لئے میری کہانیوں کی ہیروئن میری اپنی شاہینہ ہی ہوتی۔ اور وہ اکثر میری کہانیوں میں اپنا نام دیکھ کر ایک خاص ادا کے ساتھ شرما جاتی اور اس کی یہ جانی پہچانی ادا مجھے مجبور کر دیتی کہ میں آئندہ پھر اپنی کہانی کی ہیروئن کا نام شاہینہ

رکھ دولیا ـــــ لیکن میری زندگی یہ بھی ایک بہلا واقعہ تھا جو کسی نے میری ایک غیر معمولی کمزوری کو پکڑ لیا تھا۔

دن گذرتے گئے اور شاہینہ میری زندگی سے قریب ہوتی گئی۔ ہم نے چاندنی اور سیاہ راتوں میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونے کی قسمیں کھائیں۔ بڑے بڑے عہد و پیمان کئے اور ہمیشہ ساتھ رہنے کے لئے اپنی جان تک قربان کر دینے کے وعدے بھی کئے۔ اس طرح ہماری محبت کی جھیل میں روزانہ نجانے کتنے کنول کھلتے اور مرجھاتے۔ وہ آزاد خیال لڑکی تھی۔ اس کا باپ میرے شہر کے امیر لوگوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ مجھے تنہائی میں جب یہ خیال آتا کہ کہاں وہ اور کہاں میں۔ تو میرا دل نجانے کسی انجانے خوف کے تحت بڑے زور سے دھڑکنے لگتا۔ اور مجھے شاہینہ کی محبت بھی اس وقت ایک سراب معلوم ہوتی۔ لیکن اسی لمحہ مجھے اس کے وعدے، سوگند اور قسمیں یاد آجاتیں۔ جو چاند اور ستاروں کو گواہ بنا کر میرے سامنے کھایا کرتی تھی۔ اور مجھ سے کہا کرتی تھی۔ "نجمی، اگر زندگی میں تم سے جدا ہونا پڑا تو میں زہر کھا لوں گی" اس جملہ کا میرے دل کے اس کمزور خیال کو تقویت پہنچتی اور پھر میں دنیا و مافیہا سے بے خبر محبت کی راہوں میں وفا کے نئے نئے چراغ جلاتا رہتا۔ صرف اس سہارے کی خاطر کہ وہ زندگی میرے ساتھ بتائے گی۔ اس کے ساتھ میرا جیون ایک نئی ڈگر پر گامزن ہوگا۔ جہاں سب سے پہلے میری غربت دم توڑ دے گی۔ مجھے دائمی عیش ملے گا۔ سکون ملے گا۔ اور ساتھ ہی ساتھ خوشیاں اور مسرتیں بھی مل جائیں گی۔ اس طرح گھنٹوں میں اپنے حال کو مستقبل کے اجالوں میں جذب کرتا رہتا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹوں کی پریاں رقص کرنے لگتیں۔ یہاں تک کہ کائنات کے ہر ذرے سے مجھے ایسا لگتا جیسے ان گنت ننھے ننھے ذرات سے مسرت کے آبشار پھوٹ نکلے ہوں۔ اور ان آبشاروں میں اور شاہینہ بہے چلے جا رہے ہوں۔ کبھی کبھی جب میں اس کے برخلاف دوسری طرف سوچتا کہ اگر ایسا ہوا تو ـــــ مجھے دنیا کی ہر چیز سے نفرت ہو جائے گی اور میں خودکشی کر لوں گا۔ اس دنیا کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر دوسری دنیا میں پہنچ جاؤں گا۔ اور قیامت کے دن تک شاہینہ کا انتظار کروں گا۔ لیکن یہ شاہینہ کے عہد و پیمان مجھے کبھی زیادہ سوچنے پر مجبور نہیں کرتے تھے بلکہ اکثر ایسا سوچتے ہوئے مجھے اپنے وجود اور ذہن سے بھی نفرت ہو جاتی کیونکہ ایسا سوچنا شاہینہ کے دامان وفا کیلئے بدنما دھبہ تھا۔ ادھر شاہینہ کو رخسانہ کے خطوط سے کافی دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ بدنامہ مجھ سے خط کے جواب کو پوچھنے کے لئے خاص طور سے ملنے لگی۔ اب کی بار اس خط کا جواب آنے میں دیر ہو گئی۔ اور کچھ ہی دن بعد مجھے اس کا خط ملا۔ مگر اس بار خط زیادہ طویل نہ تھا۔ صرف چند لائنیں تھیں۔

محترمی آداب

نوازش نامہ ملا۔ یہ جان کر کہ شاہینہ آپ کا تخیلی کردار ہے حیرت ہوئی۔ پچھلے خط میں جو سوالات میں آپ سے کئے تھے وہ صرف اس وجہ سے کہ میں آپ کی ناول کو پڑھنا چاہتی تھی۔ آپ کا شکریہ کس دل سے ادا کروں۔

جو آپ نے اپنے قیمتی وقت سے چند لمحے صرف کر کے مجھے میرے خط کا جواب دیدیا۔

ایک بات بتائیے؟ اگر آپ کو دنیا میں رہ کر ہی کوئی شاہینہ جیسی لڑکی مل جائے۔ اور آپ کی زندگی میں بھی داخل ہونا چاہے تو ۔۔۔؟ آپ کا کیا خیال ہے!

سراپا انتظار
رخسانہ

یہ خط پڑھنے کے بعد میری الجھنوں میں اور اضافہ ہوا۔ اور اس بار تو میری سوچوں کی حدیں اپنی حدود سے بھی کہیں زیادہ پھیل گئیں کہ آخر یہ سب کیا معمہ ہے۔ جو میرے سامنے خطوط کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے میں نے اپنے دماغ سے اس کا حل نکالنے کی کافی کوشش کی۔ مگر مجھے بھی ناکام رہا۔ میں نے اس خط کو بھی شاہینہ کے سامنے رکھا مگر وہ بھی کوئی ایسا معقول جواب نہ دے سکی۔ جس سے مجھے تسلی ہو جاتی اور رخسانہ کو جواب لکھ دیتا۔ اور جب میرے دماغ نے بار مان لی تو میں نے اپنے ایک دوست کے پاس اس مسئلہ کو لے کر پہنچا۔ اور پوری کہانی اسے سنائی۔ اس نے پہلی ہی نظر میں خط کو پڑھ کر مجھے بتا دیا کہ یہ کسی لڑکی کا خط ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ کوئی لڑکا ہے جو میرے ساتھ بڑا ادبی مذاق کر رہا ہے اور اس بیماری کی صرف ایک دوا ہے کہ اب کے بار جب خط کا جواب دیا جائے تو اس میں القاب بہن بنا کر لکھنا چاہئے۔ اور نیچے "تمہارا بھائی" تب یہ لڑکا خود ہی اپنی شکست کا اعتراف کرلے گا۔ کیونکہ اس کے ساتھ یہ واردات ہو چکی تھی اس لئے یہ نسخہ مجھے بھی بھلا محسوس ہوا چنانچہ میں نے اسی اصول پر کار

بند ہو کر اسے خط لکھدیا۔

اس کے بعد میں نے سوچا اگر واقعی وہ لڑکا ہے تو مجھے خط نہیں لکھ سکے گا۔ اور اپنی نادانی پر خود ہی شرما کر رہ جائے گا۔ مگر ایسا نہ ہوا بلکہ اس خط کا جواب مجھے چھٹے دن ہی مل گیا۔ اس نے شاید بہن بھائی کے رشتہ کو بخوشی منظور کر لیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ وضاحت بھی اپنے خط میں کر دی تھی کہ میں نے اسے "لڑکا" سمجھ لیا جو اس کی نظر میں کوئی اچھی بات نہ تھی اور اس شک کو مٹانے کے لئے اس نے اپنے دو فوٹو بھی بھیجے تھے۔ جو بہت حسین تھے۔

اس کے بعد اس سے میری خط و کتابت چلتی رہی اس کے خط میں بڑی صیاسیت ہوتی جیسے اس نے اپنی زندگی میں کوئی عظیم شکست کھائی ہو۔ جواب میں میں نے بھی اپنی تصویریں بھیجدیں اور اسے یہ بھی بتا دیا کہ شاہینہ کون ہے اور کس طرح میری زندگی میں آئی اور اس طرح میں نے اسے اپنی رومانی زندگی کے تمام نشیب و فراز سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور اب وہ اپنے ہر خط میں شاہینہ کو آداب ضرور لکھتی۔ وہ اس خط کو دیکھنے کی بھی خواہشمند تھی۔ اور مجھے تو ہر خط میں انندور آنے کی استدعا آمیز دعوت دیتی مگر میں جواب میں صرف اپنی مجبوری کا احساس اسے کرا دیتا۔ اور اس طرح اس کی شکایت دور ہو جاتی۔

وہ اپریل کی ایک سرمئی شام تھی جب غیر متوقع طور پر اس کا ایکسپریس خط مجھے ملا کہ سخت بیمار ہے، یہ وہ لمحے تھے جب میرے سینے میں ایک بھائی کا مقدس دل دھڑکنے لگا۔ مجھ سے نہ رہا گیا۔ اور میں نے اسے ٹیلیگرام سے مطلع کر دیا کہ میں ۲۲ اپریل کی صبح ۹ بجے والی ٹرین سے



اندور پہنچ رہا ہوں۔ میں اندور کے لئے سوار ہو گیا۔ میرے ذہن کا سکون لٹ چکا تھا۔ اور میں برابر اس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ سینکڑوں شکوک اور وسوسوں کے سنپولیے میرے ذہن میں گھوم رہے تھے۔ تمام راستے میری طبیعت بگڑتی رہی اور جب میری گاڑی اندور پہنچی اور میں پلیٹ فارم پر اترا تو مجھے کسی نسوانی آواز نے چونکا دیا۔ میں نے دائیں طرف گھوم کر دیکھا تو رخسانہ کھڑی مسکرا رہی تھی۔ اس نے مجھے پہچان لیا تھا۔ اور میں نے بھی اسے پہچان لیا تھا..... کیونکہ ہم دونوں نے ایک دوسرے کی تصویریں دیکھی تھیں۔ مگر میں حیرت میں تھا کہ وہ اتنی جلدی صحتیاب کس طرح ہو گئی۔ وہ مجھے پلیٹ فارم سے باہر لے آئی اور ایک کالے رنگ کی کار کی طرف لے چلی جب ہم اور وہ اس کار کے قریب پہنچے تو اس نے دروازہ کھولا اور مجھ سے بیٹھنے کو کہا اور خود بھی میرے قریب بیٹھ گئی۔ شاید وہ میری پریشانی بھانپ چکی تھی۔ کار اسٹارٹ کرنے کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا، آپ کیا سوچ رہے ہیں۔

میں نے اپنی پریشانی ظاہر کر دی۔ میں نے کہا۔

"تم بالکل ٹھیک ہو۔ آخر یہ سب کچھ کیا تھا جو تم نے خط میں لکھا تھا"

اگر ایسا نہ کرتی تو آپ کس طرح اندور تشریف لاتے؟" اس نے ایک چنچل مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔ اور اس طرح ہم ایک دوسرے سے بہت دیر تک باتیں کرتے رہے۔ تھوڑی دیر میں ہماری کار "نادر بلڈنگ" کے سامنے آکر رک گئی۔ میں اس بلڈنگ کو دیکھ کر حیرت میں رہ گیا۔ میں نے خواب میں بھی نہ سوچا تھا کہ میں رخسانہ کے پتے پر جو نادر بلڈنگ لکھا کرتا ہوں وہ اسقدر عالیشان عمارت بھی ہو سکتی ہے۔

جب ہم اس بلڈنگ میں داخل ہوئے اور اندر پہنچے تو اس کی ماں اور باپ نے بڑھ کر میرا استقبال کیا۔ وہ چند لمحوں کے لئے ... اور پھر رخسانہ ان کی اکلوتی لڑکی تھی۔ وہ اندور کے مشہور ڈاکٹر تھے۔ میں چار دن اندور رہا۔ اور اس مختصر سے عرصہ میں رخسانہ سے بہت سے مسائل پر مباحثے رہے، وہ بی اے کی طالبہ تھی۔ اس نے سب سے زیادہ جس کے بارے میں میرے ذہن کو جھنجھوڑا وہ ایک شاہینہ تھی۔ جس کے تذکرے وہ کبھی ختم نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اور پھر میں اپنے وطن واپس آ گیا۔

گویا کردو ایک دن تیوروں ہی گذر گئے۔ میں چاہتا تھا کہ شاہینہ کو جلد سے جلد یہ سب باتیں بتاؤں کہ رخسانہ نے میرے ساتھ کس قدر مخلصانہ برتاؤ کیا ہے۔ اور اس غرض سے جب اگلے دن شاہینہ سے ملا، نہ معلوم کیوں؟ وہ بہت کچھ بدل چکی تھی، اس نے ٹھیک طرح مجھ سے بات بھی نہ کی۔۔۔۔ میں حیران تھا، آخر یہ سب کیا ہے یا حقیقت؟ مگر جب دوسری اور تیسری بار ملنے پر بھی ایسا ہی ہوا اور میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھ سے دور ہی رہنا چاہتی ہے اور بات کرنا بھی پسند نہیں کرتی۔ تو میرا شک دھیرے دھیرے یقین میں بدلنے لگا۔ شاید وہ میرے اندور جانے سے بدل چکی تھی۔ اس کے اندر چھپی ہوئی عورت نے اپنا جنم لے لیا تھا۔ اور پہلی شاہینہ مر چکی تھی۔ میری زندگی اب ایک نئے موڑ پر چل پڑی۔۔۔۔ مجھے ایسا احساس ہوا۔۔۔۔ اور ایک ماہ بعد تو مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کی شادی کسی دولت مند گھرانے کے چشم و چراغ سے طے ہو گئی ہے۔ اس کو زر کی ترازو میں تول دیا گیا ہے۔

اور یہ معلوم ہوتے ہی میری نظروں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ میرے مستقبل کے سارے خوابوں نے سسک سسک کر دم توڑ دیا۔ اس کے وعدے، قسمیں اور سوگند جو سے ... سے میرے سامنے قہقہے لگاتے ہوئے معلوم ہوئے اور میں اس ماحول سے بری طرح گھبرا گیا۔ اس نے جو کچھ میری قسمت کے لئے

چھوٹا تھا۔ وہ اُس کی سلگتی ہوئی یادیں تھیں۔ جن میں میرے لئے سوائے اشکوں کے کچھ نہ تھا۔ میں ان دنوں کافی مغموم رہنے لگا۔ مجھے دنیا کی ہر چیز سے نفرت ہو گئی۔ میں رخسانہ کے کسی بھی خط کا جواب نہ دے سکا۔ اس کے کتنے ہی خط میز پر پڑے ہوئے میرا منہ چڑاتے۔

لیکن ایک دن پھر مجھے رخسانہ کا خط ملا۔ جس نے مجھے مجبور کر دیا تھا کہ اُس کے خط کا جواب ضرور دوں۔ اس خط میں اس نے میری طویل خاموشی کی وجہ معلوم کی تھی شاہینہ کے بارے میں معلوم کیا تھا۔ اور اُس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی لکھا تھا کہ اگر میں نے اُس خط کا جواب نہیں دیا تو وہ مجھے زندگی بھر خط نہ لکھے گی۔

چنانچہ میں نے اسے پوری زندگی کا واقعہ لکھا اور بتایا، کہ اتنا بڑا مذاق مجھ سے کیا گیا ہے، شاہینہ نے مجھے فریب میں رکھا میں پہلے ہی سوچتا تھا کہ اندھیرے اور اجالے کا ساتھ نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ بلندی، کبھی پستی کو گلے نہیں لگا سکتی، غریبی اور امیری کبھی ساتھ ساتھ نہیں رہ سکتیں۔ اور یہی میری اور شاہینہ کی زندگی کی داستان الم ہے۔ میں نے اسے یہ بھی لکھا کہ انگلینڈ سے آنے کے بعد شاہینہ کی شادی سے کچھ دن پہلے مجھے اس کا ایک خط بھی ملا تھا جس میں اس نے مجھے چند نصیحتیں کی تھیں اور لکھا تھا "کہ عورت کا دوسرا نام مجبوری بھی ہے۔ اور اُس کے بعد مجھے شاہینہ کا نہ کوئی خط ہی ملا، اور نہ وہ مجھے خود ہی مل سکی۔ بہرحال اب اسکی یادیں ہیں، اور میرا دامن ہے، میرے آنسو ہیں۔ میری اچھی بہن رخسانہ۔ اب تم ہی بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ — یا — پھر مر جاؤں۔ جو مجھے سکون ہی مل جائے"

رخسانہ نے مجھے اس خط کا جواب دیا۔

یہ اُس کا آخری خط ہے اور اُس وقت میرے ہاتھوں میں ہے۔

میرے اچھے بھی بھائی۔

آپ کا خط ملا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کی زندگی میں اتنا بڑا سانحہ ہو گیا اور آپ نے اتنی تاخیر سے خبر دی۔ آپ نے مجھ سے معلوم کیا ہے کہ "آپ کیا کریں" میں کیا بتا سکتی ہوں سوائے ایک صبر کے! شاید میں آپکو بتا بھی دیتی کہ اندھیرے اجالوں میں جذب ہو سکتے ہیں، سچی محبت، مفلسی اور امیری کچھ نہیں دیکھتی! یہ میں ثابت کر دیتی کہ بلندی پستی کی طرف گرتی ہے۔ کاش، آپ مجھے "بہن" بنا کر میری محبت کو گالی نہ دیتے۔ بہرحال اب میں شادی تو کبھی نہ کروں گی۔ یہ میری زندگی کی نہ ٹوٹنے والی قسم ہے۔ ایک گذارش آپ سے ہے! خدا کے لئے میری کہانی کبھی کسی سے نہ کہنا، اور نہ ہی خود لکھنا۔ فقط زیادہ آداب۔

آپکی اپنی بہن
رخسانہ۔

رات کافی گذر چکی ہے اور میں نے اس کی کہانی آج کی رات مکمل کر لی ہے، مگر میں اسے کسی دوسرے کو نہیں سناؤں گا، کیونکہ میں اپنے خط میں اس سے وعدہ کیا تھا اور اسلئے میں اس کہانی کو نذر آتش کر دوں گا"

لندن کے چائے چش!

منسنگ لین لندن کے تاجر چائے کی عالمی تجارت کے ایک بہت بڑے حصّے کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ان کے پاس ایسے ماہرین ہیں جو چکھکر فوراً یہ بتا دیتے ہیں کہ فلاں چائے کی خوبیاں کیا ہیں اور برائیاں کیا ہیں۔

لندن کے نیلام گھروں میں ہر سال ۰۰۰،۰۰۰،۵۰۰ پونڈ وزنی چائے فروخت ہوتی ہے۔ یہ چائے زیادہ تر ہندوستان، سیلون اور مشرقی افریقہ سے آتی ہے کچھ مقدار بعض دیگر ملکوں سے بھی در آمد کی جاتی ہے

نیلام سے ایک ہفتہ قبل چائے کے بڑے بڑے تاجروں کو مختلف قسم کی چائے کی فہرستیں اور اُن کے نمونے دے دیئے جاتے ہیں۔ فرموں کے چائے چش (چائے کا مزہ چکھنے والے)، جانچ کرکے ہر قسم کی چائے کی قیمت لگاتے ہیں۔ اور اس کے مطابق تاجر اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں کہ آیا اُن کو بولی دینی چاہئیے یا کہ نہیں۔ اور اگر دینی چاہیئے تو کتنی۔ جب ان کی فرم چائے خرید لیتی ہے تو چائے چش مختلف قسموں کی چائے کو ایک دوسرے میں ملا کر فرم کی "معیاری چائے" تیار کرتے ہیں جو رنگ، ذائقہ اور قیمت کے لحاظ سے ہمیشہ ایک جیسی ہوتی ہے۔ یہ ایک بہت پیچیدہ عمل ہے۔ اگر اس میں کوئی غلطی ہو جائے تو فرم کی ساکھ کو نقصان پہنچ سکتا ہے

میں نے حال ہی میں اس عمل کو دیکھا ہے۔ مختلف قسم کی چائے تیس چھوٹے چھوٹے برتنوں میں پورے چھ منٹ تک اُبالی گئی تھی۔ اس کے بعد اسے تیس پیالوں میں انڈیلا گیا تھا۔ چائے چش ہر پیالے سے تھوڑی تھوڑی چائے پیتا تھا اور فوراً اُگال دیا جاتا تھا اور قیمت لگاتا جاتا تھا۔ ایک اور شخص نوٹ بک میں فی پونڈ قیمت لکھتا جاتا تھا۔ ہر چائے کی جانچ کرنے میں غالباً ۸ سیکنڈ لگے تھے۔ جس کے دوران میں چائے چش نے چائے کے ذائقہ، خوشبو، رنگ، قیمت وغیرہ کے بارے میں اندازہ لگالیا تھا۔ ۴ منٹ کے اندر اس نے بتادیا تھا کہ فرم کو کونسی چائے کیلئے بولی دینی چاہیئے اور کتنی بولی دینی چاہیئے۔ مختلف قسم کی چائے کو ایکدوسرے میں ملاکر کسی قسم کی "معیاری چائے" تیار کرنے کا عمل تو بہت ہی پیچیدہ ہے کبھی بار ۲۰ تا ۳۰ قسموں کی چائے کو ملاکر ایک "معیاری چائے" تیار کرنا پڑتی ہے۔

ایک تجربہ کار چائے چش نے مجھے بتایا ہے کہ پرانے وقتوں میں چائے کے چکھنے کا کام ایک پوشیدہ آرٹ تصور کیا جاتا تھا اور اس میں بہت زیادہ سختی برتی جاتی تھی۔ جس کمرہ میں چائے کی جانچ کی جاتی تھی اس میں عورتوں کو آنے کی اجازت نہیں تھی کیونکہ اس بات کا خدشہ ہوتا تھا کہ ان کے عطر کی خوشبو چائے چش کی قوت ذائقہ کو متاثر کرے گا۔ اس چائے چش نے مجھے بتایا کہ کئی برس پہلے میں جب ایک بار اپنے بالوں پر خوشبودار تیل لگا کر آیا تو تاجر نے ڈانٹ کر مجھے واپس گھر بھیج دیا تھا۔

غزل فارسی

از سید احمد حسن صاحب نقوی راشد

نہ تنہا گرد میگردم چمن غماز میگردد ؎ ہر گل را کہ چیدن خواہمش غماز میگردد
بجذب نور دل ہا گوشئی دل پچو درچمن ؎ شکست طرۂ گل ہم بد اساز میگردد
کرشمہ سازئی دانش فروزتی خاکی ؎ وجود نوری تسبیح خوان راز میگردد
پریشاخیر یقینت چو بر جبیں آید ؎ بلا بر دل آشفتہ جانباز میگردد
تبسم معنی برق تجلی را ردیف آمد ؎ شکیبائی ز ہر قلبی کہ زان وا میگردد
ز معنی بے خبر باشی صورت آشنا گردی ؎ عجب باشد در فیضش بر تو باز میگردد

طفیل حبیب سبحانی بہ در شاہ شہاں سر راشد
ز فیض آستان عالیشان ممتاز میگردد

غزل اردو

از محترمہ سعید النسا بیگم صاحبہ اثیمہ

فضل رب سے ملتی ہیں جنکو بقا کی لذتیں ؎ رنج کیا انکو نہ ہوں حاصل فنا کی لذتیں
لذت دنیا سے جو کوئی اٹھا لے اپنا ہاتھ ؎ کیوں ملیں اسکو نہ اسرار خدا کی لذتیں
باغ وحدت کی ہمیشہ ہے اسکے لئے ؎ جس دل سے مٹ گئیں حرص و ہوا کی لذتیں
دل کے غم خانے میں یاد حق اگر باقی رہا ؎ یاد آئیں گی نہ پھر دار فنا کی لذتیں
چھوڑ دے اپنی خودی اور بیخودی کی راہ لے ؎ تاکہ مل جائیں تجھے دار بقا کی لذتیں
مال و دولت جاہ و حشمت سب کو آخر زوال ہے ؎ رہتی ہیں قائم مگر یاد خدا کی لذتیں

یاد خالق میں اثیمہ رات دن مشغول رہ
تجھ کو حاصل ہونگی پھر ذکر خدا کی لذتیں

پراجیکٹ مرکزی

رابرٹ تھامپسن

خلائی مسافر کی واپسی کے لئے جملہ انتظامات

امریکہ کے پہلے خلائی مسافر کو زمین پر واپس بلانے کے لئے جو انتظامات پہلے ہی مکمل کئے جا چکے تھے۔ چنانچہ کیپ کیناویرال سے ۳۲۰ میل کے فاصلے تک چھ سمندری جہاز تھوڑے تھوڑے فاصلے پر تعینات کئے گئے تھے۔ اور ایک ہوائی جہاز بردار جہاز تین بھاری ہیلی کاپٹروں کو لے کر مقررہ جگہ پر پہنچ گیا تھا۔ اگر خلائی مسافر سمندر میں گر جاتا تو اسے انہی ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ برآمد کیا جاتا۔ تین بحری ہوائی جہاز اور مزید تین ہیلی کاپٹر خلائی مسافر کو لیجانے والے راکٹ کو داغنے کے ساحلی مرکز پر تیار رکھے گئے تھے تاکہ اگر کسی خرابی کی وجہ سے وقت سے پیشتر ہی خلائی مسافر بردار خول راکٹ سے الگ ہو جائے تو اسے فوراً برآمد کیا جا سکے۔ جس علاقے میں خلائی مسافر کو برآمد کرنے کا اندازہ لگایا گیا تھا اس پر آٹھ ہوائی جہاز مسلسل پرواز کر رہے تھے۔ ان میں سے دو جہازوں کو مصنوعی ستارے سے ریڈیائی برقی پیغامات ملتے رہتے تھے۔ چنانچہ جس وقت مسافر بردار خول زمین کی طرف رُخ کرتا ان جہازوں کو اطلاع مل جاتی۔ جب مسافر بردار خول راکٹ کے ذریعے داغا گیا تو کیپ کیناویرال کا پراجیکٹ مرکزی کنٹرول سینٹر اڑان کے دوران میں اس سے برابر رابطہ قائم رکھے ہوئے تھا۔ اور نشریات موصول کر رہا تھا۔ پہلے انسان بردار خلائی جہاز کی اڑان کے سلسلے میں ٹھیک ٹھیک پروگرام کے مطابق عمل کیا گیا۔ خلائی مسافر ہوا باز اس جہاز یا خول میں اڑان سے تقریباً گھنٹہ بھر پہلے داخل ہوا تاکہ اندرونی حالات اور تمام متعلقہ امور کا جائزہ لے سکے۔ پروگرام کے مطابق اسے ایک سو میل کی بلندی پر تقریباً ۱۶ منٹ تک پرواز جاری رکھنی تھی۔ ۴½ منٹ تک بے وزنی کا تجربہ کرنا تھا اور سمندر کی طرف کوئی ۲۹۰ میل کے فاصلے پر پہنچنا تھا۔ ریڈسٹون راکٹ کے ذریعہ معمولی طور پر اڑان شروع ہوئی۔ تقریباً ۳۵ میل کی بلندی پر داغے جانے کے کوئی ۲½ منٹ بعد یہ ۴ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑ رہا تھا۔ اس وقت اور اس مقام پر پہنچ کر ریڈسٹون راکٹ جل گیا۔ اس کے اوپر کا برج علیحدہ ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد تین چھوٹے چھوٹے راکٹ داغے گئے جو اسی مصنوعی ستارے میں لگے ہوئے تھے۔ تاکہ ستارے کو راکٹ سے الگ کیا جائے۔ کوئی پانچ سیکنڈ بعد خودکار ہوا باز نے مصنوعی ستارے کو الٹا دیا جس سے اس کا کند سرا سامنے کی طرف آ گیا۔ خودکار ہوا باز نے ان بے قاعدگیوں اور حرکتوں کو بھی درست

کیا جو راکٹ سے الگ ہونے کے باعث اس میں پیدا ہوئی تھیں۔ اگر خودکار ہوا باز اس میں ناکام رہتا تو خلائی مسافر اپنے ہاتھ سے ان باتوں کو درست کرتا۔

خودکار ہوا باز اس کے بعد اس خول کو زمین کی طرف واپسی کے لئے مناسب پوزیشن میں لے آیا۔ اور زمین کرۂ ہوائی کی طرف اس کی واپسی اڑان شروع ہوئی۔ کنٹرول سٹیشن نے اس کی رفتار اور سپیڈ وغیرہ جیسی حرکات کو درست کیا۔ کرۂ ہوائی سے رگڑ کے باعث حرارت کوئی ۵۰ میل کی بلندی پر شروع ہوئی۔ کوئی ۲۱ ہزار فٹ کی بلندی پر ہوا کے دباؤ سے ایک سوئچ کے ذریعہ ایک چھوٹی سی ہوائی چھتری کھلی جس سے اس کی رفتار سد عمر پڑ گئی تاکہ یہ جلنے سے محفوظ رہ سکے۔ اس کے بعد دس ہزار فٹ کی بلندی پر ایک بڑی ہوائی چھتری کھلی جو ایک ڈبے میں رکھی ہوئی تھی۔ ۲۵۰۰ فٹ کی بلندی پر پہنچتے ہی زمین پر خول کو برآمد کرنے والی ٹیموں کو خبردار کرنے کے لئے مقررہ وقت پر ایک دھماکہ ہوا۔ خول کی چوٹی پر ایک بڑی طاقت والی روشنی چمکنے لگی اور ساتھ ہی سمندر میں گرتے وقت پانی کو رنگین بنانے کے لئے رنگ بھی باہر آگیا۔ اور ایک ریڈیائی روشنی ہوا میں پھیلی۔ ان اشاروں سے اسے برآمد کرنے والی ٹیموں کو آگاہ کرنا مقصود تھا کہ خول کہاں ہے تاکہ اسے برآمد کرنے میں آسانی ہو۔ یہ سگنل ملتے ہی تمام متعینہ سمندری اور ہوائی جہاز اور ہیلی کاپٹر اس خول کو برآمد کرنے اور اس کے اترنے کے مقام کا سراغ رکھنے کے لئے چوکنے ہوگئے اور سب کے سب حرکت میں آگئے۔ جب یہ خول دکھائی دیا تو ہیلی کاپٹروں نے اس کا تعاقب کیا۔

چنانچہ ایک ہیلی کاپٹر کے ایک ہوا باز نے اسے ہوا ہی میں پکڑنے کے لئے پھندے والا بانس آگے بڑھایا ہیلی کاپٹر کے ساتھ لٹکتے ہوئے اس جال میں اسے ڈال لیا گیا۔ اور مطلوبہ مقام پر سلامتی کے ساتھ پہنچایا گیا۔ اگر کسی وجہ سے یہ خول سمندر میں غرق ہوجاتا تو اس کے اندر بیٹھے ہوئے خلائی مسافر کے بچاؤ کا بھی انتظام رکھا گیا تھا۔ وہ اس اوپر کے سرے میں سے باہر نکل سکتا تھا یا فرار کے لئے جو دوسرا دہانہ تھا اسے اڑا سکتا تھا۔ بہرحال دونوں صورتوں میں وہ باہر نکل کر ایک تیرتے ہوئے تختے پر سوار ہوجاتا اور اس طرح اسے بچا لیا جاتا۔

والٹرسی ولیمز

ایسوسی ایٹ ڈائریکٹر پراجیکٹ مرکری۔

امریکہ کے خلائی مسافر کی پرواز کا پہلا دن

امریکہ کا پہلا خلائی مسافر مرکری۔ ریڈ سٹون راکٹ کے ذریعہ جس دن خلائی سفر پر روانہ ہوا اس کے لئے اُسی نے اُسی دن کے آغاز ہی سے تیاری شروع کردی تھی۔ خلائی مسافر نے کیپ کینا ویرال کے ہوائی اڈے پر رات گزاری جہاں رہائشی کوارٹر پہلے ہی تعمیر کئے جاچکے تھے۔ وہ آدھی رات کو بیدار ہوا اور اسے اس کمرے میں لے جایا گیا جہاں اس نے سفر کی تیاری کرلی تھی۔ صبح کے دو بجے اس نے خلائی پرواز کے لئے ضروری لباس پہننا شروع کیا۔ اس پرواز کیلئے اُسے ملکی فضائی و خلائی نظامت کی نگرانی میں دو برس سے تربیت دی جارہی تھی۔ اور وہ اس کیلئے اپنے آپ کو تیار کررہا تھا۔ پرواز کے دوران میں اس کے دل کی دھڑکن۔ تنفس اور جسمانی حرارت کو ریکارڈ کرنے کے لئے اس کے جسم کے ساتھ کئی طبی آلات لگائے گئے۔ اسے ایسا لباس پہنایا گیا جس کی بدولت وہ اس خلائی تجربے کی ناکامی میں زندہ رہ سکتا تھا۔ جس پر فضائی حالات کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ خلائی لباس پہنانے کے بعد اسے ایک "خاص مرتعش کرسی" پر بٹھایا گیا تاکہ اس امر کا یقین ہو کہ اس کا خون معمول کے مطابق دورہ کررہا ہے۔ پانچ بجے صبح وہ ایک مخصوص طبی گاڑی میں داخل ہوا۔ اس میں بھی ایک "مرتعش کرسی" رکھی ہوئی تھی۔ اس گاڑی میں بھی خلائی مسافر کی حالت خلائی لباس اور اس کے جسم سے وابستہ آلات کی متواتر پڑتال کرنے کے لئے سادہ قسم کی طبی مشینری رکھی ہوئی تھی۔

سوا پانچ بجے وہ راکٹ داغے جانے والے ٹھکانے پر پہنچ گیا اور آخری وقت کے معائنے کے لئے طبی گاڑی ہی میں رہا۔ اس تمام عرصہ میں ہوا باز کے ذاتی طبی افسر ڈاکٹر ولیم ڈگلس اس کے ساتھ رہے۔ ساڑھے چھ بجے وہ خلائی جہاز کے حجرے میں داخل ہوا۔ جب وہ جہاز پر سوار ہوا تو اس کے ہمراہ ڈاکٹر ڈگلس اور چھ خلائی جہاز کے ماہرین بھی تھے۔ حجرے میں پہنچکر وہ اپنے کوچ پر بیٹھ گیا۔ اور پرواز سے قبل کا معائنہ شروع کردیا۔ جہاز میں قریبا دس ہزار آلات تھے۔ اس نے زیادہ تر ان آلوں کا معائنہ کیا جن پر اس نے اپنے ہاتھ سے کنٹرول کرنا تھا۔ ان میں رسل و رسائل، حرارت اور جہاز کی حالت کو کنٹرول کرنے کے متعلق بھی آلات تھے۔ مختلف ماہرین نے خلائی جہاز کا آخری وقت کا معائنہ کیا۔ اس عرصہ کے دوران میں راکٹ داغے جانے والے ٹھکانے کے نزدیک بلاک ہاؤس اور مرکزی کنٹرول مرکز میں الٹی گنتی جزوی طور پر ہوچکی تھی۔ دو دوسرے خلائی مسافر جو خلائی جہاز میں سوار انسان کی مانند تمام پروگرام اور مشینری کا مکمل علم رکھتے تھے اس پروگرام میں حصہ لے رہے تھے۔

ایک کنٹرول مرکز میں تھا۔ اور دوسرا بلاک ہاؤس سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ دونوں خلائی مسافر سے بات چیت کر رہے تھے۔ جو پڑتال کے دوران میں کسی بھی امکانی غلطی یا ناکامی کا پتہ لگانے کے لئے چاق و چوبند ہو کر بیٹھا تھا۔

آخری پڑتال کے بعد ماہرین نے جہاز کے کواٹون کا ڈھکنی لگا دی۔ جسے کہ آکسیجن سے بھر دیا اور ریفٹ سے نیچے اتر گئے۔ اس کے بعد الٹی گنتی کا آخری دور شروع ہوا۔ کیپ کیناویرال میں مرکزی کنٹرول مرکز ایک بہت بڑا کمرہ ہے جو بہت سے آلوں سے لیس ہے۔ کمرے کے ایک حصے میں ایک تمثیلی نقشہ لگا ہے جس پر خلائی مسافر کی پرواز کا پلان درج ہے۔ پلان کے ٹھیک سامنے بہت سے آلے اور پینل لگے تھے جن پر ایک درجن ماہرین کام کر رہے تھے۔ جنہوں نے بلاک ہاؤس کے مشاہدین کے ساتھ مل کر الٹی گنتی انجام دی۔

کنٹرول مرکز میں ایک سلامتی افسر اور پرواز پر کنٹرول کرنے والا ماہر بھی تھا۔ ان کے عقب میں شیشے کی دیوار کے پار تقریباً ۵ مشاہدین بیٹھے تھے۔ ان کے ٹھیک سر کے اوپر دو بند سرکٹ کے ٹیلی ویژن تھے۔ کنٹرول روم میں ماہرین نے جن میں سلامتی افسر اور کنٹرولر بھی شامل تھا اس مشن کا مکمل چارج اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ ان کے ذمہ حسب ذیل کام تھے۔

پرواز کا پتہ لگانا جس میں راکٹ کا داغا جانا۔ اور کرۂ ہوائی میں دوبارہ داخل ہونا شامل تھا۔ ہواباز اور خلائی جہاز کی پوزیشن کا پتہ لگانا، خلائی جہاز کو راکٹ سے الگ کرنے کے فیصلے کو عمل میں لانا، خلائی ہواباز کو اس کے مشن کی ترقی سے خبردار کرنا وغیرہ وغیرہ۔ پہلے امریکی خلائی مسافر کو خلاء میں پہنچانے کے لئے بھی عام ضابطہ عمل میں لایا گیا۔ الٹی گنتی دس سیکنڈ تک جاری رہی۔ دس نو۔ آٹھ۔ سات۔ چھ۔ پانچ۔ چار۔ تین۔ دو۔ ایک" اس کے بعد دھواں سا اٹھا اور راکٹ اوپر کو اٹھ گیا۔ زمینی مشاہد اڑھائی منٹ تک راکٹ کو دیکھتے رہے۔ جس کے بعد وہ قریباً ۳۵ میل کی بلندی پر پہنچ گیا۔ اس مقام پر خلائی جہاز راکٹ سے الگ ہو گیا۔ اور اس نے قریباً چار ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز شروع کر دی۔ اس نے پلان کے مطابق پرواز جاری رکھی جس کے مطابق اسے ۱۰۰، اور ۲۰۰ میل کے درمیان بلندیوں پر پرواز کرنی تھی۔ امریکہ کا پہلا خلائی مسافر سب سے بڑھ کر ایک آزمائشی ہواباز تھا۔ دوسرے کسی آزمائشی ہواباز کی مانند اس کا سب سے بڑا کام اس جہاز کی کارکردگی کا مشاہدہ کرنا تھا جسے وہ چلا رہا تھا۔ لیکن اپنی پہلی خلائی پرواز کے سلسلے میں وہ اپنے پیشے کے عام فرائض سے کہیں دور چلا گیا تھا کیونکہ وہ خلاء کے نامعلوم ماحول میں ایک قطعاً نئی قسم کے جہاز پر سوار تھا۔ اسے اور اس کے چھ ساتھی ہوابازوں کو جو عنقریب خلائی سفر پر روانہ ہوں گے دو سال سے تربیت دی گئی ہے۔

پراجیکٹ مرکری کی غیر معمولی نوعیت کے پیش نظر شہری خلائی نظامت نے ۶۹ آزمائشی ہوابازوں کا امیدواروں کے طور پر انتخاب کیا تھا۔ اس کے

ہندوستانی خاتون بیرسٹر کی بی بی سی کے پروگرام میں شرکت

(ف)

۲۴ مئی کو بی۔ بی۔ سی۔ اپنی جنرل اوورسیز سروس میں یوم دولت مشترکہ سے متعلق اپنا ایک پروگرام نشر کرے گی۔ جس میں مس کملا طیب جی بھی شرکت کریں گی۔ مس طیب جی لندن میں خواتین کی انڈیا ایسوسی ایشن کی صدر ہیں۔ اور بیرسٹر بھی۔ بی۔ بی۔ سی کا یہ پروگرام ہندوستانی وقت کے مطابق چار بجے شام ۶۵ و ۱۱ اور ۵۶ و ۱۶ میٹروں پر سنا جا سکے گا۔ اس میں بتایا جائے گا کہ بعض شہریوں کے لئے جو اس وقت برطانیہ میں مقیم ہیں۔ دولت مشترکہ (کامن ویلتھ) کی کیا اہمیت ہے

بعد انہیں واشنگٹن بلایا گیا۔ تاکہ انہیں مرکزی پروگرام کی تفاصیل سے آگاہ کیا جائے۔ ان میں سے ۸۰ فیصد نے رضاکارانہ طور پر اپنے آپ کو پیش کیا۔ ان کی تربیت کا پہلا مرحلہ دو ہفتے تک جاری رہا۔ اور اس عرصہ میں ان کا جسمانی، نفسیاتی اور قوت برداشت کے متعلق امتحان کیا گیا۔ اور اس طرح اپریل ۱۹۵۹ء میں سات ہوابازوں کا حتمی انتخاب عمل میں آیا۔ ان ہوابازوں کو ان کے فوجی ٹھکانوں سے شہری خلائی نظامت میں بھیج دیا گیا تاکہ وہ وہاں پورا وقت کام کریں۔ وہاں انہیں حسب ذیل چھ شعبوں میں تربیت دی گئی۔

(۱) بنیادی سائنسوں کی تعلیم (۲) خلائی سفر کے حالات سے روشناسی، (۳) مرکزی خلائی جہاز کو چلانے کی تربیت۔ (۴) خلائی جہازوں کے ترقیاتی پروگرام میں شرکت (۵) ہوائی پرواز کی تربیت (۶) ہوابازوں کا زمینی عملہ کے کام کاج سے تال میل۔

اس کے علاوہ انہوں نے ہوائی جہازوں میں سوار ہو کر دیکھا کہ خلائی جہاز خلاء سے کیوں کر واپس آتا ہے۔ انہوں نے بے وزنی کی حالت میں کھانے اور پینے کی بھی مشق کی۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ انہوں نے مصنوعی طور پر پیدا کئے گئے بے وزنی کے حالات میں زیادہ تر وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ اپنی جسمانی حالت کو بھی درست رکھا۔



کہ قومی رجسٹر کے بموجب ہمارے ملک میں سائنسدانوں کی تعداد (۴۹) ہزار ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہمارا وطن "کمیت" کے لحاظ سے تقریباً ہر ملک سے بڑھا ہوا ہے۔ یہاں نہ صرف بیروزگاروں کی تعداد زیادہ ہے بلکہ سائنسدانوں کی تعداد بھی ماشاء اللہ سے قابل لحاظ ہے — لیکن "سائنسدان" اور "اہل سائنس" میں وہی فرق ہے جو "زبان داں" اور "اہل زبان" میں ہوا کرتا ہے۔

کہ آنا پورنا کی چوٹی (۲۴۸۵۸) فٹ اونچی ہے۔ ہم آج تک یہی سمجھتے تھے کہ "آنا پورنا" ایک ہوٹل کا نام ہے جو کسی زمانہ میں حکومت کی جانب سے باغ عام میں قائم ہوئی تھی۔ لیکن آج معلوم ہوا کہ اس نام کی ایک چوٹی بھی ہے۔

کہ بیڑ کے (۳۰) سوشلسٹ اور پرجا سوشلسٹ اراکین نے کانگریس میں شرکت کی — لیکن آج سے چار پانچ سال پہلے یہ لوگ شرکت کرتے تو آج وزیر بن جاتے۔ لیکن آج ؎

کس وقت میں ہم چھوڑ کے ملک عدم آئے
جب اٹھ گئے بازار سے گاہک تو ہم آئے

کہ نئی دہلی میں کئی منزل کی ایک مارکٹ تعمیر ہو رہی ہے یقین ہے کہ اس مارکٹ پر گھڑی بھی لگائی جائے گی۔ لیکن خدا نہ کرے کہ معظم جاہی مارکٹ کی گھڑی کی طرح کوئی گھڑی لگا دی جائے۔

کہ حیدرآباد کو آئندہ ٹڈی دل کا خطرہ لگا ہوا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ ٹڈی دل جب کھیتوں پر حملے بولتا ہے تو اس وقت اقبال کا یہ شعر بطور رجز پڑھتا ہے

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

کہ بازماموره مدرسین کی تنخواہوں کا تعین دو سال سے نہیں ہوا ہے۔ آخر ہمارے مدرسین چاہتے کیا ہیں کیا یہ کافی نہیں ہے کہ انہیں بازماموره کر لیا گیا ہے۔

کہ نئے کمشنر بلدیہ نے مختلف صیغہ جات کا معائنہ کر کے کام سے واقفیت حاصل کی۔ ہمیں یقین ہے کہ موصوف نے محکمہ بلدیہ کے صیغہ الفینسی
الونس
کا بھی معائنہ کیا ہوگا!

کہ لاہور میں ایک شخص نے رقیب کی ناک اور کان کاٹ دیئے۔ لیکن ہماری رائے میں اس شخص نے دوہری محنت کی۔ صرف ناک کاٹ کر اگر وہ الٹ دیتا تو بیک کرشمہ دو کار، کان بھی کٹ جاتے۔ کیونکہ ناک کو الٹنے سے کان بنتا ہے۔

کہ ایک برطانوی ملازم کو جاسوسی کے الزام میں (۴۲) سال قید کی سزا دی گئی۔ اس ملازم کی عمر اس وقت پچاس سال ہے۔ گویا ؎

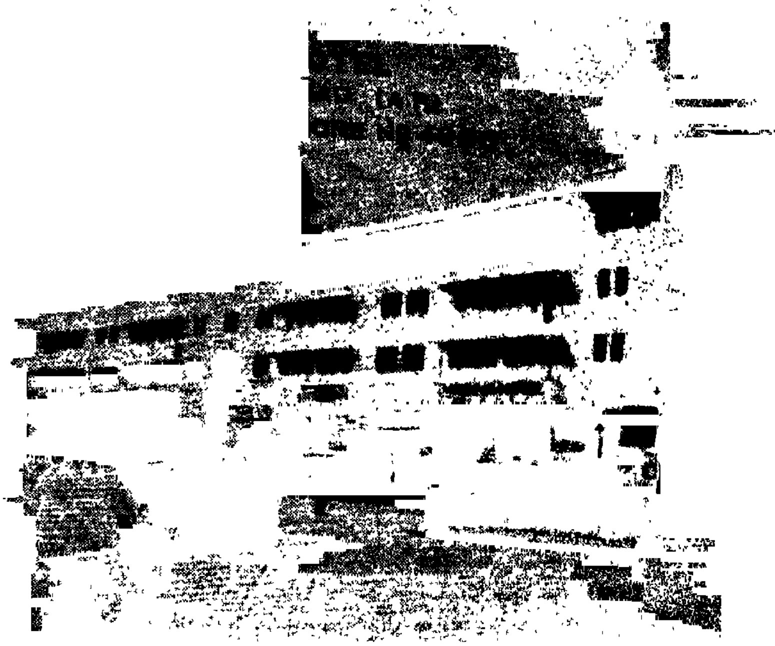
مر کے چھوٹیں گے تیرے دام محبت کے اسیر
کہ یہ وہ قید ہے جس کی کوئی میعاد نہیں

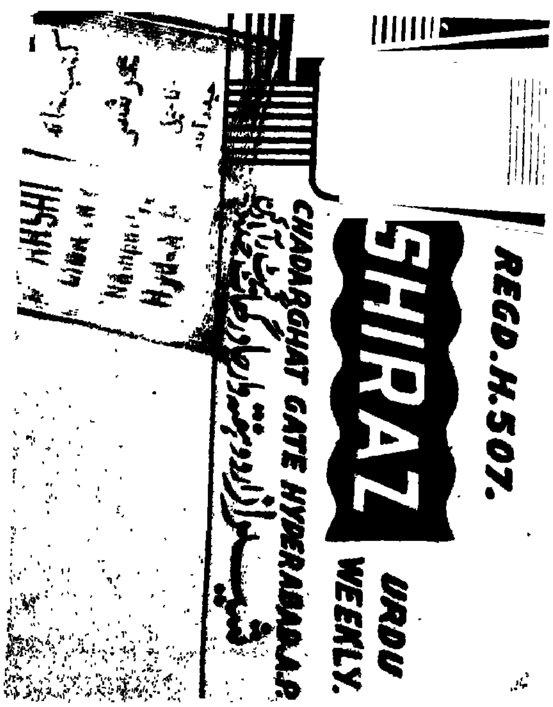
قطعہ

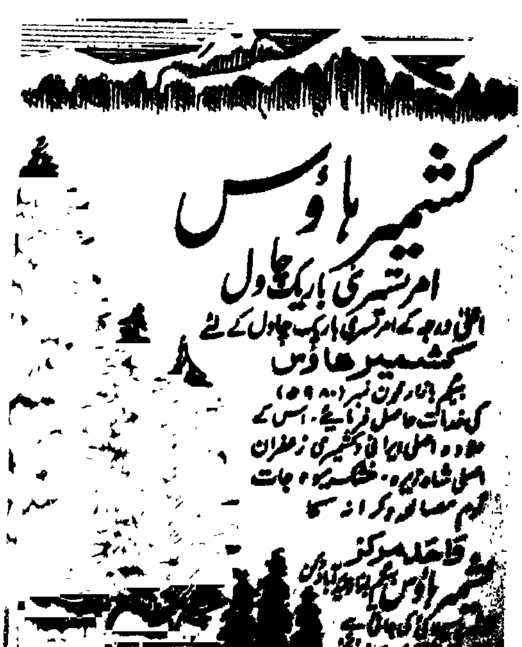
نقش بدلا ہے خیالات نے آج ‖ کر دیا سہل محالات نے آج
غیر ممکن کو بنا کر ممکن ‖ کر دیا پیش یہ حالات نے آج

(آمدہ از نذری بلغ)

SHIRAZ




REGD.H.507.
SHIRAZ
URDU
WEEKLY.
CHADARGHAT GATE HYDERABAD.A.P.


کشمیر ہاؤس
امرتسری باریک چاول
کشمیر ہاؤس

شہزاد



[illegible]

شیراز

سید حسام شیرازی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر — مقام اشاعت :- چادرگھاٹ حیدرآباد (۲) انڈیا

جلد ۱۵ — روز جمعہ — ۲۶ مئی سنہ ۱۹۶۱ء — م ۱۰ ذالحجۃ الحرام سنہ ۱۳۸۰ھ — شمارہ (۳۰)

دو غزلہ پہلا حصہ شیراز مورخہ ۱۲ مئی سنہ ۱۹۶۱ء طبع ہوچکا ہے

(جو قابل دید ہے)

(مطلع) ضد بھی کیسی شراب کی سی ہے — مئے سے بھی اجتناب کی سی ہے

شکل و صورت نبیؐ کی کہتی ہے — یہ صفت بوترابؑ کی سی ہے

اُجڑی بستی بھی عشق و الفت کی — (لاریب) قلبِ خانہ خراب کی سی ہے

آمدِ نو بہار کہتی ہے — گل کے رُخ پر نقاب کی سی ہے

ساقیا ہے جو آج یوم غدیر (۱۸ - ذی الحجہ) — بادہ نوشی ثواب کی سی ہے

بھر کے بیکار اِن زوائد کو — شکل بگڑی حساب کی سی ہے

کچھ نہیں ہے ثبات دُنیا کو — زندگی بھی حباب کی سی ہے

میری تحریر عشق معنے میں — اک سوال و جواب کی سی ہے

(مقطع) میرے مقصد کی کہتا ہے عثمان — شکل یہ کامیاب کی سی ہے

نوٹ - یہ دوغزلہ کا آخری حصہ ہے

[illegible]

۲۷

... وار

... بن صاحبزادی عصمت النساء بیگم ...

... ۱۰ مارچ گزشتہ جو واقعات ان دونوں کے ... اور جو کچھ واقعات وقتاً فوقتاً
مضمون کی شکل میں شیراز میں آچکا ہے۔ اور اسکے بعد اسی سلسلہ میں اور جو کچھ واقعات وقتاً فوقتاً
وقوع میں آئے تھے اس کا بھی مکمل ریکارڈ موجود ہے جو بروقت کام آئے گا کہ زبانی اور قلمی
بیانات ہوں یا دوسرے قسم کے تحریرات ہوں اس معاملہ پر کافی روشنی ڈالتے ہیں۔ مگر قابل غور یا
تعجب یہ معاملہ ہے کہ زوجہ اپنی دماغی کمزوری کی وجہ دوران نزاع اپنے شوہر کے ساتھ گاہ گاہ
بدزبانی کے علاوہ سختی سے پیش آئی ہے۔ اور اس کے خاندان کو بھی سب و شتم سے سرفراز کرتی
ہے جسکی شکایت خود نظام علیؔ نے مجھ سے کیا تھا۔ مگر برخلاف اس کے جلب منفعت کے خاطر
زوجہ سے پیسہ لینے کے خاطر یہ بے غیرت زوجہ کے ہاتھ پاؤں پڑتا ہے جس کی تصدیق خود زوجہ
کے بیان سے ہو چکی ہے یعنے پیسہ کے خاطر اس کو کس قدر مجبور کرتا ہے۔ الحاصل یہ حرکات فریقین
کے ایسے مذموم ہیں کہ نہ ہائی سوسائٹی کا بیان کرنے کے قابل ہیں اور نہ عام منظر پر آنے کے قابل ہیں۔
خلاصہ یہ کہ یہ واقعات خود گواہی دیتے ہیں کہ ذمہ داری یا نقص فریقین پر ہے کہ مثل
مشہور ہے۔

دو ہاتھ تالی۔ ایک ہاتھ خالی

الحاصل نظام علیؔ کی بے غیرتی یا سبکی اس کے ہم چشموں میں ہو چکی۔ اور وہ ان کو صورت بتانے
کے قابل نہیں رہا کہ یہ سب آشکارا ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے اس کی ناقص تعلیم کا کہ بروقت اس کے بڑے
اس کی روک تھام نہیں کئے بلکہ اسکو مثل شتر بے مہار چھوڑ دیئے کہ جہاں چاہے بھٹکتا پھرے
اور اس کا کیا نتیجہ بد آخر میں چلکر پیدا ہوگا اس سے بے خبر رہے تا آنکہ سب معاملہ ان کے ہاتھ سے
نکل گیا جیسا کہ مشہور ہے۔

نکل کے سانپ گیا۔ اب لکیر پیٹا کر
(زنانی ...)

یہ بہرحال آثار و قرائن بتاتے ہیں کہ اس میں اصلاح تو کجا دن بدن ابتری پیدا ہوتی جائیگی
تا آنکہ اس کا قطعی و مستحکم سد باب نہ ہو جو کہ میرے زیر غور ہے۔

مرقوم ۲۷ مئی سنہ ۱۹۴۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

اعلان منجانب ٹرسٹیز فیملی ٹرسٹ ایچ۔ ای۔ ایچ۔ دی نظام حیدرآباد و برار

Trustees

انگریزی اعلان کا اُردو ترجمہ

نظام کے فیملی ٹرسٹ کے ٹرسٹیز (Trustees) کے علم میں لایا گیا ہے کہ ٹرسٹ مذکورہ کے Beneficiaries کے منجملہ ایک Beneficiary جن کا نام صاحبزادی عصمت النساء بیگم ہے اور جو زوجہ ہیں صاحبزادہ میر نظام علیؒ خان کی ان کی دماغی حالت کمزور ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے خانگی معاملات کو ذاتی طور پر خاطر خواہ طریقہ پر چلانے کے قابل نہیں ہیں اس وجہ سے یہ احتمال ہے کہ وہ دوسروں کے ورغلانے پر ایسے تحریرات یا دستاویزات پر دستخط کردیں جو اُن کے ذاتی مفاد کو نقصان پہنچانے والے ہیں بنا برایں وجہ ٹرسٹیز (Trustees) کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ ایسے نقصان رساں تحریرات یا دستاویزات پر عمل نہ کریں۔

(۲) لہٰذا اس موقعہ پر اُن جمیع اشخاص کی اطلاع کے لئے ٹرسٹیز (Trustees) یہ اعلان کردینا مناسب تصور کرتے ہیں جو کہ صاحبزادی عصمت النساء بیگم سے کاروبار کرتے ہیں کہ ٹرسٹیز (Trustees) کسی ایسے مطالبات یا ادائی قرضہ جات کی ذمہ داری قبول نہیں کرسکتے۔ جن کو صاحبزادی موصوفہ نے کیا ہو یا اس اعلان کے بعد کریں۔ لہٰذا ایسے جملہ کاروبار کی تمام تر ذمہ داری ان اشخاص کی ذات سے متعلق رہے گی جو کہ اپنے ذاتی بوجھ پر کام دیا جائے۔

مورخہ ۲۰-۳-[illegible]

خفیف آپریشن لیلیٰ بیگم کا در کلینک آج صبح ۹ بجے

فرمایا ایک ماہ کا عرصہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر بالیگا سرجن نے جو متبقہ کینسر کا آپریشن کیا تھا وہ تو کامیاب ثابت ہوا اس کے بعد مریضہ بوجہ موسم گرما و تبدیل مقام عدن باغ میں مقیم تھی مگر چند روز سے بغل کے طرف ایک دنبل نکل آیا تھا جو تکلیف دے رہا تھا۔ لہذا اس کو کھول کر مواد فاسدہ کو خارج کرنے کی ضرورت تھی کلوروفارم دیکر۔ جس کو آج صبح اسی کلینک میں ڈاکٹر رامیا نے یہ کام انجام دیا۔ گو میں ان کو سابق سے نہیں جانتا ہوں مگر ڈاکٹر واگھرے کے مشورہ سے یہ کام ان کے سپرد کیا گیا جنکی وہ تعریف کرتے تھے کہ اپنے فن جراحی میں یہ بھی حیدرآباد میں مشہور ہیں۔

بہرحال مریضہ کی حالت اطمینان بخش ہے اور امید ہے کہ زخم مندمل ہوتے ہی (کیونکہ روزانہ اس کی دیکھ بھال ہوگی) مریضہ ہفتہ عشرہ میں واپس عدن باغ نہیں جائے گی۔ بلکہ سیدھا نذری باغ آنا چاہتی ہے میری قربت میں۔ اوس مقام پر جہاں اس کی عمر کا اچھا خاصہ حصہ گذرا۔ اور اس کے سب بچے یہیں پیدا ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ ایام عزا قریب میں شروع ہونے والے ہیں اور مجالس کا سلسلہ حسب معمول شروع ہوگا۔ اس لئے وہ ان ایام میں اپنے قدیم جگہ نذری باغ میں رہنا چاہتی ہے۔ گو روزانہ مثل سابق عدن باغ جاکر اپنی بچی مشہدی بیگم اور معصوم نواب کو دیکھ لیا کرے گی جو کہ اس کے حق میں بہت کافی ہے۔

البتہ مریضہ کلینک سے نذری باغ واپس آنے تک میں روزانہ دو وقت کلینک کو جایا کروں گا۔ اور عدن باغ کو ایک وقت کہ وہاں شکر ہے سب خیریت ہے۔ زیادہ

"خواہان فضل و کرم از دست غیب"

مرقومہ ۲۷ مئی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

جیّد مجتہدین و علمائے عراق کے تصاویر نذری باغ کو دستیاب ہوگئیں

فرمایا میرا خیال صحیح نکلا کہ زمانہ گذشتہ میں یعنے جسکو چند سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ عالم جنتری میں یہ شائع ہوئی تھیں۔ اسکے بعد میرے استفسار کی بناء پر آغا ابو القاسم خراسانی نے میرے ہاں بھیجے تھے۔ جو اُس جالانہ جنتری کے مؤلف ہیں۔

یعنے آیتہ اللہ قمی و آیتہ اللہ نجف اشرف کے۔ مع دو مزید تصاویر مجتہدین مذکور۔ نمبر ۱ آقا سید حسین بروجردی و نمبر ۲ آقا مرزا محمد حسین نائینی جو مجتہد اعظم نجف اشرف تھے۔ و نمبر ۳ آقا سید ابو الحسن اصفہانی (اسی مقام مقدس کے مجتہد تھے) و نمبر ۴ آقا شیخ مرتضٰے انصاری (معلوم نہیں یہ مجتہد کس مقام کے تھے)

بہرحال دین دیال کے ذریعہ ان کو Enlarge کرایا جا رہا ہے۔ تاکہ جوبلی پویلین (در محلہ فیلخانہ) میں لگائے جائیں۔ کیونکہ وہ بھی پیشوایان مذہب حق کے ہیں۔ خدا ان کی ارواح مطہرہ کو ارض مقدس میں آسودہ رکھے۔ اور ان کے فیوض و برکات پیروانِ مذاہب حق کو نصیب ہوں۔

مرقوم ۲۷ مئی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

مجرم کہ آنکہ [illegible] زاری نیست | الا معاصی کہ رستگاری نیست
جز [illegible] بگفت گر [illegible] | جز بہ باغ [illegible] کہ جاری نیست

([illegible])

یہہ رازِ سربستہ پہچانو جو قریب میں پردہ سے باہر نکل کر رہیگا

فرمایا کسی قدر زحمت ہے دو لڑکے جو سِن رُشد کو پہنچ چکے ہیں جنکی عمریں (۲۰) اور (۲۱) سال کے درمیان ہیں۔ صحت مند ہیں۔ اور دِکھاؤ میں بھی جاذبِ نظر ہیں اور ذی کردار ہیں اور زیر تعلیم ہیں اور عزت داروں کے خاندان سے ہیں یہہ منتخب ہوئے ہیں کاظم جاہ مرحوم کی دو صاحبزادیوں کے لئے جنکا نام سلمےٰ بیگم ہے اور صالحہ بیگم ہے۔ اور ان کے آیندہ شوہر ہونے والے لڑکوں کا نام۔ ایک کا N.A ہے اور دوسرے کا M.H ہے۔

زیادہ۔ مبارک باشد

مرقوم ۷ مہر بہمنی ۱۹۹۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

غنچہ و گل سمن بہ باغ آمد ‖ مَے چہ پُر کیف دہا ایاغ آمد
آنکہ پوشیدہ بود در پردہ ‖ رازِ مخفی کہ در سُراغ آمد

(آمدہ از نذری باغ)

ضابطہ یا قاعدہ مقرر کردہ برائے تصفیہ امور صاحبزادیاں

(اور ان کے شوہران مقیم نذری باغ)

فرمایا رسل و رسائل یا کسی کے توسط سے یہ کام خاطر خواہ انجام نہیں پا سکتا جیسا کہ ہونا چاہئے۔ بلکہ غلط فہمیاں پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے جس کا سد باب ضروری ہے۔ لہذا میں نے اس طریقہ کو مسدود کر دیا ہے اور اوسکے عوض میری شادی شدہ لڑکیوں کو اجازت دی ہے کہ میرے مقرر کردہ وقت اور تاریخ آکر جو کچھ کہنا ہے باپ سے کہیں اور وہ جو کچھ جواب دیتا ہے بالمشافہ دیدیگا کیونکہ لڑکیاں مستورات ہونے سے ان نکات کو جس طرح سے باپ سمجھا سکتا ہے دوسرے غیر متعلقہ اشخاص نہیں سمجھا سکتے اور نہ ایسے معاملات میں دلچسپی لے سکتے بجز بزرگ خاندان جن کے سود و بہبود میں اوسنے انکے حقوق کی حفاظت ہی کو اپنا شیوہ بنا رکھی ہے اسکی روشن دلیل ہے۔ پس ہونا یہ ہے کہ اگر میری لڑکیوں کا معاملہ ہے تو وہ صرف تنہا نذری باغ آئیں گے۔ اور اگر شوہروں کا معاملہ ہے تو اسیطرح سے وہ صرف تنہا آئیں گے (بجز نظام علیؒ) کہ ان دو معاملات کی نوعیت ایک نہیں بلکہ جداگانہ ہے ایک شق میں خون پانی کا تعلق ہے بوجہ اولاد ہونے کے اور دوسری شق میں صرف تعلق پیدا ہونے سے ہے یعنے ان لڑکیوں کے شوہر ہونے کی وجہ سے نہ کہ کسی قرابت سے تاہم چاہے ایک معاملہ ہو یا دوسرا معاملہ میں جو کچھ تصفیہ کروں گا بلا رو و رعایت کے کرونگا تاکہ میرا فیصلہ فریقین کے حق میں منصفانہ ہو۔

نوٹ۔ جو کچھ مابین میری لڑکیاں ہوں یا دامادان گفتگو ہو کر میں تصفیہ کرونگا اوسکو نوٹ میں خود مرتب کر کے (جیسی کہ میری دیرینہ عادت ہے) دفتر پیشی میں رکھوں گا۔ بطور نوٹ کے بمانند سیاہ بر سفید تاکہ بر وقت کار آمد ہو۔ اور اگر کسی وقت نوعیت معاملہ کی وجہ سے مجھے شیرازمیں ریکارڈ کرانا ہو تو ایسا کردونگا تاکہ اسکو سے میری لڑکیاں اور دامادان واقف ہو جائیں کہ حال میں ہفتہ واری شیرازان کے نام جاری ہوا ہے (دیکھیں سے)

اگر کسی وقت [illegible] کوئی دوسرے اسباب موجود نہیں ہوں گے تا آنکہ [illegible]

میں ضرورت سمجھوں تو ان کو طلب کر لوں مگر یہ قاصد کی طرح پیام و سلام بیچ میں رہکر نہیں لا سکتے اور نہ اسکی ضرورت ہے۔

الحاصل ضرورت سمجھا کہ اس مسئلہ سے متعلق چند سطور رکھ کر اس کی وضاحت کردوں کہ آیندہ کس قاعدہ یا ضابطہ کے تحت کام ہو گا۔ اس سے یہ افراد واقف ہو جائیں۔

دیگر۔ آیندہ چاہے میری لڑکیاں ہوں یا داماد ان ٹرسٹ سیکریٹری کے ساتھ اپنے معاملات کی حد تک کام رکھ سکتے ہیں بشرطیکہ یہ امور ان کے قبضۂ قدرت سے باہر نہ ہوں اس کا خیال رہے و بس

مرقومہ ۲۲ مئی ۱۹۶۱ء ---------

(منقول از نظام گزٹ)

اعلان

فرمایا صمصام شیرازی مدیر پرچہ شیراز نے مجھے اطلاع دی ہے کہ بوجہ عید الضحٰی یوم جمعہ صرف اس دفعہ ہفتہ واری شیراز جو ہر جمعہ کو طبع ہو کر یوم شنبہ مطبع سے نکلتا تھا اس میں دو تین یوم کی تاخیر ہو گی جو کہ ناگزیر ہے کیونکہ یوم عید سب مطبع بند رہتے ہیں۔ لہٰذا اب وہ آیندہ یکشنبہ طبع ہو کر آیندہ دوشنبہ دوسرے دن مطبع سے نکلے گا۔ میں نے کہا وجوہ معقول ہیں۔ نظر بر آں اس امر کو صاف کر دینے کی ضرورت ہوئی تاکہ غلط فہمی نہ پیدا ہو کہ کیوں نہیں پرچہ شیراز وقت پر نکلا۔

مرقومہ ۲۳ مئی ۱۹۶۱ء ---------

منقول از نظام گزٹ

تقرر عقد صاحبزادی رجب جاہ بنام رقیہ بیگم (بطنی زوجہ کلثوم بیگم) مقیم مکان گاف بہ سرتاج حسین پسر آغا حیدر بتاریخ ۱۶ ذیحجہ ۱۳۸۰ھ یوم پنجشنبہ (م یکم جون ۱۹۶۱ء) در کنگ کوٹھی وقت ۹ ساعت صبح)

فرمایا اسدن بغرض صیغہ نکاح مولوی اصغر حسین صاحب (نبیرۂ کلاں مولوی علی نقی صاحب مرحوم) و آغا ابو القاسم خراسانی آئیں گے۔ صاحبزادی کے باپ وماں کی موجودگی میں یہہ ہوگا۔ اس کے بعد چائے خوری ہوگی اور اسی دن وقت عصر بعد قدمبوسی حجرۂ مقدس و دربڑی دیوڑہی روشن بنگلہ میں نحق کچھا پہنایا جائے گا۔ اس کے بعد لڑکا اپنی زوجہ کے ساتھ احاطۂ مکان گاف میں جو جدید مختصر سا مکان تعمیر ہوا ہے مقیم ہو جائے گا۔

زیادہ۔ مبارک باشد

نوٹ چونکہ رجب جاہ اپنی لڑکی کے معاملہ عقد کو بالکلیہ میرے صوابدید پر چھوڑا ہے لہذا جسطرح سے میری لڑکیوں اور پوتیوں (یعنے دختران کاظم جاہ مرحوم) کا عقد ہوا ہے اوسی طریقہ سے یہہ انجام پائے گا جبکہ لڑکی کے بہبود و بہبود سے متعلق میری ذمہ داری بہ حیثیت بزرگ خاندان رہے گی کہ یہ نسبت بھی میری لگائی ہوئی ہے اور خوش قسمتی سے یہہ جوڑۂ زوجین ہر طرح سے موزوں و مناسب ہے ساتھ ہی ذی کردار بھی۔

مرقوم ۲۴ رمئی ۱۹۶۱ء

(منقول از نظام گزٹ)

کذب بیانی بوجہہ طمع و حرص زوجۂ ہمایون علیؑ بیگ مرحوم

فرمایا ان کا ایک بچہ تھا معمر (۱۷) یا (۱۸) سالہ جسکو ناظم جاہ مرحوم کی صاحبزادی
دینے کی اونہوں نے درخواست کی تھی اور اس کا جو جواب مجھے دینا تھا شیراز میں دیدیا تھا وہ
بھی معقول وجوہ کے ساتھ کہ اس عمر کے لڑکے جب تک کہ سن رشد حاصل نہ کریں متاہل زندگی
کے قابل نہیں سمجھے جا سکتے۔ چنانچہ میری رائے یا خیال سے زمانہ شناس اصحاب کو اتفاق تھا
جنہوں نے اس لڑکے کو دیکھا تھا جس کا نام شائد منظہر علیؑ بیگ تھا۔ اور یہ قصہ یہاں ختم ہو چکا
تھا مگر دوسرے طرف ماں کی شوہر والی بیٹی کو کچھ شکایت تھی تو فرنانڈز کی کلینک میں بغرض
علاج آئی ہوئی تھی۔ دوسرے طرف میرا روزانہ وہاں جانا علیؑ پاشاہ کی والدہ کی علالت
کی وجہ سے تھا تو اسی سلسلہ میں پھر بچہ کو بے موقع بے محل وہاں لاکر میرے سامنے کرکے
کہا جاتا ہے کہ یہہ (۲۰) سال کا ہے۔

بقول۔ دروغ گویم بر روئے تو

دوسرے طرف بیوہ کو معلوم رہنا چاہیئے تھا کہ ان کے شوہر کے دیرینہ خدمات کا
میں نے جو صلہ دیا تھا وہ شاندار تھا جس سے دوسرے اصحاب کو بھی اتفاق تھا (یہہ
شیراز میں بیان ہوا تھا) مگر باوجود اس کے فارغ نہ بیٹھکر مزید جستجو دوسرے امور میں
کی جاتی ہے جو صاحبان کردار کی نظر میں مستحسن نہیں ہے بلکہ معیوب ہے۔

یہہ خیال میں نے مناسب سمجھا کہ چند سطور اس بارہ میں لکھکر شیراز میں
ریکارڈ کرادوں تاکہ یہہ محفوظ رہے۔

مرقوم ۲۷ مئی ۱۹۶۱

(آمدہ از نذری باغ)

بملاحظہ اقدس ودا علی حضرت نظام دکن عالی مدظلہ العالی بتقریب عید الفطر مبارک

مورخہ یکم شوال المکرم ۱۳۵۰ھ

حسنینؑ کا سہارا یا مصطفےٰ محمدؐ — کوئی نہیں ہمارا یا مصطفےٰ محمدؐ
طوفانِ غم میں کشتی کچھ ایسی آگئی ہے — ملتا نہیں کنارا یا مصطفےٰ محمدؐ
دونوں جہان کی دولت حصے میں ہو ہمارے — تیرا ہو گر اشارا یا مصطفےٰ محمدؐ
عشقِ علیؑ میں شاداں کیسے ہیں شاہِ عثماں — شبیرؑ ہو ہمارا یا مصطفےٰ محمدؐ
سرکار پر نظر ہو سرکارِ دو جہاں کی — ہے مدعا ہمارا یا مصطفےٰ محمدؐ
ماں باپ سے زیادہ ہم پر کرم ہوا ہے — ہر چیز سے سنوارا یا مصطفےٰ محمدؐ
مجبور بے کسوں پر شہ کی عنایتیں ہیں — ان کو بھی دو سہارا یا مصطفےٰ محمدؐ
ہر سال میرے آقا عید الفطر منائیں — سن لے دعا خدارا یا مصطفےٰ محمدؐ
دشمن جو شاہ کے ہیں مقصد کو نہ پہنچیں — دامن ہو پارا پارا یا مصطفےٰ محمدؐ

گزارندہ

عروج علیؑ (نوشتہ خانہ زاد مقیم نذری باغ)

نوٹ۔ یہی بچہ آیندہ سال (بعد عقد) حج و زیارت حجاز کو جارہا ہے (عبداللہ بن محمد کا بیٹا ہے)

دیگر۔ فرزند کلاں اوستاد جلیل صاحب مرحوم نے صلاح دی ہے۔

(منقول از نظام گزٹ)



(۱۳۸۰ھ)

بمسرت خوشخبری صحت یابی دیدہ در شیراز ہفتہ وار مورخہ ۲۶ ذیقعدہ الحرام برصفحۂ پنجم) محل مبارک اعلیٰحضرت بندگان عالی متعالی حضرتہ لیلےٰ بیگم صاحبہ اطال اللہ عمرہا و اجلالہا (آمین)

(قطعۂ شکر)

خوشا بہرہ مندی است الحمد للہ
شفا یافتہ لیلےٰ بیگم خوش آئی
مقامش بلندی است الحمد للہ
چہ اقبال مندی است الحمد للہ

(مطلع) طبعِ عزیز لیلےٰ کہ بیحد خراب بود
از درد و رنج و کرب و بلائے نیاز شد (مصیبت)
آمد بہ آسمان چہ نظر ابرہائے غم
در فکر این مریضہ گل و غنچہ اشک ریخت
یا رب شفا بدہ پئے لیلےٰ شفا بدہ
وابستۂ علیؑ چہ رسد در بلا گہے
دادہ مدد حسینؑ بہ امراضِ زندگی
مشکل کشائی شہہ مشکل کشاؑ بہ او

زین وجہ دردِ دلم کہ عجب اضطراب بود
لیلےٰ بہ حالِ تو کریم بو تراب بود
مہتابِ انبساط کہ زیرِ سحاب بود
ہم قلبِ گلستان تو نگرآب آب بود
در بارگاہِ حق چہ دُعا مستجاب بود
لیلےٰ بہ بارگاہِ نجفؑ فیضیاب بود
تقدیرِ نیک نیز شفا ہمرکاب بود
فیضِ نجفؑ کہ کرب و بلائے حساب بود

خوب شاباش { صادق منم سگِ درِ علویؑ ہزار شکر
واللہ چہ بارگاہِ مرا انتخاب بود

دُعاگو = صادق علیؔ (مقیم نذری باغ)
۱۵ رمئی سنہ ۱۹۶۱ء روز شنبہ

نوٹ۔ فرزند اکبر استاد جلیل صاحب مرحوم نے صلاح دی ہے۔

شیراز

ایڈیٹر: سید صمصام شیرازی

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

وزیروں کی تنخواہ

آڈیٹر جنرل آف انڈیا کی مرتبہ رپورٹ بابتہ ۶۰-۱۹۵۹ء میں بتایا گیا ہے کہ مرکزی کابینہ کے ہر وزیر پر، وئسرائے کی کونسل کے رکن کے مقابلہ میں زیادہ اخراجات لاحق ہوتے ہیں اور اس رقم پر انکم ٹیکس بھی وصول نہیں کیا جاتا۔ رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ ۱۹۵۹ء-۶۰ء میں وزیروں کی تنخواہ، الاؤنس اور سفر خرچ پر ۲۹ لاکھ ۵۲ ہزار روپے کا خرچ عائد ہوا جس میں ۱/۲ ۱۱ لاکھ روپے تنخواہ کی بابتہ اور ۱۷ لاکھ روپے الاؤنس اور سفر خرچ پر صرف ہوا یعنی بنیادی تنخواہ سے الاؤنس زیادہ۔ وزیروں کی تنخواہ کے بارے میں جب مرکزی حکومت خود اسراف بے جا

خطیب منبر سلونی

کا ارشاد مبارک ہے کہ مال حرام کو جمع کرنا نہایت شقاوت اور بدبختی کا نشان ہے

کی مرتکب ہے۔ جب چراغ کے نیچے ہی اندھیرا ہے تو ریاستوں میں بھی یقیناً اندھیر ہوگی

وزراء کی تنخواہوں کے بارے میں ہماری حکومت کی یہ فراخدلی دیکھ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہماری قومی آمدنی کا سالانہ اوسط بڑھ گیا ہے؟ کیا ہمارا قومی موازنہ اب خسارہ کی بجائے بچت کا موازنہ ہوگیا ہے؟ کیا ہمارے قومی منصوبے سب کے سب پایۂ تکمیل کو پہونچ چکے ہیں کہ اب کسی پراجکٹ پر ہمیں روپیہ لگانا نہیں ہے؟ کیا ہندوستان نے بیرونی حکومتوں سے جو قرضے حاصل کئے تھے وہ سب کے سب ادا ہوچکے ہیں؟ ظاہر ہے کہ ان تمام سوالات کا جواب "نفی" میں ہے! جب صورتحال یہ ہے تو ہمارے وزراء کو اتنی خطیر رقومات بطورِ تنخواہ دینے کا کیا محل ہے؟ پنڈت نہرو نے بارہا کہا ہے کہ ہم سوشلسٹ طرز حکومت کی طرف بڑھ رہے ہیں! یہ اگر صحیح ہے تو پھر سوشلزم کے بنیادی اصولوں سے انحراف کیا

قطعہ

آوازِ چنگ وقت کہ بگوشے شنیدہ ام
رنگ بہارِ گل بہ گلستان کہ دیدہ ام
تا گشتہ ام بہ ناچہ فسانہ عندلیب
غنچہ بہ دل لئے تو نگہ تیز چیدہ ام

(آغا اشکبارم)

سوشلسٹ طرزِ حکومت کا پہلا اصول یہی ہے کہ
"صلاحیت کے بموجب کام اور ضرورت کے
بموجب روپیہ"

یہ تاویل یہ مان لیا جاسکتا ہے کہ ہمارے
وزراء اپنی صلاحیت کے بموجب کام کرتے ہیں
لیکن ان کو ضرورت سے زیادہ روپیہ دینا کس
اصول کے تحت ہے؟ ہندوستان ایک غریب
ملک ہے یہاں کا معیارِ زندگی لندن، امریکہ اور
فرانس جیسا نہیں ہے۔ ہمیں ملک کو
خوشحال بنانا ہے مزید مقروض کرنا نہیں —!
مہاتما گاندھی نے ہمیں سادگی کی تعلیم دی
ہے جالمذاق، فضول خرچی، نمود و نمائش
اور شان و شوکت کی نہیں۔ ان حالات میں ہمارے
وزراء کو اُن کی ضرورت سے زیادہ روپیہ دینا
ان کو دولت کے نشہ میں مست کر دینے کے
مترادف ہے۔ وزراء قوم کی خدمت کے لئے
حکومت میں داخل ہوئے ہیں کسی جلبِ منفعت
کے لئے نہیں۔ ملک میں کوئی دوسری جماعت نہیں
صرف کانگریس برسرِ اقتدار ہے۔ کانگریس کا
بنیادی اصول ایثار ہے اسلئے ہمارے وزراء کو ممکنہ
ایثار سے کام لینا چاہیئے۔ عوام کی جانب سے وزراء
کی تنخواہوں میں کمی کئے جانے کے مطالبے سے پہلے ہی
ہمارے وزراء کو ایثار سے کام لیتے ہوئے اپنی اپنی
تنخواہوں میں مناسب کمی کرنا چاہیئے

انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ جب تک ہمارا
ملک خوشحال نہ ہو، جب تک بیرونی قرضے ادا نہ
ہوں اُسوقت تک ہمارے وزراء کو ماہانہ چھ سو روپیہ
تنخواہ اور چار سو روپے الاونس و سفر خرچ اسطرح
جملہ (۱۰۰۰) سے زائد نہ تو لینا چاہیئے اور نہ حکومت
کو اس سے زیادہ دینا چاہیئے۔ ہر وزیر پر ماہانہ
چھ ہزار روپے کا خرچ اور انکم ٹیکس کی معافی تو
غریب ہندوستانیوں پر ایک ظلم ہے نہیں معلوم
پنڈت نہرو نے اس ظلم کو کس طرح روا رکھا ہے
اور یہ ظلم کب تک روا رکھا جائیگا —!؟

قطعہ

بہر پسند نگر نوشش شاہان مانہ ایم | بہر ہر کس در جہان ہرگز ثنا خوان مانہ ایم
عمر خود در گوشۂ تنہا بسر کردیم ما | شان و شوکت گفت بنگر تو بہ کیہان مانہ ایم

(قناعت) (آمد اللہ باغ)

ایثار خاتون جنتؑ

از سید الواعظین آقا سید شاہ عباس منصوری

خداوند عالم اپنے کلام بلاغت نظام میں ارشاد فرماتا ہے:-

"لوگو! جبتک تم اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے کچھ راہ خدا میں خرچ نہ کروگے ہرگز نیکی کے درجے پر فائز نہیں ہوسکتے اور تم کوئی بھی چیز خرچ کرو خدا تو اسکو ضرور جانتا ہے"

ایثار کے معنے یہ ہیں کہ اپنی پسندیدہ چیزوں کو بجائے اپنے دوسروں کو ترجیح دینا۔ مثلاً اگر دیکھئے کہ ایک شخص اجنبی بھوکا ہے اور اپنا فرزند بھی بھوکا ہے تو غیر کو اپنے فرزند پر ترجیح دینا اور غیر کو کھانا کھلانا اسے ایثار کہتے ہیں اور یہ صفت ایثار بدرجہ اتم خاندان نبوت کے اور مخصوصاً حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام پر ختم ہوئی ہے۔ حضرت سیدہؑ کے ایثار پر بحث کرتے ہوئے ہمارا کلیجہ شق ہوتا ہے۔ یہ پاک وجود جن کے جسد خاکی آج خاک عرب میں آرام فرما رہے ہیں انسانی دنیا کے واسطے فرشتہ رحمت تھیں جن کی زندگیاں دوسروں کیواسطے بھی نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئیں۔ ان کا ہر قول ہر فعل وہ سدابہار پھول ہے جسکو خزاں کبھی نہیں مرجھا سکتی۔ دنیا بدل جائے، آسمان لاکھوں چکر لگائے مگر ان کے کارنامے ہماری آنکھوں سے چھپنے والے نہیں۔ بی بی خدیجہؑ کا یہ درخشندہ جوہر جو سرزمین عرب سے آشکار ہوا دنیا میں قمر چاردہم کی طرح چمکا جسکی روشنی دکھا رہا ہے آجتک دنیا کو منور کر رہی ہے انکا اوفا ایثار دنیا کے لئے نمونہ درس ہے۔

حدیث میں منقول ہے کہ جب جناب سیدہؑ کا زمانہ وفات قریب آیا ایک روز آپ بانت بستر پر لیٹی ہوئی تھیں اور خرمہ کی گٹھلیوں کا تکیہ سر کے نیچے تھا دونوں فرزند اور جناب امیرؑ پاس بیٹھے ہوئے تھے جناب سیدہؑ نے پہلے کچھ وصیتیں فرمائیں اور اسکے بعد کہا اے ابوالحسنؑ! جب آپ میرے غسل و کفن سے فارغ ہو جائیں اور میری میت دفن کرنے کے لئے لے چلیں اس وقت اس بستہ کو جو میں آپ کو دیتی ہوں اور اسی صندوقچہ کو بحفاظت تمام میری قبر میں رکھدیجئے گا حضرت نے پوچھا اسمیں کیا چیز ہے؟ کہا میں نے اپنے پدر بزرگوار پیغمبر خدا سے سنا تھا کہ خوف خدا میں جو آنسو مومن یا مومنہ کی آنکھ سے ٹپکتے ہیں وہ آتش قہر الہی کو بجھا دیتا ہے اور اوسکی قبر ریاض جنت کا نمونہ بن جاتی ہے۔ یا ابوالحسنؑ! اسمیں جو آنسو ہیں جو خوف خدا میں میری آنکھ سے گرے ہیں میں نے اسے جمع کر لیا ہے۔ جناب امیرؑ نے آب اشک لے کر اپنے چہرہ پھیر لیا۔ پھر حضرت نے پوچھا اے سیدہؑ! صندوقچہ میں کیا چیز ہے؟ جناب فاطمہؑ نے کہا اسے کھول کر دیکھئے۔ جب حضرت نے کھولا تو دیکھا حریر سبز میں ایک سفید رومال لپٹا ہوا ہے اور اس پر کچھ عبارت بخط نور تحریر ہے۔ پوچھا اے بنت رسولؐ یہ کیا شئے ہے؟ جناب سیدہ علیہا السلام نے کہا کہ سنئے اسکا واقعہ یہ ہے کہ جب خداوند عالم

... از اندوحنت وار

کو منظور ہوا کہ مجھے آپکے عقد میں دے۔ زیر شجر طوبیٰ سندس واستبرق کا فرش ہوا۔ اور سپر ملائکہ جمع ہوئے، حوریں اکر بیٹھیں۔ میرا عقد آپکے ساتھ پڑھا گیا، فرشتے گواہ تھے۔ خداوند عالم نے طوبیٰ کو حکم دیا کہ در و جواہر نثار کرے۔ طوبیٰ سے موتی برسنے لگے حوروں نے ان کو جمع کیا کہ ایسے موتی جنت میں خلق نہیں ہوئے تھے پھر ان موتیوں کے ہار بنا کر حوروں نے اپنی زیبائش کی اور اسطرح سے روز حشر مومنین سے ملاقات کرینگی۔

اے اماں! اسی شب کا ذکر ہے جب میں پہلی رات کو آپ کے یہاں آئی ہوں میرے پاس صرف دو پیراہن تھے ایک وہ جو بابا نے عروسی کا جوڑا دیا تھا وہ پہنے ہوئے تھی اور لباس کہنہ ساتھ لائی تھی نصف شب کے بعد ایک سائل دروازہ پر آیا اور اس نے سوال کیا اے اہلبیت رسالت، معدن نبوت و مخزن خیرات خدا تم کو لباس عروسی مبارک کرے اب تم اپنے کرایے خدا کی راہ میں مجھ کو دیدو کہ میں برہنہ ہوں۔ مجھے شرم آئی کہ راہ خدا میں بوسیدہ لباس دوں میں نے وہ پرانا جوڑا پہن لیا اور لباس عروسی فقیر کو دے دیا۔ صبح کو جب بابا جان تشریف لائے مجھ کو وہی پرانا جوڑا پہنے دیکھ کر فرمایا بیٹی! خلعت عروسی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی سائل نے مانگا میں نے دیدیا۔ بابا نے فرمایا پرانا جوڑا دیا ہوتا اور لباس عروسی شوہر کو دکھلانے کے لئے پہنے۔ بیٹی میں نے عرض کیا مجھے یقین تھا کہ میرا شوہر میرے اس فعل سے خوش ہوگا۔

جناب فاطمہ بیان کر رہی ہیں کہ میں نے سنا تھا اے بابا جب میری ماں کا عقد آپکے ساتھ ہوا تھا میری ... بہت سا مال دنیا سے کر آئیں تھیں آپ نے سب راہ خدا میں تقسیم کر دیا اور مجھ کو یاد ہے کہ ایک سائل نے شب کو سوال کیا یا رسول اللہ میں برہنہ ہوں آپکے پاس کوئی پیراہن نہ تھا اپنا کرتہ اتار کر دیدیا اور خود چٹائی لپیٹ کر ستر فرمایا۔ جبرئیل تشریف لے آئے ... آپ نے یہ سب بیان کیا اور رونے لگے اور مجھ کو اپنی طرف کھینچ کر گلے سے لگا لیا اور پیار کیا اسوقت جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کی

اے حبیب خدا! پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے ہماری طرف سے فاطمہ کو سلام پہنچاؤ اور کہدو کہ آسمان و زمین میں سے جو کچھ مانگنا ہو مانگ لو اے فاطمہ ہم دینگے تجھے۔ میں شکر خدا بجا لائی اور عرض کی میں کچھ نہیں چاہتی سوائے خوشنودی خدا کے آخرت میں۔ پیغمبر خدا نے فرمایا بیٹی تو آمین کہہ میں دعا کرتا ہوں۔ پس بابا نے دعا کی میں نے کہا آمین یارب! پھر جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے احمد! خداوند عالم فرماتا ہے، ہم نے گنہگاران امت سے مخصوص ان لوگوں کو بخش دیا جو دل میں فاطمہ اور ان کے باپ اور ان کے شوہر اور فرزندوں سے محبت رکھتے ہیں۔ جناب معصومہ روایت کرتی ہیں یا ابوالحسن! بابا نے جبرئیل سے کہا خدا سے اسکی تحریر کرالاؤ۔ جبرئیل پلٹ کر گئے اور استدعا پیش کی خدا نے حریر سبز و سندس سفید پر تحریر کر دی۔ جبرئیل و میکائیل سے گواہی کرائی اور حکم ہوا لے جاکر فاطمہ کو دے دو یہ شفاعت نامہ ہے اونکے دوستوں کو جنت دلائے گا۔ بابا جان نے یہ پارچہ حریر مجھ کو عطا فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسکو محفوظ رکھو اور جب قبر میں جانا اسکو ساتھ لے جانا یا ابوالحسن یہ وہی شفاعت نامہ ہے

آپ انکی ... ہی قبر میں رکھ دیجئے۔ شنا آپ نے خاتون جنت کی سخاوت کی بدولت ہم گنہگاروں کے لئے بہترین وسیلہ نجات کا پیدا ہوگیا۔ چادر وہ چادر کہ جس نے عصمت کا خلعت دو اور بیرا ہن وہ پیرا ہن جس نے نامۂ شفاعت پر قدرت کی مُہر کرا دی۔

مگر محبت شرط ہے اور اطاعت احکام الٰہی لازم و ملزوم ہے بغیر اسکے نجات محال ہے۔ رسول نے اُمت کے لئے عام دعا کی۔ مگر خدا نے تخصیص کردی۔ گروہ اُمت سے مخصوص ہوگی نجات اوسکے لئے جو فاطمہؑ سے اور انکے پدر بزرگوار اور شوہر نامدار اور اولاد امجاد سے محبت رکھتا ہو اور انکے احکام کے سچے پیرو اور اطاعت گزار ہو۔ اب جس نے فاطمہؑ کو رنجیدہ کیا اور فاطمہؑ اس سے رنج لے کر دنیا سے رخصت ہوئیں وہ کیونکر پاسکتا ہے۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا آپ اپنی مصیبت کا اظہار خود فرماتی ہیں۔

جو مصائب مجھ پر پڑے ہیں اگر روز روشن پر پڑتے تو مثل شب تیرہ کے سیاہ ہو جاتا۔ ان ہی مصیبتوں نے معصومہ کی جان لے لی ورنہ ابھی کیا سن تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں دنیا سے رخصت فرمائیں۔

کِس کِس کے کام آئے ہیں حیدرؑ کہاں کہاں

از جناب میر باقر علی صاحب رضوی باقرؔ

بڑھ کر سنبھالتے رہے حیدرؑ کہاں کہاں
انسانیت نے کھائی ہے ٹھوکر کہاں کہاں

تھا مدد کو اُٹھے تھے حیدرؑ کہاں کہاں
خطرہ میں پڑ گئے تھے پیمبرؐ کہاں کہاں

راہِ خدا میں کام کے رہبر تھے بس علیؑ
یوں تو ملے ہیں نام کے رہبر کہاں کہاں

آدمؑ کا عہد ہو کہ وہ خاتمؐ کا دور ہو
سب کی مدد کو پہنچے ہیں حیدرؑ کہاں کہاں

عرشِ بریں گواہ ہے فرشِ زمیں گواہ
روشن ہے شمعِ نفسِ پیمبرؐ کہاں کہاں

بدر و حُنین و خندق و خیبر سے پوچھیے
بکھرے ہیں ذوالفقار کے جوہر کہاں کہاں

جن رہرووں کو راہ دکھائی علیؑ نے خود
بہکے گئے وہ قوم کے رہبر کہاں کہاں

دوشِ نبیؐ پہ اور کبھی عرشِ الٰہ پر
پہنچے ہیں پائے حیدرِ صفدرؑ کہاں کہاں

تیئس ۲۳ سال بعد، حکومت بھی الغرض
حیدرؑ کے در پہ آگئی پھر کر کہاں کہاں

پیغمبروں کے سلسلۂ پاک ہی سے پوچھ
کِس کِس کے کام آئے ہیں حیدرؑ کہاں کہاں

باقرؔ یہ جانتا ہے بخوبی ہر اہلِ دل
نادِ علیؑ کا وِرد ہے بہتر کہاں کہاں

عبادت خانہ دارالشفاء میں نمازِ عید آیت اللہ ریحان نے پڑھائی!

۲۶ مئی۔ ایران کے مشہور و معروف مجتہد آیت اللہ آقای سید علی رضا ریحان جو آجکل حیدرآباد میں ممتاز ایرانی تاجر آغا عبدالحسین کے یہاں مقیم ہیں نمازِ عید الاضحےٰ کی قیادت فرمائی۔ عبادت خانہ کا دالان، پیش والان اور وسیع صحن مصلّیوں سے بھرا ہوا تھا مصلّیوں کا کہنا تھا کہ اتنا بھاری مجمع عبادت خانہ میں آج تک نہیں ہوا۔ آیت اللہ ریحان ہر روز رات کے ۹ بجے دربارِ حسینیؑ واقع حویلی قدیم میں موعظہ فرماتے ہیں۔

"قربانی"

از۔ جناب جعفر عابدی صاحب

جب حضرت ابراہیمؑ بیت المقدس تشریف لائے تو وہاں بی بی ہاجرہ سے حضرت اسماعیل تولد ہوئے حضرت ابراہیم بی بی ہاجرہ اور سارہ خاتون جن کے برابر حسینہ سارے جہاں میں کوئی عورت نہ تھی۔ اور کہتے ہیں کہ تمام دنیا میں مانند سارہ خاتون اور حوا علیہا السلام کے نہ کوئی اور حسن و جمال میں ہوا ہے اور نہ ہوگا کی نااتفاقی سے مجبور ہو کر حضرت ہاجرہ کو معہ ان کے فرزند کے مقام خانہ کعبہ پر تنہا چھوڑ کے خود شام تشریف لائے۔ اور حضرت اسماعیل کی پرورش ہاجرہ خاتون نے کی۔

حضرت اسماعیلؑ کی عمر ابھی نو برس کی تھی کہ ایک شب آٹھویں ذالحجہ کو حضرت ابراہیم نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ اے ابراہیم قربانی کر آپ نے دو سو اونٹ ذبح کیئے اسی طرح تین دن خواب پڑتے رہے اور ابراہیم راہ خدا میں قربانی دیتے رہے آخری شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ حکم ہوا اسماعیلؑ کی قربانی کا آپ صبح اٹھ کر سارہ خاتون کے ہاں سے بی بی ہاجرہ کے گھر تشریف لائے۔ اور کہا کہ میں اسماعیلؑ کو دعوت میں لے جاتا ہوں۔ پھر آپ اسماعیل کو لے کر نکل گئے۔ ابلیس نے آکر ہاجرہ سے کہا کہ اے بی بی تمہارے اسماعیل کو اس کا ذبح کرنے لے چلا ہے۔ آپ نے کہا معاذ اللہ باپ نے بیٹے کو کہیں بے گناہ مارا ہے۔ پھر ابلیس نے کہا کہ خدا نے اسے حکم کیا تب حضرت ہاجرہ نے فرمایا کہ جب خدا کا فرمان ہے تو میں بھی اس کی رضا پر راضی ہوں۔ ابلیس وہاں سے حضرت اسماعیل کے پاس بغرض بہکانے کے آیا۔ اور کہا کہ اے اسماعیل کہاں جاتے ہو تم کو تمہارا باپ ذبح کرنے لے چلا ہے۔ حضرت اسماعیلؑ نے بھی وہی کلمہ ارشاد فرمایا جو ہاجرہ خاتون نے کہا تھا کہ کہیں باپ نے بھی بیٹے کو بے گناہ مارا ہے۔ پھر ابلیس نے کہا کہ خدا نے اسے حکم کیا تب حضرت اسماعیل فرمانے لگے جب خدا نے فرمایا تو میری ہزار جانیں اس کی راہ میں فدا ہیں۔

حضرت ابراہیم اور اسماعیل اس مقام پر پہنچے اب جہاں حاجی قربانی کرتے ہیں دونوں راضی برضائے الٰہی ہوئے اور اسماعیل نے تین وصیتیں کیں کہ اے باپ میرے ہاتھ پاؤں مضبوط باندھو کہ جان نازک ہے چھری کے زخم کے مارے جنبش میں نہ آجاؤں دوسری یہ کہ میرا منہ زمین کی طرف کیجیو تاکہ میرا منہ تم کو نظر نہ آوے۔ اور میں بھی تمہاری طرف نظر نہ کر سکوں کہ محبت جوش نہ کرے تیسری یہ کہ جب آپ گھر کی طرف تشریف لیجائیں گے تو میری والدہ کی خدمت میں سلام کہدینا۔ اور میرا کرتا خون بھرا ان کو دینا کہ یہ نشان تسلی ہے۔ حضرت ابراہیم نے اسماعیل کے گلے پر چھری رکھی اور چلانی چاہی مگر کچھ نہ کٹا تب حضرت اسماعیل نے اپنا رومال باپ کو دیا کہ آنکھوں پر پٹی باندھ لے کہ راہ خدا میں محبت پسر نہ آئے حضرت ابراہیم نے پھر چھری رکھی اور کاٹنا چاہا مگر کچھ نہ کٹا حضرت اسماعیل نے کہا کہ اے باپ کیا چھری

کی پشت سے ذبح کرتے ہو جو کٹتی نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ
نے چھری پر خوب زور کیا اور بحکم خداوندی جبرئیلؑ
امینؑ نے بہشت سے ایک دنبہ لایا اور بدلے اسماعیلؑ
کے ابراہیمؑ کے ہاتھوں اس دنبہ کی قربانی عمل میں آئی
تب پردۂ وحدت سے آواز آئی کہ ــــ اے ابراہیمؑ ــ!
تم نے اپنے خواب کی تصدیق کر دی ہم اپنے محسنین کو اسی
طرح جزا دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ تمہارا سخت امتحان تھا
اور ہم نے اس کے بدلے میں بہت بڑی شئے کے ذبح کو
فدیہ قرار دیا۔!

یہاں بہت بڑی شئے سے مراد دنبہ نہیں بلکہ پیغمبر
اسلام کا چہیتا نواسہ حسینؑ شہید دشت کربلا ہے۔
جنہوں نے اصول انسانیت کی برقراری اور کلمۂ "الا اللہ"
کی قائمی کی خاطر محمدؐ کے شمعی اسماعیلوں کو کربلا کی قربان
گاہ پر قربان کر دیا۔ اسماعیلؑ کی قربانی ہو بھی جاتی تو وہ
طرف یہی رہتی کہ ابراہیمؑ نے راہ خدا میں اپنے بیٹے کو
قربان کر کے خواب کی تصدیق کی۔ احمد محمدؐ نے جو قربانی
دی وہ وحدانیت کی برقراری تھی۔ دین الٰہیہ کی قائمی
تھی، خدا پرستی کی سلامتی تھی۔ کیونکہ یزیدی دور میں
دین الٰہیہ کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ یزید ہر ناجائز کو جائز
کر کے اسلامی اصولوں کی نہ صرف خلاف ورزی اور
توہین کی بلکہ اس نے اپنے پرانے دین کو ایک بار پھر
اجاگر کرنا چاہا۔ بنی امیہ پوری آب و تاب سے اقتدار
پر جلوہ افروز ہو کر اپنے نسلی حرکتوں اور صفتوں،
شراب خواری، بت پرستی، عیش، زنا، جوا، وغیرہ کو ایک
بار پھر فروغ دے رہے تھے۔ اسلام اموی پنجے میں کٹھ
پتلی بن چکا تھا۔ حسینؑ نے اسی بنا پر اپنے چھوٹے چھوٹے
بچوں کی بھی قربانی منظور کر لی اور یزیدی بزدلیوں کو
بتا کر یزیدی سنئے کو قطع کر کے خود کو قربان کر کے ایک
نئے سرے سے محمدؐ کے دین کو زندگی دی۔ حیات جاودانی
بخشی۔ خنجر تلے سجدہ کر کے خدا کی وحدانیت منوا دی۔
اور اپنے خون کی سیاہی بنا کر عرش و فرش پر کلمے
"الا اللہ" کو لکھ دیا۔ اسماعیلؑ کی قربانی سے قائمی
"الا اللہ" کا کوئی سوال وابستہ نہ تھا۔ نہ ہی انسانیت
کی سلامتی کا سوال تھا۔ خدا پرستی کا سوال نہ تھا وہ
تو صرف ایک امتحان تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کا کہ راہ خدا
میں اپنی اولاد دیں کر سکتے تھے وہ تو مرتبے الٰہی اور
محبت خدائی کا ایک امتحان تھا۔ خدا نے ابراہیمؑ
کی قربانی اسماعیلؑ کو قرار نہ دیا بلکہ فدیہ پر رکھ دیا۔
"تو بھلا اس فدیہ کا کیا مقام ہو سکتا۔ جو ایک پیغمبر کی قربانی
دینا اور دوسرے پیغمبر کا قربان ہونا قرار دیا گیا ہو"
یزید نے اہلبیت کی بنیاد دین کاٹ دیں تھیں، خدا پرستی
کا ملیا میٹ کر دیا تھا۔ اموی طاقت اسلام کے زیر
سایہ ہوتے ہوئے بھی نمرود جیسی خدائی کا دعویٰ کر دیتی
ــــ اگر حسینؑ برقراری اہلبیت کے لئے اپنے آپ
کو پیش نہ کر دیتے ابراہیمؑ نے امتحان میں کامیابی حاصل
کی لیکن اسماعیلؑ ذبح نہیں ہوئے صرف قربانی کرنے
چلے تھے کہ آنکھوں پر پٹی باندھ لی اور حسینؑ کڑیل جوان
پسر کی لاش کو سینے سے لگائے کربلا کے میدان میں
کھڑے ہیں۔ بتلا دیا کہ راہ خدا میں قربانی آنکھوں پہ
پٹی باندھ کر نہیں بلکہ سینے سے لگا کر پیش کی جاتی ہے۔
ابلیس نے آ کر ہاجرہ سے کہا تھا کہ ابراہیمؑ تمہارے
فرزند کو ذبح کرنے جا رہے ہیں تو ہاجرہ خاتون نے کہا کہ

کہیں باپ نے بیٹے کو بے گناہ مارا ہے مانا کہ آپ خدا کی رضی پر راضی تھیں لیکن ہاجرہ کو یہ یقین تھا کہ ابراہیم اسماعیل کو قتل نہیں کریں گے۔ اور کربلا کی قربانی تھی کیا آپ اندازہ مرضی خدا کہتی ہے کہ مائیں بچوں کو قتل ہونے میدان میں بھیج رہی ہیں وہاں ہاجرہ کو یقین تھا کہ ابراہیم ذبح نہیں کریں گے یہاں ام فروا کو یقین تھا کہ قاسم پھر واپس میدان جنگ سے نہیں آئیں گے۔ آپ فرماتی ہیں کہ بیٹا قاسم کر تو نے آج اپنے چچا کی نصرت میں جان فدا نہیں کی تو میں روز قیامت میں دودھ نہیں بخشوں گی۔ ابلیس کے کہنے پر اسماعیل نے یہ کہا کہ کہیں کوئی باپ نے بھی بیٹے کو ذبح کیا ہے جسے یقین نہیں تھا۔ مانا کہ اسماعیل راہ خدا میں ذبح ہونے تیار ہو گئے۔ لیکن ابلیس کے کہنے کی تصدیق کر لی۔ کربلا میں شوق شہادت کا یہ عالم تھا کہ راہ میں قربان ہونے کا اتنا شوق تھا کہ جب خیمے حسینی میں کوئی نہ رہا اور حسینؑ اہلبیت سے رخصت ہو کر نکلے تھے کہ علی اصغر نے خود کو جھولے سے گرا دیا۔ پاؤں سے چل نہیں سکتے تھے زبان سے بول نہیں سکتے تھے۔ لیکن خود کو جھولے سے گرا کر اشارہ کر دیا کہ میں بھی راہ خدا میں ذبح ہونا چاہتا ہوں۔ اسماعیل نو برس کے تھے مرضی خدا کی واقفیت ہو چکی تھی۔ ابلیس کے بہکانے سے بہکے نہیں۔ عقل و سمجھ رکھتے تھے۔ ابلیس کی حرکت پر آپ نے باپ سے شکایت کی دونوں باپ بیٹوں نے پتھر پھینکے جو آج بھی حاجیوں کے لئے سنت ہے۔ لیکن علی اصغر صرف چھ مہینے کے علی اصغر گھٹنوں بھی چل نہ سکتے تھے۔ لیکن راہ خدا میں قربان ہونے کا وہ زبردست شوق تھا

مرضی خدا پر خود کو فدا کر دینے کی وہ زبردست خواہش تھی۔ بہر قراری "الا اللہ" سے اس جہاد میں خود کو قربان کر دینے کا وہ شوق تھا کہ سب سے کم عمر ہونے کے باوجود سب سے آگے نکل گئے اور اسماعیل نے بھی دیکھ لیا ہوگا کہ بے زبان ہونے کے باوجود پاؤں سے چل نہ سکنے کے باوجود بھی علی اصغر بابا کی گود میں بیٹھ کر نکلے جہاد کیا شہید ہوئے اور قربانی دی۔ غرض یہی وہ حسینؑ کی عظیم الشان قربانیاں تھیں کہ اموی سلطنت ڈگمگا گئی۔ یہ وہی قربانیوں کا اثر تھا کہ ظالم سے ظلم کا مواخذہ کرنے اہل ایمان تلواریں کھینچ نکلے۔ سلطنت اموی کا اب نام تک نہیں لیکن دین الہی قائم ہے۔ حکومت الٰہیہ باقی ہے۔ اور اسلام زندہ ہے۔ یہی وہ قربانیاں تھیں کہ یزید کے موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد اسلام نے ایک نئی زندگی پائی اور آج یہ دین و اسلام انہی کی بدولت نظر آ رہا ہے۔

برطانیہ کی خبریں

لندن میں ٹیگور سے متعلق لیکچر!

پچھلے دنوں رائل سوسائٹی آف آرٹس لندن میں پروفیسر جارج کیٹلین نے رابندرناتھ ٹیگور سے متعلق سر جارج برڈووڈ نام کا لیکچر دیا۔ برطانیہ کے پارلیمنٹری انڈر سیکریٹری برائے تعلقات دولت مشترکہ ڈیوک آف ڈیون شائر نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ سر جارج برڈووڈ نے سرجن کے طور پر بمبئی میں شاندار خدمات انجام دی تھیں۔ وہ گرانٹ میڈیکل کالج میں لیکچرار بھی تھے۔ ان کو ہندوستان کے علمی مسائل اور اس کی کلچرل میراث سے گہری دلچسپی تھی۔ انہوں نے ایک فنڈ قائم کیا تھا اور اپنی وصیت میں خواہش ظاہر کی تھی کہ اس فنڈ کی مدد سے ہر سال کسی ہندوستانی موضوع پر رائل سوسائٹی آف آرٹس میں ایک لیکچر کا انتظام کیا جائے۔ پہلا لیکچر ١٩٣٠ء میں دیا گیا تھا۔ بہت سی ممتاز شخصیتیں اس قسم کے لیکچر دے چکی ہیں۔

کامن ویلتھ ملکوں کے جرنلسٹ برطانیہ کے دورہ پر

ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ دس کامن ویلتھ ملکوں کے دس جرنلسٹ کامن ویلتھ پریس یونین فیلوشپ اسکیم کے تحت ١٨ مئی سے برطانیہ کا دورہ شروع کریں گے۔ ان ملکوں کے نام یہ ہیں۔ ہندوستان، پاکستان، گھانا، مالٹا، جنوبی افریقہ، جنوبی روڈیشیا، نائیجیریا، ویسٹ انڈیز، آسٹریلیا، اور نیوزی لینڈ۔ ہندوستانی جرنلسٹ کا نام مسٹر پی سرکار ہے۔ وہ اسٹیٹسمین کلکتہ کے رپورٹر ہیں۔ کامن ویلتھ جرنلسٹوں کا یہ دورہ تین ہفتے کا ہے۔

تیونس کے صدر کا برطانوی دورہ

معلوم ہوا ہے کہ تیونس کے صدر حبیب بورگیبا ١٦ مئی کو لندن پہنچے ہیں۔ موصوف تین روز تک برطانیہ کا سرکاری طور پر دورہ کیا۔ اپنی آمد کے روز وہ کلیرنس ہاؤس میں مادر ملکہ کے ہمراہ لنچ اور بکنگھم محل میں ملکہ معظمہ کے ہمراہ ڈنر کھایا۔ ١٧ مئی کی شام کو وزیر اعظم برطانیہ مسٹر ہیرلڈ میکملن اُن کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ پہلے دو روز وہ برطانوی وزیر اعظم کے ساتھ بعض امور پر تبادلۂ خیالات کیا۔ آخری روز صدر بورگیبا سر ونسٹن چرچل سے ملنے گئے اور لندن کے لارڈ میئر کی ایک دعوت میں شرکت کی۔ سرکاری دورہ کے بعد وہ کچھ روز کے لئے پرائیویٹ طور پر برطانیہ میں قیام کریں گے۔



مبارک ہو

(از:۔ سید صمصام شیرازی)

شرف مدحِ علیؑ کا تجھکو اے سلطانِ ک مبارک ہو
مبارک ہو تجھے یہ دولتِ ایماں مبارک ہو

چمن کو پھول گل کو رنگ و بو سرکار کو میرے
ولائے اہلبیتِ پاک اور قرآں مبارک ہو

مبارک چاندنی مہتاب کی مہتاب عالم کو
تجھے ذکرِ علیؑ اے خسروِ ذیشاں مبارک ہو

وفا شیوہ ہمارا ہے ہی خواہی نہ چھوڑیں گے
تجھے یہ خون سے لکھا ہوا پیماں مبارک ہو

میسر ہو ترے اعدا کو ہر دم رنج و غم شاہا
ہی خواہوں کو تیرے کیف بے پایاں مبارک ہو

دعا ہے میری بر آئیں ترے سارے دلی ارماں
مددِ مولا کی تجھکو ہر دم و ہر آں مبارک ہو

مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو
حصولِ مدعا کے ہو گئے ساماں مبارک ہو

خداوندا وہ دن آئے کہیں سرکار سے اپنے
گلِ محمود تجھکو اے شہِ عثماں مبارک ہو

مبارک ہو تجھے صمصام مدحت گستری شہ کی
مرے سرکار کو عشقِ شہِ مرداں مبارک ہو

گلشنِ اطفال



عیدِ غدیر!

از:۔ سیدہ طاہرہ بیگم صبا

(۱)

بچو! ۱۸ ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۰ ہجری کا دن تاریخ اسلام میں نہایت مبارک مسعود اور بڑی اہمیت کا حامل دن ہے۔ اس روز مولا علی خدا کے حکم سے رسول اللہ کے وصی اور جانشین مقرر ہوئے تھے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب حج آخری سے ہمارے رسول محمد مصطفٰی مدینہ واپس ہو رہے تھے تو خم غدیر پر آپ کو خدا کا یہ حکم پہنچا۔ اے رسول پہنچا دو اسکو جو تم پر نازل کیا گیا ہے۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو تم نے رسالت ہی نہیں پہنچائی۔ اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھنے والا ہے۔

بچو! آنحضرت یہ حکم پاتے ہی رک گئے جو لوگ آگے بڑھ گئے تھے ان کو "حی علیٰ خیر العمل" کہکر بلایا گیا۔ حی علیٰ خیر العمل کے معنے ہیں نیک کام کی طرف چلو۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے ان کا انتظار کیا گیا۔ جب سارے حجاج جن کی تعداد لاکھ بتائی جاتی ہے جمع ہو گئے تو سرور کائنات نے پالان شتر (اونٹوں کے کجاووں) کا منبر تیار کرا کے منبر پر تشریف فرما ہوئے۔

بچو! منبر کے سب سے اونچے زینہ پر جلوہ افروز ہو کر پیغمبر حق نے مجمع کو یوں مخاطب فرمایا۔ ایھا الناس ساری تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں۔ جو کائنات کا پیدا کرنے اور پالنے والا ہے۔ اما بعد یعنی اللہ کی تعریف کے بعد میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا میں تم لوگوں سے افضل و برتر نہیں ہوں؟ سب لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ بیشک آپ ہم سب سے افضل و برتر ہیں آپ ہمارے مولا ہیں یہ سنکر آپ نے حضرت علیؑ کو بلند کر کے فرمایا "میں جس کا مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے"۔ روایت میں ہے کہ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو اسقدر بلند فرمایا تھا کہ آپ کے بغل کی سپیدی نمایاں ہو گئی تھی۔ آنحضرت نے ایسا اس لئے کیا کہ سارا مجمع علیؑ کو دیکھ لے۔

بچو! جب آنحضرت نے اللہ کا آخری پیغام پہنچا دیا، اس وقت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ آج دین کامل ہوا۔ اور میں آج کے دین سے راضی ہوا میں نے آج اپنی نعمت تمام کر دی۔ مبارک سلامت کی آوازیں بلند ہوئیں مجمع سے کسی نے بخٍ بخٍ کی صدا دی یعنے مبارک ہو مبارک ہو اے علی ابن ابیطالب آج سے آپ مومنین و مومنات کے امیر ہو گئے۔

بچو! عراق و ایران میں یہ عید اور عید نہم بڑے اہتمام کے ساتھ منائی جاتی ہے۔ حضور نظام بھی یہ عید مناتے ہیں جیسا کہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے کاشانہ میں ہر سال "یک عید غدیر است و دیگر عید نہم است"

یہ تو تم خوب جانتے ہیں کہ اعلیٰحضرت حضور نظام مولائے کائنات کے دامن سے متمسک ہیں۔ ولائے محمدؐ و آل محمدؐ کا دریا آپ کے سینہ میں موجزن ہے۔ حسینؑ مظلوم کی محبت میں آپ کا استغراق بتلاتا ہے کہ آپ کی ذات پریشان حالوں، مصیبت زدوں اور مظلوموں کے لئے سہارا ہے آپ کی سادگی غریب کے زخم غربت پر بے مثل مرہم کا کام کرتی ہے۔ آپ کے عمل صحیح سکا ثبوت دلوں پر حکمرانی ہے۔ باب العلم سے عشق کا نتیجہ دنیائے علم میں "عثمانیہ یونیورسٹی" اور دنیائے عدل و انصاف میں "عثمانیہ عدالت العالیہ" کی تعمیر ہے غرضکہ

در حبِ مولا علی مشکل کشا	آپ کا ایمان ہے سلطان العلوم
دورِ حاضر میں قسم اللہ کی	ہر سر احسان ہے سلطان العلوم
آپ کے دم سے گلستانِ وطن	آج بھی شادان ہے سلطان العلوم

عمر و دولت کے ترقی کی دعا

ہر دم و ہر آن ہے سلطان العلوم

عظمتِ عیدِ غدیر

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔

لوگو جب تک کہ تم اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے کچھ راہ خدا میں خرچ نہ کرو تم ہرگز نیکی کے درجہ پر فائز نہیں ہو سکتے

۱۸ ذالحجہ سے بہتر دن نیکیوں کے طلب کرنے کا اور ان کے حصول کے لئے کوشش کرنے ہم کو میسر نہیں آسکتا۔

عالم امر میں جناب باری رب العزت نے تمام مخلوقات کی ارواح سے سوال فرمایا کہ الست بربکم۔ سب نے اسکی ربوبیت کا اعتراف کیا۔ اس اعتراف پر بارگاہ احدیت ان ارواح کو ارشاد کہ اسکی ربوبیت کے علاوہ محمدؐ و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قیادت اور امامت کا اعتراف کریں۔

بالکل اسیطرح ۱۸ ذالحجہ سنہ ۱۰ھ کو حضرت سرور کائنات مفخر موجودات نے مسلمانوں سے خطاب کرکے استفسار فرمایا کہ الست اولیٰ بانفسکم۔ مسلمانوں کے زائد از ایک لاکھ مجمع نے جو وہاں موجود تھا یک زبان ہو کر عرض کیا بلیٰ یا رسول اللہ۔ جو خود وہاں حاضر تھے ان کی زبانوں نے اعتراف مولائیت رسول اکرمؐ فرمایا۔ اور ہم میں سے جو وہاں جسمانی طور پر موجود نہ تھے ہمارے ارواح نے اس مولائیت کا اعتراف کیا۔ اس اعتراف سے مطمئن ہو کر خیر المرسلین نے ارشاد فرمایا کہ من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ۔ امام فخر الدین رازی نے اس سوال الست اور مسلمانوں کے جواب اور اس کے بعد سرور انام کے ارشاد کے بارے میں عجب عالمانہ بحث سر العالمین میں فرمائی۔

ایک مبارک روز کہ جس روز ہم نے آواز الست مکرر سنی اور جواباً بلیٰ عرض کرنے کی سعادت مکرر حاصل کی اس سے بہتر دن نیکیوں کے حاصل کرنے کے لئے نظام خلقت کی ابتدا سے انتہا تک ہم کو ان دونوں کے سوا میسر نہیں آسکتا۔ اس روز کچھ نیکیوں کا ذخیرہ فرما لیجئے۔ مگر قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب تک راہ خدا میں کچھ خرچ نہ کرو ہم نیکی حاصل کر ہی نہیں سکتے۔

قوم کے غریبوں کی حالت زار بآواز بلند ہم سے کہہ رہی ہے کہ "نیکیوں کے حصول کی سعی کرنے والو آپ کا میدان عمل آپ سے دور نہیں۔ ہماری حالت آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ ہم پر لطف اس وقت بہترین نیکی ہے۔"

ہمارے ائمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عمل بھی یہی تھا کہ ۱۸ ذالحجہ کے دن سال کے دوسرے دنوں کے مقابل غریبوں کی امداد کا اہتمام بطور خاص فرمایا جاتا۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح حیات میں لکھا ہے کہ اس روز آپ کے ہاں اتنا وسیع دسترخوان بچھتا کہ آپ کے محلہ کے اطراف کے محلوں اور شہر کے مفلوک الحال لوگوں میں کوئی بھوکا نہ رہتا۔ اس کے علاوہ حضرت کے ہاں غریبوں، محتاجوں، ضعیفوں، یتیموں کو لباس تقسیم ہوتے۔

ہمارے آگے جناب باری کا اٹل حکم کہ نیکی حاصل کرنے سے پہلے خیرات کرو اور ائمہ اہلبیتؑ اور سرور عالمؐ کا اسوہ حسنہ موجود ہے۔ ہمارے صاحبان استطاعت بھی اپنی استطاعت کے موجب ملک کے غریبوں کی خدمت کر کے اس روز نیکی حاصل کریں۔

سیدۃ الزہرا کمیٹی آپ سے اپیل اور استدعا کرتی ہے کہ آپ میں سے ہر شخص ایک چند ملبوس غریبوں کے بچوں کے لئے فراہم فرما دے۔ بچوں کو بطور خاص اس لئے کہ ان کے خاندان ان کی خوشی اور اہمیت کا تصور راسخ ہو گا۔

۴ سال سے ۱۲ سال کی عمر تک کے لڑکی اور لڑکے کا ایک ملبوس اندازاً ۴ روپیہ سے ۵ روپیہ تک میں تیار ہو سکتا ہے۔ اگر ہمارے صاحبان احسان کم از کم ایک جوڑ ملبوس مستحق بچوں کو فراہم کر دیں تو اس کا اجر وہ بارگاہ احدیت سے پائیں گے۔

سیدۃ الزہرا کمیٹی نے اس کا انتظام کیا ہے کہ دار الشفا فیض و ملبوس ٹیلر تک ڈاکٹر منیر الحق۔ سی ایس۔ ڈبلیو متصل عبادت خانہ کے توسط سے یہ ملبوس رعایتی قیمت (یعنی تا ۵ روپیہ) پر بہم ساخت تیار کروا دیئے جائیں۔ [illegible] کمیٹی اپیل کرتی ہے کہ جتنے ملبوس آپ تیار کروانا چاہیں ذیل کے پتہ پر رقم بھیج کر ہدایت صدر ۱۴ ذالحجہ سنہ ۱۳۸۰ھ تک [illegible] فرما لیں۔ کمیٹی یہ ملبوس ۱۸ ذالحجہ سنہ ۱۳۸۰ھ تک تیار کروا دے گی۔ تیار شدہ آپ خود تقسیم کر دیں۔ یا آپ کے نشان دادہ [illegible]

کمیٹی تقسیم کر دے گی۔ یا اگر آپ مناسب تصور فرمائیں تو یہ کمیٹی خود مستحقین تک پہنچا دے گی۔

نوٹ:۔ تقسیم ملبوس کے لئے کمیٹی کے توسط کی قطعی ضرورت نہیں۔ ارباب کرم خود تیار کروا کے تقسیم فرما دیں۔ کمیٹی اور شیلٹرنگ سنٹر نے اپنے خدمات محض صاحبان خیر کی سہولت کے لئے پیش کئے ہیں۔ جو پسند فرمائیں تو ان کے خدمات سے استفادہ فرمائیں۔ کمیٹی اور شیلٹرنگ سنٹر کے توسط سے ۴ سال تک کے بچوں کے ملبوس تین روپیہ میں اور ۷ سال سے ۱۲ سال کے بچوں کے لئے پانچ روپے ہوں گے۔ اگر چاہیں تو تیار شدہ ملبوس رعایتی قیمت پر شیلٹرنگ سنٹر سے بحوالہ اپیل ہذا خرید فرما سکتے ہیں۔

قطعہ تاریخ انتقال نواب زین یار جنگ مرحوم

(از سید صمصام شیرازی)

نیکخو نواب زین الدین حسن
آہ رحلت کر گئے دنیا سے آج

شاہ کے سچے وفادار و امین تھے
اِن کے سر پر تھا وفاداری کا تاج

خیر خواہی انکی تھی مانی ہوئی
دیتے تھے اہل وفا ان کو خراج

لاج تھی اِن سے فنِ تعمیر کی
کہہ رہے ہیں ملک کے قصر و رواج

آتی ہے مصرع کے نقطوں سے صدا
ہے مقام زین کا باغ خلد آج

۱۳ ھ ۸۰

"بحضور حضرت امام رضاؑ"

(از:۔ محترمہ بانو طاہرہ سعید بی اے)

پھر ان کے در پہ جانے کا ارماں ہے آجکل
پھر دل میں آرزوئے خراساں ہے آجکل

شوقِ سفر نے پھر سے لگائے ہیں بال و پر
پھر زندگی بحالِ پریشاں ہے آجکل

بیچین کر رہی ہے کسی دلربا کی یاد
پھر اشتیاق کوچۂ جاناں ہے آجکل

نیندیں اُڑی ہوئی ہیں خیالات منتشر
جینا میرے لئے نہیں آساں ہے آجکل

"قبر امام ہشتم سلطانِ دیں رضاؑ"
تیرے طواف کرنیکا ارماں ہے آجکل

زر ہے نہ پَر نہ زادِ سفر ہائے بے بسی
مجھ سا بھی کوئی بے سر و ساماں ہے آجکل

میں کیا بتاؤں کیسے گزرتی ہے زندگی
آنکھوں میں جیسے اشکوں کا طوفاں ہے آجکل

دل میں نہیں کچھ اور سوائے خیالِ دوست
مجھ پر خدا کا فضل ہے احساں ہے آجکل

صحرا کا ہوش ہے نہ گلستاں کی کچھ خبر
کچھ اس طرح سے چاک گریباں ہے آجکل

پھر طاہرہ لگن ہے مجھے ارض طوس کی
پھر دل میں آرزوئے خراساں ہے آجکل

غزل

از محترمہ بانو طاہرہ سعید (بی۔ اے)

نہ قمر نہ شمع ہستم کہ ز آفتاب گویم!! | گلِ گلشنِ زمینم۔ ز ابو تراب گویم!!
چہ وجاہت و شجاعت چہ شرافت و سخاوت | بخدا نمی توانم کہ از آنجناب گویم!!
ہمہ شب فغان و زاری ہمہ روز اشکباری | نہ بہ چشمِ خواب دارم کہ حدیث خواب گویم!!
چو رسم بہ آستانش گلہ کنان بنالم | ز غمِ جہان سرایم ز دلِ کباب گویم!!
ز جبینِ او منور، ز رخ مہر و ماہ انجم | چہ بیان کنم ز حسنش چہ ز لاجواب گویم!!

اثر عجیب دارد نظر امیر یثرب
ولے طاہرہ نہ باید سخن از شراب گویم!!

یہ غزل بزم سعدی کے گزشتہ اجلاس میں پڑھی گئی

جب چار حسین وجمیل عورتیں مل بیٹھیں!

نئی دہلی۔ ۱۸ مئی۔ جب چار حسین وجمیل عورتیں مل بیٹھیں تو کیا ہوتا ہے؟ کیا وہ ایک دوسرے کو مسحور کرتی ہیں؟۔ درست ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہوا جب امریکہ کے نائب صدر کی بیوی مسز لنڈن جانسن صدر کینیڈی کی ہمشیرہ مسز جین سمتھ۔ امریکی سفیر کی بیوی مسز جان کینتھ گالبریتھ اور وزیر اعظم نہرو کی صاحبزادی مسز اندرا گاندھی آج بعد دوپہر وزیر اعظم کی کوٹھی پر جمع ہوئیں۔

انہوں نے چائے کی پیالیوں پر ہندوستان کی کیونٹی ترقیاتی پراجیکٹوں، دیہی ہندوستانی کی زندگی اور سماج حکومت اور پارلیمنٹ میں خواتین کے کردار پر تبادلہ خیالات کیا۔ وہ بات چیت کررہی تھیں اور ساتھ ساتھ گرم گرم ہندوستانی چائے، انڈوں اور ٹماٹر والے سینڈوچوں، پستے کی برفی، میٹھے اور خربوزے کے نمکین مغزوں سے بھی لطف اندوز ہورہی تھیں۔

یہ پروگرام ۳۵ منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد مسز گالبریتھ کی طرف گئی اور اس نے امریکی مہمانوں کو یاد دلایا کہ راشٹرپتی راجندر پرشاد سے ان کی ملاقات کا وقت ہو رہا ہے۔

آپس میں ملاقات کے بعد جب یہ معزز خواتین ایک دوسرے کو الوداع کہہ رہی تھیں تو ایک رپورٹر نے اس ملاقات کے متعلق ان کے تاثرات دریافت کئے۔

مسز جانسن نے کہا "مسز اندرا گاندھی بہت خوبصورت اور دلکش خاتون ہیں"۔ مسز سمتھ (صدر کینیڈی کی بہن) اور مسز گالبریتھ (سفیر امریکہ کی بیوی) نے اس تعریف سے اتفاق کیا۔

مسز اندرا گاندھی نے جواب میں کہا کہ مسز سمتھ اور مسز جانسن دونوں بہت خوبصورت عورتیں ہیں"۔

مسز اندرا گاندھی نے بتایا کہ "مسز سمتھ ہاتھی دیکھنا چاہتی ہیں"۔ اس کے بعد تینوں امریکی خواتین موٹر میں سوار ہوکر راشٹرپتی بھون کو روانہ ہونے لگیں تو مسز اندرا گاندھی کو ہاتھ ملاتے ہوئے الوداع کہی۔

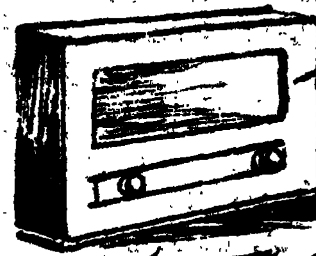
رپورٹر بدستور نوٹ لے رہا تھا۔

یہ خواتین کیسا لباس پہنے ہوئے تھیں؟

رپورٹر کو یاد آیا کہ مسز اندرا گاندھی سفید سوتی ساڑھی اور اس سے ہم رنگ بلاؤز اور سفید سینڈل پہنے ہوئی تھیں مسز جانسن نے ہرے رنگ کا فراک، مسز سمتھ نے نیلا اور سفید لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ اور مسز گالبریتھ ہلکے نیلے اور سرمئی رنگ کا فراک پہنے ہوئے تھیں۔

بعد میں مسز جانسن کی ایک خاتون ساتھی نے رپورٹر کو بتایا کہ مسز جانسن اور مسز کینیڈی کی صدارتی انتخابی مہم میں اکٹھی ہی کام کرتی تھیں۔ اور آج وہ ہندوستان میں بھی اکٹھی ہی سفر کررہی ہیں۔

روحانی ریڈیو



ناشر :- مجذوب حیدرآبادی

> یہ عنوان حضرت مجذوب حیدرآبادی کی ملکیت ہے ۔ انکے روحانی مکاشفات کے متعلق ہم کوئی رائے ظاہر کرنے کی جراءت نہیں کر سکتے ناظرین جانیں یا وہ خود ۔ روحانی نشریات میں نام، مقامات اور واقعات فرضی ہوا کرتے ہیں اگر اتفاقاً مطابقت ہو جائے تو کسی اسم خاص کا قیاس نہ فرمایا جائے ۔ (ایڈیٹر)

ایک : ارلوری میٹر پہ ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں ابھی آپ امیر جان حیا سے امیر خاں حنا کی غزل سن رہے تھے جسکا ایک شعر تھا ؎

آئے نیلان کے بھتے میں وہ چو پائی پر
خوب پردہ ہے کہ پردہ بھی ہے پردہ بھی نہیں

اب مولوی شیخ برکت اللہ صاحب ایک عدد تقریر فرمائیں گے آپکی تقریر کا عنوان ہے :-

" جیسی نیت ویسی برکت "

مولوی شیخ برکت اللہ صاحب :-

روحانی دنیا کے دوستو !

انگریزی زبان کی ایک کہاوت ہے :-

"Money in basket goods in pocket"

بالکل یہی حال آج کل ہمارے معاشرہ کا ہے ۔ انسان ٹوکرا بھر کرنسی نوٹ لے جاتا ہے اور صرف ایک پاکٹ بھر سامان بازار سے لے آتا ہے کبھی آپ نے غور بھی فرمایا ہے کہ روپے کی اس ناقدری کی کیا وجہ ہے ؟ آیئے وجہ میں بتاتا ہوں :

" جیسی نیت ویسی برکت " معلوم ہوتا ہے کہ نیتیں خراب ہیں جب ہی تو دنیا سے برکت اٹھتی جا رہی ہے وہ دن آپ کو یاد ہیں جب آپ تانبے کا ایک پیسہ لے کر لکھپتی نارائن بھوجی کو دے کر بازار روانہ کیا کرتے تھے اور وہ ایک پیسہ میں چار سودے لایا کرتا تھا ۔ اجی پیسہ تو بڑی چیز تھی صرف دھیلے میں بھی سودا آیا کرتا تھا لیکن آج کے پیسہ کی کوئی قیمت ہی نہیں ۔ آج فقیر بھی ایک پیسہ لیتے ہوئے ناک بھوں چڑھاتا ہے ۔ بازار میں تو ایک پیسہ کی کوئی چیز ملتی ہی نہیں ۔ پیسہ تو خیر ! آج سو پیسے والے ایک روپیہ میں بھی ایک آدمی صرف ایک وقت پیٹ بھر نہیں کھا سکتا اور ایک زمانہ وہ بھی تھا جب انسان ایک روپیہ کے چاول مہینہ بھر کھاتا تھا ۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے یہ سب خرابی ، نیت کی خرابی کی وجہ سے ہے ۔

آج کھدر پوش لیڈروں اور قومی رہنماؤں کو شہرت کی تمنا ہے ، دولت کی طلب ہے ، اقتدار کی ہوس ہے ، ان کی نیتوں میں کھوٹ ۔ دل میں کچھ زبان پر کچھ ۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ۔



وہ جو کہتے ہیں کرتے نہیں اور جو کرتے ہیں وہ کہتے نہیں

آج وزیروں کو صرف اپنا اقتدار سنبھالنے، جس قدر ممکن ہوسکے اپنا گھر بھر لینے، جہاں تک ممکن ہوسکے اپنے سالوں، سسروں اور رشتہ داروں کو مراعات دلوانے، بھاگتے بھوت کی لنگوٹی اور جلتے گھر کا بانس کھینچ لینے کی فکر ہے

آج کل پروفیسروں، معاف کیجئے! پروفیسروں اور لیکچراروں کی یہ نیت ہے کہ بس وقت گزاری کریں اور تنخواہ کھوٹ کریں۔ طلباء کی یہ کوشش ہے کہ شیڈول کاسٹ کا جعلی صداقت نامہ داخل کرکے تعلیمی وظائف اور مراعات حاصل کریں، امتحان کا پرچہ آؤٹ کرکے امتحان کامیاب کریں اور سرکاری ملازمت حاصل کرکے تنخواہ کے علاوہ Efficiency Allowance سے استفادہ کریں۔

ڈاکٹروں کی یہ نیت ہے کہ سرکاری دواخانوں میں غریب مریضوں کو پیچھے کرتے آئیں اور خانگی مطب میں مالدار مریضوں کو دیکھ کر مسکرائیں، غریب مریض جنت میں جائیں یا دوزخ میں، ان کو اپنے حلوے مانڈے سے کام! ان کو اپنی تنخواہ سے واسطہ!

سرکاری عہدہ داروں کی یہ نیت کہ نہ صرف بہتی گنگا میں ہاتھ دھوئیں بلکہ ڈبکی بھی لگائیں، جس طرح بھی ممکن ہو وظیفہ "حسن خدمت" پر علیحدہ ہونے سے پہلے سونے اور روپے سے اپنا گھر بھر لیں

حکومت کی یہ نیت کہ جتنے نئے نئے ٹیکس ممکن ہوسکیں، عائد کرے، شرح محصول میں اضافہ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دے

تاجروں کی یہ نیت کہ دونوں ہاتھوں سے عوام کو لوٹیں، بازار سے اناج غائب کردیں مصنوعی قحط پیدا کریں، مال کا اسٹاک کرکے قیمتیں بڑھائیں۔

مولویوں اور پنڈتوں کی یہ نیت کہ خدا اور بھگوان کا نام لے کر بھولے بھالے اور راسخ العقیدہ عوام کو جھوٹی جنت دکھائیں

وکلاء، خصوصاً خاتون وکلاء کی یہ نیت کہ A اور B کو لڑا کر مقدمہ کھڑا کریں ان کو عدالت میں کھینچ لائیں اور اپنا الو سیدھا کریں

بھلا ہو! جب دنیا کی نیت کا یہ حال ہو تو پھر برکت کہاں باقی رہ سکتی ہے؟ آج اگر اناج مہنگا ہوتا جارہا ہے تو یہ سمجھ لو کہ وزیر زراعت و رسد کی نیت ڈانواڈول ہے — جلانے کی لکڑی اگر نیشنگر کے مول فروخت ہورہی ہے تو یہ یقین کرلو کہ وزیر جنگلات کی نیت میں کچھ نہ کچھ خرابی ہے —

آج اگر کپڑا مہنگا ہورہا ہے تو مان لو کہ وزیر تجارت وصنعت و حرفت کی نیت کے تانے بانے میں کچھ خرابی آگئی ہے

آج اگر مٹی کا تیل، دیاسلائی، چھالیہ اور دوسری چیزیں مہنگی ہورہی ہیں تو سمجھ لو کہ وزیر فینانس کی نیت اچھی نہیں —

آج اگر تالاب کے بند ٹوٹ رہے ہیں، پل ٹوٹ رہے ہیں اور سڑکیں بہہ جارہی ہیں تو یہ باور کرلو کہ وزیر تعمیرات کی نیت میں تخریب کارفرما ہے۔

سمجھتے ہیں کہ گزشتہ جنگ میں جاپان میں ایک
شخص تھیلہ بھر کر کرنسی نوٹ بازار میں لیجایا کرتا تھا
اور اسکے معاوضہ میں ایک پونڈ چائے لایا کرتا
تھا۔ اگر ہمارے یہاں بھی قیمتوں کا یہی حال رہا تو،
خدا نہ کرے کہ ایسا ہو، لیکن آثار کہہ رہے ہیں کہ جاپان
ہی کی طرح ایک تھیلہ کرنسی نوٹ دیکر ایک پونڈ ابلی
ہوئی چائے کی پتی لانا پڑے گا کیونکہ ہمارے یہاں
بغیر ملاوٹ کے کوئی چیز فروخت نہیں ہوتی اور پھر لکڑی
کی گرانی و نایابی کی وجہ سے مجبوراً کرنسی نوٹ جلاکر
چائے بنانا پڑے گا

ایکسٹرا ارنوری میٹر پر ہم روحانی نشرگاہ سے
بول رہے ہیں ابھی آپ مولوی شیخ برکت اللہ صاحب
کی تقریر سن رہے تھے اب ہمارے نشریات کا وقت
ختم ہوچکا ہے ہمیں آئندہ ہفتہ تک کیلئے اجازت دیجئے
جئے ہند

پریس نوٹ مرکزی سیرۃ الزہرا کمیٹی حیدرآباد

کوہِ مقدس مولا علی پر عظیم الشان جشن عید غدیر

جب سال گزشتہ اس سال بھی کوہ مقدس پر بتاریخ
۱۸ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ م ۳۰ جون ۱۹۹۱ء روز یکشنبہ جشن
عید غدیر عظیم الشان پیمانہ پر حسب نظام العمل مندرجہ ذیل
زیر انتظام مرکزی سیرۃ الزہرا کمیٹی منایا جارہا ہے۔

(نظام العمل)

۱۰ تا ۱۲ ساعت دن اعمال خصوصی یوم عید غدیر
۱۲ تا ۱۲½ " " وقفہ برائے تقسیم تبرک
۱۲½ تا ۲ " " نماز ظہرین
۲ تا ۴ " " محفل جشن جسمیں مدعو حضرات حصہ لیں گے

زائرین کی آمد و رفت کی سہولت کے لئے صبح ٹھیک
۸ ساعت بلا انتظار موٹر لاریاں الاوہ سر طوق مبارک سے
روانہ ہوں گی جس کے لئے ۱۲ روپے فی کس ٹکٹ اور بچوں کے
لئے ۶ روپے ٹکٹ مقرر کیا گیا ہے واپسی اسی روز ٹھیک ۵ بجے شام ہوگی
اوقات مقررہ کی پابندی ضروری ہوگی یعنی صرف ان ہی
زائرین کے آمد و رفت کی ذمہ دار ہوگی جو اوقات مقررہ کی
پابندی کریں گے لاریوں کے ٹکٹ ۱۲ ذی الحجہ تا ۱۷ ذی الحجہ
م ۲۴ جون تا شام کے (۷) بجے تک اجرا ہونگے جو جناب نجم صاحب
احمد اینڈ سنس الاوہ سر طوق مبارک سے حاصل کئے جاسکیں گے
مرزا ابوالحسن تبریزی جنرل سکریٹری سیرۃ الزہرا کمیٹی

قومی اطلاعات

• ۲۱ مئی کو حیدرآباد کے ممتاز ایرانی تاجر آقا محمد حسین ضابط (دیسیف ہوٹل) کی جانب سے آیت اللہ آقای سید علی رضا ریحان اور آیت اللہ آقای شیخ عبدالحسین امینی (صاحب الغدیر) کے اعزاز میں ایک پر تکلف ظہرانہ ترتیب دیا گیا تھا

• آیت اللہ آقای سید علی رضا ریحان ۲۲ مئی ۱۹۶۰ء سے عبادت خانہ میں نماز مغرب کی قیادت فرما رہے ہیں اور روزانہ رات کو ۸ بجے دربار حسینی واقع حویلی قدیم میں موعظہ فرما رہے ہیں۔ اہل ایمان مقیم حیدرآباد و سکندرآباد کے علاوہ مومنین بہ تعداد کثیر مجلس وعظ میں شریک رہتے ہیں۔ یہ مجالس موعظہ منجانب انجمن اتحاد ایرانیان دکن منعقد ہو رہی ہیں۔ آیت اللہ آقای سید علی رضا ریحان حیدرآباد میں آقای حسین ضابط (دیسیف ہوٹل) کے یہاں مقیم ہیں۔ تشنگان علوم و حقائق درجوق موصوف کی دید کو آ کر اکتساب علم کر رہے ہیں۔ موصوف غالباً سلخ ذی الحجۃ الحرام تک حیدرآباد میں مقیم رہیں گے۔

• ۲۳ مئی کو رات کے (۸) بجے بیت القائم واقع حویلی [illegible] ایک جلسہ استقبالیہ آیت اللہ آقای شیخ عبدالحسین امینی (صاحب الغدیر) و آیت اللہ آقای سید علی رضا ریحان دام ظلہم العالی کی خیر مقدم کے لئے زیر سرپرستی حیدرآباد [illegible] مولانا کی صدارت نواب سید [illegible] پاشاہ صاحب منعقد ہوا تھا۔ بیت القائم کے دالان اور وسیع صحن مومنین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ آقای حسین ضابط، مولوی سید یوسف حسن زکی [illegible] صاحب [illegible] تعداد ایمان [illegible] جلسے کا آغاز سید الواعظین آقا سید شاہ عباس منصوری کی قراءت کلام پاک سے ہوا۔ ڈاکٹر میر مصطفیٰ علی صاحب [illegible] عمدۃ الذاکرین مولوی میر اقبال علی صاحب زیدی، خطیب اعظم نواب سید محمد عسکری جعفری، خطیب اہلبیت مولوی سید عباس صاحب رضوی اور مولوی سید مجتبیٰ احمد صاحب معتمد شیعہ کانفرنس نے استقبالی تقریریں کیں۔ آخر میں آیت اللہ نے جوابی تقریر فرمائی۔ دوران تقریر میں آیت اللہ نے علمائے جمہور اسلام کی کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جب تک مولا علی کی ولایت کا قائل نہ ہو اس وقت تک ایمان نہ لائے، جب تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں۔ آیت اللہ نے گیارہ جلدیں الغدیر کی تصنیف فرمائی تھیں ابھی اور چھ جلدیں تصنیف کر رہے ہیں۔ نجف اشرف میں کتاب خانہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے نام سے آج سے دس سال پیشتر آپ نے قائم فرمایا تھا جس میں آج تقریباً ایک لاکھ کتابیں موجود ہیں۔ کتابوں کے سلسلہ میں آپ ہندوستان آئے ہوئے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ (گورنمنٹ سنٹرل لائبریری)، عثمانیہ یونیورسٹی کی لائبریری اور نواب سالار جنگ مرحوم کے کتاب خانوں کو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ آپ کو مولائے کائنات سے عقیدت کلی ہے۔ مناظرہ میں آپ کو ید طولیٰ حاصل ہے۔ آپ کا کہنا ہے کہ جامعہ ازہر میں شیعی مجتہد کا تقرر آپ کے مناظروں کا نتیجہ ہے۔ معتمد شیعہ کانفرنس مولوی سید مجتبیٰ احمد صاحب کے شکریہ پر یہ مذہبی اور علمی جلسہ اختتام کو پہنچا۔

• ۲۴ مئی کو دن کے ۱ بجے نواب سید حسین پاشاہ صاحب کی جانب سے موصوف کے مکان واقع [illegible] آیت اللہ آقای شیخ عبدالحسین امینی صاحب الغدیر اور آقای [illegible] کے اعزاز میں ایک پر تکلف ظہرانہ ترتیب دیا گیا تھا۔ مدعوئین میں خطیب اعظم نواب سید محمد عسکری جعفری، ڈاکٹر میر مہدی حسین جعفری، مولوی سید نور الحسن صاحب جعفری، خطیب اہلبیت سید عباس صاحب رضوی، مولوی سید علی محمد صاحب، نواب میر طاہر علیخان صاحب (دلی یادرس)، نواب میر ممتاز حسین خان صاحب ([illegible])، نواب سید اصغر حسین صاحب ([illegible] جنگ)، مولوی سید یوسف علی آقا [illegible]، نواب سید محمد حسین خاں صاحب، نواب سید مظفر حسین صاحب ([illegible] یار جنگ) اور مولوی مرزا محمد جعفر صاحب مددگار پولیس شامل ہیں۔

قطعہ

خوف و امید مردمان دارند | از مصائب کہ الاماں دارند
آنکہ کردند وصف صہر نبی | ہمہ تشریح در بیان دارند

([illegible])

[illegible]

پراجیکٹ مرکری

اولین خلائی سفر میں ہزارہا سائنسدانوں کا ہاتھ تھا

امریکہ کا اولین خلائی ہوا باز قریباً قریباً ایک راکٹ کی نوک پر سوار ہو کر ہی خلا میں پہنچ پایا۔ ایک طرح سے اُسے ایک دیو قامت "مینار" کی چوٹی سے اوپر سے روانہ کیا گیا تھا۔ یہ ایک ایسا "مینار" تھا کہ جس کی تکمیل پر برسوں کی تحقیق تجربہ اور ہزارہا سائنسدانوں، انجینئروں اور ماہرین کی مہارت، محنت، ذہانت اور عقل و دانش صرف کی گئی تھی۔ اور درجنوں پرائیویٹ کمپنیاں "پراجیکٹ مرکری" کی تکمیل کے لئے سرکاری عملے کے شانہ بشانہ [illegible] ایک کر رہی تھیں۔ اس سلسلے میں وہ بلند اور [illegible] فراموش نہیں کئے جا سکتے۔ جو انسان کے پہلے خلائی [illegible] میں آزمائشوں میں سے گزرتے رہے ہیں۔

"پراجیکٹ مرکری" ۵ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو شروع کیا گیا تھا۔ مرکری پراجیکٹ پر کام کرنے والوں کو کئی مسئلوں کا سامنا تھا۔ جنہیں حل کرنا ضروری تھا۔ مثلاً سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ خلا کیا ہے؟ ابتدائی اڑانوں کے لئے کس قسم کا جہاز بنایا جانا چاہئے۔ سلامتی کے لئے اس کے اندر کیا کیا انتظامات ہونے چاہئیں؟ اور [illegible] چاہئیں؟ [illegible] ان کے ذریعے خلا کی ہیئت اور [illegible] متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوئیں [illegible] سے مسائل حل طلب رہے۔ پہلے خلائی [illegible] کی ساخت کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ [illegible] نوکیلا اور دوسرا چوڑا، [illegible] کے وقت بڑی تیز رفتار سے نیچے آتے [illegible] رگڑ سے جو حرارت پیدا ہوتی اس سے [illegible] میں انتظام کیا گیا تھا۔ اس قسم کے [illegible] بنانے کا کام میکڈونل ایئر کرافٹ کارپوریشن کو سونپا گیا تھا۔ مصنوعی سیاروں کو خلا تک پہنچانے [illegible] پائیداری اور دستیابی کے لحاظ سے [illegible] چنے گئے تھے۔ "ایٹلس"، "ریڈ اسٹون" اور [illegible] ان میں حسب ضرورت کچھ تبدیلیاں کی گئیں اور "پراجیکٹ مرکری" کے لئے موزوں بنا لیا گیا۔ اس کے بعد خلائی ہوا بازوں کے انتخاب کا معاملہ ہاتھ میں لیا گیا۔ [illegible] قد و قامت، تندرستی اور پرواز کے تجربے کی [illegible] آزمودہ ہوا باز واشنگٹن بلائے گئے تاکہ [illegible] مرکری کے متعلق معلومات بہم کی جائیں۔ ان [illegible] نے اپنی خدمات رضاکارانہ طور پر [illegible] میں ان میں سے بھی صرف سات ہوا بازوں کو [illegible] اور بحث مباحثوں کے بعد خلائی سفر کی تربیت [illegible] چنا گیا۔ ان فیصلوں اور تیاریوں کے بعد [illegible] کا کام تیزی سے شروع ہوا۔ خلائی جہاز [illegible] پیمانے کے نمونے بنائے گئے اور [illegible]

[illegible] کے لئے ۲۰ ابتدائی [illegible] کی رفتار
[illegible] اور مصنوعی خوشوں اور [illegible] ہوا کانوں میں
[illegible] ذریعہ ہواؤ لہروں اور حرارت کے تجربے
[illegible] اسی طرح متواتر تجربوں سے جو خامیاں معلوم
[illegible] انہیں مرحلہ وار دور کیا گیا۔ غرض کہ راکٹ
[illegible] خلائی جہاز تک تیار ہونے میں سات سال لگے تیار
[illegible] مختلف قسم کے کل پرزے استعمال کئے گئے
[illegible] کے باوجود اڑان سے پہلے کیپ کیناویرال
[illegible] اسٹیشن پر اس کے بھی شدید تجربے اور آزمائش
[illegible] انسان کو خلا میں پہنچانے والے راکٹوں
[illegible] تجربے کئے گئے۔ اسی اثنا میں ان مصنوعی
سیاروں اور خلائی جہازوں کا پتہ رکھنے اور نشریات
[illegible] کرنے کے لئے دنیا کے مختلف مقامات پر زمینی اسٹیشن
قائم کئے گئے اور ان کے عملے کو تربیت دی گئی۔ جیسا کہ
[illegible] خلائی ہوا بازوں کو خلائی سفر میں پیش
[illegible] تمام قسم کے خطروں، مشکلات۔ اور آزمائشوں
[illegible] گزارا گیا۔ مصنوعی سیاروں کے ذریعہ جو جو
معلومات حاصل ہوئی تھیں ان کی روشنی میں ان کی
زندگیاں محفوظ رکھنے اور انہیں سلامتی سے واپس
[illegible] کے تمام تجربے کئے گئے۔ (جن کا سلسلہ ابھی جاری
[illegible] ان مشکلات اور خطرات کا سامنا کرتے ہوئے
خلائی ہوا بازوں کو اپنے جہاز برابر چلاتے رہنے
کی تربیت دی گئی۔ یہ سب تجربے زمینی اسٹیشن پر کئے گئے
[illegible] خلا اور فضا میں بھی آزمائش اور تجربے کئے جانے
ضروری تھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں اٹلس۔ ٹیل جو۔
اور ریڈسٹون راکٹوں کے چھوٹے چھوٹے نمونے بنا کر

[illegible] لیس حیوانی [illegible]
سان کے ذریعہ آلات سے لیس [illegible]
میں داغے گئے جو پہاڑی جنگلوں سے [illegible]
اڑان کرتے۔ ان تجربوں سے جو کچھ معلومات حاصل
انہیں بہتر اور زیادہ طاقتور [illegible] مصنوعی [illegible]
اور خلائی جہاز بنانے میں استعمال کیا جاتا۔ اس کے بعد
بین البراعظمی راکٹوں کی آزمائش کی۔ بی آئی اور اس میں
[illegible] طرح کے تجربوں کے بعد انہیں سطح پر [illegible]
بھیجنے میں کامیابی حاصل کی گئی۔ اس سلسلے میں [illegible]
دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ ۳ لاکھ ۶ [illegible]
کی قوت والا اٹلس راکٹ پورے سائز کے [illegible] اور
تحقیقی مصنوعی سیارے کو مدار پر پہنچانے کے لئے اور
اس کے ڈھانچے کو خلائی حرارت کا مقابلہ کرنے کی قوت
کے لئے استعمال کیا گیا۔ تجربہ کامیاب رہا۔ ۲½ لا[illegible]
پونڈ دھکیلنے کی قوت والا راکٹ "لٹل جو" [illegible]
کو خول میں بند کر کے خلا میں بھیجنے، خول کو راکٹ سے
الگ کرنے اور بندروں کو سلامتی سے واپس زمین پر
لانے کے لئے آزمایا گیا۔ یہ تجربہ کامیاب رہا۔
ریڈسٹون راکٹ کے ذریعہ ایک خول داغا گیا جس
میں ہیم نامی لنگور رکھا گیا تھا۔ اسے ۲۰ ۴ میل کی بلندی
پر پہنچایا گیا اور پھر سلامتی سے واپس اتارا گیا۔
جب اسے خول میں سے الگ کیا گیا تو یہ اس [illegible]
سیب کی طرف لپکا جو اس کے لئے بطور انعام رکھا گیا تھا
جس سے معلوم ہوتا تھا کہ پرواز میں اسے کسی قسم کی جسمانی
تکلیف نہیں پہنچی تھی۔ بلاشبہ اگرچہ متواتر [illegible]
تجربے کئے گئے اور انتہائی احتیاط سے کوششیں جاری رکھی
گئیں تاہم ان میں بعض اوقات مایوسیوں کا سامنا کرنا پڑا



سائنس کی دنیا

٭ خلاء میں گندھک کے ذروں کی تہہ

[illegible] ماہرین کی کیمبرج لیبارٹری میں جغرافیائی طبیعیات کے محققین نے گندھک کے ذروں کی ایک تین میل گہری تہہ کو دریافت کیا ہے جس نے خلاء میں قریباً ۱۱ میل تک زمین کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جب کم تر بلند پولیسے بعض گیسیں فضا سے بالا میں داخل ہوتی ہیں تو ان میں کیمیاوی تبدیلیاں ہوتی ہیں جو گندھک کے چھوٹے چھوٹے ذروں کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ محققین نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت جو سرخ روشنی افق میں اکثر دکھائی دیتی ہے یہ گندھک کی تہہ اسی کا باعث ہو سکتی ہے۔

٭ سرطان کے متعلق تحقیق میں مطالعہ میں پیشقدمی

[illegible] یونیورسٹی کے سائنسدانوں نے دریافت کیا ہے کہ ایک نسبتاً ہلکی جراثیم کش دوائی کاربوکسیلی [illegible] سے وہ چوہے زیادہ عرصہ تک زندہ رہ سکتے ہیں جن کے اندر انجکشن سے

[illegible] ہلاک ہیروال کے جراثیم [illegible] سے قریباً ۳۰ فیصد [illegible] امریکہ تعین کرنے کے لئے اس جراثیم کش دوا کو دوسرے جانوروں پر تجربے [illegible] گئے تجربے کے سرطان [illegible] اس کا استعمال کرنے والوں کو [illegible] امریکی کینسر سوسائٹی جو اس تحقیق [illegible] کر رہی ہے کا بیان ہے کہ اگر یہ دوا انسان پر موثر ثابت ہوئی کہ اسے انسانی مریضوں پر [illegible] جائے تو اسے ہسپتالوں میں تجربوں کے [illegible] تیار کیا جائے گا۔

٭ آئیوڈین ۱۲۵ تابکار آئی سوٹوپ کی دریافت

[illegible] یونیورسٹی کے [illegible] دانوں نے بھاری [illegible] ۱۲۵ تابکار آئی سوٹوپ تیار کرنے کا ایک [illegible] دریافت کیا ہے۔ یہ آئی سوٹوپ [illegible] جگر کے تجربوں میں سرطان کے طور پر استعمال [illegible] ہے۔ اور یہ دنیا بھر کے ہسپتالوں میں [illegible] میں تیار کیا جائے گا۔ ڈاکٹر پال [illegible] نئے آئی سوٹوپ کے حصول کے لئے [illegible] ایک اور آئیوڈین تابکار ۱۲۵ سوٹوپ [illegible] نیا آئی سوٹوپ آئیوڈین ۱۲۳ سے [illegible] تابکاری دیرپا اور زیادہ موثر پایا گیا ہے [illegible] ۱۲۴ پہلی [illegible] پیداوار ہے جو [illegible]



کی توانائی ... شکو سائنسدان کی اطلاع ہے کہ ان کی توانائی کمیشن اپنے اوک رج (ٹینسی) پلانٹ میں آئندہ دن ۱۲۰ تیار کرے گا۔

خلاء میں شہابوں کا ٹکراؤ۔

ایٹمی توانائی کمیشن کے سائنسدانوں نے جو ثبوت فراہم کئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً ۵۸ کروڑ سال پہلے بیرونی خلاء میں متعدد اشیاء کا زبردست ٹکراؤ ہوا تھا۔ سائنسدان ان متعدد آہنی شہابیوں کے متعلق تحقیق و مطالعہ کر کے اس نتیجے پر پہنچے ہیں جو گزشتہ ۴۳ برسوں کے دوران میں امریکہ اور روس میں گرے تھے۔ یہ شہاب اس دور سے متعلق رکھتے ہیں جس دور میں شہاب پہلی بار ٹوٹ کر زمین پر گرے تھے۔ اس سے سائنسدانوں کو یہ شبہ ہوا ہے کہ یہ دو یا تین بڑی چیزوں کے ٹکرانے کا نتیجہ ہیں۔

صدائی لہروں سے کان کے مرض کا علاج

کولمبیا یونیورسٹی کے معالجوں اور سرجنوں کے کالج کے ڈاکٹر فرانز التمن نے بتایا ہے کہ کان کے ایک پرانے مرض کا شدید صدائی لہروں سے کامیاب علاج کیا گیا ہے۔ اس وقت اس مرض کے علاج کے لئے عمل جراحی سے کام لیا جاتا ہے لیکن اب اس کی جگہ صدائی لہروں سے کام لیا جائے گا۔ کیونکہ عمل جراحی کی مانند شدید صدائی لہروں سے قوت سماعت کو کوئی ضعف نہیں پہنچتا۔ یہ مرض عموماً اندرونی کان کے عمل میں نقص ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس سے قوت سماعت ٹھیک ڈھنگ سے کام نہیں کرتی۔ کانوں میں شور اور سر میں چکر سا رہتا ہے۔ التمن کا بیان ہے کہ اس طریقہ علاج سے چکر آنے بند ہو جاتے ہیں اور کانوں کا شور کم ہو جاتا ہے۔

جانوروں پر سرطان کے متعلق تجربے

شکاگو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے سرطان کے تحقیق و مطالعہ کے سلسلے میں ایک اہم تکنیک کی اطلاع دی ہے۔ اس تکنیک کے تحت پہلے چوہوں کی چھاتی میں تجربے سے سرطان پیدا کیا گیا اور بعد میں اسے ختم کر دیا گیا۔ شکاگو یونیورسٹی کی سرطان کی تحقیق کے متعلق بین لیبارٹری کے ڈاکٹر چارلس ہگنز نے اس تکنیک پر روشنی ڈالی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کئی اہم باتیں پہلی بار علم میں آئی ہیں۔ (۱) لیبارٹری میں جتنے بھی جانوروں پر تجربے کئے گیا ان تمام میں سرطان داخل کرنے کا طریقہ پہلی بار تلاش کیا گیا۔ یہ کام اس سے پہلے ممکن نہیں تھا۔ (۲) لیبارٹری کے جانوروں میں پہلی بار سرطان کو محض دبانے کی بجائے ختم کرنے کا طریقہ تلاش کیا گیا ہے۔ (۳) اب سرطان محض تین مہینوں میں پیدا کر کے ختم کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے اس کام پر دو برس صرف ہوتے تھے۔ (۴) سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس تکنیک سے سائنس کو اب ایک ایسا ذریعہ حاصل ہو گیا ہے جس سے وہ انسانوں میں چھاتی کی رسولیوں پر سرطان کی دواؤں کے اثرات کا جائزہ لے سکتی ہے۔ ڈاکٹر ہگنز کا بیان ہے کہ یہ طریقہ سرطان پیدا کرنے والی چیزوں اور سرطان کی دواؤں کی قوت کا جائزہ



امریکہ کے نائب صدر۔ لنڈن بی جانسن

جوتے پالش کرنے والے لڑکے سے امریکہ کے نائب صدر کی کرسی پر پہنچنا ایک طویل اور دشوار کام ہے۔ لیکن محنت، جفاکشی، استقلال اور ذہانت کے باعث یہ عروج ممکن ہے۔ چنانچہ امریکہ کے نائب صدر لنڈن بی جانسن اس کا زندہ ثبوت ہیں۔ نو برس کی عمر میں جب ان کے ہم عمر لڑکے گلیوں میں پھرتے تھے لنڈن اپنے قصبے ٹیکساس میں نائی کی واحد دکان میں لوگوں کے جوتے پالش کیا کرتے تھے۔ پندرہ برس کی عمر میں ہائی اسکول کی تعلیم سے فارغ ہو کر آپ سڑک کے مستری، مال اٹھانے والی مشینوں کے آپریٹر اور گاڑیاں دھونے والے کے طور پر مختلف محنت طلب کام کرتے رہے۔ کچھ وقت کے بعد آپ ٹیکساس میں سان مارکوس چلے گئے اور وہاں ساؤتھ ویسٹ ٹیچرس کالج میں داخل ہوئے اور اسکول میں جینیٹر کے طور پر کام کرتے رہے۔ ۲۲ برس کی عمر میں ٹیچرس کالج میں داخل ہونے کے صرف ۲½ برس بعد آپ نے بی ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد امریکی کانگریس کے ممبر رچرڈ کلیبرگ کے سیکریٹری بننے سے پہلے ہیوسٹن کے ایک ہائی اسکول کے عملے میں شامل ہو گئے جہاں دو سال تک فن تقریر کا نصاب پڑھاتے رہے۔ آپ کو سیاسیات میں جو دلچسپی تھی

... کانگریس کے رکن کے جانشین ہوئی ہوگی۔ کانگریس کے سکریٹری کی حیثیت کے ساتھ واشنگٹن میں تین برس تک کام کرنے کے ساتھ ساتھ لنڈن جانسن رات کو جارج ٹاؤن یونیورسٹی میں قانون کی تعلیم پاتے رہے۔ ۱۹۳۵ء میں جب صدر روزویلٹ نے لنڈن جانسن کو ٹیکساس کی نیشنل یوتھ ایڈمنسٹریشن کا ڈائریکٹر مقرر کیا تو وہ ٹیکساس واپس چلے گئے۔ مرکزی سرکار کی طرف سے جزوی وقت کا یہ کام اُن کے لئے بہت مفید رہا۔ وہ کالج کے طلباء اور دوسرے نوجوانوں کے مشیر کے طور پر کام کرتے رہے۔ دو برس بعد ۱۹۳۷ء میں آپ ایوان نمائندگان کی ممبری کے لئے ایک خصوصی انتخاب میں امیدوار کھڑے ہوئے اور دوسرے نو امیدواروں کے مقابلے میں انتخاب جیت گئے۔ اس طرح آپ ٹیکساس ریاست کی طرف سے گیارہ برس تک امریکی ایوان نمائندگان کے ممبر رہے۔ ۱۹۴۸ء میں آپ امریکی سینیٹ کے رکن چنے گئے۔ اور ۱۹۵۴ء میں دوبارہ منتخب ہوئے۔ جب ۱۹۵۳ء میں سینیٹ کے ڈیموکریٹک ساتھیوں نے انہیں اپنی اقلیتی پارٹی کا لیڈر چنا تو وہ صرف ۴۴ برس کے تھے۔ سینیٹ کی لیڈرشپ حاصل کرنے میں آپ سب سے کم عمر شخص تھے۔ ۱۹۵۴ء کے انتخاب میں جب ڈیموکریٹوں کی اکثریت ہوگئی تو آپ کو اکثریتی پارٹی کا لیڈر چنا گیا۔ مسٹر جانسن جن کی عمر ۵۲ برس ہے، امریکی کانگریس کے پہلے ممبر تھے جنہوں نے دوسری عالمی جنگ میں فوجی خدمات

لندن میں ٹیگور کی تصویروں کی نمائش

ان دنوں کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ لندن میں رابندر ناتھ ٹیگور کی بنائی ہوئی ۹۲ تصویروں کی نمائش ہو رہی ہے۔ اس کا افتتاح [illegible] وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم لندن کے ہندوستانی [illegible] کے نگران مسٹر ڈبلو۔ جی۔ آرچر نے کیا۔ حکومت [illegible] وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم اور ٹیگور صد سالہ [illegible] کے تعاون سے کیا ہے۔ نمائش میں ٹیگور کی بنائی ہوئی ۵۹ اصلی تصویریں رکھی گئی ہیں۔ جو شانتی نکیتن اور کلا بھون (شانتی نکیتن) نے حفاظت سے رکھی ہیں۔ بقیہ ۳۳ تصویریں ایسی ہیں جو چھپی ہوئی ہیں یا ٹیگور کی بنائی ہیں۔ ۵ مئی کو انجمن شعر و سخن نے بھی لندن میں ٹیگور کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی جس میں ممتاز ٹیلی ویژن اکٹریس مس روزا لینڈ [illegible] وڈ اور مسٹر ایوٹس ملکن ڈریک نے شاعر اعظم کی نظمیں پڑھ کر سنائیں۔

[illegible] آپ نے [illegible] مسٹر لنڈن جانسن اپنے عہدہ پر [illegible] [illegible]؟

اس سوال کا جواب خود مسٹر جانسن کے ان [illegible] میں ہے جو انہوں نے اپنے متعلق کہے ہیں۔ [illegible] "رسالے" میں انہوں نے [illegible] میں ایک آزاد آدمی ہوں۔ ایک امریکی ہوں۔ امریکی سینیٹ کا ممبر اور اسی لحاظ سے ایک [illegible] ہوں۔ یہ مطلب انہیں اسی کردار سے [illegible] جاتا ہے۔ آزادی کا جو احساس اور [illegible] ان میں پایا جاتا ہے وہ ان کی آزاد خیالی اور [illegible] ظاہر ہے جو ان کی زندگی کا خصوصی جوہر ہے۔ [illegible] ان کی لگن کتنی گہری اور حقیقی ہے۔ یہ امر ان کی تقریروں اور کردار سے اکثر ظاہر ہوتا رہا ہے۔ نیویارک ٹائمز نے ان سے متعلق لکھا ہے کہ مسٹر جانسن میں ایک لیڈر کی حیثیت سے جو مہارت و صلاحیت پائی جاتی ہے۔ حالیہ برسوں میں (جہاں تک یادداشت کام کرتی ہے) اس کی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے بظاہر ناممکن کو ممکن بنا کر دکھایا ہے۔" لنڈن جانسن نے لیڈی برڈ ٹیلر سے ۱۹۳۴ء میں شادی کی۔ ان کی دو بیٹیاں ہیں۔ لنڈا برڈ۔ (۱۷ برس) اور لوسی بینز (۱۴ برس)

مسز لنڈن جانسن کی مختصر سوانح عمری

مسز لنڈن جانسن جنہیں اکثر آپ کی "ڈائنمو" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، بڑی نازک اندام ہیں۔ ان کے بھورے بھورے بالوں میں بڑی دلکشی پائی جاتی ہے۔ اور جنوبی حسن و جمال اور کتابی چہرے کے لئے مشہور ہیں۔ آپ دوستانہ، ملنسار، اور خوش باش فطرت رکھتی ہیں۔ اپنے شوہر کی ۲۳ سالہ سیاسی زندگی میں رچی بسی اور گھلی ہوئی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ "لنڈن مدت سے ٹیکساس کے لوگوں کی جو نمائندگی کرتے آ رہے ہیں۔ مجھے انکے اس کام سے دلی انس ہے۔ بہت کم لوگوں کو علم ہے کہ ۴۸ برس پہلے بپتسمہ دیتے وقت مسز جانسن کو کلاڈیا ٹیلر کا نام دیا گیا تھا۔ لیکن جب وہ دو برس کی بچی تھیں تو ان کی ایک آیا نے کہا تھا کہ "یہ تو لیڈی برڈ" کی طرح خوبصورت ہے"۔ اور آخر یہی "لیڈی برڈ" ان کا نام بن گیا۔ یہاں تک کہ ان کے شوہر لنڈن جانسن کی زندگی کے جو حالات امریکی کانگریس کے ریکارڈ میں درج ہیں ان میں بھی آپ کا "لیڈی برڈ" ہی کے نام سے ذکر آیا ہے۔ مسز جانسن ٹیکساس کی باشندہ ہیں اور ان میں اس علاقے کی بول چال کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ آپ ٹیکساس یونیورسٹی کی گریجویٹ ہیں۔ آپ نے شادی سے پہلے صحافت میں

کی ڈگری حاصل کی ہوئی ہے۔ [illegible] گریجویٹ ہیں تو آپ کو اپنے مستقبل کی [illegible] خبر [illegible] کی تھی۔ [illegible] گیا تھا۔ وہ [illegible] روانہ ہونے سے پہلے [illegible] نے انہیں مشورہ دیا تھا کہ وہ [illegible] سیکھ لیں سے پہلے۔ لیڈی برڈ نے اس [illegible] لیکن کسی اتفاق دیکھئے کہ دو ہفتے کے بعد [illegible] ملک میں کے دورے پر آئے۔ لیڈی برڈ سے [illegible] ہوئی اور مختصر سی کورٹ شپ کے بعد اس سال شادی کرلی۔ سیاسی زندگی میں دلچسپی کے باوجود مسز جانسن میں تقریر کرنے کا [illegible] پایا جاتا۔ تاہم حال ہی میں انہوں نے [illegible] انتخاب میں شمولیت کی۔ اس سلسلے میں انہوں نے تربیت بھی لی۔ سیاسی لیکچر دینے کے لئے حاصل نہیں کی ہے بلکہ اس لئے کہ زندگی میں ہر [illegible] آتے رہتے ہیں۔ جب چند جملوں سے کچھ زیادہ [illegible] پڑتا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ جب [illegible] ایسے آئیں تو میں آسانی اور مسرت سے [illegible] مسز جانسن جو بہت ہی اچھا [illegible] واشنگٹن میں آٹھ کمروں کے [illegible] ٹیکساس میں مویشیوں کے فارم کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔ جہاں کہیں بھی وہ ہوں ان کا مقصد یہی ہوتا کہ اپنے شوہر کے لئے آرام بخش گھریلو ماحول رکھیں اور گھریلو زندگی کو خوشگوار اور پرسکون بنائیں۔ گھر بار چلانے کے علاوہ مسز جانسن ایک اور ہوشیار کاروباری خاتون بھی ہیں۔ [illegible]

بمبئی کے سابق گورنر نے ہندوستان کو خراج تحسین

لندن میں لارڈ اسکاربرو کا طلباء سے خطاب

۳ مئی کو مہاتما گاندھی ہال لندن میں لارڈ اسکاربرو نے ہندوستانی طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۷ سال کے بعد جب میں اس سال ہندوستان گیا تھا۔ تو اس کی ترقی سے میں بہت زیادہ متاثر ہوا۔ موصوف ۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۳ء بمبئی کے گورنر تھے۔ اس وقت ان کا نام سر راجر لملے تھا۔ اسی سال وہ لارڈ چیمبرلین کے طور پر ملکہ معظمہ اور ڈیوک آف ایڈنبرا کے ہمراہ ہندوستان آئے تھے۔ لارڈ اسکاربرو نے ہندوستانی طلباء کو بتایا کہ ہندوستان میں عظیم تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ اور اس وقت اسے تجربہ کار اور تعلیم یافتہ مرد اور عورتوں کی بہت ضرورت ہے۔ جو ہندوستانی طلباء برطانیہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کو ہندوستان میں اپنی قابلیتوں سے فائدہ اٹھانے کے غیر محدود مواقع حاصل ہوں گے۔ لارڈ اسکاربرو نے دہلی کے آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ یہ انسٹی ٹیوٹ طبی تعلیم کے میدان میں نہایت اہم خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

[illegible] ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے جدا اسٹیشنوں کی مالک ہیں اور منتظم بھی ہیں۔ ٹیکساس اور دو اسٹیشنوں میں ان کے اپنے الگ دفتر ہیں۔ آپ بحیثیت حساب کتاب کا بھی خیال رکھتی ہیں۔ بل ادا کرتی ہیں۔ اور سینڈ فلو ہوتے اسٹیشنوں کے ذریعہ قریبی رابطہ قائم رکھتی ہیں اور دیگر اصول وغیرہ کے متعلق منصوبے اور ہدایات بھی دیتی رہتی ہیں۔ مسز جانسن کا کہنا ہے کہ اگرچہ مجھے سیاست کو اپنے پیشے کے طور پر کبھی پسند نہیں کرتی تاہم اس میں بھی زندگی اتنی شاندار اور ولولہ انگیز ہے جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ یہ تو گویا "انسانی فطرت" کے سلسلے پہلی صف میں نشست حاصل کرنے کے مترادف ہے۔

جنگل کا بادشاہ

نقی محمد خاں خورجوی

مثل مشہور ہے کہ "شیر قالین اور ہے شیر نیستاں اور ہے"۔ ہم اکثر شیر کے شکار کے واقعات سنتے ہیں۔ بعض صحیح ہوتے ہیں بعض خود ساختہ اور من گھڑت افسانے یا زیب داستان کے طور پر اضافہ کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں لیکن حقیقت افسانے سے کہیں زیادہ دلچسپ ہوتی ہے۔ وہ شیر جسکو ہم عجائب خانوں میں موٹی سلاخوں کے کٹہرے میں مقید دیکھتے ہیں اس شیر سے مختلف ہوتا ہے جبکہ وہ جنگل میں آزاد ہوتا ہے اور جس کی خوفناک گرجدار آواز سے جنگلی جانور جنگل چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ اس کی قوت کا کوئی درندہ مقابلہ نہیں کرسکتا۔ میں نے زخمی شیر کو غصہ کی حالت میں یہ عالم دیکھا ہے کہ جب وہ درخت سے لپٹ جاتا ہے تو اسکی چھال کو دانتوں اور پنجوں سے اسطرح نوچ ڈالتا ہے جیسطرح کلہاڑی یا بسولے سے لکڑی چھیل دی جاتی ہے۔ میں نے ایک رائفل کی نال شیر کی چبائی ہوئی دیکھی ہے جس پر اسکے دانتوں کے نشانات اسنے گہرے تھے کہ گویا پچکی اور ہتھوڑے سے بنائے گئے ہیں۔ اگر تیہ [illegible]

[illegible] ایک شیر نے [illegible] اسکو [illegible] انسان اور عام جانوروں کی کیا حقیقت ہے [illegible] جانور بھی اسکے حملے کی تاب نہیں لاسکتے۔ انسان محفوظ مقامات اور بلند مچانوں پر بیٹھ کر بیش قیمت رائفلوں اور زیادہ سے زیادہ [illegible] سے اس کا شکار کرتے ہیں اور شیر مارنے [illegible] ہیں اسکو جرات اور بہادری خیال نہیں کرتا۔ [illegible] زمانہ کے چند واقعات ایسے سنے ہیں کہ بعض نے تلوار سے شیر مارلے اگر یہ صحیح ہے تو میں اسے حقیقت میں دلیری سمجھتا ہوں ورنہ شکار تو [illegible] کو جنگل میں دیکھ کر اکثر لوگوں کے جسم میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ شیر حقیقت میں "جنگل کا بادشاہ" ہے اور جو رعب [illegible] بادشاہوں کا انکے درباروں میں ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ ہیبت شیر کی جنگل میں ہوتی ہے۔

عام طور پر شیر کا شکار مچان پر [illegible] تاور انداز شکاری زمین پر کھڑے ہو کر [illegible] لے کر بھی شکار کرتے ہیں لیکن ریاست [illegible] میں اودھ کا طریقہ یہ ہے جس مقام پر شیر [illegible] جانور کو مارا ہے اسکو کھانے کے واسطے وہ [illegible] بعد پھر آتا ہے۔ اسکے قریب [illegible] اور دو وقت کے قریب [illegible] طرف جنگلی درختوں کی سبز شاخوں اور [illegible] ہیں اندر مرے ہوئے جانور کی طرف [illegible] [illegible]

... ہیں اکثر ایسا بھی ... اندر کو دبا جاتا ہے اور ... قریب ہے پہلی مرتبہ میں نے شیر کو ... دیکھا تھا

... کے شکار کے قریب پہنچ کر بہت احتیاط ... اس کے گرد ایک حلقہ بنا کر چکر لگا لیے ... کا دستہ مختصر کر دیتا ہے اس شکار ... میں میری ادھی کے اتنے قریب سے گزرا کہ ... اور مجھ سے تین چار فٹ کا فاصلہ تھا۔ ... وہ میرے سامنے آیا اس وقت بھی پندرہ بیس ... زیادہ تھا۔ میں نے فائر کیا اور وہ گر گیا ... اسی طرح جنگل میں اس قدر احتیاط کے ساتھ رکھتا ... جنگل درختوں کے پتوں کے باوجود آہٹ ... نہیں ہوتی

آخر تب مہاراجہ دتیا نے اپنی عنایت سے ... کر کے مجھے جنگل میں بلایا اور شیر کے شکار میں شریک کیا ... شکاری قافلے کے ساتھ روانہ ہوا ایک میل کے ... ہم لوگ گھوڑوں سے اترے۔ مجھے یہ علم نہ تھا کہ میرا ... جانا ہے۔ میں اسی انتظار میں تھا کہ مہاراجہ کوئی ... بتائیں گے لیکن انہوں نے ... شرارت کی خاطر ہو کر اس گھنے جنگل میں ادھر ادھر ... مہاراج کے ساتھی اور سائیس گھوڑوں کو ... لے کر کسی طرف چلے گئے اور ہانکا شروع ہو گیا ... تھا کہ ہانکا کس طرف سے لیا جا رہا ہے اور ... شکار کہاں ہے۔ ان کی بندوقوں کی گولیاں کس طرف ... یہ حالت میرے لئے نہایت مخدوش تھی۔ جنگل

بھٹک گیا تھا اور ہانکے والوں کا شور جاری تھا۔ ... زیادہ بلند نہیں ہوتے اور ان کی ... ہوتی ہے۔ بڑے درخت بھی تھے لیکن ... میں ان پہ چڑھ نہ سکتا تھا۔ ... ایک درخت ... دیکھا شاخ تھا اور قریب تھا چڑھ کر ... اور ... کو ایک شاخ پہ لٹکا دیا۔ میں زمین سے ... کی بلندی پہ تھا اور صاف نظر آ رہا تھا

اوّل تو یہ خوف کہ شیر کس طرف سے ... دوسرا یہ خوف کہ گولیاں کس طرف سے ... اسی کشمکش میں تھا کہ ٹھیک میرے سامنے سے ... شیر نمودار ہوا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ رخ اس کا ... کو تھا یعنی میری بائیں جانب سے کسی قدر ... بائیں جانب کو جا رہا تھا۔ مجھ سے اس کا فاصلہ ... پندرہ سولہ گز ہوگا۔ وہ یکایک رکا اور سر کو میری طرف ... گھمایا ہی تھا کہ مہاراج نے فائر کیا اور گولی ... اس ... سے ایک گز کے فاصلہ پر زمین سے ٹکرائی اور اس مقام ... سے گرد اڑی۔ شیر ... اس کے بعد اس نے اپنا ... رخ تبدیل کیا اور میری پشت کی جانب سے بھاگتا ہوا ... چلا گیا

تھوڑی دیر میں ہانکے والے قریب آ گئے اور ... ہانکہ ختم ہوا۔ میں بھی اتر آیا اور پھر ... قافلہ میں شریک ہو گیا۔ مہاراجہ کی عادت تھی کہ جب ان کا نشانہ خطا ہوتا تھا تو وہ غصہ کرتے تھے ... سب لوگ خاموش رہے۔ آخر سارے ہم ... سوار ہوئے اور کیمپ کی طرف روانہ ہوئے ... تھی کسی نے کسی سے بات نہ کی البتہ ...

[illegible]
[illegible] وقت [illegible] سے [illegible]
[illegible] پاس گئے ہم لوگ [illegible]
[illegible] وقت کے ساتھ [illegible]
[illegible] برابر ان کو [illegible] باتوں سے کوشش
[illegible] کرتے رہتے تھے۔ مہاراج کی عادت تھی
کہ [illegible] بات کی تصدیق کرنا چاہتے تھے تو کہتے غالب
ہو [illegible] جس کا مطلب یہ تھا کہ تھا ری
[illegible] ہے۔ چنانچہ وہ میری طرف [illegible] ہوئے اور
[illegible] کہا مجھے ان لوگوں کی شرارت پر کہ وہ چھوڑ
کر بھاگ گئے تھے غصہ تھا اور موقع کی تاک میں تھا میں
نے کہا۔ مہاراج صاحب! میں تو اس وقت جب [illegible]
گولی چلانے موت کے منہ میں تھا اور شیر بالکل میرے
قریب تھا۔ میں نے گولی کو زمین پر ٹکراتے اور گرد
اڑتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت شیر آ چھلا اور میری
پشت کی جانب سے بھاگتا ہوا چلا گیا اس کے بعد میں
نے درخت [illegible] ہونے کے واقعات بیان [illegible]
[illegible] اے۔ ڈی۔ سی دگمونا تھ سنگھ کی
طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم نے خود لے جا کر مچان پر
کیوں نہیں بٹھایا۔ جواب جو اس نے دیا نامعقول تھا یہ
سن کر وہ [illegible] آگئے اور سارے لوگوں کی پیٹھ جو ان کے
[illegible] کرائے ماری اور شیر پر گولی خطا ہو جانے
[illegible] اسیر آ تا دیا۔
اگر اس قسم کا واقعہ کسی کے ساتھ پیش آیا تو
[illegible] کی ہمت کا صحیح اندازہ کر سکتا ہے
یہ تو اس زمانہ کا واقعہ ہے جب زیادہ سے

[illegible]
[illegible] اب دوسرا [illegible]
[illegible]
سے [illegible]
[illegible] ہوتی تھیں [illegible]
کا [illegible] ملاحظہ ہو
" [illegible] نے اپنے شیر کے شکار کا ایک عجیب [illegible]
لکھتے ہیں کہ
" میں جنگل میں مصروف شکار تھا [illegible]
قوت رکھنے والا ہیں سب شکاری گروہ [illegible]
تیر رہا تھا اور میرے متواز [illegible]
کوئی درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھ [illegible]
کر انکی طرف متوجہ ہوا۔ اسکی نظر ایک [illegible]
ہوئی گائے پر پڑی جسکے قریب ایک زبردست شیر [illegible]
تھا جو دیکھ کر چلا یا لیکن میں نے ساتھ [illegible]
ڈالوا دیا اور خود تیزی کیا [illegible] پیادہ [illegible]
بڑھا اس وقت شہزادہ [illegible]
حیات خاں اور ایک دو اور دوسرے [illegible]
شیر درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ میں نے اس [illegible]
یہ معلوم نہ ہوا کہ بندوق کی گولی لگی یا نہیں [illegible]
چلا دی یہ معلوم نہ ہوا کہ بندوق کی گولی لگی یا نہیں [illegible]
پھر بندوق چلائی اور وہ زخمی ہو کر [illegible] اس نے [illegible]
جو قریب ہی تھا حملہ کر دیا اور [illegible]
اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ [illegible]
کر جسکو [illegible] ہونے کے [illegible]

[illegible] دیا شہزادہ خرم تھوڑے فاصلہ پر کھڑا تھا
[illegible] اور دوسرے ملازم میرے پیچھے تھے۔ کمال خاں
[illegible] بندوق بھر کر دینے میں مصروف تھا جب شیر
تیزی سے ہماری طرف لپکا تو میں نے بندوق چلادی
لیکن [illegible] منہ اور دانتوں کے پاس سے گولی نکل گئی
[illegible] ہو کر زمین پر جھکے اس گروہ پر جو اسکا
[illegible] مجمع ہو گیا تھا حملہ کر دیا۔ وہ لوگ
اس حملہ کی تاب نہ لا کر ایک دوسرے پر گرتے پڑتے
[illegible] اس طرح بدحواس ہو کر بھاگے کہ میں بھی اس بھگدڑ
میں اس لپیٹ میں آگیا اور ایک دو قدم پیچھے کی طرف جا گرا
مجھے خوب یاد ہے کہ دو تین آدمی تو میرے سینہ پر سے
[illegible] لیتے ہوئے [illegible] کر مجھے کچل ڈالا۔ اعتماد رائے
اور کمال خاں قراول نے سہارا دے کر مجھے اٹھایا اسکے
بعد شیر نے بائیں طرف والوں پر حملہ کر دیا انوپ رائے
نے [illegible] کو چھوڑ کر شیر کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا
شیر انوپ رائے پر لپکا۔ انوپ رائے نے [illegible] کے
نہایت دلیری سے اسکا مقابلہ کیا اور [illegible]
[illegible] شیر نے انوپ رائے کے دونوں ہاتھ اپنے منہ
میں پکڑ لیے اور [illegible] دانت ہاتھوں کے پار ہو گئے
انوپ رائے شیر کے منہ کے سامنے گر گیا اور دونوں
کے منہ ایک دوسرے کے مقابل ہو گئے اس وقت شہزادہ
خرم تیزی سے آگے بڑھا اور شیر کی کمر پر تلوار ماری
راجہ [illegible] نے بھی شیر کے دو ہاتھ تلوار کے مارے۔ ایک
شیر کے [illegible] پر پڑا۔ حیات خاں نے دو وار [illegible] کے
[illegible] انوپ رائے نے زور لگا کر شیر کے منہ سے اپنے ہاتھ
نکال لیے اور دو تین مکے شیر کے سر پر مارے اور پہلو

[illegible] کر اور گھٹنوں کے بل [illegible]
[illegible] ہو گیا اور ڈھلوان مقام سے [illegible]
گڑھے میں جا گرے۔ باوجود ان زخموں کے [illegible]
ہاتھ، کندھوں اور سینہ پر تھے اس نے کمر سے [illegible]
اور پوری طاقت سے ایک اسکے سر پر اور ایک [illegible] ماری
جس سے شیر کی دونوں آنکھیں [illegible]
ہوئی کھال آنکھوں پر ڈھلک گئی۔ اتفاقاً [illegible]
شیر کی زد میں آگیا اور اس نے ایک ہی [illegible]
تمام کر دیا۔ اسکے بعد اور لوگ تلواریں لے کر [illegible]
پڑے اور اسکو ختم کر دیا۔ انوپ رائے مدت تک زندہ رہا
اور بچ گیا"۔

جہانگیر نے اسکو اسکی جاں نثاری کے صلہ میں خطاب، منصب اور جاگیر عطا کی۔ شیر کی قوت اور دلیری کا کوئی جانور مقابلہ نہیں کر سکتا شیر حقیقت میں "جنگل کا بادشاہ" ہے

سورج کے متعلق تحقیق کرنیوالا امریکی سائنسداں۔ والٹر آر رابرٹس

اتنی بات تو سب کے علم میں ہے کہ ہماری اس زمین اور چاند سورج ستاروں کا باہمی تعلق ہے۔ لیکن اس کی نوعیت اور حقیقت کا راز ابھی تک پوری طرح حل نہیں ہوا ہے۔ ذیل میں امریکہ کے اس سائنسداں کا حال درج ہے جو سورج اور زمین کے تعلق کی تحقیق کر رہا ہے۔

دھوپ جتنی زیادہ تیز اور روشن ہو ٹراؤٹ مچھلی اتنا ہی کم منہ مارتی ہے اس لئے بعض اوقات جب دھوپ نہیں ہوتی۔ (بادل چھائے ہوتے ہیں) تو ڈاکٹر والٹر آر رابرٹس مچھلیاں پکڑنے کی نیت سے کراچی لیبارٹری کے قریب ہی کولوریڈو راکی ماؤنٹنز میں ٹراؤٹ مچھلیوں کی کھنڈی میں جا کر شکار کرتے ہیں۔ ڈاکٹر رابرٹس کی آنکھیں ہمیشہ سورج پر ہی لگی رہتی ہیں۔ اس جائزے سے ان کا مقصد ٹراؤٹ مچھلی کے شکار کے امکانات کا اندازہ لگانا نہیں ہوتا بلکہ سورج کی سائنسی تحقیق اور مطالعہ کرنے سے انہیں خاص دلچسپی ہے۔ ڈاکٹر رابرٹس نظام شمسی کی طبعیات کے ماہر ہیں۔ سورج کے نظام کا اور زمین پر اس کے اثرات کی جانچ کرتے رہتے ہیں۔ وہ کولوریڈو یونیورسٹی میں خلائی بلندیوں کے تحقیقی ادارے کے ڈائریکٹر ہیں۔ کلائمکس کولوریڈو میں اس سلسلے کے شہروں کے دھوئیں اور گرد و غبار سے بالاتر رہتے ہوئے ڈاکٹر رابرٹس اور ان کے ساتھی سورج کے نظام کا مشاہدہ کرتے اور اس کی پیمائش اور بنیادی اصول کا جائزہ لیتے ہیں۔ مسٹر رابرٹس ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء کو ویسٹ برج واٹر ساچوسٹس میں پیدا ہوئے تھے انہوں نے وہاں ایک فارم میں پرورش پائی۔ اسی لئے باہر کھلی فضا اور کھلے آسمان کے نیچے زندگی گزارنے سے خاص لگاؤ ہو گیا۔ ۱۹۳۸ء میں امہرسٹ کالج (امہرسٹ ساچوسٹس) سے بی اے کی ڈگری لی اور پھر ہارورڈ یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم کے لئے داخل ہوئے ۱۹۴۰ء میں وہاں سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی اور نئی بیاہتا بیوی کو لے کر کلائمکس چلے گئے۔ وہاں ہارورڈ یونیورسٹی کے زیر انتظام میں سولر کورونو گراف سٹیشن قائم کیا (کورونو گراف ایک خاص قسم کی دوربین ہے جس کے ذریعہ سورج کی سطح اور اس کے گیس والے کناروں کا جائزہ لیا جا سکتا ہے) جب کلائمکس میں تحقیقی اسٹیشن کو ہائی آلٹیچیوڈ آبزرویٹری" (خلائی بلندیوں کا تحقیقی مرکز) کا نام دیا گیا تو ساتھ ہی کولوریڈو یونیورسٹی سے اس کا الحاق بھی کیا گیا۔ ڈاکٹر رابرٹس اس کے ڈائریکٹر مقرر کیے گئے۔ ڈاکٹر رابرٹس بتاتے ہیں کہ سورج کے گولے کا قطر ۸ لاکھ ۶۴ ہزار میل ہے۔ یعنی زمین کے قطر سے تقریباً ایک سو گنا بڑا۔ سورج زمین سے تقریباً

[illegible] کوئی ٹھوس چیز نہیں بلکہ
[illegible] گیس کا ایک عظیم کرہ ہے۔
[illegible] کے متعلق اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس کا
[illegible] چھ ہزار ڈگری ہے۔ اس کے
[illegible] میں عظیم دباؤ رہتا ہے اور اس کا درجہ
[illegible] کروڑ ڈگری تک پہنچتا ہے۔ جب آلات نجوم
[illegible] کی سطح کا احتیاط سے جائزہ لیا جائے تو
[illegible] ایک ایسی بھٹی کی شکل کا معلوم ہوتا ہے کہ جس میں بھاری
[illegible] ہے۔ اس میں آفتابی دھبے، آفتابی اونچائیاں
[illegible] دھماکے نظر آتے ہیں۔ آفتابی دھماکوں کا
[illegible] پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اس سے مقناطیسی لہریں
[illegible] جن سے ریڈیو نشریات میں خلل واقع
[illegible] اور دوسرے حیرت انگیز آفتابی مظاہر
[illegible]۔ ڈاکٹر رابرٹس بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۴۰ء
میں ایسٹر کے اتوار کو جو مقناطیسی آندھی آئی تھی وہ
اب تک کی نہایت زبردست مقناطیسی آندھی تھی۔
اس دن وہ یونیورسٹی کی رصدگاہ کی چھوٹی سی دوربین
[illegible] کرنے کے لئے تعینات تھے۔ شام کے دھند
[illegible] کے وقت انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر معمول کے
مطابق اندھیرا نہیں ہو رہا تھا۔ اور شمال کی طرف قطبی
روشنی کی بجائے اتنی جو روشنی شہر کی جگمگ کرتی ہوئی
روشنیوں سے بھی زیادہ تیز تھی۔ اور دور شمال کی
طرف سے بڑی بڑی بیٹریوں (سرچ لائٹ) کی
طرح روشنی کی شعاعیں اور سرخی مائل ڈورے آسمان
پر تیزی سے دوڑنے لگے۔ اسی اثنا میں ساری دنیا
پر ایک مقناطیسی آندھی چھا چکی تھی۔ کئی گھنٹے تک

امریکہ اور یورپ کے درمیان [illegible]
کے رابطے منقطع رہے۔ اور مشرقی امریکہ [illegible]
کی مشینیں بھی بگڑ گئیں۔ ہیئت دانوں نے مقناطیسی
آندھیوں کو اب دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی
شدید طور پر تند و تیز مقناطیسی آندھیاں [illegible]
دھماکوں سے وابستہ رہتی ہیں اور دوسری قسم کی
آندھیاں جو ۲۷ دن کے درمیان میں باقاعدہ اوقات
پر واقع ہوتی رہتی ہیں۔ اور ۲۷ دن ہی کا وہ عرصہ
ہے جس میں سورج اپنی ایک گردش پوری کرتا ہے۔
۱۹۴۲ء میں آسٹریلیا کے ایک ہیئت دان سی ڈبلیو
ایلن نے دریافت کیا کہ جب آفتابی مادے زور سے
پھٹیں اور دھماکے بہت بڑے ہوں تو اسی صورت میں
اس سے جوہر دار مادے خارج ہوتے ہیں۔ جب یہ دھماکے
واقع نہ ہوں تو سورج کے دوسرے پرسکون حصوں
سے ذرات کے دھارے اس کے مرکز کی طرف جاتے
ہیں۔ یہ عمل کس طرح واقع ہوتا ہے؟ ذرات کے دھارے
کہاں سے آتے ہیں؟ ڈاکٹر رابرٹس کو ان سوالوں کے
متعلق پہلا سراغ اس وقت ملا جو وہ کوڑے دو گرافت
سے سورج کے کناروں کی متحرک فلم کھینچ رہے تھے۔
انہوں نے دیکھا کہ سورج کے کنارے کا جو حصہ ہموار
نظر آتا تھا وہ عملی طور پر روشن گیس کے ان لاکھوں
چھوٹے چھوٹے نیزوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ جنہیں
"سپیکیولز" (spicules) کہتے ہیں۔ اس
دریافت سے انہیں یہ یقین ہو گیا کہ یہ سپیکیولز جو
سورج کی ساری سطح پر پائے جاتے ہیں۔ سورج کے
کرۂ ہوائی میں گیس کے ہلکے ہلکے جھونکے داخل کرتے رہتے ہیں

[illegible] ہیں اہم [illegible]
پیدا کی ہیں۔ باتوں کی دریافتوں سے کئے گئے [illegible]
[illegible] ڈاکٹر ابرٹس ۵۸-۱۹۵۷ء کے بین الاقوامی
جغرافیائی طبیعیاتی سال کے سلسلے میں امریکہ کی
آسمانی کیمیا سوار ایکشوٹ آف دی یونائیٹڈ سٹیٹس نیشنل
کمیٹی کے [illegible] پینل کے چیئرمین تھے۔ سولر ایکٹیوٹی
دا انٹر [illegible] پروگرام کے تحت عالمگیر سطح پر باہمی تعاون
سے ان طریقوں کا مطالعہ کرنا مقصود تھا، جن سے دنیا
کی طبیعیاتی اور مادی حالات پر سورج اور اس
کی بدلتی ہوئی سرگرمیوں کا اثر پڑتا ہے۔ جون ۱۹۶۰ء
میں ڈاکٹر رابرٹس امریکہ کے نیشنل سینٹر آف ایٹما
سفیرک ریسرچ (کرۂ ہوائی کا تحقیقی مرکز) کے ڈائرکٹر
مقرر کئے گئے۔ اس مرکز کا مقصد موسم کے متعلق
سائنسی تحقیق کو فروغ دینا ہے۔ ڈاکٹر رابرٹس کا
کہنا ہے کہ ان کی تحقیق کا بیشتر حصہ "غور و فکر" کی
نوعیت کا ہے۔ لیکن وہ ایک توانا اور انتھک
کام کرنے والے شخص ہیں۔ اور دن کے علاوہ
اکثر راتیں بھی اپنے دفتر (تجربہ گاہ) ہی میں گزارتے
ہیں۔ تاہم لڑکپن میں کھلی ہوا اور کھلی فضا میں رہنے
کی جو عادت انہیں پڑ گئی تھی وہ اب بھی موجود ہے۔
وہ ہر روز سائیکل پر دفتر پہنچتے ہیں۔ اگرچہ انہیں
نہایت کم فرصت ملتی ہے۔ پھر بھی وہ ٹراؤٹ مچھلی
کے شکار، برف پر پھسلنے اور ٹینس کھیلنے کے لئے
وقت نکال ہی لیتے ہیں۔ گھر پر اپنے چار بچوں اور
بیوی کے سمیت وہ موسیقی وغیرہ سننے یا مطالعہ
میں وقت گزارتے ہیں۔ ڈاکٹر رابرٹس محسوس کرتے ہیں کہ

سورج اور [illegible]
اور سائنسی [illegible]
ہیں کہ خلاء میں [illegible]
نا سے و پیام [illegible] ہیں کر
نسل ہو سکے جواب کرنے سے باہر کے حالات
کرنے کی کوشش کی ہے



کہ مرکزی وزیر خوراک مسٹر پاٹل نے فرمایا کہ لوگ اپنی غذائی عادتیں بدل دیں
یعنی وزیر خوراک کا غالباً یہ مطلب ہے کہ لوگ بھنے چاول اور میلو جوار پھر کھانے لگیں۔

کہ وزیر اطلاعات نے دفتر اطلاعات کا معائنہ کیا۔
لیکن یہ معائنہ تکمیل ضابطہ کے لئے تھا یا اصلاح دفتر کیلئے؟ یہ معمہ حل نہ ہو سکا!

کہ دودھ کی سربراہی کی پائلٹ اسکیم کے تحت مراکز میں دودھ کی مقدار کم ہو گئی ہے
جب ایسا ہی ہے تو متعلق طور پر پانی کی مقدار بڑھ جانا چاہیے۔

کہ چالف میں اب سکون ہو گیا
ملاحوں کی اصطلاح میں "سکون" طوفان کا پیش خیمہ ہے۔

کہ ہندوستان میں تمباکو کی پیداوار اور خرچ بڑھ گیا ہے
سرطان کے ماہر ڈاکٹروں کے لئے مژدہ ہے!

کہ پنڈت نہرو نے فرمایا کہ سنسکرت [illegible] ذہانت کا سرچشمہ ہے
لیکن، جس کے سوتے اب خشک ہو چکے ہیں —!

کہ چاول کی پیداوار میں اضافہ کے تمام امکانات ختم ہو چکے ہیں — جس کے نتیجہ میں قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے
کجائی نمائی کجائی بنی

کہ پونا میں برقی سربراہی مسدود ہو گئی۔
ہم سمجھتے تھے کہ یہ مصیبت ہمارے حیدرآباد ہی میں ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ
این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

کہ سنت فتح سنگھ پھر مرن برت رکھیں گے
ہمارا خیال ہے کہ موصوف مئی کا مہینہ گزرنے کے بعد جون میں ارادہ فرمائیں تو ذرا ٹھنڈا ٹھنڈا رہے گا!

کہ جنوبی کوریا میں فوجی انقلاب عمل میں آیا اور امریکی فوجوں کو تیار رہنے کا حکم دیا گیا
فوجیوں کو تو ہمیشہ تیار بلکہ طیار رہنا چاہیے ادھر داعی نے آواز دی ادھر لبیک!

کہ مسٹر لال بہادر شاستری نے فرمایا کہ ملازمین اور نظم و نسق میں بہتر تعلقات کے لئے دستوری اور دیگر تبدیلیوں کی ضرورت ہے
لیکن ہماری رائے میں [illegible] اور الاونس میں اضافہ کی ضرورت ہے

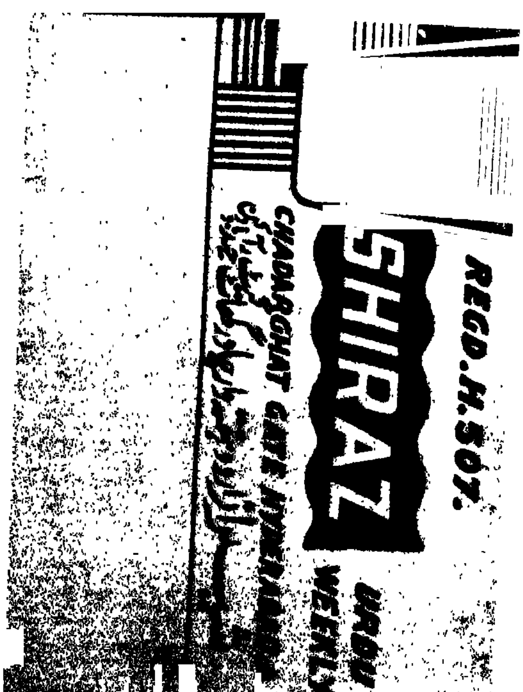
قطعہ

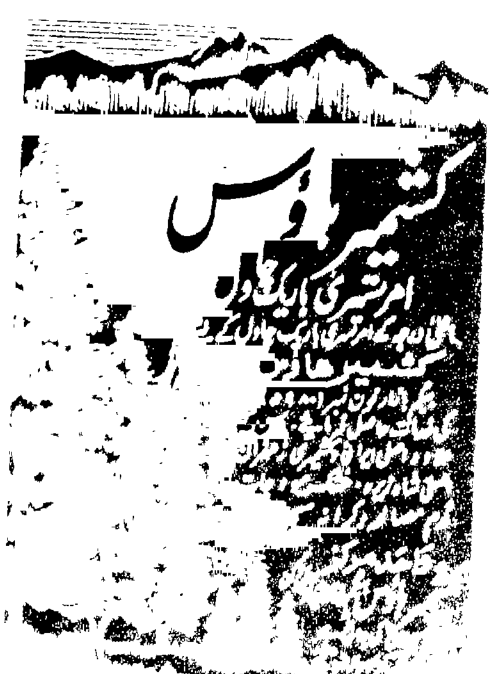
جفا ز چشم بصارت رفتہ | از دوا نیز حذاقت رفتہ
تا ز و فہم کسی شد شامل | شان و شوکت [illegible]

(آمد [illegible])






REGD.H.507.
SHIRAZ
URDU
WEEKLY



GRAND HOTEL

گرانڈ ہوٹل

ٹیلیفون نمبر ۳۶۴۲

اصلی ایرانی زعفران کی بریانی



یوسف بلڈنگ عابد روڈ حیدرآباد دکن

• قیام و طعام کا شاندار مرکز • آرام دہ ہوادار کمرے
• باسلیقہ مستعد ملازمین • لذیذ کھانے اور مشروبات
• اصول حفظان صحت کی پوری پوری پابندی

یہ ہیں وہ خصوصیات جو گرانڈ ہوٹل
کو دوسرے ہوٹلوں سے ممتاز کرتے ہیں

DAWN



Garden Restaurant

LODGE & PROVISION STORES

PHONE No. LODGE, 74722.
RESTAURANT, 6905.

SAROJANI DEVI ROAD SEC, BAD.

گارڈن رسٹورنٹ لاج اینڈ پراویژن اسٹور

سروجنی دیوی روڈ سکندرآباد فون نمبر رسٹورنٹ (۶۹۰۵) لاج (۷۴۷۲۲)

قیام و طعام کا شاندار مرکز

مانا کہ سکندرآباد میں بہت سے لاج ہیں مگر پر فضا صحت بخش ماحول
آرام دہ عصری فرنیچر، پاک صاف کشادہ کمروں، لذیذ اور سستے کھانوں کیلئے

گارڈن لاج آپ اپنی نظیر ہے

ایکبار گارڈن لاج میں قیام فرما کر آپ اپنا اطمینان فرمائیے۔

[illegible]

شیراز

سید صمصام شیرازی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر — مقام اشاعت: چادر گھاٹ کرٹ حیدر آباد (۲) انڈیا

جلد ۱۵
روز جمعہ
۵ مئی ۱۹۶۱ء
م ۱۹ ذیقعدہ الحرام ۱۳۸۰ھ
شمارہ (۲۷)

غزل

(مطلع) شانِ دکھلاتے ہیں یہ آج گلستاں کیا کیا
ہیں صدف میں بھی سنو گوہرِ غلطاں کیا کیا

دیکھ کر بادِ خزاں جو کہ چمن میں آئی
کرتے ہیں آہ و بکا بلبلِ نالاں کیا کیا

کر کے پروانوں کو برباد سرِ بزم سنو
جلوہ دکھلاتی ہے یہ شمعِ شبستاں کیا کیا

پوچھ لے ان سے جو ہیں دورِ ستم سے بھی
سہتے ہیں ظلم و ستم قیدیٔ زنداں کیا کیا

خونِ دل کر کے ذرا دیکھ لے اُلفت میں کبھی
رنگ پر آئے ہیں یہ لعلِ بدخشاں کیا کیا

موت کے ہاتھ سے کہتے ہیں قبورِ شاہی
گزرے ہیں آج جہاں سے بھی سلطاں کیا کیا

(مقطع) سینۂ پاکِ علیؑ سے بھی تو دیکھو عثماں
اور ظاہر بھی ہوئے معنیٔ فرقاں کیا کیا

(المصنف)

مرقوم ۱۳ مئی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از [illegible])

[illegible] بندی بابت متعلق معروضہ نظام علی فرزند واصف [illegible]

فریاد اسمیں ایک دو فقرے جو ہیں اس کا جواب دینا ضروری ہے وہ یہہ ہے کہ اس کے یہاں آ کے سلسلہ میں اس کو بعض اُمور کی تکمیل کے سلسلہ میں قرضہ کرنا پڑا تو اس کا جواب یہہ ہے کہ کیا دو سرے سکاری داماد وں نے یہاں آنے سے قبل ان اُمور مذکورہ کی تکمیل کے لئے قرضہ کیا تھا اور کیا اس سلسلہ میں یا دیگر طرز زندگی کے سلسلہ میں اون سے ایسے مذموم حرکات سرزد ہوئے تھے اور کیا وہ بھی اپنی زوجگان (یعنے میری لڑکیوں) کے ازوقہ وغیرہ کی رقم پر جو کہ دفتر ٹرسٹ سے ایصال ہوتی ہے دست درازی کی تھی یا اپنی زوجگان کے ساتھ بُرا برتاؤ کیا تھا یا ان کے ذاتی چند اشیا ء کو جو کہ بعد عقد باپ نے دیا تھا اس کو بیچ کھائے تھے جیسا کہ عرضی گزار نے معروضہ میں بیان کیا ہے ۔

دوئم اس نے بیان کیا ہے کہ بہت سے اشخاص سے غلطیاں یا قصور سرزد ہوئے تھے ان کو معاف کر دیا گیا تھا تو اس کی صراحت نہیں کیا کہ وہ لوگ کون تھے اور ان کی کیا خطائیں تھیں ۔ حالانکہ اندرون ایک سال کے عرصہ میں وہ بھی میری بیٹی کی وجہ سے اس کی صورت نذری باغ میں دکھائی دی ورنہ کبھی یہہ ہو یا اس کا باپ یہاں نظر نہیں آئے اور نہ یہاں کے حالات سے یہہ دونوں واقف تھے ۔

سوئم انسان کو چاہئے کہ اپنے معاملہ کو اپنی ذات کی حد تک محدود رکھے نہ کہ بلا معقول وجوہ دوسروں کا ذکر کرے جن سے اس کو تعلق نہیں ۔

بہر حال جیسا کہ اپنے متعدد مضامین میں لکھا ہے اوس کا میں یہاں اعادہ کرتا ہوں کہ اسکی شروع سے چونکہ تعلیم و تربیت ناقص رہی اور بڑے اِسکی روک تھام نہیں کئے ۔ یہہ عادات و اطوار اس کے طبیعت ثانیہ بن کر یہ سنگین اُمور میں مبتلا ہوا !

چہارم میرا خیال ہے کہ یہاں آنے کے سلسلہ میں اگر جلب منفعت کا خیال نہ ہوتا تو پھر یہاں آنے کی ضرورت نہ تھی جو کچھ قسمت سے گھر میں نصیب تھا اس پر قانع رہتا ۔ مگر معاملہ یہاں اس کے برعکس تھا ۔

پنجم اسمیں لکھا ہے کہ اس کا قرضہ منفرداً و مجتمعاً ہے ۔ اس سے کیا مراد ہے ؟ کیا باپ بیٹے کا مل کر ہے ؟ برخلاف اس کے باپ کا کہنا ہے کہ اِس نے جو کثیر رقم کا قرضہ کیا ہے یعنے دس بارہ ہزار کا اس کا اس کو علم نہیں تھا اور بیٹے نے کن اُمور میں اِس کو صرف کیا ہے یہہ بھی نہیں جانتا ہے لہذا اسکی ادائی کی ذمہ داری صرف اس کے ذات پر ہے نہ کہ باپ پر ۔ بلکہ یہاں تک کہ اگر وہ ادا نہیں کر سکا تو عدالت کے حکم سے جیل جائے گا اس سے اوس کو تعلق نہیں یعنے جانے دیا جائے وغیرہ ۔

بہرحال یہ ایک ایسا پیچیدہ معاملہ ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ وہ اصل [illegible]
دیگر اس کا کہنا کہ وہ یہاں آنے سے قبل قرضہ کے پیسہ سے ملبوس بنایا جاتا [illegible]
تھے اوس کے سامان کے کیسا تھ یہاں نہیں آئے تھے (بعد مقد) بجز ایک سوٹ اور [illegible]
کپڑے گھر میں پہننے کے -

خلاصہ یہہ کہ اس کو جو جوا کھیلنے کا شوق پڑگیا ہے (یعنے گنجفہ کے پتوں پر بازی [illegible]
گری ہوی محفلوں یا تقریبوں میں پھرنے کا - یا بدکردار آشناؤں کے صحبتوں میں رہنے کا - [illegible]
اوس کے اعمال بد کا کہ آج اس کو یہہ روز بد دکھایا - اور اپنے ہاتھ سے اپنے حرکات [illegible]
ہم چشموں میں خود کو سبک کیا (یعنے میرے دامادوں کے گروہ میں) بلکہ اس کے حرکات [illegible]
ڈھنڈورا چوطرف پٹ گیا ہے (یعنے یہ چوطرف آشکارا ہو گئے تھے نذری باغ کے مضامین [illegible]
شدہ نظام گزٹ ہو یا شیراز) بلکہ سب پبلک کے نظروں میں اپنے کو بے وقعت کر [illegible]
حالت میں اس کا حدود نذری باغ میں رہنا نہ رہنا برابر ہے بلکہ یہاں سے روپوش ہونا ہی اس [illegible]
اولیٰ و انسب ہے - کیونکہ "تیر از کمان جستہ باز نمی آید" مشہور ہے -

بہرحال آئندہ سے اس کے ایسے لغو و مہمل یا لایعنی معروضے نذری باغ میں داخل نہیں ہو سکتے کہ [illegible]
انتظام کر دیا ہے کہ مجھے صاف صاف حقائق کی روشنی میں جو جواب دینا تھا اس نوٹ میں دے دیا [illegible]
اور جواب ہر طرح سے مکمل ہے جو اس کے ہر شق پر کافی روشنی ڈالتا ہے یعنے تشنہ نہیں ہے بلکہ
ہر طرح واضح اور مکمل ہے جس کا ثبوت قطعی شیراز میں ریکارڈ پر ہے جس سے ہر کس و ناکس
واقف ہے -

مکرر۔ اس کے معروضہ مورخہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ کی نقل اس کے ساتھ منسلک ہے جس کو سامنے
رکھ کر میرا جواب پڑھا جائے تو ہر چیز مثل آئینہ سامنے دکھائی دے گی اور معنے و مفہوم
سمجھ میں آئے گا -

مرقوم ۴ مئی سنہ ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

بملاحظہ اشرف اقدس اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی

آقائے ولی نعمت! قدم بوسی۔

غلام کچھ عرصہ سے یہ محسوس کر رہا ہے کہ سرکار والا تبار کا اس مورِ ناتوان پر عتاب ہے او سوقت سے خواب و خور حرام سکون و چین رخصت اور قسمت نے انتہائی تاریکی میں پہنچا دیا ہے جہاں کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ جہاں تک غلام کے کردار کا تعلق ہے خدا کو حاضر و ناظر جان کر پیر و مرشد کو یقین دلا سکتا ہے کہ غلام کا دامن دا غدار نہیں ہے اس حد تک ضرور اعتراف ہے۔ اور اس خطا کی ہزار بار معافی چاہی جاتی ہے کہ منفرد اور مشترک طور پر مقروض ہو گیا ہے یہ مصارف کچھ انتظامات خور و نوش۔ کچھ قیمتی پوشاک۔ کچھ بیجا مصارف شادی اور کچھ تفریحات پر مشتمل رہے۔ مآل اندیشی سے بے بہرہ ہو کر یہ جرأت محض اس وجہ سے ہوئی کہ وابستگی در دولت کا شرف حاصل ہے۔ مگر وائے نصیب کہ معمولی لغزش غلام کی زندگی کو قعر ذلت میں پہنچا دی اور خشمگین نظروں نے سازِ ہستی کو تباہ کر دیا۔ اور وہ ویسے سینکڑوں خطائیں ہوئیں۔ مگر حضور لامع النور کی سرپرستی اور دریا دلی کی وجہ انھیں یہ روزِ بد دیکھنا نصیب نہیں ہوا سرفرازی کے بعد ذلت کی زندگی سے غلام موت کو ترجیح دیتا ہے

بہ کمال ادب التجا ہے کہ

غلام کی یہ پہلی اور آخری خطا معاف فرمائی جائے۔ غلام پیر و مرشد سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ تادم زیست مرضی مبارک کے خلاف کوئی عمل نہ کرے گا۔

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

الٰہی آفتاب عمر و اقبال تاباں و درخشاں باد۔"

مرقوم ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ (۳۰ اپریل ۱۹۶۱ء)

وابستہ در دولت معذرت خواہ
صاحبزادہ میر نظام علی خان

دستخط
(میر نظام علی خان)

(نقل آمدہ از نذری باغ)

قرارداد نسبت بہ خاندان علیؑ پاشاہ

فرمایا دو چار ماہ کا عرصہ ہوتا ہے کہ علیؑ پاشاہ کی بہن فاطمہ سلطانہ کے لڑکے حیدر علیؑ سے پتلی بیگم کی صاحبزادی عباسی بیگم کا عقد ہوا تھا (پوتہ محمد علیؑ خان پسر صارم جنگ مرحوم) مگر امی لڑکے کی ماں کی بہن ذکیہ سلطانہ کے بچی ہے جس کا نام منیر النسا بیگم (عرف قمر سلطانہ ہے) پتلی بیگم کا صاحبزادہ باقر علیؑ خاں منسوب ہوا ہے اور جو میرے بچوں کے ساتھ کاظم جاہ مرحوم کے دو صاحبزادے مدنؔ بلغ میں زیر تعلیم ہیں۔ بچہ کی عمر کچھ اوپر (۱۷) سال ہے اور بچی کی عمر (۱۴) سال کی ہے۔ اور صورت شکل اور خاندانی وجاہت کے مدِ نظر اس سے بہتر جوڑہ زوجین کا ہو نہیں سکتا کہ ہر طرح سے موزوں و مناسب ہے۔ اور ساتھ ہی جاذب نظر۔ گو متاہل زندگی شروع ہونے کے لئے دو تین سال درکار ہیں تاہم میں چاہتا ہوں کہ میری موجودگی میں (یعنے دادا کی) عقد شرعًا ہو جائے کہ بدقسمتی سے اس بچی کا باپ حالیہ جانکاہ صدمہ سے چل بسا۔ جس کا نام عباس علیؑ خاں تھا۔

ف ۲۔ میں نے سنا ہے کہ یہ لڑکا جس کی عمر ۱۴ سال کی تھی نہایت ذی کردار اور خوددار واقع ہوا تھا۔ اور طبیعت مرنج و مرنجان تھی اور جتنے اصحاب اس کو جانتے تھے اسکی تعریف کرتے تھے گو میں اسکو زیادہ نہیں جانتا تھا کہ اسکی آمد و رفت نذری باغ میں نہیں تھی۔ اِلّا خاص خاص موقع پر۔ جبکہ اسکو دیکھنے کا مجھے خیال نہیں ہے۔

ف ۳ آخر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ قدرت کے راز کیا ہیں اس کا علم بندہ کو نہیں ہو سکتا جب تک کہ ظہور میں نہ آئیں۔ مثالاً کہتا ہوں کہ قدرت کو منظور تھا کہ باپ عباس علیؑ خاں کو دنیا سے روپوش کر دیا جائے (گو یہ واقعہ اہل خاندان کے لئے ناقابل برداشت ہو گا) مگر ساتھ ہی اسکی بچی کی بھلائی کی جائے کہ اسکو نظام کے خاندان سے منسلک کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سچ ہے دنیا کی مثل کہ خوشی و غمی ہر دو توام ہیں یعنے ایک دوسرے سے متصل کہ وقت پر یہ دونوں وقوع میں آ کر رہتے ہیں۔

ف ۴ بچی منسوبہ کے ذاتی اذوقہ سے بھی متعلق مجھے کچھ کرنا ہے کہ یہ نسبت میرے پوتے کے ساتھ میری تلافی ہوتی ہے۔

زیادہ مبارک باشد

مرقوم ۱۴ مئی [illegible]

۵ رمئی ۱۹۶۶ء

علالت والدہ علیؔ پاشاہ محل ساجدیار جنگ مرحوم

فرمایا ایک زمانہ سے اُنکو قلب کی شکایت ہے۔ اس کے سوا پیرانہ سالی ہے جبکہ عمر ۹۰ سال ہے اور ایک سال قبل شوہر کا بھی انتقال ہوگیا تھا۔ مزید برآں ذیابیطس کا بھی لگاؤ ہے جس سے صحت [illegible] ہے۔ چنانچہ باضابطہ طور پر گھر میں علاج معالجہ نہیں ہوسکتا تھا۔ لہذا فرنانڈرس کی کلینک میں [illegible] انتظام کرتے جہاں ایرکولر نصب ہے (Air Cooler) اور یہ وہی بہتر کمرہ ہے جہاں لیلےٰ بیگم مقیم تھی [illegible] کے بعد) علیؔ پاشاہ کی والدہ کے قیام کا انتظام ہوا ہے۔ اور سب امور متعلقہ [illegible] کی جارہی ہے کہ بچہ علیؔ پاشاہ اپنے خانگی معاملات کے سلسلہ میں آج پنجشنبہ [illegible] ہوا ہے جو دو تین ہفتہ کے بعد واپس آئے گا۔

دوئم۔ چونکہ عباس علیؔ خاں لڑکے کے سانحہ حالیہ کے بعد اوس کے گھر میں اوسکی زوجہ (ہمشیرہ علیؔ پاشاہ) اور کمسن بچوں کی نگرانی کرنے والا کوئی نہیں تھا اس لیئے میں نے انتظام کیاہے کہ میری [illegible] (یعنے دختر علیؔ پاشاہ) کے مکان میں (یعنے عثمان کاٹیج) قیام کرے تاکہ مظہر علیؔ ماموں بھی قریب میں رہیں گے (یعنے اپنے مکان میں) اور ان سب کی خبرگیری اِن کے ذمہ کیاہے اور میز خانہ عثمان کاٹیج سے خورد و نوش کا انتظام ہوا ہے۔ اور علیؔ پاشاہ کی والدہ کو دوا یونانی اور پرہیزی غذا بلدی باغ کے میز خانہ سے جاری ہے۔ اور میں روزانہ خود وقت مغرب جاکر ان کو دیکھتا ہوں۔ اور ٹیلیفون سے دو وقت مجھے خبر ملتی رہتی ہے۔

الحاصل اُمید قوی ہے کہ اس طریقہ علاج سے مریضہ کو انشاءاللہ بہت جلد صحت ہوگی۔ اور ان کو اطمینان دلایا ہے کہ گو ان کا بیٹا نظام آباد جارہاہے تاہم نگرانی انکی میرے ذمہ ہے اس لئے پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ اس لئے اطمینان رکھا جائے۔ یہ سُنکر مجھے دُعائیں دیں۔

سوم۔ چونکہ یہ سب افراد خاندان سالارجنگ اولیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اور معزز طبقہ سے اِن کا تعلق ہے اور ایک زمانہ سے میں اِن کو جانتا ہوں۔ لہذا ہر وقت اِن کے معاملہ پر توجہ کرنے اور مدد دینے پر مجبور رہتا۔ اِس لئے یہ انتظام کیا اور دلچسپی لیا خصوص علیؔ پاشاہ کی وجہ سے۔ کیونکہ یہ بچہ جب کبھی میں باہر جاتا ہوں تو میرے ہمراہ موٹر میں رہتا ہے میری نقل و حرکت میں مدد دینے کے لئے۔

زیادہ عمر ششہ دراز باد

مرقوم ۵ رمئی ۱۹۶۶ء

دستخط [illegible]

میری تجویز قابلِ غور اقرباءِ علیؑ پاشاہ

فرمایا وہ یہ ہے یعنی عباس علیؑ خاں مرحوم کی دوسری لڑکی (عرف چاند) نعمرہ ۱۵۔ یا ۱۶ سالہ (دو سال عمر میں بڑی ہے قمر سلطانہ سے جو کہ صاحبزادہ کاظم جاہ مرحوم باقر علیخاں سے منسوب ہوئی ہے) اگر اسکو حسن علیؑ مرزا عرف بھولے کے بڑے بچہ سے جس کا نام محسن علیؑ مرزا ہے اور جو سعید الدولہ صوبہ مرحوم کی دختر دیدار النسا بیگم کا بچہ ہے (یہ لوگ بھی زیرِ سرپرستی نذری باغ ہیں) منسوب کیا جائے تو میرے خیال میں موزوں و مناسب ہے کہ غالباً آپس میں فریقین کی قرابت بھی ہے۔ چنانچہ اسی بچہ سے کاظم جاہ مرحوم کی چھوٹی صاحبزادی صالحہ بیگم منسوب تھی۔ مگر بعض وجوہ سے نسبت منسوخ ہوگئی اور یہ مضمون شبیہ میں طبع ہوا تھا جس کو کچھ عرصہ ہوتا ہے۔ بہرحال بِن باپ کے یہ دو بچیاں ہیں جہاں تک جتنا جلد ان کا ٹھکانہ بڑوں کی موجودگی میں ہو جائے تو اولیٰ و انسب ہے۔ اور دوسرے طرف حالات زمانہ کیسے دگرگوں ہیں وہ بھی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ لہٰذا اس کے مدنظر کام ہو تو زیادہ بہتر ہوگا۔ جو یقیناً دوراندیشی پر مبنی ہوگا۔ زیادہ

من نہ گویم کہ این مکن آن کن ؛ مصلحت بین و کار آسان کن

مرقوم ۴ مئی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

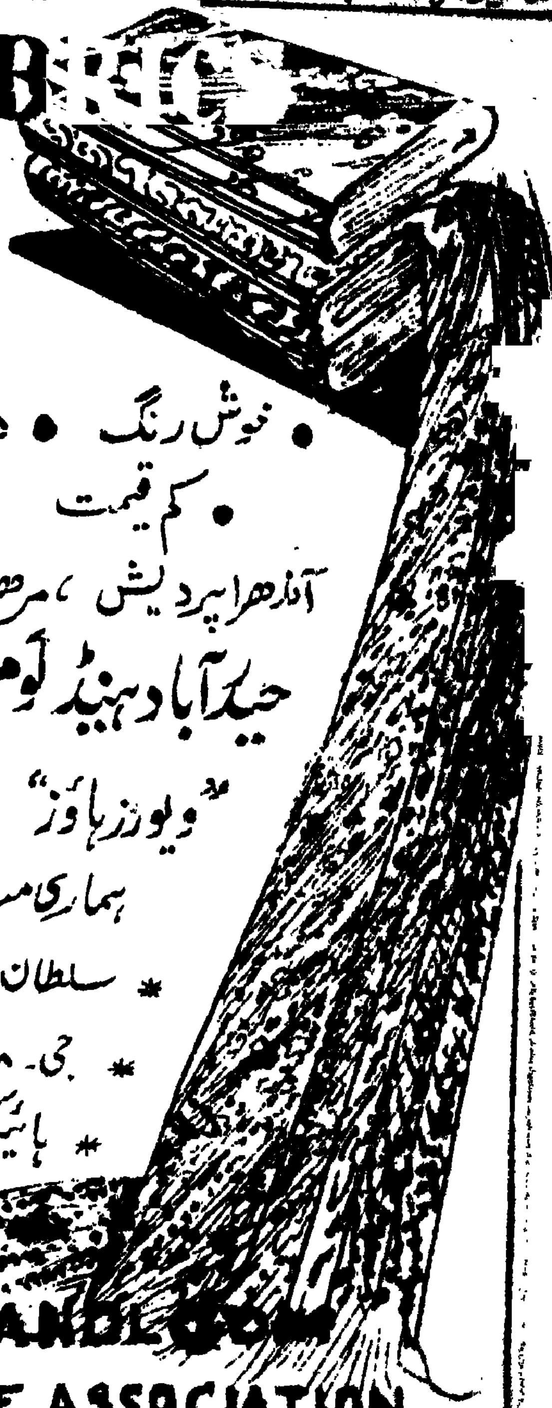
قطعہ

بکھرے ہیں آج گلشن میں یہ دیکھو پھول ایسے ؛ اب چپے ہیں دانۂ گندم بھی آخر کا خرمن ہے

یہ کہا جاتا ہے ماہِ محرم اہلِ دنیا سے ؛ بھرا ہے آج مجلس دیکھئے تو کیسا شیون ہے

(آمدہ از نذری باغ)

HYCO — FABRICS



ہائیکو — فیبرکس

پیش کردہ

ماہر بنکران تلنگانہ

• خوش رنگ • دیدہ زیب وضع • عمدہ چمکدار اور

• کم قیمت فروخت ہوتا ہے

آندھرا پردیش ، مرھٹواڑہ اور کرناٹک کے تمام ڈپوز میں

حیدرآباد ہینڈ لوم ویورز سنٹرل کوآپریٹو اسوسی ایشن لمیٹڈ

"ویورز ہاؤز" نارائن گوڑہ حیدرآباد

ہماری مندرجہ ذیل دکانوں پر تشریف لائیے

* سلطان بازار۔ نارائن گوڑہ ۔ سکندرآباد
* جی۔ ۱۸ ، میرینا آرکیڈ ، کناٹ سرکس ، نئی دہلی ۔
* ہائیکو فیبرکس سیلس امپوریم ۲۱۲۔ سی ینوچارلی روڈ بمبئی

The

HYDERABAD HANDLOOM

CENTRAL CO-OPERATIVE ASSOCIATION

WEAVERS HOUSE NARAYAN GUDA HYDERABAD.

ایڈیٹر: سید صمصام شیرازی
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

رکشا کی مسدودی

ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ حکومتِ حیدرآباد اور سکندرآباد میں سائیکل رکشا کو یک لخت مسدود کرنے کے بارے میں غور کر رہی ہے۔

بلدیہ کے اعداد و شمار کے بموجب اس وقت بلدہ حیدرآباد اور سکندرآباد میں دس ہزار سیکل رکشا رجسٹر شدہ ہیں۔ ان رجسٹرڈ شدہ رکشاؤں کے علاوہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک محتاط اندازے کے بموجب تین ہزار رکشا ایسے بھی چل رہے ہیں جن کی رجسٹری نہیں کرائی گئی ہے۔ اسی طرح تیرہ ہزار رکشا ران اس کٹھن اور تکلیف دہ پیشہ کو اپنا ذریعہ معاش بنائے ہوئے ہیں۔ اگر ہر رکشا ران کے زیر پرورش کم از کم تین افراد کا شمار کیا جائے تو اس طرح ۳۹ ہزار افراد کا ذریعہ معاش اس وقت رکشا رانی ہے۔ اگر مالکان رکشا کو بھی شمار کر لیا جائے

خطیبِ منبرِ سلونی

دنیا نقصان دہ اور آخرت مسرت بخش ہے

تو یہ تعداد پچاس ہزار کے لگ بھگ ہو جاتی ہے۔

جہاں تک رکشا رانی کی مسدودی کا سوال ہے۔ یہ بلاشبہ حکومت کا ایک مستحسن اقدام سمجھا جائے گا۔ کیونکہ رکشا رانی انسانیت پر ظلم ہے۔ یہ پیشہ انتہائی تکلیف دہ، مہلک اور انسانی زندگی کو جلد از جلد ختم کر دینے والا ہے۔ طبی اعداد و شمار سے یہ ظاہر ہو سکتا ہے کہ رکشا ران برداشت سے زیادہ مشقت کی وجہ سے دق، سل اور ہڈیوں کے جوڑوں کا لعاب خشک ہونے جیسی مہلک اور متعدی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور قبل از وقت مر جاتے ہیں۔ صحت عامہ کے نقطہ نظر کے علاوہ رکشا رانی فی نفسہٖ ہماری تہذیب، شرافت اور اخلاق پر ایک بدنما داغ ہے۔ یہ کتنا تکلیف دہ امر ہے کہ ایک انسان رکشا میں بیٹھا رہے اور دوسرا انسان بیل اور گھوڑے کی طرح رکشا کھینچے!

ہمارے وطن میں، جو اہنسا کا وطن کہا جاتا ہے — انسدادِ بے رحمی بر جانوران کی انجمنیں اور ادارے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انسدادِ بے رحمی

قطعہ

آمدِ فصلِ بہاراں گلفشانی می کند || مدح و تحسین نیز ہنگر کلکِ مانی می کند
ذاتِ والائے علی بودہ مفسر بہرِ آں || این چہ جلوہ گفت دین سبع مثانی می کند

(آغا ہاشم تفرشی بلخی)

بیر انسانیت کا کوئی اندازہ نہیں ——
صحت، تہذیب، اخلاق اور احساس کے
نقطۂ نظر سے یہ ضروری ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے رکشا
رانی کی لعنت کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا جائے
—— لیکن رکشا رانی ذریعہ
قانون ختم کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس وقت
جو لوگ اس پیشہ کو اپنا ذریعہ روزگار بنائے ہوئے
ہیں اُن کا سروے کیا جائے۔ ان میں جو لوگ شُدہ
بدہ خواندہ ہیں ان کو سرکاری دفاتر میں چپراسی اور
چوکیداری کے خدمات دیئے جائیں۔ جو لوگ ناخواندہ
ہیں اُن کو سرکاری پراجکٹس کے مزدوروں میں،
ریلوے مزدوروں میں، سرکاری زرعی فارمس کے
مزدوروں میں ملازمت دلائی جائے اور تا وقتیکہ
جملہ رکشا رانوں اور مالکان رکشا کے لئے متبادل روزگار
فراہم نہ کیا جائے اس وقت تک رکشا رانی ذریعہ
قانون موقوف نہ کی جائے۔ اس عبوری دور میں
حکومت رکشا رانوں کو یہ پیشہ ترک کرنے کی ترغیب
دے اور ایک منصوبہ بنا کر رکشاؤں کی تعداد بتدریج
گھٹاتے گھٹاتے ختم کر دے۔

ہمیں توقع ہے کہ ارباب متعلقہ کسی قطعی فیصلہ
سے پہلے مندرجۂ بالا اُمور پر غور کریں گے۔

بہار اسٹیٹ اُردو بکسیلرز ایوارڈ

اردو زبان اور ادب کے تحفظ اور ترقی کیلئے ہندوستان
کے مختلف ادارے اپنے اپنے طور پر ممکن طریقے سے اپنا فرض
انجام دیرہے ہیں۔ مرکزی حکومت کے علاوہ بعض ریاستی
حکومتوں نے بھی اردو ادیبوں اور شاعروں کو سالانہ ادبی
انعامات دینے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ اس قسم کی ہمت افزائی
کو ساری اردو دنیا میں سراہا گیا ہے۔

بہار اسٹیٹ کے اردو ناشروں اور تاجران کتب نے اپنے مصنفو
کی قدر افزائی میں پہل کرتے ہوئے ایک ایسے ادارہ کی بنیاد ڈالی
ہے جو ہندوستان میں اپنی نوعیت کا پہلا ادارہ ہے۔ یہ ادارہ
(جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے) ہر سال اردو شاعروں اور
ادیبوں کو ان کی تخلیقی خدمات کو سراہتے ہوئے انعامات دیگا
ہمیں امید ہے کہ اردو تاجران کتب اور ناشروں کی طرف سے
اپنے مصنفوں کی خدمات کو سراہنے کا یہ پُرخلوص طریقہ بڑی قدر
کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ اور ساری اردو دنیا اس سلسلہ
میں ہمہ ممکن تعاون کرے گی اور ہمارا یہ قدم مصنفین اور
تاجران کتب کے رشتے کو زیادہ پائیدار اور خالص ادبی
تشکل دے سکے گا۔ ہمارے ادارے نے اس سال کے انعامات کیلئے
صفیہ اختر مرحومہ کے گراں پایہ ادبی مضامین کے مجموعہ "انداز نظر" اور
ڈاکٹر صفدر آہ کی بلند پایہ تحقیقی تصنیف "فردوسی ہند" کو (جیسا تر پردیش
کی حکومت نے بھی انعام سے نوازا تھا) منتخب کیا ہے۔ ہم اس سلسلہ میں
اعلیٰ پیمانہ پر ایک جلسہ اور مشاعرے کے انعقاد کی تیاریاں کر رہے ہیں تا کہ
اردو نواز حضرات کو ہم اپنے مقاصد سے آگاہ کر سکیں اور ادیبوں اور
کو اس موقع پر اکٹھا کر کے یہ بتا سکیں کہ بہار اسٹیٹ میں اس وقت اردو کے
صف اول کے ادیب، شاعر، صحافی اور بلند پایہ مفکر بہت بڑی تعداد میں
موجود ہیں اور جن کی ہر ممکن ہمت افزائی نہ صرف عوام بلکہ بہار اسٹیٹ
حکومت کی طرف سے بھی کی جانی چاہیئے۔

شاہد علی خاں
سکریٹری۔ بہار اسٹیٹ اردو بکسیلرز ایوارڈ کمیٹی۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ پرنس بلڈنگ

قطعہ

چمن بگفت کہ این آمدِ بہار منست ‖ بگفت لوح کہ این کلکِ زر نگار منست
نگر تو جانبِ گلہا کہ پُر ز بوئے چمن ‖ شمیم گفت کہ این جنبشِ تتار منست

(آمد از نذری باغ)

اِمامت

انشاء: محترمہ سعید النساء بیگم صاحبہ ہاشمیہ بنت مولوی محمد امداد علی صاحب انصاری مرحوم تعلقدار علاقہ نواب سالار جنگ

خالق عالم ارشاد فرماتاہے کہ یَوْمَ نَدْعُوا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِم۔ ہم ہر امت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے (سورہ بنی اسرائیل ع)

سب جانتے ہیں کہ ہر گھر کا ایک منتظم ہوتا ہے جو گھر کا انتظام درست کرتا ہے اور سب کے حقوق کا خیال رکھتا ہے۔ سب لوگ اس کی بات مانتے ہیں۔ اور اس کے مشورہ پر عمل کرتے ہیں۔ جس گھر میں کوئی منتظم نہ ہو وہاں کا ہر فرد خود رائے ہو جاتا ہے اگر منتظم سب کے حقوق کی رعایت نہ رکھے یا افراد خانہ اس کی اطاعت نہ کریں تو فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے۔ اسیطرح ہر ایک محلہ میں ایک میر محلہ اور ہر گاؤں میں ایک مقدم ہر شہر میں ایک حاکم کی ضرورت ہے جو سب کے حقوق کی نگہداشت کرے اور ان کے جزوی معاملات و نزاعات کا فیصلہ کرے۔ اسی اصول پر بوجہ احتیاج اجتماع نوعی ضرورت ہے کہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک ایسا شخص ہو جو سارے عالم کا نظم و نسق درست رکھے شخصی و ملکی نزاعات میں لوگ اس سے رجوع ہوں وہ ہر ایک کے حق کی رعایت کرے حقدار کو اس کا حق دلوائے مظلوم کا ظالم سے بدلہ لے۔ جس قوم اور ملک میں ایسا شخص نہ ہو وہ متمدن اور تہذیب یافتہ اقوام میں اس کا شمار نہیں ہوسکتا۔

جب انسان پر حرص و طمع غالب آجاتے ہیں تو وہ اپنی خواہشات نفسانیہ کے پورا کرنے کی خاطر دوسروں کے حقوق غصب کرتا ہے ناجائز مقصد کے لئے ظلم و جور پر آمادہ ہو جاتا ہے مظلوم اگر صبر و درگذر سے کام نہ لے تو کشت و خون کی نوبت آجاتی ہے۔ اس سلسلہ نظام عالم میں ضرورت ہے ایسی ہستی کی جو حقوق افراد انسانی کی حفاظت کرے مثل عام لوگوں کے وہ کسی بات میں دوسرے کا محتاج نہ ہو۔ پروردگار عالم واجب الوجود و غنی مطلق ہے ہر قسم کی احتیاج سے وہ منزہ و اعلیٰ ہے پس چاہیئے کہ وہ حاکم سوائے خدا کے کسی کی احتیاج نہ رکھتا ہو۔ محافظ و حاکم انبیاء و آئمہ ہیں۔ خالق عالم ارشاد فرماتا ہے (وَآتَیْنَاہُ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ سورہ ص آیت ۲۰) ہم نے داؤد کو حکمت اور قوت عطا کی ہے جو حق و باطل میں فارق و فاصل ہے پس صحیح حکم وہی ہوسکتا ہے جو حکم الٰہی کے مطابق ہو۔ (وَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْھِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ) سورہ اعراف آیت ۶) ہم نے جن کو اپنے احکام و امر و نواہی کے ساتھ بھیجا ہے ان سے ہم دریافت کریں گے کہ انہوں نے ہمارا حکم پہنچایا یا نہیں اور جن کے لئے بھیجے گئے ہیں ان سے بھی پوچھیں گے کہ ہمارے احکام

پر عمل کیا یا نہیں۔

امامت کا سلسلہ حضرت ابراہیمؑ سے شروع ہوا (فقال انی جاعلک للناس اماما-) سورۂ بقرہ۔ ہم تم کو لوگوں کا پیشوا بنائیں گے حضرت ابراہیم نے عرض کی کہ میری اولاد میں ارشاد ہوا کہ ہاں مگر اس عہدہ پر ظالموں سے کوئی فائز نہیں ہو سکتا۔ کلام مجید میں خالق عالم نے دو قسم کے امام کا ذکر کیا ہے۔ (وجعلناهم ائمة يدعون الى النار) وہ ایسے امام ہیں جو لوگوں کو جہنم کی طرف لیجاتے ہیں (وجعلناهم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا) ہم نے ان کو امام بنایا جب کہ صبر ان سے ظاہر ہوا وہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے ہیں (وجعلناهم ائمة يهدون بامرنا واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة وكانوا لنا عابدين) سورۂ انبیا آیت نمبر ۷۳) ہم نے ان کو امام بنایا جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے ہیں۔ نیک کام اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کی ہم نے وحی کی ہے وہ ہماری عبادت کرتے ہیں۔ اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وحی شرط امامت ہے۔ اور ہر فعل و قول امام تحت وحی الٰہی ہوتا ہے۔

یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ امام کی شناخت کیونکر ہو سکتی ہے (انا انزلنا التوراة فيها هدى ونور يحكم بها النبيون والاحبار بما استحفظوا من كتاب الله وكانوا عليه شهداء) سورۂ مائدہ ع) ہم نے توریت کو نازل کیا اس میں ہدایت و نور ہے حکم کرتے ہیں اس سے یہود کو انبیا جو اسلام لائے ہیں مطیع و منقاد خدا پرست اور صاحبان علوم ہیں کیونکہ وہ کتاب اللہ کے مستحفظ اور اس پر شہید ہیں۔ باوجود اس کے یہود نے توراۃ میں وہ چیزیں داخل کر دی ہیں کہ ان کا ذکر نہیں کیا جا سکتا۔ جس کے محافظ انبیاء رہے اس میں منافقین نے لغو باتیں شامل کر دیں تو احادیث کی کتابوں پر کس طرح اعتقاد ہو سکتا ہے جن کو ہر قسم کے لوگوں نے اپنے مطلب و مقصد کو ثابت کرنے کے لئے مرتب کیا ہے۔ خالق عالم فرماتا ہے۔ (هذا كتاب انزلناه مبارك فاتبعوه) سورۂ انعام ع) مبارک ہے یہ کتاب جس کو ہم نے نازل کیا ہے۔ اس کی پیروی کرو۔

جب قرآن شریف کے ترجموں اور تفاسیر کو دیکھا جاتا ہے تو اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ کلام کرنے والے کے مدنظر ایک مطلب رہتا ہے جس کو وہ الفاظ میں ظاہر کرتا ہے۔ وہ کتاب جو معجزہ ہو اور بطور تحدی نازل کی گئی ہو اس سے کیونکر صحیح مطلب و احکام نکال سکتے ہیں۔ حقیقت معجزہ کو سوائے معجز نما کوئی اور نہیں جان سکتا پس جس پر یہ کتاب نازل ہوئی ہے وہ خود بیان کرے یا وہ جو مثل پیغمبر کے ہو زمان پیغمبرؐ میں کوئی اختلاف نہ تھا آنحضرت قرآن مجید فرقان حمید سے سمجھایا کرتے تھے (وما انزلنا عليك الكتاب الا لتبين لهم الذي اختلفوا فيه وهدى ورحمة لقوم يؤمنون) سورۂ نحل آیت نمبر ۶۴) نہیں نازل کیا ہم نے تم پر کتاب مگر اسلئے کہ بیان کردو ان سے وہ باتیں جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں اور رفع اختلاف ہدایت و رحمت ہے اہل ایمان کے لئے۔) اب بھی وہی قرآن موجود ہے مگر اختلاف بڑھتا جا رہا ہے اس سے معلوم

ہوتا ہے کہ عام لوگ اختلاف کو رفع نہیں کر سکتے اور حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ بعد پیغمبر مثل پیغمبر کے جو اختلاف کو رفع کرے اور حکم خدا بندوں کو پہنچائے وہ امام ہی ہے جس کا حکم مثل نبی کے ہر حال میں واجب العمل ہے جو ان کی پیروی کرے وہ ناجی ہیں۔ ان کا حشر امام کے ساتھ ہوگا۔ آیہ (یوم ندعوکل اناس بامامھم) صاف دلالت کرتی ہے کہ اولی الامر بعد رسول امام ہے۔ مفہوم قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ذریت رسولؐ سے ہی ہوتا ہے۔ تعصب و خود رائی کو دخل نہ دیا جائے تو امامت نصوص محکمات قرآن سے ثابت ہو سکتی ہے۔ ہر زمانہ میں امام کا وجود ضروری ہے جن کا تصرف مثل نبیؐ کے ہوتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ نبیؐ صاحب شریعت و دین ہے اور امام محافظ دین و مکمل دین و مروج دین ہوتا ہے۔

امامت نفس نبوت ہے اور معرفت امام معرفت خدا ہے بلا معرفت امامؑ توحید صحیح ہے نہ اعتقاد نبوت۔ مثل انبیاؑ کے آئمہ بھی معصوم اور منصوص من اللہ ہوتے ہیں۔ ہمارے نبیؐ کے بارہ وصی ہیں۔ جو امام اور معصوم ہیں۔ گیارہ امام شہید ہوگئے۔ بارہویں امامؑ بہ سبب ظلم اعدا بہ حکم خدا زندہ و پوشیدہ ہیں غیبت میں بھی آپ کا فیض جاری ہے جس طرح آفتاب سے فائدہ پہنچتا ہے جبکہ وہ بادل میں ہو۔ جب آپ کا ظہور ہوگا تو دنیا عدل سے معمور ہو جائے گی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (من مات ولم یعرف اِمَامَ زمانہٖ فقد مات میتۃ الجَاھلیۃ) جس نے امام زمانہ کو نہ پہچانا اور مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی ہوگی۔

(غرضیکہ) مذہب اور اعتقادات نجات کے واسطے ہیں اور نجات منحصر ہے معرفت خدا اور رسولؐ اور امامؑ پر آیات ذیل اس پر شاہد ہیں۔ (عاملۃ ناصبۃ تصلیٰ نارًا حامیۃ) سورہ غاشیہ آیت ۳) بعض لوگ ایسے ہیں جو بہت محنت و مشقت سے اعمال بجالاتے ہیں مگر وہ اعمال ان کے لئے آتش جہنم بنتے جاتے ہیں۔

(قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا اولٰئک الذین کفروا بایٰت ربھم ولقآئہٖ فحبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا) سورہ کہف آیت نمبر ۱۰۵) کہو اے پیغمبرؐ کہ ہم تم کو خبر دیں ان لوگوں کی جو از روئے اعمال نہایت ہی خسارے میں ہیں۔ ان کی تمام کوشش دنیوی زندگی میں ہی ضائع ہو گئی اور وہ یہ گمان کرتے رہے کہ نیک کام کر رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آیات الٰہی اور حشر و نشر حساب و کتاب کا انکار کیا ان کے سب اعمال حبط ہوگئے۔ روز قیامت ہم ان کے لئے کوئی وزن قرار نہ دیں گے۔ اور وہ کسی شمار میں نہ ہوں گے۔



غزل

(از جناب مولوی سید حامد بن شبیر صاحب چیف جج اسمال کازکورٹ حیدرآباد)

ستم است از حدیثِ غمِ بے حساب گویم
ہمیں راحتِ دل و جان کہ من اضطراب گویم

زشکستِ دل صدائے ہمیں نغمۂ و ربابے
زجگر چکیدہ خونے کہ شراب ناب گویم

چہ از احتساب پرسی چہ از اجتناب گویم
بہ شراب چونکہ آب است نہ لفظ آب گویم

دلِ من بہ غم اسیرے، من اسیرِ روزگارے
اَجلم اسیرِ عمرے چہ بہ جز عذاب گویم

نہ حجابے نے نقابے بُتِ شوخ و بے حجابے
من کور و بے نگاہے چہ از آفتاب گویم

بہ امیدِ حور زاہد ہمہ زُہد تو گناہے
زِ صنم مرا ثوابے بخدا صواب گویم

زفنا خمیۂ تسلم، ولے باقی الوجودم
کہ سمندرِ گرانم نہ من از حباب گویم

ز ازل کہ خاکسارم بہ تراب ہم رسیدم
ولے نازشِ زمینم، کہ ابوتراب گویم

من و غرقِ تشنہ کامی تو کہ بحرِ بیکرانی
نہ چرا بہ جوش آئی کہ من آب آب گویم

دمِ مرگِ حامدؔ آئی و توقفے نمائی
بہ زبانِ بے زبانی غمِ دل شتاب گویم

(یہ غزل بزم سعدی کے مشاعرہ میں پڑھی گئی جو بیحد پسند کی گئی)

ایری زونا کا خوشحال ترین علاقہ

جو سو سال قبل ریگستان تھا!

زرخیز زراعتی علاقے سے گھرا ہوا ایک دلکش پُرشور شہر فونیکس (ایری زونا) آج راکی پہاڑوں اور بحرالکاہل کے ساحل کے درمیان عظیم ترین اور نہایت اہم شہروں میں سے ہے۔ سو برس بھی نہیں ہوئے کہ سالٹ ریور وادی میں جہاں فونیکس واقع ہے۔ نہ ہی کوئی شہر تھا۔ اور نہ ہی فارم تھے۔ بلکہ وہ صرف نیم بنجر ریگستان تھا۔ پچھلے بیس برسوں میں یہاں غیر معمولی ترقی ہوئی ہے۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں اس شہر کی آبادی ... ۶۵ ہزار تھی۔ جو سنہ ۱۹۶۰ء میں بڑھ کر ۴۳۹,۷۰۰ ہو گئی۔ اور وہ ابھی تک بڑھ رہی ہے۔

فونیکس کی کہانی قدرت کی قوتوں پر قابو پانے سے متعلق انسان کی صدیوں پرانی جدوجہد کی کہانی ہے سنہ ۱۲۰۰ء کے لگ بھگ ایک قدیمی قبیلہ ہوہوکم انڈین نے جو اس وادی میں آباد تھا ملک کے پہلے آبپاشی کے سسٹم کی تعمیر کی۔ انہوں نے نہریں کھودیں۔ اپنی فصلوں کو ضروری نمی مہیا کرنے کے لئے دریاؤں کا پانی استعمال کیا۔ اور کسانوں کے طور پر خوشحالی حاصل کی۔ سالٹ ریور کی ہموار وادی کے وسط کے قریب جدید فونیکس کا علاقہ اُن کی ترقی پذیر زندگی کاشت کا مرکز تھا۔ ہوہوکم قبیلہ کے دفعتہً پُراسرار طور پر غائب ہو جانے کے بعد پانچ صدیاں پہلے یہ زمین لق ودق صحرا بن گئی (ہوہوکم کا مطلب ہے وہ قبیلہ جو مٹ چکا ہے) سنہ ۱۸۶۷ء میں جب ایک امریکی پیشرو جیک سوئلنگ اس وادی میں سے گزرا تو آبپاشی کی نہروں کے کھنڈرات ہی اس قدیمی تہذیب کے صریحی نشانات تھے۔ اس علاقے کی امکانی صلاحیتوں کو تسلیم کرتے ہوئے سوئلنگ نے جلدی سے آبپاشی کی ایک نہری کمپنی کی تنظیم کی جس نے پرانی ہوہوکم نہروں کی مرمت کی اور نئی نہروں کی تعمیر کی۔ چنانچہ جلد ہی میکسیکو اور امریکہ سے آبادکار یہاں پہنچ گئے۔ اور انہوں نے اس زمین میں جو صرف چند مہینے پہلے صحرا تھی فصلیں بونا اور مویشی خانے بنانا شروع کر دیا۔

چند برسوں کے اندر ہی یہاں ایک چھوٹا سا قصبہ بن گیا اور اس نے ایک تجارتی مرکز کے طور پر پھیلنا شروع کر دیا۔ ایری زونا سنہ ۱۸۶۳ء میں امریکہ کا علاقہ بن گیا۔ کچھ برس پہلے اسے میکسیکو سے حاصل کیا گیا تھا اور تب یہ ایک وسیع، جنگلی اور غیر ہموار علاقہ تھا۔ فونیکس سنہ ۱۹۱۲ء میں اس علاقے کی راجدھانی تھا۔ اور جب ایری زونا ۴۸ ویں ریاست کے طور پر یونین میں شامل ہوا تو اسے ریاستی راجدھانی بنا دیا گیا۔ اس شہر کی خوشحالی میں بنیادی طور پر تھیوڈور روز ویلٹ ڈیم کا کافی حصہ ہے جو زمین کو قابل کاشت بنانے کے سلسلے میں وفاقی حکومت کا پہلا بڑا منصوبہ تھا۔ یہ منصوبہ سنہ ۱۹۱۱ء میں مکمل ہوا تھا

اسی ساتھ ہی سالٹ ریور اور ورڈے ریور پر بھی کچھ دوسرے ڈیم بنائے گئے تھے۔ جن سے اس وادی میں لیموں اور دوسرے پھل انتہائی بہتات سے ہونے لگے ہیں۔ آج سالٹ ریور منصوبے سے تقریباً ۲۵۰۰۰۰ ایکڑ اراضی سیراب ہوتی ہے۔ سب سے بڑی فصل روئی کی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ گیہوں۔ گاجر تمباکو، سنگترے۔ گوبھی۔ خربوزے۔ کھجوریں۔ زیتون۔ چاول۔ اور سبزیاں بھی بہتات سے ہوتی ہیں۔ اور کسان ایک قسم کی گھاس سال میں سات بار کاٹ سکتا ہے۔ اگرچہ آبپاشی کے کنٹرول اور اعلیٰ موسم کے باعث سالٹ ریور وادی امریکہ کا انتہائی زرخیز علاقہ بن گیا ہے۔ تاہم صنعت و حرفت نے اس علاقے کی معیشت میں زراعت اور سفر و سیاحت دونوں کو پیچھے ڈال دیا ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے اختتام پر صنعت سے ۲ کروڑ ڈالر کی آمدنی ہوتی تھی۔ تو آج اندازاً ۲ ارب ۵۷ کروڑ ڈالر کی آمدنی ہو گئی ہے۔ جو اس شعبے میں ریاست کی کل آمدنی کا تقریباً نصف ہے۔ آج یہ شہر جدید شاہراہوں سے گھرا ہوا ہے اور ۳۰ سے زیادہ بین ریاستی ٹرانسپورٹ کمپنیاں، دو ریلوے لائنیں اور ایک جدید ہوائی اڈہ اس شہر کے لئے آمد و رفت کی سہولیات مہیا کرتا ہے۔ یہاں ہر سال تقریباً ۲۰ لاکھ سیاح آتے ہیں جن کی ایک بڑی تعداد یہاں چھٹیاں گزارنے آتی ہے جبکہ دوسرے لوگ امریکہ کے جنوب مغربی حصے کی کھوج کرنے اور اس کے مناظر اور روایات سے لطف اندوز ہونے کے لئے آتے ہیں۔ اس شہر اور اس کے گرد و پیش میں تفریح طبع کے لئے بہت سی فنی اور غیر معمولی سہولیات پائی جاتی ہیں۔ یہاں چرواہوں کے کرتب بڑے مقبول عام ہیں اور ہر سال لاکھوں اشخاص انہیں دیکھنے آتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو کھیل دکھائے جاتے ہیں ان میں پبلک اور پرائیویٹ تالابوں میں تیرنا۔ ڈیموں کی طرف سے تیار کی گئی جھیلوں میں کشتیاں چلانا اور مچھلیاں پکڑنا۔ ٹینس، گالف، اور گھوڑ سواری شامل ہے۔ یہاں کے فن تعمیر میں کئی ملکوں کی ثقافت کی جھلک ملتی ہے۔ جن میں ہسپانوی اثر خصوصاً نمایاں ہے۔ اگرچہ ریاست کی سرکاری عمارتوں کا طرز تعمیر کلاسیکی ہے تاہم نئے مکانوں اور دفتروں کی عمارتوں کی تعمیر میں فن جدید کا رجحان پایا جاتا ہے۔ شہر کے بیشتر خوبصورت کلیساؤں کی تعمیر میں روایاتی طرز سے انحراف کیا گیا ہے۔ اور ان کی تعمیر میں نئے فن کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ فونیکس میں ایسی بھی بہت سی عمارتیں ہیں جن کے نقشے مرحوم فرینک لائڈ رائٹ نے تیار کئے تھے۔ اس لحاظ سے یہ شہر شائقین فن تعمیر کے لئے بڑی دلچسپی کا موجب ہے۔ ایک جدید ترین خوبصورت عمارت میں فونیکس کا نیا آرٹ میوزیم ہے۔ جس کا افتتاح ۱۹۵۹ء میں ہوا تھا۔ ہرڈ میوزیم



ٹیگور سے میری ملاقاتیں

(از قلم:- برطانوی ایکٹرس ڈیم سبل تھارن ڈائک)

رابندر ناتھ ٹیگور سے میری پہلی ملاقات اُس وقت ہوئی تھی جب وہ اِس صدی کے ابتدائی حصے میں انگلستان آئے تھے۔ اُن کی آمد پر ایک استقبالی نظم پڑھنے کے لئے مجھے منتخب کیا گیا تھا۔ نظم لارنس بنین نے لکھی تھی۔ میرے لئے یہ ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ ٹیگور کی خوبصورتی سے میں بہت زیادہ متاثر ہوئی اُن کے چہرے سے اُن کے قلب کی خوبصورتی ظاہر تھی۔ اُن کو دیکھتے ہی ہر کوئی یہ سمجھ سکتا تھا کہ ان کی نظموں میں اتنی گہرائی کیوں ہوتی ہے۔ وہ اتنی پُر اثر کیوں ہیں؟

رابندر ناتھ ٹیگور سے ملنے کے بعد ہندوستان سے میری دلچسپی روز بروز بڑھنے لگی۔ اُن کی وجہ سے میں "سوسائٹی آف ایسٹ اینڈ ویسٹ" (انجمن مشرق و مغرب) میں شامل ہو گئی اور میں نے کالی داس اور ٹیگور کے بہت سے ڈراموں کو پڑھا اور اُن میں پارٹ بھی لیا

سنہ ۱۹۲۰ء کے بعد کی بات ہے کہ جب ٹیگور لندن آئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں اُن سے اُن کے ہوٹل میں ملوں۔ چنانچہ ایک صبح میں وہاں گئی۔ اُن کے کئی پروفیسر اور طلب اُن کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا۔ اور تقریباً ایک گھنٹے تک میرے ساتھ بات چیت کرتے رہے۔ ہماری گفتگو کا موضوع ڈراما اور آرٹ خصوصاً تھیٹری آرٹ تھا۔

[illegible] آرٹ [illegible] ڈراما [illegible] تھے۔ [illegible] ختم ہونے کے بعد ٹیگور نے [illegible] کلینس ڈین کی [illegible] تعریف کی [illegible] بتایا کہ سماج کے [illegible] کی اہمیت [illegible] کیا ہے۔ ٹیگور [illegible] چغہ پہنا ہوا تھا۔ ایسا دکھائی [illegible] فرشتہ آسمان سے آتر آیا ہے۔ [illegible] والے عام طور پر ڈراما ختم ہوتے [illegible] غائب ہو جاتے ہیں۔ لیکن [illegible] بیٹھے تھے اور وجد کے عالم میں [illegible] رہے تھے۔ یہ بہت پُر اثر باتیں تھیں۔

رابندر ناتھ ٹیگور کی بابت انگلستان [illegible] میں اُن سے ولیم روتھن سٹین کے گھر جہاں وہ قیام کرتے تھے ملی بدلی۔ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ مجھے اپنی زندگی میں ایک عظیم انسان اور مفکر سے ملنے کا موقع ملا۔ ان ملاقاتوں کی یاد میری زندگی کا ایک بہت بڑا سہارا ہے۔ موجودہ زمانہ دولت کے پجاریوں کا زمانہ ہے۔ ایسے زمانے میں ٹیگور کی تعلیمات کو یاد رکھنا اچھی بات ہے۔ اُن کے نزدیک آرٹ کی اہمیت دنیاوی کامیابی سے بہت زیادہ تھی۔

قطعہ

چمن کے پاس ہی گل بھی اُداس بیٹھے ہیں
[illegible] چھلکنے لگے حسن کو بھی

صبا یہ کہتی ہے بلبل کی بات بیٹھے ہیں
وہ کیسے آج بہک کر یاس بیٹھے ہیں

([illegible])

کوہ حضرت امام ضامن و ثامن علیہ السلام پر جشن ولادت

حسب سابق سالہائے گزشتہ اس سال بھی ۱۲ ذیقعدہ ... السلام کو جناب کیپٹن میر محمد علی صاحب زیدی متولی کوہ ... جشن ولادت ثامن الائمہ حضرت امام علی موسی الرضا علیہ السلام کوہ مقدس پر بڑے اہتمام کے ساتھ منعقد ہوا۔ کوہ مقدس رنگ برنگ کے برقی قمقموں سے جگمگا رہا تھا۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق تقریباً دس ہزار عقیدتمندوں نے جس میں ہر مذہب و ملت کا فرد شامل تھا۔ اس سال بارگاہ قدس میں حاضری دی۔

سید الشعرا نواب شہید یار جنگ بہادر شہید، جناب ساجد رضوی صاحب، جناب کیپٹن میر حسن علی صاحب عابدی، جناب مولوی میر ظہور مرتضیٰ صاحب تاباں، جناب صادق نقوی صاحب، اور جناب فضل حسین صاحب فضل نے اپنے اپنے قصائد بارگاہ رضوی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ زائرین کے لئے بعد جشن مبارک بارگاہ قدس کی جانب سے پر تکلف دستر خوان چنے گئے تھے۔ طعام کے انتظام میں حیدرآباد کے ممتاز ایرانی تاجر آقای حسین ضابط صدر سیرۃ ... نے بڑا حصہ لیا تھا۔ آقای موصوف امور خیر میں دل کھول کر حصہ لیتے ہیں۔ موصوف نے پانی کی قلت کو محسوس کر کے متولی کوہ مقدس کو قیام نل آب کے لئے قوم سے اپیل کرنے کے لئے کہا۔ جشن میں ایرانی قونصل متعینہ دہلی آقای اسد اللہ کیا فر بھی شریک تھے۔ جب ہمارے نمائندہ نے آقای معزز کو یہ بتایا کہ یہ کوہ مقدس حضرت امام رضا کے غریب کے نام سے منسوب ہے۔ یہ شاہان قطب شاہی کے دور کے آثار میں سے ہے۔ یہاں کی سیڑھیاں جن کو آپ نے طے کر کے بارگاہ میں حاضری دی ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کی تعمیر کردہ ہیں۔ حضور پر نور کو شاہ خراسان سے بڑی عقیدت ہے۔ شاہ خراسان کی منقبت آپکا جزو ایمان ہے۔ یہ سنکر آقای موصوف نے دلی ... اور کہا کہ حضور نظام نے سیڑھیاں تعمیر کروا کر بہت بڑی خدمت انجام دی ہے یہ حضور نظام کے سچے محب اہل بیت ہونے کی کھلی دلیل ہے۔ بارگاہ امام ضامن و ثامن میں ہمارے نمائندہ سے سرکار حق آگاہ کے مذہبی اور ادبی خدمات کے بارہ میں معلومات حاصل کرکے آقای قونصل ایران نے فی البدیہہ چند شعر سرکار حق آگاہ کی توصیف میں تحریر فرما کر شیراز کے لئے روانہ فرمائے ہیں۔

هوای شهر دکن از چه رو طرب افزاست
برای آنکه اقامتگه نظام انجاست
نظام داده نظام این حدود را بکمال
ببین که شهر چه خوش منظر و چسان زیباست
خلوص مذهب و علم و طریقت و دانش
ز صحبت همه هر دمان او پیداست
محافل ادب از اهل دانش و فرهنگ
براه واقعه هر کوی و هر زنجی برپاست
هوای دوست اگر میکنی بیا اینجا
ببین که خاک بهشت نظر کردهٔ مولاست

آقای حسین ضابط نے حیدرآباد کے قریب قریب تمام آثار اور سرکار حق آگاہ کے عہد زریں کے تعمیر کردہ عمارات، تالاب وغیرہ کا معائنہ کروایا۔ علاوہ عثمانیہ یونیورسٹی اور اس کے بے مثل کتب خانہ کو دیکھ کر آقای معزز نے بانی جامعہ کی بیحد تعریف کی اور کہا کہ مشرقی علوم کا جس قدر علمی ذخیرہ اس دانشکدہ میں ہے وہ دوسری یونیورسٹیوں میں نہیں ہے۔ غرض آقای موصوف اچھے تاثرات لیکر ۲ مئی ۱۹۶۱ء کو بوقت عصر بذریعہ طیارہ بمبئی روانہ ہوئے۔ طیارگاہ بیگم پیٹھ پر ایرانیان مقیم حیدرآباد و سکندرآباد نے آپ کو خدا حافظ کہا۔

معلمِ اعظمؑ اور انتظامِ مملکت

از جناب جعفر عابدی صاحب

اسلام اور دنیا پر مولود کعبہ کے جو عظیم احسانات ہیں ان کی تفصیلات سے سب ہی واقف ہیں اور دنیا آپ کی ان بے مثال اور عظیم خدمات سے بھی واقف ہے۔ جو آپ نے اسلام کی اشاعت اور حفاظت کے لئے انجام دی ہیں۔ جناب امیرؑ کے اسوۂ حسنہ کے بارے میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مماثل ہے۔ جناب امیرؑ کی زندگی اور تعلیمات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنا اظہار عقیدت ہی نہیں موجب سعادت بھی ہے۔

آنحضرت صلعم کے بعد جناب امیرؑ کی خلافت ظاہری کا دور گو صرف چار سال تک رہا۔ لیکن آپ نے "انتظام مملکت" کیلئے جو ہدایات جاری فرمائیں اور ان کو جس طرح نافذ فرمایا وہ آج بھی شمع ہدایت ہے۔ جناب امیر کے تعلق سے آں حضرتؐ نے فرمایا تھا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ اس حدیث شریف میں جو معنی و مطالب پنہاں ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ دنیائے علم و دانش میں جناب امیرؑ کو فلسفہ مذہب، قانون اور سیاسیات کا معلمِ اعظم تسلیم کیا جاتا ہے۔ قانون اور سیاست کے متعلق جناب امیرؑ کی ہدایات اور فرمودات کا ذخیرہ ایک بیش بہا قرآن ہے۔ اگر اسکی خوشہ چینی کی جائے تو آج بھی ہمیں زبردست ہدایات پر عمل کر کے آج بھی ایک مثالی نظم و نسق قائم کیا جا سکتا ہے۔ امور مملکت کے متعلق جناب امیرؑ کی ہدایات اور فرمودات بہت ہیں لیکن اگر ہم جناب امیرؑ کا وہ مکتوب پڑھنے کی سعادت حاصل کریں جو آپ نے مصر کے گورنر مالک اشتر کو لکھا تھا۔ ہماری بصیرت اور ضمیر کی بصارت میں اضافہ ہوگا۔ جناب امیرؑ نے قوم و عامہ کا بنیادی مقصد خدمت خلق اور فلاح عامہ کو قرار دیا ہے۔ اسی چیز کو مغرب اور موجودہ زمانے کے سیاسی اصلاح میں ویلفیر اسٹیٹ Welfare State کہا جاتا ہے۔ آج ہمارے زمانہ میں جمہوریت کا جو ڈھنگ ہے یا انصرام حکومت کے جو مظاہر ہیں وہ اسی زمانے کی پیداوار ہیں۔ لیکن جہانبانی کے یہ وسائل بجائے خود مقصد نہیں۔ مقصد اصل میں تو عوام کی فلاح و بہبود ہے کسی حکومت یا مملکت کے اچھے یا برے ہونے کی یہی کسوٹی ہے۔ جناب امیرؑ نے مالک اشتر کے نام مکتوب میں فرمایا ہے:- کہ اپنے دل میں عوام کا اپنے لئے محبت پیدا کرو۔ ان پر شفیق و مہربان رہو۔ ظالم اور جابر نہ بنو۔ حق اللہ اور حق العباد گویا عوام کے حقوق کا احترام کرو۔ اپنے ساتھیوں اور رشتہ داروں کو بھی ایسا ہی کرنے کی ترغیب اور تعلیم دو ورنہ تم اپنی ذات سے اور خود بنی نوع انسان سے ظلم کروگے اس طرح عوام الناس اور مالک دونوں مخالف ہو جائیں گے۔ یاد رکھو خدا مظلوموں کے ساتھ اور ظالموں کے خلاف ہے۔ حکومت میں انصاف قائم کرو اور خود منصف مزاج بنو۔ عوام کی رضا اور مرضی حاصل کرو۔ عوام ہی اسٹیٹ اور مذہب کی طاقت ہیں۔ دشمن کے خلاف عوام ہی لڑتے ہیں۔ ہمیشہ ان کی بھلائی کا خیال رکھو۔

جناب امیرؒ کی ان تعلیمات کی اہمیت کو آج دنیا تسلیم کرتی ہے۔ زمانے کے ارتقا اور حالات کی تبدیلی کے ساتھ ان بنیادی اصول مملکت کو مختلف ناموں مثلاً ویلفیر اسٹیٹ، سوشلسٹ پیٹرن آف سوسائٹی یا سوشلسٹ سوسائٹی کے نام اختیار کیا جارہا ہے۔ جناب امیرؒ نے جہاں حکومت اور مملکت کے بنیادی مقصد اور افادیت کی واضح الفاظ میں وضاحت فرمائی وہیں اس مقصد اور افادیت کے حصول کے طریقوں کی بھی نشاندہی فرمادی ہے ——— اسلام کا مزاج جمہوری ہے۔ گو جمہوریت کے ڈھانچے مختلف ہیں۔ لیکن اس کی بنیاد صلاح اور مشورہ پر ہے۔ اس کے صلاح کاروں اور مشیروں کو اور ان سے تشکیل ڈھانچے کو جو کسی زمانے میں شوریٰ کہلاتا تھا اور موجودہ زمانہ کے اصلاحوں میں اپنی کابینہ اسمبلی اور پارلیمنٹ کہہ رہے ہیں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جناب امیرؒ نے حکومت کے صلاح کاروں اور مشیروں کے بارے میں کہا ہے کہ ایسے لوگوں کو صلاح کار اور مشیر نہ بنایا جائے جو استحصال کرنے والے بزدل لالچی اور ظالم ہوں۔ یہ چار باتیں ایسی ہیں جس میں دنیا کے سبق پوشیدہ ہیں۔ استحصال حق تلفی اور لوٹ کا دوسرا نام ہے اور جس کی مختلف اور متعدد صورتیں ہوتی ہیں۔ بزدلی کا مفہوم بھی بہت وسیع ہے جس میں اپنے ذاتی اغراض اور مقاصد کی تکمیل یا حفاظت کی غرض سے حق سے منہ موڑ لینا بھی شامل ہے۔ لالچ اور ظلم کے مظاہر گنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب امیرؒ نے یہ بھی فرمایا کہ بدترین صلاح کار وہ ہے جو ظالم اور بے ایمان حکمرانوں کا بھی صلاح کار رہا ہو اور ان کے جرائم کا شریک کار ہو۔ ان لوگوں کو جو ظالم حکمرانوں کا ساتھی اور معاون اور مشیر رہے ہیں صلاح کار نہ بنانے کی ہدایت فرمائی ——— ان تعلیمات کی صداقت اور افادیت سے انکار ممکن ہی نہیں۔ اگر ان تعلیمات پر آج بھی عمل کیا جائے تو ہمیں ویسی مملکت نصیب ہو سکتی ہے جس کا قیام جناب امیرؒ کا منشا رہا تھا۔ جناب امیرؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عوام مختلف طبقات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر طبقہ کی ترقی دوسرے طبقہ کی ترقی کے تابع ہے۔ ان سب طبقات کی ترقی پر توجہ کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ جناب امیرؒ نے نظم و نسق سے مختلف شعبوں عدلیہ اور انتظامیہ وغیرہ کے بارے میں جو ہدایات دی ہیں ان پر عمل کرکے فلاح و بہبود کے راستے کھولے جاتے ہیں۔

انتظامیہ کے تعلق سے جناب امیرؒ نے شعبہ مالگزاری کے بارے میں فرمایا ہے کہ مالگزاری کے انتظام میں انتہائی احتیاط برتی جانی چاہئے۔ تاکہ ان لوگوں کی خوشحالی کا اہتمام ہو جو ریاست کی مالگزاری ادا کرتے ہیں۔ آپ نے نظم و نسق میں اقربا پروری اور دوسری قسم کی گندگیوں کے خلاف بھی خبردار کیا ہے ——— ملک کی ترقی کے لئے تجارت و صنعت کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ جناب امیرؒ نے تجارت و صنعت کو ترقی دینے کی ضرورت کے علاوہ ان میں نیک نفس اور ایمانداری سے عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور گورنرز کو ہدایت فرمائی کہ جو لوگ ان باتوں کا خیال نہ رکھیں انہیں سخت سزا دی جائے۔ مفلسوں اور محتاجوں کے مسئلہ کو جو اہمیت حاصل ہے اس کی وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں۔ اس مسئلہ کو حل کرنے

کے لئے آج ہر جگہ کی حکومت سرگرداں ہے۔ لیکن یہ مسئلہ ابھی تک حل نہ ہو سکا۔ جناب امیرؑ نے اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ غریبوں اور محتاجوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ بعض غریب و محتاج لوگ شرافت پر مرتے ہیں۔ افلاس کی وجہ سے زندہ درگور رہتے ہوئے بھی بھیک نہیں مانگتے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ خدا کے لئے ایسے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرو کیونکہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری حاکم وقت پر رہتی ہے۔

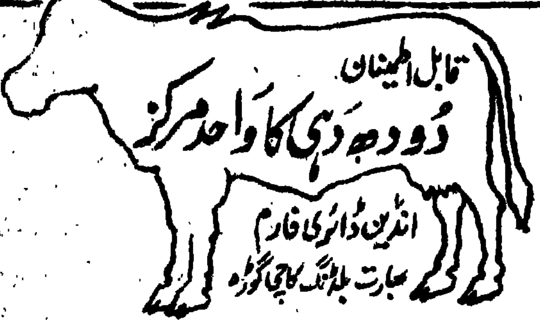
مختصر یہ کہ جناب امیرؑ نے نظم و نسق کے مختلف پہلوؤں اور عوام کے فلاح و بہبود کے کاموں سے متعلق جو ہدایات فرمائی ہیں وہ ایسی ہیں کہ ان پر آج بھی عمل کیا جائے تو عوام الناس کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اور حقیقی معنوں میں ویلفیر اسٹیٹ قائم ہو سکتا ہے۔

ہم جناب امیرؑ کے شیدا اور فدائی ہیں ہماری اس محبت اور فدائیت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم نہ صرف جناب امیرؑ کی تعلیمات پر عمل کریں۔ ان کی تبلیغ و تشہیر کریں۔ زمانے کے حالات ہمارے سامنے ہیں اور محسن اسلام کی تعلیمات ہماری نظر میں ہیں ان پر عمل کرنا اور عمل کرنا ہمارا دینی اور ایمانی فریضہ ہے۔ اگر ہم یہ فرق پہچان گئے تو سمجھئے کہ ہم نے اپنا حق ادا کیا اور واقعی باسعادت رہے۔

عصرانہ

حیدرآباد۔ ۳۰ اپریل کو شام کے پانچ بجے مدینہ ہوٹل میں منجانب آقای حسین ضابط ایک پرتکلف عصرانہ قونصل ایرانی متعین دہلی آقای اسد اللہ کیافر کے اعزاز میں ترتیب دیا گیا تھا۔ اس عصرانہ میں اکثر ایرانیان مقیم حیدرآباد و سکندرآباد شریک تھے۔ جن میں آقای سید اسد اللہ رشتی، سید ابوالمعالی سید شاہ عباس شعوری، آقای سید علی رضا وزیری۔ آقای سید محمد علی وزیری۔ آقای علی آقا کاشانی۔ آقای سید حسن علوی۔ آقای محمد علی درویش آقای اسد اللہ یاوری۔ آقای جلال شریفی۔ آقای حسین یارسائیان آقای رستم کیانی۔ آقای عباس کاظمی۔ آقای محمود قربانی۔ آقای سید غیاث شوستری ملا آقای سید صمصام شیرازی شامل ہیں۔

آقای قونصل نے اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ صاحبین میں میں چند روز سے ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ایران ہی میں ہوں۔ میں آپ صاحبین میں خلوص یگانگت اور اتحاد دیکھکر بہت خوش ہوا ہوں۔ انجمن کے اراکین کا آپ نے شکریہ ادا کیا آقای حسین ضابط نے آپکی گلپوشی کی۔ مختلف زاویوں سے تصویریں لی گئیں۔ تقریباً ۶ ½ بجے یہ خوشگوار تقریب اختتام کو پہنچی



اعلان

مدرسہ جعفریہ (اندرون عمارت دارالشفاء حیدرآباد) اپنی میقاتی تعطیلات کے ختم پر ۲۶ اپریل ۱۹۶۲ء کو کھل گیا ہے۔ اس مدرسہ میں شیعہ لڑکوں اور کمسن لڑکیوں کے لئے بلا فیس مذہبی تعلیم دیجاتی ہے۔ جس میں فقہ۔ اصول۔ تاریخ اہلبیتؑ۔ اخلاق ائمہ۔ قرآن اور تجوید کی تعلیم شامل ہے۔ مدرسہ کے اوقات موسم گرما میں ۶ ½ تا ۷ ½ ساعت صبح اور سرما میں ۷ تا ۸ ساعت صبح مقرر ہیں۔ طلباء کے سن و سال اور صلاحیت و معلومات کے اعتبار سے مدرسہ (۹) جماعتوں میں تقسیم ہے۔ جدید طلباء کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ابتدائی جماعت ہی میں شریک ہوں بلکہ ان کی صلاحیت کے اعتبار سے موزوں درجہ میں داخل دیا جاتا ہے۔ مومنین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں شریک فرماکر اپنی دینی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں۔

معتمد ادارہ

بزم سعدیؒ کا سترہواں اجلاس

۳۰ اپریل ۵ بجے بزم سعدی کا سترہواں اجلاس مولوی حبیب الرحمن صاحب معتمد انجمن ترقی اردو حیدرآباد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ محترمہ بانو طاہرہ سعید نے علامہ مفتی ضیا یار جنگ مرحوم کی شخصیت و شاعری پر ایک مبسوط مقالہ سنایا جس کو حاضرین نے بیحد پسند کیا۔ محترمہ بیگم بریگیڈیر علی احمد (ضیا یار جنگ کی پوتی) نے ضیا یار جنگ کی نجی زندگی کے بارے میں ایک دلچسپ اور معلوماتی مضمون پڑھا اس کے علاوہ جناب تحسین سروری نے "زبان اردو کے فارسی گو شعرا" کے عنوان سے ایک مختصر مقالہ سنایا جس کی سامعین نے بیحد ستائش کی۔ آخر میں فارسی طرحی مشاعرہ ہوا اس مشاعرے کے لئے لندن سے جناب اکبر حیدرآبادی کراچی سے جناب ناصح رضوی اور پونہ سے جناب یعقوب یوسفی نے طرحی غزلیں روانہ کی تھیں جنہیں پڑھ کر سنایا گیا۔

حیدرآباد کے شعرا میں علامہ ڈاکٹر طاہر مسلم، جناب سید حامد بن شبیر، محترمہ بانو طاہرہ سعید جناب برقی موسوی، جناب قمر ساحری۔ جناب یونس سلیم صاحب، جناب حیدر شمسی، جناب یٰسین علیخان لیثی، جناب شفیق سنجر، جناب شرر آستانی اور آقای منصور شیرازی نے اپنا طرحی کلام سنایا جو بے حد پسند کیا گیا۔

اس اجلاس میں ایرانی قونصل آقای اسد اللہ کیانفر مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک تھے۔ سید ابوالحسنین آقای سید شاہ عباس منصوری نے معتمد بزم نے مہمان خصوصی کا تعارف کرایا۔ بزم کی جانب سے صدر مشاعرہ نے ایرانی قونصل کی گلپوشی کی۔ معزز مہمان نے اپنے پرخلوص اور پرجوش خیر مقدم کے جواب میں کہا کہ میں بزم سعدی کے اس اجلاس میں شریک ہو کر بے حد مسرت و فخر محسوس کر رہا ہوں۔ مجھے یہاں کسی قسم کی اجنبیت کا احساس نہیں ہو رہا ہے۔ حیدرآباد اور ایران کی تہذیب میں بہت ہی ہم آہنگی ہے اور مجھے یقین ہے کہ بزم سعدی کی کاوشوں سے ہمارے تہذیبی اور ادبی رشتوں میں استواری پیدا ہوگی۔ صدر اجلاس مولوی حبیب الرحمن صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں زبان فارسی کی افادیت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اگر ہم واقعی سچے دل سے زبان اردو کی ترقی اور زندگی چاہتے ہیں تو ہمیں فارسی زبان سے بے اعتنائی نہیں برتنی چاہیئے آپ نے کہا کہ ہندوستان میں مغلوں کی آمد سے ایک نئی تہذیب وجود میں آئی اور اس شاندار تہذیب کے نکھارنے میں زبان فارسی کی ادبی روایات نے بہت اہم رول ادا کیا ہے۔ اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے صدر اجلاس نے کہا کہ اردو کے علاوہ خود ہماری قومی زبان ہندی پر بھی فارسی زبان نے اپنے لازوال اثرات ڈالے ہیں۔ جناب قمر ساحری صاحب معتمد بزم کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے انہوں نے امید ظاہر کی کہ بزم سعدی اسی طرح بے لوث خدمات انجام دیتے ہوئے ہندوستان کے مشاہیر کے کلام و پیام عام کرنے کی کوشش کرے گی موصوف نے خاص طور پر مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد اور سر نظامت جنگ مرحوم کا بھی ذکر کیا۔

اس اجلاس میں نواب عالم یار جنگ بہادر، علامہ سید علی اصغر بلگرامی ڈاکٹر میر مہدی علی صاحب، جناب عبدالمحمود صاحب مددگار معتمد حکومت مقامی جناب پروفیسر حسینی شاہد صاحب، محترمہ زینت ساجدہ صاحبہ جناب مولوی مظفر علی صاحب ایڈوکیٹ، جناب سری نواس صاحب لاہوتی۔ جناب صادق شاہ صاحب، سید ابوالحسنین آقای سید شاہ عباس منصوری آقای حسین ضابط، آقای محمد پور قربانی، محترم بریگیڈیر علی احمد صاحب کیپٹن جوہر صاحب کیپٹن قطب الدین صاحب، جناب داد ابھائی کاؤس جی صاحب جناب مولوی رشید احمد صاحب صدیقی سابق جج، جناب مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی، جناب سرور ڈنڈا صاحب، محترمہ منیژہ کاؤس جی صاحبہ، محترمہ باجی جمال النساء صاحبہ، مولوی محی الدین صاحب اور مولوی ربانی صاحب کے علاوہ اور دوسرے حضرات و خواتین شریک تھے۔ جناب قمر ساحری صاحب معتمد بزم کے شکریہ پر یہ یادگار محفل ۸½ بجے شب اختتام کو پہنچی۔ مولوی حامد بن شبیر صاحب چیف جج اسمال کاز کورٹ کا کلام حاصل مشاعرہ رہا۔

(اسٹاف رپورٹر)

شرف شہاب گویم

اشعار مدحیہ بر طرح مصرع بزم سعدی "بشنو ... گویم"

از:- سید صمصام شیرازی

نہ بزنار و خاک گویم نہ زباد و آب گویم | ترا اے خجستہ سیرت زابو تراب گویم
گہر خوش آب گویم گل آفتاب گویم | ترا ماہتاب گویم شرف شہاب گویم
ز ازل تو حق پرستی ز مئے غدیر مستی | بخدا کہ مرد مستی ترا محو شاب گویم
تو ئی و الہ محمد تو ئی نازش اب وجد | ز در وصی احمد ترا فیضیاب گویم
تو ئی رتبہ دان قنبر تو ئی ہمزبان بوذر | تو ئی مدح خوان حیدر ترا انتخاب گویم
تو ئی رہرو صداقت تو ئی قابل ریاست | ترا اے گل مودت شہ لاجواب گویم

یہہ اشعار بزم سعدی میں پڑھے گئے۔

گلشن اطفال

حق و باطل

از:- سیدہ طاہرہ بیگم۔

بچو! لاکھوں برس سے انسان مشکلات پر قابو پانے کی مسلسل کر رہا ہے۔ ایک دن آئے گا کہ وہ بدی کی طاقتوں پر بھی قابو پا لیگا۔ امام حسینؑ کی یہ سعی کامیاب ہو کر رہے گی کہ جھوٹ کا، دغا بازی کا، انسان کے حقوق کی پامالی کا، ظلم و جبر کا نظام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد ہو جائے۔ خدائی قانون کا دور دورہ ہو انسانوں کا خون چوس کر سوسائٹی پر حاوی ہو جانے والوں کا ناس ہو جائے۔

بچو! یزید اور امام حسینؑ کی جنگ وقتی تاثرات کا نتیجہ نہیں، سوچی سمجھی اسکیم پر جنگ ہوئی۔ امام حسینؑ کے نانا حضرت محمدؐ نے دنیا کو یہ تعلیم دی تھی کہ بڑا صرف اللہ ہے اس پیدا کرنے والے سے جو قریب سے قریب تر ہو وہ تم میں عزت کا مستحق ہے یہ بات عرب کے سرداروں کو بڑی معلوم ہوتی تھی۔ قتل و خونریزیوں سے جو دولت ہاتھ آتا تھا امیران کی رنگ رلیوں کا انحصار تھا۔ حضرت محمدؐ کی تعلیم عرب سرداروں کیلئے ہی نہیں بلکہ دنیا کے ظالم و جابر انسانوں کے لئے موت کا پیغام تھی وہ تو ہم پرست بھی جو عقلی ترقیوں کو روک کر انسانوں کو توہمات کے جال میں جکڑا رکھنا چاہتے تھے ان کا اور سید ھا ہو تا رہے حضرت محمدؐ کی آلؑ کے سخت مخالف تھے کیونکہ اس طبقہ کو بھی اپنی موت کا پیغام تھا۔ ان منظم سازشوں اور کوششوں کی کامیابی کا وقت اس وقت آیا جب یزید شام میں تخت نشین ہوا وہ ساری چالیں جو انسانوں کے

زرین اقوال

دوسرے مذاہب اقوام کے لوگوں کو بھی ذات حسینؑ سے عقیدت ہے۔ (سرکار حق آگاہ)

فطری حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے اختیار کی جاتی رہیں ایک ایک کر کے پھر مسلمانوں میں پھیلائی جانے لگیں۔ پانچ وقت خدا کی اطاعت کا دم بھرنے والے مسلمان کے لئے یہ ضروری ہو گیا کہ وہ یزید کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے رہے۔ اسلام نے جو پابندیاں عائد کی تھیں ان پابندیوں کو توڑ کر قتل و خونریزی کے لئے منہ مانگے دام ملنے لگے ان کوششوں اس کامیابی میں امام حسینؑ کی ذات حائل ہوتی ہوئی معلوم ہوئی۔ لہذا کوشش شروع کی گئی کہ کسی طرح امام حسینؑ سے یزید کی اطاعت کرائی جائے۔ اور جس برائی کو بنی نوع انسان سے دور کرنے کے لئے نانا نے، باپ نے، اور خاندان کے دوسرے بزرگوں نے سر و تن کی بازی لگا دی اس کی تائید کے لئے نواسے سے کام لیا جائے تاکہ دنیا پر یہ چیز ثابت کی جا سکے کہ باطل ہی حق تھا۔ نواسہ خود نانا کا ساتھ نہ دے سکا۔ واقعہ کربلا دنیا کا عظیم الشان واقعہ ہے اسلام کی روح کربلا کے واقعہ میں ہے۔ تاریخ میں ایسا تو کوئی بھی انسان نہیں جس کی صداقت کی اسکے دشمنوں نے گواہی دی ہو۔ جو امام حسینؑ کو کربلا میں گھیر کر لایا۔ دشمن کا جرنیل (حر ابن ریاحیؒ) وہ بھی شان و شوکت کو اور ہر طرح کے دنیاوی اعزاز کو لات مار کر امام حسینؑ کے قدموں پر قربان ہو گیا۔ امام حسینؑ نے باطل کی بیعت نہ کر کے انا من الحسین کے خطاب مستطاب سے سرفرازی پائی۔

بچو! سلطان الہند خواجہ اجمیریؒ کیا خوب فرماتے ہیں۔

شاہ است حسینؑ و بادشاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ و دین پناہ است حسینؑ
سر داد و نداد دست در دست یزید [illegible]
حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

خواجہ اجمیریؒ کی مذکورہ بالا رباعی پر اعلیٰحضرت حضور نظام فرماتے ہیں۔

خواجہ ہر دو جہان گفتہ باعیان زہود
این رباعی ہمہ با ثنا لیوا یقان نمود
در جہان با دل صدق گرچہ گو نم عثمان
شان این ابن علی زادہ [illegible] بود

امریکی ہیئت دان ڈاکٹر ہربرٹ فریڈمین

جون ۱۹۶۰ء میں امریکی سائنسدانوں نے ایک ہی راکٹ کے ذریعہ دو مصنوعی سیارے داغ کر ایک غیر معمولی کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ ان دو مصنوعی سیاروں میں سے دوسرا سیارہ تابکاری کو جذب کرنے والے زمینی کرۂ ہوائی سے اوپر کی خلا میں سورج کی تابکاری کی جانچ کرنے کے لئے مقصود تھا۔ بیرونی خلا میں سیارگان کے متعلق تحقیقی لیبارٹری قائم کرنے کی سمت میں یہ پہلا قدم تھا۔ ۴۳ سالہ ڈاکٹر ہربرٹ فریڈمین جیسے لئے ایک ہیئت دان ماہر طبیعیات کی حیثیت سے یہ کارنامہ ایک سنگ میل کا درجہ رکھتا تھا۔ سائنسی پیش قدمی میں ایسے ایسے سنگ میل راتوں رات طے نہیں ہوا کرتے۔ اس مصنوعی سیارے کی کامیابی ڈاکٹر فریڈمین کی کئی برس کی صابرانہ محنت اور تحقیق کا نتیجہ تھی۔ یہ بھی ایک دلچسپ امر ہے کہ ڈاکٹر فریڈمین بروکلین کالج میں آرٹ کا مطالعہ کرنے کے لئے داخل ہوئے تھے اور خود بھی آرٹ اور فنون لطیفہ کا کاروبار کرنے والے باپ کے بیٹے تھے۔ آپ اپنے والد کا پیشہ ہی اختیار کرنا چاہتے تھے لیکن کالج میں جب تھرڈ ایئر میں زیر تعلیم تھے تو فزکس کے ایک پروفیسر نے آپ کو فزکس کے مطالعہ کی ترغیب دی۔ چنانچہ آپ بروکلین کالج کو چھوڑ کر بالٹی مور میں جان ہاپکنز یونیورسٹی میں داخل ہو گئے۔ اور ۱۹۴۰ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد امریکی بحری فوج کی ریسرچ لیبارٹری میں شامل ہونے سے پہلے سال بھر اسی یونیورسٹی میں معلم رہے۔ اس وقت آپ مذکورہ ریسرچ لیبارٹری کے کرۂ ہوائی اور سیارگان کے شعبے کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ جو سائنسدان کائنات کا مطالعہ کرتا ہو وہ سورج چاند اور ستاروں کا مطالعہ بالواسطہ ہی کرتا ہے۔ ان سے خارج ہونے والی تابکاری اور شعاعوں کی وہ زمینی لیبارٹریوں میں لگے ہوئے مختلف آلات سے جانچ اور تحقیق کرتا ہے۔ کائنات میں تابکاری کی بھاری مقدار خارج ہوتی ہے لیکن زمین پر اس کا قلیل سا حصہ ہی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کا باقی حصہ کرۂ ہوائی میں جذب ہو جاتا ہے اور زمین پر پہنچنے نہیں پاتا۔ اس تابکاری کے متعلق جو اوپر کرۂ ہوائی میں جذب ہو جاتی ہے معلومات سے ہمیں کائنات کے عمل کی بابت کچھ پتہ چل سکتا ہے اور یہ معلومات حاصل کرنے کے لئے سائنسدانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ زمینی کرۂ ہوائی سے بالائی خلاء میں اس تابکاری اور توانائی کی جانچ کریں۔ آج سائنسدانوں کو وہ آلات میسر ہیں جن سے اس بالائی تابکاری کی جانچ کی جا سکتی ہے۔ اب سے چند برس پہلے تو صرف راکٹوں کے ذریعہ زمینی کرۂ ہوائی سے بیرونی خلا کا جائزہ لیا جا سکتا تھا اور وہ بھی بالکل قلیل سے وقت کے لئے اوپر بالائی

[illegible] نایاب قیمتی معلومات حاصل ہو سکتی تھیں
سورج کا مشاہدہ راکٹوں کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے جس سے مدتوں سے آفتاب کی مختلف کیفیتیں سے دلچسپی رکھتے آئے ہیں۔ مثلاً وہ جاننا چاہتے ہیں کہ سورج میں دھبے ساحل اونچائیاں کیوں ہیں؟ اور دھماکے کیوں ہوتے رہتے ہیں؟ اور ان کے اثرات کیا ہوتے ہیں؟ جب کبھی سورج میں کوئی بڑا دھماکہ ہوتا ہے تو دنیا بھر میں ریڈیو نشریات اچانک مدھم پڑ جاتی ہیں۔ سائنسدان اس کا سبب برقی کرہ میں تبدیلی سمجھتے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر فریڈمین اور ان کے ساتھی یقین رکھتے تھے کہ آفتابی دھماکوں سے ایکسرے شعاعیں نکلتی ہیں نہ کہ بنفشی شعاعیں۔ اس لئے یہ دلیل صحیح نہیں۔ ڈاکٹر فریڈمین کا کہنا تھا کہ اس بات کو ثابت کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ بنفشی اور ایکسرے شعاعوں کا پتہ لگانے والے آلات کسی راکٹ میں رکھ کر برقی کرے میں عین اسوقت پہنچائے جائیں جب سورج میں دھماکہ ہو رہا ہو لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں تھا۔ کیونکہ سورج کے دھماکوں کے متعلق کوئی پیشگوئی ممکن نہیں اور پھر یہ زیادہ کثرت سے بھی واقع نہیں ہوتے۔ اور مدت بھی شاید ۵ منٹ سے زیادہ نہیں ہوتی اتنے قلیل سے وقت میں راکٹ خلاء میں پہنچتا اور ان دھماکوں سے خارج ہونے والی شعاعوں کی جانچ کرنا بہت ہی دشوار کام ہے
ڈاکٹر فریڈمین نے ۱۹۵۶ء میں پہلا تجربہ کیا۔ انہوں نے ایک راکٹ میں ایکسرے شعاعوں اور بنفشی شعاعوں کو ریکارڈ کرنے کی الگ الگ ٹیوبیں رکھیں جب ان ٹیوبوں میں ان شعاعوں کا اندراج ہوا تو ایک چھوٹے سے ریڈیو کے ذریعہ زمینی سٹیشن کو یہ معلومات نشر ہوئیں جن سے پتہ چلا کہ ایکسرے شعاعیں سورج سے آتی ہیں۔ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے ایک سمندری جہاز کی چھت سے ملا جلا راکٹ اور غبارہ "ریکون" ایک دن صبح کے وقت خلاء میں داغا جو دن بھر خلاء میں رہا۔ جب اس کے ذریعہ سورج میں دھماکے کا پتہ لگا تو جہاز سے فوراً راکٹ چھوٹا گیا۔ آخر دس تجربوں کے بعد فریڈمین کو سورج ایک چھوٹے سے دھماکے کے اثرات جاننے کا موقع ملا۔ اس سے پتہ چلا کہ دھماکے کے وقت برقی کرے میں ایکسرے شعاعوں کا اضافہ ہو گیا۔ (بنفشی شعاعیں کم تھیں) اس سے ان کی تھیوری کی تائید ہوئی۔
۱۹۵۷ء میں امریکی بحری ریسرچ لیبارٹری کے سائنس دانوں کے ایک اور گروپ نے سورج میں دھماکہ ہوتے ہی آلات سے لیس راکٹ خلاء میں بھیجا اس دفعہ پھر برقی کرے میں ایکسرے شعاعوں کی زیادتی پائی گئی۔ گویا ڈاکٹر فریڈمین کی تائید مزید ہوئی۔
فریڈمین کا بیان ہے کہ جب ہم ایک اور بات کی تحقیق کر رہے تھے کہ اتفاقاً ہمیں آفتابی دھماکوں کے متعلق بہترین نتائج اور معلومات حاصل ہوئیں۔ بات یوں ہوئی کہ ۱۹۵۸ء میں ڈینجر جزیرے میں جو جنوبی بحرالکاہل میں واقع ہے کہ ہم ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء کے سورج گرہن کے موقع پر ایکسرے اور بنفشی شعاعوں کی پیمائش کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ اس تجربے میں سورج پر چاند کا سایہ پڑنے پر ایکسرے اور بنفشی شعاعوں

کی پیمایش کرنا مقصود تھا۔ اس سلسلے میں سورج کا جو حصہ چاند کے سائے سے ڈھکا ہوا نہیں تھا اس سے مطلوبہ شعاعوں کی جانچ کی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر فریڈمین بتاتے ہیں کہ اس تحقیق سے بھی یہ بات ثابت ہو گئی کہ تابکاری سورج سے خارج ہوتی ہے جب سورج چاند کے سائے سے ڈھک گیا تو بنفشی شعاعیں بالکل بند ہو گئیں۔ اور ایکسرے شعاعوں میں قلیل سی کمی واقع ہوئی۔ یہ ایکسرے شعاعیں سورج کے ان کناروں سے آرہی تھیں جو چاند کے سائے سے ڈھکے ہوئے نہیں تھے۔ اس طرح فریڈمین کی یہ تھیوری بالکل ثابت ہو گئی۔ کہ آفتابی دھاکوں سے ایکسرے شعاعیں نکلتی ہیں۔ اور بنفشی شعاعیں ان کا نتیجہ نہیں۔ اور نہ اس سے متعلق ہیں ــــ یہی ایکسرے شعاعیں برقی کرے میں گڑبڑ اور خلل ڈالتی ہیں جن سے ریڈیائی نشریات مدھم پڑتے یا منقطع ہو جاتے ہیں۔

برطانیہ کے یوتھ ہوسٹل

برطانیہ کی یوتھ ہوسٹل اسوسی ایشن کی سالانہ رپورٹ کے مطابق گزشتہ سال سمندر پار سے تقریباً ...۸ سیاحوں نے یوتھ ہوسٹلوں میں قیام کیا۔ ان میں متعدد سیاح کامن ویلتھ ملکوں سے آئے تھے۔ اس سال موسم گرما میں نئے ہوسٹل قائم کئے جائیں گے جہاں سیاحوں کو پہلے سے بہتر سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

کامن ویلتھ پارلیمنٹری کورس میں ہندوستانی باشندوں کی شرکت

لندن سے آمدہ ایک اطلاع کے مطابق کامن ویلتھ پارلیمنٹری اسوسی ایشن کی برطانوی شاخ نے ۱۹ اپریل سے ایک کورس شروع کیا ہے جس میں کامن ویلتھ ملکوں (بشمول ہندوستان) کے ۳۲ باشندے شرکت کر رہے ہیں۔ ہندوستان سے میسور لیجسلیٹو کونسل کے چیرمین مسٹر کے۔ وی۔ نارا سیا، مغربی بنگال کی لیجسلیٹو اسمبلی کے اسپیکر مسٹر بنکم چندر کار اور مغربی بنگال کی لیجسلیٹو اسمبلی کے سکریٹری مسٹر اے۔ آر۔ مکرجی اس کورس میں شامل ہوئے ہیں کورس ایک ماہ کا ہے۔

ڈیوک آف کینٹ کی سیرالیون میں آمد

جشنِ آزادی میں ملکہ کی نمائندگی کے فرائض انجام دیں گے

ملکہ الزبتھ دوم کے چچیرے بھائی ڈیوک آف کینٹ ۲۴ راپریل کو سیرالیون پہنچ گئے تھے۔ موصوف سیرالیون کے جشن آزادی میں ملکہ معظمہ کی نمائندگی کے فرایض انجام دیں گے۔ ان کی آمد پر فری ٹاؤن (سیرالیون کی راجدھانی) سے باہر ایک شاندار تقریب منعقد کی گئی جس میں اُن کو یادگار کے طور پر راجدھانی کی ایک طلائی کنجی پیش کی گئی۔

سیرالیون ۲۷ راپریل کو آزادی حاصل کر رہا ہے۔ مغربی افریقہ میں آزادی حاصل کرنے والا وہ تیسرا اور برطانیہ کے ماتحت علاقوں میں آزادی حاصل کرنے والا دسواں ملک ہے۔ برطانیہ نے یہ نوآبادی ۱۸ ویں صدی میں قائم کی تھی اور یہاں ایسے افریقی باشندوں کو بسایا گیا تھا جن کو غلامی سے نجات دلائی گئی تھی۔ اس نوآبادی کی تعمیر و ترقی میں برطانوی فرموں اور دیگر تنظیموں نے نہایت اہم خدمات انجام دی ہیں۔ سنہ ۱۹۴۶ء سے حکومت برطانیہ نے اسے گرانٹوں اور قرضوں کی شکل میں ۰۰۰، ۱۴۵، ۱۴ پونڈ مالی امداد دی ہے۔ آزادی کے بعد بھی ابتدائی برسوں میں برطانیہ سیرالیون کو قرضوں، گرانٹوں اور فنی امداد کے طور پر مزید ۰۰۰، ۵۰۰، ۷ پونڈ دے گا۔

۲۷ راپریل کو ڈیوک آف کینٹ ملکہ معظمہ کی جانب سے وزیر اعظم سیرالیون سر ملٹن مرگائی کو دستاویز آزادی پیش کریں گے۔ آزادی کی تقریب میں برطانوی وفد کی قیادت کے فرائض وزیر دولت مشترکہ مسٹر ڈنکن سینڈس ادا کریں گے۔ سر ماریس ڈارمن جو ۵۶ء سے سیرالیون کے گورنر ہیں، اب اس کے پہلے گورنر جنرل مقرر کئے جائیں گے۔ ماہ نومبر میں ملکہ معظمہ مغربی افریقہ کے دورہ کے دوران میں سیرالیون جائیں گی۔

برطانوی وزیر اعظم مسٹر ہیرلڈ میکملن نے سر ملٹن مرگائی کو اطلاع دے دی ہے کہ کامن ویلتھ ملکوں کی حکومتوں نے سیرالیون کا کامن ویلتھ کا ممبر بنایا جانا منظور کر لیا ہے۔



روحانی ریڈیو

از مجذوب حیدرآبادی

> یہ عنوان حضرت مجذوب حیدرآبادی کی ملکیت ہے ان روحانی مکاشفات کے متعلق ہم کوئی رائے ظاہر کرنے کی جرأت نہیں کرسکتے۔ ناظرین جانئے یا وہ خود روحانی نشریات میں نام مقامات یا واقعات فرضی ہوا کرتے ہیں۔ اگر اتفاقاً مطابقت ہو جائے تو کسی اہم خاص کا قیاس نہ فرمایا جائے۔ (ایڈیٹر)

ایکزار نوری میٹر پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں۔ ابھی آپ روحانی قوال سے غزل سن رہے تھے جس کا ایک شعر تھا ؎

قدرت نے جمع کرکے غمِ کائنات کو
جب کچھ نہ بن سکا تو گڑمبہ بنا دیا

اب جناب مبصر صاحب تقریر فرمائیں گے۔ آپ کی تقریر کا عنوان ہے :-

دورہ

جناب مبصر صاحب!

روحانی دنیا کے دوستو! لفظ "دورہ" شاعری کی صنعتِ ایہام کا درجہ رکھتا ہے ؛- کیونکہ یہ لفظ مقصود معنی کے علاوہ اور بھی معنی دیتا ہے —— مرگی اور ہسٹریا کے حملہ کو بھی دورہ کہا جاتا ہے - عہد اور زمانہ کے لئے بھی دور دورہ کا لفظ آتا ہے۔ اور جب ہمارے عوامی وزراء کو دورہ اٹھتا ہے یعنی وہ اپنے مستقر سے دور جنگل میں منگل منانے، گلچھرے اڑانے، کسی عمارت یا جلسے کے افتتاح کے بہانے ہفتہ اور مہینہ گھوم کر آتے ہیں تو ان کی اس نوانگی کو بھی "دورہ" کہا جاتا ہے اس لئے لفظ دورہ صنعتِ ایہام میں داخل ہے۔

جس طرح مرگی اور ہسٹریا کے دورے دن تاریخ اور وقت مقرر کرکے نہیں پڑتے اوسی طرح ہمارے عوامی وزراء کے دورے بھی بعض وقت دن تاریخ اور وقت بتائے بغیر ہی شروع ہو جاتے ہیں - اس قسم کے دوروں کو اچانک دورے کہا جاتا ہے - یعنے ابھی وزیر صاحب بیٹھے تھے اور ابھی دورہ اٹھا - دورہ تو سابقہ وزراء بھی کیا کرتے تھے۔ مثلاً مرحوم سر مرزا اسمٰعیل بھی دورہ کیا کرتے تھے - لیکن مرحوم کے دورے زیادہ تر بلدہ حیدرآباد میں ہوا کرتے تھے - مرحوم بلدہ حیدرآباد کے ہر دفتر ہر مقام اور ہر محلہ کا دورہ کیا کرتے تھے - تاکہ مرکز میں کوئی خرابی پیدا نہ ہو — چراغ تلے اندھیرا نہ رہے اور مرکز کی اصلاح کے اثر سے تحت کے اضلاع میں بھی اصلاح ہو - مرکز کی روشنی سے تحت کے دفاتر بھی روشن ہو جائیں گے - لیکن ہمارے عوامی وزراء دارالسلطنت کے کسی دفتر یا محلہ کا دورہ نہیں کرتے - حیدرآباد کی سڑکوں پر اگر کبھی ان کا گزر بھی ہوتا ہے تو بقول غالبؔ ؎

بینس میں گزرتے ہیں جو وہ کوچہ سے میرے
کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے -

تیز رفتار موٹروں میں یہ جادہ جاں پیما ہو جاتے ہیں۔ بلدہ کے کسی وزیر کا معائنہ کرنے کی بجائے ہمیشہ اضلاع ہی کا رخ کیا کرتے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان کے مینگ جنگل اور قصبات ہی میں اچھی طرح سماتے ہیں۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ بلدہ کا محلہ واری دورہ کریں یا بلدہ کے دفاتر کا معائنہ کریں تو پھر "شہ سرخی" اور گلپوشی کا موقع یہاں کہاں مل سکتا ہے۔ اضلاع کے دوروں میں فائدہ ہی فائدہ ہے

گلپوشی ہے۔ عکس کشی ہے۔ سپاس نامہ ہے۔ کیسٹ زر ہے۔ جشن ہے۔ بیلانہ ہے۔ مفت سربراہی ہے — اور پھر لطف یہ کہ جنگل میں مور ناچا کوئی دیکھا اور کوئی نہیں دیکھا۔ لیکن مور جنگل کی بجائے شہر میں ناچنے لگے تو لوگ تنقیدیں کریں گے — کوئی کہے گا مور کے پاؤں کسی سنبر قدم کی طرح کریہہ منظر اور منحوس ہیں۔ کوئی کہے گا مور کے پر صرف نمائشی ہیں۔ پرواز کے کام کے نہیں۔ کوئی کہے گا وہ صرف طاؤس و رباب کا متوالا ہے فقیر و بہنال یا حرکت و عمل سے اسے کیا واسطہ! اسی لئے ہمارے وزراء مور کی طرح شہروں کی بجائے جنگل میں ناچنا پسند کرتے ہیں۔ ہمارے عوامی وزراء کی مثال ایک طرح جگنو سے بھی ملتی ہے۔ جگنو صرف اندھیری رات میں چمک سکتا ہے لیکن دن میں اس کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ اسی طرح ہمارے وزراء صرف دیہات اور قصبات کے اندھیروں میں چمکتے ہیں۔ اور گاؤں والے ان کی چمک دمک دیکھ کر تالیاں بجاتے ہیں۔ جیسا کہ انشاء اللہ خاں انشاؔ نے فرمایا ہے۔

جگنو میاں کی دم جو چمکتی ہے رات کو
سب دیکھ دیکھ اس کو بجاتے ہیں تالیاں

لیکن شہروں کے اجالے میں ان کی دم نہیں چمکتی۔ اسلئے یہ شہر میں دورے کے لئے نہیں نکلتے۔

میجک لانٹرن کی مثال بھی ہمارے وزراء پر صادق آتی ہے۔ جتنا اندھیرا زیادہ ہوگا (چاہے اندھیرا جہالت کا ہو یا سادہ لوحی کا) اتنا ہی میجک لانٹرن کے نقش و پیر زیادہ واضح ہوں گے۔ لیکن اجالے میں میجک لانٹرن کی کوئی تصویر نظر نہ آئے گی۔ اسی لئے ہمارے وزراء دیہات میں جہاں جہالت، نادانی اور سادہ لوحی کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا رہتا ہے۔ اپنی میجک لانٹرن لئے پھرتے ہیں۔ اگر وہ شہروں میں اپنی میجک لانٹرن لئے پھریں تو رہی سہی روشنی بھی ختم ہو جائے۔ اور روشنی کے ساتھ لاج کے بھی لالے پڑ جائیں۔

ہمارے وزیروں کے دوروں کا مقصد کیا ہونا ہے؟ سفر خرچ بھتہ۔ مفت سربراہی، تفریح، وقت گزاری سپاس نامہ۔ کیسہ زر وغیرہ۔ چونکہ ملاقات کے لئے بقول غالب کسی تقریب کا ہونا ضروری ہے ؎

تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیے

اس لئے وہ دوروں کے جواز کے لئے افتتاح اور تنقیح کے بہانے تراشتے ہیں۔ یعنے وزیر صاحب اگر تشریف نہ لے جائیں تو کسی عمارت کا سنگ بنیاد نہیں رکھا جا سکتا یا کسی جلسہ کا افتتاح نہیں ہو سکتا — بالکل اسی طرح جس طرح مرغ بانگ نہ دے تو صبح نہ ہو۔

جب کوئی وزیر صاحب کسی دیہات کے دورے سے واپس ہوتے ہیں تو وہاں ایک بینیئے تک بازار میں

گوشت، ترکاری، گھی، انڈے، مچھلی اور مرغ نہیں ملتے یعنی رسد پر طلب غالب آ جاتی ہے۔ اور قحط کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ سربراہی کرنے والے پٹیل پٹواری اور تحصیلدار دعا کرتے ہیں۔ اے بھگوان ہمارے [illegible] کو جو دورے اٹھتے ہیں وہ کم ہو جائیں۔ تاکہ بازار میں اشیائے خورد و نوش کا کال نہ ہو۔

ایکسزار نوری میٹر پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں۔ ابھی آپ جناب متفکر کی تقریر سن رہے تھے۔ اب ہمارے نشریات کا وقت ختم ہو چکا ہے ہمیں آئندہ ہفتہ تک کے لئے اجازت ۔۔۔

جے ہند

آج ملک کے نوجوان طبقے پر ایک اہم اور مخصوص ذمہ داری عائد ہوتی ہے

آندھرا پردیش یوتھ کانگریس کو وزیر سماجی بھلائی کا پیام

شریمتی معصومہ بیگم وزیر سوشیل ویلفیر نے آندھرا پردیش یوتھ کانگریس کے پہلے کنونشن کو جو نئے دارہ میں ۱۹ اپریل ۱۹۷۲ء سے منعقد ہو رہا ہے حسب ذیل پیام روانہ کیا ہے۔

یہ امر باعث مسرت ہے کہ شریمتی اندرا گاندھی اس ماہ کے آخری ہفتہ میں آندھرا پردیش یوتھ کانگریس کے پہلے کنونشن کا افتتاح فرمائیں گے جو نئے دارہ میں منعقد ہو رہا ہے۔

اس وقت جبکہ ہم اپنے ملک کی ہمہ جہتی معاشی و سماجی ترقی کیلئے مختلف النوع ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل میں منہمک ہیں۔ لہٰذا ہم سب اور خصوصاً ملک کے نوجوان طبقہ پر ایک اہم اور خصوصی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہمارے ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کیلئے جن کی بہ عجلت ممکنہ تکمیل ہمارے نوزائیدہ و نوخیز جمہوریت کے مستحکم کرنے کیلئے ازبس ضروری ہے ہم اپنے سارے وسائل اور انسانی قوتوں کو مجتمع کریں۔ ہم نے سماجی ترقیاتی اصول اور اقتدار کو غیر مرکوز کرنے کے طریقہ کو اس طرح اپنایا ہے کہ عوام اور ریاستی عامہ راست و قریبی ربط پنچایت سمیتیوں اور ضلع پریشد کے ذریعہ ممکن ہو سکے۔ لہٰذا مجھے ملک کے نوجوان طبقہ پر کامل یقین و اعتماد ہے کہ وہ معاشی و سماجی ترقیاتی منصوبوں سے وابستہ ہو کر ایک ایسے ہندوستان کی تعمیر کریں گے جو امن خوشحالی و آزادی سے مملو اور جس کی تکمیل کیلئے مہاتما گاندھی اور ہمارے مقبول ترین قومی لیڈروں نے مسلسل جدوجہد کی ہے اور جو اب بھی جاری ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس کنونشن کو ہمہ جہتی کامیابی حاصل ہو

برطانیہ کی خبریں

دوستی کے بندھن

لارڈز میں ٹیورنرز (کرکٹ کے شیدائیوں کا کلب) کے صدر ڈیوک آف ایڈنبرا اور آسٹریلیا کی کرکٹ ٹیم (جو آج کل برطانیہ کا دورہ کررہی ہے) کے کپتان رچی بینو نے ۲۶ اپریل کو لندن میں دی گئی ایک ضیافت کے موقع پر نکٹائیوں کا تبادلہ کیا۔ ڈیوک موصوف نے بینو کو اپنے کلب کی نکٹائی پیش کی جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کلب کے اعزازی ممبر بنا دئیے گئے ہیں۔ بینو نے اپنی نکٹائی کھول کر ڈیوک کے حوالہ کردی اور کہا۔ "جناب! میں نے یہی نکٹائی جنوبی افریقہ، ہندوستان، پاکستان، انگلستان اور ویسٹ انڈیز کے خلاف کھیلے گئے ٹیسٹ میچوں میں باندھی تھی۔ اور ہم نے اِن تمام ملکوں کو شکست دی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ نکٹائی اب آپ باندھ لیں۔ میرے پاس ایک اور نکٹائی ہے جسے باندھ کر میں فتوحات کے ایک نئے دور کا آغاز کروں گا!"

برطانیہ میں صحت عامہ کے مسائل سے متعلق کانفرنس
ہندوستانی ڈیلیگیٹوں کی شرکت

اِن دنوں بلیک پول میں رائل سوسائٹی برائے صحت کی ایک کانفرنس ہو رہی ہے جس میں دنیا کے صحت عامہ کے مسائل کو زیر بحث لایا جارہا ہے۔ اس میں چالیس سے زائد ملکوں کے نمائندے حصہ لے رہے ہیں۔ ہندوستان کی طرف سے ہندوستانی ہائی کمشنر ما مور برطانیہ کے طبی مشیر لفٹیننٹ کرنل بی۔ کے۔ سُوری اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر آف ہیلتھ سروسز پنجاب ڈاکٹر ایچ۔ ایس۔ گریوال اس کانفرنس میں شامل ہوئے ہیں۔ عالمی صحت تنظیم کے ڈائریکٹر جنرل مسٹر ایم۔ جی۔ کینڈو نے اپنی تقریر میں کہا کہ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کم ترقی یافتہ ملکوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں نہایت اہم خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اور کہ عالمی صحت تنظیم اُن کے کام کی بہت قدر کرتی ہے۔ موصوف نے مزید کہا کہ جو ممالک اس میدان میں امداد دے رہے ہیں ان میں برطانیہ کا مقام بہت بلند ہے۔ ڈاکٹر گریوال عالمی صحت تنظیم کے وظیفہ پر ایڈنبرا یونیورسٹی میں چھ ماہ کا ایک کورس کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں بہت خوش ہوں کہ مجھے اس کانفرنس میں شامل ہونے کا موقع ملا ہے۔ اس سے مجھے بہت فائدہ پہنچے گا۔

عشائیہ

حیدرآباد۔ ۳۰ اپریل کی رات کے ۸ بجے گرانڈ ہوٹل عابد روڈ کے بالائی حصہ میں منجانب مالکان گرانڈ ہوٹل آقا محمد سید علی رضا وزیری و آقای علی آقا کا شانی ایک شاندار عشائیہ قونصل ایران آقای اسد اللہ کیا فر کے اعزاز میں ترتیب دیا گیا تھا مدعوئین میں سید ابو العظیم آقای سید عباس منصوری، آقای عبد الصمد گیلانی، آقای رستم گیلانی آقای سید محمد وزیری، آقای محمد علی درویش اور دیگر حضرات تھے۔ دوران طعام میں حیدرآباد کی ثقافت اور تہذیب پر گفتگو رہی۔

قطعہ

یہ کیسا موسمِ گل دیکھ باغ میں آیا | یہ کیسا تیل بھی دیکھو چراغ میں آیا
بہار آتے ہی کہتا ہے چنگ یہ دف سے | عجیب خبر کہن بھی آیا باغ میں آیا

(ماخوذ از [illegible])

ستاروں اور سیاروں کے متعلق اہم تحقیق

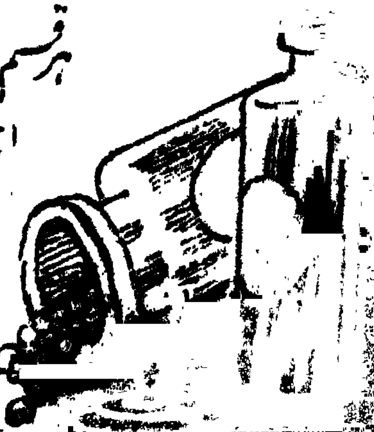
امریکہ کے ماہر ستارہ گان سورج کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے زمین کے نیچے جا رہے ہیں۔ یہ عجیب و غریب بات ان لوگوں کو حیران کرتی ہے جو ٹکسن (آری زونا) میں کٹ پیک نیشنل آبزرویٹری (رصدگاہ) کی تعمیر میں پیش رفت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جہاں دنیا کی سب سے بڑی آفتابی دوربین نصب کی جا رہی ہے۔ علم نجوم کی تحقیق کے لئے یونیورسٹیوں کی تنظیم کی طرف سے یہ رصدگاہ بنائی جا رہی ہے جو اس کی مہتمم بھی ہے۔ دوسری دوربینوں کے برعکس اس دیو قامت آفتابی دوربین کی تعمیر میں امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ کٹ پیک کی چوٹی میں ۳۰۰ فٹ لمبا سوراخ کھودا جا رہا ہے۔ یہ پہاڑ ٹکسن کے جنوب مغرب کی طرف ۴۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے اس گہری سرنگ کا قطر ۱۵ فٹ ہے اور ۳۲ درجے کے زاویے کے مطابق اس پہاڑ میں کھودی گئی ہے۔ یہ علم نجوم کی تحقیق کے بدلے ایک بار دوی سرنگ کے مشابہ ہے لیکن اس کی یہ شکل بھی تیزی سے بدل رہی ہے۔ اس کے پاس ہی فولاد اور کنکریٹ کا ایک بڑا ستون کھڑا کیا جا رہا ہے جس پر موٹر انجن سے چلنے والا ایک ہموار آئینہ ہوگا۔ جو ہیلیو سٹیٹ (heliostat) کہلاتا ہے۔ یہ زمین سے ۱۱۰ فٹ کی اونچائی پر ہوگا۔ سورج کا سراغ رکھے گا اور اس کا عکس ایک خاص زاویے پر لگے ہوئے شیشے کے تختے پر پڑے گا جو ستون کی چوٹی سے پہاڑ کی سرنگ کی تہہ تک پھیلا ہوا ہے۔ مجموعی طور پر یہ ۵۰۰ فٹ کا فاصلہ ہے۔ اس مقام سے سورج کی تصویر ایک تیسرے آئینے پر عکس انداز ہوگی۔ جو زیر زمین مشاہداتی تہہ خانے میں اسے منتقل کرے گی۔ وہاں سورج کے اس ۳۴ انچ قطر والے عکس کا یا تو فوٹو لیا جائے گا یا اسے سپیکٹروسکوپ میں منتقل کیا جائے گا۔ تاکہ سائنسدان اس کا مطالعہ کر سکیں۔ اس عظیم دوربین کے ذریعہ کسی دوسری آفتابی دوربین کی نسبت سورج کی کئی گنا بڑی اور روشن تصویر دکھائی دے گی۔ اور تمام سند یافتہ سائنسدانوں کو تحقیقی مقاصد کے لئے مہیا کی جائے گی۔ نیشنل سائنس فاونڈیشن کے ڈائریکٹر ڈاکٹر ایل۔ ٹی۔ واٹرمین نے کہا ہے کہ جب اس عظیم دوربین کو نصب کرنے کا کام مکمل ہو جائے گا۔ تو اس کے ذریعے آفتابی تحقیق کرنے والے سائنسدانوں کو زمین سے سورج کا زیادہ صاف منظر دکھائی دے سکے گا۔ ان مشاہدات سے اس آسمانی ستارے کے متعلق انسان کی قلیل معلومات میں ٹھوس اضافہ ہو سکے گا جو ہمارے اس کرۂ ارض کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ کٹ پیک نیشنل آبزرویٹری کے نائب ڈائریکٹر ڈاکٹر کیتھ پیئرس نے جو آفتابی پروگرام کے انچارج ہیں۔ بتایا کہ اس عظیم آفتابی دوربین کی مدد سے ستاروں اور سیاروں کے متعلق اہم

تحقیق فائدہ ہوگا۔ سپکٹرل تحقیق کے علاوہ پیدہ یوٹی مست دُور بین آفتابی دھبوں اور ان دھماکوں سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کی تحقیق سالی میں بھی استعمال کی جائے گی۔ جو زمین پر ریڈیو اور دوسری قسم کے پیغام رسانی اور رسل و رسائل کے ذرائع پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ آسٹرل ایسٹرانومی کے نئے نیشنل ریسرچ سینٹر (بغرض علم ستیارگان بیچ ملکی تحقیق مرکز) میں دُنیا کی یہ سب سے بڑی آفتابی دُوربین ان متعدد دوسرے آلوں میں سے ہے جو یا تو زیر استعمال ہیں یا زیر تعمیر۔

مارچ میں جب سے اس آبزرویٹری کا افتتاح ہوا ہے، ایک ۳۶، انچ دہانے والی دوربین مختلوں سے کام آ رہی ہے۔ ۸۰۔ انچ دہانے والی دوربین کی تکمیل کے قریب ہے۔ آبزرویٹری کے ڈائرکٹر ڈاکٹر نکولاس یوسیال نے بتایا کہ اس دوربین کے لئے ایک عظیم آئینے کی تیاری سال رواں ہی میں شروع ہوگی۔ ڈاکٹر پیٹرس نے واضح کیا کہ مذکورہ دیو قامت آفتابی دوربین کو ۱۹۷۰ء میں مکمل کرنے کا پروگرام ہے۔ ڈاکٹر میال نے اس سلسلے میں بتایا کہ ۸۰، انچ دہانے کی یہ آفتابی دوربین تحقیق کرنے والے سائنسدانوں کو اُسی وقت سے تربیت مہیا ہو جائے گی۔

کامن ویلتھ ٹیکنیکل ٹریننگ ہفتہ ڈیوک آف ایڈنبرا کی مصروفیات

معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ میں ۲۹ مئی تا ۴ جون کامن ویلتھ ٹیکنیکل ٹریننگ ہفتہ منایا جائے گا۔ اور کہ ڈیوک آف ایڈنبرا اس کے دوران میں اپنا سارا وقت ہفتے سے متعلق تمام تقاریب اور سرگرمیوں کے لئے وقف کردیں گے۔ اسی عرصہ کے دوران میں کامن ویلتھ کے ۳۰ ممالک اور علاقے بھی یہ ہفتہ منا رہے ہیں۔ ہندوستان میں یہ ہفتہ ستمبر اور اکتوبر میں منایا جائے گا۔ اس ہفتہ کا مقصد نوجوانوں کو اس بات کی ترغیب دینا ہے کہ وہ فنی تربیت کی اسکیموں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ ڈیوک آف ایڈنبرا مختلف تقریبوں اور سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لئے ہیلی کاپٹر اور ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر کریں گے۔ وہ گلاسگو، ایڈنبرا، برمنگھم، کارڈیف وغیرہ جائیں گے۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا ہے کہ کسی ملک کی خوشحالی کا انحصار بہت حد تک اس بات پر ہے کہ وہاں کے لوگ فنی اعتبار سے کتنے ترقی یافتہ ہیں۔



یہ سائنس کی دنیا

بحر اطلانتک میں زلزلہ!

امریکی سائنسدانوں نے بحر اطلانٹک کی ساڑھے تین میل گہری تہہ پر زلزلہ پیما پہنچا کر اس گہرے سمندر میں زلزلے کا پتہ لگایا ہے۔ کولمبیا یونیورسٹی کی لیمنٹ جیولاجیکل لیبارٹری کے ڈائریکٹر ڈاکٹر موریس ایونگ نے اس سائنسی کارنامے کا انکشاف کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس نئی تکنیک سے سائنسدانوں کو زمین کی ساخت کے متعلق معلومات کا ایک نیا ذخیرہ ملے گا۔ اس تجربے میں پچھلے موسم گرما میں کولمبیا یونیورسٹی کے تحقیقی جہاز استعمال کیے گئے تھے۔ یہ بھونچال برمودا کے جنوب مغرب کی طرف ۱۲۰ میل دور سمندر کی تہہ میں ریکارڈ کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر ایونگ نے واضح کیا ہے کہ پانی کے نیچے زلزلہ پیماؤں کے ذریعہ سمندری تحقیق کے متعلق نئے راستے کھل سکتے ہیں۔ سمندروں کے نیچے زلزلے کی جو لہریں شروع ہوتی ہیں۔ انہیں جزیروں میں زلزلہ پیما تو ریکارڈ کرتے ہیں لیکن زمینی سٹیشنوں تک وہ نہیں پہنچتے۔ اسی طرح زمین میں جو زلزلے آتے ہیں وہ ان جزیروں کے زلزلہ پیماؤں تک نہیں پہنچتے۔ اگر کرہ ارض کے زمینی اور سمندری حصوں میں زلزلے کی لہریں پہنچنے میں حقیقی رکاوٹیں پائی جاتی ہیں تو اس سے سائنسدانوں کو یہ ثبوت ملے گا کہ زمین کا بیرونی قشر واضح طور پر براعظمی اور سمندری حصوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

مرض دل کے مہلک حملوں کی روک تھام

امریکہ کے دو ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ دل کے اچانک مہلک حملوں میں بہت سے ایسے ہو سکتے ہیں جن کے لئے جسم میں برقی گڑبڑ ذمہ دار ہو۔ ابتک ایسے مہلک حملوں کی وجہ دریدوں کا سخت ہو جانا بتائی جاتی ہے۔ ان ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اس طرح کی اچانک اموات کی وجہ یہ ہے کہ دل کو خون پہنچانے والی وریدیں بتدریج تنگ ہونے لگتی ہیں جس سے جسم کے برقی نظام کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ برقی توازن اس لئے بگڑتا ہے کہ دل کے مختلف حصوں میں آکسیجن پوری مقدار میں نہیں ...

نیا کیمیاوی عنصر!

کیلی فورنیا یونیورسٹی کے سائنسدانوں نے ایک نیا کیمیاوی عنصر دریافت کیا ہے۔ امریکی اٹامک انرجی کمیشن کے بیان کے مطابق یونیورسٹی کی لارنس ...



...شن لیبارٹری کے چار ایسی سائنسدانوں نے
اس عنصر کی دریافت کی ہے۔ یہ پہلا عنصر ہے جو
اس ایٹمی ذریعوں دریافت کیا گیا ہے۔ اس کو الگ
کرنے میں کسی طرح کے کیمیاوی طریقے استعمال نہیں
کئے گئے۔ کمیشن کا کہنا ہے کہ اس عنصر کے کسی عملی اور براہ
راست استعمال کے آثار نظر نہیں آتے لیکن اس سے
ایٹم اور اس کے اجزا اور خواص کے متعلق انسان
کی بنیادی مفاہمت میں وسعت پیدا ہوگی۔

قطب جنوبی میں تحقیق!

امریکہ کی نیشنل سائنس فاونڈیشن سال رواں
قطب جنوبی میں تحقیق کے لئے روانہ ہوگی۔ اس مقصد
کے لئے ایک سمندری سائنسی لیبارٹری بھی آلات
سے پوری طرح لیس ان کے جہاز میں قائم کی جائے گی۔
یہ دراصل یہ ایک مال بردار جہاز ہے جس کا پیندا
دوہرا بنایا گیا ہے تاکہ یخ بستہ سمندر میں یہ دباؤ
کا مقابلہ کرسکے۔ اس مال بردار جہاز کے اندرونی
حصے دوبارہ بنائے جارہے ہیں تاکہ ان میں سائنسدانوں
کے رہنے اور لیبارٹری کے لئے کمرے بنائے جاسکیں۔
سائنسدان موسم بالائی کرۂ ہوائی، آبادی
سمندری زندگی اور سمندری حالات اور پانی
کے نیچے کی چٹانوں اور قطب جنوبی کے قریب سمندروں
میں زمینی مقناطیسی کشش وغیرہ سے متعلق تحقیق کریں
گے۔ فاونڈیشن کا بیان ہے کہ یہ سمندری تحقیقی
سفر کئی ماہ تک جاری رہے گا اور سال رواں
کے بیت جھڑ میں شروع ہوگا۔ یہ جہاز سال میں
دس مہینے قطب جنوبی میں کام کرے گا۔

سمندر کی تہہ کے نیچے کھدائی!

امریکی سائنسدانوں نے سطح سمندر کی تقریباً ۲
میل سے زیادہ گہرائی پر اور سمندر کی تہہ کے کوئی سو
فٹ نیچے کھدائی سے پتھروں پر جمے ہوئے ایسے جاندار
نکالے ہیں جن سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ کرۂ ارض پر
آج سے ڈیڑھ کروڑ برس پہلے بھی زندگی پائی جاتی ہے
یہ کھدائی میکسیکو کے مغربی ساحل سے دور گیڈا
لیوپ جزیرے کے قریب کی گئی ہے۔ قدیم زندگی کے
یہ ثبوت ان ہزار ہا خوردبینی پودوں اور جانوروں
کے پتھروں سے ملتے ہیں جو سمندر کی تہہ سے سو فٹ
نیچے کی گہرائی سے نکالے ہوئے سبزی مائل سرمئی
رنگ کے مادے میں پائے گئے۔ یہ نمونے "کس ون"
جہاز کے ذریعہ لائے گئے تھے جس نے سمندر کی ۱۲
سو فٹ گہرائی پر کھدائی کی مشین پہنچا کر آثار قدیمہ کی
یہ بیش قیمت اشیا برآمد کیں۔ امریکی نیشنل اکاڈیمی
آف سائنسز اور سائنس فاونڈیشن نے بتایا ہے کہ
سمندر کی تہہ کے ۵ سو فٹ نیچے کا درجۂ حرارت
بھی پہلی بار جانچا گیا ہے "کس ون" جہاز کے ذریعہ جو
درجۂ حرارت دریافت ہوا ہے وہ سمندر کی تہہ میں پہلے کے
دریافت کئے ہوئے درجۂ حرارت کی بنا پر توقع سے کچھ زیادہ ہی ہے

امریکہ میں مغل دور کے پارچہ جات کی نمائش

قدیمی زمانے سے نفیس قسم کا کپڑا بننے والے جولاہوں نادر زیورات بنانے والے سناروں اور دوسرے کاریگروں میں اپنے فن کے لئے جو لگن اور اپنی فنکاری پر بجا طور پر فخر کرنے کی جو خصوصیت پائی جاتی تھی واشنگٹن ٹیکسٹائل میوزیم (پارچہ جات کے عجائب خانے) کے ماہر عملے نے بھی اپنے آپ کو انہی خوبیوں سے ممتاز بنایا ہے۔ جب کسی خاص چیز کی نمائش ہوتی ہے تو عملے کا ایک ایک شخص اس منصوبے میں حصہ لیتا ہے جس میں احتیاط کے ساتھ سامان کا انتخاب، اس کی خاص سنبھال اور دیکھ بھال شدید تحقیق اور ترتیب شامل ہے۔ ہاتھ سے بنے ہوئے خوبصورت و دلکش پارچہ جات اور کمبلوں کی حالیہ نمائش میں بھی اس عملے کی شرکت نمایاں پائی جاتی ہے۔ اس نمائش میں ہندوستان کے ان علاقوں کے ۱۶ ویں سے ۱۹ ویں صدی کے وسط تک کے پارچہ جات رکھے گئے ہیں جو مغلوں کے اثر و رسوخ کے تحت چلے گئے تھے۔ عجائب خانے کے کنزرویٹر جوزف وی کولمبس کے بیان کے مطابق اس نمائش کو بہت پسند کیا گیا ہے۔ جوزف کولمبس کو قدیمی پارچہ جات کا مطالعہ کرنے اور ان کی دیکھ ریکھ کا بڑا تجربہ حاصل ہے۔ آپ نے بتایا کہ نمائش دیکھنے والوں نے پارچہ جات کی رنگا رنگی، زیبائش، آراستگی کی مالا مالی اور ہر چیز کے پس منظر اور تاریخ میں دلچسپی ظاہر کی۔ مسٹر کولمبس اور ان کی متبادل کیوریٹر کو مسز ایلنر جو کہ سب تجزیہ کار ہیں مغل دور کے پارچہ جات کی نمائش میں کی رہنمائی اور بے مثل ساڑھیوں، دستاروں اور وغیرہ کے خوبصورت پلوؤں، زیبا شکلی جانشینوں اور جانوروں کی کھالوں کے کمبلوں اور ریشمی اور مخمل پارچوں کی تشریح کرتی رہی ہیں۔ مسز ایلنر ہند اور پارچہ جات کی فنکارانہ، تاریخی اور ٹیکنیکل کے متعلق کئی مضامین کی مصنف ہیں۔ بتایا کہ نمائش آنے والے لوگ نمائش میں ساڑھیوں کی نفاست خوبصورتی، خاص کر گجرات کی ان پرانی ایکت ساڑھیوں سے انتہائی متاثر ہوئے جو شادی بیاہ کے لئے طور پر بنائی جاتی تھیں۔ یہ ساڑھیاں گجرات میں اب بھی اسی پرانے فنکارانہ طریقے پر بنی جاتی ہیں۔ مسز واضح کیا ہے کہ ایکت ساڑھیوں میں رنگنے کا کام روایاتی طریقوں پر ہندوستان اور پاکستان میں کیا جاتا ہے۔ ہندوستان سوتی پارچہ جات کی کمائی کا سرچشمہ تھا۔ اور یہیں سے ایشیا، یورپ، امریکہ اور سپین وغیرہ ملکوں میں یہ ہنر اور صنعت ٹیکسٹائل میوزیم کے ڈائریکٹر ایلن ساٹرنے اور پاکستان کے علاقوں کے پارچہ جات سے ناقص جانچ اور مقابلہ کرنے کی اہمیت واضح کی اس بات پر زور دیا کہ ان پارچہ جات کو مکمل ثقافتی کا حصہ سمجھنا چاہئے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ نمائش ان تمام لوگوں کے لئے اہمیت رکھتی ہے۔ جو ان پارچہ جات کی قدر و سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کی فنکاری میں ہندو

ملک پارچہ جات کی تاریخ میں یہ ملک عظیم حصہ لیا ہے۔ سارا تیار کرنے کا اہم مرکز اور امریکہ میں کپڑا بننے کے آرٹ کی تحریک کا متواتر وسیلہ رہا ہے۔ انہوں نے تعلیمی معاملات میں تیار کی ہوئی ململ کو ٹیکسٹائل صنعت میں بے مثل طور پر اہم قرار دیا۔ ہندوستان سے لائے ہوئے نباتاتی (یعنی کپاس اور دوسری نباتات سے تیار کیا ہوا کپڑا) اور جانوروں کی کھالوں کے کمبلوں کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ میوزیم کے بانی جارج ہیوٹ مائرس نے ان کمبلوں کی نمائش کے لئے خاص طور پر ایک الگ کمرہ تعمیر کرایا تھا۔ یہ عجائب خانہ عالمانہ مستفیدات اور حوالہ جاتی لائبریری کے ذریعے پبلک کی جو خدمات بجا لاتا رہا ہے ڈائریکٹر نے ان کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ دوسرے عجائب خانوں کے عملے کے ممبروں کو بھی یہاں پارچہ جات کے متعلق تربیت دی جاتی ہے اور مختلف عجائب خانوں اور خاص نمائشوں کے لئے بھی اس کے پارچہ جات مستعار دیئے جاتے ہیں۔ مغل زمانے کے ان پارچہ جات کی نمائش نیویارک کے میوزیم آف ماڈرن آرٹ، لاس اینجلز کونٹی میوزیم کیلی فورنیا، گبس میموریل آرٹ گیلری (جنوبی کیرولینا) مختلف یونیورسٹیوں کی آرٹ گیلریوں اور ہارورڈ یونیورسٹی واشنگٹن ڈی سی۔ ییل یونیورسٹی نیو ہیون، کنکٹی کٹ۔ کوپر یونین کالج نیویارک، ہینڈرکس کالج۔ کانوے ارکنساس میں دکھائی جا چکی ہے۔ اس عجائب خانے کے عملے کی ایک اور رکن مس آئرین ایموری نے بتایا کہ مغل دور کے ان پارچہ جات کی نمائش میں مجھے خاص دلچسپی اس لئے ہے کہ جنوبی ایشیا میرے لئے خاص طور پر پر کشش اور جادو کار سرزمین ہے۔ اور اس نمائش کے متعلق تحقیق نے میرے لئے انکشافات کے دروازے کھول دیئے اور مجھے آرٹ کے ایک عظیم خزانے سے روشناس کرایا جس سے مجھے نفیس اور اعلیٰ قسم کے پارچہ جات کے متعلق سائنٹیفک شعور اور علم حاصل ہوا۔ نمائش میں ایک قابل ذکر چیز ۱۸ ویں صدی کی گلکاری سوتی چھینٹ ہے جس پر ۱۰۵۰ مختلف قسم کے مربع بنے ہوئے ہیں لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان کی جوڑی ایک ہی ہے۔ عجائب خانے کے ماہرین کے بیان کے مطابق چھپے کی چھپائی (چھینٹ) کا یہ ایک غیر معمولی نمونہ ہے۔ عجائب گھر میں جانوروں کی کھال سے تیار کیا گیا ۱۶ ویں صدی کا ایک قالین بھی ہے جس کے تانے بانے کے ہر مربع انچ میں ایک ایک سو گانٹھیں لگی ہوئی ہیں۔

یہ ٹیکسٹائل عجائب خانہ ۱۹۲۵ء میں ایک امریکی باشندے جارج ہیوٹ مائرس نے قائم کیا تھا۔ انہیں کپڑے بننے کی تکنیک اور کمبلوں اور پارچہ جات کے رنگوں اور ڈیزائنوں سے زندگی بھر دلچسپی رہی۔ انہوں نے یہ عجائب خانہ اس مقصد سے قائم کیا تھا کہ ان کے جمع کئے ہوئے پارچہ جات کے وسیع ذخیرے تک عوام کی رسائی بھی ہو۔ اور ٹیکسٹائل کے میدان کی ٹیکنیکل اور فنکارانہ مطالعہ اور تحقیق میں بھی مل سکے۔ عجائب خانے میں تقریباً ۴ سو کمبلوں اور چھ ہزار کپڑوں کے نادر نمونے ہیں جنہیں دنیا بھر کے ملکوں سے جمع کیا گیا ہے۔ نمائش میں دو ہزار برس قبل مسیح سے موجودہ وقت تک کے پارچہ جات پائے جاتے ہیں۔

افتخار دانش (بی۔ اے)

نظیر

ایک آفاقی شاعر

نظیر بقول صاحب تاریخ اردو ادب و دیگر تذکرہ نگاران قدیم ۱۱۴۵ھ مطابق ۱۷۳۵ء بمقام دہلی پیدا ہوئے صرف ایک تذکرہ نگار نے آگرہ کو ان کا مولد بنایا ہے۔

ان کے والد سید محمد فاروق قلعہ دار آگرہ کی دختر سے بیاہے ہوئے تھے۔ سید فاروق کی یہ تیرھویں اولاد تھی اس سے پہلے بارہ بچے داغ جدائی دے چکے تھے۔ ان کی والدہ فقیروں کے آستانوں پر جبہ سائی کیا کرتی تھیں۔ بالآخر ان کی دلی تمنا بر آئی۔ ایک روز ان کے گھر اتفاقاً ایک بزرگ تشریف لائے۔ ان کی نامرادی کا حال سنکر رنجیدہ ہوئے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دست طلب کی لاج رکھ لی۔ اور نظیر عالم وجود میں آئے ماں باپ کی خوشی کا کیا ٹھکانہ تھا۔ اس واقعہ سے بزرگوں پر ان کا اعتقاد ایقان کی حد تک پہنچا دیا۔ نظیر نے زندگی کا زیادہ حصہ صوفیوں اور سناسیوں وغیرہ کی صحبت میں گزارا۔ جس نے انہیں ہر قسم کے تعصب سے بالا تر کر دیا۔ مختلف قسم کے لوگوں کے میل جول سے ان کا تجربہ وسیع ہو گیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کے اشعار حقیقت سے قریب تر ہیں۔ اور ہر شعر پردۂ ذہن پر موضوع شعر کی تصویر کھینچ دیتا ہے وہ حقیقتاً مصور فطرت کہلائے جانے کے بجا طور پر مستحق ہیں۔ انہوں نے رنگین پیانی سے مرقع فطرت میں جو رنگ بھر دیتے ہیں وہ خود ان مصف اور شاعر کے لئے باعث حیات جاوید ہیں۔

نظیر نے ہوش سنبھالا تو مولوی محمد کاظم اور ملا ولی محمد شارح مثنوی مولانا روم وغیرہ کی درسگاہوں سے مستفیض ہوئے۔ فارسی کے علاوہ عربی میں بھی استعداد بہم پہنچائی فن خوشنویسی کے استاد تھے۔ اوائل عمر میں متھرا گئے اور وہاں قریہ کے مدرس ہو گئے تھے۔ لیکن ان کی آزاد طبیعت کسی قید و بند کی کیونکر متحمل ہو سکتی تھی۔ ترک ملازمت کر کے گھر آ بیٹھے۔ اور راجہ رام بلاس کے لڑکوں کے اتالیق مقرر ہو گئے۔ اب انہیں وہ آزادی نصیب ہو گئی جس نے نواب سعادت علی خاں والی لکھنو اور بھرت پور کے راجہ کی دعوتیں ... منظر دلدادی تھیں۔

نظیر زندہ دل واقع ہوئے تھے اور عمر کا کافی حصہ لا ابالی پن میں گزار دیا۔ اس زمانے کے اشعار نے ان کو حالی اور آزاد وغیرہ کی نگاہوں میں غیر معتبر ٹھہرایا۔ یہاں تک شیفتہ گلشن بے خار میں باوجود اس کے کہ ان کے علم و انکسار اور خلق کا تذکرہ نہایت زور دار الفاظ میں کرتے ہیں۔ مگر ان کی شاعری پر بایں الفاظ رائے زنی ہے۔ نظیر کے بہت سے اشعار شوقیوں کی زبان ہیں اس لحاظ سے ان کو شعراء کی صف میں شمار کرنا محال ہے ایسے ہی تذکرہ نویسوں نے نظیر کو محض نگار مشہور کر دیا تھا اور ان کے کلام کے مطالعہ کو معیوب تصور کیا جانے لگا۔ اور ایک ایسا شاعر جو حقیقتاً عوامی شاعر کہلائے جانے کا مستحق تھا۔ نظر انداز کیا جاتا رہا۔

کیا ایسے شاعر کو شاعر نہ تسلیم کرنا ... کس کے کلام میں رطب و یابس نہیں ہے ... کے کلام ...

خارج از بحث کرنے کے بعد جو کچھ رہ جاتا ہے وہ قابلِ قدر ہے؟ یہی حال سودا وغیرہ کا ہے۔ کیا وہ شخص جو "پودنے" اور "گڑگو"، "ڈال کی فلاسفی"، "ٹکمیاں"، "تل کے لڈو" وغیرہ پر سیر حاصل مسلسل نظمیں لکھ سکتا ہے مستحقِ تغافل ہے؟ اور اگر کمزور اشعار نکال دیئے جائیں تو کیا وہ "شیکسپیئر" کا مقابلہ نہیں کرتا؟ کیا مضمون کی سلاست و سادگی اس کو سعدی کے مقابل لا کر کھڑا نہیں کر دیتی؟ — کیا اس کی بے تعصبی دیکھنا ہو تو اس کے کلام کا مطالعہ تعصب سے بالاتر اور خالی الذہن ہو کر کرنا چاہیے۔ اگر ایک طرف وہ عید بقرعید شبرات وغیرہ پر والہانہ انداز میں گوہر افشانی کرتا ہے تو دوسری طرف ہولی، دیوالی اور بسنت جیسے تہواروں پر گل ریزی اس کا حصہ ہے۔

نظیر کی بے تعصبی، وسیع المشربی اور ہمہ گیری ان کو دوسرے شاعروں سے ممتاز و ممیز رتبہ عطا کرتی ہے۔ نظیر کے کلام کی شوخی و پرکاری جن ثقہ حضرات کو بالکل بہ عتاب کرتی ہے۔ ان سے گزارش ہے کہ اس آفاقی شاعر کو ایک نظر بزم [illegible] میں ملاحظہ فرمانے کی زحمت فرمائیں۔ اور وہ یوں کہ ترجمۃ القرآن میں مولانا نذیر احمد نے ایک قرآنی آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے یہ ضرب المثل اشعار نقل کئے ہیں۔

نیکی کا بدلہ نیک ہے بد کو بدی کی بات لے
کانٹے لگا کانٹے پھلیں پھل پات تو پھل پات لے
کل جگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

کیا یہ کسی شاعر کے لئے کم باعث فخر ہے کہ اس کا کلام ترجمۃ القرآن جیسی مقدس کتاب میں نقل کیا جائے؟

اس کے اچھے اشعار ہی نے مولوی محمد حسین آزاد کو یہ لکھنے پر مجبور کیا۔ "ہمارے تذکرہ نویسوں کا دستور ہے کہ جب شاعر کا حال لکھتے ہیں۔ تو اس کے اشعار بھی انتخاب کر کے لکھتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ فیضان سخن رائیگاں نہیں جاتا۔ نظیر کے بعض شعر ایسے ہیں کہ میر کے پہلو مارتے ہیں — پس اگر نظیر کا ذکر کر کے اس کے چند انتخاب شعر لکھ دیئے جائیں تو ناواقف سوائے اس کے نظیر کو میر کا ہم پلہ شاعر سمجھے اور کیا تصور کر سکتا ہے؟ مجھ کو بھی چند ہی شعر پسند آئے۔!"

نظیر کی اکثر نظمیں ایسی ہیں جن کا جواب ہنوز ادب اردو کے امکان میں نہیں اور یہ بات اس لئے اور بھی اہم ہو جاتی ہے کہ اردو میں نظم کا نقش اول نظیر ہی کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ مثال کے لئے مندرجہ ذیل نظموں کا تفصیلی مطالعہ کیجئے "کیا علم انہوں نے سیکھ لیا جو بن دیکھے کو بانچے ہیں"، یا "سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارہ" وغیرہ ان کو پڑھ کر دنیا کی بے ثباتی مع اپنی گوناں گوں خصوصیات کے آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں۔ اس معاملہ میں نظیر کا اگر کوئی مدِمقابل ہے تو وہ سعدیؒ ہیں — دونوں کا کلام صاف اور سلیس اور موعظت و تصوف ہے۔

نظیر کا ولیم واڈزورتھ سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے دونوں ہی مناظر و فطرت کے شیدا ہیں۔ دونوں کے کلام میں ہمدردی و محبت انسان ہی کے ساتھ محدود نہیں بلکہ وہ حیوانات اور بے جان اشیاء تک سے ایک خاص لگاؤ اور ایک عجیب انس پایا جاتا ہے۔ نظیر کی نظمیں جانوروں کے متعلق مثلاً ریچھ کا بچہ



نظیر اکبرآبادی

زور بازوئے علیؑ

ایک معجزہ کہتا ہوں میں شاہ کا سن کر | موتی سے مجھی ... صدف ...
ایک کافر بد ذات چلا لڑنے کی دھن کر | آ سامنے حیدر کے غضب ...

جو اونٹ ذبح کرتے ہیں بیلا کے دھاڑا

کہنے لگا میں تم سے علی کشتی لڑوں گا | ... کشتی ... مجھ سے کرو گا
تم جھونک کے میدان میں علی تم ہو شعلہ | ہاں یا علی ہیں ... پچھاڑوں گا

ہر چند علی آپ نے دیووں کو پچھاڑا

جب شاہ کا اٹھے جوش میں آ طیش و غضب | یک بارگی اس کافر بد ذات سے پہلے
کر یاد خدا ہاتھ کمر بند میں ڈال کے | اک ہاتھ سے پھینکا جو کئے ... پیچ و ...

یوں گر پڑا جوں گرتا ہے دریا کا کرارا

چلا جو اٹھے خوف سے وہ کافر ... کر | اس شاہ نے مارا وہیں ...
روح اسکی نکلنے لگی نتھنوں سے پھڑک کر | نتھنوں سے لہو ڈال کے ماتھے پہ ...

منکر تھا اجل لے چلی دریا کو نوارا

دانتوں سے پکڑ ... بولا علی آیا | تقصیر ہوئی مجھ سے میں ایسا کیا پایا
پھر اس کو مسلمان کیا کلمہ کو پڑھایا | کفار میں جا دین کے ڈنکے کو بجایا

دیں داری کو جاری کیا اور کفر کو مارا

ہرن کا بچہ جنگ جانوران وغیرہ۔ محاکات نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ اگر ان کو محاکات نگاری کا بادشاہ کہتے ہوئے کوئی باک نہیں ہوتا۔ جس طرح ایک فوٹو گرافر من و عن تصویر اتارتا ہے اسی طرح نظیر بھی منظر اور اس کی جزئی تفصیل لفظوں میں اس طرح کھینچ دیتا ہو کر پڑھنے والا ہر چیز اپنی آنکھوں سے دیکھتا چلا جاتا ہے۔ اس میدان سے آگے جب وہ ایک قدم اور آگے بڑھتا ہے تو دنیا کا ہر فن کار اور تصویر نگار اس سے سینکڑوں کوس پیچھے رہ جاتا ہے۔ اور وہ قدم ہے۔ کیفیت نگاری یہاں کوئی اچھے سے اچھا مصور نظیر کے ساتھ نظر نہیں آتا۔ نظیر ایک خالص ہندوستانی شاعر تھے۔ کیونکہ ان کے خیالات ان کی زبان اور مضامین سب مقامی رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے۔

نظیر نے اردو زبان کی توسیع میں جس طرح حصہ لیا وہ ان کو صاحب اجتہاد شاعر ثابت کرنے کے کافی ہے۔ ڈاکٹر ایس ڈبلیو فلن ان کو چاسر اور شیکسپیر کا ہم رتبہ تسلیم کرتا ہے۔ ان کا کلام بازاری بتایا جاتا ہے۔ فتوی ہے کہ انہوں نے سوقیانہ الفاظ سے زبان کو بازاری بنا دیا۔ لیکن یہی امر ان کی افضلیت کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔ نظیر تصور فطرت نقاش جذبات اور اپنے فن میں مرد فرید و یکتائے روزگار تھے۔ اردو ادب کا یہ شیکسپیر ۱۲۴۱ھ تقریباً سو سال کی عمر میں راہی ملک جاوداں ہوا۔

سیف سلطانپوری

”چپراسی“

جی ہاں۔ میں چپراسی ہوں ـــــ دفتر کا سب سے کم
حیثیت ملازم ـــــ حکومت کی مشنری کا سب سے حقیر پرزہ
ـــــ میں چپراسی ہوں ـــــ چٹے والا ہوں ـــــ اردلی ہوں۔
لوگوں میں نے عرض کیا ذکر ـــــ بہت ہی حقیر ہوں ـــــ درجہ چہارم
ملازم ـــــ لیکن دفتر کی زینت ـــــ بڑے صاحب کا دبدبہ
ـــــ اور ـــــ بابو صاحب کا طنطنہ میرا ہی مرہون منت ہے
ـــــ اگرچہ میں صرف اردلی ہوں اور دن بھر دفتر کے دروازے
پر کھڑا رہتا ہوں ـــــ لیکن ـــــ دفتر سے باہر رہ کر اندر کے ہر معاملہ کا
رازداں ہوں ـــــ بڑے صاحب کی مصلحتوں سے جتنا میں
واقف ہوں اتنا بڑے بابو بھی نہیں ـــــ اسی طرح ”بابو صاحب“ کی
کمزوریاں جتنی مجھے معلوم ہیں اتنی بڑے صاحب بھی نہیں جانتے
میں دونوں کا محرم راز ہوں ـــــ نہ صرف دفتر کا بلکہ گھروں کا بھی
میں اچھی طرح جانتا ہوں ـــــ کہ چھوٹے صاحب ”میم صاحب“ کے
لئے ساری کب لائیں گے ـــــ انہیں سینما یا کلب کیوں لے جائیں گے؟
ـــــ اسی طرح مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ بابو صاحب کے گھر میں
فاقہ کب ہوتا ہے ـــــ اور خوشیوں کے سوتے کب پھوٹتے ہیں۔
یوں تو میں صرف چپراسی ہی ہوں ـــــ مگر میری مرضی کے خلاف
تو بڑے صاحب کسی سے مل سکتے ہیں ـــــ نہ کوئی بابو صاحب
مل سکتا ہے ـــــ یوں کہئے کہ دفتر پر میری حکومت ہے
میں چاہوں تو بڑے صاحب کو دن بھر مصروف رکھوں اور
کسی سے ملنے نہ دوں ـــــ اور اگر چاہوں تو دم زدن میں حق
ملاقات ادا کر دوں ـــــ
آپ نے دیکھا ہوگا کہ میں ـــــ اکثر بڑے صاحب کی
طرف سے احکام بھی صادر کر دیتا ہوں اور لوگوں کے بگڑے
کام منٹوں میں ہو جاتے ہیں ـــــ ویسے میں صرف چپراسی
ہوں ـــــ ایک ادنیٰ ملازم ـــــ
ہاں ہاں صاحب۔ درجۂ چہارم کا ملازم ہوں ـــــ اور سب سے
کم تنخواہ پاتا ہوں ـــــ لیکن سرکاری کوٹ کے نیچے ہمیشہ بوسکی
یا اعلیٰ درجہ کی پاپلین کی قمیص پہنتا ہوں۔ جب کہ بابو صاحب
کی قمیص صرف لٹھے کی ہوتی ہے ـــــ بابو صاحب کی ”جیب اور
دراز“ میں آپ کو صرف بیڑی ـــــ یا زیادہ سے زیادہ معمولی سا
سگریٹ ملے گا۔ لیکن یقین کیجئے کہ میں صرف اعلیٰ درجہ کے
سگریٹ پیتا ہوں ـــــ بابو صاحب کی جیب بیشتر خالی رہتی ہے
کیونکہ وہ لوگوں کی ”تنگ بخشی“ کو ”شان استغنا“ ـــــ؟ سے ٹھکرا دیتے
ہیں ـــــ اور میرا ایمان ہے کہ ”قطرہ قطرہ می شود دریا“
آپ میری طرف ایسی نظروں سے کیا دیکھ رہے ہیں ـــــ
میں نے تو پہلے ہی عرض کیا ہے کہ میں چپراسی ہوں ـــــ چٹے والا
ہوں ـــــ اردلی ہوں ـــــ گھنٹی کی آواز پر ”جی صاحب“
کہکر دوڑنے والا ایک معمولی سا چپراسی ـــــ اچھا تو آپ
مجھے حقیر سمجھ رہے ہیں۔ خیر دیکھوں گا ـــــ کبھی نہ کبھی تو آپ کا
کوئی نہ کوئی کام مجھ سے پڑے گا ہی ـــــ اور پھر میں آپ کو
بتاؤں گا ـــــ کہ میں چپراسی ہوں ـــــ دفتر کی ایک حقیر
مخلوق ـــــ

نازلی

از:- جناب پُشکرناتھ صاحب بی۔اے!

(۲)

نازلی سے مجھے ایک خوب صورت قسم کی میٹھی میٹھی سی شکایت ہے اور جس دن یہ شکایت دور ہوگی آپ اس کی کہانی کو بھول چکے ہوں گے۔

اس شکایت کی کہانی اُس زمانے سے شروع ہوتی ہے، جب میں آیلی تنس میں سیلز مین تھا۔

آیلی گنس کی مشہور فرم میں الگ الگ کاؤنٹر تھے اور ہر کاؤنٹر پر ایک ایک سیلز مین ہوا کرتا تھا۔ جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔ اور یہ شاید مسٹر اسٹیلے کے دماغ کی اختراع تھی کہ جس کاؤنٹر پر مردوں کے کام کی چیزیں بکتی تھیں اس پر مرد کام کرتے تھے! یہی وجہ ہے کہ میں عورتوں کے سامانِ آرائش کے کاونٹر پر تھا جسے میں جمالیاتی کاونٹر کہا کرتا تھا۔ اور میرے بازو والے کاؤنٹر پر جہاں مردوں کے استعمال کی چیزیں فروخت ہوا کرتی تھیں۔ میری ہم کار نازلی کی حکومت تھی۔ نازلی کے کاونٹر پر ٹائی پن سے لے کر فلی شیو "تک" مردوں کے استعمال کی ہر چیز تھی! اور میرے کاونٹر پر آئی برو پنسل سے لے کر سپرے تان" تک عورتوں کے کام کی ہر چیز تھی۔ میرے کاونٹر پر عموماً کالج کی لڑکیاں اور سوسائٹی گرلز آتی رہتی تھیں۔ اور نازلی کے کاونٹر پر کالج کے لڑکے پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ کے کلرک، کشتی روسیوز اور ہوٹلوں میں راکسان رول ناچنے والے چھوکرے کھڑے نظر آتے ان دنوں ایلی گنس میں بڑا ارش رہتا تھا۔ کیونکہ وہاں قریب قریب تمام چیزیں میڈ اِن انگلینڈ ملتی تھیں۔ جنہیں ہندوستانی عورتیں اور مرد زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ فرصت کے وقت اور خاص کر جس وقت مسٹر اسٹیلے کا بھاری بھر کم وجود دکان میں نہ ہوتا تھا، میں اور نازلی اس مسئلہ پر دیر تک باتیں کرتے کہ ہندوستانی عورتیں اور مرد خالص انگلستانی چیزیں کیوں پسند کرتے ہیں۔ لیکن اس بات پر میں اور نازلی کبھی متفق نہیں ہوئے۔ خیر اس بات کو فی الحال جانے دیجئے۔ دیکھئے نازلی اور میں کسی حد تک دوست ضرور تھے۔ یہ دوستی صبح نو بجے سے لے کر شام کے نو بجے تک قائم رہتی اور اس کے بعد دوسرے دن صبح نو بجے تک کے لئے ختم ہو جاتی تھی۔ یہ عجیب ماڈرن قسم کی آفیشل دوستی تھی۔ صبح سویرے گڈ مارننگ سے شروع ہو کر شام کو گڈ نائٹ پر ختم ہو جاتی تھی۔ اور اس سو فیصدی میڈ اِن انگلینڈ دوستی پر میں اندر ہی اندر کڑھتا، بل کھاتا بھنوؤں کو سکیڑتا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ خدا کا شکر بجا لاتا کہ نازلی جیسی خوب صورت لڑکی سے کم از کم دوستی تو ہے۔

اس دوستی کا ایک لطیف پہلو یہ بھی تھا کہ ہم دونوں غیر شادی شدہ تھے۔ اور شادی کے بارے میں ہم دونوں کے خیالات اور ارادے جُدا جدا تھے۔ نازلی کسی ایسے آدمی کے ساتھ شادی کرنا چاہتی تھی جو بہت مالدار ہو۔ ذرا بھی خوبصورت نہ ہو، بلکہ تھوڑا سا بدشکل بھی ہو۔ اور میں

ایسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا تھا جو بے حد خوب صورت ہو، پڑھی لکھی ہو اور انگریزی شاعری کی دلدادہ ہو۔ نازلی میں ان خیالات کے پس منظر میں صرف یہ بات تھی کہ وہ انتہائی غریبی کے دن دیکھ چکی تھی اور اس نے ایل کنس میں نوکری کرنے سے پہلے خالی پیٹ سونے کا مزہ بھی چکھا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ نوکری سے پہلے اسے اپنی گلی کا ایک آوارہ مزاج شرابی دادا دل ہی دل میں اپنی منگیتر بنانے کا قصد کر چکا تھا۔ ویسے میں نے بھی بہت کچھ نشیب و فراز دیکھے تھے۔ اور کئی مرتبہ سوچتے سوچتے رہ گیا تھا کہ خود کشی کرنا گناہ کیوں قرار دیا گیا ہے جب کہ یہ کبھی کبھی ایک نعمت سے کم نہیں۔

مجھے ایل کنس میں ایک پادری کی وساطت سے نوکری مل گئی تھی۔ جو خدا ترس آدمی تھا اور جس کی بات مہربانی شاید ہی کبھی ٹالا کرتی تھی۔ اور نازلی محض اپنی خوبصورتی کے سرٹیفکیٹ پر رکھ لی گئی تھی۔ ویسے نازلی تھی بہت طرحدار۔ بقول ایک عشق مرد میوے کے جو ہر سینچر کو نازلی کے کاونٹر پر موجود ہوتا تھا۔ نازلی کا جسمانی جغرافیہ ونڈرفل تھا۔ کاونٹر پر کھڑی ہوتی تو کسی قلوپطرہ کا گمان ہوتا تھا۔ بات کرتے کرتے گردن ذرا ایک طرف جھکا دیتی تو ہیلن کے متعلق کہی ہوئی وہ نظم یاد آجاتی۔ was this the face

لیکن میں یہ نظم بھی نہ گنگنا سکتا تھا کیونکہ میں مجبور تھا۔ اور نازلی بھی مجبور تھی۔ اس لئے ہم صرف آفیشل دوستی پر قانع و شاکر تھے۔ میں اپنی ہیلن کا انتظار کر رہا تھا۔ اور نازلی اپنے ہنری فورڈ کا انتظار کر رہی تھی۔ اور اس باہمی مفاہمت نے ہمیں بہت زیادہ پریشان ہونے سے بچا لیا تھا۔

میں اپنے کاونٹر پر کسی نئے عطر کی شیشی دیکھتے ہوئے سوچتا رہتا تھا کہ اگر نازلی میری ہوتی تو میں اپنی نصف تنخواہ صرف کر کے اس کے لئے عطر کی یہ شیشی لے آتا۔ تاکہ اس کی خوشبو سے وہ مدہوش ہو جائے۔

ایک دن میں نے نازلی کو ایک خوب صورت ٹائی سے بے خیالی میں کھیلتے ہوئے دیکھا۔ اور جب اسے محسوس ہوا کہ میں اس کی یہ حرکت دیکھ رہا ہوں تو اس کے گالوں کے سیب گلنار ہو اٹھے۔ اوف! وہ بھی نہ جانے کن خوابوں کا محل تعمیر کر رہی تھی۔ محض اپنے "ن دیکھے" انجانے ہنری فورڈ کی خاطر۔ اور میں بھی نہ جانے کن سپنوں کے تانے بانے میں الجھا ہوا تھا۔ فقط اپنی مجبوری کے پیش نظر۔ ہائے یہ زندگی کتنی پیچیدہ ہے۔ اور انسان کتنا سادہ لوح! ایک دن میں نے اپنی سادہ لوحی میں نازلی سے پوچھا۔

"نازلی"! گرشادی کے بارے میں تمہارے خیالات نہ ہوتے جو ہیں تو تم اپنے لئے کیسا جیون ساتھی پسند کرتیں؟

نازلی نے معصومیت سے جواب دیا۔

"میری پسند وہی ہوتی جو میرے ماں باپ کی پسند ہوتی۔"

اور میں یہ سوچ کر حیران رہ گیا تھا کہ "اس مغربی فرم میں یہ مشرقی ذہن کیا معنی ——؟"

زندگی ایسے ہی چوری چھپے گزر رہی تھی کہ نازلی پر ایک مصیبت نازل ہو گئی۔ اس دن لنچ کے وقت میں دکان سے باہر جانے لگا تھا کہ نازلی کا چہرہ دیکھ کر رک گیا۔ اس چہرے میں آج تفکر کے سائے لرز رہے تھے۔

"کیا بات ہے ڈیر؟"

میں نے پوچھ لیا۔

اور میرا یہ جملہ سننا تھا کہ آنکھیں بھیگ گئیں۔ اس نے بغیر کوئی جواب دیئے ایک لفافہ میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ خط اس کے باپ کا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ ان لوگوں نے نازلی کیلئے

ایک رشتہ منظور کر لیا ہے۔ لڑکا خوبصورت ہے پڑھا لکھا ہے۔ اور نوکری بھی کر رہا ہے۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر نازلی چاہے تو اُسے دکھانے کو لڑکے کا فوٹو بھیجا جا سکتا ہے۔

میں نے خط پڑھ کر لفافہ نازلی کو واپس کر دیا۔ جی میں تو آئی کہ کہہ دوں بہت کچھ کہہ دوں۔ مگر کچھ نہ کہہ سکا کبھی کبھی خود اپنی آواز سے ڈر لگتا ہے۔ میں اسوقت بھی ڈر گیا۔ اسی لئے کچھ نہ کہہ سکا۔ اور دوسرے لمحے میں دکان سے باہر چلا آیا۔

باہر آکر مجھے افسوس ہوا جیسے کسی نے میرے دل کے چراغ کو ہتھیلی پر رکھ کر ایک ہی پھونک سے بجھا دیا ہو۔ اور پھر میرے آگے پیچھے کی دُنیا اندھیری ہو گئی۔

میں جانتا تھا کہ نازلی کے باپ کے پاس دولت نام کی کوئی چیز نہیں ہے نہ جانے اس نے بیٹی کی شادی کا بندوبست کیونکر کیا ہے۔ مگر اس کا کیا؟ جو ہی جایا کرتا ہے بیٹی کی شادی کا بندوبست۔ کبھی مکان بیچ کر اور کبھی ایمان بیچ کر۔ غریب آدمی کے پاس ان دو چیزوں میں سے ایک چیز تو ضرور ہوتی ہے لیکن میں نے نازلی سے یہ بات نہ پوچھی۔ ہمت ہی نہ ہوئی پوچھنے کی۔

نازلی دن بھر بجھی بجھی سی اپنے کام میں معروف رہی۔ میں بھی سہما سہما سا اور پریشان رہا۔ شام کو جب ہم جانے لگے تو قاعدے کے مطابق ہماری دوستی ختم ہو گئی تھی۔ لیکن پھر بھی ہم ساتھ ساتھ چلتے رہے۔

”اب تم نے کیا سوچا ہے نازلی؟!“

میں نے پوچھ ہی لیا۔

”سوچنا کیا ہے، جو ہو گیا سو ہو گیا!“ نازلی نے اطمینان سے جواب دیا۔ میرے ارمانوں پر اوس پڑ گئی۔

”مگر تمہارے خیالات! میرا مطلب ہے شادی کے بارے میں جو تمہارے ارادے تھے اُن کا کیا ہوا؟“

”ارادے بدلنے پڑتے ہیں کبھی کبھی!“

پھر تم کیوں نہیں بدلیں؟ تمہارے چہرے پر یہ فکر مندیاں کیسی ہیں؟ تمہارے سراپا میں یہ اداسی کیسی ہے؟ تمہاری آنکھوں کا یہ انتظار کیوں نہیں گیا؟“

میں نہیں چاہتا تھا یہ باتیں، لیکن کہہ ہی گیا۔ جذبات کی ٹیں نازلی چلتے چلتے رک گئی۔ اس نے مجھے عجیب سی نگاہوں سے گھورا۔

یہ تمہارا وہم ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو؟ میں بے وقوفوں کی طرح دریا میں کود کر جان دے دیتی؟ پہاڑ سے سر ٹکرا کر مر جاتی؟ میں نے پانچ برس اپنے ہنری فورڈ کا انتظار کیا۔ اب اور کتنا انتظار کرتی؟ کیا عمر بھر ——؟

—— مگر نازلی یہ سراسر زیادتی ہے۔ تمہارے ماں باپ کو تم سے پوچھ لینا چاہیئے تھا!“

نازلی کی آواز کی شدت ذرا کم ہو گئی۔ چند لمحوں تک وہ بالکل خاموش رہی پھر اس نے دھیرے سے کہا۔

کیا تم اُن سے یہ بات expect کرتے ہو؟ وہ لوگ پرانی روایتوں کے قائل ہیں۔ بھلا ان معاملوں میں کبھی لڑکی سے بھی پوچھا جاتا ہے؟“ اُف نازلی ان چند ہی گھنٹوں میں کتنی بدل گئی تھی —— تم تصویر ہی تو دیکھ سکتی ہو!“

”میں لڑکی ہوں آفتاب صاحب! میں نے گھر لکھ دیا ہے کہ انہوں نے یہ جملہ لکھ کر میرا دل دُکھایا ہے!“

یہ تو کوئی دوسری لڑکی تھی جو ایسے بول رہی تھی نازلی کا یہ رُخ تو آج تک مجھ سے پوشیدہ تھا۔ میں دم بخود رہ گیا۔

”تم اپنے آپ کو تباہ کر دو گی نازلی!“

"انسان صرف اپنے آپ ہی کے لئے نہیں جیتا ہے
دوسروں کے لئے بھی زندہ رہتا ہے۔ اور پھر میرے ماں
باپ اب بوڑھے ہو چکے ہیں۔ وہ مجھ سے کوئی غیر معمولی
حرکت برداشت نہیں کر سکیں گے!"

نازلی نے اطمینان سے جواب دیا۔
اس کے بعد میں نے کچھ اور کہنا مناسب نہ سمجھا۔ لیکن
دل میں طوفان بدستور اٹھتے رہے۔ اس واقعہ کے بعد میں
شاید اپنی کشش کو خیرباد کہتا۔ لیکن نازلی کے اور میرے درمیان
جو باہمی مفاہمت کارفرما تھی۔ اس نے ساری بات کو قابل
برداشت بنا لیا۔ دراصل اپنے اپنے تحت الشعور میں ہم دونوں نے
ناگزیر کو سمجھ دی تھی۔ اس نئے نازلی کی اور میری دوستی برابر
قائم رہی۔ وہی بارہ گھنٹوں کی آئیڈیل دوستی۔
اس واقعہ کے بعد نازلی میں یکسر تبدیلی آ گئی۔ وہ
اب اپنے کاونٹر کے پاس کسی دولت مند بڈھے کو دیکھ کر
سراپا پیار بن جانے کی بجائے اپنے چہرے پر سنجیدگی کا خول
چڑھائے سو فیصدی سیلز گرل بن جاتی تھی۔ خود مجھ میں بھی
ایک بڑی تبدیلی سرگرم عمل تھی۔ میں اب حد سے زیادہ کم گو
بنتا جا رہا تھا۔ نازلی کی شادی میں دس بارہ دن رہ گئے تھے
ایک دن مجھے گھر سے تار ملا۔ لکھا تھا، ماں سخت بیمار ہے۔
آخری بار دیکھنے کے لئے فوراً چلے آؤ۔ تار پڑھ کر نہ جانے میرے
چہرے پر ایسی کونسی کیفیت پیدا ہو گئی۔ جسے دیکھ کر نازلی
دوڑی دوڑی آئی اور تار میرے ہاتھوں سے چھین لیا۔
"اوہ ———" اس نے صرف اتنا کہا۔ اس ایک اشارے
میں وہ بہت کچھ کہہ گئی۔ تار لے کر وہ مسز اسٹیفلے کے پاس
گئی اور میری رخصت منظور کرا کے میرے ساتھ اسٹیشن تک
چلی آئی۔ میں تمام راستے میں خاموش تھا کیونکہ میرے پاس کہنے

کو کچھ نہ تھا۔ لیکن نازلی بولتی رہی۔ "تمہیں دکھ ہو رہا تھا کہ
میں اس کی شادی پر آ سکوں گا۔ اسے دکھ ہو رہا تھا کہ میں نے
آج تک اپنی ماں کی بات کو دو مرتبہ ٹالا تھا۔ اور شادی کرنے
سے انکار کر دیا تھا۔ اسے اس بات کا بھی دکھ ہو رہا تھا کہ
میں نے اپنی ماں کے اس ایک ارمان کو پورا نہیں کیا تھا۔"
یہ نازلی نہیں بول رہی تھی، ایک عورت بول رہی تھی۔
جس کے دل میں کئی طرح کا پیار ہوتا ہے۔ اور ہر طرح کے پیار کا
ایک والہانہ انداز ہوتا ہے۔ یہ عورت کے خون میں بسی ہوئی
وہ شے بول رہی تھی جسے ہر مرد پیدائش سے لے کر موت تک
اپنے بہت قریب محسوس کرتا رہتا ہے۔ مختلف حالات میں،
مختلف رنگوں میں، مختلف انداز میں۔
میں نے اس طاقت کی شدت کو محسوس کیا مگر خاموش
رہا۔ میں نازلی کو بیک وقت بہت قریب اور بہت دور محسوس
کر رہا تھا۔ جب گاڑی چلنے لگی تو نازلی ایک ننھا سا سفید
رومال نکال کر ہلانے لگی۔ رومال ہلاتے ہلاتے اس کے ہونٹوں
پر ایک البیلی مسکراہٹ ناچ اٹھی۔ اس مسکراہٹ نے مجھ سے
کچھ کہا۔ مگر میری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔
جب میں گھر میں داخل ہوا تو سیدھے ماں کے کمرے میں
چلا گیا۔ مگر ماں وہاں موجود نہ تھی۔ وہ رسوئی میں بیٹھ کر آٹا گوندھ
رہی تھی۔ مجھے دیکھ کر اور میری حالت دیکھ کر وہ پہلے مسکرائی
اور پھر اس کی دونوں آنکھیں ساون بھادوں کی طرح برسنے
لگیں۔ جب بادل چھٹ گئے، تو مجھے معلوم ہوا کہ میری ماں بیمار
نہ تھی۔ بلکہ یہ ایک ڈھونگ تھا۔ بات دراصل یہ تھی کہ میری
شادی طے ہو گئی تھی۔ بلکہ طے کی گئی تھی۔ اور یہ سوچ کر کہ میں
حسب معمول انکار کر بیٹھوں مجھے دھوکے میں بلوایا گیا تھا۔
مجھے شدید غصہ آ گیا۔ لیکن ساتھ ہی مجھے نازلی کی باتیں بھی یاد

آکینی: "انسان صرف اپنے آپ ہی کے لئے نہیں جیتا ہے، وہ دوسروں کے لئے بھی زندہ رہتا ہے!"

کوئی نسوانی ہاتھ سفید رُومال ہلا ہلا کر مجھے یاد دلا رہا تھا اور میں منزل کی طرف دوڑا جا رہا تھا۔ وہ جانے کب آسکے۔ میں شادی کے لئے رضامند ہو گیا۔

جس دن دلہن گھر میں آگئی اُس دن بہت چہل پہل تھی۔ مجھے رہ رہ کر نازلی یاد آ رہی تھی۔ جانے اوس کا دولہا کیسا ہوگا۔ میں نے دیکھا، منی میری چھوٹی بہن رو رو کر آسمان سر پر اٹھا رہی تھی۔ میں نے اسے گود میں لے کر پچکارا۔

"کیوں رُو رہی ہو منی"؟

"مجھے دُلہن کا نام بتا دو!"

"میں کیسے بتاؤں؟"

"پھر مجھے کون بتائے گا؟"

"تمہیں کیا کرنا ہے نام جان کر؟"

"واہ کرنا کیوں نہیں۔ میں وہ نام سلیٹ پر لکھ کر اسے دکھاؤں گی۔ کتنی خوش ہو جائے گی وہ۔ چوتھی جماعت میں پڑھتی ہوں جی!"

"تو جا کر اسی سے پوچھ لو۔ پھر سلیٹ پر لکھ کر مجھے دکھانا۔"

منی تالیاں بجاتی ہوئی عورتوں کے جھرمٹ میں کھو گئی۔ میں باہر دالان میں کرسی پر بیٹھ کر سوچنے لگا۔ نازلی کے بارے میں سوچنے لگا۔

"اس کی بھی شادی ہو گئی ہو گی!"

اتنے میں منی سلیٹ لے کر سامنے آگئی۔ سلیٹ پر ٹیڑھے میڑھے حروف میں لکھا تھا۔

"نازلی آفتاب!"

میں نے سلیٹ اس کے ہاتھوں سے چھین لی۔ میں پاگل ہو گیا۔

نازلی نے یہ بات مجھے بہت دنوں کے بعد بتائی کہ اس نے شادی سے پہلے ہی خط لکھ کر فوٹو منگوا لیا تھا۔ — اور مجھے اس سے یہ شکایت ہے کہ اس نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا — ؟

اُف یہ عورت ذات!!



انکم ٹیکس کی ادائی میں تاخیر کرنے والوں سے سود بھی وصول کیا جائے گا ـــ یعنی "اصل" [illegible] رہے گا اور "منافع" وصول ہوتا رہے گا -

---

پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنے ایک مکتوب میں جو کانگریسی لیڈروں کا موسومہ تھا یہ ہدایت [illegible] آندھرا پردیش کابینہ میں توسیع کی ضرورت نہیں ہے —

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

بمبئی میں تین سال میں ۲۳۳۰ قتل اور ۲۹۲۵ خودکشی کی وارداتیں ہوئیں ہے —
بمبئی کی ہر چیز بڑی ہے

پنڈت نہرو نے فرمایا کہ اچھی صلاحیت رکھنے والے طلباء کو وظائف دیئے جائیں گے ـــ لیکن ہمارے پاس آندھرا پردیش میں شیڈول کاسٹ ہونے کو ہی صلاحیت میں شمار کیا جاتا ہے -

---

سوشلسٹ پارٹی انتخابی تیاریوں میں مصروف ہے - یعنی ڈنڈ پیلے جا رہے ہیں اور پوڈر کا دودھ پیا جا رہا ہے -

---

آندھرا پردیش کے چیف منسٹر کی کوئی جائداد نہیں ہے یعنی فی الوقت کوئی جائداد نہیں ہے -

---

شری نمبودری پد نے کمیونسٹ پارٹی میں اختلافات کی تردید کی ہے - ظاہر ہے کہ اختلافات نہ ہونا چاہئے - کیونکہ اختلافات اقتدار حاصل ہونے کے بعد پیدا ہوتے ہیں -

---

ایک شخص زیادہ گڑمبہ پیکر ہلاک ہوگیا [illegible] اس موقع پر ہمیں رئیس المتغزلین کا شعر یاد آگیا ہے

سب کو مارا جگر کے شعروں نے
اور جگر کو شراب نے مارا

بلدیہ کا ایجنڈا چار زبانوں میں شائع کرنے کا اسٹانڈنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے - مالکان مطابع کے لئے خوشخبری -

---

وزیر چھوٹی مصنوعات نے فرمایا کہ اردو میں ہر زبان کے الفاظ مل جاتے ہیں ــــ اسی لئے تو اسے کسی علاقہ کی بھی زبان قرار نہیں دیا گیا

ریلوے سفر میں مزید سہولتیں فراہم کی جائیں گی یعنی سفر کو "سقر" کی بجائے سبب ظفر بنا دیا جائے گا -

---

آجکل ہمارے لیڈر زیادہ سے زیادہ بیانات دے رہے ہیں - کیونکہ انتخابات سر پر آگئے ہیں -

---

شیراز اہل حق کا ترجمان اور صاحبان ذوق کا اخبار ہے -

قطعہ

نہیں امید وفا کی بھی آج شامی سے ‖ کہ سر بھی پھرتا رہا ہے خیالِ خامی سے
[illegible] کے مثل عالم میں ‖ نہیں بڑھا کوئی درجہ میں آج [illegible]

([illegible]) (آمدہ از ندری باغ)

NEW GRAND HOTEL

مانا کہ حیدرآباد میں سینکڑوں ہوٹلیں ہیں مگر



نیو گرانڈ ہوٹل اینڈ پروویژن اسٹورس

فون نمبر ۲۵۷۵

افضل گنج حیدرآباد دکن

• نفاست و پاکیزگی • باسلیقہ ملازمین • خورد و نوش کے بہترین اشیاء

مفرح مشروبات خوش ذائقہ چائے

اور

معقول [illegible] اپنی آپ نظیر ہے

DAWN

ایمباسی کیفے

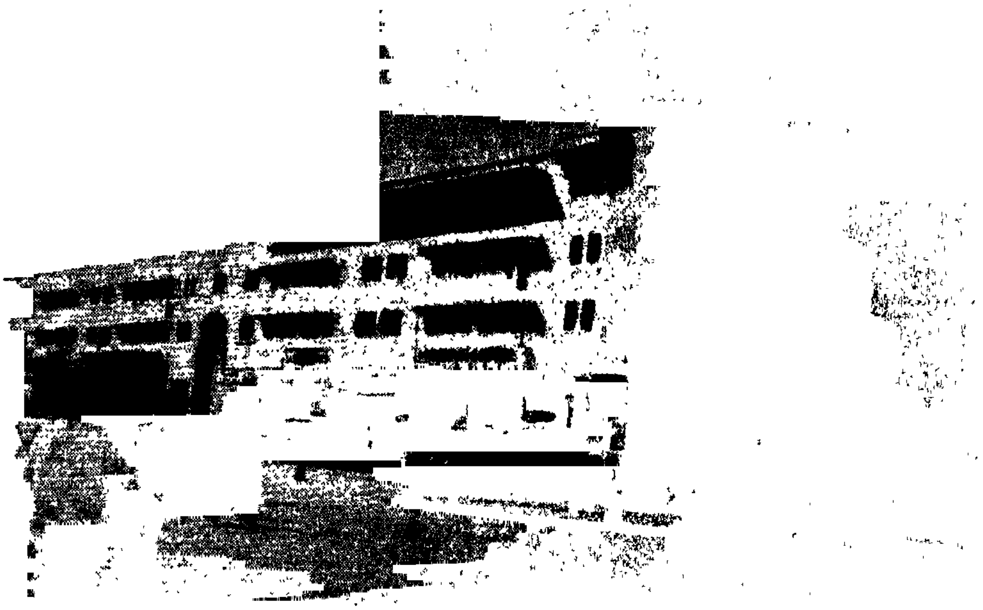
چوراہا بشیر باغ حیدرآباد اے۔پی

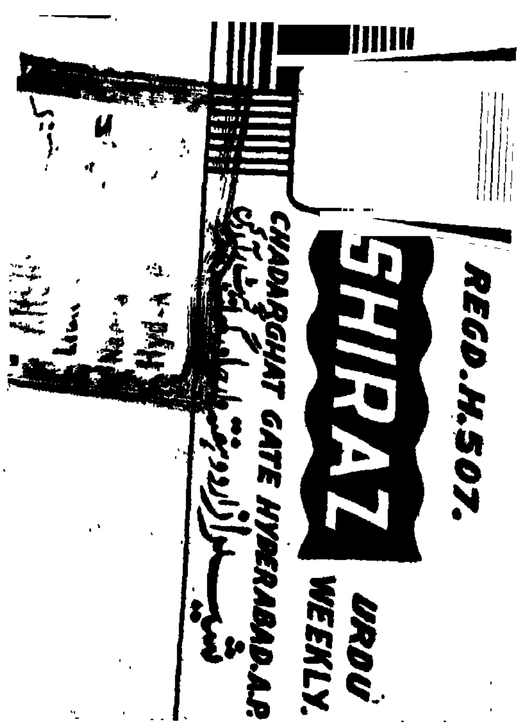
انگریزی اور مغلائی کھانوں اور بہترین انتظام کیلئے اپنی آپ نظیر
ہے خاصکر یہاں کے کری پفس ہندگیر شہرت کے حامل ہیں
اگر آپنے ایمباسی کیفے کے کری پفس نہیں کھائے ہیں تو گویا آپنے کری پفس کھائے ہی نہیں یہاں سے

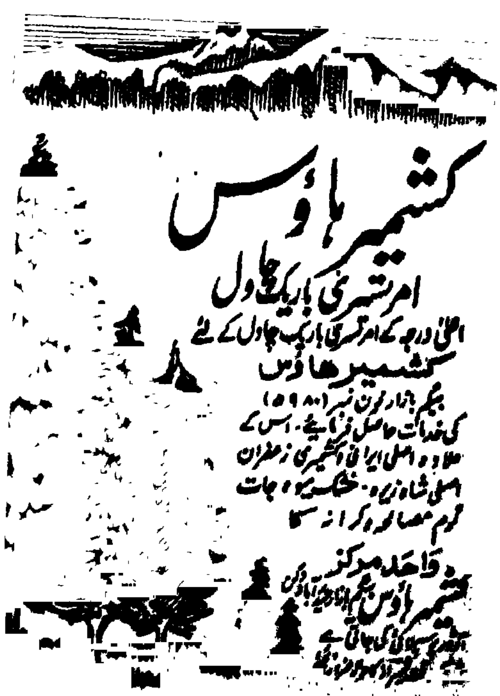
پالسنس POLSONS اور لکٹوڈیکس LACTODEX
کا تازہ ترین اسٹاک بازار سے ارزاں حاصل کیجئے



SHIRAZ




REGD.H.507.
SHIRAZ
URDU WEEKLY.
CHADARGHAT GATE HYDERABAD.A.P.


کشمیر ہاؤس
امرتسری باریک چاول
کشمیر ہاؤس
واحد مرکز


ssam Tea Depot

علی کو [illegible] پیغمبر سمجھا تو کیا سمجھا — دفورِ عشق کی دار [illegible] سمجھا تو میں سمجھا
[illegible] کے عشاق [illegible] کتنا ہے مبارک — ولی باب نجف کی بندگی [illegible] سمجھا تو میں سمجھا

شیراز

سید صمصام شیرازی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر — مقام اشاعت:۔ چادر گھاٹ گیٹ حیدر آباد (۲) انڈیا

جلد ۱۵
روز جمعہ
۱۲ مئی ۱۹۶۱ء
۲۶ ذیقعدہ الحرام ۱۳۸۰ھ
شمارہ (۲۸)

غزل

(مطلع) مستی سر میں شراب کی سی ہے — بو بھی گل میں گلاب کی سی ہے
میرے افسانے کی یہ الفت میں — شکل و صورت کتاب کی سی ہے
خصلتِ انبیاء یہ بعد نبیؐ — دیکھ تو بو تراب کی سی ہے
مثلِ سبزہ صبا یہ کہتی ہے — (لا شک فیہ) ہوشیاری بھی خواب کی سی ہے
آب زمزم میں اور کوثر میں — مستی بھی خمرِ ناب کی سی ہے
بہرِ زاہد یہ کہتا ہے نوروز — مئے کی رنگت بھی آب کی سی ہے

(مقطع) سال و سن کہتا ہے یہی عثماں
پیری بھی یہ شباب کی سی ہے

مرقوم ۱۱ر مئی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

شب گذشتہ کا واقعہ آدھی رات کا بتاریخ ۱۰؍مئی ۱۹۶۱ء

فرمایا آج صبح مجھے معلوم ہوا کہ نظام علیؒ پسر واصف علیؒ یعنی شوہر صاحبزادی عصمت النساء بیگم موخر الذکر کے گھر میں گھس گیا باوجود اس کے اُوسنے اپنے اقرارنامہ میں تحریر کیا تھا مورخہ یکم ماہ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء گذشتہ میں (جو معاہدہ مابین شوہر وزوجہ ہوا تھا) اسی سلسلہ میں اوّل الذکر نے لکھکر دیا تھا کہ چھ ماہ تک صاحبزادی کے مکان میں آمدورفت نہیں رکھے گا بلکہ اپنی زوجۂ دُوم بدرالنساء بیگم کے مکان میں مُقیم رہے گا۔ دوسرے طرف خود میری لڑکی نے جو اقرارنامہ اپنی دستخط کے ساتھ مُعزز گواہوں کے سامنے لکھکر دی تھی مورخہ ۲۶؍اپریل سنہ ۱۹۶۱ء (جو کہ شیراز میں طبع ہو چکا ہے مورخہ ۲۸؍اپریل سنہ ۱۹۶۱ء) اس کے خلاف بھی یہہ واقعہ شب گذشتہ کا وقوع میں آیا منجانب فریقین۔ حالانکہ فریقین کو اپنے دستخطی اقرارنامہ کا خیال رہنا چاہیئے تھا جو کہ نہیں عمل میں آیا۔ نظر بر آن انہیں وجوہ سے آج میں نے اسبارہ میں بتوسط فینانشیل اڈوائزر ویس۔ ین۔ ریڈی صاحبزادی کے ہاں جو کچھ کہکر بھیجا تھا اور وہاں فریقین کے ساتھ کیا گفتگو ہوئی تھی قریب میں اس کا نوٹ مرتب ہوکر منظر عام پر آئے گا جس کی سردست جلدی نہیں ہے۔ تاہم حالات حاضرہ کے مدنظر اسکے قرائن قریب قریب مفقود ہیں کہ یہہ ملاپ زن وشوہر کا آیندہ قائم رہے گا جس کی صراحت سابقہ تحریرات میں ہو چکی ہے جو کہ طبع ہوئے تھے جس کو کچھ عرصہ گذرا ہے۔

الحاصل میں بہ حیثیت بزرگ خاندان دیکھوں گا کہ آیندہ واقعات کی کیا رفتار رہے گی اور اسی کے روشنی میں اوس وقت مجھے کام کرنا ہوگا کہ کسی نہ کسی شکل وصورت میں اس قضیہ نامرضیہ کی یکسوئی ازحد ضروری ہے جو میرے خاندان کی رسوائی یا بدنامی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔

مرقوم ۱۱؍مئی سنہ ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

وجوہ تجویز نسبت دختر کلاں عباس علیخاں مرحوم عرف چاند سلطانہ
(بطنی ذکیہ سلطانہ)

فرمایا حسن علی مرزا عرف بھولے کا بچہ محسن علیؓ مرزا سے متعلق جو میں نے لکھا تھا (شائع شدہ در شیراز مورخہ ۵ رمئی ۱۹۶۱ء) تو اسکی اصل وجہ یہ تھی کہ سکینہ بیگم لڑکی معمر ۱۰ سالہ (واصف علیؓ کی بہن مقیم نذری باغ) جسکو کہ سینیر پرنسز نے شکل و صورت کے مدنظر پسند کئے تھے اسکو اونچے گھرانے میں دینے کی حتی الامکان کوشش کی تھی۔ اس سے میرا کیا مطلب ہے سمجھ لیا جائے صراحت کی ضرورت نہیں۔ مگر جب یہ معاملہ آگے نہیں بڑھا (جیساکہ میں چاہتا تھا جس سے سینیر پرنسز کو بھی اتفاق تھا) تو بچی کے بڑوں سے (جو کہ زیرسرپرستی نذری باغ ہیں) وعدہ کیا تھا کہ بہ حالت مجبوری (عدم کامیابی کی صورت میں) کاظم جاہ مرحوم کے بڑے صاحبزادے احمد علی خاں معمر ۱۹ سالہ (بطنی منکوحہ موتی بیگم) سے منسوب کر دونگا چنانچہ اسی بچہ کی بہن کاظم النساء بیگم لیاقت حسین کے ساتھ حال میں بیاہی گئی تھی (فرزند دیانت حسین مرحوم) چنانچہ ایفائے وعدہ کے خیال سے ایسا کرنے پر میں مجبور رہا۔

ف ۲۔ دوسری طرف قمر سلطانہ بچی کی بڑی بہن چاند سلطانہ میرے نظر کے سامنے اوسوقت نہیں تھی کہ یہ موقع ان بچیوں کے باپ کے سانحہ کے بعد پیش آیا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر سکینہ بیگم کو احمد علی میرے پوتے سے منسوب نہ کرتا اور اوس وقت گنجائش رہتی تو چاند سلطانہ کو اسی مذکورہ لڑکے کے ساتھ منسوب کرنے پر تیار ہو جاتا جیساکہ قمر سلطانہ کو میرے دوسرے پوتے باقر علیخاں سے منسوب کیا ہے۔

ف ۳۔ بہرحال میرے خیال میں جو کچھ ہوا وہ اَلْخَیْرُ فِیْمَا وَقَعَ تھا۔ بجز اس کے اور کیا کہا جائے نظر برآں چونکہ اصل واقعات یہ تھے اس معاملہ سے متعلق تو مناسب سمجھا کہ چند سطور لکھکر اسپر روشنی ڈالوں تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی نہ رہے کہ ذکیہ سلطانہ کی جب ایک لڑکی کو خاندان نظام سے منسلک کیا تھا تو پھر اسی بچی کی دوسری بہن کو (جس کا نام اوپر آیا ہے) کیوں نہیں اسکو لیا۔ مگر مجبوری کا کچھ علاج نہیں کہ یہ قسمت کے کھیل ہیں کہ جب تک پہلو کا جوڑا نہ ہو یہ چیز وقوع میں نہیں آتی ہے۔

مرقوم ۱۱ رمئی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

بوجہ پیرانہ سالی و معذوری مولوی برکت علی صاحب کا دماغ

(اب درست طریقہ پر کام نہیں کر رہا ہے)

فرمایا پھلی بندر سے ان کی تحریر دفتر پیشی نذری باغ میں وصول ہوئی ہے۔ کہ ان کا ذاتی قرضہ کم و بیش دو ہزار کا ہے وہ سرکاری طور پر ادا کیا جائے۔ کیا خوب استدعا ہے! لہٰذا ان کو جواب دیا گیا بتوسط تحریر کہ ایسی درخواست پیش کرتے وقت انکو خیال کرنا چاہیئے تھا کہ کیا یہ معقول تھی یا نہیں۔

دوئم ان کے نام (رفتہ) کا اذوقہ جو چیارٹی ٹرسٹ سے جاری ہوا تھا وہ کچھ کم رعایت نہیں تھی۔ جبکہ ان کو معظم جاہ ٹرسٹ سے جو ماہانہ امداد ملتی تھی وہ مسدود ہو چکی تھی۔ (دوسروں کے ساتھ) حالانکہ جونیر پرنس کی انہوں نے اپنی حد تک بہت کچھ خدمت کی تھی۔ لہٰذا جہاں سے ان کے خدمت کی قدر ہونا چاہیئے تھا وہاں نہیں ہوئی۔ بلکہ اُوس مقام سے ہوئی (یعنے نذری باغ سے)۔ جس کے مقابل اُونہوں نے رضیہ بیگم کے معاملہ میں خلاف میں انور بیگم کے (یعنے منکوحہ جونیر پرنس) کام کئے تھے۔ وہی معاملہ تھا جو سپریم کورٹ سے خارج ہوا تھا۔ جس کو کچھ عرصہ ہوتا ہے۔ اور جس سے ساکنین حیدر آباد خوب واقف تھے جو کہ عالم آشکارا تھا۔

خلاصہ یہ کہ مولوی صاحب کو صاف الفاظ میں جواب نفی میں دے کر کارروائی کو داخل دفتر کر دیا گیا۔ یہ سمجھکر کہ درخواست سراسر نامعقول تھی یا قابل لحاظ نہ تھی۔

مکرر۔ میرا خیال ہے کہ جونیر پرنس نے صیغۂ نکاح کے سلسلہ میں ان کے ساتھ بہت کچھ سلوک کیا تھا علاوہ معاوضہ صیغۂ نکاح ان کو نذری باغ سے ملا تھا۔ وہ بھی متعدد بار۔ شائد اسکو وہ فراموش کر گئے۔ مگر اس کا ریکارڈ دفتر پیشی میں موجود ہے۔ بقول

نوشتہ بماند سیاہ بر سفید

مرقوم ۱۱ر مئی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

آپریشن ٹانسلز سعید علیخاں داماد سرکار و شوہر صاحبزادی بہبود النساء بیگم مقیم میدان گنگ کوٹھی روبرو (گلے کے غدود)
(در کلینک فرنانڈز)

فرمایا اس بچہ کو یہ شکایت ایک طویل عرصہ سے تھی۔ اگر بروقت علاج ہوتا تو یہ معاملہ بڑھ کر کہنہ مرض نہ بنتا۔ چنانچہ اس سے اسکو تکلیف تھی۔ خیر جو کچھ ہونا تھا کیا گیا یعنے ماہر مرض مذکور ڈاکٹر نارائن راؤ (Ear-Nose-Throat) نے یہ عمدگی سے کیا۔ مجھے افسوس ہے کہ وقت آپریشن نہیں جا سکا مگر سب انتظام کردیا تھا کہ مجھے عدن باغ اور عقب مکان عدن باغ جہاں میرے کم سن دو نواسے ہیں بخار سے علیل تھے یعنی اول الذکر بطنی شہدی بیگم زوجہ محمود پاشاہ و مؤخر الذکر نذیر النساء بیگم زوجہ جبو نواب۔ اسکے سوا ہر روز قبل مغرب عدن باغ سے (علاوہ صبح کے) واپسی کے بعد کلینک جاتا ہوں علیؑ پاشاہ کی والدہ کو دیکھنے کیلئے جنکا مزاج شکر ہے آہستہ آہستہ رو بہ اصلاح ہے۔ لہذا اسی سلسلہ میں داماد کو بھی کلینک میں دیکھ لیتا ہوں کہ قریب ہی دوسرے وارڈ میں مقیم ہے خاص انتظام کے تحت۔ مگر کم از کم دو ہفتہ اور درکار ہیں اسکو واپس گھر آنے کیلئے۔ میری بچی اسکی زوجہ (بہبود النساء بیگم) فاصلہ سے جاکر شوہر کو دیکھتی ہے۔ اس کے سوا کبھی کبھی اس بچہ کی ماں بھی آتی ہے۔ جس کے ہاتھ اور پاؤں پر فالج کا اثر ہے جس سے نقل و حرکت میں معذور ہے علاوہ پیرانہ سالی۔ یہ صاحبزادہ گوہر علیؑ مرحوم کی دختر ہے علاقۂ صاحبزادگان صرف خاص اور اپنے بیٹے کو میری نگرانی میں چھوڑکر ہر طرح سے مطمئن ہے۔

مرقوم ۱۱ مئی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

دردنے دیکھ لے دوا پائی | اور مریضہ نے بھی شفا پائی
شکر ہے ہوگیا سکون نصیب | قلبِ مضطر نے بھی دعا پائی

(آمدہ از نذری باغ)

انتخاب دو لڑکوں کا جو سن رشد کو پہنچ چکے ہیں

برائے دو صاحبزادیان کاظم جاہ مرحوم مقیم شادی خانہ نمبر ۲

فرمایا قریب میں اِس کا اعلان ہوگا اخبار نظام گزٹ میں کہ بعض امور اِسی معاملہ سے متعلق ابھی طے نہیں ہوئے ہیں۔ بہرحال ایک لڑکی کا عقد قبل محرّم ہونا ازحد ضروری ہے۔ اور دوسری کا بعد ختم ایام عزا ماہ ربیع الاوّل میں۔ اسکے سوا قبل عید الضحیٰ تین لڑکیوں کی متاہل زندگی شروع ہونا ضروری ہے جنکا عقد حال میں ہوا ہے۔

بہرحال دادا جلد اس قرض سے سبکدوش ہوگا کہ باپ دنیا سے جانے سے قبل ان کو دادا کے سپرد کیا تھا۔

زیادہ۔ اَلخَیرُ فِیمَا وَقَعَ

مرقوم ۱۱ مئی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

جو آتی جاتی ہے بو عنبر تتار نہ ہو
بہار آئی چمن میں بھی بے شمار نہ ہو
الٰہی یہ کھلا ہے پاک و صاف دنیا میں
کسی کا دل بھی کدورت سے داغدار نہ ہو

(آمدہ از نذری باغ)

ترجمان اہل حق ہر قوم کی آواز ہے — خیر خواہ شیعہ حق آگاہ یہ شیراز ہے

شیراز

ایڈیٹر ۔ سید صمصام شیرازی

لا فتیٰ الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار

چھوٹی صنعتیں

آندھرا پردیش کیلئے یہ بالکل پہلا موقع ہے کہ ہمارے وزیر چھوٹی مصنوعات مسٹر کوتڈا لکشمن ریڈی کی دلچسپی توجہ اور مساعی جمیلہ کی وجہ سے حیدرآباد میں چھوٹے صنعت کاروں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس کا افتتاح مرکزی وزیر صنعت مسٹر مانو بھائی شاہ نے فرمایا۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے مرکزی وزیر صنعت نے فرمایا کہ عوام کی خوشحالی، ملک کی معاشی استحکام اور بیروزگاری کو دور کرنے کیلئے چھوٹی صنعتوں کو فروغ دینا ایک قومی تحریک کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہمارے ملک میں چھوٹی صنعتوں کے عدم فروغ کی وجہ یہ ہے کہ یہاں جو بھی مال تیار کیا جاتا ہے وہ دوسروں ملکوں سے درآمد شدہ مال کے مقابلہ میں گراں ہونے کے سوا ناقص بھی ہوتا ہے۔ ہمارے صنعت کار مستقل فائدہ اور ساکھ کو نہیں دیکھتے بلکہ عارضی فائدہ کو دیکھ لیتے ہیں۔ اس طرح ناقص سے ناقص مال زیادہ سے زیادہ داموں میں فروخت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صارفین ملک کے مصنوعات کو گراں داموں میں خریدنے سے کبھی انکار نہیں کرتے۔ لیکن زیادہ داموں پر ناقص مال خریدنا کوئی کہاں تک برداشت کر سکتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری صنعتیں بند ہونا بھی ان کی وجہ سے

خودبخود ختم ہو جاتی ہیں۔ دوسری خامی یہ ہے کہ ہمارے یہاں عموماً انفرادی کوشش کے ذریعہ صنعتوں کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے — ظاہر ہے کہ کوئی صنعت چھوٹی ہو یا بڑی اس کے لئے اجتماعی کوشش ہی کامیابی کی ضامن ہو سکتی ہے۔ عموماً انفرادی کوشش کا نتیجہ صنعتوں کو ختم کر دینے اور دیوالیہ کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

اب ہمارے وزیر چھوٹی مصنوعات مسٹر کوتڈا لکشمن ریڈی کی صحیح رہنمائی اور مشورہ کی بناء پر ہمارے صنعت کاروں کے لائحہ عمل میں ایک صحت مند تبدیلی ہوئی ہے۔ آندھرا پردیش کے تمام صنعت کاروں نے اپنے آپ کو منظم کرنے اور اجتماعی طور پر صنعتوں کو فروغ دینے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اسی سلسلہ میں ہمارے صنعت کاروں نے اپنے مسائل پیش کرتے ہوئے چند مطالبات بھی پیش کئے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ آج تک ہماری حکومت اور عوام نے صنعت کاری کو ایک قومی تحریک کی حیثیت سے نہیں دیکھا۔ لیکن اب جبکہ ملک کو خوشحال بنانے کے صنعت کاری کو ایک قومی تحریک کی طرح اہمیت دی جا رہی ہے تو یہ ضروری ہے کہ ہماری حکومت صنعت کاروں کے ساتھ بھرپور تعاون کرے انہیں ہر ممکنہ اور جائز سہولت بہم پہنچائے۔ آج تک ہم یہی دیکھتے آرہے ہیں کہ جب کوئی صنعت کار کسی صنعت کی ابتداء کرتا ہے تو حکومت کے عمال قدم قدم پر اس کے راستے میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ حصول لائسنس کیلئے مہینوں جوتیاں چٹخانا اور پھر "نذرانہ" پیش کرنا پڑتا ہے لائسنس ملنے کے بعد برقی طاقت کا حصول ہوئے

لانے سے کم نہیں ہوتا۔ مہینوں کی پیروی اور روپیہ خرچ کرنے کے بعد جب کہیں جاکر برقی تنصیب عمل میں آتی ہے۔ محکمۂ صنعت و حرفت بلدیہ اور برقی کا مہینوں طواف کرنا پڑتا ہے۔ یہ سب ہونے کے بعد خام مال نہیں ملتا۔ ٹیکنیکل عملہ نہیں ملتا۔ ان تمام مرحلوں کے بعد مال کی نکاسی کے سلسلہ میں حکومت کوئی دلچسپی نہیں لیتی۔ اب ضرورت اسی امر کی ہے کہ ان تمام خرابیوں کو دور کیا جائے۔ حکومت کے عمال قربت اور مشکلات پیدا کرنے کی پالیسی کو ختم کریں۔ ہمیں نہ صرف توقع بلکہ یقین ہے کہ ہمارے وزیر چھوٹی مصنوعات مسٹر کونڈا لکشمن ریڈی اس سلسلہ میں ضروری اصلاحات کریں گے۔ اور صنعت کاروں کو حکومت کے عملی تعاون کا یقین دلائیں گے۔ چھوٹی صنعتوں کی تحریک کو اگر واقعی ایک قومی تحریک کی طرح آگے بڑھایا جائے تو یقیناً ملک کی بیروزگاری میں قابل لحاظ کمی ہو سکتی ہے۔

نوائے طلبا (لکھنؤ یونیورسٹی میگزین)

اپنا

"جدید عالمی ادب نمبر"

پیش کرتا ہے

جس میں

- اردو کی اہم تخلیقات کے علاوہ
- دنیا کی تمام اہم زبانوں کے جدید ادب اور
- ہندوستان کی تمام علاقائی زبانوں کے جدید ادب کا جائزہ لیا گیا ہے

ضخامت .. ۰ صفحات مدیر: ایم۔ اے۔ لاری

شعبہ اردو فارسی۔ لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ۔ (یو۔پی) ہندوستان

مجلس چہلم آیت اللہ العظمیٰ آقای بروجردی

حیدرآباد:۔ ۱۹ مئی شام کے ۵ بجے عبادت خانہ دار الشفاء میں ایرانی ممتاز تاجر آقای حاجی حسین (القا ہوٹل) کی جانب سے مجلس چہلم آیت اللہ العظمیٰ آقای بروجردی طاب ثراہ بپا تھی عبادتخانہ کا دالان پیش دالان اور صحن مومنین سے کچھا کھچ بھرا تھا۔ حیدرآباد اور سکندرآباد سے قریب قریب تمام ایرانی حضرات شریک مجلس تھے۔ سید ابوالغضل آقای سید شاہ عباس منصوری آل یٰسین نے بے ثباتی دنیا پر ایک مبسوط تقریر فرمائی تا مصائب الائمہ الطاہرین من ابتدائے غیبت صغریٰ تا زمانہ آقای آیت اللہ العظمیٰ کی مختصر تاریخ بیان کی۔ مصائب سید الشہداء پر مجلس کو ختم کیا۔ شرکاء مجلس کو کافی پلائی گئی۔ غربا کو آیت اللہ العظمیٰ کے نام پر کھانا کھلایا گیا۔

مجلس عزا برائے ایصال ثواب

روح پر فتوح حجۃ الاسلام آیت اللہ فی الانام نائب امام اعلم العلماء حضرت آقای الحاج سید حسین بروجردی مجتہد اعظم رضوان اللہ علیہ روز جمعہ ۳ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۸۰ھ م ۱۹ مئی ۱۹۶۱ء بعد نماز مغرب مسجد اثنا عشری دارالشفاء اندرون دیچہ مانا مقرر ہے مولوی مرزا مہدی حسین صاحب ذاکر اہلبیت مجلس کو مخاطب فرمائیں گے۔

احقر — مرزا غلام عباس

مطالعہ کیجئے

اخبار نظارہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ (یو۔پی)
اخبار شیعہ۔ موچی گیٹ لاہور (پاکستان)
پابندی کے ساتھ شائع ہونے والے مذہبی دو شیعہ اخبار ہیں ان کی توسیع اشاعت میں ہاتھ بٹانا ہمارا قومی فرض ہے۔

ذکر عقد سلطان الاولیا با سیدۂ عالم

از محترمہ سعید النساء بیگم صاحبہ
بنت مولوی محمد امداد علی صاحب انصاری مرحوم تعلقدار

ہجرت کے دوسرے سال جبکہ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا کی عمر شریف دس برس کی ہوئی تو بعض متمول وجلیل القدر مسلمانوں نے شادی کا پیغام دیا۔ سرور کائنات نے سب کو یہ جواب دیا کہ فاطمہ کی شادی خدا کے حکم پر موقوف ہے میں اپنے خیال سے کچھ نہیں کر سکتا۔

حضرت علی علیہ السلام کے خاص اصحاب نے بھی مشورہ دیا کہ آپ کا حق سب سے زیادہ ہے کیونکہ رسول اللہ سے آپ کو قریب کا رشتہ ہے بہ لحاظ اسلام وایمان آپ کا رتبہ سب سے بڑھا ہوا ہے۔

یہ شرف ایسا نہ تھا کہ جس کے حصول کی تمنا نہ ہوتی حضرت علی علیہ السلام سرور کائنات کے در دولت پر حاضر ہوئے اس وقت آنحضرتؐ ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس تشریف فرما تھے علی مرتضیٰؑ نے دروازہ کھٹکھٹایا ام المومنین نے پوچھا کہ کون ہے پیغمبرؐ خدا نے فرمایا اے ام سلمہ دروازہ کھولدو یہ وہ شخص ہے جس کو خدا و رسول دوست رکھتے ہیں اور جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے ام المومنین نے پوچھا وہ کون شخص ہے آنحضرتؐ نے فرمایا میرے چچا حضرت ابو طالب کا فرزند علیؑ ہے یہ سنکر ام المومنین نے دروازہ کھولا۔ علی مرتضیٰؑ تشریف لائے۔ حیا مانع ہوئی کچھ نہ کہہ سکے تھوڑی دیر بیٹھکر واپس چلے گئے۔

جبرئیل امین بہ حکم خدا نازل ہوئے اور کہا کہ پروردگار عالم بعد سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے بیت المعمور میں انبیا وملائکہ اور حور وغلمان کو جمع کرکے آپ کی دختر فاطمہ زہرا کا عقد اپنے خاص بندے علی مرتضیٰؑ سے کردیا اور خمس دنیا اور ثلث بہشت علیؑ کی طرف سے مہر میں عطا کئے اس عقد کی تجدید سب کے سامنے کردو۔

پیغمبرؐ خدا نے جناب امیرؑ سے پوچھا کہ مہر کے واسطے تمہارے پاس کیا ہے۔ علی مرتضیٰ نے کہا کہ مال دنیا سے میرے پاس ایک زرہ ایک تلوار ایک اونٹ ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جہاد کے لئے تلوار ضروری چیز ہے اونٹ بھی بار برداری کے کام آتا ہے زرہ کی چنداں ضرورت نہیں اس کو فروخت کردو۔

حضرت علی علیہ السلام زرہ لیکر نکلے تو راہ میں ایک اجنبی شخص ملا اس نے پانسو درم میں زرہ خرید لی قیمت لے کر آپ سرور عالم کی خدمت میں پہنچے رسول اللہ نے پوچھا کہ کس کے ہاتھ تم نے زرہ فروخت کی جواب دیا کہ ایک اعرابی نے خریدی۔ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھے۔ جو بہ حکم خدا زرہ خریدا اور مجھے لاکر دے گئے میں تم کو عطا کرتا ہوں شاہ اولیا نے شکریہ ادا کرکے زرہ لے لی۔

سرور کائنات بیت الشرف میں تشریف لائے

سیدہ طاہرہ سے فرمایا کہ خدا نے تمہارا عقد علیؑ ابن ابیطالب سے کیا اور حکم دیا کہ میں اس کی تجدید کروں پس میں تمہارا نکاح اپنے عزیز ترین بھائی علی مرتضیٰ سے کرتا ہوں جو خدا کے ولی اور میری امت کے سید و امام ہیں۔ اس کے بعد بیبیوں کو حکم دیا کہ گھر میں شادی کی تیاری کرو۔ صحابہ سے فرمایا کہ فاطمہ زہرا کے لئے لباس و سامان خرید کر لاؤ۔ پیراہن، مقنعہ، چادر، چٹائی، بستر، پردہ، چکی، مشک، کلس، قربہ، پیالہ، لوٹا، آبخورہ، ایک مٹی کے برتن۔ سیدۂ کونین کا جہیز جب شاہ انبیا کے سامنے رکھا گیا تو دیکھکر آبدیدہ ہو گئے ازواج سے فرمایا کہ فاطمہ کو دلہن بناؤ اور جب یہ خیال آیا کہ فاطمہؑ کی والدہ حضرت خدیجہ ہوتیں تو ان کو کس قدر مسرت ہوتی آپ رونے لگیں۔

بلال نے آپ کے حکم سے مدینہ میں منادی کر دی کہ پیغمبر خدا کی دختر اطہر کا عقد ہے محفل نکاح میں شریک ہوں جب سب مسلمان جمع ہو گئے تو سید المرسلین منبر پر تشریف لائے بعد حمد و ثنا کے ارشاد فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھکو خبر دی ہے کہ اللہ جلشانہ نے بیت المعمور میں فاطمہ کا عقد علیؑ سے کر دیا اور مجھے حکم دیا ہے کہ اس عقد کی تجدید تم سب کے سامنے کر دوں۔ پانسو درہم مہر قرار دیا گیا ہے تاکہ میری امت میں سنت ہو اور امیر و غریب سب ادا کر سکے۔

علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ خطبہ پڑھو شاہ اولیا نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا عقد کے بعد شاہ انبیا نے فرمایا کہ مجھے یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ فاطمہؑ کے دو فرزند جوانان اہل بہشت کے سردار ہوں گے۔ اس کے بعد خرمے لٹائے گئے محفل میں ہر طرف سے بارک اللہ کی صدا ایں بلند ہوئیں ہر شخص اظہار مسرت کرنے لگا۔ سرور عالم جب معصومہ کے پاس تشریف لائے تو دیکھا آپ رو رہی ہیں سر مبارک پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اے پارۂ جگر میں نے تمہارا عقد ایسے شخص سے کیا ہے جو بہترین عالم ہے علیؑ نہ ہوتے تو تمہارا کوئی کفو نہ تھا علیؑ کا وہ رتبہ ہے کہ خود خدا نے تمہارا عقد ان سے کیا۔

عقد ہو کر جب ایک مہینہ گذرا تو امہات المومنین نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ خدیجۃ الکبریٰ زندہ ہوتیں تو فاطمہؑ کی شادی اور علیؑ کی دامادی سے کس قدر خوش ہوتیں ہم ان کی قائم مقام ہیں ہماری خواہش ہے اور علیؑ بھی چاہتے ہیں کہ فاطمہؑ کو رخصت کر دیجئے۔ حضرت خدیجہ کا نام سنکر سرور عالم کے چشم مبارک میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ خدیجہ کا مثل کون ہو سکتا ہے۔

امیر المومنین سے فرمایا کہ کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے مہاجرین و انصار اور جس کو چاہو دعوت دو۔ وقت مقررہ پر چار ہزار سے زاید آدمی آگئے مہمانوں کی کثرت اور کھانے کی قلت سے جناب امیر کو تردد ہوا سرور کائنات نے فرمایا کہ فکر نہ کرو میں خدا سے برکت کی دعا کروں گا پھر اپنے دست مبارک سے کھانے کو مس کیا اور فرمایا کہ مہمانوں کو کھلانا شروع کر دو خدا نے ایسی برکت دی کہ سب لوگ کھانے کے بعد تھوڑا بچ گیا۔

جابر ابن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ اس سے بہتر ولیمہ ہم نے کبھی نہیں کھایا۔ پیغمبر خدا علی مرتضیٰ کو لیکر گھر میں تشریف لائے ام سلمہ سے فرمایا کہ فاطمہؑ کو لاؤ جب سیدۂ کونین قریب آئیں تو کہا کہ خدا دنیا و آخرت میں ہر قسم کی لغزش کو تم سے دور رکھے پھر معصومہ کا ہاتھ

شاہ اولیا کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ خدا تم کو برکت دے یا علیؑ کیا مبارک ہے تمہاری دلہن جو تمام دنیا کی عورتوں سے بہتر و افضل ہے اے فاطمہؑ تمہارا شوہر بھی کیا خوب ہے۔

بنی ہاشم اور انصار و مہاجرین کی عورتوں کو حکم دیا کہ سیدۃ النساء العالمین کی سواری کے ہمراہ رجز پڑھتی ہوئی اور تکبیریں کہتی ہوئی ان کے سسرال تک جائیں۔ اپنے خاص ناقہ پر فاطمہ زہراؑ کو سوار کیا سلمان فارسی کے ہاتھ میں مہار دی اور خود پیچھے حضرت حمزہ و حضرت عقیل وغیرہ کے ساتھ چلے۔ جبرئیل و میکائیل ستر ہزار فرشتے اور حوران جنان کو لے کر حاضر ہوئے اور تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے دلہن کی سواری کے ساتھ گئے۔ اس شان و شوکت سے شہنشاہ انبیا کی بیٹی اپنے شوہر سلطان الاولیا کے بیت الشرف کو روانہ ہوئیں۔ جب گھر میں رونق افروز ہوئیں تو سرور کائنات نے سیدۂ کونین سے فرمایا کہ پیالہ میں تھوڑا پانی دو جب پانی آیا تو ایک گھونٹ منہ میں لیکر پیالہ میں کلی کی اور وہ پانی فاطمہ زہرا کے سینہ و سر اور علی مرتضیٰؑ کے سر و پشت پر چھڑکا بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی کہ میری قرۃ العین دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اسیطرح میرا قوت بازو علیؑ ابن ابیطالب مجھکو سب سے زیادہ عزیز ہے یہ دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان دونوں سے ہوں ان کی نسل میں برکت و طہارت عطا فرما دعا دے کر سرور عالم دولتسرا کو تشریف لے گئے دوسرے روز دودھ کا کاسہ لیجا کر دونوں کو نوش کرایا اس کے بعد تین دن تک آپ نہیں گئے چوتھے روز تصدق فرمایا دروازہ پر سلمیٰ بنت عمیس کو دیکھ کر پوچھا کہ تم یہاں کیوں ہو سلمیٰ نے عرض کی یا رسول اللہ ام المومنین کی بیماری کے زمانہ میں ایک روز میں حاضر ہوئی تو ان کو روتے دیکھا میں نے کہا کہ آپ زوجہ پیغمبر آخرالزماں ہیں اور خدا رسول کے ذریعہ جنت کی بشارت دے چکا ہے پھر رونے کی کیا وجہ ہے۔ معظمہ نے جواب دیا کہ اے سلمیٰ فاطمہؑ کی شادی کے وقت میں یہ زہول کی کوئی لائق عورت خاص خدمت کے لئے نہ ملے تو میری نور دیدہ کو زحمت و تکلیف ہوگی۔ یہ سنکر میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں زندہ رہی تو اس کام کو انجام دونگی چنانچہ اسی غرض سے حاضر ہوئی ہوں۔ آنحضرت سلمیٰ کو دعا دے کر اندر تشریف لے گئے قرآن شریف کی آیتیں پانی پر دم کرکے علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا کو پلایا اس کے بعد امیرالمومنین باہر چلے گئے سیدہ نے کہا بابا جان شب کو میں نے سنا زمین آپ سے باتیں کر رہی تھی! سرور عالم نے ارشاد فرمایا کہ شکر اور خوشی کا مقام ہے خدا نے تمہارے شوہر کو یہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ زمین پر جو واقعات گذرتے ہیں وہ سب علیؑ ابن ابیطالب سے بیان کرتی ہے۔ اے فاطمہؑ شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری میں کبھی کوتاہی نہ کرنا امیرالمومنین کو بلا کر فرمایا کہ فاطمہؑ میری پارۂ جگر ہے جس بات سے اسکو رنج پہنچتا ہے اس سے مجھکو بھی اذیت ہوتی ہے جو امر اس کی خوشی کا باعث ہوتا ہے اس سے میں بھی خوش ہوتا ہوں

ایک روز سیدہ نے پیغمبر خدا سے کہا کہ آپ

دعا کیجئے کہ میری امت کی شفاعت قرار پائے محبوب خدا نے بارگاہ خدا میں دست دعا بلند کیا جبرئیل ایک قطعہ حریر کے ساتھ نازل ہوئے جس پر لکھا ہوا تھا کہ اے فاطمہؑ حق تعالےٰ نے تمہارا مہر تمہارے باپ کی امت عاصی کی شفاعت مقرر فرمایا ہے۔ رسولؐ خدا نے وہ رقعہ فاطمہؑ زہرا کو دے دیا آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

بلال بن حمام سے روایت ہے کہ ایک دن پیغمبرؐ خدا بہت شاداں و فرحاں نظر آئے تو عبدالرحمن بن عوف نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کے چہرۂ منور پر یہ کیسا نور ہے جو آج ہم دیکھ رہے ہیں آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ نور اس مسرت خیز بشارت کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے ابن عم اور میری بیٹی کے حق میں آئی ہے جب خدائے کریم نے علیؑ و فاطمہؑ کی تزویج کی تو رضوان خازن جنت کو درخت طوبےٰ کے آراستہ کرنے کا حکم دیا جب درخت کو ہلایا گیا تو اس سے لکھے ہوئے پرچے بشمار محبان اہلبیت ظاہر ہوئے اس درخت کے نیچے خدا نے نور سے فرشتے پیدا کئے اور ہر فرشتہ کو ایک پرچہ عنایت کیا جب قیامت برپا ہوگی تو ملائکہ مخلوق کو پکاریں گے اور محبان اہلبیت میں سے کوئی محب ایسا باقی نہ رہے گا کہ اس کو وہ پرچہ جس میں دوزخ سے آزادی لکھی ہوگی نہ ملے پس میرے ابن عم علی مرتضیٰ اور میری دختر فاطمہ زہرا امت کے مردوں اور عورتوں کی نجات کا باعث ہوئے۔ فقط۔

ہندوستان کو ۵۳ کروڑ روپے کا برطانوی قرضہ

حال ہی میں بمقام دہلی دو معاہدوں پر دستخط ہوئے ہیں جن کے تحت حکومت برطانیہ ۴۰,۰۰۰,۰۰۰ پونڈ (۵۳ کروڑ روپے) ہندوستان کو قرض دے گی۔ پہلے معاہدہ کی رو سے برطانیہ ۳۰,۰۰۰,۰۰۰ پونڈ (۴۰ کروڑ روپے) ہندوستان کو قرض دے گا اور ہندوستان یہ رقم برطانیہ سے در آمد کئے جانے والے ایسے ساز و سامان پر صرف کرے گا جو تیسرے پانچ سالہ منصوبہ کے بعض پراجکٹوں میں استعمال ہوگا۔ یہ ابتدائی امداد ہے جو برطانیہ نے ہندوستان کے تیسرے پانچ سالہ منصوبہ کے لئے دی ہے۔ معاہدہ کے مطابق ہندوستان ۲۵ سال میں یہ قرضہ چکائے گا۔ اور وہ قرضے کی پہلی قسط ۱۹۶۸ء میں ادا کرے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ درگاپور کے کارخانہ فولاد کی توسیع سے متعلق مزید امداد کے بارے میں ہندوستان کی برطانیہ سے بات چیت ہو رہی ہے۔ دوسرا معاہدہ ۱۰,۰۰۰,۰۰۰ پونڈ (تقریباً ۱۳ کروڑ روپے) قرضے کے بارے میں ہے اور اس کا مقصد ہندوستان کے ادائیگیوں کے توازن کو سہارا دینا ہے۔ برطانیہ اب تک ہندوستان کے ترقیاتی قرضوں کے لئے ۱۶۰ کروڑ روپے (۱۲۰,۰۰۰,۰۰۰ پونڈ) قرض دے چکا ہے۔

[illegible] اہل حق کا ترجمان اور صاحبان ذوق کا اخبار

امریکی سائنسی پیش قدمی پر ایک نظر

اس دور میں ہر ملک اپنے وسائل کے مطابق سائنس کے میدان میں پیشقدمی کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن پچھلے اپریل میں امریکہ میں سائنسی ترقی کا جو ریکارڈ قائم ہوا ہے اس کا مقابلہ سائنسی ترقی کی کسی بھی پوری صدی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔

بیسویں صدی ہمیشہ ایک ایسے دور کی صورت میں یاد رہے گی۔ جب ہزاروں برس کی سست، کٹھن اور خال خال پیش قدمی کے بعد دفعتاً ہی سائنسی ارتقا عمل میں آیا۔ اور انسان پر اس کی زمین، کائنات اور خود اپنے متعلق راز منکشف ہوئے۔ صرف اپریل ۱۹۶۱ء ہی میں امریکی سائنسدانوں کو اتنی شاندار کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں جو تقریباً کسی بھی گزشتہ صدی کی کامیابیوں کے مقابلے میں پیش کی جا سکتی ہیں۔ محققین نے زمین کے قشر، خلا، ایٹمی مرکزے اور جاندار مادے کے اندرونی حصوں کے متعلق دریافتیں کیں۔ انہوں نے ۱۹۲۵ء کے بعد سے ایک نیا کیمیاوی عنصر اور پہلا نیا امینو تیزاب دریافت کیا ہے۔ انہوں نے صرف دوا بٹیوں ہی سے ایک خاص قسم کے سرطان کے علاج کے متعلق اطلاع دی ہے اور ایسی باتوں کا پتہ لگایا ہے جو دوسری دنیاؤں میں زندگی کے متعلق پہلی بلا واسطہ شہادت ہو سکتی ہے۔

ولارڈ باسکوم کی زیر قیادت سائنسدانوں کے ایک گروپ نے ایک تجرباتی کھدائی کے دوران میں دو عظیم سائنسی دریافتیں کی ہیں جن کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ کیا سمندر کے فرش میں زمین کے تمام قشر تک سوراخ کیا جا سکتا ہے۔ میکسیکو کے مغربی ساحل سے کچھ دور بحر الکاہل کی تہہ کی گیلی مٹی کے نمونوں سے ایک ایسے رقبے میں ایک زرخیز سمندری زندگی کی باقیات کا انکشاف ہوا ہے جو اب مقابلتاً ویران ہو چکا ہے۔ یہاں ۲۰ ہزار سے ۷۰ لاکھ سال تک پہلے زندگی پائی جاتی تھی۔ دوسری دریافت اس وقت عمل میں آئی جب سمندر کے فرش میں ۵۰۹ فٹ لمبا سوراخ کر دیا گیا گیلی مٹی اچانک ٹوٹ گئی۔ اور سبزہ بادامی رنگ کے پتھروں کی چٹانیں نمودار ہوئیں۔ اس طرح سمندر کے نیچے نام نہاد دوسری پرت کا معمہ حل ہو گیا۔ مسٹر باسکم نے اسے سمندر کی کھوج میں ایک سنگ میل قرار دیا ہے۔ ایک نئی ٹیکنالوجی کو بروئے کار لا کر سطح سمندر سے ۱۲ ہزار فٹ نیچے شگاف کیا گیا۔ اس مقصد کے لئے ایک تیز رفتار جہاز استعمال کیا گیا تھا۔ جس نے لنگر ڈالے بغیر یہ کام انجام دیا تھا۔ اس سے موہول منصوبہ کا امکان بڑھ گیا ہے۔ اس منصوبے پر کچھ کام ہوا ہے اور اس پر زیادہ گہرے پانیوں میں کام ہوگا۔ جہاں زمین کا قشر نہایت باریک ہے۔ یعنی بر اعظموں کے نیچے ۳۰ میل کے مقابلہ میں تقریباً ۳ میل ہے۔ ایک اور سمندری تجربہ میں کولمبیا یونیورسٹی کے سائنسدانوں نے

سمندر کی تہہ کے نیچے ایک آلہ نصب کرکے زلزلے کو پہلی بار ریکارڈ کیا۔ بحر اوقیانوس سے ساڑھے تین میل نیچے کھاڑی میں ایک نیا زلزلہ پیما نصب کرکے زمینی آلات کے مقابلے میں زیادہ ہلکے زلزلے کا سراغ لگایا گیا کیونکہ سمندر کے فرش میں مقب زمین کی مداخلت قطعاً نہیں تھی۔ اس پراجیکٹ کے ڈائرکٹر ڈاکٹر مارس اونگ نے بتایا کہ اس وقت زمین کی ساخت کے متعلق جو معلومات دستیاب ہیں اس تکنیک سے اُن سے ہزار گنا زیادہ معلومات حاصل ہوسکتی ہیں۔ خلائی سائنس نے بھی اسی مہینے بڑا عروج پایا اور متعدد اہم ترین کامیابیاں ہوئیں۔ ایکسپلورر ۱۱ کو کامیابی سے داغا گیا۔ یہ مدار میں گردش کرنے والی پہلی فلکیاتی رصد گاہ تھی۔ جس سے اب کائناتی شعاعوں کی ابتدا کا ایک طویل المدت راز حل ہوگیا ہے۔ اس مصنوعی سیارے سے کائنات کی نوعیت سے متعلق انسان کے علم میں بڑی مدد ملنے کی امید ہے۔ اس تجربے کا مقصد فضا سے اوپر دُور بین رکھنا تھا جو خلائے پار سے آنے والی گاما شعاعوں میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔ ایکسپلورر ۱۰ مارچ کے اخیر میں ایک ایسے مدار میں پہنچا دیا گیا جو اسے چاند کے نصف راستے سے زمین سے ۱۰۰ میل بلندی کے درمیان لے جا رہا تھا۔ اور اس سے خلائی سائنسدانوں کو حیرت انگیز معلومات حاصل ہوئیں۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ جب یہ مصنوعی سیارہ گردش میں ہی تھا تو سورج میں دھماکا ہوا (۱) یہ پہلا تجرباتی ثبوت تھا جس سے "شمسی ہواؤں" کے وجود اور سورج سے پروٹونوں کے بادلوں کے اخراج کی تصدیق ہوئی۔ یقین کیا جاتا ہے کہ یہ ہوائیں زمین کے موسم پر خفیف طور پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

(۲) اس سے اس نظریے کی پرزور تائید ہوئی کہ ستاروں کے درمیان مقناطیسی کرہ سورج کے کرہ کی توسیع ہے۔ امریکی طبیعیاتی سوسائٹی کے روبرو سورج سے بھاری عناصر کے اخراج کے اوّلین سراغ کی رپورٹ پیش کی گئی ہے۔ یہ رپورٹ ایک حساس مادّے کے تجزیہ پر مبنی ہے جس کا سراغ ڈسکورر ۱۷ نے لگایا ہے۔ یہ مصنوعی سیارہ ایکسپلورر ۱۰ کی مانند گزشتہ نومبر میں سورج میں شدید طوفان اٹھنے سے ٹھیک پہلے داغا گیا تھا۔ اگرچہ اس مادّے کے متعلق تحقیق و مطالعہ جاری ہے تاہم اب تک یہ یقین ہوگیا ہے کہ سورج سے لوہے، میگنیشیم، آکسیجن اور کاربن وغیرہ کا اخراج ہوا تھا۔ امریکہ میں گیارہ سال پہلے ایک شہاب ثاقب گرا تھا جس کے متعلق تحقیق سے دوسری دنیا میں زندگی کا پہلا بالواسطہ ثبوت ملا ہے۔ اس شہاب ثاقب کے اندر سے جو چھوٹے چھوٹے اجسام نامی لئے گئے تھے ملکی صحتی ادارہ کے سائنسدان ان کی پرورش کر رہے ہیں۔ یہ اجسام نامی اگرچہ غیر معمولی ہیں تاہم زمین پر پائے جانے والے جانداروں میں سے اب تک وہ کسی کے مشابہ نہیں پائے گئے۔ ان کا قد بیکٹیریا کے برابر ہے اور صورت مڑی ہوئی سلاخوں کی مانند ہے یہ شبہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے یہ جاندار اس میں زمین پر پہنچنے کے بعد پیدا ہوئے ہوں لیکن شہاب ثاقب ابھی نسبتاً تازہ ہے اور بہت ہی

گھنا اور سخت ہے۔ اس لئے اس میں کسی زندہ جاندار کا پایا جانا اغلب نہیں۔ کیس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے ڈاکٹر جین جے نساؤ اور چارلس بی سٹی فینسن نے دو کمیاب کائناتی دھماکوں کی دریافت کی ہے۔ سٹینفورڈ یونیورسٹی میں سات برس تک ایٹم کو توڑنے کے جو تجربے کئے گئے ہیں ان سے ایٹمی مرکزے کے متعلق نئی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ سائنسدانوں کی جس ٹیم نے تجربے کئے ہیں ان کے متعلق ڈاکٹر بابٹ سیڈیر کا بیان ہے کہ نیوٹران کے منفی اور مثبت چارج ایک دوسرے کو کالعدم کرتے ہیں۔ جبکہ پروٹون مثبت رہتے ہیں۔ پروٹون اور نیوٹران کی ساخت اس سے بھی زیادہ آسان ہے جتنی ہم خیال کرتے ہیں۔ ایک اور ایٹم شکن پر تین سال تجربہ کرنے کے بعد ایک نیا کیمیاوی عنصر نمبر ۱۰۳ دریافت ہوا ہے۔ اس کا نام نوبل انعام پانے والے اور ایٹم شکن کے موجد ارنیسٹ اور لارنس مرحوم کے اعزاز میں لارنسیئم رکھا گیا ہے۔ کانگریس کی ایک کمیٹی کے روبرو زندگی کے بنیادی عمل کو سمجھنے کے لئے ایٹمی توانائی کے ایک شاندار نئے استعمال کا انکشاف ہوا۔ سیک ریج نیشنل لیباریٹری کے ڈاکٹر جی ڈیوڈ نویلی نے ایک نئی تکنیک سے ٹیسٹ ٹیوب میں پہلی بار ایسے تولیدی مادے کا مشاہدہ کیا جو پروٹین کی ترکیب پر کنٹرول کرتا ہے۔ پروٹین وہ مادہ ہے جس سے زندہ ٹشو بنتے ہیں۔ ڈاکٹر نویلی نے جاپان کے ڈاکٹر ندا نوری کامیاما کے تحقیقی مطالعہ کی بنا پر یہ تکنیک نکالی ہے۔ سنسناٹی یونیورسٹی کے

سائنسدانوں کے ایک گروپ نے ڈاکٹر ملن اے ووگن کی زیر ہدایت باہمی تعاون سے کام کرتے ہوئے ایک نئے آمینو تیزاب کی دریافت کی ہے یہ پہلا ایسا تیزاب ہے جو گذشتہ ۳۶ برسوں میں دودھ پلانے والے جانوروں کے ٹشوؤں میں پایا گیا ہے۔ ڈاکٹر ووگن کا یقین ہے کہ اس دریافت سے انسانی و ترکی صحت مندی اور بیماری کی نوعیت کی تحقیق کا ایک نیا شعبہ کھل جائے گا۔ ملکی صحت کے تین سائنسدانوں نے ایک رپورٹ میں بتایا ہے انہوں نے محض دواؤں سے سرطان کا علاج دریافت کیا ہے۔ ان کی ادویات سے مریض پانچ سال بلکہ زیادہ عرصے تک سرطان کے اثرات سے محفوظ رہے مکمل شفایابی کے ثبوت کے لئے اتنا عرصہ ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ بیس سال سے کم تین لڑکوں نے ریڑھ کی ہڈی والے ایک ایسے جانور کا پتھر پر جما ہوا پنجر دریافت کیا ہے جو کبھی ہوا میں اڑا کرتا تھا۔ امریکہ کی قدرتی تاریخ کے عجائب گھر کے ڈاکٹر ایڈون ایم کولبرٹ کا بیان ہے کہ یہ اڑنے والا جانور تقریباً ساٹھ ۔ اکروڑ [illegible] پایا جاتا تھا۔





قصیدۂ عقد امیر المومنینؑ

از محترمہ سعید النساء بیگم صاحبہ اثیمہ
بنت مولوی محمد امداد علیصاحب انصاری مرحوم تعلقدارؔ

ولیِ خدا آج دولہا بنا ہے — علیؑ مرتضیٰ آج دولہا بنا ہے
شہ اولیا آج دولہا بنا ہے

وہ نفسِ خدا جانِ محبوبِ داور — ابو طالب اور فاطمہؑ کا وہ دلبر (بنتِ اسد)
شہ اولیا آج دولہا بنا ہے

جو سب سے زیادہ نبیؐ کو ہے پیارا — اوتار آگیا جس کے گھر میں ستارا
شہ اولیا آج دولہا بنا ہے

وہ برحق وصی ہے جو محبوبِ حق کا — سرِ عرش باندھا گیا جس کے سہرا
شہ اولیا آج دولہا بنا ہے

عطا جسکو حق نے کیا علم و حکمت — سجا فرق پر جس کے تاجِ امامت
شہ اولیا آج دولہا بنا ہے

بنایا خدا نے دو عالم کا سلطاں — ازل سے ولایت ہے جسکی درخشاں
شہ اولیا آج دولہا بنا ہے

خدا اسکا فدائی نبیؐ کا ہے شیدا — یتیموں کا وارث غریبوں کا ملجا
شہ اولیا آج دولہا بنا ہے

دلہن جسکی زہراؑ بنتِ پیمبرؐ — جو محبوبِ حق کی ہے محبوب دختر
شہ اولیا آج دولہا بنا ہے

مجھو ہے شادی شہ لافتیٰ کی — یہ ہے خانہ آبادی شیرِ خدا کی
شہ اولیا آج دولہا بنا ہے

ہے مسرور قلبِ نبیؐ معظم — ملک انس و جن آج ہیں شاد و خرم
شہ اولیا آج دولہا بنا ہے

محب تہنیت دینے آئے ہیں یکسر — مبارک مبارک کا غل ہے فلک پر
شہ اولیا آج دولہا بنا ہے

اثیمہ کو صحت عنایت ہو یارب — مرض اور رنج و الم دور ہوں سب
شہ اولیا آج دولہا بنا ہے

قصیدہ در مدح امام ہشتم علیہ السلام

از جناب سید سرفراز حسین صاحب رضوی خبیر لکھنوی

برستے انداز سے نیسانِ رحمت کی ہے بارانی
برستے ہیں عوض موتی کے فیروزہ [illegible]

ہدایت کی روش ہے رونما گلشن کے جادو کی
خضر پانی چھڑکتے ہیں قبا پہنے ہوئے دھانی

نشہ کی تجلیاں چھپتے بنے ہیں نقشِ قدرت سے
حمائل پہنے ہیں نادِ علیؑ کی گل [illegible]

بتانِ گل کی الفت ہے دل بلبل سے وابستہ
رہے ترنار جیسے جو ہر سنگ سلیمانی

کسی آہو کے دل میں اب نہیں صیاد کا کھٹکا
کہ ضامن ہو گئی ہے الفت شاہ خراسانی

ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی ہیں گھٹائیں اودی اودی ہیں
پھواریں پڑ رہی ہیں ہو رہی ہے باد افشانی

یہ کیسی آتش تر کروٹیں لیتی ہے شیشے میں
ارے ساقی ترے صدقے یہی آگ اور یہی پانی

جزائے مدح میں اب دے شراب الصالحین مجھکو
تو جسکی شرح ہے وہ بادۂ توحید ربانی

اگر اک گھونٹ تیرے میکدے سے مجھکو مل جائے
وہی باقی رہے ساری حلاوت [illegible]

طبیعت آج جس کی مدح فرمائی ہے اے ساقی
وہ ہے محمدؐ کا رضا جو واقفِ منشائے یزدانی

حسد سے دل ہی دل میں کٹ رہے ہیں منکر ایمان
زبان خامہ مداح ہے تیغ صفاہانی

سمجھوں یوں گلشنِ مدحت کہ حیرت ہو سکندر کو
جناب خضر آئیں چھوڑ کر سیر بیابانی

لکھوں وہ مطلع روشن کہ روشن قلب مومن ہو
ہر اک نقطہ نظر آئے چراغ بزم عرفانی

ملے گر روضۂ شہزادہ سلطاں کی دربانی
تو مڑ کر بھی نہ دیکھوں جانب ملک سلیمانی

یہ اس کی مدح ہے جو صاحب امر الٰہی ہے
بنا دے شیر قالیں کو بھی جو شیر نیستانی

علیؑ سے جس طرح نام ابوطالبؑ ہوا روشن
ضیا سے چشم موسیٰ پہ علیؑ ہے شمع عمرانی

مری نظروں کے آگے جیسے وہ صحن منا ہو
میں یوں بزم تصور میں ہوں محو منقبت خوانی

تری تحریر وجہ نازش لوح و قلم ٹھہری
تری تقریر کے فقرے بنے آیات قرآنی

خدا کے فضل سے دونوں میں باہم ربط پیدا ہو
لکیریں تیرے تلووں کی مری تحریر پیشانی

ید بیضا فدا رنگینی اعجاز حضرت پر
کہ جن کے نقش قدم سے سنگ بنتے لعل رمانی

سراپا تجھ میں بھی رو رہا ہے مثل پیغمبر
[illegible] سایہ زمیں پر کیوں پڑے آئے ظل سبحانی

ترے عصمتکدے کی شان [illegible]
کہ جس کے در کا پتھر بھی فرشتے کی ہو پیشانی

لکھو پھر اے خبیر نکتہ داں اک مطلع تازہ
بیاں سے پھر بدل دینا ہے اندازِ ثنا خوانی

اگر جنّت سے گذرا وہ گل گلزار ایمانی
بنا شیریں زبان [illegible] ہر خار بیابانی

قطعہ

وطن سے جب تشریف [illegible]
[illegible]

[illegible]

کوئی مرکب کی خاک پا کو آنکھوں سے لگاتا تھا
مریضان محبت تھے ہزاروں ایک عیسیٰ تھا
زنا ہیں گھوڑ کا سرمہ ہیں پس پس کے رہتے ہیں
کوئی کہتا تھا سب لائیں ہیں دل تیری پچھاڑ کو
خروات خاصہ کا غذ سے ہیں ہاتھوں میں لاکھوں
وہ ہو تفسیر مصحف یا حدیث محمد صادق
گران دلبر ہوا اصرار جب اہل نظارہ کا
اگر موجود اس عالم میں ہوتے حضرت موسیٰ
حبیب حق کی جو صورت تھی بالکل تھی وہی مورت
وہی گیسو وہی تیکھو گھونگر اور وہی خوشبو
ہوا یہ قلب صافی پر اثر حسن مبارک کا
فرشتے گوش بر آواز تھے اور منتظر مجمع
اب وجد سے سنا ہے میں نے یہ ارشاد پیمبر
مگر اس قول کے ہمراہ شرطیں ہیں شرائط ہیں
دعائیں دے کے سب نے یہ حدیث اُس دم رقم کرلی
وصیت کی کفن میں رکھے وقت دفن آکر سینا
اٹھا دنیا سے جب وہ خواب میں اس نے یہ دکھلایا
جزا مجھکو ملی یہ احترام قول حضرت کی
حقیر مدح گستر عرض کرتا ہے کہ اے مولا
تو میرے واسطے بھی ضامن جنت رہیں حضرت
میں خاک پائے و قبل آپکا ادنیٰ ثنا خواں ہوں

جھکا تا تھا کوئی ہر ہر قدم پر اپنی پیشانی
تھے صدہا مشتری اور اک مہ کنعان ایمانی
تھے لاکھوں طالب دیدار اک شوقی عمرانی
کہ منت تھی یہ تیرے دیکھنے کے واسطے مانی
یہ ارماں ہے نکلیں سبھی کچھ احکام ربانی
دہن سے ان کے جو نکلے وہی آیت ہو قرآنی
اٹھا پردہ عماری کا ہوئی جلوہ نمائی اسنادی
تو پھر آتا انھیں غش دیکھ کے یہ روئے نورانی
وہی آنکھیں وہی ابرو وہی عنوان مژگانی
ہوا صل علیٰ کا شور گونجی بزم روحانی
کہ صوفی وجد میں پڑھنے لگے اشعار حقانی
لب لعلین سے معصوم نے کی یوں گوہر افشانی -
بنا ہے کلمہ توحید تحفائے مسلمانی
ہیں جو اک شرط انہیں سے سمجھ لیں سب مسلمانی
کسی نے آب زر سے بھی لکھا یہ قول نورانی
شہادت نامے کے ہمراہ یہ تحریر ایمانی
مری بخشش ہوئی مجھ پر ہے رحمت کی فراوانی
کہ دھو دی بارش رحمت نے سارے زود عصیانی
میں دکھی لوح پر لکھے ہوئے یہ ارشاد نورانی
بنے ابر کرم میری عرق آلود پیشانی
وظیفہ ہے مرا آل نبیؐ کی منقبت خوانی

مرے دل میں بہت دن سے تمنائے زیارت ہے
بنے یہ بو تراؔبی ذرہ فیروزہ خراسانی

یہ سائنس کی دنیا

آواز کی رفتار سے بھی تیز اڑنیوالے جہازوں کا پتہ لگانیکا آلہ

امریکی بحری محکمے نے دشمن کے ہوائی حملے کی صورت میں دفاع کے لئے اپنے جدید میزائلوں سے مسلح جنگی اور تباہ کن جہازوں کو ایک نئی قسم کے راڈر سے لیس کیا ہے جس کا نام ہے فری سکین (freescan) یہ ایک قسم کی برقیاتی آنکھ ہے جو تمام سمتوں میں جہاز کے وسیع فضائی رقبہ کے اندر تمام ہوائی جہازوں کو دیکھ سکتی ہے۔ یہ آلہ جس کی رفتار اور صحت آزمودہ ہے ایک ساتھ بہت سے جہازوں کی کھوج لگاتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کی بلندی فاصلے اور راستے کے متعلق جہاز کے کنٹرول مرکز کو مطلع کرتا ہے۔ اشارہ ملنے پر کنٹرول مرکز حملہ آور ہوائی جہازوں کو روکنے کے لئے ٹیلوس، ٹیریر یا ٹارٹار میزائل داغ سکتا ہے۔ بحریہ نے فری سکین کے ساتھ ایک نیا برقیاتی آلہ وابستہ کرنے کا پلان بنایا ہے جس کا مقصد سمندر کے نیچے، سمندر کی سطح اور ہوا میں وسیع رقبہ کے اندر جہاز کے ارد گرد ہوائی جہازوں کا پتہ لگانا ہے۔ فری سکین واحد سہ ڈی راڈر سسٹم ہے جس کے لئے صرف ایک انٹینا، ٹرانسمیٹر اور ریسیور استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مقصد ہوائی جہاز کی بلندی رفتار اور راستے کے متعلق معلومات حاصل کرنا ہے۔ اس کی غیر معمولی طاقت سے تیز اور پنسل کی صورت کی روشنی کی شعاعیں پیدا ہوتی ہیں۔ جن سے نہایت دوری پر آواز کی رفتار سے بھی تیز ہوائی جہازوں کا سراغ لگایا جا سکتا ہے۔ اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اگر دفاعی تقاضوں میں تیزی سے کوئی تبدیلی آئے تو اس میں تیزی سے ردوبدل کر کے مخصوص علاقوں کا معائنہ کیا جا سکتا ہے۔ سپلائرز اور راڈر اینٹینا کو ملا کر اس کا وزن صرف ۲۰۰۰ پونڈ ہے جو کہ دوسرے راڈر سسٹموں کا ۲۰ واں حصہ ہے۔ یہ راڈر ہیوگس ایئر کرافٹ کمپنی کلورسٹی (کیلی فورنیا) کی طرف سے امریکی بحریہ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

سمندر کی کھدائی!

گہرے سمندر کی کھدائی کے متعلق امریکی منصوبے کا نمایاں سائنسی کارنامہ اس امر کی دریافت ہے کہ زمین کی دوسری پرت گہرے سبز رنگ کی چٹانوں پر مشتمل ہے۔ پہلے خیال کیا جاتا تھا کہ سبز چٹانیں زمین کی تیسری پرت میں پائی جاتی ہیں۔ اس منصوبے کا نام "موہول پراجیکٹ" ہے۔ اب تک سمندر کے فرش میں جتنی گہری کھدائی ہو چکی ہے اس منصوبے کے تحت اس سے سات سے دس گنا زیادہ گہری کھدائی کر کے نمونے فراہم کئے جا رہے ہیں۔

"موہول پراجیکٹ" کے ڈائریکٹر ولرڈ بکم نے واشنگٹن کی ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ یکم جولائی سے شروع ہونے والے سال میں ڈرل

قطعہ

شمیم گل بھی چلی عنبر تتار سے آج
یہ ہستی جاتی ہے نصرت بھی آج ناز سخن

گلوں کا رنگ نمایاں ہوا بہار سے آج
عدو کے سر بھی کٹے دست ذوالفقار سے آج

(آغا [illegible])

...پر تقریباً دس لاکھ ڈالر خرچ کئے گئے۔ یہ رقم اس امر کا تعین کرنے کے لئے ...کی جائے گی کہ بہتر کھدائی کرنے والی مشینری کے ساتھ زمین کے قشر میں زیادہ گہرائی تک جائے۔ اس پروگرام کا حتمی مقصد زمین کے قشر ... میل تک کھدائی کرنا ہے۔ اس کام میں مزید پانچ برس لگیں گے اور ڈیڑھ کروڑ ڈالر خرچ ہوں گے۔ گہرے سمندر میں کھدائی لجولا کیلیفورنیا سے کچھ دور اور مغربی میکسیکو کے قریب جزیرہ گواڈالوپ کے نزدیک بحرالکاہل میں ۱۲ مارچ سے ۱۲ اپریل تک کی گئی۔ لجولا میں ۳۱۰۰ فٹ گہرے سمندر میں پانچ سوراخ کئے گئے جن میں سے ایک کی گہرائی ۳۴۰۰ فٹ تھی۔ اتنا بڑا سوراخ پہلے کبھی نہیں کیا گیا۔ گواڈالوپ کے مقام پر سطح سمندر سے ۱۱۷۰۰ فٹ نیچے جہاز نے ۱۰۶ فٹ لمبا برما ڈالا جو زمین کی دوسری پرت میں تقریباً ۴۴ فٹ تک چلا گیا۔

دل کی بیماری کے متعلق معلومات

چھوٹے چھوٹے ریڈیو ٹرانسمیٹر دل کو جو بجز باقی مویشیوں کے دلوں کی برقی لہریں نشر کرتے ہیں نیویارک سٹیٹ یونیورسٹی کے میڈیکل سنٹر میں دل کے متعلق زیادہ معلومات حاصل کرنے کے لئے استعمال میں لایا جا رہا ہے۔ نہایت پتلے مستطیل ریڈیو مویشی کی جلد کے نیچے رکھے جاتے ہیں۔ جن کی تاروں کا رخ ان الیکٹروڈ کی جانب ہوتا ہے جو اس کے دل میں رکھے جاتے ہیں قدرتی برقی لہریں دل کی دھڑکن کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے ٹرانسمیٹروں کے ذریعے ڈاکٹر تک پہنچ جاتی ہیں۔ اس طریقے سے معلومات حاصل ہوتی ہیں کہ دل کے عضلوں، بیماریوں یا جن میں کی مثل تیزابی مادے کا دل کے نسیجوں پر کیا اثر ہوتا ہے۔ جب یہ طریقہ دریافت نہیں ہوا تھا تو اس قسم کی معلومات حاصل نہیں ہوتی تھیں۔

مچھلیوں اور زمین پر رہنے والے جانداروں کا ارتقا

جنوب مشرقی ایشیا کی ایک عام مچھلی "فلوٹا" جو کھانے کے کام آتی ہے مچھلیوں اور زمین پر رہنے والے جانداروں کے درمیان عمل ارتقا کی گمشدہ کڑیوں کے متعلق سراغ مہیا کر رہی ہے۔ الی نائس یونیورسٹی میں حیوانیات کے ایک انڈونیشی گریجویٹ طالب علم کامل ایف لیم نے ماہئیات و حشراتیات کی امریکی سوسائٹی سے ہوا میں سانس لینے والی مچھلیوں کے متعلق اپنی تحقیق پر انعام حاصل کیا ہے۔ اس نے اپنی تحقیقی رپورٹ میں بتایا ہے کہ فلوٹا کے دورۂ خون کا نظام زمین پر چلنے والے جانداروں، جن میں انسان شامل ہے، کے دورۂ خون کے نظام سے بہت حد تک ملتا جلتا ہے۔ اس نے یہ بھی معلوم کیا ہے کہ یہ مچھلی اکثر پانی میں رہتی ہے اور باہر کیچڑ میں بھی آ جاتی ہے۔ اس کی جلد بے نظیر قسم کی ہوتی ہے۔ اور ہوا لگنے پر سوکھتی نہیں۔

مادہ تولید سے متعلق تحقیق!

امریکہ کے ملوں [illegible] انسٹی ٹیوٹ کے محققوں کی اطلاع ہے کہ انہوں نے پہلی بار انسانی منی سے مادہ تولید جوں کا توں الگ کیا ہے جس کے متعلق یقین کیا جاتا ہے کہ وہ ایک نسل سے دوسری نسل کو خصوصیات منتقل کرتا ہے۔ یہ پیچیدہ کیمیاوی

قطعہ

بجز بہار گلستاں کو کوئی کیا جانے — خزاں میں بلبلِ نالاں کو کوئی کیا جانے
یہ کہتا جاتا ہے علمِ لدنی دیکھ لے تو — کہ جز علی بھی تو فرقاں کو کوئی کیا جانے

(لاشک نیّر)

(آمدہ از نذری باغ)

سالمہ Deoxyribonucleic Acid (DNA) کہلاتا ہے اور جب اس کی ساخت غیر معمولی ہو جاتی ہے تو اس سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اب ممکن ہے کہ محقق سی کے عام اور غیر معمولی (DNA) کا مقابلہ کر کے اس تھیوری کا جائزہ لیں۔ اس سے موروثی خصائل کی کیمیاوی بنیاد سے متعلق کھوج ہو گی۔

نمکین پانی کو میٹھے پانی میں تبدیل کرنے کی کوششیں!

سینیٹر رابرٹ ایس کر نے شکن (ایری زونا) میں آٹھویں نیشنل واٹر شیڈ کانگریس میں پیشگوئی کی ہے کہ امریکی اس صدی کے آخر تک ایسا پانی استعمال کر سکیں گے جو کبھی بار استعمال میں آ چکا ہو گا۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ پانچ سے آٹھ برسوں میں نمکین کو میٹھے پانی میں منتقل کرنا آسان ہو جائے گا۔ سینیٹر کر سینیٹ کی خصوصی کمیٹی کے صدر ہیں۔ جس نے امریکہ میں پانی کے مسئلوں سے متعلق دو برس تک تحقیق و مطالعہ کیا ہے۔ وہ واٹر شیڈ کانگریس میں مقرر خصوصی تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اس صدی کے اختتام سے پہلے امریکی کھانا بنانے پینے اور دوسرے مقاصد کے لئے ایسا پانی استعمال کر رہے ہوں گے جو دوسری یا تیسری بار استعمال میں آئے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو پانی ایکبار استعمال کیا جائے گا اُسے صاف کر کے دوسری اور تیسری بار بلکہ کئی بار استعمال میں لایا جائے گا۔ ہر بار استعمال کرنے سے پہلے اُسے صاف کیا جائے گا ملک کی پانی کی فراہمی کے بارے میں سینیٹر نے خبردار کیا کہ ملک کے مقابلے میں پانی کی فراہمی تیزی سے کم ہو رہی ہے۔ انہوں نے نمکین پانی کو میٹھے پانی میں منتقل کرنے کے بارے میں بتایا کہ اس مقصد کے لئے ٹیکساس اور اسرائیل میں جو پلانٹ لگائے گئے ہیں۔ ان سے ۵۰ سینٹ میں ایک ہزار گیلن سمندری پانی کو میٹھے پانی میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔

سالار جنگ میوزیم

مولوی محمد مجتبیٰ علی صاحب انصاری اٹنڈنٹ سالار جنگ میوزیم نے چھ بچے اور ایک بیوہ چھوڑ کر ۲۳ ستمبر ۱۹۶۱ء کو انتقال کیا۔ میوزیم کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر صاحب نے متوفی کے فرزند محمد فائق علی کو باپ کے سلسلہ میں ماموم کر کے انسانی ہمدردی کا بہترین ثبوت اور حق رسانی کی ایک اچھی مثال قائم کی تھی۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ اسسٹنٹ ڈائرکٹر صاحب نے بھی اسٹیٹ کے دوسرے عہدہ داروں کی طرح فائق علی کے حقوق کو نظر انداز کر کے ایک غیر شخص کو متوفی کی جگہ دے کر "ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد" کے مقولہ کو صحیح ثابت کر دکھایا۔ اسسٹنٹ ڈائرکٹر صاحب کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ فائق علی کے آباء و اجداد کا تعلق نواب صاحب کے اسٹیٹ سے بہت قدیم ہے مولوی محمد امداد علی صاحب مرحوم اسٹیٹ کے معتمد تھے جنکے شائستہ اور بے لوث خدمات آج بھی زبان زد خاص و عام ہیں۔ موصوف کو چاہیئے کہ بیوہ کی درخواست پر ہمدردانہ غور کریں کہ انصاف رسانی تا موری کا بہترین ذریعہ ہے۔

قطعہ

چمن بھی تازہ ہوا دیکھ نوبہار سے آج
صبا بھی چلتی ہے کس ناز سے ذرا دیکھو
رکا ہے ناقہ بھی یہ گرد اور غبار سے آج
مہک گیا ہے چمن عنبر تتار سے آج

[illegible]

کم ترقی یافتہ ملکوں کے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت
برطانوی اداروں کا قابلِ تعریف کام
از قلم :- کیتھ بین!

ویسے تو دنیا کے ہر ملک کو سائنسدانوں، کاریگروں انجینروں وغیرہ کی ضرورت ہے لیکن ایسے ممالک میں جنہوں نے حال ہی میں آزادی حاصل کی ہے۔ اُن کی مانگ بہت زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جبکہ کم ترقی یافتہ ممالک کے نوجوان ہزاروں کی تعداد میں تربیت حاصل کرنے کے لئے ترقی یافتہ ملکوں میں جاتے ہیں۔ گذشتہ سال برطانوی یونیورسٹیوں میں سمندر پار کے ۰۰۰، ا سے زائد طلبا زیر تعلیم تھے۔ ان میں سے ۲،۰۰۰ سے زائد طلبا ایشیائی ملکوں، ایک ہزار مشرق وسطیٰ اور ۵۰۰ ویسٹ انڈیز سے آئے تھے۔ علاوہ ازیں ۱۱،۰۰۰ طلبا برطانیہ کے ٹیکنیکل کالجوں میں پڑھ رہے تھے۔ اور تقریباً ۲۰،۰۰۰ باشندے صنعتوں، تجارتی اداروں وغیرہ میں تربیت پا رہے تھے۔

برطانیہ میں سمندر پار کے متعدد طلبا وظیفوں اور گرانٹوں کی مدد سے تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ اس قسم کی بیشتر امداد اُن گرانٹوں کی مدد سے ہوتی ہے جو حکومت برطانیہ اپنے ماتحت علاقوں کی حکومتوں کو دیتی ہے۔ گذشتہ ۱۵ برسوں میں وہ اُن کو گرانٹوں کی شکل میں تقریباً ۴۰،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ دے چکی ہے۔ امداد دینے اور لینے کا ایک اور ذریعہ کولمبو منصوبہ ہے۔ برطانیہ نے اس پر ۱۸۰،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ صرف کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت اب تک سمندر پار کے ۴،۰۰۰ تربیت خواہ برطانیہ آ چکے ہیں۔ برطانوی فرموں کی ایک اسکیم کے تحت ہندوستان کے ۱،۲۵۰ انجینروں کو برطانیہ میں تربیت دی جا رہی ہے وہ سب درگاپور کے کارخانۂ فولاد میں اہم عہدوں پر کام کریں گے۔ بہت سے انجینر تو تربیت حاصل کرنے کے بعد پہلے ہی سے درگاپور میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ برطانوی صنعتوں کی فیڈریشن نے سمندر پار کے انجینروں کو تقریباً ۴،۵۰۰ وظائف دیئے ہیں۔ برطانیہ کی تقریباً ہر بڑی فرم نے اپنا پروگرام بنایا ہوا ہے جس کے تحت وہ سمندر پار کے باشندوں کو تربیت کی سہولتیں بہم پہنچاتی ہے۔ سمندر پار کے متعدد ملکوں خصوصاً برطانیہ کے سابق ماتحت ملکوں کے اسکولوں اور کالجوں میں نہایت قابل تحریک کام کر رہے ہیں۔ لیکن ان ملکوں کی تعلیمی ضرورتیں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ وہ اپنے نوجوانوں کو تربیت حاصل کرنے کے لئے برطانیہ بھیج رہے ہیں۔ ایسے نوجوانوں کی تعداد لگاتار بڑھتی جا رہی ہے۔

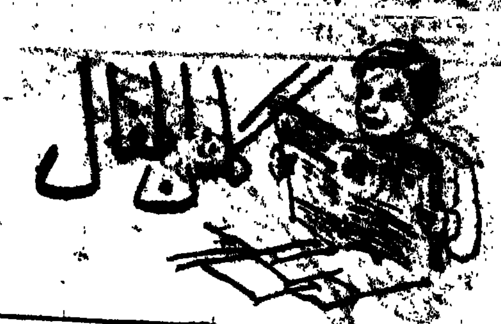
علاوہ ازیں برطانیہ ہر سال تقریباً ۲،۵۰۰ ٹیچروں کو سمندر پار کے ملکوں میں بھیجتا ہے۔ سمندر پار کے ملکوں کو سازوسامان بھی مہیا کیا جاتا ہے ماہرین اور مشیروں کی خدمات مستعار دی جاتی ہیں۔ اس وقت برطانیہ کے ٹریننگ کالجوں میں کامن ویلتھ کے تقریباً ۵،۰۰۰ طلباء درس و تدریس کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

"ہدیۂ تہنیت"

از محترمہ بانو طاہرہ سعید صاحبہ بی۔اے
(خاص برائے شیراز)

آج عقدِ علیؑ و زہراؑ ہے — شورِ صلِ علیٰ کا برپا ہے
کسقدر جوش ہے دلِ محمدؐ کا — بیٹی دلہن ہے بھائی دولھا ہے
گھر میں مولا کے آتی ہے دلہن — رات روشن ہے دن سنہرا ہے
رشکِ یوسفؑ ہے بھائی احمدؐ کا — ماہ وش دخترِ خدیجہؑ ہے
مانگ لو اب نبیؐ سے جو چاہو — جوش پر رحمتوں کا دریا ہے
اہلِ اسلام کو مبارک ہو — آج عقدِ علیؑ و زہراؑ ہے
چاند گاتا ہے تارے رقصاں ہیں — آسمانوں پہ جشن برپا ہے
اوڑھے دلہن ہے نور کی چادر — پیکرِ نور اُسکا دولھا ہے

گھر میں خیر الوریٰ کے ہے شادی
طاہرہ۔ کیا سماں سہانا ہے



قربانی

از:- سیدہ طاہرہ بیگم -!

حضرت ابراہیمؑ نے ایسے ماحول میں آنکھ کھولی جہاں انسان اپنے ہاتھوں بنائی مورت کو اپنا خدا کہتے بادشاہ کو خدا سمجھ کر سجدہ کرتے ہر نیکی ان کے نزدیک بدی تھی اور بدی نیکی سمجھی جاتی تھی حق و صداقت انصاف و انسانیت نمرود کی مملکت میں بے معنی تھے مادی قوت قہر و غلبہ ظلم و جبر حاکم ہونے کیلئے کافی تھا پیدا کرنے والے کو سب بھول چکے تھے۔ جو جتنا زیادہ ظالم ہو وہ اتنا ہی بڑا خیال کیا جاتا مظلوم ظالم کی پیروی فرض سمجھ کر اختیار کرتے ظالم دوستی لوگوں کا شیوہ تھا۔ انسانیت سے کسی کو دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ درندگی سے ہر ایک کو دلچسپی تھی۔ تاریکی کو روشنی خیال کرتے تھے۔ مگر اللہ کے ایک بندے نے ماحول سے متاثر ہوئے بغیر حق کو حق کہا قلب سلیم اور فکر صحیح نے بتایا کہ بیجان مورت، ڈوبنے والا سورج غائب ہو جانے والا چاند جھلملاتے ہوئے ستارے فانی انسان خدا نہیں ہو سکتے۔ تبدیلی اور انقلاب سے دوچار خود مجبور ہیں۔ اس لئے مجبور کو خدا کیسے تسلیم کیا جائے تبدیلیاں لانے والے خالق عالم کو کیوں نہ خالق تسلیم کروں گمراہ انسانوں کو غلط روی سے روک کر صحیح راستہ کی رہنمائی کروں راستہ کا دشوار ہونا۔ مگر خوشنودی خدا کے لئے جان پر بن جائے تو پروا نہیں تنہا حق کی حمایت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے نمرود پرستوں نے اور نمرود نے

زریں اقوال

انسان کو چاہیئے کہ اپنے معلومات کی حد تک محدود رہے۔ ([illegible])

کوئی کسر مخالفت میں اور تکلیف رسانی میں نہ اٹھا رکھی جب دیکھا کہ حضرت ابراہیمؑ مانتے ہی نہیں تو آگ میں ڈال کر جلا دینے کی باتیں طے پائیں پوری مملکت و عوام کی طاقتیں اکٹھا ہوئیں کہ حق کی اس آواز کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا جائے۔ جہنم کی تیاریاں ہوئیں آخر ایک دن مقرر ہوا سب نے قومی تہوار سمجھ کر حصہ لیا دور دور سے لوگ تماشہ دیکھنے آئے۔ بن سنور کر ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ امیروں نے شان و شکوہ کا مظاہرہ کیا غریب اور مفلس غلام غلامانہ ذہنیت کے اظہار میں پیش پیش ہوئے لکڑیوں کے انبار کو آگ جلائی گئی۔ جب شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو آخری بار حق کے خلیل خدا کو نمرود کی خدائی تسلیم کرنے کی پیشکش کی گئی مگر خلیل اللہ نے اپنے مالک پر بھروسہ کرتے ہوئے انکار کر دیا اس انکار نے استبدادانہ دماغوں میں ایک ہلچل پیدا کر دی۔ غیظ و غضب کے طوفان اٹھے کہ ایک کمزور و نحیف انسان مادی طاقتوں کے مالکوں کو بے بس کر رہا ہے آزمائش میں لانا ہے جلد از جلد سزا دو تاکہ نادیدہ خدا کا ماننے والا جان جائے کہ دین دولت کے مالک شاہوں سے بیزاری کا حشر کیا ہوتا ہے۔

حکم کی دیر تھی اشارہ پاتے ہی ظالموں نے بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا حضرت ابراہیمؑ کے پائے استقلال کو لغزش نہ ہوئی اللہ نے اپنے خلیل کو امتحان میں پورا اترتے دیکھ کر آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ بھڑکتے ہوئے شعلے تر و تازہ پھول بن گئے اس آنکھوں دیکھے معجزے پر بھی انانیت و خودی نے ایمان نہ لانے دیا۔ نمرود اپنی خدائی کے دعوے پر قائم رہا آخرکار پوری قوم عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئی۔

حضرت ابراہیمؑ نے عراق کی سکونت ترک کی اور مصر ہوتے ہوئے حجاز کو اپنا وطن بنایا۔ خدا کے حکم سے خانہ خدا کی بنیاد رکھی، خوشنودی خدا کے لئے ہر طرح کے مصائب جھیلے حضرت ہاجرہ نے اطاعت رب میں صبر و استقلال کا جو مظاہرہ کیا تھا وہ ایسا خدا کو بھایا کہ آپ کا ایک ایک عمل اضطرار میں تھا ارکان حج میں شامل ہو گیا

جب حضرت ابراہیم سارے حدود امتحان سے گذر چکے تو ایک آخری امتحان سے دو چار ہونا پڑا اس امتحان میں حضرت ابراہیم پورے تو اترے لیکن جب تکمیل امتحان کا وقت آیا تو حضرت اسمعیل کے کھینچنے سے اپنی آنکھ پر پٹی باندھ لی۔ دہکتے ہوئے شعلوں میں آنکھ نہ جھپکی، بھیانک منظر میں مطمئن قلب کا اطمینان اور بڑھ گیا تھا لیکن جب حکم خدا کے مطابق حضرت اسمعیل کی قربانی کا وقت آگیا تو پدرانہ جذبات سے متاثر ہو جانے کے خیال نے بیٹے کی بتائی بات پر عمل کیا یا خدا نے اسمعیل کو اتنا پسند کیا کہ حضرت اسمعیل کے بجائے جنت کے ایک دنبہ کا ذبح کرایا۔ اور حضرت اسمعیل کی قربانی کو ذبح عظیم سے بدلے جانے کی اسی وقت حضرت ابراہیم کو خبر دی گئی۔ اتنا ہی نہ ہوا بلکہ قربانی کو ہر صاحب استطاعت مسلم پر فرض کردیا تاکہ سنت ابراہیمی کی یاد تازہ ہوتی رہے اور ملت ابراہیمی کے پیرو دولت و ثروت و ریاست شاہ و شکوہ کے غلام نہ بنیں اپنی ہوس کو اپنی آرزوؤں کو اس پاک دن کی یاد دلا کر احکام خدا کے تابع خوش و مسرور ہوں مگر خوشی و مسرت میں نمود کی مسرت و خوشی کی جھلک نہ ہو۔ خلیل خدا کی بتائی ہوئی اجتماعی مسرت کی کارفرمائیاں ہماری انفرادی اجتماعی زندگی پر غالب ہوں۔

محض رسمی تقلید کوئی معنی نہیں رکھتی ہے قربانی کے حقیقی مقاصد سے غفلت قومی خودکشی ہے۔ اور اب وقت ہے کہ ہم اس قومی خودکشی سے خود کو بچائیں اور قربانی کے حقیقی مقاصد کو پیش نظر رکھکر برسوں کی غفلتوں کی تلافی کریں ایسے جانور کی قربانی سے احتیاط برتیں جس سے کسی کی دل آزاری ہوتی ہو خدائے بزرگ نے اختیار دیا ہے حق انتخاب عطا فرمایا ہے پھر ایسا کیوں نہ کریں جس سے حکم خدا کی تعمیل بھی ہو اور ہمیشہ کے ساتھیوں کے دل کو ٹھیس نہ لگے۔

اعلیٰ حضرت حضور نظام کی دور بینی نے ہندو مسلم اتحاد کی جو بنیاد رکھی تھی اس کے نتیجہ میں اپنی رعایا کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے اپنے دور حکمرانی میں بہت پہلے دل شکن قربانی کو ممنوع کردیا تھا۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام کی گرانقدری آصف جاہی سلطنتوں کے لئے انتہائی خوشگوار ثابت ہوں گی۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے اپنے عہد زریں میں ہر طبقہ پر جو احسان عظیم فرمایا ہے اسکو بھلانا کفران نعمت ہے۔

مجموعی مفاد کا خیال کرتے ہوئے بھارت کے ہر باشندے کو فرقہ وارانہ جذبات کی قربانی دے کر ملک میں اتحاد و یک جہتی کی فضا سازگار کرنے کے لئے سر توڑ کوشش کرنا چاہیے خیالی دنیا سے نکل کر عملی دنیا میں آنا حقوقی قربانی نہیں بہت بڑی قربانی ہے اور ہم کو اس قربانی کے لئے ہر فرد و جماعت کو تیار کرنا چاہیے۔ مصنوعی اسندیوں کا وقت گذر گیا امارت ریاست کے مظاہرے کے دن گئے۔ زندگی میں سادگی پیدا کرنے کے دن آگئے۔ پسندیدہ مگر تباہ کن روش زندگی کے قربانی کرنے کا وقت آگیا۔

قوم کا ہر فرد آنکھیں کھولے اور ناپسندیدہ عادات و جذبات اجنبی رسومات کی قربانی کے لئے آمادہ ہو جائے

یادگار انیس کمیٹی کا قیام

لکھنؤ ۱۴ مئی ۱۹۶۱ء۔ یہاں سابق وزیر مالیات اترپردیش سید علی ظہیر صاحب کی صدارت میں لکھنؤ کے چند ممتاز ادیبوں کا ایک جلسہ ہوا۔ جس میں شاعر اعظم میر انیس مرحوم کے مقبرہ کی تعمیر اور ان کے مکانات کی مرمت۔ بقا اور تحفظ کے لیئے ایک کمیٹی بنائی گئی جس کا نام "یادگار انیس کمیٹی" رکھا گیا۔ نیز ایک تجویز کے ذریعہ یہ طے پایا کہ ان مقاصد کی تکمیل کے لیئے حامیان اردو ادب سے بلا تفریق مذہب و ملت کم از کم پچاس ہزار روپے بطور چندہ اکٹھا کئے جائیں۔ اسی جلسہ میں کمیٹی کے مندرجۂ ذیل عہدہ داروں کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔

صدر۔ عالیجناب سید علی ظہیر صاحب (سابق وزیر مالیات اترپردیش)

نائب صدور۔ (۱) عالیجناب پنڈت آنند نرائن ملا (جج ہائیکورٹ لکھنؤ)

(۲) عالیجناب سید صدیق حسن صاحب (ممبر بورڈ آف ریوینیو۔ لکھنؤ)

جنرل سیکرٹری۔ عالیجناب سید علی عباس حسینی صاحب۔ (ریٹائرڈ پرنسپل)

خازن۔ عالیجناب سید مسعود حسن صاحب رضوی (ریٹائرڈ پروفیسر)

سیکرٹری نشر و اشاعت۔ مرزا رضا حسین صاحب (ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر)

اس نیک کام میں سید مسعود حسن صاحب رضوی ادیب کا خاص طور پر قابل ستائش ہے اور اس کمیٹی کی تشکیل بھی ان ہی کی جد و جہد سے ہوئی۔ موصوف کی یہ آرزو ہے کہ میر انیس۔ مونس۔ نفیس۔ رئیس۔ سلیس۔ جلیس۔ قدیم۔ مانوس۔ عروج اور اسی خاندان کے دیگر افراد کی قبروں کے نشانات مٹنے نہ پائیں۔ اور ان کے مکانات بطور ایک تاریخی یادگار کے محفوظ رکھے جائیں۔

آج اگر آپ کوچۂ میر انیس کے اس حصہ میں تشریف لے جائیں جہاں یہ قبور اور مکانات واقع ہیں تو آپ کو از حد صدمہ ہوگا۔ جب تک آپ میر انیس مرحوم کے افراد خاندان کو منع نہ کریں اس وقت تک قبور کے نشانات تک کا پتہ نہ چلے گا جس میں مرحوم رہتے تھے اس کا زیادہ حصہ منہدم ہو چکا ہے اور اگر وہ اسی کسمپرسی کے عالم میں رہا تو ایک دو برسوں کے بعد وہاں ملبہ کے ڈھیر اور میدان کے علاوہ کچھ بھی نظر نہ آئے گا۔ یہ ہے حال ان ہستیوں کی قبور اور ان کے مکانات کا جنکا زبان دانی میں آج تک کوئی ہمسر پیدا نہ ہو سکا۔ جنہوں نے اردو ادب اور مرثیہ گوئی کے معیار کو اتنا زیادہ بلند کر دیا جس پر ہم اب تک ناز کرتے ہیں۔ جنہوں نے واقعات کربلا کو جس طرح ہمارے سامنے پیش کیا اس طرح کوئی دوسرا پیش نہ کر سکا۔ جنکے مراثی اب بھی جب مجالس عزا میں پڑھے جاتے ہیں تو ان کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ آہ! جسکے لئے مرزا دبیر مرحوم یہ ارشاد فرمائیں۔

آسماں بے ماہ کامل۔ سدرہ بے روح الامین
طور سینا بے کلیم اللہ۔ منبر بے انیس

اس مداح اہلبیت کا نشان قبر بھی باقی نہ رہے اور جاں نثاران اہلبیت خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہیں۔ قدر دانی اور خلوص کا تقاضہ تو یہ ہے کہ ایسی عظیم ہستیوں کے انتقال کے بعد بھی ہم انہیں نہ بھولیں۔ اور ان کی یادگاروں کو ان کی شایان شان قائم رکھیں۔ اگر ہم اتنا بھی نہیں کر سکتے تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

میر انیس مرحوم کے مکانات کو کسٹوڈین کے نیلام میں حاصل کرنے اور ان کی مرمت کے لیئے کثیر رقم کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ مزاروں پر ایک شاندار مقبرہ تعمیر کرانے کے لیئے بھی کافی روپیہ چاہیئے جس کا کام بفضلہ عالیجناب سید مسعود حسن صاحب نے شروع بھی کرا دیا ہے۔ جن آراضی پر مزارات ہیں اسی پر حسینی دار الآثار کی عمارت تکمیل کے قریب پہنچ چکی ہے۔ معتقدین میر انیس مرحوم اور فدائیان شہید کربلا سے "یادگار انیس کمیٹی" کی پر زور اپیل ہے کہ اس کار خیر میں اس کا ہاتھ بٹائیں۔ اور اپنے عطیات کی رقوم براہ راست خازن صاحب کو مندرجۂ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔

مرزا رضا حسین سیکرٹری نشر و اشاعت
"ادبستان" دین دیال روڈ۔ لکھنؤ۔

ماہنامہ شیراز ۵۵، ۵۵، ۵۵، اشخاص کی نظر سے گزرتا ہے

رابرٹ شیلوئنز

بچوں میں دماغی خرابیوں کو دور کرنے کا مسئلہ

بچپن کا ایک انتہائی المناک دماغی عارضہ غبی پن ہے جس میں بچوں میں عجیب قسم کی بے عملی اور جمود پایا جاتا ہے دماغ کام کرتا ہوا معلوم نہیں ہوتا۔ اور بچے پر کاہلی چھائی رہتی ہے۔ اس عارضے میں مبتلا بچے یا تو لگاتار کوئی رسی یا دھاگا بٹتے رہیں گے۔ یا زمین پر کوئی جگہ رگڑتے رہیں گے یا متواتر کسی کھڑکی میں سے دیکھتے رہیں گے۔ یا ایسی ہی کوئی اور انوکھی بات کرتے نظر آئیں گے۔ یہ اس مرض کی علامتیں ہیں۔ ایسے بچے عام طور پر گونگے ہوتے ہیں یا بہت کم بولتے ہیں۔ دوسرے انسانوں کے ساتھ ایسے بچوں کے میل ملاپ کی کمی کا مسئلہ بہت شدید ہے۔ ڈاکٹر اور طبیب ان کے متعلق اکثر غلطی سے یہ تشخیص کرتے ہیں کہ وہ بہرے ہیں کیونکہ جب ان کی سننے کی قوت کا معائنہ کیا جاتا ہے تو وہ باتوں اور سوالوں کا اکثر جواب دینے سے قاصر رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کے مریض بچوں میں سے بعض تو اپنے مطلب کی بات سننے میں بہت حساس ہوتے ہیں۔ ایسے بچوں کا علاج بہت مشکل ہوتا ہے۔ کچھ تو اس لئے کہ ان کا مسئلہ پوری طرح سمجھا نہیں گیا ہے اور کچھ اس وجہ سے کہ وہ دوسروں کے ساتھ کوئی رابطہ یا میل ملاپ نہیں رکھتے اور ان سے بات چیت نہیں کرتے۔ اب ایک امریکی ماہر نفسیات نے اس عارضے کے علاج کا ایک نیا ڈھنگ نکالا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ان بچوں میں برتاؤ اور تعلق پیدا کرنے کی قوت بہت محدود ہوتی ہے۔ عام انسانی برتاؤ کے اوصاف یا تو ان میں پرورش ہی نہیں پاتے یا اندر ہی اندر مرجھا جاتے ہیں۔ امریکی ماہر نفسیات نے ان کے علاج اور سدھار کے لئے سکھانے پڑھانے اور تربیت دینے کی کچھ خاص مشینوں کے استعمال کی تجویز کی ہے۔ چنانچہ اس نے خود ایسے مریض بچوں پر ان مشینوں کے تجربے کئے۔ اور انہیں بہت سی سرگرمیوں کے قابل بنایا۔ بلکہ ان میں سے بعض بچے تو پیچیدہ قسم کے کام کاج کے قابل ہو گئے۔

ماہر نفسیات ڈاکٹر چارلس بی فرسٹر نے سائنس کی ترقی کیلئے امریکی ایسوسی ایشن کے سالانہ اجلاس میں اپنے ان تجربوں کا انکشاف کیا۔ لارو کارٹر ہسپتال (انڈیانا پولیس) میں بچوں کے شعبہ کی ڈائرکٹر میرین کے ڈی سور کے اشتراک کار سے ڈاکٹر فرسٹر نے اسی شہر کی یونیورسٹی کے طبی مرکز میں یہ تجربے کئے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگرچہ ان بچوں کا علاج تو نہ ہو سکا تاہم ان تجربوں سے دماغی عارضوں اور عام انسانی برتاؤ کے متعلق تحقیق کی نئی راہیں کھلی ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ ایسے مریض بچوں کی خاص علامت ان کا نہایت ہی محدود برتاؤ اور میل ملاپ ہے۔ ایسے بچوں میں سماجی برتاؤ اور دوسروں سے میل ملاپ اور رابطہ میں ناکامی کے لئے ان کا ماحول (مثال کے طور پر ان کے والدین) ذمہ دار ہے۔ بظاہر اگر ان بچوں کے آس پاس رہنے والے ان کی ضروریات پوری نہیں کرتے۔ اور ان کی باتوں کا جواب نہیں دیتے تو بعض بچوں میں عام رد عمل ہونے ہی نہیں پاتا۔ اور وہ کند ذہن اور غبی بن جاتے ہیں۔ سادہ لفظوں میں اسے یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ بچہ ذہنی اور دماغی طور پر زیادہ صحت مند بنے گا اگر روٹی کا ٹکڑا یا کوئی کھلونا مانگنے پر اس کے والدین اس کی مانگ نظر انداز کرنے کے بدلے اس سے صاف انکار کر دیں۔ اگر اس کی تمام باتوں اور سرگرمیوں کے متعلق مسلسل غفلت اور لاپروائی برتی جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ بالآخر بولنا بند کر دے اور عملی طور پر وہ اپنے آپ میں ہی گم صم رہے اور اس طرح ایک دماغی عارضے میں مبتلا ہو جائے۔ سیکھنے سکھانے کی یہ ایک نفسیاتی مجبوری ہے کہ بچوں میں پسندیدہ خصوصیتیں اور خوبیاں پیدا کرنے اور ان کی نشوونما کے لئے والدین کو چاہئے کہ جب کبھی بچہ کوئی بات یا کوئی کام کرے تو اس کو

قطعہ

زہد و تقویٰ ہے اور شراب بھی ہے ‖ ساتھ تشریح کے کتاب بھی ہے
غیر ممکن ہے ہو جدا عثمان ‖ ساتھ مصحف کے بو تراب بھی ہے

(آمنہ ارتذی) (انگلینڈ)

تائید اور تعریف کریں۔ بعض اوقات تو ایک تحسین بھری مسکراہٹ ہی بچے کا حوصلہ بڑھانے میں موثر ہوتی ہے۔

ڈاکٹر فرسٹر اپنے تجربوں میں دو اہم سوال حل کرنا چاہتے تھے۔ اوّل۔ اس قسم کے دماغی عارضہ میں مبتلا بچوں میں معمولی طریقوں سے سیکھنے کی صلاحیت باقی ہوتی ہے یا نہیں؟ دوم۔ کیا چند منٹ سے زیادہ وقت کے لئے ان کی توجہ برقرار رکھی جا سکتی ہے؟ ان سوالوں کا تعین کرنے اور حل ڈھونڈنے کے لئے انہوں نے ایک تجرباتی کمرے میں خودکار اور ریکارڈ کرنے والی مشینیں جگہ جگہ پر لگائیں۔ شروع میں انہوں نے دیکھا کہ بچوں میں مٹھائیوں کی زبردست خواہش پائی جاتی ہے۔ وہ ایک بچے کو کمرے میں لے گئے اور اسے ایک مشین کے خانے میں مٹھائیاں دکھائیں۔ جب بچے کو یہ معلوم ہو گیا کہ اسے مٹھائی کہاں مل سکتی ہے تو اس کے بعد ڈاکٹر فرسٹر نے بچے کے لئے مٹھائی حاصل کرنے کے کام میں ذرا مشکل پیدا کر دی۔ اور اب اسے مشین کا ایک خاص بٹن دبا کر ہی مٹھائی نکالنا بھی سیکھ گیا۔ اس کے بعد اس عمل میں ایک اور پیچیدگی پیدا کی گئی۔ یہ کہ اب اس مشین میں کوئی سکہ ڈالے بغیر مٹھائی اس سے باہر نہیں نکل سکتی۔ اور سکہ حاصل کرنے کے لئے بچے کو ایک چابی سے کام لینا پڑتا تھا۔ جب وہ چابی سکوں والے خانے میں لگائی جاتی تو اس میں سے سکہ نکلتا اور بچہ اسے لیکر مٹھائی والی مشین میں ڈال کر مٹھائی حاصل کرتا۔ غرض کہ اسطرح بچوں کو ترغیب و تربیت ملتی گئی کہ ایک مٹھائی حاصل کرنے کیلئے انہیں اور کتنے کام کرنے پڑیں گے۔ اسطرح ان کی سوچنے کی قوت میں اضافہ ہونے لگا۔ اس تجرباتی کمرے میں جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے مختلف مشینیں اس طریقے سے رکھی ہوئی تھیں کہ ایک مشین میں سے چابی لگا کر سکے حاصل کئے جاتے تھے اور پھر اسی طرح سلسلے وار دوسری چیزیں مثلاً خوراک اور مٹھائیوں کی مشین فلم پروجیکٹر بجلی سے چلنے والی کھلونا ریل موٹر انجن سے چلنے والا [illegible] کا گھوڑا پنجرے میں رکھا ہوا۔ ایک سبز [illegible] تلی وغیرہ

سیٹ اور گراموفون وغیرہ رکھی ہوئی تھیں۔ اس طرح ڈاکٹر فرسٹر نے دیکھا کہ بچوں نے ایک نہایت عمدہ حرکت کا رد کام دیا۔ حتیٰ کہ بچے کو اب پتہ چل گیا تھا کہ وہ سکے سے دوسری مشین کو چالو کر سکتا تھا اور ان کے ذریعہ اپنی حسب خواہش چیز لے سکتا تھا۔ اس تجربہ کا ایک مقصد یہ سمجھنا بھی تھا کہ بچہ کتنی دیر تک ان باتوں میں مصروف رہ سکتا ہے بعض بچے اگر انہیں کسی بات کے لئے انتظار کرنا پڑے تو بہت جلد نیند میں آجاتے ہیں یا وہ اکثر سرگرمیوں پر چند منٹ زیادہ توجہ نہیں دیتے۔ ایک لڑکے نے جس کی توجہ کسی ایک بات پر پانچ منٹ بھی قائم نہیں رکھی جا سکتی تھی۔ سکے نکالنے والی مشین میں ایک ہی وقت میں دو ہزار بار چابی لگائی اور تین گھنٹے تک متواتر سرگرم عمل رہا۔ بچہ جیسے جیسے کام سیکھتا جاتا مشینوں میں اتنی ہی زیادہ مشکلات پیدا کی جاتیں۔ لیکن وہ ان سب پیچیدگیوں اور مشکلات پر بھی بتدریج عبور پاتا گیا۔ ڈاکٹر فرسٹر محسوس کرتے ہیں کہ جن چھ مریض بچوں پر انہوں نے تجربے کئے۔ اگرچہ ان کا سماجی برتاؤ اور میل ملاپ بہت محدود ہے۔ تاہم وہ عام صحت مند بچوں کی طرح سیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ مستقبل ہی بتا سکتا ہے کہ معاوضہ ملنے کے طریقے کار سے ایسے مریض بچوں کو میں تمام سماجی برتاؤ پیدا کرنے کی نوبت پیدا کی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر فرسٹر کا کہنا ہے کہ اگر ایسا ہوا تو لاپروا اور غفلت شعار والدین کے لئے بچوں کی ابتدائی زندگی میں ہی صحیح ارتقائی قوتوں کی نشوونما ممکن ہونی چاہیئے۔ مزید تجربوں میں کامیابی سے نہ صرف بچپن میں ہی اس طرح کے دماغی عارضے کے اسباب کے متعلق زیادہ گہرا علم ہو سکے گا۔ بلکہ دوسرے دماغی عارضوں کا بھی پتہ چل سکے گا۔

قطعہ

چمن سے آج صبا بیقرار گزری ہے | نسیم بھی لئے مشک تتار گزری ہے
اگرچہ لاکھ تھپیڑے بھی کھا کے آخر کار | ہوا سے آج یہ شمع مزار گزری ہے

([illegible])



روحانی ریڈیو

از مجذوب حیدر آبادی

یہ عنوان حضرت مجذوب حیدر آبادی کی ملکیت ہے انکے روحانی مکاشفات کے متعلق ہم کوئی رائے ظاہر کرنے کی جراءت نہیں کرسکتے۔ ناظرین جانچیں یا وہ خود روحانی نشریات میں نام مقامات اور واقعات فرضی ہوا کرتے ہیں۔ اگر اتفاقاً مطابقت ہوجائے تو کسی اسم خاص کا قیاس نہ فرمایا جائے۔ (ایڈیٹر)

اینکرار نوری میٹر پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں۔ ابھی آپ ہمارے شوقین فنکار سے غزل سن رہے تھے۔ جس کا ایک شعر تھا ؎

آف وہ زور جنوں وہ دورِ شباب
جی میں جو آگئی وہ کر گزرے

اب جناب متبصر صاحب ایک بصیرت افروز تقریر فرمائیں گے۔ آپ کی تقریر کا عنوان ہے :۔

”دو یہ حکیم“

جناب متبصر :۔

سامعین! بعض بیماریوں میں حکماء کی غلط تشخیص اور غلط تجویز کے بارے میں بحث کرتے ہوئے شیخ الرئیس بوعلی سینا فرماتے ہیں ؎

”طبیعت خود اکثر امراض کا علاج کر دیتی ہے۔ جسکے لئے کسی معالج کے خدمات کی ضرورت نہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور خدائے حکیم انسانوں کو اطباء کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتا تو ان اطباء کے غلط علاج کی وجہ سے آج دنیا سے نسل انسانی مفقود ہوجاتی“۔ شیخ الرئیس کی اس قول کی روشنی میں جب ہم آئے دن کے واقعات کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جو بیمار اپنی طبیعت کے زور پر مرض کا مقابلہ کرتے ہوئے مزید دس برس زندہ رہ سکتا تھا۔ وہ اناڑی اطباء کی غلط تشخیص کی وجہ سے ان کا تختہ مشق بن کر دس ہی دن میں اللہ کو پیارا ہوجاتا ہے۔ یعنی یہ اناڑی اطباء غلط دوائیں دیکر کل کی آتی کو آج طلب کر لیتے ہیں۔ اور موت کی منزل کو آسان کر دیتے ہیں۔

یوں تو سائنس کی طرح حکیموں کی بے شمار قسمیں ہوتی ہیں لیکن ہمارے ملک میں عموماً حکیموں کی سات قسمیں پائی جاتی ہیں

۱۔ اناڑی
۲۔ جنگلی
۳۔ کچا گندھی
۴۔ عطائی
۵۔ نیم حکیم
۶۔ طبیب
۷۔ حکیم

۱۔ اناڑی ۔ جو لوگ دنیا کے ہر کام میں ناکام ہوتے ہیں۔ جن کے سینگ کسی پیشے اور کسی دھندے میں نہیں سماتے۔ وہ



لوگوں کی ناڑی دیکھنے کا کاروبار شروع کرتے ہیں۔ اسطرح ناڑی دیکھتے دیکھتے "اناڑی" بن جاتے ہیں ——— یہ لوگ ہر لاعلاج مرض کا گھنٹوں بلکہ منٹوں میں علاج کرتے ہیں بس ایک ہی خوراک میں فائدہ۔ گویا اندر اور دم باہر ——— مرض کے ساتھ مریض بھی رفع ہو جاتا ہے۔ ان اناڑیوں کا طریقۂ علاج نہ "علاج بالضد" ہوتا ہے نہ "بالقوی" یہ اناڑی عموماً ہر مرض کیلئے تھلا وال، تیل، دھتورہ اور رس کپور تجویز کرتے ہیں۔ نیز "داغ" اور "بھپارہ" کے تو یہ Expert ہوتے ہیں۔

چند دنوں قبل اخبارات میں یہ اطلاع آئی تھی کہ ملدا کے ایک حاذق اناڑی نے پلورسی کے ایک مریض کو پسلی پر گرم لوہے کی سلاخ سے داغ دیا۔ بس داغ کے ساتھ ہی مریض نے داغ مفارقت دے دیا۔ گنگاوتی کی ایک اطلاع میں بتایا گیا تھا کہ ایک اناڑی معالج نے بواسیر کے مریض کو دھتورہ، کالی مرچ۔ برگ نیم اور سنبل کا بھپارہ دیا۔ بھپارے کے ساتھ ہی مریض کے "دم" گر گئے اور ساتھ ہی مریض کا منکا بھی ڈھل گیا۔

۲ – جنگلی – ان حاذق حکماء کا تعلق خانہ بدوش گونڈ اور بھیل قبائل سے ہے – یہ عادل آباد، الوت محل اور آصف آباد کے جنگلوں میں رہتے ہیں – عموماً گرمی کے موسم میں شہروں میں آکر سالم مصری دوا ("ثعلب موصلی") سفید مصری دوا (سفید موصلی دوا) کی آواز لگا کر دوا بیچتے ہیں اور لاعلاج مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔ ان کے مرد بھی حکیم ہوتے ہیں اور عورتیں بھی! – ان کے قرابادین کی مشہور دوائیں ثعلب موصلی۔ سفید موصلی۔ سیاہ موصلی اسگندھ ناگوری، ماقر قرحا، اور زموئی ہیں – انہی مفردات سے یہ لوگ دنیا کے ہر مرض کا علاج کرتے ہیں – ان کی تحقیق میں دنیا میں صرف چار ہی امراض ہیں – بادی – صفرا – بلغم اور "ورجات"۔ آپ کی نبض دیکھتے ہی یہ فوراً کہہ دیتے ہیں آپ کو بادی ہے – صفرا ہے – بلغم ہے یا "ورجات" کی شکایت ہے۔

۳ – کچا گندھی – کچے گندھیوں کی تعداد دوسرے صوبہ جات کے مقابل میں حیدرآباد میں زیادہ پائی جاتی ہے – چنانچہ ایک اکسپرٹ کچے گندھی صاحب اپنا مطب چھتہ بازار کی کمان میں کرتے ہیں – ایک بڑے تھیلے میں سینکڑوں قسم کے پتے اور جڑیاں بھری ہوئی ہوتی ہیں ——— یہی ہے آپ کی ڈسپنسری ——— ہر بیماری میں آپ پتوں کا رس اور جوشاندہ دیتے ہیں – ایک مرتبہ جو شخص ان سے علاج کراتا ہے وہ یا تو بیکنٹھ چلا جاتا ہے یا پاگل ہو کر ایرہ گڈہ میں مقیم ہو جاتا ہے۔

۴ – عطائی – عطائی حکماء کے بیان کے بموجب ان کے پاس کسی سنیاسی سادھو یا تارک الدنیا فقیر کا عطا کیا ہوا کوئی نسخہ ہوتا ہے – عموماً سنیاسی سادھو یہ مجرب نسخہ بتانے کے بعد ہمالیہ پہاڑ پر غائب ہو جاتے ہیں – یا تارک الدنیا فقیر یہ نسخہ عطا کر کے کسی جنگل میں غائب ہو جاتے ہیں۔

ہمارے یہاں عطائی حکماء کثرت سے پائے جاتے ہیں – یہ لوگ بمبئی میں چوپاٹی پر، حیدرآباد میں دواخانہ عثمانیہ اور کتب خانہ آصفیہ کے سامنے سانڈے کا تیل، بواسیر کی گولیاں، سلیمانی سرمہ اور طلسمی منجن بیچتے ہیں – بعض عطائیوں کے پاس ہر مرض کی ایک ہی دوا ہوتی ہے۔ سر میں درد ہے ——— پیشانی کو لگاؤ پیٹ میں درد ہے دو قطرہ دوا پی جاؤ – اسہال کی شکایت ہے یہی دوا پیو – اور اگر قبض ہے یہی دوا استعمال کرو۔

یہ لوگ عموماً لا علاج امراض کا شرطیہ علاج کرتے ہیں اوران کے علاج سے چند دنوں میں مرض کی ساری بے چینی اور اضطراب دُور ہو کر مریض کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سکون اور راحت نصیب ہو جاتی ہے۔

۵۔ نیم حکیم۔ نیم حکیم عرف خطرۂ جان عموماً کسی ماہر حکیم کے مطب میں کام کرنے والے دوا ساز، جوشاندے پکاتے اور کھرل چلاتے چلاتے دواسازی چھوڑ کر نیم حکیم بن جایا کرتے ہیں۔ عموماً ایسے نیم حکیموں سے ہمیشہ جان کا خطرہ لگا ہوا رہتا ہے۔ ان نیم حکیموں کا طریقہ علاج منضج اور مسہل ہوا کرتا ہے۔ ان کی تشخیص میں ہر مرض میں فاسد مادہ مریض کے معدے میں جمع رہتا ہے۔ جس کو نکالنے کے لئے یہ قسم قسم کے تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ یہ لوگ عموماً ہر اس لا علاج مرض کا علاج کرتے ہیں جن کے بارے میں جالینوس جیسے حکیم اور ولیم ہاروے جیسے ڈاکٹر لا علاج ہونے کا سرٹیفکٹ دے دیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آج سے چند سال پہلے ایک نیم حکیم صاحب رہتے تھے۔ جن کو بے تکلف دوست حکیم قرابادین قادری کے نام سے پکارتے ہیں — ان حکیم صاحب کے پاس قسمت کا مارا ایک مریض رجوع ہوا۔ حکیم صاحب نے نبض اور قارورہ دیکھنے کے بعد تشخیص فرمائی کہ فاسد مادہ معدہ میں جمع ہو گیا ہے۔ بس تین منضج اور تین مسہل کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد بس شفائے کاملہ ہے۔ بس تشخیص کے بعد آپ نے منضج کا نسخہ تجویز کیا:۔

هُوَالشَّافِی:۔

(منضج) پرسیاوشان ۔ افسنتین رومی ۔ ریشہ خطمی
۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ
سنبل الطیب ۔ عشبۂ مغربی ۔ ہلیلہ بلیلہ
۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳-۳ ماشہ
جوشاندہ بنوشانند

(مسہل) مغز جمال گوٹہ ۔ مغز املتاس
تین تولہ تین تولہ
مغز تخم ارنڈی ۔ برگ سنا ۔ کوفتہ بیختہ آبیختہ
پاؤ سیر ایک سیر
حبوب بقدر بیضۂ کبوتر ساختہ وقت خواب چہار حبہ بخورانند

منضج کے بعد جب مریض نے پہلا مسہل لیا تو مریض کا ایک رشتہ دار نیم حکیم صاحب کے پاس دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا۔ حکیم صاحب! مریض کو دو گھنٹے میں سا جلاب ہوئے ہیں۔ یہ سنکر حکیم صاحب نے فرمایا بہت ہی اچھا ہے۔ میں نہ کہتا تھا فاسد مادہ بھرا ہوا ہے۔ اور جلاب ہونے دو۔ اور آج رات کو چار گولیوں کے بجائے پانچ گولیاں کھلاؤ۔

دوسرے دن آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا حکیم صاحب صبح سے اتنک سو جلاب ہو چکے ہیں اور وہ نڈھال ہو کر پڑ گیا ہے۔ یہ سنکر حکیم صاحب نے فرمایا الحمدللہ تمام زہریلا مواد نکل رہا ہے۔ آج رات میں چھ گولیاں کھلاؤ۔

تیسرے دن پھر وہی آدمی روتا ہوا آیا اور کہا حکیم صاحب! مریض چل بسا۔ یہ سنکر حکیم صاحب نے فرمایا۔ خدا کا شکر ہے پورا فاسد مادہ تو نکل گیا اگر مرحوم کی حیات کچھ دن اور باقی رہتی تو ہر گز ضرور اور اس موذی مرض سے شفا پاتے۔ قضا و قدر میں ...

دخل ہے ۔ مرحوم کی حیات ہی آتی تھی ۔

۶ ۔ طبیب :۔ کسی سرکاری ادارے کے سند یافتہ ہوتے ہیں ۔ جب تک سرکاری ملازم رہتے ہیں مریضوں سے لا پروا اور سرکاری شفا خانوں میں صرف وقت گزارتے ہیں ۔ اس کے برخلاف گھر پر مریضوں سے نہایت ہی ہمدردی اور خلوص سے پیش آتے ہیں ۔ سرکاری دوائیں گھر پر لاکر مالدار مریضوں کو دیا کرتے ہیں ۔ مالدار مریضوں کو یہ ہمیشہ دائم المریض رکھنا چاہتے ہیں ۔ جیسا کہ میرزا صائب تبریزی نے فرمایا ہے ؎

گدا بہر طمع فرزند خود را کوری خواهد
طبیب بی مروت خلق را رنجوری خواهد

اس قسم کے بے مروت اور خود غرض طبیب جتنے زیادہ ہوتے ہیں ملک میں بیماریاں بھی اسی کثرت سے ہوتی ہیں ۔ جیسا کہ میرزا صائب تبریزی نے فرمایا ہے ؎

در بادیه ها درد به درمان خوان یافت
بیماری اینا شہر بمقدار طبیب است

حکیم ۔ حکیم ۔ ہر صدی میں صرف دو تین سے زیادہ نہیں ہوتے ۔ یہ لوگ فیس کے لئے یہ پیشہ اختیار نہیں کرتے بلکہ درد مند انسانیت کی بے لوث خدمت ان کا شعار ہوتا ہے ۔ ایسے حکیم صرف انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں ۔ ایسے ہی حکماء سے اس فن کی عزت ہے ۔ اور یہی لوگ انسانیت کے بہی خواہ اور محسن ہیں ۔ ہمارے حکیم سید محمد تقی صاحب ... اس تعریف میں آسکتے ہیں ۔

اعلیٰزار نوری میٹر پر ہم روحانی منظر گاہ سے بول رہے ہیں ۔ ابھی آپ جناب متبصر کی تقریر سن رہے تھے ۔ اب ہمارے نشریات کا وقت ختم ہو چکا ہے ۔ ہمیں آئندہ ہفتہ تک کے لئے اجازت دیجئے ۔

جے ہند

عقد مبارک

امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام با صدیقہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہما

غرۂ ماہ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۶۱ء روز چہارشنبہ شب کے (۸) بجے جشن منعقد ہوگا

جسمیں :

مداحان اہلبیت اطہار و عاشقان حیدر کرار اپنا کلام مسرت انجام گوش گزار سامعین فرمائینگے

اُمید کہ

بپابندی وقت تشریف فرما ہوکر شرکت جشن سے خود ماجور اور داعیان کو ممنون فرمائیں گے

معروضہ :

فرزندان میر تراب علی مرحوم

پتہ :۔ آستانہ اصغری جام باغ دار الشفاء

نوٹ :۔ ٹھیک ۹ بجے جشن شروع ہوجائیگا قبل وقت تشریف آوری موجب سرفرازی ہوگی

اطلاعات متعلقات عامہ حیدرآباد

دیہی عہدیداروں کی مانگیں

سپریم کورٹ آف انڈیا نے دستور ہند دفعہ (۳۳) بابت ۱۹۵۹ء پر فیصلہ صادر کرتے ہوئے تجویز کی ہے کہ دیہی عہدوں پر وراثت کے موروثی حقوق کی بنیاد پر تقرر کا اصول دستور کے مغائر ہے۔ اس فیصلے کے حوالے سے رائل سیما ویلیج آفیسرز اسوسی ایشن نے اپنے جلسے میں جو ۳۰ دسمبر ۱۹۶۰ء کو منعقد ہوا تھا بعض قرار دادیں منظور کیں جن میں حکومت سے درخواست کی گئی ہے کہ حکومت ہند کے پاس دستور ہند کی متعلقہ دفعات میں اس طرح ترمیم کے لئے تحریک کی جائے کہ دیہی عہدوں کی وراثت سے متعلق موروثی حقوق کا تحفظ ہو جائے اور ان حقوق کا تحفظ کئے جانے کی صورت میں موروثی دیہی عہدیداروں کو ان کے موروثی حقوق کے نقصان کا معاوضہ ادا کیا جائے نیز دیہی عہدے داروں کے تنخواہوں کے اسکیل میں اضافہ منظور کیا جائے معلوم ہوتا ہے اس تعلق سے دوسری انجمنوں میں بھی کچھ بے چینی پیدا ہو رہی ہے اور وہ بھی اس طرح کی مانگیں پیش کر رہی ہیں۔ حکومت سپریم کورٹ کے حوالہ بالا فیصلے کے مضمرات کی جانچ کر رہی ہے۔ حکومت نے رائل سیما ویلیج آفیسرس اسوسی ایشن کو اطلاع دیدی ہے کہ ان کی مانگیں حکومت کے زیر غور ہیں۔ عوام اور خاص طور پر دیہی عہدیداروں کی اطلاع کے لئے واضح کیا جاتا ہے کہ حکومت دیہی عہدیداروں کی مانگوں پر عملی توجہ کر رہی ہے۔

(اطلاعات)

میٹرک باٹوں کا لازمی استعمال

تاجروں کو انتباہ

عوام اور تجارت پیشہ طبقہ خاص طور پر اس سے واقف ہو چکا ہے کہ قانون (نفاذ) اوزان و پیمانہ جات ۱۹۵۸ء کے تحت نیچے بتائے ہوئے ضلعوں میں یکم اکتوبر ۱۹۶۰ء سے میٹرک اوزان کا استعمال لازمی قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ حیدرآباد۔ ۲۔ ورنگل۔ ۳۔ نظام آباد۔ ۴۔ کرشنا۔ ۵۔ کرنول۔ ۶۔ گنٹور۔ ۷۔ وساکھا پٹنم۔

روزمرہ معاملات میں میٹرک اوزان استعمال نہ کرنے کے قانونی نتائج و عواقب سے عوام اور تاجروں کو واقف کرانے کے لئے محکمہ اوزان و پیمانہ جات کی جانب سے کافی تشہیر کی گئی ہے۔ لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے تاجر بھی جو میٹرک باٹ حاصل کر چکے ہیں سیر اور پونڈ کے باٹ اب تک بھی استعمال کر رہے ہیں۔ یہ عمل صریحاً غیر قانونی ہے۔

تجارت پیشہ طبقے اور حکومت کے درمیان خوشگوار تعلقات برقرار رکھنے اور مفد سے چلانے



کی زحمت سے بچنے کی خاطر حکومت نے آج کی تاریخ تک مقدمے چلانے سے احتراز کرتے ہوئے صرف قدیم اوزان کی ضبطی پر اکتفا کیا ہے مگر یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض قدیم اوزان کی ضبطی کے بعد بھی تاجر وہی اوزان استعمال کر رہے ہیں۔

اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ مذکورہ سات ضلعوں میں قدیم اوزان کے استعمال پر متعلقہ افراد کے خلاف تحت دفعہ (۳) قانون (نفاذ) اوزان و پیمانہ جات آندھرا پردیش ۱۹۵۸ء مقدمے چلائے جائیں گے جس کے نتیجے میں خاطیوں کو (۲۰۰۰) روپیہ تک جرمانے کی سزا سنائی جا سکتی ہے۔

پولیو ویاکسین کے استعمال کی تجرباتی مہم

حکومت آندھرا پردیش نے "پولیو اورل ویاکسین" کی (۱۰۰۰۰۰) ایک لاکھ خوراکیں حاصل کی ہیں جو بچوں کے فالج کی روک تھام کیلئے ایک پائلیٹ پروجکٹ کے طور پر استعمال کی جائیں گی۔ یہ ویاکسین منہ سے دیا جاتا ہے اس کی مزید ایک لاکھ خوراکیں بھی حاصل کی جائیں گی۔ جو انہیں بچوں کو جنہیں پہلی خوراک استعمال کرائی گئی ہو۔ چھ ہفتوں کے بعد دوسری خوراک کے طور پر دیجائیں گی۔ اس طرح پولیو سے بچوں کا تحفظ مکمل ہو جاتا ہے یہ محض ایک تجرباتی مہم ہے۔ ریاست کے مختلف متاثرہ اور غیر متاثرہ مقامات پر اس کا تجربہ کیا جائے گا۔ یہ واضح رہے کہ ابھی اس کا مقصد پولیو سے عام بچاؤ کی مہم چلانا نہیں ہے۔ اگر ضرورت ہو تو ایسی مہم اسی وقت شروع کی جائے گی جب کہ موجودہ تجرباتی مہم کے نتیجوں کا تفصیلی مطالعہ کر لیا جائے۔ اس مہم کو تجرباتی حیثیت دینا اس لئے ضروری ہے کہ منہ سے دیئے جانے والے ویاکسین کا کوئی تجربہ ہندوستان میں اس سے پہلے کبھی نہیں کیا گیا نیز سردست اس کی خوراکیں محدود تعداد میں ہی حاصل ہو سکتی ہیں اور یہ بھی انڈین کونسل آف ریسرچ کے تعاون سے ممکن ہو سکا ہے۔

تجویز ہے کہ اس اسٹاک کو ۸ر اور ۱۵ر مئی ۱۹۶۷ء کے درمیان نیچے بتائے ہوئے اضلاع میں تقسیم کیا جائے۔

وجے واڑہ میونسپلٹی۔ سوری پیٹم میونسپلٹی
ضلع کرشنا کے دیہات۔ ضلع و قصبہ گنٹور
اضلاع کھمم۔ نیلور۔ ایلورو اور نلگنڈہ۔ شہر
حیدرآباد اور ضلع و قصبہ وساکھاپٹنم۔

عوام سے خواہش کی جاتی ہے کہ وہ اس تجرباتی مہم میں حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور مقررہ وقت کے اندر اپنے صرف ایسے بچوں کو جن کی عمریں پانچ سال تک ہوں یہ ویاکسین استعمال کرانے کے لئے لائیں۔

چونکہ ویاکسین کا اسٹاک نہایت محدود ہے اس لئے یہ اسی ترتیب اور سلسلے سے استعمال کرایا جائے گا جس ترتیب سے مرکز پر بچے رجوع ہوں۔ کسی خاص مرکز پر سربراہ کی ہوئی مقدار کے ختم ہوتے ہی وہ مرکز بند کر دیا جائے گا۔ اس لئے دیر سے لائے جانے والے بچوں کو ویاکسین نہیں مل سکے گا۔

رابندر ناتھ ٹیگور اور سوویت یونین

لیونڈگما لیہ نودہ

ٹیگور نے اپنی ساری زندگی سماج اور حق کی تلاش میں صرف کی۔ دوسرے عظیم مصلح اور مفکروں کی طرح ان کے دماغ میں بھی یہ سوال بار بار اٹھتا تھا کہ ایسا سماج کیونکر زندہ رہ سکتا ہے جس میں مٹھی بھر آدمی تہذیب کی برکتوں سے مالا مال ہوں اور عوام الناس جو تہذیبی ارتقا کیلئے مادی بنیادیں قائم کرتے ہیں۔ روزمرہ کی ضرورتیں بھی پوری نہ کر سکیں۔ جبر و تشدد، غربت اور افلاس ٹیگور کو بے چین کر دیتے تھے۔ بعض دفعہ ان پر عجب کرب کا عالم طاری ہوتا تھا۔ مگر انسانیت پر ان کا اعتماد ختم نہیں ہوا۔ اور بقول جواہر لال نہرو اشراف سے تعلق رکھنے والا یہ فنکار جمہوریت پسند اور مزدور طبقہ کا دوست بن گیا۔

جب روس میں اشتراکی انقلاب ہوا تو ہندوستان کے چند آدمیوں نے اس کی نوعیت اور اہمیت کو پہچانا رابندر ناتھ ٹیگور ان چند لوگوں میں تھے۔

دوسری طرف روس کے انقلاب پسند لوگوں نے رابندر ناتھ ٹیگور کی شخصیت میں سماجی انصاف۔ بین الاقوامی دوستی اور انسانیت پرستی کے مظاہر دیکھے اور انہیں اپنے قریب محسوس کیا۔ ۱۹۱۷ء - ۱۹ کے سال سوویت روس کے لئے بڑی آزمائش کے سال تھے۔

ٹیگور نے ان دنوں کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک تاریخی ڈرامہ دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا تھا۔ اس وقت کے اخباروں اور رسالوں میں ٹیگور کی نظمیں ان پر مضامین اور ٹیگور کے بارے میں خبریں موجود ہیں۔ انہیں پڑھنے سے مشرق کے اس عظیم شاعر کی انسان دوستی، حکمت، نیکی اور اس کے ذوق جمال کا پتہ چلتا ہے۔

سوویت یونین میں ٹیگور کی آمد

۱۹۲۵ء تک سوویت روس کے بعض اداروں اور ممتاز افراد سے ٹیگور کی جو خط و کتابت رہی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں طرف یہ خواہش تھی کہ سوویت روس آئیں۔ سائنسی اکاڈمی، ثقافتی تعلقات کی سوسائٹی۔ تالستائی کے صد سالہ جشن سالگرہ کی کمیٹی کی طرف سے ٹیگور کو مختلف موقعوں پر دعوت نامے وصول ہوئے۔ ٹیگور نے معذرت کے جو خطوط لکھے ہیں ان میں اپنی اس خواہش کا ذکر کیا ہے کہ روس میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اسے میں اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔

آخر کار لونا چارسکی کی دعوت پر رابندر ناتھ ٹیگور ۱۱ ستمبر ۱۹۳۰ء کو ماسکو پہونچ گئے۔ اور وہاں انہوں نے دو ہفتے قیام کیا۔ اس عرصہ میں وہ ادیبوں۔ سائنسدانوں فنکاروں، کسانوں، مزدوروں، طلبا اور چھوٹے بچوں سے بھی ملے اور گفتگو کی۔ ٹیگور نے سوویت روس کے نظام تعلیم میں خاص طور پر دلچسپی لی۔ انہوں نے مزدوروں اور کسانوں کی نئی زندگی کا مشاہدہ کیا اور تہذیبی مسائل کے بارے میں بھی تبادلہ خیالات کیا۔

ادیبوں کے کلب میں خیر مقدم کا جواب دیتے ہوئے

ٹیگور نے کہا "مجھے اس بات سے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے دنیا میں پہلی بار تمام لوگوں کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیا ہے۔ آپ نے ان کے لئے اسکولوں کالجوں اور عجائب گھروں کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کا تصور میرے خوابوں سے بہت مشابہ ہے۔ تخلیقی شخصیت کی تعمیر کے کام میں آپ وہ کر رہے ہیں جو میں تن تنہا نہیں کر سکا۔ اس طرح آپ نے عالم انسانیت کی وہ خدمت کی ہے جو کبھی نہیں بھلائی جا سکتی۔"

ٹیگور ماسکو میں کم سن بچوں کا کمیون دیکھنے بھی گئے۔ شاعر فیلاتوف یہاں طالب علم تھے۔ انہوں نے اپنی یادداشت میں لکھا ہے کہ ہم ان کی بلند پیشانی ان کی بولتی ہوئی آنکھوں اور ان کے خوبصورت چہرے کو جس پر ایک جھری بھی نہیں تھی بڑے شوق سے دیکھ رہے تھے۔ ٹیگور نے ہماری دلچسپی کو بھانپ لیا اور اپنی داڑھی کو چھو کر کہنے لگے "یہ تو محض ایک نقاب ہے ورنہ میرا دل جوان ہے اور اس میں بڑی حرارت ہے"۔ پھر مسکرا کر اضافہ کیا "جیسے کم سن پائنیر کا دل!"

ٹیگور نے کسانوں کے مرکزی ایوان میں کوئی ڈیڑھ سو کسانوں سے ملاقات کی۔ جلسے کے صدر نے شاعر کا بڑی گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا۔ ٹیگور نے اس ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے "جب میں ماسکو میں کسانوں کے ایوان میں گیا تھا تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ روس کے کسانوں نے دس برس کے عرصے میں ہندوستانی کسانوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ وہ ملک بھر میں زراعت کی ترقی کے لئے انتہائی جوش و خروش کا اظہار کر رہے ہیں

وہ حیرت انگیز ہے"۔

ماسکو کے دوران قیام میں ٹیگور کی تصاویر کی ایک نمائش بھی ہوئی تھی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے خود ٹیگور نے لکھا ہے "یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ تصویریں نہ صرف اس ملک کے لوگوں کے لئے بلکہ میرے ملک کے لوگوں کے لئے بھی مقام روش سے مختلف تھیں۔ پھر چند دنوں میں ۵ ہزار آدمی نمائش دیکھنے آئے۔ میں ان کے مذاق کی تعریف کے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

۲۴ ستمبر کو ماسکو کے لوگوں نے ایوان [illegible] میں اپنے عظیم مہمان کو خدا حافظ کہا۔ ٹیگور نے [illegible] کہا "میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی بدولت میں نے اس خواب کو جو برسوں سے میرے دل و دماغ کا پرورش پا رہا ہے حقیقت کا جامہ پہنے ہوئے دیکھا۔ یعنی ان لوگوں کے ذہنوں کی آزادی کا خواب جو صدیوں سے غلامی کی زنجیریں پہنے ہوئے ہیں"۔

سمندری جانوروں میں سننے کی غیر معمولی قوت

امریکی سائنسدانوں کی ایک ٹیم سمندری جانوروں اور سمندری زندگی کے پُر اسرار حالات کے مطالعہ میں لگی ہوئی ہے۔ وھیل مچھلی اور اس قسم کے جانوروں میں سننے کی جو غیر معمولی قوت پائی جاتی ہے اس کی تحقیق کی روشنی میں روزمرہ کی انسانی زندگی کو کئی سہولتیں میسر آئیں گی۔ بہتر صوتی آلات تیار ہو سکیں گے۔ اور آمدورفت کے ذرائع میں بہتری لائی جا سکے گی۔

چار برس کے سوسمار کشتی پر تجربوں کے ذریعہ دودھ پلانے والے سمندری جانوروں کے نہایت ہی اعلیٰ صوتی نظام کا مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ یہ سوسمار جس کی آنکھوں پر دو سینے کی پیالیاں بنی ہوتی ہیں سائنسدانوں کو ننھے صوتی غلافوں کی کھوج میں مدد دے رہا ہے۔ صرف چھ برس قبل یہ دریافت ہوا تھا کہ سمندری دودھ پلانیوالے جانوروں میں آنکھوں کے علاوہ بھی کوئی اور ایسی چیز ہے جو ادھر اُدھر آنے جانے میں ان کی رہنمائی کرتی ہے۔ ۱۹۵۵ء میں سائنسدانوں کی ایک ٹیم نے صوتی آلے کے ذریعہ کیلی فورنیا ساحل کے آس پاس گذرنے والی سرمئی وھیل مچھلیوں میں بہت ہی تیز رفتار صوتی لہریں دریافت کی تھیں۔ جن دو سائنسدانوں نے ان تیز رفتار صوتی لہروں کو دریافت کیا تھا انہوں نے حال ہی میں سوسمار کشتی کی مدد سے یہ مطالعہ اور تحقیق مکمل کی ہے۔ ان میں سے ایک تو امریکی سوز آرڈی ننس کے چیف پال پرکنز ہیں۔ جو امریکی بحریہ میں صوتی آلات کے ماہر ہیں۔ اور دوسرے سائنسدان پال آسلڈورن ہیں جو سان ڈیگو کیلی فورنیا میں الیکٹرانکس لیبارٹری میں ماہر نفسیات ہیں۔ کیلی فورنیا ساحل سے دور وھیل مچھلیوں کے صوتی نظام کے مطالعہ سے ان دونوں سائنسدانوں کو یقین ہو گیا کہ یہ اپنی صوتی قوت کو بہت کچھ آبدوز کشتیوں کے صوتی آلات (سونر سسٹم) کی مانند استعمال کرتی ہیں۔ سونر سسٹم سے مراد وہ صوتی آلات ہیں جو آبدوز کشتیوں میں لگے ہوتے ہیں۔ جو سامنے سے آنے والی کسی رکاوٹ یا چیز کا پتہ دیتے ہیں۔ آواز سے جو گونج پیدا ہوتی ہے وہ واپس اس آلے میں آ جاتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ سامنے کوئی رکاوٹ یا کوئی چیز ہے۔ چنانچہ اس بات کے ثبوت پائے گئے کہ وھیل مچھلیاں بھی پانی کے نیچے اپنی خوراک یا کسی رکاوٹ کا پتہ اپنی تیز رفتار آوازوں کی گونج سے لگاتی ہیں۔ لیکن مشکل سوال تو یہ تھا کہ اس اصول کی جانچ اور تجربہ کیسے کیا جائے؟ اور اگر وھیل مچھلیاں آواز کی گونج کی مدد سے چلتی پھرتی ہیں تو کیا وہ صرف آواز (بے گونج آواز) کے سہارے ادھر اُدھر آ جا سکتی ہیں؟ یہی وہ سوال تھا سائنسدا[نوں]

... جواب تلاش کرنا چاہتے تھے۔ سر مئی وھیل مچھلی پر یہ تجربے کرنا ممکن نہیں تھا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ اوسطاً ۵۰ فٹ لمبی ہوتی ہیں۔ اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ کہ ساحلی وھیل مچھلیاں کثرت شکار کے باعث تقریباً نابود ہو گئی ہیں۔ اب ان کا تحفظ قانونی طور پر کیا گیا ہے۔ لہٰذا تجربوں کے لئے عام بندرگاہی سوسمار ہی اس کا متبادل ہو سکتا تھا۔ واضح رہے کہ وھیل مچھلی اور سوسمار ایک ہی قسم کے بحری جانور ہیں اور ایک ہی گھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ توقع یہ کی جاتی ہے کہ سوسمار میں صوتی قوت زیادہ ترقی یافتہ ہوتی ہے۔ اس تحقیق کے سلسلے میں مچھلیاں پالنے والے ایک پرائیویٹ سیویو ریسٹر ڈاکٹر کینتھ نورس نے ان سائنسدانوں کو تجربے کرنے کی سہولتیں دیں اور سب سے اہم بات یہ کہ انہیں اس تحقیق کے لئے ایک سوسمار بھی دیا۔ تجربے کے لئے ۳۵ فٹ کے ایک گول ٹینک میں نائلون کا ایک گورکھ دھندا سا بنا کر رکھ دیا گیا۔ اپنی خوراک حاصل کرنے کے لئے سوسمار اس چکر دار گورکھ دھندے میں سے گزرنا پڑتا۔ گورکھ دھندے کے آخر میں ایک گھنٹی لٹکا دی گئی تھی۔ جب یہ اس گھنٹی کے قریب پہنچتا اور گھنٹی بج اٹھتی تو اسے ایک مچھلی کھانے کو دی جاتی۔ چنانچہ اس طرح کی تربیت کے بعد اس کی آنکھیں ڈھک دی گئیں۔ اور تجربہ کیا گیا کہ وہ اس "اندھے پن" میں بھی اپنی خوراک تلاش کر سکتا ہے یا نہیں۔ دیکھا گیا کہ وہ اس طرح بھی خوراک حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

اس تجربے میں ایک زندہ مچھلی اس ٹینک میں ڈالی گئی تھی۔ آنکھوں پر پٹی کے باوجود اس نے اس مچھلی کو پکڑ لیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ اس میں دیکھنے کی قوت کے علاوہ بھی کوئی اور صوتی قوت ہے جو اس کی رہنمائی کرتی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ سوسمار میں سونگھنے کی قوت نہیں ہوتی۔ جب ٹینک میں رکھا ہوا گورکھ دھندا دوسری طرف ہٹا دیا گیا تو بھی سوسمار اس سے بچتا ہوا اپنی خوراک کے پاس پہنچا اور گھنٹی برابر بجاتا رہتا۔ اس طرح کے ہر تجربے میں تقریباً ۱۵ منٹ لگتے۔ اب اسے اتنی تربیت مل چکی تھی کہ ٹینک پر تھپکی لگتے ہی وہ فوراً آ جاتا اور اپنی آنکھوں پر پٹی بندھوا لیتا۔ دن میں سات سات آٹھ آٹھ بار یہ تجربے کئے جاتے۔ غرض کہ کئی تمام آزمائشوں میں سے گزرا اور اس ساری تحقیق کا نتیجہ یہ نکلا کہ سوسمار جس طرح کھلی آنکھوں سے پانی میں تیرتا گھومتا پھرتا تھا اسی طرح بند آنکھوں کی حالت میں بھی آمد و رفت جاری رکھتا تھا۔ اور کسی قدرتی صوتی نظام کے تحت سونار کی طرح آواز کی واپسی کی گونج سے رہنمائی پاتا ہے۔ اس دوران میں محققین نے جو آوازیں ریکارڈ کیں اور ان سے جو گونج پیدا ہوئیں ان کی رفتار ۳۰۰ فی منٹ تھی۔ ڈاکٹر پال پرکنز کا خیال ہے کہ اس تحقیق اور مطالعہ کی ایک ضمنی پیداوار اور نتیجے کے طور پر نابینا لوگوں کو بھی چلنے پھرنے میں مدد مل سکے گی۔ انہیں یقین ہے کہ تربیت دینے سے اندھے ہلکی سی آواز سن کر راستے اور اپنی سمت معلوم کر سکیں گے۔ اور اس طرح ہم آبدوز کشتیوں میں بہتر سونار آلات لگانے، جہازوں کی بہتر ساخت اور نقشوں ...

پس منظر

پال ایل فورڈ

عالمی صورت حال کا جائزہ!

ظاہر ہے کہ تثلیث روسی خارجہ پالیسی کا ایک معیاری دستور کار بن گیا ہے۔ اور کہ روسی اس سے اس حد تک کام لینے کا ارادہ رکھتے ہیں جس حد تک ممکن ہے۔ روس کی طرف سے اس امر پر اصرار کہ تین اشخاص پر مشتمل جماعت کی سربراہی میں ذو کنٹرول تنظیم کام کرے جو ایٹمی تجربوں کے التوا کے متعلق معاہدے کے تحت قائم کی جائے گی۔ تثلیث کے متعلق روسی تحریک کا حصّہ ہے۔ روس کے اس موقف سے جو امریکہ اور برطانیہ کے ساتھ اس کے اس گذشتہ معاہدے سے و فعتاً انحراف کے مترادف ہے کہ معاہدے کے تحت کنٹرول کا واحد ایڈمنسٹریٹر نہایت موثر ہوگا۔ جنیوا کانفرنس کی کامیابی کی امیدیں موہوم ہوگئی ہیں۔ یاد رہے کہ جب گذشتہ ستمبر میں روسی وزیر اعظم کوروشچوف نے اتحادی سبھا کی جنرل اسمبلی میں یہ تثلیثی نظریہ پیش کیا تھا تو اسے مسترد کر دیا گیا تھا۔ آزاد دنیا کی طرف سے اس نظریہ کا استرداد کم از کم دو باتوں پر مبنی ہے۔ اوّل تین افراد پر مشتمل جماعت جس کے ہر رکن کو ویٹو کا اختیار ہو گا ظاہراً مفلوج ہو کر رہ جائے گی۔ دوئم۔ آزاد دنیا روس کی اس تھیوری کو تسلیم نہیں کرتی کہ دنیا بلاکوں میں بٹی ہوئی ہے۔ کھروشچوف نے بلاشبہ اپنی تجویز ہیمرشولڈ پر اپنے حملے کے سلسلے میں پیش کی تھی۔ اس تجویز میں کہا گیا تھا کہ سیکریٹری جنرل کی جگہ پر ایک تین اشخاص پر مشتمل سیکریٹریٹ کام کرے۔ لیکن کھروشچوف اپنے حملے میں بہت آگے چلے گئے تھے۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ روس کی طرف سے اعتراف تھا کہ اتحادی سبھا ایک ایسی موثر نئی عالمی جماعت بن گئی ہے کہ روس اس کا دائرہ عمل محدود کرنے میں اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے۔ لیکن یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ روس چھوٹے چھوٹے ملکوں کی اجتماعی طاقت کو اپنے عزائم میں ایک شدید رکاوٹ تصور کرتا ہے۔ چونکہ وہ اتحادی سبھا کے فیصلوں پر کنٹرول کرنے سے قاصر ہے اس لئے اس نے اپنے حملوں کا رُخ اس عالمی ادارے کی انتظامیہ تنظیم کی جانب موڑ دیا ہے۔ مسٹر کھروشچوف چاہتے تھے کہ ایک سیکریٹری جنرل کی بجائے تین افراد کو اتحادی سبھا کی اعلیٰ ترین امانت سونپ دی جائے اور یہ تین افراد مغربی طاقتوں کے فوجی بلاک، سوشلسٹ ملکوں اور غیر جانبدار ملکوں کے نمائندے ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ ایسے سیکریٹریٹ سے ایسے حالات پیدا کئے جائیں گے جن میں اتحادی سبھا کے فیصلوں زیادہ درستی کے ساتھ عملی جامہ پہنایا جا سکے گا۔ لیکن عام فہم زبان میں اس کا مطلب یہ تھا کہ چونکہ روس سلامتی کونسل میں ویٹو کے استعمال سے قرار دادوں کو نا کارہ بنانے سے قاصر رہتا ہے (کیونکہ وہ بعد میں جنرل اسمبلی میں منظور ہو جاتی ہیں) اس لئے وہ جنرل اسمبلی سے



فیصلوں میں ایک تین اشخاص پر مشتمل سیکرٹریٹ کے ویٹو اختیار سے جمود پیدا کر سکے گا۔ جنرل اسمبلی میں نمائندے روسی تجویز کے منشا کو فوراً بھانپ گئے جس کا اتحادی سبھا کی مخصوص ایجنسیوں کی نظامت اور سیکریٹری جنرل کے عہدے پر اطلاق ہوتا تھا۔ نمائندوں نے واضح کیا کہ انہیں موجودہ نظام کار کی کامیابی میں بھروسہ ہے جس کا انحصار غیر جانبدار ملکوں کی واحد نظامت پر ہے۔ یہ محسوس کیا گیا کہ یہ امر غیر جانبدار ملکوں کے حق میں نقصان دہ ہوگا کہ انہیں ناقابل عمل تین اشخاص پر مشتمل نظامت کی جماعتوں میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔ جیسا کہ یونان کے نمائندے نے کہا تھا: ایک ایسے ادارہ میں جو دنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے اور جسے ہماری دنیا کے کسی بھی حصے میں دفعتاً کارروائی کرنے کو کہا جا سکتا ہے۔ فیصلہ کرنے والی جماعتیں مل جل کر کام کرتی ہیں اور کرنا بھی چاہیئے۔ ان معاملوں میں تاخیر ناگزیر ہے۔ جو اکثر نہایت قابل افسوس ہوتی ہے۔ لیکن اگر مل جل کر فیصلہ کرنے والی جماعتوں کے ساتھ ایسی جماعتیں وابستہ کر دی جائیں جو متحد ہو کر ان فیصلوں کی تعمیل کریں تو ہمیں نہ صرف افسوسناک اور خطرناک تاخیر کا سامنا کرنا ہوگا بلکہ ایک ایسے جمود سے دوچار ہونا ہوگا۔ جس میں تمام کام معطل ہو جائے گا۔ ہندوستان کے نمائندے نے اس صورت حالات کو ان الفاظ میں بیان کیا تھا ”جہاں تک انتظامیہ کارروائی کا تعلق ہے انتظامیہ کے لئے یہ پسندیدہ نہیں ہوگا کہ وہ

ایسے وقت میں کمزور پڑ جائے جب تیزی سے بکثرت فیصلے کئے جاتے ہوں۔ اگر انتظامیہ کے ٹکڑے ہی ٹکڑے ہو جائیں اور وہ مختلف سمتوں میں کام کرنے لگے تو وہ تیزی کے ساتھ موثر طور پر کام نہیں کر سکے گا۔“ ایکویڈور کے نمائندے نے کہا تھا کہ روسی تجویز سے اتحادی سبھا کی کارروائیوں میں رکاوٹ جائے گی۔ یہ ایسے گہرے تجزیے کا نتیجہ تھا کہ روسی تجویز ۱۵ویں جنرل اسمبلی میں مسترد ہو گئی۔ لیکن روسیوں کو یہ احساس ہو سکتا ہے کہ وہ آئندہ جنرل اسمبلی میں اس دستور کار کو متواتر بروئے کار لا سکتے ہیں۔ یہ اس امر کی علامت ہوگی کہ روسی ابھی تک محسوس کرتے ہیں کہ وہ اپنی چالوں سے عالمی ادارے کے کام میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کریں گے جس میں کمیونسٹ ممالک ایک بلاک کے طور پر کام کر رہے ہیں اور باقی ۹۹ ممبر ملکوں نے خواہ وہ بڑے ہیں یا چھوٹے ہمیشہ تمام معاملوں کا ان کے انفرادی محاسن پر فیصلہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

رشیدہ خاتون

بیہوشی

"چلو بھئی احسن پچھلی طرف" فرخ گیند بلا تھامے بڑے اشتیاق سے بولا۔

"چلو چلو" اس کے اشارے پر عمل کرنا ہمیشہ سے میری عادت بن چکی تھی۔ ہماری پوری پارٹی جمع ہوگئی —— پارٹی کیا جی، کل سولہ تو لڑکے ہی تھے۔ وہاں ہم خوب مزے مزے سے کرکٹ کھیل رہے —— تھے۔ انور نے بارہ رن بنائے، شنو نے دس رن، نعمان نے چودہ، فرخ نے چار —— غرض سب نے کچھ نہ کچھ ضرور رن بنائے ——

لیکن صاحب ایک ہمارا پھوٹا کرم کہ ایک رن بھی نہ بن سکا غصہ کے مارے ہم نے اس زور سے گیند پھینکی کہ وہ اباجی کی کھڑکی کے حدود پار کرتی ہوئی سیدھی میز تک جا پہنچی۔ اور "چھن چھناک" کی سریلی آواز ہماری روح کے پار ہوگئی اور ہم اس کے پیچھے بھاگے۔ فرخ بھی ساتھ تھا، وہاں کا منظر دیکھ کر ہماری روح کانپ گئی۔ گھڑی کا شیشہ ٹوٹ کر چکنا چور ہو چکا تھا اور اس نے ٹک ٹک کرنا بند کر دیا تھا ——

"گلدان بھی نہایت شاندار انداز سے زمین پر منہ پھاڑے پڑے تھے۔ پسینہ نے ہمارے سارے جسم کو سینچنا شروع کر دیا۔ یا اللہ کیا ہوگا؟ اباجی تو ہمیں کچا ہی چبا جائیں گے۔ آنے والے وقت کا تصور بھی کتنا خوفناک تھا۔ مگر قصور بھی تو ہمارا ہی تھا۔ ہم نے ہی تو گیند پھینکی تھی اتنی زور سے پار کیا ہوگا؟ ہم اپنے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولے۔

"بھئی میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ بس اب تیار ہو جاؤ اباجی کی مار کے لئے۔ اس کے سوا چارا ہی کیا ہے۔" فرخ بڑے میٹھے سے مسکین لہجہ میں بولے۔

اس منحوس فرخ کے سوچنے سمجھنے کے متعلق جو بزرگوں کو ایسے ہی موقعوں پر زنگ لگ جایا کرتا تھا۔ اور ہم یہ سوچ کر شاید بہت سارے بیوقوف مل کر ایک عقلمند کے برابر ہو جاتے ہوں اپنے دوستوں کے پاس پہنچے —— سارا واقعہ کہہ سنایا اور ایک اچھی سی ترکیب بتانے کی خوشامد بھی کی یہ ماجرا سن کر تو سب ہی کی عقل فیوز ہوگئی اور ایک عدد آہ سرد بھرنے کے سب نے یہی رائے دی کہ اباجی سے مار کھا کر اپنی خوش اخلاقی کا ثبوت دیں لیکن کم از کم ہم اس کے لئے تیار نہ تھے۔ کون اپنے آپ کو جان بوجھ کر اندھے کنویں میں گراتا ہے۔ فرخ خدا کے لئے کوئی ترکیب بتاؤ؟ ہم دونوں فرخ کی خوشامدیں کر رہے تھے —— آخر بڑی دیر کے بعد فرخ کے چہرے پر خاص قسم کی چمک آگئی۔

"اچھا ٹھہرو ابھی بتاتا ہوں ترکیب تو بڑی عمدہ ہے"!

"ہاں ہاں بتاؤ" سب ایک زبان ہو کر بولے۔

"بھئی دیکھو تمہیں بیہوش ہونے کی ریہرسل کرنی چاہئے!"

"تو اس سے کیا ہوگا یار —— مذاق کا وقت نہیں۔ بڑا سنجیدہ کیس ہے؟" ہم بدستور پریشان تھے ——

"تم لوگوں کی دماغ نامی تو برادہ بھرا ہوا ہے۔ سنو اباجی ان سے بلا کر پوچھیں گے۔ گھڑی کس طرح ٹوٹ گئی" اور اگر انہوں نے سر جھکا کر کہہ دیا۔ مجھے کیا معلوم؟ تو ان کی جہاندیدہ نگاہیں فوراً تاڑ جائیں گی کہ یہ انہیں کا کام ہے۔ جب ابا اصرار کر کے ان سے معلوم کریں گے بتاؤ گھڑی کیسے ٹوٹی ——

گھڑی کو تعجب سے کہتا ہوگا — وہی امریکہ والی گھڑی —
وہ ٹوٹ گئی اور یہ فرطِ غم سے بے ہوش ہو جانا پڑے گا
ابا جان انہیں ہوش میں لانے کی تدبیریں کرتے گلیں تھے۔ لیکن
بیہوشی بھی سنگین اور پائدار ہونی چاہئے۔ انہیں کم از کم
دو گھنٹے بیہوش رہنا پڑے گا۔ تاکہ ابا جی پر پوری طرح واضح
ہو جائے کہ ان بیچاروں کو گھڑی ٹوٹنے کی خبر تک نہیں اور
گھڑی کے ٹوٹ جانے کا بہت زیادہ صدمہ ہے!
پھر نعمان اور انور نے بھی بہت ساری ترکیبیں بتائیں
فرخ کی بتائی ہوئی ترکیب سب سے آسان اور کامیاب تھی
پہلے ہوشی کی یہ ریہرسل شروع ہوگئی۔ فرخ ابا جان بنے اور
بہت بلند آواز میں ہمیں آواز دی۔ احسن میاں چلو ادھر
یہ گھڑی کس نے توڑی؟ — ہم نہایت اطمینان سے چہرے سے
گھبراہٹ کے آثار رخصت کر کے بڑی سعادت مندی سے
ابا جی کے پاس پہونچے!"
"جی ابا جی!" فرخ ابا جی کی ایکٹنگ بالکل
"گھڑی کیوں توڑی؟"
صحیح کر رہے تھے —
ہم نے بڑے متحیرانہ انداز سے ابا جی (فرخ) کو دیکھا
اور — ہائے ابا جی وہ امریکہ والی گھڑی — یعنی
وہ ٹوٹ گئی اُف کتنی پیاری تھی — کیسے ٹوٹ گئی؟ یہ کہکر
ہم دھڑام سے زمین پر آ رہے۔ سانس زور زور سے لینے
لگے۔ ہاتھ پیر ڈھیلے چھوڑ دیئے — یہ ایکٹنگ سب کو پسند
آئی۔ لیکن یہ انور بڑا منحوس تھا۔ فوراً آگے بڑھا۔
نہیں نہیں؟ ابھی تو بہت پراکٹس کی ضرورت ہے
اور ہائے ابا جی کے بجائے اگر "آہ" "گھڑی" کہا جائے تو
بے ہوشی زیادہ کامیاب ہوگی" خیر تقریباً آدھ گھنٹہ اور

یہ ریہرسل جاری رہی اور آخر ابا کی دلکش آواز سنائی دی
اور ہم اپنے ہوش و حواس رخصت کر کے ابا جی کے کمرے میں
جا پہنچے —
جی ابا جی پانی لاؤں؟" ہم اپنی پریشانی چھپانے کی ناکام
کوشش کر رہے تھے۔
"پانی کے بچے!"
"جی یعنی آپ کا بچہ!" ابا جی کا غصہ بام عروج کو پہنچ چکا
تھا۔ ہم اس وقت کتنے پریشان تھے۔ یہ تو ہم خود ہی محسوس
کر رہے تھے۔ جتنا ہی اضطراب کو چھپاؤ اتنا ہی ظاہر ہوتا ہے
مفلس اپنی مفلسی کو چھپانے میں اور بھی مفلس ہو جاتا ہے۔
پھر بھی ہم ہمت نہیں ہار رہے تھے — یہ گھڑی کس نے توڑی
ابا جی کے تیوروں سے شورش پھوٹ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا
تھا کہ اگر میں فوراً ان کا موڈبانہ جواب نہ دوں گا تو ساری
کائنات درہم برہم ہو جائے گی — اور اگر نہ ہوئی تو وہ خود
کرسی سے اٹھ کر کم از کم میری ہڈیاں کو تہ و بالا کر دیں گے —
"وہی گھڑی — وہ امریکہ والی — جسے ابا آپ نے
توڑ دی۔ میں نے تو —" بوکھلاہٹ کے مارے ہم
ڈائیلاگ بھی بھولے جا رہے تھے اور ہائے — آہ —
اُف — کوئی موزوں لفظ ہی سمجھ میں نہیں آیا۔ تو یہ سوچکر
کہ کارِ خیر میں دیر نہیں کرنی چاہئے ہم جھٹ بیہوش ہو گئے
پیچھے گر تو گئے مگر ایسے زور کی چوٹ لگی — کہ چودہ طبق
روشن ہو گئے۔ بلکہ اگر کوئی پندرھواں اور سولھواں ہوتا
تو وہ بھی روشن ہو جاتا۔ سر چکرا سا گیا۔ آنکھوں کے سامنے
اندھیرا چھانے لگا۔ لیکن ابھی تو بہت سے مراحل طے کرنے تھے
ہم ہمت ہارنے والوں میں نہ تھے۔ ہمیں بیہوش دیکھ کر ابا جی
گھبرا گئے۔ امی کو آواز دی۔ امی گھبرائیں۔ ان کی اختلاجی

مرحلہ ——— چیخ چیخ کر رونے لگیں۔ محلے کے سب مرد عورت جمع ہو گئے۔ اور وہ منحوس چڑیل تو خود آ آنسو بہانے لگی۔ سمجھی تھی میں مر چکا ہوں اور اب نہلانے دھلانے دھونے لگی۔ ہمیں ہوش میں لانے کی تدبیریں کی جانے لگیں۔ اظہار ہمدردی میں لے جایا گیا۔ سب کو اپنی ڈاکٹری کا مظاہرہ کرنے کا سنہری موقع ہاتھ آ گیا۔

"اجی ان کی ناک بند کر دیجئے زور سے" ایک صاحب ہمدردی جتائی۔ اور پھر کسی نے آگے بڑھ کر اتنی زور سے ناک بند کی کہ بس دم ہی گھٹنے لگا۔ جی چاہا خود ہوش میں آ جائیں۔ لیکن ہمیں یاد آ گیا۔ فرخ نے کہا تھا دو گھنٹے بے ہوش رہنا ہوگا۔ ضرور اس میں کوئی مصلحت ہوگی۔ اس لئے ہم بدستور بے ہوش رہے۔

"ارے صاحب انہیں تو جوتا سونگھائیے۔ ہمارے چچا کے خالو جان کی پھوپی زاد بہن کے ماموں کی لڑکی ایک دفعہ بیہوش ہو گئی تھیں تو انہیں جوتا سونگھایا گیا تھا" اور پھر کسی جواب کا انتظار کئے بغیر انہوں نے جوتا اتار کر ہماری ناک پر رکھ دیا۔ صاحب ہم کس کرب میں مبتلا تھے اس لئے تو اباجی پیٹ بتا لیجئے۔ جوتا ناک پر سے ہٹانے کا کوئی نام ہی نہ لیتا تھا۔ پھر بھی ہم ہوش میں نہ آئے۔

"سنا ہے ہینگ، پیاز، لہسن اور تھوڑی سی چیزیں پیس کر بیہوش کو سنگھائی جاتی ہیں تو فوراً ہوش میں آ جاتا ہے۔ پتہ نہیں شاید لوگ یوں ہی کہتے ہوں" وہ اپنی اعلیٰ تجویز پر شرماسی گئیں۔ "اجی ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ لاؤ بنا کر دیکھیں۔" ہم دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہے تھے۔ لیکن ایسی دعائیں پوری بھی نہ ہوئی تھیں کہ ہینگ پیاز وغیرہ کی پوٹلی آن پہنچی اور ہماری ناک پر رکھ دی گئی۔

اب تو ہم سے رہا نہ جاتا تھا۔ سارے جسم میں مرچیں لگ شروع ہو گئیں۔ پیاز کی بو سے آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔ مرنے میں بھی شاید اتنی تکلیف نہ ہوتی ہوگی۔ صاحب بیہوش ہونا تو آسان ہے۔ لیکن بیہوشی کے مراحل کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا حساب کے پرچے میں پاس ہونے سے کچھ کم نہیں۔ ویسے ہم ہوش میں آ جاتے مگر ہمیں یہ بھی تو بہتر نہیں تھا کہ آنکھیں دھیرے دھیرے کھولیں یا ایک دم کھول دیں۔ اور ہوش میں آنے کے بعد فوراً اٹھ بیٹھیں یا تھوڑی دیر لیٹے رہیں۔ اور اگر کچھ غلطی رہ جاتی تو اباجی فوراً سمجھ جاتے۔ بڑے جہاں دیدہ بھی تھے۔ اس لئے ہم نے بیہوش رہنا ہی زیادہ مناسب سمجھا۔ لوگ اکتا گئے۔ "شاید مر گیا" ——— کسی نے کہا۔ مجھے سخت غصہ آیا کہ اتنی آسانی سے ہمیں مار بھی ڈالا۔ اس کے بعد طے پایا کہ سب مل کر چیونٹیاں لا کاٹیں اور سوئی چبھوئیں تو ہوش آ جائے گا۔ کن احمقوں سے پالا پڑا تھا۔ اتنا نہیں جانتے کہ ڈاکٹر کو بلا کر دکھائیں۔ وہ کچھ سونگھاتا یا دوا دیتا تو ہوش میں آ بھی جاتے۔ اب بھلا ایسی باتوں سے ہوش میں آنا کہاں کی عقلمندی تھی۔ اور کبھی کبھی دل میں یہ بھی گمان ہوتا کہ شاید اباجی ہماری آزمائش کر رہے ہیں۔ یہ تجویز بھی آزمایا گیا۔ سب نے مل کر چیونٹیاں کاٹیں اور سوئیاں چبھو چبھو کر سارا جسم چھلنی کر دیا گیا۔ لیکن ہم بھی کوئی کچی گولیاں نہیں کھیلے تھے۔ اباجی یہ ثابت کر دینا چاہتے تھے کہ کمزور ہم نے نہیں توڑی اور کمزوری توڑنے کا ہمیں خود کس قدر افسوس ہے۔ ہم ہر موقع پر ثابت قدم رہے۔ محلہ کے بزرگ شاہ صاحب نے فیصلہ سنا دیا کہ ہمارا کام تمام ہو چکا ہے اور دل مرحوم اس لئے حرکت کر رہا ہے کہ ہم بڑے بہادر اور قوی تھے۔

(جس کی سب سے بڑی شان ہماری بیہوشی تھی) آخر شاہ کا حکم حکیم الہٰی سے کم تو تھا نہیں۔ ہمیں نہلایا دھلایا گیا۔ نہ اماں رو رہی تھیں نہ اباجی کی آنکھوں میں آنسو تھے اور ہم ایسا تماشا تھا گویا منہ پر ذرا سی خفت جتاتی تھی۔ جب ہم مرگئے تو غرے سے گڑیا کھیل رہی تھی۔ اچھا ہوا بچیا ٹل گئے — ہمارے عیب کھولنے تول دیتے تھے۔ ہمیں نہلا کر کفن تک نہیں پہنایا گیا اور بلا کفن کے یونیفارم میں قبرستان لے جانے کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ واقعی ہمارا تو آدھا دم نکل ہی چکا تھا۔ لیکن جب فرخ نے اباجی سے کہا چچا جان میں ان کے کان میں ایک دعا پڑھتا ہوں شاید ہوش میں ——— یعنی جی اٹھیں — یہ سن کر ذرا دم میں دم آیا۔ خیر سے اباجی راضی ہوگئے اور فرخ نے ہمارے کان میں یہ دعا پڑھی۔ پاگل نہ بنو یار ——— اب بھی وقت ہے ہوش میں آجاؤ اور اباجی سے سارا واقعہ کہہ سناؤ۔ تھوڑی سی تو پٹائی ہوگی۔ قبرستان تو نہ جاؤ گے" وہ تو دعا پڑھ کر چلا گیا۔ پھر میری سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا۔ ہمیں اتنا تو اطمینان تھا کہ قبرستان گھر کے بالکل قریب ہے۔ ہمیں نہلا دھلا کر یونیفارم پہنا کر قبرستان لے جانے کیلئے اٹھایا گیا۔ اب قبرستان تو نہ لیجائیں گے زمین ویسے ہی مہنگی ہے مردوں پر اتنا خرچ کروں تو جینے والے روٹی کہاں سے کھائیں؟ اباجی کتنے سنگ دل تھے اور وہ گورکن بھی ساتھ تھا جب میں زندہ تھا تو میری اسکی خوب دوستی تھی۔ مرنے کے بعد منحوس نے اتنا بھی نہ کہا کہ اب ان کی قبر کے پیسے تو میں نہ لوں گا۔ یہ تو میرا ہی بچہ تھا۔ اُف!

ایک گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

"اب ان کا کیا کروں۔ جلا دوں؟" اباجی سے زیادہ بے رحم تو میں نے آج تک نہ دیکھا تھا۔ "نہیں نہیں صاحب دریا میں ٹھنڈا کر آئیں" شاہ اصغر نے فرمایا اب اتنی دور کون جائے گا۔ انہیں مسجد کے کنوئیں میں ڈالے دیتے ہیں۔ خدا کا گھر ہے۔ ویسے بھی یہ بہت نیک ہوگئے ہیں جلدی سے پہنچ گئے اللہ میاں کی درگاہ میں ——— یہ باتیں سنکر تو واقعی ہم پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور وہ لوگ تو واقعی ہمیں کنوئیں میں ڈال دیتے اگر ہم ایک چیخ مار کر حقیقت میں بیہوش نہ ہوجاتے۔ اور جب ——— سب کچھ لٹا کر ہوش میں آئے تو ہماری بڑی شاندار پٹائی ہوی۔ ایسی پٹائی تو شاید کسی کی بھی نہ ہوئی ہوگی — لیکن پٹائی کا سبب آپ یہ نہ سمجھئے کہ ہم بیہوشی کی ایکٹنگ میں ناکام رہ گئے۔ نہیں صاحب! ہم کوئی ایسے ویسے نہیں۔ ہم نے تو ہزاروں مصیبتوں اور کلفتوں کا مقابلہ بڑی ثابت قدمی سے کیا تھا۔ وہ تو خدا برا کرے ہمارے فرخ کا ——— وہ اول سے ہمارے دشمن تھا۔ انہوں نے ہمیں ریہرسل کرتے دیکھ لیا تھا اور ساری باتیں سن لی تھیں۔ جب ہم بیہوش ہوئے تو انہوں نے سب اصل واقعہ بتا دیا تھا جب ہی تو کسی کو کوئی رنج نہ تھا۔ اور ہمیں تو دوگنی سزا مل گئی۔ ایک تو بیہوش ہوکر ہمیں لاکھوں مصیبتوں میں اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا اور پھر پٹائی بھی ہوئی۔ شرمندگی الگ اٹھانی پڑی ——— اب ہم نے تہیہ کرلیا ہے کہ کبھی بیہوش نہ ہوں گے۔ بلکہ اب تو بیہوشی کے نام سے بیہوشی ہم پر طاری ہونے لگتی ہے لیکن پھر ہم سنبھل جاتے ہیں۔ وہی دن ہماری آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔ جب ہمیں چھٹی کا دودھ اچھی طرح یاد آگیا تھا اور مختلف آوازیں ہمارے کانوں میں گونجنے لگتی ہیں جیسے بہت ساری مکھیاں بھنبھنا رہی ہوں "جوتا سونگھاؤ ——— ہینگ اور پیاز کی پوٹلی ——— ٹھنڈا ہوگیا"۔

صدر کینیڈی کے مشیر!

امریکہ کے صدر جان ایف کینیڈی نے وہائٹ ہاؤس میں جو بڑے بڑے مشیر مقرر کئے ہیں جوان سالی، قوت عمل، لگن اور ذہانت ان کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

ان میں سے بعض کا تعلیمی پس منظر نہایت شاندار ہے۔ بعض علمی دنیا کے نامور پروفیسر ہیں۔ بعض کم عمر ہونے کے باوجود تجارتی دنیا میں پہلے ہی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ ان میں تقریباً تمام عرصہ سے مسٹر کینیڈی سے وابستہ ہیں۔ اور صدر کے نظریوں کی پوری لگن سے پیروی کرتے ہیں۔

یہ سب مل کر ایک ایسی جماعت کی صورت اختیار کرتے ہیں جس پر صدر صلاح مشورے اور رہنمائی کے لئے بھاری دار و مدار رکھ سکیں گے۔

اس نسبتاً جوان سال عملے کے افراد کی اوسط عمر ۴۵ ہے۔ صدر خود ۴۳ برس کے ہیں۔ عملے کے بیشتر ارکان ہر روز صدر کے گہرے رابطے میں رہتے ہیں۔ اور چند تو ایسے ہیں جو دن میں کئی بار ان سے ملتے ہیں انہیں

تھیوڈور سی "ٹیڈ" سورنسن (۳۲ سال) کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ سورنسن اور مسٹر کینیڈی پہلی بار ۱۹۵۳ء میں ملے تھے جب سورنسن کی خدمات کینیڈی کے سینیٹ آفس میں قانون ساز معاون کے عہدے کے لئے حاصل کی گئی تھیں۔ تب سے وہ مسٹر کینیڈی کے ساتھ متواتر کام کر رہے ہیں۔

سورنسن صدر کے مشیر خصوصی ہیں۔ ان کی ذمہ داری کے عام دائرہ میں صدر کی تقریروں، کانگریس کے نام پیغاموں، پالیسی کے متعلق بیانوں اور فیصلوں کو تحریری صورت دینا شامل ہے۔ ایک روز وہ دفاع کے متعلق کام کرتے ہیں تو دوسرے روز شہری حقوق سے متعلق۔ اور اگلے روز حکومتی تنظیم سے متعلق کام کرتے ہیں۔

مائیر فیلڈ مین! (۴۳ سال) جو صدر کے نائب خصوصی اور مشیر ہیں۔ کینیڈی کے سینیٹ عملے کے ایک اور تجربہ کار رکن ہیں۔ ان سے قانون ساز معاون رہ چکے ہیں۔ اب قانون سازی کے امور کو نپٹائیں گے۔ آپ کئی اہم عہدوں پر رہ چکے ہیں۔ ۱۹۵۸ء میں کینیڈی کے معاون اور انتخابی مہم میں ریسرچ ڈائریکٹر کے طور پر کام کیا تھا۔

پیئر سالنجر (۳۵ سال) وہائٹ ہاؤس کے پریس سیکرٹری ہیں۔ اور ۱۹۶۰ء میں مسٹر کینیڈی کی انتخابی مہم عبوری عرصے میں اور صدارت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد اخبارات کے جو "کامیاب تعاون" دیا ہے۔ اس کا زیادہ تر سہرا مسٹر سالنجر کے سر ہے۔ "سان فرانسسکو کرانیکل" سے وابستہ رہے ہیں۔ بعد میں "کولیئر" رسالہ کے کالم نویس بھی رہ چکے ہیں۔ ۱۹۵۹ء میں جب مسٹر کینیڈی کی صدارتی مہم واضح صورت اختیار کرنے لگی تو سینیٹر



کینیڈی نے اپنے بھائی رابرٹ کی سفارش پر اپنے پریس سیکریٹری کے طور پر سالنجر کی خدمات حاصل کریں۔ واضح رہے کہ سالنجر مسٹر کینیڈی کے پاس آنے سے پہلے اُن کے بھائی رابرٹ کینیڈی کے پاس کام کرتے تھے۔

(۳۷ سال) وہائٹ ہاؤس
اینڈریو ٹی ہیچر۔ کے نائب پریس سکریٹری ہیں۔ وہ ۱۹۶۰ء کی ساری انتخابی مہم میں مسٹر کینیڈی کے ساتھ رہے تھے۔ ہیچر کی سالنجر سے سان فرانسسکو میں شناسائی ہوئی تھی۔ جہاں جنگ کے بعد ایک نیگرو ہفت روزہ "سن رپورٹر" کی انہوں نے تین برس تک ادارت کی تھی۔

تیموتھی جے ریئرڈن جونیئر۔ صدر کینیڈی جب ایوان نمائندگان اور سینیٹ کے ممبر تھے تو ۱۵ سالہ ریئرڈن ان کے نائب منتظم کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اب صدر نے انہیں وہائٹ ہاؤس کا نائب منتظم مقرر کیا ہے وہ ہارورڈ یونیورسٹی کے گریجویٹ ہیں اور ۱۹۵۸ء میں کینیڈی کی پہلی ابتدائی مہم اور ۱۹۶۰ء کی انتخابی مہم میں بھی کام کیا تھا۔ صدر کے عملے کے نو ممبر ایسے ہیں جنہیں "خصوصی معاون" کا خطاب حاصل ہے۔

ان کی عمر ۴۱ برس ہے۔ انہیں
میک جارج بنڈی۔ ملکی سلامتی امور کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ ری پبلکن پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور ہارورڈ یونیورسٹی کی آرٹس اینڈ سائنسز فیکلٹی کے ڈین رہ چکے ہیں۔

ان کی عمر ۳۷ برس ہے اور
رالف اے ڈنگن۔ وہائٹ ہاؤس کے عملے کے سیکریٹری ہیں۔ سینیٹر کینیڈی کے عملے میں ۱۹۵۸ء میں شامل ہوئے تھے۔ اس سے پہلے ۱۹۵۲-۵۶ء میں بجٹ بیورو میں کام کیا تھا۔ ۱۹۵۸ء میں سینیٹ کی مزدوروں سے متعلق سب کمیٹی کے مشیر مقرر ہوئے تھے۔

ان کی عمر ۳۷ برس
فریڈرک جی ڈٹن جونیئر۔ ہے۔ انہیں وزارتوں اور محکموں کے سربراہوں اور ریاستی حکومتوں سے رابطہ قائم کرنے کے فرائض سونپے گئے ہیں۔ برکلے کی کیلی فورنیا یونیورسٹی اور سٹینفورڈ یونیورسٹی لا اسکول کے گریجویٹ ہیں۔ انہوں نے بھی کینیڈی کی انتخابی مہم میں سرگرمی سے کام کیا تھا۔

ان کی عمر ۴۳ برس ہے۔
لارنس الف او برین ایک زبردست سیاسی منتظم ہیں۔ اور ۱۹۵۲ء سے صدر کینیڈی سے وابستہ ہیں۔ انہیں افسروں اور کانگریس سے رابطہ قائم کرنے کے فرائض سونپے گئے ہیں

ان کی عمر ۳۶ برس ہے اور
کینتھ پی۔ او ڈونیل۔ صدر کے روزمرہ کے ملاقاتوں کے پروگرام کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ پہلے بوسٹن کے ایک کارخانے میں کام کرتے تھے۔ وہاں سے چھٹی لے کر ۱۹۵۲ء میں کینیڈی کی پہلی انتخابی مہم میں کام کیا جب انہوں نے سینیٹ کا چناؤ لڑا تھا۔ اس کے بعد ۱۹۵۸ء میں سینیٹ اور ۱۹۶۰ء میں صدر کے انتخابات میں بھی کینیڈی کے لئے کام کرتے رہے۔

ان کی عمر ۴۴ برس ہے اور
فرینک ڈی ریوٹر۔ اقلیتی امور سے وابستہ

انہوں نے نسلی امتیاز کے خلاف عدالتی مقدموں میں بطور وکیل نمایاں شہرت حاصل کی تھی ۱۹۶۰ء کی ڈیموکریٹک نیشنل کنونشن میں صدر کینیڈی کی نامزدگی کی حمایت کی تھی۔ اور ان کی انتخابی مہم میں ان کے سرکردہ مشیر کے طور پر کام کیا تھا۔

ان کی عمر ۴۳ برس

آرتھر ایم شلیزنجر جونیئر - ہے۔ ہارورڈ یونیورسٹی میں تاریخ کے پروفیسر رہ چکے ہیں اور پلٹزر انعام حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے بھی ۱۹۶۰ء میں صدر کینیڈی کی انتخابی مہم میں کام کیا تھا۔ اور آج کل غیر ملکی اور ملکی نوعیت کے طویل المیعادی مسئلوں خصوصاً خوراک برائے امن کے پروگرام سے متعلق خصوصی تحقیق و مطالعہ کر رہے ہیں۔

ان کی عمر ۴۵ برس

ڈاکٹر جیروم بی ویسنر - ہے اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے متعلق صدر کے مشیر ہیں۔ وہائٹ ہاؤس میں تقرری سے پہلے میساچوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی میں ریسرچ ڈائریکٹر تھے۔ وہ ۱۹۵۷ء کے بعد صدر آئزن ہوور کی سائنسی مشاورتی کمیٹی میں بھی کام کر چکے ہیں۔ جہاں ان کا تعلق زیادہ تر تخفیف اسلحہ کے مسئلوں سے تھا۔

ان کی عمر ۴۰

ہیرس ایل ووفورڈ جونیئر - برس ہے اور نوٹرے ڈیم یونیورسٹی کے لا اسکول میں ایسوسی ایٹ پروفیسر رہ چکے ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں مسٹر کینیڈی کی انتخابی مہم میں بھی کام کیا تھا۔ توقع ہے کہ دوسرے معاملوں کے ساتھ ساتھ آپ شہری حقوق کی بھی دیکھ بھال کریں گے۔ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ مل کر ایک کتاب بھی لکھی تھی جس کا نام تھا ہندوستان اے فائر (Indian Afire) اور اٹ از اپ ٹو اس (it is up to us) ہے۔

ان کی عمر ۴۴ برس ہے

والٹ وٹ مین روسٹو وہائٹ ہاؤس عملے کے متعلق معاون نائب خصوصی ہیں۔ ملکی سلامتی امور کے متعلق نائب خصوصی کے ساتھ کام کریں گے۔ انہوں نے دو کتابیں لکھی ہیں جن کی بڑی چرچا ہوئی ہے

"The Stages of Economic Growth :
A non communist manifesto"
اور the united states in the World
Arena اس کے علاوہ انہوں نے اقتصادی اور خارجی پالیسی کے متعلق بھی کچھ کتابیں لکھی ہیں۔



کہ حکومت آندھرا پردیش تو اعد چال چلن ملازمین پر نظر ثانی کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ لیکن جب تک کہ بڑے عہدہ داروں کے چال و چلن پر نگرانی رکھنے کے لئے کوئی قانون نہ بنایا جائے اس وقت تک ماتحت ملازمین کے چال چلن درست نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ماتحت ملازمین بھی عہدہ داروں کا عکس ہوا کرتے ہیں۔

کہ میئر کے رویہ کے خلاف بلدیہ کے (۲۲) ارکان نے واک اوٹ کیا۔ واک اوٹ۔ اور ناک اوٹ "ب" "و" اور "ن" ہی کا فرق ہے۔ لیکن خدا نہ کرے کہ ناک اوٹ کی نوبت آئے۔

کہ مسٹر مرارجی دیسائی نے فرمایا کہ ملک کے تمام افراد کو فوجی تربیت دی جانا چاہئے۔ مسٹر دیسائی وزیر مالیہ ہیں لیکن خیالات وزیر فوج کے ظاہر کرتے ہیں۔

کہ پنڈت نہرو نے لکھنؤ میں بچوں کے ایک اجتماع میں جس میں بچوں سے زیادہ بڑے شریک تھے فرمایا کہ بچوں کے اجتماع میں بڑوں کو زیادہ تعداد میں شریک نہ ہونا چاہئے۔ لیکن پنڈت جی کو شاید یہ نہیں معلوم کہ بعض بڑے بھی پیرانِ نابالغ کی تعریف میں آتے ہیں۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

بوڑھا بھی ہو کے انساں رہتا ہے طفلِ ناداں
لیکن بدلتے رہتے ہیں کھیلنے کے ساماں

کہ پنڈت کاشی کرشنا چاری کو ایک سال کے لئے آندھرا کا "ملک الشعراء" مقرر کیا گیا ہے۔ ایک سال کی مدت کے تعین سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدمت ہنگامی (Temporory) ہے۔

کہ امریکی خلائی پرواز کے لئے جن لوگوں کو منتخب کیا ہے ان میں دو بحریہ کے کپتان ہیں اور ایک آبدوز کشتیوں کا کرنل ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ خلائی پرواز کے لئے فضائیہ کے کپتانوں کو منتخب کیا جاتا۔ اور سمندر کی تہ کا پتہ چلانے کے لئے بحری کپتانوں کو۔

کہ اگلے عام انتخابات مارچ ۱۹۶۲ء کے اوائل میں ہوں گے کہ مارچ ۱۹۶۲ء کے بعد ہمارے موجودہ وزراء یہ شعر گنگنائیں گے ؎

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

کہ معتمد صاحب بلدی مزدور یونین نے جو بھوک ہڑتال کرنے کا فیصلہ کیا ہے اُس کو موصوف نے چند دنوں کے لئے فی الوقت ملتوی کر دیا ہے۔ یعنے آئندہ شبِ برات کا حلوہ دیکھ کر ہڑتال شروع کریں گے۔

کہ ایک صحبت میں سحر خیزی کے فوائد پر بحث ہو رہی تھی تھے کہ ایک صاحب نے کہا کہ میرے بھائی اس وقت بیدار ہوتے ہیں۔ جب سورج کی پہلی کرن کھڑکی سے اُن کے کمرے میں داخل ہوتی ہے۔ دوسرے صاحب نے کہا بیشک! لیکن آپ کے بھائی صاحب کے کمرے کی کھڑکی مغرب کی جانب کھلتی ہے!

قطعہ

ہزاروں گل کھلے ہیں دیکھ تو کھارِ امارت سے	ہزاروں غلطیاں بھی ہو گئیں دیکھو کتابت سے
خدا محفوظ رکھے اس بلا سے کہتا ہے دین بھی	ہزاروں اُٹھ گئے ہیں فتنے دیکھو تم خلافت سے

(آمدہ از نذری بابانی)

SHIRAZ

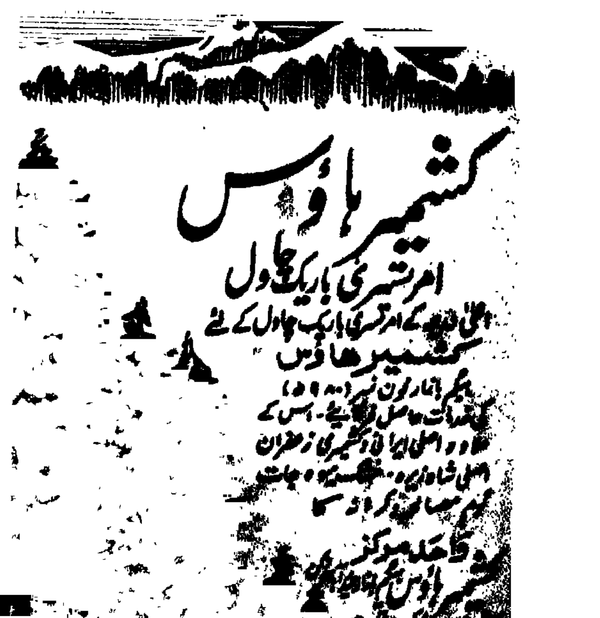


REGD. H. 507.

SHIRAZ

URDU WEEKLY

CHADARGHAT GATE HYDERABAD



شیرازہ





شیراز

سید مقام شیرازی ایڈیٹر و پرنٹر [redacted]

جلد ۱۵
روز سہ شنبہ
۶ جون
سنہ ۱۹۶۱ء
م
۲۱
ذالحجۃ الحرام
سنہ ۱۳۸۰ھ
شمارہ
(۲۱)

غزل

(مطلع)

برائے حج و زیارت کہ آرزو کردیم
زآبِ زمزم و کوثر نگر وضو کردیم

زآبِ پاک و مصفا کہ آمدہ ز بہشت
ظروفِ مے تو نگر ما کہ شست و شو کردیم

جوازِ شرب مئے ناب را بہ شیخ حرم
مکالمہ تو نگر ما کہ دو بدو کردیم

بہ زاہداں چہ فوائد کہ می دہد بادہ
مثال آئینہ بنگر تو روبرو کردیم

نظارہ کردہ رخِ غنچہ و سمن لالہ
بہار گفت نگر ما کہ سیر جو کردیم

بگفت عادت دیرینہ این چہ افسانہ
بہ مردمانِ خصائل مزاج خو کردیم

(مقطع)

بہ حق ذات علی گفت دینِ ما عمّان
تمام عمر نشستیم و گفتگو کردیم

(آغا ابنِ نذری باغ)

مرقوم ۴ جون سنہ ۱۹۶۱ء

قطعی تصفیہ حسبِ ذیل

... لیلےٰ بیگم کی چھوٹی صاحبزادی جن کا نام ... (رہتی)
... کی بخت میں پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے اس کا نام ...
(نواب صاحبزادی داؤد النساء بیگم۔ یعنی صاحبزادی نذیر النساء بیگم و ہیرہ سیف ...)
سے میں منسوب کرنا چاہتا تھا۔ اس شرط کے ساتھ کہ بچی کو میرے حوالہ کیا جائے تاکہ میں اس کی پرورش۔
تعلیم و تربیت اور شادی بیاہ کا معاملہ میرے قبضہ میں رہے۔ تاکہ میں ذمہ دار بنکر ہر چیز کی نگرانی
کروں۔ اس تجویز سے بچہ کی ماں۔ نانا۔ نانی کو اتفاق تھا۔ مگر افسوس ہے کہ بچہ کا باپ جو کہ عدن میں
سلطان المکلا ہے۔ اس سے اتفاق نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے میں اپنے ارادہ کو فسخ کردیا۔
دوسرے طرف قریب زمانہ میں میری بچی لیلیٰ دوسرے موزوں عمر اور گھرانے کے لڑکے سے
منسوب ہونے والی ہے جس کا اعلان بروقت ہوگا۔ کیونکہ یہ (دولہا) لیلےٰ بیگم کے حینِ حیات ہونا ضروری ہے کہ
اس سے سب کم سن بچے موزوں لڑکیوں سے منسوب ہوچکے ہیں۔ (بشمول صاحبزادہ جانی بیگم مرحومہ۔
اور لیلےٰ بیگم کے بڑے بچے ذوالفقار جاہ کا عقد غالباً آئندہ رجب ۱۳۸۱ھ میں ہوگا جو لغیر الدین
عہدہ دار صرف خاص کی بچی زبیدہ بیگم سے منسوب ہے ایک عرصہ سے۔ اور جو ساس کی خدمت
کررہی ہے۔ جب سے میری بڑی بچی شہدی بیگم کا عقد محمود پاشاہ سے ہوکر عدن باغ میں زن و
شوہر مقیم ہیں (بعوض نذری باغ کے)۔
ف۲۔ سب لڑکیاں جوکہ منسوب شدہ ہیں اس وقت زیر نگرانی لیلےٰ بیگم ہیں (در نذری باغ)
کہ ان کا ساس کے ساتھ رہنا ضروری ہے۔

دوم قبل انتقال جانی بیگم اپنے بچہ امداد جاہ کو لیلےٰ بیگم کے سپرد کی تھی۔ اس لئے بچہ
لیلےٰ بیگم کو ممّا پکارتا ہے اور کامل دو سال سے یہیں ہے اور انہی کو اپنی ماں سمجھتا ہے اور
سمجھنا بھی چاہیئے۔ زیادہ عمرش دراز باد۔

نوٹ:۔ امداد جاہ و نوازش جاہ ایک ہی سنہ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ لہذا عمر میں
ایک ماہ کے چھوٹے بڑے ہیں۔ یعنے اول الذکر بچم شوال کو (عید صیام) اور موخر الذکر اواخر شوال
میں۔ گویا یہ ہر دو ہم عمر ہیں۔

مرقومہ ...

(آمدہ از نذری باغ)

میرا خیال یا قیاس یہ حدِ یقین تک پہنچا ہوا ہے

فرمایا کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ ہاشم جاہ نے اپنی صاحبزادی جس کا نام سکینہ بیگم تھا جو عمر او رصورت شکل کے لحاظ سے اچھی لڑکی تھی (بطنی زوجہ گوہر بیگم از مذہب امامیہ جس کا ماموں صادق علی سابق میں ایک مختصر سی آصف کی جاگیر میں بتو سط شرکاء کے ساتھ حصہ دار تھا اور یہ لڑکی کی ماں ایک عرصہ تک نذری کا ؟ میں میری منکوحہ گوہر بیگم کی دادی بی بیگم مرحومہ کے ساتھ رہتی تھی) اس کو اس کا باپ ہاشم جاہ کی خواہش تھی کہ ہمایون علی بیگ مرحوم کے لڑکے سے منسوب کرے جو کہ ولایت میں زیر تعلیم تھا جس کا نام عباس علی بیگ تھا (اس کو چیاریٹی ٹرسٹ سے بھی مرحوم کے دیرینہ خدمات کے صلہ میں تعلیمی امداد دی جاتی تھی) اور اس نسبت کو میں بھی نہایت موزوں سمجھتا تھا اور میرے اعلان نسبت پر جو غالباً نظام گزٹ یا کسی اخبار میں ہوا تھا۔ مرحوم بے انتہا مسرور تھے مگر جب ان کا یہ بچہ ولایت سے یہاں آیا تھا تو اس کے کان پر نسبت کو ڈال کر اس کا عندیہ باپ نے لیا تو یہ لڑکا چونکہ مغربی آب و ہوا یا ماحول میں تعلیم پا رہا تھا یا کوئی اور وجوہ ہوں گے نسبت سے انکار کر دیا۔ جس کا صدمہ باپ کو ہوا تھا (اس کا علم مجھے معتبر ذرائع سے ہوا تھا) اور باپ بھی اس بارہ میں مجبور تھے کہ یہ چیز ان کے اختیار میں نہیں تھی۔ مگر میں نے سنا تھا (اسی زمانہ میں) کہ مرحوم نے ہاشم جاہ سے اپنی مجبوری معاملہ مذکورہ میں بتا کر درخواست کی تھی کہ اگر ممکن ہو تو وہ اپنی کسی دوسری صاحبزادی کو مرحوم کے دوسرے یا تیسرے بیٹے سے منسوب کر سکتے ہیں جو کہ یہیں حیدرآباد میں زیر تعلیم ہے۔ مگر میں نے سنا کہ جیسے مرحوم نے خواہش کی تھی وہاں سے جواب ملا اس کا وہ وعدہ نہیں کر سکتے جبکہ نسبت مذکورہ کا کیا نتیجہ نکلا تھا وہ سامنے تھا (یہ جواب ان کا ضرور معقول تھا بہمہ وجوہ) ایسی حالت میں یہ معاملہ ختم ہو گیا تھا اس لئے پھر اس کو مرحوم کے بعد اونکی زوجہ کو اس کو تازہ نہ کرنا چاہئے تھا۔ مگر خیر جو کچھ نتیجہ نکلا وہ ضرور اَلخَیرُ فِیمَا وَقَع تھا (دربارہ نسبت صاحبزادی کاظم جلہ مرحوم)۔

خلاصہ یہ کہ ہاشم جاہ کی صاحبزادی کا معاملہ بھی حالیہ معاملہ کا ایک جزو تھا۔ اس لئے چند سطور لکھکر اس کو سلسلہ میں یادگار ذکر کر دینا ضروری سمجھا کہ یہ معاملے بھی اپنی حد تک اہم تھے۔

مرقوم ۴ر جون ۱۹۶۷ء

(آئندہ اشاعت کا باقی)

منتقلی والدہ علیؑ پاشاہ از کلینک بہ مکان پریڈویلا

فرمایا مریضہ کو اپنے شہر کی دیوڑھی سے کلینک آکر تقریباً ایک ماہ کا عرصہ ہوتا ہے۔ اور گو وقتاً فوقتاً دیکھ رکھ سے مزاج کو قدرے سکون ہے۔ تاہم ابھی کچھ مزید مدت تک موجودہ انتظام کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ دوسری طرف عام کلینک میں ایک وارڈ میں (جسکا گو خاص انتظام ہے) مریضہ کا قیام یہاں قیام رہے گا۔ اس کے علاوہ دوسرے مریضوں کی آمد و رفت صبح و شام جاری رہتی ہے۔ اور وارڈ میں جگہ تنگ ہونے سے ایک دوسرے کے قریب ہیں جس کی وجہ سے مریضہ موصوفہ کو جس طرح سے ہونا چاہیئے وہ حالت میں آرام ملنا چاہیئے وہ ممکن نہیں ہے۔ لہذا میں پریڈویلا میں نیچے کا وہ حصہ جہاں علیؑ پاشاہ۔ میری بچی۔ دلواسی تین چار سال تک مقیم تھے (قبل اس کے کہ عثمان کا بیج میں منتقل ہوئے در حویلی قدیم) یہاں رکھنا چاہتا ہوں۔ نظر بر آں ہر نقطہ نظر سے پریڈویلا میں مریضہ مذکورہ کو آرام ملیگا اس کا انتظام کیا ہے مگر موجودہ پروگرام تیمارداری ہر حالت میں جاری رہے گا۔ اس کے علاوہ یہ مکان مذکور میرا ہی ہے روبرو فتح میدان ہے جہاں عبور و مرور کی کثرت نہیں ہے۔ اور کھلا مقام ہونے سے ہوا ایک و صاف ہے جس کی مریضہ مذکورہ کو سخت ضرورت ہے۔

ف۲۔ اس کے علاوہ یہ مکان میرا ہے لہذا میں روزانہ چاہیے صبح ہو یا شام ایک دفعہ والدہ علیؑ پاشاہ کو دیکھنے آؤنگا اور ٹیلیفون سے مجھے خبر ملتے رہے گی۔ میری رائے یا تجویز سے ڈاکٹر وکیرے کو اتفاق ہے کہ یہ بھی یہاں آمد و رفت رکھتے ہیں اور علیؑ پاشاہ کے خاندان سے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔

ف۳۔ بہر حال اواخر ذیحجہ ۱۳۸۰ھ تک منتقلی مریضہ کی انشاء اللہ ہو جائے گی۔ اور امید قوی ہے کہ اس انتظام سے موصوفہ کو صحت عاجلہ حاصل ہو جائے گی جس کے بعد وہ اپنے آبائی دیوڑھی سالار جنگ کو واپس جائیں گی جس کی سردست جلدی نہیں ہے۔ البتہ بوجہ معذوری کے وہ اس سال عزاداری میں شریک نہیں ہو سکتیں کہ بیماری و مجبوری کا علاج نہیں ہے۔ تاہم ان کے افراد خاندان اس فریضہ کو ادا کریں گے۔ اور موصوفہ اپنے قلبی لگاؤ سے عزاداری امامؑ دو جہاں میں شریک ہیں جو ان کے لئے نوید شفا ہے۔

مرقوم ۱۸ جون ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نظری باغ)

امداد برائے کمسن اولاد عباس علیخان متعلقی بہنوئی علیؒ پاشاہ

فرمایا دفعتہً بنگلہ کے چھت پر سے گر کر دماغی چوٹ کھا کر یہ جو فی الفور دنیا سے روپوش ہوا۔ جبکہ اسکی زوجہ کی عمر بیوہ بننے کی نہیں تھی۔ (یا پانچ۵ بچے کمسن چھوڑکر۔ یعنے دو۲ لڑکیاں اور تین۳ لڑکے جوکہ زیر تعلیم ہیں) اوس کا صدمہ علیؒ پاشاہ کی والدہ کو بہت زیادہ ہے۔ جبکہ ایسے حادثات کو برداشت کرنے کی ان میں قوت نہیں ہے (بوجہ پیرانہ سالی و دیگر جسمانی عوارض)۔ بلکہ خود علیل ہیں کلینک میں۔ میں نے مناسب سمجھا کہ مرحوم کے بچوں اور بیوہ کو ممکنہ امداد دوں۔ چنانچہ اسی فکر میں ہوں تاکہ موصوفہ کو قدرے سکون قلب اور اطمینان نصیب ہو۔ بلکہ ایک طرح کا معاوضہ کہ مرحوم کے بچے و بیوہ بے سہارا نہیں ہے بلکہ ان کے مربی و سرپرست کو خود اس کا خیال ہے اور وہ اس سے غافل نہیں ہے۔ بشرطیکہ نانی ان معصوم بچوں کو مجھ پر بھروسہ کرکے میرے حوالہ کریں۔ آئندہ ان کی خوشی۔ دوسرے طرف میرے انتظام سے موصوفہ کو بیحد مسرت ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے اور سمجھتی ہیں کہ یہ سب میرے زیر سرپرستی آرہے ہیں۔

مرقوم ۴ رجون ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قرارداد نسبت اولاد عباس علیخاں مرحوم

(بہ دختران حسن علیؑ مرزا عرف بہولا)

فرمایا بعد رضامندی نانی (یعنے والدہ علیؑ پاشاہ) میں نے جو انتظام کیا ہے وہ یہہ ہے۔

(۱) ہادی علیؑ خاں مُعمّر (۱۴) سال بہ رقیہ بیگم مُعمّرہ (۱۴) سالہ

(۲) عسکر علیؑ خاں مُعمّر (۱۲) سال بہ سعراج النساء بیگم مُعمّرہ (۸) یا (۹) سالہ

(۳) اسد علیؑ خان مُعمّر (۱۰) سال بہ حیدری بیگم مُعمّرہ (۷) سالہ

خُلاصہ یہہ کہ عقد بر وقت ہوگا کیونکہ یہہ سب ایک ہی خاندان کے افراد ہیں۔ اور کم سن ہیں۔

زیادہ مُبارک باشد

مرقوم ۴ رجون سنہ ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

دینا بھی کسی کو نہیں آتا نہیں آتا
کیسے سے بھی دیکھو تو پیسہ نہیں جاتا

یہ خوف ہے زاہد کا کہ دینے پہ بھی پیسہ
بازار سے کوئی بھی تو مُسئے کو نہیں لاتا

(آمدہ از نذری باغ)

حرکات و سکنات نظام علیؑ پسر واصف علیؑ

فرمایا اس نے جو کچھ یہ جاری ہیں چاہے غلانیہ ہوں یا مخفی اس کا علم مجھے برابر ہے۔ دوسرے طرف یہ بے وقوف اپنے نازیبا حرکات سے چوطرف بدنام ہوا۔ اور جلب منفعت یہاں آنے سے باپ و بیٹے کا جو تھا وہ غلط طریقہ کار سے ہر دو حاصل نہیں کر سکے برخلاف اسکے اگر وہ میرے مشورہ پر کام کرتا تو آج اس کی دوسری زندگی ہوتی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسکی قسمت میں نہیں تھا کہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا اور خود کو انگشت نما بنایا۔

اب رہا میری لڑکی عصمت النساء بیگم جو اس کی زوجہ ہے اس کی دماغی حالت زمانہ گذشتہ سے کس نوعیت کی رہی ہے وہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ شوہر کے برتاوٴ سے اور خرابی میں زیادتی ہو گئی ہے۔

بہرحال اس قسم کی طرز زندگی چاہے کسی فریق کی ہو زیادہ دیر تک جاری نہیں رہ سکتی کہ موجودہ رفتار نقش بر آب سے زیادہ نہیں ہے کہ نتیجتاً یہ اپنے وقت پر چشم زدن میں ختم ہو کر رہیگی کہ اسکو پائداری نہیں ہے بلکہ اسٹیج کا کھیل ہے کہ نظر آیا اور پھر اس پر پردہ پڑ گیا۔ اور موجودہ معاملہ بھی از ان قبیل ہے۔

دیگر نظام علیؑ کی زوجہ دوم کے گھر میں بھی کچھ عرصہ سے اس کی آمد و رفت زیادہ نہیں ہے مگر کچھ مضائقہ نہیں کہ اس کی نوعیت دوسری ہے۔ جس پر بروقت غور ہوگا کہ یہ لڑکی اپنے شوہر کی دست نگر نہیں ہے بلکہ اس کا سود و بہبود اس کے مربی و سرپرست سے متعلق ہے لہذا اوسکو این و آن کی پروا نہیں ہے۔ (مثل دیگر زوجگان اولاد نہ ہونا از ان عرف خاص) بقول

اگر سر سلامت ہے تو پھر پگڑی کی کیا کمی ہے۔

مرقوم ۱۶ جون [illegible]

(آصف الدولہ یاغ)

رُوزانہ کوچہ گردیِ زن و شوہر کی

فرمایا صاجزادی عصمت النسا بیگم و نظام علیؑ (پسروا صف علیؑ) ٹکسی کار میں دن رات سینما۔ دکا نات۔ گنڈی پیٹھ وغیرہ کے طرف ہو رہی ہے جس سے معلوم ہوا کہ ہر دو کی دماغی حالت کیسی ہے جبکہ اول الذکر کی عزت زمانۂ گذشتہ کے واقعہ سے (قبل ۲
پولیس اکشن بہ ہمراہی ماں عائشہ بی خواص نمبر ۱۱) جو کہ عالم آشکارا تھا باقی نہیں رہی تھی۔ مگر اس میں موخرالذکر کے حرکات نازیبا سے ہم چشموں میں وقعت باقی نہیں رہی۔ بقول

"وزیرے چنیں شہر یارے چنان" ۱

بہ ہر حال زمانہ قریب میں اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے اوس کے آثار و قرائن ابھی سے پیدا ہیں۔ اور یہ ناقص پہیّہ کی گاڑی زیادہ دُور تک چل نہیں سکتی بجز شکستہ ہوکر سارا کھیل ختم ہو جائے۔ خدا خیر کرے۔

مرقوم ۲۰ جون ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

ہم اپنے راز کو دل میں چھپا نہیں سکتے | جنابِ شیخ کو مئے بھی پلا نہیں سکتے
ہمیشہ کھٹکتی ہے بادِ مخالفِ گلشن | چراغِ قبر کو دیکھو جلا نہیں سکتے

(آمدہ از نذری باغ)

تقرر نسبت صاحبزادی سلمےٰ بیگم (دختر کاظم جاہ مرحوم لطفی زوجہ تیتلی بیگم) معمرہ ۱۹ یا ۲۰ سالہ بہ نادر علی معمر ۲۱ سال جو کہ اسد علیخاں نواب بیگن پلی جو کہ صاحب موصوف کے بھائی حسین علی خاں تھے اون کا یہ پوتہ ہے

فرمایا یہ اس وقت نظام کالج میں زیر تعلیم ہے اور رینک کردار ہے اور سن رشد کو پہنچا ہوا ہے۔ لہذا امید ہے کہ عقد ۲۰ ذیحجہ ۱۳۸۰ھ یوم دوشنبہ (م ۵ رجون ۱۹۶۱ء) کنگ کوٹھی میں صبح ۹ بجے ہوگا۔ اور لوازمۂ عقد کی پابندی ہوگی جسکے اعادہ کی ضرورت نہیں اور اس بچی کی اسی ماہ ذیحجہ کے اواخر میں انشاء اللہ متاہل زندگی شروع ہوجائے گی۔

مکرر شیراز مورخہ ۲۰ رمئی ۱۹۶۱ء میں مضمون زیر عنوان "یہ راز سربستہ بچا لو جو قریب میں پردہ سے باہر نکل کر رہے گا" جو کچھ لکھا گیا تھا یعنے حروف انگریزی یہ وہی لڑکا ہے۔ (N=A)

زیادہ۔ مبارک باشد

مرقوم ۲۹ رمئی ۱۹۶۱ء

(منقول از نظام گزٹ)

تقرر نسبت جہاندار النساء بیگم عرف چاند معمرہ ۱۵ یا ۱۶ سالہ (بھانجی علی پاشاہ) بہ محسن علی مرزا معمرہ ۱۸ سال (پسر کلاں حسن علی مرزا عرف بھولا) جسکی ماں دیدار النساء بیگم ہے دختر سعید الدولہ مرحوم

فرمایا میں نے علی پاشاہ کی والدہ جو کہ بچی کی حقیقی نانی ہیں قرابت میں ان کے کان پر ڈال کر قرار دیا ہے جس سے انکو اتفاق ہے کہ یہ سب افراد آپسمیں قرابت رکھتے ہیں۔

دیگر چونکہ یہ نسبت میری لگائی ہوئی ہے۔ اور بھولا اور اسکی زوجہ اور بچے میر زیر سرپرستی ہیں (شریک ٹرسٹ) اسلئے میں نے علی پاشاہ کی والدہ سے کہدیا ہے کہ شروط عقد بیچ میں رہکر تصفیہ کرکے اور وقت پر عقد ہوگا۔ (غالباً کنگ کوٹھی میں)۔

زیادہ۔ مبارک باشد

مرقوم ۳۰ رمئی ۱۹۶۱ء

(منقول از نظام گزٹ)

اعلان جاری کردہ از نذری باغ

فرمایا بوجہ ایام عزاداری ماہ محرم و صفر ۱۳۸۱ھ تک شیراز ہفتہ وار میں بجز اہم مضامین مختلف النوع ۔ دوسرے معمولی مضامین نذری باغ کے طبع نہ ہونگے اور نہ قطعے بجز خاص خاص نوعیت کے ۔

اب رہا سلام تو یہ بھی ہر وقت تازہ طبع ہونا دشوار ہے ۔ گو بہت سے ابھی تک طبع نہیں ہوئے ہیں ۔ اس کے علاوہ غزلیں وہ ان ایام متبرکہ میں ناممکن ہے ۔ گو مضامین کے لحاظ کرنے میرے سلام اور غزلوں میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے کہ کلام پاکیزہ مذاق کا رہتا ہے ۔ جو بقول بعض صاحبان اگر منبر پر پڑھا بھی جائے بجائے منقبت یا سلام تو کوئی ہرج نہیں ہے ۔

الحاصل یہ چند سطور اس وجہ سے لکھا ہے کہ بوجہ ایام عزا مجھے فرصت کم رہے گی ۔ اس کے علاوہ میری موجودہ عمر و صحت کے مدنظر زیادہ مشقت میں نہیں اٹھا سکتا (نقل و حرکت میں) اور نہ زیادہ توجہ کسی کام کے طرف کر سکتا کہ یہ زمانہ میرے حتی الامکان آرام لینے کا ہے ۔ اور ڈاکٹروں کی بھی یہی رائے ہے کہ "سرکار کا دورِ انحطاط ہے ۔ لہٰذا حزم و احتیاط کی ضرورت ہے ۔" جس سے مجھے اتفاق ہے ۔

مرقوم ۳۱ مئی ۱۹۶۱ء

(منقول از نظام گزٹ)

قطعہ

غنچہ و گل در گلستانِ مَنَت ہم شمیم گل بہ بستانِ مَنَت
محفلِ عشرت بگفتہ پیشِ جام نور در شمعِ شبستانِ مَنَت

(آمدہ از نذری باغ)

از ایڈیٹر سید صمصام شیرازی

لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

خطیب منبر سلونی

ارشاد مبارک ہے کہ سلطنتوں کی حفاظت عدل سے ہو سکتی ہے اور کسی چیز سے نہیں ہو سکتی۔

محکمہ جنگلات

کسی ملک کی قومی دولت بڑھانے میں جنگلات کو بھی وہی اہمیت حاصل ہے جو معدنیات کو۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ حصول آزادی کے بعد تمام ہندوستان میں جنگل اگاؤ اور درخت زیادہ لگاؤ مہم پر ایک قومی مہم کی حیثیت سے زور دیا گیا۔ آندھرا پردیش کے قیام سے پہلے جب اضلاع مرہٹواڑہ و کرناٹک، حیدرآباد کے تحت تھے اُس وقت حکومت کی جانب سے بیدر اور دوسرے مقامات پر وسیع جنگلات لگائے گئے عوام نے بھی حکومت سے تعاون کرتے ہوئے کروڑہا درخت لگائے۔ آندھرا پردیش کے قیام کے بعد بھی اس محکمہ کی از سر نو تنظیم کی گئی

بہت سارے اصلاحات روبعمل لائے گئے جنگلات کی افادیت بڑھانے اور از دیاد آمدنی کے سلسلہ میں عصری طریقے استعمال کئے گئے۔ قدیم سے اس محکمہ کی آمدنی کے بڑے مدات جڑی بوٹی، ادویات، رنگنے کی چھال، گوند، ہیمہ، ہوجھنی، کوئلہ اور عمارتی لکڑی ہیں۔ سر مرزا اسمٰعیل کے زمانے میں شہد کی مکھیوں کی پرورش کی ایک بڑی اسکیم بھی جنگلات کے تحت لگی تھی جس کی وجہ سے محکمہ کی آمدنی میں اضافہ کیا تھا ساتھ حیدرآباد میں خالص شہد بھی دستیاب ہونے لگا تھا۔ سر مرزا اسمٰعیل نے میسور کی طرح حیدرآباد میں بھی صندل کے درخت لگانے کی ایک بڑی اسکیم بنائی تھی غالباً اسی اسکیم کے تحت تلنگانہ کے بعض جنگلات میں صندل کے درخت بھی لگائے گئے ہیں ہمارے محکمہ جنگلات کی یہ خوش قسمتی رہی کہ اُسے مرزا محمد علی بیگ مرحوم، میر نوازش علی اور ڈاکٹر دوست علی خاں جیسے قابل اور اعلیٰ ترین فنی اور انتظامی صلاحیت رکھنے والے

قطعہ

آپ میں بھی دیکھ طغیانی بڑھی | مفلسی سے بھی گراں جانی بڑھی
کہا جاتا ہے یہی دورِ جہاں | انقلابوں سے پریشانی بڑھی

(آغا ازہری ناظم)

عہدہ دار ہے لیکن یہ ایک حزنیہ کہ ان اعلیٰ صلاحیت رکھنے والے بے لوث عہدہ داروں کی ہمیشہ ہر دور میں حق تلفی ہوئی۔

رائے دولت رائے سے قبل سینیارٹی وغیرہ کے لحاظ سے یہ توقع کیجاتی تھی کہ میر نوازش علی صاحب ناظم جنگلات ہوں گے لیکن نہ معلوم حکومت کی کیا مصلحت تھی کہ ایسا نہیں ہوا۔ اسکے بعد یہ یقین تھا کہ اعلیٰ کارکردگی، فن کی اعلےٰ ترین ڈگری اور سینیارٹی کی بنا پر ڈاکٹر دوست علیخاں صاحب کو ناظم بنایا جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔

ہمارے نظم و نسق میں ایک سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ بے لوث کارگزار عہدہ داروں کی حوصلہ افزائی کرنے کی بجائے ترقی کے مواقع پر اُن کو نظر انداز کرکے، اُن کے حقوق تلف کرکے، عہدہ داروں میں بددلی پیدا کیجاتی ہے جس کی وجہ سے کام کرنے والوں کے حوصلے پست ہوجاتے ہیں اُن کا عزم اور جوش عمل ٹھنڈا پڑجاتا ہے جس کا اثر اس محکمہ کی کارکردگی پر پڑنا ضروری ہے

چند دنوں قبل اخباری اطلاعات میں بتایا گیا تھا کہ اس سال جنگلات کی آمدنی میں کچھ خسارہ ہوا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اس خسارہ کی وجہ یہ ہے کہ اس محکمہ کا نظم و نسق ناتجربہ کار اور غیر فنی ہاتھوں میں سونپ دیا گیا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ اس محکمہ کو مزید خسارہ سے بچانے کے لیے محکمہ کی تنظیم کیجائے اور اعلیٰ فن دان اور تجربہ کار عہدہ داروں کو آگے بڑھنے اور ذمہ دارانہ طور پر محکمہ کا نظم و نسق سنبھالنے کا موقع دیا جائے گا

ہمیں توقع ہے کہ ہمارے ہر دل عزیز چیف سکریٹری صاحب اس خصوص میں توجہ فرمائیں گے اور محکمۂ جنگلات کو حقیقی معنوں میں قومی آمدنی کا محکمہ بنائیں گے

قطعہ

بے گُل کے دیکھ رونقِ گلزار کچھ نہیں
محفل یہ کہتی جاتی ہے نغمہ کے کان میں

بے مُئے کے دیکھ ساغرِ سرشار کچھ نہیں
اب رو برُوئے شمعِ شبِ تار کچھ نہیں

(آملہ از نذرِ باغ)

عید غدیر

بقلم سید الواعظین آقای سید شاہ عباس منصوری خراسانی

جانشین مصطفےٰ امروز میدانی کہ کیست / یعنی اسرارِ حق یعنی علی یعنی علی
میر سر ہر سو مبارک باد بر شاہِ زمن / بر علی مرتضیٰ امروز ختم سروری
از حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

حدیث شریف (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) تمام صوفیائے کرام کے پاس جو سلسلے شاہ ولایت سے منسوب ہیں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ خصوصاً حضرت سید محمد خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے تو عید غدیر کے متعلق مذکورہ بالا شعر کو ارشاد فرماکر جانشینی حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو پایۂ ثبوت پہنچا دیئے۔ آج تک بھی اکثر سلسلوں میں یہ طریقہ جاری ہے کہ جب دستار جانشینی و خلافت دیجاتی ہے تو حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا اشعار اس وقت ضرور پڑھے جاتے ہیں۔ جو غدیر خم سے متعلق ہیں۔ حتیٰ کہ محفل سماع میں جب اختتام ہوتا ہے (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کی دھن پر ہی اختتام کو پہنچتا ہے۔ ملفوظات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز جو قریب (۱۰۰) کتب ہیں۔ اسرار الٰہی کی نسبت جو سینہ علی مرتضیٰ علیہ السلام میں محفوظ تھے یوں تحریر فرماتے ہیں۔ [illegible] جو رسول اکرم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الشریف کے درمیان ہوا کرتے جیسا کہ ترمذی میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ سرور دو عالم نے غزوۂ طائف کے دن حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو بلا کر سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا "بالتحقیق سرور عالم نے اپنے چچا کے فرزند سے بہت دیر تک سرگوشی کی" آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ معارج النبوۃ میں ہے کہ جب رسول اللہ نے حضرت علیؑ سے [illegible] راز کہنا شروع کیا تو میں حضرت عمرؓ نے آنحضرت سے کہا کہ یا رسول اللہ آپ خلوت میں علیؑ سے راز کی باتیں کرتے ہیں (آنحضرت نے فرمایا کہ میں علی مرتضیٰ علیہ السلام سے راز کی باتیں نہیں کرتا بلکہ حق تعالیٰ علیؑ سے راز کی باتیں کہتا ہے) اور محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ (ولکن اللہ انتجاہ) کے یہ معنی ہیں کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں علیؑ سے راز کہوں اور میں نے حکم ایزدی کی تعمیل کی ایسا کیا۔ نیز یہ بھی معنی ہیں کہ علیؑ مرتضیٰ علیہ السلام سے راز کی ابتدا میں نے نہیں کی۔ بلکہ خدا ہی اس سے راز کہتا ہے اور اپنے معارف و اسرار کو جو حضرت محمد مصطفےٰ کے سینہ میں سپرد کیا ہے وہ تمام اسرار و معارف الٰہی کو بھی خداوند نے وراثتاً حضرت علی مرتضیٰ کو عطا فرمایا جو اس وراثت کے لئے منتخب ہوئے تھے۔ چنانچہ حدیث شریف حضرت امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ (کلما کان لمحمد من شان فلنا اهل البیت الا النبوة) یعنی تمام خصائل و فضائل و علوم الٰہی جو خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفےٰ کو عطا کی وہ سب تمام تا ہم اہل بیت [illegible]

خداوند تعالیٰ نے جدا اشتباء فرمایا) فرق اتنا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء تھے ان کے اہلبیت یعنی بارہ امام ان کے بعد ان کے خلفاء واوصیاء و جانشینان رسول اکرم قیامت تک حفظ اسلام کے لئے خداوند عالم کی طرف سے مقرر تھے۔ اور خصائص نسائی سے حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ قسم ہے خدا کی کہ حضرت سرور عالم بوقت سرور سکرات حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں کہ آخر وقت تک حضرت علی مرتضیٰ سے راز کے امور ارشاد کرتے رہے۔ اور اپنے سینہ کے اسرار حضرت علی مرتضیٰ کو سپرد فرمایا اور اس کے بعد ہی آپ نے انتقال فرمایا۔

وارث اسرار الٰہی و جانشین رسالت پناہی

صاحب کتاب (معین الارواح) جو حضرت خواجہ غریب النواز کی سوانح عمری میں ہے ان مسائل کی سربستہ کے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں۔ (یہ صحبتہائی تخلیہ اور سرگوشیاں علوم باطنی یعنی اسرار الٰہی اور معرفت حقیقی کی تعلیم کے لئے تھیں جن کا اخفاء و کتمان ضروری تھا۔ کیونکہ سرور عالم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد رسالت و نبوت نہ تھی۔ اس لئے حق تعالیٰ جل شانہ نے شاہ ولایت امام الاولیاء امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس علم سینہ اور اسرار باطنی کا وارث بنایا۔ اور اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ کے ذریعہ یہ اسرار حضرت علی مرتضیٰ کو پہنچا کر خلعت ولایت کبریٰ سے سرفراز فرمایا۔ صوفیائے کرام و علمائے عظام کو واقعہ غدیر خم کی تصدیق بجان و دل قبول ہے کہ اس دن شمع نبوت نے خلق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اس شمع ولایت کو روشن کیا جس سے آج تک چراغ ولایت روشن ہے اور قیامت تک روشن رہے گا۔ سرور عالم نے روز غدیر ہی حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو امام الاولیاء و منصب جانشینی نبوت سے سرفراز فرمایا۔

عید غدیر!

ہر سال جب ۱۸ ذی الحجہ کی تاریخ آتی ہے تو غدیر خم کا میدان تصور میں آجاتا ہے آج ہی کے روز یہ مبارک آیۃ شریفہ (یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ؕ) آیہ ۶۷ پارہ ۶ سورۃ المائدہ۔ یعنی اے رسول جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو (سمجھ لو) کہ تم نے اس کا کوئی پیغام ہی نہیں پہنچایا۔ اور (تم ڈرو نہیں) خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ نازل ہوئی۔ اس وقت رسول اللہ اپنی زندگی کے آخری حج حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے اس حکم الٰہی کے آتے ہی آپ نے مسلمانوں کو رک جانے کا حکم دیا اتنے میں جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی آکر مل گئے اور جو کچھ آگے نکل گئے تھے وہ بھی واپس طلب کر لئے گئے اور آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اونٹوں کے کجاوؤں سے منبر تیار کیا جائے۔ دوپہر کا وقت تھا۔ دھوپ انتہائی تمازت سے کھول رہی تھی سوار گھوڑوں سے حجاج ناقوں سے اترے۔ غدیر خم کی قسمت جاگی۔ پرا وصاف ہوا۔ صحرا کانٹوں سے پاک ہوا۔ فلک نما کجاوؤں کا منبر بنا۔ اور تنگ نشین مسند قاب قوسین

اور اونیٰ جلوہ افروز منبر ہوا۔ آفتاب عالمتاب تماشا دیکھنے کے خط استوار پر آگیا۔ خورشید نبوت کی ضیاء پھیلی۔ صحرائے غدیر رشک وادیٔ ایمن بنا۔ سفینہ زیر بغل رسول بیضا بن کر چمکی۔ ایک لاکھ ستر ہزار مسلمانوں کے سامنے علیؑ عالی منزلت کو ہاتھوں پر بلند کیا۔ بے شک کلیم نے لب مسیح بارے خطبہ آغاز فرمایا۔ بعد حمد ثنائے الٰہی ارشاد فرمایا۔ اے لوگو ابھی ابھی جبرئیل بحکم رب جلیل مجھ پر نازل ہو کر آیہ (یا ایہا الرسول بلغ الی آخرہ) سنایا۔ میں سب احکامات الٰہی کو اس عرصہ (۲۳) سال میں تم لوگوں کو پہنچا دیا۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ جہاد۔ زکوٰۃ۔ خمس۔ انفاق وغیرہ وغیرہ۔ اب خدائے عالم کا آخری حکم سناتا ہوں کہ اگر اس حکم کو تم لوگوں کو نہ سناؤں تو میں خدائے عالم کا کوئی پیغام ہی نہیں پہنچایا۔ آپ سرور دو عالم حاضرین سے سوال فرماتے۔ (الست اولیٰ بالمومنین من انفسہم) کیا میں مومنین سے ان کے جانوں سے اولیٰ و افضل نہیں ہوں۔ قالوا بلیٰ یا رسول اللہ سب ایک آواز سے جواب دیتے ہاں یا رسول اللہ۔ یہ سنا ہی تھا کہ رسول اکرم حضرت علیؑ مرتضیٰ علیہ السلام کے بازو پر ہاتھ مار کر ان کو اتنا بلند فرمایا۔ یہاں تک کہ ان کے پاؤں جناب رسول خدا کے گھٹنوں سے بلند آگئے اور ارشاد فرمایا۔

مَن کُنتُ مولاہُ فَهٰذا علیٌّ مولاہ

جس کا میں مولا ہوں پس علی بھی اس کا مولا ہے۔ وہو اخی و وصی و خلیفۃ و الامام من بعدی۔ (اور علی بن ابیطالب علیہ السلام میرا بھائی اور میرا وصی و جانشین اور میرے خلیفہ و امام میرے بعد مقرر ہوا ہے۔ (مفترض الطاعۃ علی کل البریۃ) تمام خلایق پر اس کی اطاعت واجب ہے۔ اور اپنے طویل خطبہ کو حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے فضایل و محامد پر ختم فرمایا۔ رسول برحق کے اس ارشاد کے بعد اول شخص جو حضرت علی مرتضیٰ کو مبارک باد دیئے حضرت عمر فاروقؓ تھے۔ جو حضرت سے ملکر عرض کی۔ (مبارک ہو مبارک ہو تم کو اے فرزند ابو طالب کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے مولا اور رسول اکرم کے جانشین و خلیفہ مقرر ہوئے) اور اس کے بعد تمام حاضرین حتیٰ کہ امہات المومنین نے بھی حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی خدمت میں مبارک باد عرض کیں۔ اور اسی منبر پر با جازت رسول اکرم حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ شاعر دربار رسول اللہ میں تشریف لے جا کر معرکۃ الآراء اشعار عرض کی۔ جو مقبول درگاہ مصطفوی ہوگئے۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ (واللہ ما تفرقنا حتیٰ نزلت۔ اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَ اَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِی وَ رَضِیتُ لَکُمُ الاِسلامَ دِیناً)۔ خدا کی قسم ابھی ہم لوگ اس مجلس سے متفرق نہیں ہوئے کہ جبرئیل امین بحکم رب جلیل اس آیت شریفہ کو رسول اکرم پر بطریق وحی نازل کی۔ کہ آج ہی (عید غدیر) ہم نے تمہارے دین کو باعلان ولایت و جانشینی علی مرتضیٰ کامل کیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔ نظم۔

غیث در معنی من کنت مولی میرسد بر سو
علی مولا بدین معنی کہ پیغمبر بود مولا

کامن ویلتھ ایک عقیدہ ہے

لارڈ بوائڈ کا پیغام !

رائل کامن ویلتھ سوسائٹی کے چیرمین لارڈ بوائڈ (برطانیہ کے سابق وزیر نوآبادیات مسٹر ایلن لینا کس بوائڈ) نے اپنے "یوم کامن ویلتھ" (۲۴ مئی) پیغام میں کہا ہے کہ ماضی میں ہم کامن ویلتھ کو اکثر خاندان کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ ہم سمجھتے تھے کہ ہمارے باہمی تعلقات خاندانی تعلقات کا درجہ رکھتے ہیں۔ لیکن اب جنوبی افریقہ کامن ویلتھ سے الگ ہو گیا ہے۔ اور ایک دم سے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کامن ویلتھ کی نوعیت بدل چکی ہے۔ اب ہم اسے ایک خاندان نہیں کہہ سکتے جس میں لازمی طور پر ممبر بننا پڑتا ہے۔ اب یہ ایک عقیدہ یا ایمان بن چکا ہے جسے ہم منظور کر سکتے ہیں۔ یا مسترد کر سکتے ہیں۔ فروغ دے سکتے ہیں یا نظر انداز کر سکتے ہیں۔

...یہاں تک آیۂ شریفہ سے ثابت ہے کہ اسلام نماز ہے روزہ ہے۔ زکوٰۃ ہے۔ حج ہے۔ جہاد ہے۔ ... ہے۔ الغرض ہے کسی حکم سے کامل نہیں ہوتا مگر ... حضرت علی مرتضیٰ سے دین اسلام کامل ہوا ... تمام احکام اسلام پر حاوی ... ہے اور علی مرتضیٰ علیہ السلام کو بعد رسول اکرم ... بلا فصل اور وصی و خلیفہ مطلق نہ سمجھے تو اس کا دین ناقص ہے۔ اور اسی بنا پر حضرت محمد ... بندہ نواز گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ غدیر کے بارے میں ارشاد فرمایا ؂

جانشین مصطفیٰ امروز ...دانی کہ کیست
منبع اسرار حق یعنی علیؑ یعنی علیؑ
میر ... سو مبارک باد بر شاہ زمن
بر علی مرتضیٰ امروز ختم سروری

ذکر حجۃ الوداع و جانشینی حضرت علی علیہ السلام

(از) محترمہ سعید النساء بیگم صاحبہ بنت مولوی محمد امداد علی صاحب انصاری مرحوم
تعلقدار اسٹیٹ نواب سالار جنگ مرحوم و مغفور

سرور کائنات نے سنہ ۱۰ ہجری میں حج کا قصد فرمایا تمام قبائل کو جو مسلمان ہو چکے تھے اطلاع دی۔ امیر المومنین کو تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے یمن میں بھیجا تھا علی مرتضیٰ نے اس طرح اسلام کی دعوت دی کہ ایک دن میں ہمدان کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا جب یہ خبر ملی تو آنحضرت نے سجدہ شکر ادا کرکے تین مرتبہ فرمایا۔ السلام علی ہمدان۔ ان کے علاوہ یمن والے بھی مسلمان ہوئے۔

پیغمبر خدا نے جناب امیر کو مطلع فرمایا کہ میں حج کے لئے مکہ معظمہ جا رہا ہوں تم بھی وہیں آ جاؤ۔ اس حج میں بہت اہتمام کیا گیا تھا فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی سواری کے لئے ہودج تیار کروایا گیا اور کل ازواج کو بھی ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ یہ قافلہ ماہ ذی قعدہ میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوا۔ ایک لاکھ بیس ہزار سے زاید مسلمان ہم رکاب تھے۔ رسول خدا آداب شریعت و مناسک حج تعلیم کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے علی مرتضیٰ بھی ایک کثیر جماعت کے ساتھ تشریف لائے آنحضرت نے دریافت فرمایا کہ تم نے احرام باندھتے وقت کیا نیت کی تھی جواب دیا کہ میں نے یہ نیت کی تھی کہ یا الٰہی جس طرح رسول اللہ نے احرام باندھا ہے میں بھی اسی نیت سے باندھتا ہوں۔ سرور عالم نے فرمایا کہ میں نے حج کا احرام باندھا ہے اور اپنے ساتھ قربانی بھی لایا ہوں پس تم اپنی نیت پر قائم ہو اور میری قربانی میں شریک ہو جاؤ۔

حج سے پیشتر یہ آیت نازل ہوئی۔ فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب۔ اس آیت میں حضرت علی کو جانشین کرنے کا حکم اور سرور کائنات کی رحلت کا اشارہ ہے بروز عرفہ ناقہ قصویٰ پر سوار ہو کر آپ نے قوم کو خطاب کرکے ارشاد فرمایا کہ میرا زمانۂ رحلت قریب ہے تمہاری رہبری و ہدایت کے لئے دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں جو ایک دوسرے سے بزرگ ہیں ایک کتاب خدا دوسری میری عترت ان دونوں میں کبھی جدائی نہ ہوگی یہ دونوں حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے تم لوگ ان کی پیروی کرو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔

مناسک حج سے فارغ ہو کر آنحضرت سب کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ ہوئے ۱۸ ذی الحجہ کو جب سواری غدیر خم کے قریب پہنچی تو یہ آیت نازل ہوئی (یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس) سورۃ مائدہ پارہ [illegible] [illegible] پہنچا دو اس امر کو جو تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس پر عمل نہ کرو گے تو گویا پیغمبری کا کام ہی نہ کیا خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

اس آیت کے نازل ہوتے ہی پیغمبر خدا نے توقف فرمایا اور حکم دیا کہ جو لوگ آگے بڑھ گئے ہیں واپس بلائے جائیں جو پیچھے رہ گئے ہیں ان کا انتظار کیا جائے جب سب جمع ہو گئے تو آنحضرت کے حکم سے میدان میں صفائی کی گئی۔

اور پالان شتر کا منبر بنایا گیا بلال نے اذان دی اور
شاہ انبیاء منبر پر رونق افروز ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا
جو علمائے اہلسنت کی کتاب توضیح الدلائل سے لکھا جاتا
ہے۔ حمد کرتا ہوں میں خدائے تعالیٰ کی ہمہ ان نعمتوں کے
سبب سے کرتا ہوں۔ جو مجھ میں پائی جاتی ہیں اور اس
احسان و بلا کی وجہ سے جو میری عترت اہلبیت پر ہونے
والا ہیں دنیا کے ناگوار مصائب اور روز آخرت کے
ہولناک پر میں اس سے مدد چاہتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں
کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں وہی واحد واحد
فرد و صمد ہے۔ اپنے لئے اس نے کوئی زوجہ یا فرزند شریک
یا سہارا قرار نہیں دیا میں اسکے بندوں میں سے ایک
بندہ ہوں تو اس نے مجھے پیغمبری کے لئے جمیع مخلوقات پر
بھیجا ہے تاکہ جو لوگ ہلاک ہونے والے ہیں وہ ایک حجت
کے ساتھ ہلاک ہوں اور جو نجات پانے والے ہیں وہ
ایک حجت کے ساتھ نجات پائیں خدائے کریم نے مجھ کو تمام
عالم کے اولین و آخرین پر برگزیدہ فرمایا ہے اور اپنے
خزانوں کی کنجیاں عطا کی ہیں۔ اپنے عزائم کو مجھ پر منکشف
کیا ہے اپنا راز میرے سپرد فرمایا ہے اور میری مدد کی ہے
اسی وجہ سے مجھے اس کی بصیرت حاصل ہوئی ہے میں آغاز
کرنے والا ہوں بجز خدائے برتر کے کوئی ذریعہ قوت کا
نہیں ہے۔ اے لوگو خدا سے ڈرو جو حق ڈرنے کا ہے۔
نہ مرو مگر حالت اسلام میں تم کو معلوم ہو کہ خدا تمام
چیزوں پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ قریب ہے کہ میرے
بعد کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو جھوٹی باتیں میری طرف منسوب
کریں گے۔ اور لوگ ان کے جھوٹ کو قبول بھی کر لیں گے۔
حالانکہ معاذ اللہ میں خدا کی طرف سے سوائے امر حق کے
کچھ اور زبان سے نکالوں بجز امر رات کے اس کے
حکم کے خلاف کچھ اور کہوں سوائے اس حکم کے جو خدا نے
مجھے دیا ہے کوئی اور حکم دوں بجز خدا کے کسی چیز کی طرف
میں تم کو نہیں بلاتا۔ جو لوگ ظالم ہیں وہ عنقریب جان
لیں گے کہ ان کی جائے بازگشت کہاں ہے
عبادہ بن صامت نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کب ہوگا
اور وہ کون لوگ ہیں ہمیں آگاہ کر دیجئے تاکہ ہم ان سے حذر
کریں۔ سرور کائنات نے فرمایا کہ کچھ لوگ ہیں جو ابتدا
سے میرے دشمن ہیں جب میری جان (حلق مبارک کی
طرف اشارہ کرتے) یہاں تک پہنچے گی اسی وقت
ظاہر ہوں گے۔ عبادہ نے کہا کہ جب ایسا وقت آئے تو
ہم کس سے رجوع ہوں۔ پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا کہ انکی
پیروی کرو جو میری عترت میں سب سے سبقت کرنیوالے
اور میری پیغمبری کا علم لینے والے ہیں۔ یقیناً وہ تم کو
گمراہی سے باز رکھیں گے اور نیکی کی دعوت دیں گے یہی
اہل حق اور معدن صدق ہیں کتاب و سنت کو تم
لوگوں میں زندہ رکھیں گے الحاد و بدعت سے بچائیں گے۔
حق کے ذریعہ سے اہل باطل کو پست کریں گے کسی جاہل
کی طرف میلان نہ کریں گے۔ اے لوگو خدا نے مجھکو اور
میری اہلبیت کو ایک طینت سے خلق فرمایا ہے اس سے
کسی غیر کو پیدا نہیں کیا ہم وہ ہیں کہ جن کی خلقت سب سے
پہلے ہوئی۔ جب خدا ہم کو پیدا کر چکا تو ہمارے نور سے
اس نے ہر تاریکی کو روشن کیا ہمارے سبب سے ہر مطیع
کو حیات عطا فرمائی میری اہلبیت بہترین امت ہیں میرے
علم کے حامل اور میرے اسرار کے خازن ہیں تمام اہل
ارض کے سردار حق کی طرف دعوت کرنے والے

برا سی کے ساتھ چیر دینے والے ہیں انکو کبھی شک
پیدا نہیں ہوتا اور نہ کوئی شبہ ان کو عارض ہوتا
ہے۔ تیرے خلیفہ (یہ) کبھی پیچھے نہیں ہٹتے اور خدا کے
عہد کو نہیں توڑتے یہ وہ ہادی ہیں جو ہدایت یافتہ اور
ائمہ راشدین ہیں جو شخص ان کی اطاعت و ولایت
کو لیتے ہوئے میرے پاس آئے وہی ہدایت یافتہ ہے
اور جو ان کی عداوت لیکر آئے وہ گمراہ ہے ان کی
محبت ایمان اور ان کا بغض نفاق ہے یہی میرے
اہلبیت ہدایت کرنے والے امام اور احکام خدا کی مضبوط
رسیاں ہیں انہیں کے ذریعہ سے اعمال صالح کامل
ہوتے ہیں۔ یہی اولین و آخرین میں وصیت اللہ ہیں۔
یہی وہ ارحام ہیں جن کی قسم خدا نے قرآن مجید
میں اسی مقام پر یاد دلائی ہے۔ جہاں فرماتا ہے۔
(واتقوا اللہ الذی تساءلون به والارحام ان اللہ
کان علیکم رقیبا) پر ان کی محبت کی خدا نے دعوت
دی اور فرمایا ــــ قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة
فی القربی) یہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہر عیب و
نجاست سے دور رکھا اور طیب و طاہر کیا ہے۔ یہی
وہ لوگ ہیں کہ جب گویا ہوتے ہیں تو نہایت راستگو
جب ان سے کوئی بات پوچھی جاتی ہے تو بڑے عالم
ہیں اور جب کوئی چیز ان کے پاس امانت رکھی
جاتی ہے تو اس کے بڑے محافظ ہیں۔ میرے اہلبیت
میں دس خصلتیں ایسی ہیں کہ سوائے ان کے کسی اور
میں وہ جمع نہیں ہوتیں۔ علم۔ حلم۔ قضا۔ نبوت۔ طہارت
عفت۔ صداقت۔ شرافت۔ سخاوت۔ شجاعت۔
یہ لوگ کلمۂ تقویٰ اور وسیلۂ ہدایت ہیں حجۃ العظمیٰ
اور عروۃ الوثقیٰ ہیں۔ یہ لوگ موجب ہدایت و شفاعت
حاکم ہیں پروردگار عالم کے حکم سے میں تم سب کو
ایسا کوئی حکم نہیں دیتا کہ جس کا میں خود عامل نہ ہوں
علی بھی ہیں لاریب۔ یارب دوست رکھ اس کو جو انکو
دوست رکھے اور دشمن رکھ اس سے جو ان سے عداوت
رکھے۔ مدد کر اس کی جو ان کی مدد کرے۔ اور ذلیل و
خوار کر اس کو جو ان کو ذلیل کرے۔ اے لوگو خدا نے
مجھ پر تین مرتبہ وحی نازل فرمائی کہ علی سید المسلمین و امام
المتقین و قائد الغر المحجلین ہیں۔
جس امر پر منجانب خدا میں مامور ہوا تھا اس کی
تبلیغ کر دی تم لوگوں میں ان کو (اہلبیت) میں خدا کے
سپرد کرتا ہوں اپنے اور تمہارے لئے اس سے مغفرت
چاہتا ہوں۔
حسان بن ثابت نے ولیعہدی کی تہنیت میں
قصیدہ نظم کر کے مجمع عام میں پڑھ کر سنایا۔ تمام صحابہ نے
علی ابن ابیطالب کو مبارکباد دی۔
اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ (الیوم
اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام
دینا) آج کے دن ہم نے تمہارے دین کو کامل اور تم پر
اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا۔ ہم تمہارے لئے دین اسلام
سے راضی ہوئے۔ پارہ ۶۔ سورۃ مائدہ۔
حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری، ابو سعید
خدری، زید بن ارقم راوی ہیں کہ جب یہ آیت نازل
ہوئی تو سرور عالم نے فرمایا اللہ اکبر علی اکمال الدین
و اتمام النعمۃ و رضا الرب برسالتی و ولایۃ علی ابن
ابیطالب بعدی۔

ہندوستان میں تیل کی مانگ

اگلے چھ برسوں میں دگنی ہونے کی امید

برما آئیل کمپنی لمیٹڈ کے چیرمین مسٹر ڈبلو۔ ای۔ ایڈی نے لندن میں اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ ۱۹۶۱ء میں ہندوستان کی تیل کی مانگ تقریباً ۰۰۰ ……… ٹن تھی۔ اور خیال ہے کہ اگلے چھ برسوں میں وہ دگنی ہو جائے گی۔ موصوف نے مزید یہ کہا ہے کہ ہندوستان نہایت تیز رفتار صنعتی پھیلاؤ کے عمل میں سے گذر رہا ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر تیل کی مانگ میں متوقع اضافہ کوئی بڑی بات نہیں۔ ۲ر جون کو گلاسگو (اسکاٹ لینڈ) میں کمپنی کی ۵۹ ویں جنرل میٹنگ ہو رہی ہے جس میں مسٹر ایڈی اپنی رپورٹ پیش کریں گے۔

اعلان ولایت داوائی حجت کے بعد پیغمبر خدا سب کے ہمراہ بخیر و عافیت مدینہ طیبہ پہنچے جب اس واقعہ کی خبر حارث بن نعمان فہری کو ملی تو وہ مدینہ منورہ میں آیا اور مسجد نبوی میں داخل ہو کر آنحضرت کی خدمت میں پہنچا اور کہنے لگا کہ یا محمدؐ آپ نے حکم دیا کہ لا الہ الا اللہ کہو اور مجھکو رسول اللہ سمجھو۔ ہم نے آپ کے حکم کو قبول کیا لیکن آپ نے اس پر قناعت نہ کی اپنے چچا کے بیٹے کو سب پر فضیلت دی اور کہا کہ جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں۔ یہ بات آپ نے اپنے دل سے کہی یا منجانب خدا بیان کی ہے۔ سرور عالم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو کچھ میں نے کہا وہ خدا کی طرف سے اسی کے حکم سے کہا ہے۔ یہ سنکر حارث یہ کہتا ہوا چلا کہ خدایا محمدؐ جو کہتے ہیں وہ اگر سچ ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر نازل کر۔ ابھی وہ ناقہ تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ خدا نے آسمان سے اس کے سر پر پتھر برسائے وہ شخص اسی وقت مر گیا۔

"مومنوں کو ہے مسرت آج ہے عید غدیر"

از محترمہ سعید النساء بیگم صاحبہ اہلیہ بنت مولوی محمد اللہ خاں صاحب
انصاری مرحوم تعلقدار اسٹیٹ نواب سالار جنگ مرحوم و مغفور

دین حق کی ہے تقویت آج ہے عید غدیر
ہے نزول خاص رحمت آج ہے عید غدیر
کیا بیاں ہو اسکی عظمت آج ہے عید غدیر
کیجئے حاصل سعادت آج ہے عید غدیر
مومنوں کو ہے مسرت آج ہے عید غدیر

حج آخر کرکے واپس ہو رہے تھے شاہ دیں
جب غدیر خم پہ پہنچے رحمۃ للعالمین
آیۂ بلغ کی نعمت لائے جبرئیلؑ امین
حکم رب سننے کو یکجا ہوگئے سب مومنین
مومنوں کو ہے مسرت آج ہے عید غدیر

بعد ذکر حمد و شکر خالق ارض و سما
سرور دیں نے سنایا سب کو فرمان خدا
لیکے ہاتھوں پر علیؑ کو شاہ والا نے کہا
مثل میرے ہے یہ سب کا مقتدا و پیشوا
مومنوں کو ہے مسرت آج ہے عید غدیر

کر چکے تعمیل حکم کبریا کی جب نبیؐ
پھر امین وحی لیکر آئے اک آیت نئی
یعنی اکملت لکم اب تہنیت قرآن نے دی
مرتضیٰؑ کی شان و عظمت سب پہ ظاہر ہوگئی
مومنوں کو ہے مسرت آج ہے عید غدیر

اے وصیٔ مصطفیٰ شاہ ولایت مرحبا
آپ کی ہی ہوگئی واجب اطاعت مرحبا
کردی خالق نے بھی تصدیق امامت مرحبا
شاد و خرم آج ہیں فخر رسالت مرحبا
مومنوں کو ہے مسرت آج ہے عید غدیر

مرضی رب سے ہوئے حیدر محمدؐ کے وصی
خلعت من کنت مولیٰ پاگئے حق کے ولی
ہے علیؑ کے ساتھ حق اور ساتھ حق کے ہیں علیؑ
کر گئے اس قول کو ثابت دو عالم کے نبیؐ
مومنوں کو ہے مسرت آج ہے عید غدیر

نائب ختم رسل داماد پیغمبر بھی ہیں
بادشاہ انبیا کے ناصر و یاور بھی ہیں
یہ در شہر علوم خالق اکبر بھی ہیں
خلق کے حاجت روا ہیں دین کے رہبر بھی ہیں
مومنوں کو ہے مسرت آج ہے عید غدیر

بن گئے جب مرتضیٰؑ محبوب حق کے جانشین
نفس نبی اسعد ہوئی [illegible]
ہوگیا بندوں پہ کیا الطاف رب العالمین
شادماں ہیں سب جہاں آج امیر المومنین
مومنوں کو ہے مسرت آج ہے عید غدیر

مصطفیٰ و مرتضیٰ نے شکر کا سجدہ کیا
آج ختم المرسلیں کا دین کامل ہوگیا
ہیں یہ راضی اپنے رب سے ان سے راضی ہے خدا
حشر تک قائم امانت کا رہے گا سلسلہ
مومنوں کو ہے مسرت آج ہے عید غدیر

[illegible]
ساغر صہبائے الفت بزم میں چلنے لگے
[illegible] اغیار کو کھانے لگے
جو مخالف تھے حسد کی آگ سے جلنے لگے
مومنوں کو ہے مسرت آج ہے عید غدیر

کنگ کوٹھی مبارک میں صاحبزادی رقیہ بیگم صاحبہ کا عقد مسعود

حیدرآباد:- ۱۴ ذی الحجۃ الحرام - آج صبح کے ۹ بجے صاحبزادہ نواب رجب جاہ بہادر کی صاحبزادی جنابہ رقیہ بیگم صاحبہ کا عقد مسعود مولوی میر عون علی صاحب ایم اے، بیرسٹر ایٹ لا سابق چیف جسٹس گوالیار اسٹیٹ کے لائق نواسہ مرزا سرتاج حسین صاحب سلمہٗ (ایم۔ اے) فرزند جناب آغا حیدر حسین صاحب موظف پروفیسر نظام کالج کے ساتھ بسرپرستی سرکار حق آگاہ بموجودگی صاحبزادہ نواب رجب جاہ بہادر کنگ کوٹھی مبارک میں ہوا

سرکار حق آگاہ کی سواری ہمراہ شہزادی پاشاہ صاحبہ نذری باغ مبارک سے تہنیت افروز کنگ کوٹھی مبارک ہوئی۔ "پاشاہ داماد" نواب کاظم نواز جنگ بہادر (علی پاشاہ) اور راجہ بہادر ایس۔ این۔ ریڈی نے استقبال کی عزت حاصل کی۔ سرکار حق آگاہ کی تشریف آوری کیسے ساتھ ہی مراسم عقد کا آغاز ہوا

آقای شیخ ابوالقاسم حسام العلماء نے دولہا کی طرف سے اور مولوی سید اصغر حسن صاحب قبلہ نجفی امام الجمعۃ والجماعت مسجد جعفری نے دلہن کی طرف سے صیغہ نکاح جاری اور خطبہ ارشاد کیا۔ بعد عقد سرکار حق آگاہ نے دولہا کی گلپوشی فرمائی دولہا نے نذر گزرانے اور قدم بوس ہونے کی سعادت حاصل کی۔ دولہا کے والد بزرگوار نے بھی پیش کشی نذر اور بجا آوری تسلیم کی عزت حاصل کی۔ اس کے بعد ہی سرکار حق آگاہ دولہا کو حاضرین محفل سے ملاقات کی ہدایت فرمائی۔ ہندوستان کے مایہ ناز اور مشہور و معروف آرٹسٹ اور حیدرآباد کے شاہی عکاس مصور جنگ راجہ دین دیال اینڈ سنس نے اس مسرت آگین تقریب کی تصویر کشی کی۔ اہل محفل کیلئے پر تکلف عصرانہ میٹھوں کیلئے کھانے کا انتظام تھا۔ سرکار حق آگاہ کی سادگی اور شریعت کی پابندی اس مسرت آگین تقریب کے خصوصیت میں سے تھے اسکے ساتھ ساتھ تقریب میں دلکشی اور بڑی رونق تھی۔ ادارہ شہیراز اس مسرت آگین موقع پر سرکار حق آگاہ کی خدمت فیض درجت میں مبارکباد عرض کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ حضور کو خدا صدوسی سال سلامت باکرامت رکھے۔ آمین دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

غزل

بر طرح مصرع بزم سعدی ـــ "عرض دو جهان وسعت یک گام ندارد"

(از سید صمصام شیرازی)

این بنده خاصت روشِ عام ندارد — ایمان به خداوندیِ اصنام ندارد
اندر همه ادیان زمان هیچ شریعت — مقبولیت و خوبیِ اسلام ندارد
گلزار جنان است جهان از بر کافر — مومن ابدا راحت و آرام ندارد
هر دم بخیال رخ و گیسوی تو هستم — وارفتهٔ حسنت سحر و شام ندارد
نومید نیم از کرم شافع محشر — آغاز من اندیشهٔ انجام ندارد
در دورهٔ امروز کسی جز شه عثمان — فیضانِ تمام و کرم عام ندارد

جز شیر خدا نفس نبیؐ ساقی کوثر
ذکر دگران خسرو صمصام ندارد

بزم سعدی

(۱۹)

توانا بود هر که دانا بود

محترما خاطر عالی را مستحضر می سازد

روز یکشنبه ۱۱ ژوئن ۱۹۶۱ میلادی ساعت چهار و نیم بعد از ظهر اجلاس بزم سعدی [illegible]
آقای سید علی اصغر بلگرامی (سابق صوبه دار) منعقد است محترمه بشیر النساء بیگم [illegible]
مقاله ای درخصوص شاعری شاعر شهیر ملک الشعراء بهار مشهدی به [illegible] خواهند رسانید [illegible]
[illegible] غزل شروع خواهد شد تقاضا و التماس دارد که جناب عالی با تشریف آوری [illegible]

[illegible] مصرع ـ اول از صنم بود کی آخر [illegible]
(از جانب محترم آقای [illegible])

آدرس: ادارهٔ بزم سعدی ـ ۱۳۰ [illegible] حیدرآباد [illegible]

[illegible]



گلشن اطفال

بڑائی

از سیدہ طاہرہ بیگم

بچو! آج تمھیں ایک قصہ سنایا جاتا ہے کہتے ہیں کہ ایک تتیرا ایک بھڑ (ڈنبوری) نے شہد کی مکھی سے کہا بہن! ہم تم دونوں ایک نسل سے تعلق رکھتے ہیں تاہم میں تمہاری بہ نسبت زیادہ خوبصورت ہوں۔ میرا سڈول جسم، نیلا کبھوری رنگ، دھاری دار نازک پر، سنہری ڈنک، پھول کی پتی کیطرح خوبصورت گردن تمھیں نہیں ملی، اور میں تم سے زیادہ تیز رفتار سے اڑ سکتی ہوں۔ بیان کیا وجہ ہے کہ اس خوبصورتی کے باوجود انسان مجھے پسند نہیں کرتے۔ بچے مجھے مار ڈالتے ہیں۔ جہاں بھی دیواروں میں اپنا گھر بناتی ہوں انسان میرا گھر نکال کر پھینک دیتے ہیں۔ لیکن تم اگر کہیں اپنا چھتہ بناتی ہو تو انسان اسکی نگرانی کرتے ہیں، تمھاری نگہداشت پرورش اور چھتے بنانے کے لئے جنگلوں اور باغوں میں انتظام کیا جاتا ہے۔

بھڑ کی یہ تقریر سن کر شہد کی مکھی نے کہا۔ بہن! تم جو کچھ کہتی ہو سب سچ ہے اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ میں تمھاری طرح چمکیلا جسم اور خوبصورت پر نہیں رکھتی لیکن بہن! تم میں اور مجھ میں جو بنیادی فرق ہے وہ یہ ہے کہ تم ہمیشہ نیش زنی کرتی ہو انسانوں کو۔ نوش پہنچانے کی کوشش تم نہیں کرتیں۔ اسکے برخلاف میں ... پالوں کا شہد مہیا کرنے کے لئے ان کو ... پہنچاتی رہتی ہوں۔ تم کو معلوم ہے کہ خدا نے ... سے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ شہد میں انسان کے لئے شفا رکھی ہوئی ہے اور بہن! تمھیں یہ بھی معلوم ہے کہ خدائے تعالیٰ نے میری طرف وحی

زریں اقوال

وزیر سے چھین شہر یا سے چھان سکا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے اور اسکے آثار و قرائن ابھی سے پیدا ہیں (دسہرا کا رقعہ ... ماہ)

بھیج کر بھی مجھے دوسری تمام مخلوقوں میں ممتاز فرمایا ہے بہن! چونکہ میں انسانوں کے لئے شہد مہیا کرتی ہوں، ان کو نفع پہنچاتی ہوں اسلئے انسان مجھے عزیز رکھتے ہیں میری پرورش کرتے ہیں۔ میرے لئے باغوں میں پھولوں کے تختے اور چھتے بنانے کا انتظام کرتے ہیں

بہن! تم نے سنا ہوگا کہ وہی انسان اچھا ہے جس سے دوسرے انسانوں کو فائدہ پہنچے۔ بہن! چونکہ مجھ سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے اسلئے میں تمھاری طرح خوبصورت نہ ہونے کے باوجود تم سے اچھی اور افضل ہوں"

بچو! شہد کی مکھی نے جو کچھ کہا وہ صداقت پر مبنی ہے۔ انسانوں میں بھی وہی انسان سب سے بڑا اور اچھا ہے جس سے دوسرے انسانوں کو فائدہ پہنچے۔

بچو! ہم اعلیٰ حضرت حضور نظام کو کیوں ایک بڑا انسان کہتے ہیں؟ اسلئے کہ ان کی ذات ستودہ صفات سے لاکھوں انسانوں کو فائدہ پہنچا ہے پہنچ رہا ہے اور پہنچتا رہے گا۔ ان کی اسی فائدہ رسانی کی وجہ سے لوگ ان کو دل سے ایک عظیم انسان مانتے ہیں۔ لوگ انکی عزت و تعظیم کرتے ہیں اور ان کی بزرگی کو تسلیم کرتے ہیں۔ اسی فیض رسانی کیوجہ سے بادشاہوں کی تاریخ میں حضور نظام کا نام زریں حروف میں لکھا جائیگا

بچو! تم بھی کوشش کرو کہ اپنی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچے تاکہ تم بھی ایک اچھے انسان بن سکو!۔

خلوت مبارک میں جشن عید غدیر!

حیدرآباد:- ۱۸ ذی الحجۃ الحرام ۵ بجے شام مناقب علیؑ (خلوت مبارک) میں محفل عید غدیر سرکار حق آگاہ نے منعقد فرمائی۔ شاہی سوزخوان سید ناصر حسین صاحب نے سرکار حق آگاہ کا کلام منقبت التیام نہایت عمدہ پیرایہ میں گوشگزار سامعین کرنے کی عزت حاصل کی۔ منقبت خوانی کے بعد سید العلماء مولوی سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد لکھنو نے "الیوم" کی تفسیر نہایت شرح و بسط کے ساتھ عالمانہ انداز میں بیان فرمائی۔ حالات غدیر خم سے سامعین کو محظوظ فرماتے ہوئے دعا پر سلسلہ بیان کو ختم فرمایا۔ سید العلماء کے ہر جملہ پر سرکار حق آگاہ محض توثیق ثبت اور نعرہ صلوات بلند فرما رہے تھے۔ آپ کے بعد سید ابو العظیم آقای سید شاہ عباس منصوری آل لیٰسین نے خطبہ پڑھا۔ خطبہ کے ہر بند پر "احسنت" اور "بہ بہ" سرکار حق آگاہ کی زبان مبارک پر تھا۔ ختم جشن دعا پر علی حسین صاحب خانہ زاد نے زیارت پڑھائی اس کے بعد ادلاً ایمان علی صاحب خانہ زاد اور ثانیاً شاعر قوم جناب علی افندی آپ نے مخصوص انداز میں سرکار حق آگاہ کے لئے دعا کی۔ حاضرین نے آمین کے فلک شگاف نعروں سے دعا کا استقبال کیا۔

ادارہ بشیر از سرکار حق آگاہ کی خدمت فیضدرجت میں نفس رسولؐ زوج بتولؑ کے تخت نشینی کی مبارکباد عرض کرنے کی عزت حاصل کرتے ہوئے دست بہ دعا ہے کہ خداوند کریم سرکار حق آگاہ کو صد و سی ۱۲۰ سال سلامت باکرامت رکھے کہ سرکار نے الحق مع العلی کو ایسا سمجھا ہے جیسا کہ سمجھنے کا حق ہے۔

عزاخانۂ زہرا میں جشن عید غدیر

حیدرآباد:- ۱۹ ذی الحجۃ الحرام شام کے ۵ بجے عزاخانہ زہرا میں محفل عید غدیر سرکار حق کی جانب سے منعقد تھی۔ شاہی مرثیہ خوان سید ناصر حسین صاحب نے کلام فصاحت التیام و وحدت نظام سے اہل محفل کو محظوظ کیا۔ منقبت خوانی کے بعد سید العلماء مولوی سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد لکھنو نے "مولا" کی تعریف کی اور مولا کے جتنے مثالیں دیگر بتاتے کہ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ میں مولا کے معنے دوست اور مددگار کے نہیں ہیں بلکہ ... کے ہیں۔ اگر مولا کے معنے دوست یا مددگار کے ہوتا تو پھر اتنے بڑے مجمع کی ضرورت نہ تھی اور ... آمیز حکم الٰہی کی۔ مومن ہمیشہ سے دوسرے مومن کا دوست ہے اور مددگار ہے۔ بہرحال خدا کو منظور تھا کہ بمقام غدیر خم ایک بہت بڑا مجمع ہوا اور سرور کائنات حضرت علیؑ کو بلند کرکے دکھائیں اور سنائیں جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے غرض جب اعلان امامت ہو چکا نبی نے خدا کا آخری پیغام پہنچا دیا اس وقت اللہ نے دین کو مکمل کر دیا اگر اعلان امامت نہ ہوتا تو دین نامکمل رہتا۔ دین کی تکمیل کے لئے علی کے امامت کے اعلان کی ضرورت تھی۔ ختم بیان پر آپ نے سرکار حق آگاہ کے لئے دعا فرمائی۔ آپ کے بعد ابو العظیم آقای سید عباس شاہ منصوری آل لیٰسین نے خطبہ پڑھا اور بزبان فارسی عید غدیر کی عظمت پر تقریر فرمائی۔ ختم بیان پر علی حسین صاحب خانہ زاد نے زیارت پڑھائی اور ایمان علی صاحب خانہ زاد نے سرکار حق آگاہ کے لئے دعا کی سامعین نے آمین کی صدا ؤں سے دعا کا استقبال کیا۔

تاج شاہ ما بستق مرتضیٰ تا بندہ باد" کی گونج میں سواری سرکار حق آگاہ مراجعت فرمائے محل مبارک ہوئی۔ راقم الحروف نے حضرت مادر دکن نور اللہ مرقدہا کو سورہ فاتحہ سے یاد کیا۔

قبلہ نمائی بزم آرا

ملنے کا واحد مرکز

گلشن ... حیدرآباد (۲)

دربار حسینی کا افتتاح

حیدرآباد :- ۱۸ ذی الحجۃ الحرام کو صبح کے (۹) بجے منجانب انجمن اتحاد ایرانیان جشن عید غدیر نہایت شاندار جلسہ یہاں منعقد ہوئی۔ ایرانیان مقیم حیدرآباد و سکندرآباد کے علاوہ مومنین حیدرآباد بھی کثیر تعداد میں شریک جشن عید غدیر تھے۔ آقای محمد حسین دشتی صدر انجمن اور آقای حسین ضابط، مومنین کا استقبال کر رہے تھے۔ سید ابوالعلیٰ آقای سید شاہ منصوری نے بزبان فارسی غدیر خم کی تصویر کشی کی اور تعلق شوستری کا مشہور مخمس جھوم جھوم کر سنایا جس کا ایک بند ہے

امیر بود در ازل دوبارہ در غدیر شد
بلیغ امیر عرش رسول بی نظیر شد
بانس و جان امیر شد بمصطفیٰ ظہیر شد
نہ بس ظہیر شد، وہ بہ پشت و وزیر شد
منار شد مشیر شد، حضور را غیاب را

نعرۂ درود سے دربار حسینی کا وسیع دالان گونج رہا تھا۔ آقای سید ابوالعلیٰ کے بعد آیت اللہ حضرت آقای سید علی رضا ریحان نے درود کی گونج میں منبر پر تشریف فرما ہو کر اہل بزم کو مخاطب فرماتے ہوئے بانیان دربار حسینی کو مبارکباد دی کہ انہوں نے اس عمارت کی تعمیر سے خوشنودی خدا و رسولؐ حاصل کی۔ آیت اللہ نے فرمایا کہ میں کچھ دنوں سے حیدرآباد میں ہوں اور حیدرآباد میں ایک عالم کی ضرورت کو شدت سے محسوس کر رہا ہوں خدا کرے کہ یہ ضرورت جلد پوری ہو جائے۔

موصوف نے فرمایا کہ آج ہم یہاں جشن عید غدیر منانے جمع ہوئے ہیں۔ بڑے اچھے روز اور بڑے اچھے ذکر سے ہم اس عمارت کا افتتاح کر رہے ہیں خدا مبارک کرے اور ہماری اس نذر کو قبول فرمائے۔ موصوف نے حضار بزم کو متوجہ کر کے بطور خاص فرمایا کہ جناب امیرؑ سے صرف زبانی محبت کام کی نہیں ہم کو ان کے نقش قدم پر چل کر محبت کا ثبوت دینا ہے۔ مولائے کائناتؑ ہر روز ہزار ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے محنت اور مشقت سے حاصل کی ہوئی روٹی کھاتے تھے۔ بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے خود کو وقف کر رکھا تھا۔ بیت المال سے اپنی ذات پر کچھ خرچ نہیں فرماتے تھے۔ راتوں میں آٹے کے بورے اور روٹیاں دوش پر اٹھا کے غریبوں کے گھر پہنچاتے تھے۔ فقیر اور یتیم کے خبر گیر تھے۔ دنیوی خلافت کو ہیچ سمجھتے تھے۔ خدا و رسولؐ کی خوشنودی اور دین اسلام کی بہبودی ہمیشہ آپ کے پیش نظر رہا ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ ہم بھی اگر فی الواقعی ان سے محبت رکھتے ہیں تو ان کے اسوہ پر عمل کر کے ان کے محب صادق کہلائیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے مولاؑ کے نقش قدم پر ہیں۔ آج ہم مولاؑ کی تخت نشینی کی خوشی منانے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ آئیے! ہم سب مل کر آج کے مبارک و مسعود دن یہ عہد کریں کہ ہم اپنے مولاؑ کے نقش قدم پر چلیں گے خدا ہمیں اس پر قائم رکھے۔ ختم موعظہ پر آپ نے بہبودی الناس کے لئے دعا کی۔ آمین اور درود کی صداؤں سے دربار حسینی گونج رہا تھا۔ اختتام جشن پر حضار بزم ایک دوسرے سے معانقہ اور مصافحہ کر رہے تھے اور مبارکباد دے رہے تھے۔ یہ دلی مبارکباد تھی۔ حاضرین کی تواضع شربت اور شیرینی سے کی گئی۔ آقای محمد حسین دشتی صدر اور آقای حسین ضابط نے مہمانوں کی پذیرائی فرمائی۔

ادارہ [illegible] کی جانب سے ہم تمام مولائیوں کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں
خدا مبارک کرے۔

برطانوی وزیر اعظم کا ٹیگور کو خراجِ عقیدت

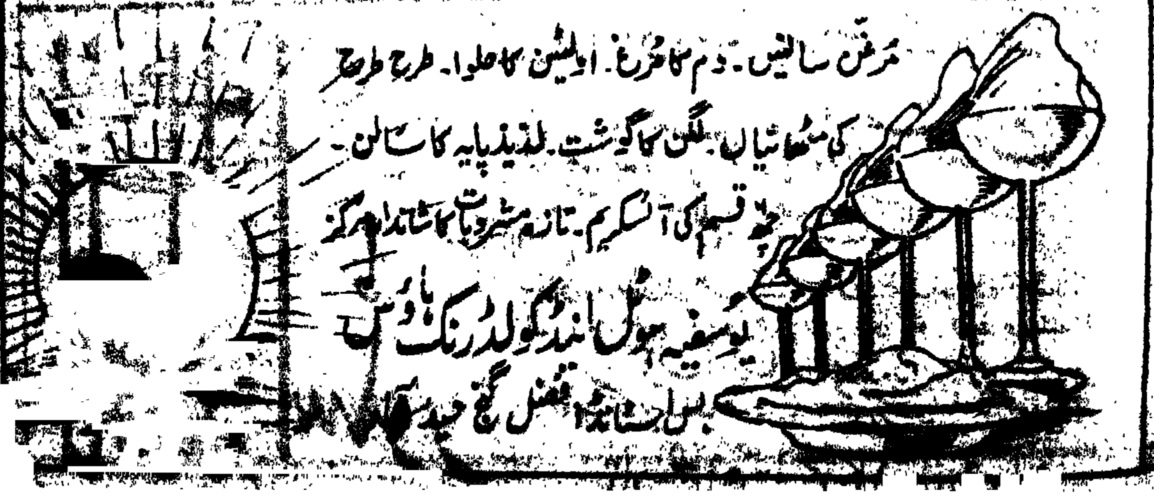
لندن میں جلسہ!

۸ مئی کو البرٹ ہال لندن میں رابندر ناتھ ٹیگور کی یاد میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں بعض دیگر ممتاز شخصیتوں کے علاوہ ڈیوک آف ڈیون شائر ارل اور کاؤنٹس آف ہیر وُوڈ، مسٹر اور مسز یہودی مینوہن، لارڈ انچکیپ، لارڈ پیتھک لارنس، لارڈ سنہا، متعدد ملکوں کے سفیروں اور تمام کامن ویلتھ ملکوں کے ہائی کمشنروں نے بھی شرکت کی۔ برطانوی وزیر اعظم مسٹر ہیرلڈ میکملن نے وزیر اعظم ہند مسٹر جواہر لال نہرو کے نام ایک پیغام بھیجا جو برطانیہ میں ہائی کمشنر ہاؤس ہند مسٹر پال گور بوتھ نے کلکتہ میں ٹیگور جینتی کی ایک تقریب میں اُن تک پہنچایا۔ مسٹر میکملن نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ "ہم ہندوستان کو اس کے عظیم بین الاقوامی شاعر اور فلسفی کی صد سالہ سالگرہ پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اپنی زندگی میں ٹیگور نے نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا کے لوگوں کے حق میں آواز بلند کی۔ وہ امن اور سچائی کے پرستاروں کے لئے روشنی کا مینار رہیں۔"

مسٹر میکملن نے جو برطانیہ میں ٹیگور صد سالہ سالگرہ کمیٹی کے سرپرست ہیں۔ البرٹ ہال جلسہ کے نام بھی ایک پیغام بھیجا جس میں انہوں نے کہا۔ "ہم برطانوی باشندے ٹیگور کا بہت احترام کرتے ہیں۔ وہ مشرق اور مغرب کی تہذیبوں کو ایک دوسرے میں سمونے کی لگاتار کوشش کرتے رہے۔ وہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ خوبصورتی اور سچائی کے متلاشی تھے۔ ایک عظیم ناول نویس، شاعر اور فلسفی ہونے کے علاوہ وہ ایک عظیم ہندوستانی محبِ وطن بھی تھے۔۔"

جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے برطانوی دولتِ مشترکہ کے وزیر لارڈ ہیلشم نے کہا۔ "ٹیگور ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ وہ سیاست داں نہیں تھے لیکن مجبوری اُن کو سیاست کی جانب لے آئی تھی۔۔ آزادی کی ہر جدوجہد، ہر انقلاب کو اپنے ایک شاعر کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اس کی حقیقی اسپرٹ کا محافظ اور اس کا مشعل بردار ہو۔ ۲۰ویں صدی کے اوائل میں ٹیگور نے ہندوستان میں یہی رول ادا کیا!"

اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے لارڈ ہیلشم نے کہا کہ "یہ ایک ٹریجڈی تھی کہ ہندوستان کی آزادی سے چھ سال پہلے ٹیگور کا انتقال ہو گیا۔ اُن کی آخری تصانیف میں اداسی اور مایوسی کی جھلک ملتی ہے لیکن یہ یقینی ہے کہ اگر وہ ہندوستان کی آزادی تک زندہ رہ سکتے تو یہ مایوسی ختم ہو جاتی۔ وہ ایشیا کی کایا پلٹ میں تبدیلی کو ۲۰ویں صدی کا نہایت خوشگوار واقعہ قرار دیتے۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد مشرق اور مغرب کے درمیان دوستی اور تعاون کے جو کثیر مواقع پیدا ہوئے ہیں انکو دیکھ کر ٹیگور بہت خوش ہوتے!!" ٹیگور کو خراجِ عقیدت ادا کرنے کے بعد جلسہ میں ہندوستانی موسیقی کا ایک پروگرام پیش کیا گیا۔ برطانیہ میں ٹیگور کی ایک مستقل یادگار قائم کرنے کے لئے ۲۰۰۰۰ پونڈ چندہ جمع کیا جا رہا ہے۔ یہ رقم ٹیگور کی تصانیف کے ترجمہ اور برطانیہ کی ایک ممتاز یونیورسٹی میں ٹیگور



برطانوی نوجوانوں کے کیریکٹر کی تعمیر!

از قلم :- فلپ برینکن!
جرنلسٹ و فیچر رائٹر

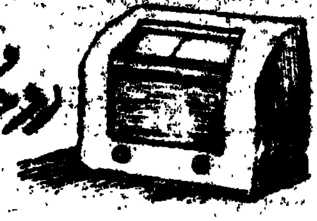
برطانیہ میں پانچ اسکول ایسے ہیں جہاں نوجوانوں کو ہمت اور بہادری کے کاموں کی تربیت دی جاتی ہے۔ ان اسکولوں کا نام "آؤٹ ورڈ باؤنڈ" اسکول رکھا گیا ہے۔ برطانیہ کے ہزاروں لڑکے لڑکیاں یہاں ایک ایک ماہ کا کورس کرتے ہیں۔ ۰۰۰ سے زائد برطانوی فرمیں، تقریباً ۱۰۰ مقامی ادارے اور بہت سے والدین نوجوانوں کو ان اسکولوں میں بھیجتے ہیں۔ ایک ماہ کے کورس کے اخراجات ۳۵ پونڈ (۴۶۷ روپے) ہیں۔ یہ اسکول نوجوانوں کے کیریکٹر کی تربیت گاہ ہیں۔ ان کی لیڈرشپ کی صلاحیتوں کو ابھرنے کا موقع ملتا ہے۔ ان میں ہمت پیدا ہوتی ہے۔ وہ پہاڑوں پر چڑھتے ہیں۔ طوفانوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ان کو ایتھلیٹکس کی تربیت دی جاتی ہے وہ کئی کئی میل پیدل سفر کرتے ہیں۔ ان اسکولوں کی تربیت بہت سخت ہے طلباء کو نہایت کڑے ڈسپلن کا پابند ہونا پڑتا ہے۔ لیکن یہ خود عائد کردہ ڈسپلن ہے۔ نوجوانوں کی اس بات کیلئے حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ اپنے کیریکٹر کی خود جانچ کریں۔ اپنی کمزوریوں کا پتہ لگائیں اور ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

ان اسکولوں میں اپنے نوجوان بھیجنے والی فرموں کا کہنا ہے کہ وہ ان کورسوں پر جو صرفہ کرتی ہیں وہ بیکار نہیں۔ ایک ماہ کی تربیت کے بعد ان کا نوجوان ورکر زیادہ محنت، لگن اور ذمہ داری سے کام کرتے ہیں۔

ان کورسوں کا سلسلہ دوسری جنگ عظیم کے دوران ویلز میں شروع ہوا تھا۔ ادرا سے ایک جہازی کمپنی نے اسکاٹ لینڈ کے اسکول "گارڈن اسٹون" کے ہیڈ ماسٹر کرٹ ہان کے تعاون سے شروع کیا تھا۔ یہ وہی اسکول ہے جس میں ڈیوک آف ایڈنبرا نے تعلیم حاصل کی تھی۔ وہ آؤٹ ورڈ باؤنڈ ٹرسٹ کے سرپرست ہیں۔ اب تک تقریباً ۰۰۰، ۳۵ نوجوان آؤٹ ورڈ باؤنڈ اسکولوں میں تربیت پا چکے ہیں۔ ان میں ۱۵ یا اس سے زیادہ عمر کے لڑکوں کو داخل کیا جاتا ہے۔ وہ تقریباً آدھا وقت سمندر میں جہازرانی سیکھنے میں گزارتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ملاح بننا چاہتے ہیں۔ لیکن تجربہ شاہد ہے کہ سمندر کی تربیت ہر قسم کے کام کی ایک عمدہ بنیاد ہے۔ اب لڑکیاں بھی ان اسکولوں کے کورس سے دلچسپی لے رہی ہیں اب تک تقریباً ۱۵۰۰ لڑکیاں تربیت پا چکی ہیں۔ ان کا کورس لڑکوں کے کورس سے کچھ مختلف ہے سمندر پار کے لڑکے لڑکیاں بھی ان اسکولوں میں داخل ہوتے ہیں۔ تانجیریا، سمینا، ملایا۔ اور آسٹریلیا میں بھی اب ایسے اسکول قائم ہو چکے ہیں۔

آؤٹ ورڈ باؤنڈ اسکولوں میں تربیت پانیوالے نوجوانوں کی دوستی نہایت پائدار ثابت ہوتی ہے کیونکہ اسکی ابتدا اس وقت ہوتی ہے جب وہ ملکر کسی طوفان کا مقابلہ کر رہے ہوتے ہیں۔ ہر نوجوان اس وقت محسوس کرتا ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ اشتراک عمل کرکے ہی زندہ رہ سکتا ہے یہ بہترین سبق ہے جو ان اسکولوں سے حاصل

روحانی ریڈیو



ناشر — مجذوب حیدرآبادی

یہ عنوان حضرت مجذوب حیدرآبادی کی ملکیت ہے انکے روحانی انکشافات کے متعلق ہم کوئی رائے ظاہر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے [illegible] یا وہ خود روحانی لٹریچر ہیں نام، مقامات اور واقعات فرضی ہوا کرتے ہیں اگر اتفاقاً مطابقت ہو جائے تو کسی اہم شخص کا قیاس نہ کیا جائے (ایڈیٹر)

ابھی [illegible] ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں ابھی آپ ہمارے روحانی قوال سے فارسی غزل سن رہے تھے جسکا ایک شعر تھا ؎

چہ گہ [illegible] دنیا ز نگاہت ای شیخ
ترک دنیا سجدہ [illegible] دنیا کردی

اب مشہور فلسفی ڈاکٹر غالب حیدرآبادی اپنی زیر تصنیف کتاب "فلسفہ رشوت" کا ایک باب سنائیں گے

ڈاکٹر غالب حیدرآبادی کا:—

مشہور فلسفی [illegible] نے رشوت کو سود کی تجارت سے تعبیر کیا ہے جس کے لئے کسی سرمائے اور جنس کی ضرورت نہیں صرف [illegible] بغیر کسی سرمائے کے [illegible] کی جاتی ہے اور سمجھتے ہیں اگر یہ کہ اس تجارت میں کسی نقصان کا خدشہ یا جنس کے سڑنے گلنے کا کوئی امکان نہیں اور اس جنس کے تاجر کے لئے خاص مراعات یہ ہیں کہ اس تجارت پر کوئی سیل ٹکس، انکم ٹکس، پیشہ ورانہ ٹکس یا کسی لائسنس وغیرہ بالکل نہیں۔ ہماری مہربان حکومت کی رافت و شفقت، محبت و مروت اور دور اندیشی کی ستائش نہ کرنا، کفران نعمت ہوگا کہ اس نے اس نوخیز تجارت کو پھولنے پھلنے کے لئے اس کو ہر قسم کے ٹکس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

اس سلسلہ میں [illegible] کے نظریہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ وہ کہتا ہے کہ رشوت ایک معاشی معاہدہ ہے جو ہمارے حسن معاشرت کو ظاہر کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جس پر "اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے" کی مثل صادق آتی ہے۔ رشوت دینے والا ایک ہاتھ سے رشوت پیش کرتا ہے اور لینے والا اس کو قبول کرکے دوسرے ہاتھ سے اس شخص کا کام اجرا کر دیتا ہے ؎

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

[illegible] نے رشوت کو قومی خدمت قرار دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ رشوت لینے والا اگرچہ کہ اپنی گراں قدر خدمات کا صلہ [illegible] دینے والے کی حیثیت کے بموجب تھوڑی بہت رقم ضرور لیتا ہے لیکن وہ اس حقیر رقم کے معاوضہ میں [illegible]

[illegible]
[illegible] بھی ترقی [illegible] دیکھنا چاہتی ہے
تا ہم ہماری ملکی اُلٹ گنگا ہے جس کو سرکاری ملازمت
رشوت دلاتی ہے، جس کو ملازمت دے دیتا
ہے جس کو ترقی دلاتا ہے تو کوئی ایسی بڑا بڑا
قومی خدمات انجام دیتا ہے اس لحاظ سے رشوت
کو قومی خدمت قرار دینا۔ رشوت کی صحیح ترین تعریف ہے
رشوت کے بارے میں یونانی فلاسفہ سقراط،
بقراط، افلاطون اور ارسطاطالیس وغیرہ کے کچھ
مختلف اقوال ملتے ہیں لیکن آج تک کسی نے فلسفہ
رشوت کو مدون نہیں کیا۔ اب جبکہ ہمارے وطن میں
آزادی کے بعد تمام سائنٹفک علوم اور فنون کو از سرِ نو
مرتب و مدون کیا جا رہا ہے۔ علوم و فنون کی نشر و
اشاعت [illegible] اس لئے یہ
ضروری ہے کہ فلسفۂ رشوت کو بھی مرتب و مدون کیا
جائے۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر اس ہیچمدان نے اس
مقدس فریضہ کو اپنے ذمہ لیا ہے اور اس عظیم
کام کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا ہے۔ یوں تو میں اپنے
محدود وسائل کے لحاظ سے اس کام کو انجام دے
ہی رہا ہوں لیکن کیا ہی اچھا ہو اگر ہماری مہربان حکومت
بھی وسیع ذرائع کو بروئے کار لائے بلکہ فلسفۂ
رشوت ترتیب و تدوین اور نشر و اشاعت کو تیسرے
پنجسالہ منصوبہ میں شامل کر لیا جائے تو مناسب ہے
اس کام کا ابتدائی خاکہ یوں کھینچا جا سکتا
ہے کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں فلسفۂ رشوت
کو بطور مضمون لازمی شامل کیا جائے۔ بی اے اور ایم اے

کلاسوں کے نصاب میں فلسفۂ رشوت پڑھانا شروع کیا جائے اور اس کے بعد ہم سے
کئی کورس [illegible] ملک بھر میں رائج کیا جائے [illegible]
گئے ہوں سے آراستہ و پیراستہ [illegible]
اور یہاں جامعات میں اس فن کی تعلیم دے سکیں
فلسفۂ رشوت پر تحقیق کرنے کے لیے
ہر شہر میں ایک ایک یا ایک سے زیادہ ادارے
قائم کیے جائیں۔ ہر سال ریسرچ اسکالروں کو معقول
وظائف دیے جائیں۔ ماہرین سے رشوت کے مختلف
موضوعات پر گراں قدر مقالے لکھوائے جائیں۔ یہ تو
نظری تعلیم ہے عملی تعلیم کے لئے وسیع پیمانہ پر
مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کی جانب سے ٹریننگ
سنٹر Training Centre قائم کیے جائیں
وہیں طلباء کو رشوت ستانی کی ٹریننگ دینے کیلئے
وظیفہ یاب مہتممانِ آبکاری، وظیفہ یاب سیل ٹیکس آفیسرس اور
وظیفہ یاب انجینئروں سے گراں قدر خدمات حاصل کیے
جائیں۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ رشوت ستانی کی عملی
تعلیم ہمارے مہتممانِ آبکاری، سیل ٹیکس افسروں اور
چیف انجینئروں سے بہتر اور کوئی نہیں دے سکتا۔ یوں
تو عہدہ دارانِ مال اور بندوبست کے خدمات بھی مفید
ثابت ہو سکتے ہیں لیکن ترجیح بہرحال مہتممانِ آبکاری
اور عہدہ دارانِ تعمیرات کو حاصل ہے۔ اس سلسلہ میں یہ
کہنا کوئی مبالغہ نہیں کہ آبکاری، سیل ٹیکس اور تعمیرات
کے عہدہ داروں نے اس فنِ شریف کو معراجِ کمال پر
پہنچا دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان ہی عہدہ داروں کی
بدولت آج ہم ہمارے علومِ رشوت کو ساری دنیا کے
علومِ رشوت کے آگے بغیر نظرِ ثانی کیے [illegible]

کر سکتے ہیں۔ اگرچہ کہ آزادی کے بعد ہم ہندستانی کیمیا، طبعیات، نباتیات، ایجادات اور فلکیات وغیرہ میں کوئی قابل فخر کارنامہ نہیں دکھا سکے لیکن حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ فلسفہ شوت میں نہ صرف نظری بلکہ عملی طور پر بھی ہم نے جو ترقی کی ہے وہ اس مکمل علم کے جو بہترین نمونے پیش کئے وہ بیانات سے بالاتر ہیں اسکی مثال یورپ کی موجودہ اور گذشتہ تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس فن کے ایسے ایسے ماہرین ہمارے ملک میں گزرے ہیں اور موجود ہیں کہ جن پر یہ شوت ستانی کی تاریخ ابد الآباد تک فخر کرتی رہے گی۔ میری رائے میں راشیوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے مرکز میں اور تمام ریاستوں میں انجمنیں قائم کی جانا بھی مناسب ہے مثلاً آندھرا پردیش میں "انجمن رشوت ستانان آندھرا پردیش" کے نام سے ایک انجمن قائم کی جا سکتی ہے۔ اس انجمن کی صدارت کے لئے کسی نامی منسٹر، ایکسائز یا کسی چیف انجینئر تعمیرات کے خدمات حاصل کئے جا سکتے ہیں یا انہی کسی کو ایک سکریٹری بھی ہونا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے ایک ہفتہ وار رکن ڈیلیگیشن داخل کیا جا سکتا ہے اس آرگن کا نام "رشوت" ہفتہ وار رکھا جائے تو اسم با مسمی ہو سکتا ہے بہر حال اب وقت آگیا ہے کہ ہم عملی طور پر اس فن شریف کی بقاء کے لئے کچھ کریں۔

ایکسپرٹ از نوری ٹیڑ سیم روحانی لنترگاہ سے بولی سے نہیں ابھی آپ ڈاکٹر فالسہ حیدر آبادی کی تقریر سن رہے تھے اب ہمارے کنسرٹ کا وقت

[illegible] آپ چلئے ویں آئیے ہم کہتے [illegible]

کنگ کوٹھی میں صاحبزادی سلمیٰ بیگم صاحبہ کا عقد مبارک

حیدرآباد :- ۲۰ ذی الحجۃ الحرام۔ آج صبح کے ۹ بجے صاحبزادہ نواب کاظم جاہ مرحوم کی صاحبزادی جنابہ سلمیٰ بیگم صاحبہ کا عقد مبارک نواب میرزا ذرعلی خان صاحب فرزند نواب میر حسین علی خان صاحب مرحوم (دبیلین پلے) کے ساتھ کنگ کوٹھی مبارک میں بموجودگی و سرپرستی سرکار حق آگاہ ہوا۔
سرکار حق آگاہ کی سواری شہزادی پاشاہ صاحبہ و علی پاشاہ، نذری باغ سے رونق افروز کنگ کوٹھی مبارک ہوئی۔ پاشاہ داماد (علی پاشاہ) نے موٹر سے اتر کر راجہ بہادر ایس۔ این۔ ریڈی صاحب کے ساتھ سواری شاہانہ کے استقبال کی عزت حاصل کی۔ سرکار حق آگاہ کی تشریف آوری کے ساتھ مراسم عقد کا آغاز ہوا۔ محفل عقد میں اکثر اراکین خاندان سرکار و عہدہ داران پرائیویٹ اسٹیٹ و نظام ٹرسٹ کے علاوہ سید العلما و مولوی سید علی نقی صاحب قبلہ نجفی مجتہد لکھنوی، سید ابوالعظیم آقای سید شاہ عباس منصوری آل نبیں؟ نواب تراب یار جنگ بہادر، نواب عنایت جنگ بہادر، نواب میر مظہر علی خان صاحب، نواب فطرت جنگ بہادر، جناب قمر عابدی صاحب اور ڈاکٹر ولی گھرے بھی شریک تھے۔
حسام العلما، آقای شیخ ابو القاسم صاحب قبلہ نے دولھا کی طرف سے اور مولوی سید اصغر حسن صاحب قبلہ نجفی امام الجمعۃ والجماعت مسجد جعفری نے دلھن کی طرف سے خطبہ ارشاد فرمایا اور صیغہ نکاح جاری کیا۔ بعد عقد سرکار حق آگاہ نے دولھا کی گلپوشی کی دولھا نے نذر گزرانی اور تعظیم بجالانے کی سعادت حاصل کی۔ دولھا کے نذر گزرانے کے بعد دولھا کے والد بزرگوار اور نواب محمد افضل علی خان بہادر نور الامرائی نے پیش کشی نذور کی عزت حاصل کی۔ ہندوستان کے مشہور آرٹسٹ مصور جنگ راجہ دین دیال اینڈ سنس نے اس مسرت آگین تقریب کی مختلف تصویریں لیں۔ دعوتیوں کی تواضع پر تکلف عصرانہ سے کی گئی۔ اس مسرت میں یتیموں کو کھانا بھی کھلایا گیا۔ یہ تقریب سادگی کے باوجود پوری شان و رونق اور دلفریبی لئے ہوئے تھی۔
ہم ادارہ شیراز کی جانب سے سرکار حق آگاہ کی خدمت میں مبارک باد پیش کرنے کی عزت حاصل کرتے ہیں۔

مبارک باشد و باشد مبارک

جناب پنڈت کرشن چند صاحب

سیکنڈ ہینڈ کار!

مجھے شروع ہی سے سیکنڈ ہینڈ چیزوں کا شوق رہا ہے۔ بچپن میں استاد جو سبق پڑھاتے وہ میں خود سے نہ لکھتا تھا بلکہ کسی ہم جماعت کی کاپی سے نقل کر لیا کرتا تھا۔ گھر سے اسکول کی نئی کتابوں کے لئے جو پیسے ملتے تھے ان سے نئی کی بجائے سیکنڈ ہینڈ کتابیں خرید لیتا تھا۔ حد یہ ہے کہ ان دنوں میرے دوست بھی سیکنڈ ہینڈ ہوتے تھے یعنی کسی نے تعارف کرا دیا تو دوستی ہو گئی خود سے کسی کو دوست بنانے کی کبھی جرأت نہیں ہوتی۔ دراصل میری جو یہ شامت آئی ہے تو بچپن سے چلی آ رہی ہے اور اب تک چلی آ رہی ہے

اب اس کا کیا کیجئے کہ بڑے ہو کر بچپن کی بری عادتیں اس قدر پختہ ہو جاتی ہیں کہ عادت ثانیہ بن جاتی ہیں اور پھر انسان کو اپنی خامیوں میں مزا آنے لگتا ہے شامت کی سب سے بڑی علامت یہی ہے۔ اب مجھے دیکھئے جو لطف مجھے کسی پرانی سیکنڈ ہینڈ کتاب سے ملتا ہے وہ کسی نئی کتاب سے حاصل نہیں ہوتا۔ ایک تو سیکنڈ ہینڈ کتاب خریدنے میں کس قدر تردد کرنا پڑتا ہے گھنٹوں کباڑیے کے کوڑے میں ہاتھ ٹوئیاں مارتے رہئے پھر جب مایوس ہو کر کتابوں کے ڈھیر میں سے یوں ہی ایک کتاب اٹھا لیتے ہیں تو جلد غائب

مصنف کے نام کا کچھ پتہ نہیں [illegible] آپ [illegible] ایک آدھی [illegible] کا ٹکڑا [illegible] اور آپ چونک اٹھتے ہیں۔ ارے یہ تو وہی کتاب ہے جسے [illegible] عرصہ سے ڈھونڈ رہا تھا۔ آپ کا خوشی کے مارے [illegible] گیا آپ کی مسرت کو دیکھ کر زیادہ دام نہ مانگ لے اس لئے بعد کمال [illegible] سے جو بھاؤ شروع ہوتا ہے وہ لطف بھلا کسی نئی کتاب بیچنے والے کے ہاں کہاں ملے گا؟ وہاں تو دام مقرر، مصنف کا نام معلوم، جلد پوشش کی سلامت ہے۔ غرض اس قدر بنی تلی اصولوں کی پابندی کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کتاب نہیں خرید رہے ہیں بلکہ [illegible] ہیں چنانچہ اب تو یہ عادت اتنی پختہ ہو چلی ہے کہ کار تک ہر چیز میں سیکنڈ ہینڈ خریدنے کی کوشش لگا رہتا ہوں اور جب سیکنڈ ہینڈ نہ ملے تو نئی لیتا ہوں اور اپنی اس عادت کی وجہ سے مستقل شامت میں گرفتار رہتا ہوں۔

گزشتہ دنوں مجھے ایک کار کی ضرورت تھی نئی موٹروں کے بہت سے ماڈل دیکھے ہر ماڈل ایسا کہ سینے سے لگا لینے کے قابل۔ ایک گاڑی دیکھی جو دن میں ڈرائنگ روم اور رات میں بیڈ روم کا کام انجام دے سکتی تھی۔ ایک گاڑی میں دو انجن لگے ہوئے دیکھے ایک فیل ہو جائے تو دوسرا کام کرنے لگے۔ ایک گاڑی دیکھی جس کا سارا جسم پلاسٹک کا بنا ہوا تھا۔ سنا ہے اگلے سال نائیلون کی بنی ہوئی گاڑیاں آئیں گی جنہیں انجن سے الگ کر کے لانڈری میں دھلنے کے لئے دیا جا سکے گا!

موٹر بیچنے والوں کے ہاں میری بڑی آؤ بھگت ہوتی ان دنوں موٹر کا دلال بھی خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا [illegible]

[illegible] آئس کریم، چائے، پان اور سگریٹ
[illegible] بہت سے بیوقوف تھیں میری مالی
[illegible] موٹر اقساط پر دینے کو تیار تھے
[illegible] نہیں ہوا تھا پھری۔ ڈیڑھ سو روپے ماہ کے چکر لگانے
ایک روز [illegible] دلال نے مجھ سے کہا
آپ کس قسم کی موٹر چاہتے ہیں؟
میں نے کہا سنو! میں ایک کپ چائے پی لوں تو دن بھر
[illegible] رہتا ہوں ایسی ہی میں موٹر بھی چاہتا ہوں جس
میں پٹرول ڈالوں تو دن بھر چلتی رہے میرا رنگ
[illegible] دیکھتا ہے ایسا تو نہیں ہے کہ اسے دیکھ کر
[illegible] میری موٹر کا رنگ بھی ایسا ہی
دیکھ کر کسی فلم کی ہیروئن کا خیال نہ
آئے تو یہ اسے۔ آہ دنیا فانی ہے
[illegible] ایک لمحہ میں فیصلہ ہے
[illegible] پانی ہے
[illegible] بولا بس بس میں سمجھ گیا آپ ایک
[illegible] خریدنا چاہتے ہیں۔
[illegible] کی تلاش بسیار کے بعد ہم نے ایک
سیکنڈ ہینڈ کار خرید لی۔ دیکھئے صاحب! اگر آپ اس
[illegible] رہے ہیں کہ یہاں میں سب کے سامنے اپنی
[illegible] بیان کروں گا تو آپ سب غلطی پر ہیں۔
[illegible] نہیں ہوتیں۔ کون انسان یا کونسی گاڑی ایسی
[illegible] پاک ہے۔ میری سیکنڈ ہینڈ گاڑی
[illegible] نے بیسے نقص ہوں گے مگر صاحب چلتی ہے
[illegible] کا نام گاڑی ہے
میری گاڑی کا رنگ ہلکا اودا ہے انجن اور مڈگارڈ

پر ہلکا ہے اور درمیان کی پارٹی پر اودا ہلکا ہے اور اوپر
ہیں جہاں سامان رکھا جاتا ہے۔ بالکل ہلکا ہے بلکہ
سیاہی مائل ہے بلکہ جب سڑک پر گزرتے ہوئے
سورج کی شعاعوں میں یہ گاڑی چمک اٹھتی ہے حالانکہ اس میں
سورج کی کرنوں کو کافی محنت کرنی پڑتی ہوگی پھر صاحب
جب بجلی یہ چمک اٹھتی ہے تو ایک رنگ کی بجائے کئی
رنگ آنکھوں میں گھوم جاتے ہیں شاید یہ گاڑی کا پیچھے
اپنی مختصر سی زندگی میں ہر رنگ دیکھتا ہے۔ یہ وہ سچ
ہے جو ہر رنگ میں چلتی ہے بلکہ چلتی ہے
میری گاڑی کی سیٹوں میں اسپرنگ نہیں ہے
شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اس گاڑی کے پچھلے مالک کے
دماغ میں جتنا بھوسہ تھا وہ سب اس نے اٹھا کر اس
گاڑی کی سیٹوں میں بھر دیا ہے۔ مگر صاحب اس بھوسہ کے
اوپر چمڑے کی جو سیٹیں ہیں وہ بہت عمدہ ہیں اور کسی خوشامدی
کی کھال کی طرح چکنی اور دبیز ہیں
میری گاڑی میں اسپرنگ نہیں۔ تو کیا ہوا
بریک بھی تو نہیں ہیں حالانکہ سنتے ہیں کہ گاڑیوں میں بریکوں
کا ہونا ضروری ہے مگر ہم نے تو آج تک ان کی ضرورت
محسوس نہیں کی۔ یہ الگ بات ہے کہ ہماری گاڑی بریک
ہوتی رہتی ہے کیونکہ اس میں بریک نہیں ہیں۔ مگر صاحب
ہمیں کبھی ان بریکوں کی حاجت نہیں ہوتی۔ یہ گاڑی سڑک
پر اس قدر اٹھلاتی ہوئی چلتی ہے کہ آپ بڑے اطمینان
سے گاڑی سے اتر کر نکڑ کی دوکان سے پان کھا کر پھر
اس گاڑی پر بیٹھ سکتے ہیں کسی پہاڑی ٹٹو کی طرح!
جس دن سے میں نے اس گاڑی کو خریدا ہے
ایک نہ ایک مصیبت میری جان کو لگی رہتی ہے سب سے پہلے

تو یہ ہوا کہ میری گاڑی کو بمبئی کی سڑکوں پر گھومتا دیکھ کر میرے نام ایک نوٹس آیا محکمہ آثار قدیمہ کی طرف سے!

"وجہ بیان کرو کہ یہ گاڑی تمہارے پاس کیوں ہے؟ اور کیوں نہ اسے ہمارے محکمے کی تحویل میں دے دیا جائے!؟" بڑی مشکل سے میں نے محکمۂ آثار قدیمہ والوں سے پیچھا چھڑایا کہ جناب گھر والوں نے اٹھا مارا۔ ان کا اصرار یہ تھا کہ یہ گاڑی ضرور کسی عجائب گھر سے چرائی ہوئی ہے آخر بڑی مشکل سے میں نے انہیں بھی قائل کیا کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

میں اس گاڑی کی تاریخی عظمت سے انکار نہیں کرتا لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ جونہی میں اسے کسی بازار میں روک کر کھڑا کرتا ہوں اور خود کسی دوکان میں گھس جاتا ہوں اور سودا لے کر واپس آتا ہوں تو چند منٹوں ہی میں لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ اسے دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔

مجھے بے حد غصہ آتا ہے ایسا لگتا ہے کوئی گرا پڑا غیر معروف آدمی نہیں ہوں مگر لوگ مجھے ایسے میں اور میری گاڑی کو حیرت سے دیکھتے ہیں۔ کوئی اسے وہیل چیئر کا بچہ بتاتا ہے، کوئی اسے ٹرام کی بیٹی سمجھتا ہے، اکثر لوگوں کی تو سمجھ ہی میں نہیں آتا ہے کہ یہ کیا چیز ہے!

ایک بار کیا ہوا میں چوپاٹی سے گزر رہا تھا اس دن چوپاٹی پر کسی مشہور لیڈر کا فنکشن تھا۔ میں چوپاٹی کے قریب گاڑی روک کر دہی بڑے کی چاٹ کھانے لگا اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ایک کر کے لوگ لیڈر کے جلسے سے اٹھ کر چلے آ رہے ہیں اور میری گاڑی کے گرد جمع ہوتے جا رہے ہیں تھوڑی ہی دیر میں سارا مجمع میری

گاڑی کے گرد آ گیا اور [illegible] اکیلا کھڑا رہ گیا۔

دوسرے دن اخباروں میں لیڈر نے [illegible] ہتک کا دعویٰ دائر کر دیا کہ [illegible] درہم برہم کر دیا تھا اور اس کی [illegible] ہو گئی تھی بہت بڑا الیکشن [illegible] کا نوٹس تھا۔

بڑی مشکل سے میں نے معافی [illegible] اور اس دن سے قسم کھائی کہ جہاں [illegible] جلوس ہمارے شہر میں ہے [illegible] سڑک پر نہ نکالوں گا۔ خواہ مخواہ کسی کا [illegible] مارنے سے کیا فائدہ؟

اس گاڑی کی ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ اس کے پرزے کبھی نہیں گھستے اور اگر گھستے ہیں تو [illegible] پہلے انگلینڈ میں ملتے تھے اب وہاں بھی [illegible] تو دنیا کے کسی ملک میں نہیں ملتے۔ جانے [illegible] ہے؟ اتنے برسوں میں ملکوں اور قوموں کا [illegible] گیا مگر ہماری گاڑی کا سانچہ نہیں بدلا [illegible] لوہار سے خاص طور پر لوہا گلا کر اس کے [illegible]

اس گاڑی کی ایک مصیبت [illegible] جہاں اس نے کسی بس اسٹاپ کے [illegible] کو کھڑے ہوئے دیکھا بس وہیں [illegible] اسے لاکھ آگے چلاتا ہوں، اسٹیرنگ [illegible] گھماتا ہوں، ریس کرتا ہوں، ہینڈل [illegible] صاحب جو یہ گاڑی اپنی جگہ سے ایک [illegible] جہاں آپ نے اس خوبصورت لڑکی [illegible]

تو دو پیٹے [illegible]
انسان ہوں۔ مگر اس گاڑی تک کیا کہئے جو استقامت کی صورت واقع ہوئی ہے۔ کبھی اس کا ہلتا ہوا رعشہ زدہ گاڑی کی بوڑھی آنکھوں پیلے لامش کو دیکھ کر مجھے غالب کا وہ شعر یاد آجاتا ہے ؎

گو ہاتھ میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

اس گاڑی کی اور تو سب مصیبتیں خیر میں برداشت کر بھی لوں اور کر بھی لیتا ہوں لیکن اس گاڑی کا سب سے بڑی شامت اسکے پچھلے مالک ہیں۔ ایک بار میں ایک دوست کے بنگلہ پر اس سے ملنے گئے لئے گیا چند منٹ کا کام تھا فوراً واپس آگیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گداگر مسکین صورت پھٹے چیتھڑوں میں لپٹا ہوا ایک عجیب انداز سے میری گاڑی کی طرف دیکھ رہا ہے۔ میں نے پوچھا "کیا بات ہے بھائی؟"

وہ گداگر میری طرف عجیب نظروں سے دیکھنے لگا تھوڑی دیر کے بعد وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگا، پھر رک رک کر رونے لگا، میں نے اس گداگر سے کہا "
"اے میرے نیک صورت! تو پہلے ہنسا کیوں؟ پھر رویا کیوں؟ یہ قصہ کیا ہے!؟"

اس گداگر نے زور سے ایک آہ بھری اور بولا "ایک زمانہ وہ تھا جب میں اس گاڑی کا مالک تھا۔ وہ زمانہ یاد کر کے میں ہنسا"

"اور روئے کیوں؟ میں نے پوچھا
"رویا اسلئے" وہ گداگر بولا "کہ جسطرح میرے پاس یہ گاڑی نہ رہی ایک دن تمہارے پاس بھی نہ رہے گی!"

میں نے گداگر کو دعائیں دی اور گاڑی لیکر آگے بڑھ گیا۔

ایک بار ایک صاحب ریلوے اسٹیشن کے باہر مجھے مل گئے اور بولے میں اس گاڑی کی تلاشی لینا چاہتا ہوں میں نے کہا کہ وارنٹ دکھایئے، بولے کہ وارنٹ تو نہیں ہے میرے پاس لیکن یہ جان لیجئے کہ آج سے دس سال پہلے میں اس گاڑی کی سیٹ پر ایک روپیہ رکھ کر بھول گیا تھا بعد میں میں نے یہ گاڑی بیچ دی مگر اس وقت مجھے روپیہ کا خیال نہ رہا۔ جب اسکا نیا مالک اسے لیکر چلا گیا بعد میں میں نے کئی بار اسے ڈھونڈھنے کی کوشش کی مگر یہ گاڑی اپنے مالک بدلتی رہی اور میں بھی بمبئی سے باہر چلا گیا تھا آج آیا ہوں، غریب و نادار مسافر ہوں۔ گاڑی کی تلاشی دے دیجئے اگر میرا روپیہ مل گیا تو آپکی جان و مال کو دعا دونگا میں کیا کرتا بھائی! اب اجازت دینا پڑی۔ اس آدمی نے چمڑے کی سیٹیں کھول کر سارا بھوسہ چھان مارا۔ کئی صدیوں کی باس تھی اس بھوسہ میں، کہاں اب وہ بھوسہ رہا تھا؟ جس طرح چٹانوں میں لاکھوں سال دبے رہنے سے عالم نباتات کے پودے کوئلے میں تبدیل ہوجاتے ہیں اسیطرح سیٹوں کا بھوسہ بھی کیمیائی عمل میں کوئلے کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ بہت سا بھوسہ چھاننے کے بعد آخر اس آدمی کو اپنا روپیہ مل ہی گیا۔ چلا کر بولا۔ یہ دیکھو میرا روپیہ! حلال کا روپیہ تھا اسلئے مل گیا۔

اس دن سے میں سوچ رہا ہوں کہ ایک روز اس گاڑی کو سر سے پاؤں تک کھول کر دیکھوں۔ ممکن ہے کسی منچلے نے اسکے اندر دفینہ چھپا رکھا ہو۔ مگر دفینہ ڈھونڈھنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ ہوا یہ کہ ایک روز جب میں گھر سے دفتر جانے کیلئے باہر نکلا تو



کیا دیکھتا ہوں کہ دو آدمی مزے سے اس گاڑی سے ٹیک لگا کر اس طرح آرام سے باتیں کر رہے ہیں جیسے انکے باوا کی گاڑی ہو۔ ایک صاحب جو لمبے تھے دوسرے جو چھوٹے قد کے تھے کہہ رہے تھے۔

"تمہیں یاد ہے بھئی! یہ گاڑی ہمارے باوا کی تھی؟ یاد ہے اس گاڑی میں تمہارے چار بڑے بھائی بیمار ہوکر اسپتال گئے تھے اور مرنے کے بعد اسی گاڑی میں واپس لائے گئے تھے"

لانبا آدمی بولا "میرے باپ نے تمہارے باپ سے یہ گاڑی خریدی تھی مگر دس مہینے بعد ان کا انتقال ہوگیا اسکے بعد اس گاڑی کو دل سکھ بھائی نے خریدا تھا لیکن خریدنے کے بعد آٹھ ماہ میں ان کا دیوالیہ نکل گیا۔"

"عجیب منحوس گاڑی ہے یار! یہ اپن کو کیا؟ لینے پاس اب تھوڑی ہے؟"

وہ تو یہ گفتگو کرکے چلے گئے، میں تھر تھر کانپنے لگا میں اسی وقت اس گاڑی کو لے کر ماروے برج پر پہونچ گیا اور اسے دھکا دے کر کھڈ کے نیچے گرا کر چلا آیا۔ گھر آکر بڑے اطمینان کا سانس لیا۔ خس کم جہاں پاک!

مگر دوسرے ہی دن ایک خطرناک بھوں بھوں کی آواز سنائی دی! باہر جاکر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بھوتنی برتانی گاڑی صحیح سلامت حالت میں دروازے کے باہر کھڑی ہے اور ایک مستری چلا کر کہہ رہا ہے، "تمہاری گاڑی ماروے کے کھڈ میں مجھے مل گئی میں اسے ٹھیلا کر یہاں لایا ہوں"

میں نے پوچھا "کھڈ میں گر کر بھی کہیں ٹوٹی!"

"اسکے نہیں بھائی بالکل ٹھیک ہے۔ چاہو تو چلا کر ابھی دیکھ لو! ایک پرزہ کہیں سے نہیں ہلا"

یہی تو سب سے بڑی مصیبت ہے میں تو اس گاڑی کو چھوڑتا ہوں مگر ــ؟ یہ گاڑی مجھے نہیں چھوڑتی ــ!

امریکی لڑکی نے بھی عثمانیہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی

مینا پولس (مینے سوٹا) ۲۶ رمئی۔ مینے سوٹا یونیورسٹی میں بین الاقوامی امور کی ایک گریجویٹ طالبہ میری این رشک ہندوستان کی عثمانیہ یونیورسٹی میں ایک سمسٹر کے لئے تعلیم حاصل کرے گی۔ وہ دونوں یونیورسٹیوں کے تبادلے کے پروگرام کی شرائط کے تحت تعلیم کے لئے جائیں گی۔

مینے سوٹا یونیورسٹی کی (۲۲) سالہ انڈر گریجویٹ اس پروگرام کے تحت عثمانیہ میں تعلیم حاصل کرنے والی پہلی امریکی لڑکی ہوگی جو گذشتہ برس جوابی بنیاد پر شروع کیا گیا تھا۔

برطانیہ کی خبریں

کامن ویلتھ ملکوں کے معاشی افسران کی میٹنگ لندن میں

معلوم ہوا ہے کہ کامن ویلتھ ملکوں کے سینئر معاشی افسران عنقریب لندن میں تجارتی و معاشی امور پر تبادلہ خیالات کریں گے۔ اس میٹنگ میں کامن ویلتھ کے آزاد ملکوں کے نمائندوں کے علاوہ نوآبادیات کے نمائندے بھی شریک ہوں گے۔ ایک اطلاع کے مطابق جنوبی افریقہ کی حکومت نے کہا ہے کہ وہ اس میٹنگ میں شرکت کی دعوت قبول نہیں کر سکے گی۔ برطانوی عمارت خزانہ کے جوائنٹ مستقل سیکریٹری سر فرینک لی میٹنگ کی صدارت کے فرائض انجام دیں گے۔ آج سے تین سال قبل مانٹریل (کینڈا) میں کامن ویلتھ تجارتی و معاشی کانفرنس نے فیصلہ کیا تھا کہ وقفوں سے کامن ویلتھ ملکوں کے معاشی افسران کی میٹنگیں منعقد کی جائیں۔ لندن کی کانفرنس اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

لندن میں جشن رقص!

ایک اطلاع کے مطابق کامن ویلتھ ملکوں کے طلبا کامن ویلتھ ٹیکنیکل ٹریننگ ہفتہ کے موقع پر لندن میں مجلس رقص منعقد کریں گے۔ ڈیوک آف ایڈنبرا جنھوں نے ہفتہ کی رسم افتتاح ۲۹ رمئی کو ادا کی ہے، مجلس رقص رائل فیسٹیول ہال میں منعقد کی جائے گی۔ اور اس کے بعد لندن کاونٹی کونسل کے چیرمین مسٹر ہیرالڈ شیرمین ایک استقبالیہ دیں گے۔ کامن ویلتھ ملکوں کے ہائی کمشنر استقبالیہ اور مجلس رقص میں اعلیٰ مہمانوں کے طور پر شامل ہوں گے۔ ٹیکنیکل ٹریننگ ہفتہ کامن ویلتھ کے ۳۷ ملکوں اور ماتحت علاقوں میں ایک ہی وقت میں منایا جا رہا ہے۔ ہندوستان میں یہ ہفتہ ستمبر اور اکتوبر میں منایا جائے گا۔ مجلس رقص میں پانچ بینڈ باجے بجائے جائیں گے اور ایک بین الاقوامی کیبرے بھی پیش کیا جائے گا۔

ہندوستان کے چیف جسٹس کا برطانوی دورہ

ہندوستان کے چیف جسٹس مسٹر بی۔ پی سنہا ۶ رجون کو برطانیہ پہنچ رہے ہیں۔ برٹش کونسل نے ان کے لیے دو ہفتے کا پروگرام مرتب کیا ہے۔ برطانیہ میں اپنے قیام کے دوران میں مسٹر سنہا پریوی کونسل کی ایک میٹنگ میں شرکت کریں گے اور ہاؤس آف لارڈز اور ہاؤس آف کامنز کی بحثوں کو سنیں گے۔ ہندوستانی ہائی کمشنر مسز وجے لکشمی پنڈت ۱۳ رجون کو لندن میں اُن کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیں گی۔ مسٹر سنہا آکسفورڈ، کیمبرج اور ایڈنبرا جائیں گے۔ اُن کے پروگرام میں کئی دیگر مصروفیات بھی شامل ہیں۔

للہ سیوا نر اہل حق کا ترجمان اور صاحبان ذوق کا اخبار ہے

لِنڈن جانسن کی پارٹی میں دو سرکردہ خواتین

امریکہ کے نائب صدر لِنڈن بی جانسن کے جنوب مشرقی ایشیا، ہندوستان اور پاکستان کے موجودہ دورے میں جو پارٹی اُن کے ہمراہ ہے اس میں دو ایسی خواتین بھی شامل ہیں۔ جنہیں سفر و سیاحت کا بڑا تجربہ حاصل ہے۔ ایک تو نائب صدر کی بیوی مسز جانسن ہیں جنہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ ۱۹۳۷ء کی انتخابی مہم میں سفر و سیاحت کی ابتدا کی۔ دوسری مسز سٹیفن سمتھ ہیں جو امریکی ترقیاتی قرضہ فنڈ کے ایک افسر کی شریکِ حیات اور صدر کینیڈی کی سب سے چھوٹی بہن ہیں۔

مسز سمتھ

۳۲ برس کی مسز سمتھ نے پچھلے برس اپنے بھائی کی صدارتی انتخابی مہم کے سلسلے میں وسیع پیمانے پر دورے کئے اور تقریریں کیں۔ مسز سمتھ جوزف پی کینیڈی اور اُن کی بیوی مسز روز فٹزجیرالڈ کینیڈی کی نو میں سے آٹھویں اولاد ہیں۔ آپ کو ابتدائی عمر ہی میں سیاسی اور بین الاقوامی زندگی سے متعارف ہونے کا موقعہ ملا۔ آپ کی والدہ بوسٹن کے ایک میئر کی بیٹی تھیں۔ جین کینیڈی کی نوجوانی کا کچھ حصہ لندن میں بھی گزرا ہے۔ جہاں آپ کے والد جوزف کینیڈی ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۰ء تک امریکہ کے سفیر تھے۔ جین کینیڈی جو کانوینٹ کی تعلیم یافتہ ہیں، کچھ عرصہ شکاگو میں اپنے والد کے ایک [illegible] شکاگو مرچنڈائز مارٹ میں تعلقاتِ عامہ [illegible] حاصل کرنے کے لئے کام کرتی رہیں۔ اس [illegible] میں آپ ایک دینی تنظیم "کرسٹوفرز" سوسائٹی [illegible] کار کے طور پر کام میں لاتی رہیں۔ مسز سمتھ کے [illegible] ۱۹۵۶ء میں شادی کے وقت سے [illegible] کی ایک جہاز راں کمپنی سے ایگزیکٹو [illegible] آپ [illegible] دی کینیڈی (جونیئر) فاؤنڈیشن کی ممبر [illegible] رفاہِ عامہ کی ایک تنظیم ہے۔ اپنے بھائی کی [illegible] انتخابی مہم میں ان کی سرگرمیوں کے علاوہ آپ کے [illegible] مسٹر سمتھ بھی واشنگٹن میں انتخابی مہم کے [illegible] ایڈمنسٹریٹر کے طور پر خدمات بجا لانے [illegible] دو بیٹے ہیں ایک تین برس کا اور دوسرا آٹھ [illegible]

مسز جانسن

مسز لنڈن جانسن امریکی کانگریس کے ایک [illegible] بیوی اور دو لڑکیوں کی ماں کی حیثیت سے [illegible] اپنا دوہرا کردار کامیابی کے ساتھ نبھا رہی ہیں۔ [illegible] کے علاوہ آپ مختلف میونسپل منصوبوں میں بڑی [illegible] سے کام کرتی رہی ہیں اور ایک تجربہ کار [illegible] خاتون ہیں۔ آپ ۱۹۳۰ء میں ٹیکساس یونیورسٹی میں [illegible] ہوئیں۔ ۱۹۳۳ء میں گریجویٹ بنیں۔ ۱۹۳۴ء میں [illegible] کی ڈگری لی اور اسی برس نومبر میں سان انٹونیو میں مسٹر لنڈن جانسن سے شادی کی۔ ۱۹۳۷ء میں [illegible] کی نشست کے لئے اپنے شوہر کی کامیاب انتخابی مہم میں بڑا اہم حصہ لیا۔ دوسری عالمی جنگ میں جب آپ [illegible]

...صبر بحر الکاہل کے جنگی محاذ پر فوجی خدمات بجا لا رہے تھے آپ ان کے کانگریسی دفتر کی دیکھ بھال کرتی رہیں۔ جس کے لئے آپ نے کوئی مشاہرہ نہیں لیا۔ سنہ ۱۹۶۰ء میں نائب صدر کے انتخاب کے وقت مسز جانسن بردہ پرسی کے بعد کانگریس کے ممبر منتخب ہوتے رہے سنہ ۱۹۶۰ء کے صدارتی انتخاب سے بہت پہلے سے مسز جانسن ٹیکساس ریاست کے تمام ضلعوں اور علاقوں میں اپنے شوہر کے ساتھ ڈیموکریٹک پارٹی کی طرف سے دورے کرتی اور پبلک میں آتی رہیں۔ آپ کی یہ سرگرمیاں صدارتی انتخاب مہم کے خاتمے تک جاری رہیں۔ آپ کی پہلی لڑکی لنڈا برڈ سنہ ۱۹۴۴ء میں اور دوسری لڑکی لوسی بینز سنہ ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوئی۔ مسز جانسن کو کاروبار میں پہلا تجربہ اس وقت حاصل ہوا جب آپ نے الاباما فارم کا انتظام سنبھالا جو آپ کو ورثے میں ملا تھا ۱۹۴۲ء میں آپ نے آسٹن ٹیکساس میں ایک چھوٹا سا ریڈیو سٹیشن (ای۔ ٹی۔ بی۔ سی) خریدا۔ آج آپ ایل بی جے کمپنی کے بورڈ کی چیرمین اور دو بڑے ٹیلی ویژن ریڈیو سٹیشنوں اور چار چھوٹے ریڈیو سٹیشنوں کی مالک ہیں۔

مسز جانسن کانگریسی ممبروں کی بیویوں کی رفاہ عامہ اور پبلک خدمات کی جماعتوں خاص کر انٹرنیشنل نیبرس آرگنائزیشن میں سرگرمی سے حصہ لیتی رہی ہیں۔ یہ تنظیم کانگریسی ممبروں اور سفیروں کی بیویوں پر مشتمل ہے جو (۱) سطح پر بین الاقوامی تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ آپ کے بین الاقوامی سفر کا آغاز سنہ ۱۹۵۲ء میں ہوا جب آپ اپنے شوہر کے ساتھ پیرس گئیں۔ جو وہاں شمالی اٹلانٹک معاہدے کے سلسلے میں امریکی نمائندے کی حیثیت سے گئے تھے۔ سنہ ۱۹۶۰ء میں ٹیکساس میں اپنے ایل بی جے فارم میں میکسیکو کے صدر لوپیز کی بیوی کی میزبان رہیں اور اسی طرح آپ نے جرمنی کے چانسلر ایڈ ناور کی بھی مہمان نوازی کی۔ موجودہ دورے سے پہلے آپ اپنے شوہر کے ساتھ سینیگل افریقہ کی خود مختاری کی تقریب میں شمولیت کے لئے گئی تھیں ان دوروں میں حاصل کئے گئے تجربوں کی روشنی میں آپ نے خواہش ظاہر کی کہ موجودہ دورے میں آپ کا سرکاری پروگرام کافی کھلا رکھا جائے تاکہ آپ متعلقہ ملکوں کی راجدھانیوں سے باہر جا کر عام شہریوں سے غیر رسمی طور پر مل سکیں۔

جائزے اور تبصرے

امریکہ میں نسلی امتیاز کے خاتمے کی رفتار

"فریڈم رائڈرز" کے سلسلے میں البامہ میں حال میں جو فسادات ہوئے ہیں وہ امریکہ کی جنوبی ریاستوں میں نسلی اتحاد کی جانب تیز رفتار پیش قدمی کا پیش خیمہ ہو سکتے ہیں۔ گزشتہ برس کے دوران میں بھی جنوبی ریاستوں میں دھرنا مارنے کی تحریک کے سلسلے میں فسادات ہوئے تھے جس کا مقصد ہوٹلوں اور ریسٹورنٹوں وغیرہ میں نسلی امتیاز کو ختم کرنا تھا۔ دھرنا مارنے والوں کا فوری نشانہ وہ ہوٹل تھے جو صرف گوروں کے لئے مخصوص تھے۔ اور جنہیں پرچون سٹور چلا رہے تھے۔ اس کا کیا نتیجہ نکلا؟ گزشتہ ۱۴ مہینوں کے دوران میں جنوب (در حقیقت جنوب مشرقی امریکہ) کے ۱۲۹ شہروں میں نسلی اتحاد کی جانب کافی پیش قدمی ہوئی اور ان کے بعض ہوٹلوں اور ریسٹورنٹوں میں نسلی امتیاز ختم ہو گیا۔ بیشتر حالتوں میں دونوں نسلوں کے مقامی نمائندوں میں بلا اشتہار بات چیت ہوئی۔ اور اس کے نتیجے کے طور پر نسلی امتیاز ختم کر دیا گیا۔ جیکسنویلے (فلوریڈا) جنوبی امریکہ کا وہ شہر ہے جس کے ہوٹلوں اور دیگر پبلک مقامات میں حال میں نسلی امتیاز ختم ہوا ہے۔ اس شہر کی آبادی ۲ لاکھ ہے۔ اور اس کی ۳۰ کے قریب دوائیوں اور دوسری اشیا کی دکانوں میں ۲۶ اپریل کو نسلی اتحاد عمل میں آیا۔ جیکسن وِلے چیمبر آف کامرس اور نیگرو لیڈروں کے نمائندوں کے درمیان متعدد کانفرنسوں کے بعد نسلی امتیاز کے خاتمے کا معاہدہ ہو گیا۔ جیکسن وِلے میں لنچ اسٹینڈ کے خاتمے سے پہلے کے چھ مہینوں میں نسلی کشیدگی بڑھ گئی تھی۔ اور اس عرصے میں گورے لوگوں کے ایک گروپ نے دھرنا مارنے والے "نیگرو مظاہرین پر حملہ کر دیا تھا۔ فسادات کو دبانے کے لئے پولیس کے دستے بلا لئے گئے تھے۔ انتہائی جنوبی ریاست جارجیا کی راجدھانی اٹلانٹا میں جس کی آبادی ۵۰۰,۰۰۰ ہے ۷۰ دکانوں کے نیگرو لیڈروں کے ساتھ اس امر کے متعلق معاہدوں کا اعلان کیا ہے کہ وہ آیندہ ستمبر میں ہوٹلوں اور دوسرے کاروبار میں نسلی امتیاز ختم کر دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی اسی ستمبر میں اٹلانٹا کے پبلک سکولوں میں نسلی امتیاز ختم ہونا ہے۔ جنوبی امریکہ کے بہت سے شہروں اور قصبوں میں کشیدگی کی وجہ سے بہت سے ہوٹل اور دکانیں بند ہو گئی تھیں۔ لیکن یہ بڑھتے ہوئے دباؤ کا نتیجہ تھا۔ کہ نیگرو اور تجارتی لیڈروں میں بات چیت شروع ہو گئی۔ کئی شہروں میں میئروں نے تصفیوں پر غور کرنے کے لئے دو نسلی کمیٹیاں مقرر کیں۔ چنانچہ اس کے نتیجے کے طور پر بہت سے ہوٹلوں اور دوسری دکانوں نے رضاکارانہ طور پر نسلی امتیاز ختم کر دیا۔ جارجیا کے بہت سے ہوٹلوں اور دکانوں میں اسی ستمبر میں نسلی امتیاز ختم ہو جائے گا۔ لیکن چار جنوبی ریاستوں۔ لوئی سی آنا۔ مسیسپی۔ البامہ اور جنوبی کیرولینا نے ابھی تک ہوٹلوں میں نسلی اتحاد کے متعلق کوئی اعلان نہیں کیا۔

اس وقت موجودہ نسلی فسادات کا تعلق ... پر تعلق بسوں کی بین ریاستی آمد و رفت اور خصوصاً

برطانوی ریلوں کی نئی تحقیقی تجربہ گاہ

برطانیہ کے وزیر ٹرانسپورٹ مسٹر آرنسٹ مارپلز نے اپنے ایک بیان میں بتایا ہے کہ انہوں نے برطانوی ریلوں کی نئی انجینئرنگ تحقیقی تجربہ گاہ کی تعمیر کی تجویز منظور کرلی ہے۔ موصوف نے مزید بتایا کہ حکومت ملک کے ... نظام کو جدید طرز پر لانا چاہتی ہے اور اس کی کارکردگی کو زیادہ بہتر بنانے کی خواہشمند ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ اسے بہترین سائنسی اور فنی صلاح مشورہ کی سہولتیں بہم پہنچائے گی۔

... بسوں اور بس سٹیشنوں پر دیگر سہولیات ... ہے۔ جنوبی علاقائی کونسل نے جو ایک ... گروپ ہے گزشتہ برس سروے کیا تھا ... سٹیشنوں کے ویٹنگ رومز، ریسٹورنٹوں اور ... میں پہلی آمد و رفت میں نسلی امتیاز بہت حد تک ختم ہو گیا ہے۔ اس کے بعد تو بہت سے شہروں اور قصبوں کی ... بسوں میں نسلی امتیاز ختم ہو چکا ہے۔

۱۷ جنوبی ریاستوں اور ڈسٹرکٹ کولمبیا (واشنگٹن شہر) کے سکولوں میں نسلی اتحاد عمل میں آچکا ہے۔ یہاں کچھ دن بعد نیگروؤں کے لئے پہلے سرکاری طور پر الگ الگ سکول تھے۔ لیکن ۱۹۵۴ء میں عدالت عالیہ نے ایک فیصلے سے یہ رواج خلاف آئین قرار دیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس فیصلے کو عمل میں لانے کے لئے متعلقہ ریاستوں کو وقت مل گیا۔ جنوبی علاقائی کونسل کے اعداد و شمار کے مطابق امریکہ کی ۱۷ ریاستوں کے گورے طلبا کے لئے مخصوص اسکولوں میں اس وقت نیگرو طلبا کی تعداد ۴۳۰۱۷۸ ہے۔ اور ایسے ضلعوں میں جہاں دونوں نیگرو اور گورے لوگ رہتے ہیں ان کے سکولوں میں بھی نسلی امتیاز اٹھا دیا گیا ہے۔ اب تک صرف چار ریاستیں ایسی تھیں جن میں نسلی امتیاز ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔ ان میں سے ایک چارجیا ریاست میں اب ستمبر کے دنوں میں نسلی امتیاز اٹھا دیا جائے گا۔ اس طرح اب صرف تین ریاستیں رہ جائیں گی۔

پارلیمانی امور کے ماہر۔ لنڈن جانسن

امریکہ کے نائب صدر لنڈن جانسن جو ۸ ارمئی کو نئی دہلی پہنچے ہیں امریکہ کے ایک نہایت ہی مستند اور حیرت انگیز طور پر ذہین قانون ساز ہیں۔ آپکے متعلق مشہور ہے کہ آپ کا کبھی کوئی لفظ یا کام فضول نہیں ہوتا۔

امریکہ کے نائب صدر لنڈن جانسن جن کی عمر ۵۲ برس ہے، پارلیمانی امور میں ۲۳ برس کا تجربہ اور مہارت رکھتے ہیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ آپ سیاست ہی کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والد اور پڑدادا ٹیکساس میں ایوانِ نمائندگان کے رکن رہے ہیں۔ ۲۷ راگست ۱۹۰۸ء کو جب لنڈن جانسن سٹون وال (ٹیکساس) میں پیدا ہوئے تو آپ کے دادا نے پیش گوئی کی تھی کہ "یہ کسی دن امریکہ کا سینیٹر بنے گا۔" لنڈن جانسن ۱۹۳۲ء میں سیاسیات میں داخل ہوئے جب آپ کے وطنی حلقے ٹیکساس میں ایوان نمائندگان کی ایک نشست خالی ہوئی۔ کانگریس کے ممبر رچرڈ کلبرگ کے سیکرٹری کے طور پر تین برس تک کام کرنے کی بدولت آپ سیاست سے کسی قدر لذت آشنا ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ فوراً ہی انتخاب لڑنے کے لئے میدان میں اتر پڑے۔ اور نو امیدواروں کے مقابلے میں انتخاب میں کامیاب رہے اور پھر ۱۱ برس تک ایوان نمائندگان کے ممبر رہے۔ ۱۹۴۱ء میں آپ نے ٹیکساس کی سینیٹ کی نشست کے لئے انتخاب لڑا۔ یہ وہی نشست تھی جس پر آپ ایک خاص انتخاب میں گورنر اوڈینیل کے مقابلے میں کم ووٹ پانے سے ہار گئے۔ یہ آپ کی زندگی کی واحد سیاسی ہار تھی۔ ۱۹۴۸ء میں آپ دوبارہ سینیٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔ ایک سال بعد آپ کے ڈیموکریٹک ساتھیوں نے آپ کو سینیٹ کی اقلیتی پارٹی کا لیڈر منتخب کیا۔ آپ پہلے کم عمر آدمی تھے جنہیں اس عہدے کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ آپ کی عمر ۴۴ برس تھی۔ ۱۹۵۴ء میں جب ڈیموکریٹوں کو اکثریت حاصل ہوئی تو آپ اکثریتی پارٹی کے لیڈر بنے۔ سینیٹ میں قیادت کا موثر کردار ادا کرنے میں لنڈن جانسن نے بڑی شہرت حاصل کی۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ ایسے ٹھوس تعمیری قوانین کے لئے لڑتے رہتے جن سے مختلف میلانات رکھنے والے دوسرے ممبر بھی آپ کے حامی بنتے۔ آپ اس بات کے قائل ہیں کہ "سیاست ممکنات کا سائنس ہے۔" پچھلے سال لنڈن جانسن نے سینیٹ کے ڈیموکریٹک لیڈر کے طور پر جنوبی ریاستوں کی زبردست مخالفت کے باوجود شہری حقوق کا بل کامیابی کے مرحلوں سے گزارا۔ یہ آپ کی زبردست قابلیت ہی تھی جس کی بدولت سینیٹ نے ۱۸ ووٹوں کے مقابلہ پر ۷۱ ووٹوں سے ۱۹۶۰ء کے شہری حقوق کے بل کو ترمیم کے ساتھ منظور کیا۔ ۶ رمئی ۱۹۶۰ء کو یہ بل ملکی قانون کی صورت اختیار کر گیا۔ حکومت کے ساتھ کاروبار کرنے والی امریکی کمپنیوں میں تمام امریکیوں کے لئے ملازمت کے مساوی مواقع یقینی بنانے کے لئے صدر کینیڈی نے حال میں جو کمیٹی مقرر کی ہے مسٹر جانسن اس کے چیرمین ہیں۔ آپ

امریکی خلائی و فضائی کمیٹی اور خلائی کونسل کے بھی صدر ہیں جو خلائی سرگرمیوں کی اعلیٰ سطح کی مشاورتی جماعت ہے۔ ملک کے خلائی پروگرام میں آپ کی دلچسپی مشہور رہی ہے۔ آپ ان اولین اشخاص میں سے ہیں۔ جنہوں نے یہ تجویز کی تھی کہ بیرونی خلائی کھوج کے لئے اقوام متحدہ کے تمام ممبر ملکوں کا ایک وسیع منصوبہ بنانا چاہیئے۔ ۱۴ جنوری ۱۹۵۸ء کو آپ نے ایک پبلک ایڈریس میں کہا تھا کہ خلائی وسعتوں کے مقابلے میں اس کرۂ ارض پر ہمارے ملکی اختلافات ہیچ نظر آتے ہیں۔ اگر ہمیں خلاء کو امن کی بیرونی چوکی اور سرحد کے طور پر قائم کرنا ہے تو تمام ملکوں کو اس کوشش میں شریک ہونا چاہیئے۔ یہ آپ ہی کی تجویز کا نتیجہ تھا کہ کانگریس نے ایک قرارداد منظور کی جس کے متعلق مسٹر جانسن نے سینیٹر کی حیثیت سے کہا تھا کہ "یہ انسان کی تاریخ میں شروع کی ہوئی ایک اعلیٰ ترین مہم کے لئے مقام آغاز کا کام دے گی"۔

اس قرارداد کے تحت امریکہ اس موقف کا پابند ہو گیا کہ دنیا کے تمام ملک بیرونی خلاء کی پر امن تحقیق کے لئے مل کر پلان بنائیں۔ بیرونی خلاء کو فوجی مقاصد کے لئے استعمال کرنے پر پابندی لگائیں۔ اور خلاء کے متعلق معلومات کو نوع انسانی کی فلاح و بہبود کے فروغ کے لئے کام میں لانے کی کوشش کریں۔ لینڈن جانسن نے ہوائی میں مشرق و مغرب کا ثقافتی مرکز قائم کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ سینیٹر کی حیثیت سے آپ نے ۱۹۶۰ء میں وہاں امریکی اور ایشیائی طلباء کی تعلیم اور باہمی مفاہمت کو فروغ دینے کے لئے مرکز کے قیام کی تجویز کی۔ اپنے موجودہ دورے میں آپ نے ہوائی میں اس مرکز کی رسم افتتاح بھی سر انجام دی۔ شکاگو یونیورسٹی کے رسالے میں آپ کے ایک مضمون سے آپ کے سیاسی فلسفے پر روشنی پڑتی ہے۔ جس میں آپ نے لکھا ہے کہ "میں ایک آزاد آدمی ہوں۔ ایک امریکی، ایک امریکی سینیٹ کا ممبر اور ڈیموکریٹ ہوں"۔ ملک اس ترتیب سے آپ کے کردار سے بہترین طور پر واقف ہے۔ آزادی کا جو احساس اور جذبہ آپ میں پایا جاتا ہے وہ آپ کی آزادانہ فکر اور عمل سے ظاہر ہے۔ جو آپ کی زندگی کی خصوصیت رہی ہے۔ ایک انفرادی سینیٹر اور پارٹی کے لیڈر کی حیثیت سے آپ نے جو تقریریں کی ہیں۔ اور جو کارنامے سر انجام دیئے ہیں ان سے ملکی مفاد کے ساتھ آپ کی گہری لگن کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کا کہنا ہے کہ "میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہمارے سیاسی فلسفے ہماری زندگی کے تجربوں کا نچوڑ ہوتے ہیں"۔ ایک ری پبلکن ساتھی نے آپ کو "حیران کن طور پر ذہین اور مستند قانون ساز" قرار دیا ہے۔ انتہائی معروف ہونے کے باوجود نائب صدر جانسن کبھی اپنے الفاظ یا مساعی کو ضائع نہیں ہونے دیتے۔ آپ کے سینیٹ دفتر میں ایک بڑی تختی لگی ہوئی ہے۔ جس پر لکھا ہے۔

"باتیں کرنے سے آپ کچھ نہیں سیکھتے۔"

یہ سائنس کی دنیا

قطب شمالی کے متعلق عجیب و غریب حقائق کی دریافت

جب کوئی شخص آسمان سے اچانک یخ بستہ قطب شمالی میں گر پڑے اور اسے اپنا بچاؤ خود کرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے تو اسے کیا پیش آتی ہے؟ اپنی قوت برداشت کی حد تک پہنچنے سے پہلے وہ کیا کیا ذہنی اور جسمانی اذیتیں برداشت کر سکتا ہے؟ وہ خوراک کے بغیر کتنا عرصہ زندہ رہ سکتا ہے؟ سٹینفورڈ یونیورسٹی کے اسکول آف میڈیسن کے عضویاتی شعبے کی ایک تحقیقی ٹیم نے گزشتہ ماہ الاسکا کے ایک منجمد دریا پر پانچ روز کا کیمپ لگایا تاکہ ہوائی فوج کے لئے ان سوالات کے بعض جوابات حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس ٹیم میں تین طبی طلبا تھے جنہوں نے قطب شمالی میں بقا کے متعلق تازہ ترین معلومات حاصل کیں۔ وہ اس امر کی شہادت دے سکتے ہیں کہ قطب شمالی میں گرنے والا ہوا باز چند روز کے بعد نہایت تلخ مزاج بن جائے گا۔ اور اس میں اس حد تک تلخی پیدا ہو جائے گی کہ وہ اپنے ایک اچھے سے دوست سے ایندھن کی فراہمی پر لڑ جھگڑ سکتا ہے خواہ اس کے چاروں طرف بھاری تعداد میں درخت ہوں۔ اس کا ذہن ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف جاتا رہے گا۔ خواہ وہ اپنے فرصت کے اوقات اچھے کام کی طرف لگانے کی کتنی ہی کوشش کرے۔

وہ فضول کام شروع کر دے گا۔ مثلاً وہ آگ لگانے لگ جائے گا جس کی اسے ضرورت نہیں (اس کا لباس ایسا ہوتا ہے جس میں حرارت داخل نہیں ہو سکتی) جیسا کہ پیڈمونٹ (کیلی فورنیا) کے طالب علم چارلس سی جینکنس کا بیان ہے "آگ آپکو مصروف رکھتی ہے اور آپ اپنے آپ کو اچھا محسوس کرتے ہیں۔ سب سے اہم معاملہ خوراک کا تھا۔ اگرچہ بعض اوقات ان کے پیٹ میں گرہیں پڑی ہوئی معلوم ہوتی تھیں تاہم محققوں نے دریافت کیا کہ پانچ روز کی فاقہ کشی سے انہیں کوئی حقیقی نقصان نہیں پہنچا۔ ہر ایک کے وزن میں اوسطاً ۱۲ پونڈ کی کمی ہو گئی۔ لیکن اس کے بعد یہ کمی جلد پوری ہو گئی۔ انہوں نے معلوم کیا کہ اگر انسان میں اپنی توانائی کے تحفظ کا احساس ہو تو وہ محض پگھلی ہوئی برف کے سہارے بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ گو یہ تاثرات دلچسپ ہو سکتے ہیں تاہم وہ ایک تحقیق و مطالعہ کے ضمنی نتائج ہیں۔ اصل میں اس دورے کا اہتمام اس لئے کیا گیا تھا کہ سٹینفورڈ کے ماہرین عضویات ایک پر احتیاط سائنسی تجربہ انجام دے سکیں۔ یہ تجربہ دریائے چینے (Chena) میں ہوائی فوج کی آرکٹک ایرو میڈیکل لیبارٹری میں انجام دیا گیا تھا۔ جیسا کہ نائب پروفیسر ٹرینس اے روجرز نے تجویز کیا تھا۔ اس تجربہ کا مقصد اس امر کا تعین کرنا تھا کہ اس منجمد ماحول میں انسان کو زندہ رہنے کے لئے



کی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔ ڈاکٹر رو جرز کو امید ہے کہ وہ ان معلومات کی بدولت اس امر کی پیش گوئی کر سکیں گے کہ قطب شمالی میں ایک فاقہ کش انسان کتنے روز تک زندہ رہ سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ معلومات ہوائی جہاز کے لئے گہری دلچسپی کا موجب ہوں گی۔ اس منصوبے کی حتمی سائنسی رپورٹ کچھ وقت کے بعد تیار ہو گی لیکن طلبا نے۔ جن میں سے دو نے طبی نصاب میں اپنے فرصت کے اوقات کا کچھ حصہ اس دورے کو انجام دینے کے لئے وقف کیا تھا اس تحقیق و مطالعہ کی قدر و قیمت اور مشکلات کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں جو اس شعبے میں انجام دیا گیا ہے۔ انہوں نے جسمانی اور جذباتی دباؤ کا مقابلہ کرنے کے لئے جسم کی صلاحیت کے متعلق کافی معلومات حاصل کی ہیں۔ اور یہ بھی معلوم کیا ہے کہ پانچ روز کی فاقہ کشی سے انسان پر کیا گزرتی ہے۔ ڈیوس کا وزن ۲۷ گھنٹوں میں ۱۳ پونڈ گھٹ گیا اور ایک دوسرے طالب علم نے بتایا کہ اس کی بھوک شدید طور پر بڑھ گئی میں کھاتا چلا گیا حتیٰ کہ میرا پیٹ بھر گیا۔ اور میری ابھی تک یہ خواہش ہے کہ میں اتنا ہی کھاؤں۔ آیندہ میں ان لوگوں سے قدرے ہمدردی رکھوں گا جو زبردستی زیادہ کھانا کھاتے ہیں۔"

امراض دل کا پتہ لگانے کا نیا تجربہ

ڈاکٹر اب پہلی بار شریانوں کے اس نازک مجموعے کی ایکسرے متحرک فلمیں لے سکتے ہیں جو دل کو خون مہیا کرتی ہیں۔ اوہائیو کے کلیو لینڈ ہسپتال میں ۶۰۰ سے زیادہ امراض دل کے مریضوں پر ایک نیا طریقہ آزمایا گیا ہے۔ جس میں ایک لچکدار پلاسٹک ٹیوب ان شریانوں میں براہ راست داخل کی جاتی ہے۔ جو دل کو خون پہنچاتی ہیں۔ یہ طریقہ ڈاکٹر ایف میسن سونز اور ان کے ہسپتال کے ساتھیوں نے دریافت کیا ہے۔ ڈاکٹر کئی برسوں سے دل میں ٹیوبیں داخل کر رہے ہیں تاکہ بعض قسم کے امراض دل کا تجزیہ کیا جا سکے۔ یہ ٹیوبیں (catheters) کہلاتی ہیں۔ لیکن سونز سسٹم میں نہایت پتلی ٹیوب (catheter) کا سرا خود شریانوں میں داخل کیا جاتا ہے۔ ایک امتیازی رنگ جو ایکسرے سکرین پر نمایاں ہوتا ہے اس ٹیوب میں ڈالا جاتا ہے اور متحرک فلمیں لی جاتی ہیں۔ ان تصویروں سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ رنگ خون کے بہاؤ سے کیونکر دل میں سے گردش کرتا ہے۔ اس سے رکاوٹوں کا اپنے آپ پتہ چل جاتا ہے۔ شریانوں سے دل تک خون کے دورے کی فلموں سے کلیو لینڈ کے ڈاکٹروں کے لئے یہ ممکن ہو گیا ہے کہ وہ ان شریانوں کی حالت کا جائزہ لیں۔ اس طریقے سے کام لیتے ہوئے کلیو لینڈ کے ڈاکٹر اب بعض مریضوں کو یقین دلا سکتے ہیں کہ مخالفانہ علامتوں کے باوجود وہ امراض دل کے شکار نہیں ہیں۔ نئے طریقے سے ان مریضوں کے مرض کی بھی تشخیص ہو جاتی ہے جنکی شریانیں دل کے حملے کے بعد تنگ اور سخت ہو جاتی ہیں اور دل کو ٹھیک ڈھنگ سے خون کی فراہمی نہیں ہوتی۔ اس تشخیص سے ڈاکٹر اب دل کو خون کی فراہمی بڑھانے کے متعلق مختلف معالجاتی ذرائع کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ بعد میں یہ طریقہ مفید ثابت ہو گا اور اس سے پہلے کہ مرض کی علامتیں ابھر

آئیں۔ بیماری کا سُراغ لگایا جائے گا۔ ڈاکٹر سوتزو کا بیان ہے کہ اس نئے طریقے سے دل کی ایک بڑی شریان میں ۱۰ سے ۲۰ فیصد تک رکاوٹ کا انکشاف ہو سکتا ہے۔ دل پر حملہ اس وقت ہوتا ہے جب خون کا تھکا بننے سے شریانی نظام میں اچانک رکاوٹ پیدا ہو جاتی

زمین کے گرد گندھک کے ذرّوں کا حلقہ

امریکی سائنسدانوں نے دُھند کے ایک حلقے کا سُراغ لگایا ہے۔ جس نے قریباً دو سو کیلو میٹر کی بلندی پر زمین کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ یہ دُھند زیادہ گہری نہیں ہے لیکن ہمیشہ موجود رہتی ہے اور زیادہ تر گندھک کے چھوٹے چھوٹے ذرّوں پر مشتمل ہے۔ ہوائی فوج کی کیمبرج ریسرچ لیبارٹریز کے ماہرین طبیعیات کرسچین ای جنگ، چارلس ڈبلیو چگنون اور جیمز ای مانسن نے "جرنل سائنس" کے ۱۲ر اپریل کے شمارے میں اپنی دریافت کے بارے میں لکھا ہے۔

فضائے بالا میں دُھند کے اس حلقے کا سُراغ ان خصوصی آلوں کے ذریعہ لگایا گیا تھا جو ۱۹۶۰ء کے دوران میں غباروں اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ انتہائی بلندیوں میں بھیجے گئے تھے۔ یہ سب کچھ ہوائی فوج کے اس پروگرام کے سلسلے میں کیا گیا تھا۔ جس کا مقصد فضائے بالا کے موسم کی جانچ کرنا تھا۔ ان غباروں اور ہوائی جہازوں میں آلے اس لئے رکھے گئے تھے تاکہ فضائے بالا میں ہوائی گردش کے متعلق معلومات حاصل کی جا سکیں۔ یہ اڑانیں کینیڈا کے شمال اور ارجن ٹائنا کے جنوب میں کی گئیں

جن سے دُھند کی تہہ کا سُراغ ملا۔ اس حلقے کے بیچ چھلّے ہیں جن میں ایک چلی میٹر کے دس ہزارویں حصے لیکر ۲۲ ہزارویں حصے تک گندھک کے ذرے پائے جاتے ہیں

کملا لکشمن ایک باکمال رقاصہ ہے

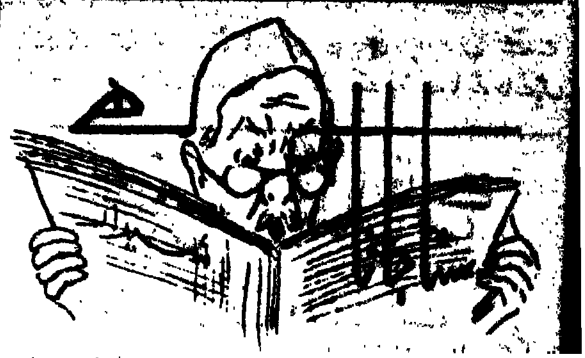
لندن کے نقّادوں کی رائے

لندن کے اسکیلا تھیٹر میں کملا لکشمن اور اسکی بہنوں تک کے بھارت نٹیم رقص کی اخباروں کے نقادوں نے بہت تعریف کی ہے۔ "مانچسٹر گارڈین" کے نقاد نے لکھا ہے کہ کملا کا رقص لچک، جسمانی کنٹرول، توازن اور نفاست کا ایک کامل نمونہ تھا۔۔۔ وہ یقینی طور پر ایک باکمال رقاصہ ہے"

"ابزرور" کے اے۔ ایم۔ ابراہم نے برطانیہ آنے والے متعدد رقاصوں اور رقاصاؤں کی اس عادت پر اپنے افسوس کا اظہار کیا ہے کہ وہ اپنے فن کے مروجہ قواعد کو بدلنے کے لئے آسانی سے تیار ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے ناچ میں دو غلا پن نظر آنے لگتا ہے۔ لیکن کملا میں یہ کمزوری نظر نہیں آئی۔ اس نے آزادانہ اور پُر کیف طریقے سے اپنا ناچ پیش کیا۔ اس کا رقص برسوں کی سخت محنت اور ریاضت سے پیدا ہوا ہے کا نتیجہ ہے۔

شیوانز ۵۵، ۵۵۵، اسٹین کی شکر سے کڑ تلے

شیوانز علم و ادب، اخبار و سیاست کا گلدستہ



کہ نئی دہلی میں درجہ چہارم کے ملازمین کے لئے
ہندی میں تقرر کے احکام جاری ہو رہے ہیں
لیکن ان احکام کے ساتھ انگریزی
ترجمہ بھی منسلک کیا جا رہا ہے۔

کہ مسٹر جی وینکٹ سوامی صدر یونیورسٹی ایمپلائز یونین
نے مزدوروں سے راست اقدام کے لئے
متحد ہو جانے کی اپیل کی ہے
لیکن یہ راست اقدام صدر یونین
ہی کے توسط سے ہوگا یعنی "بلاواسطہ" بھی "بالواسطہ"
ہو جائے گا۔

کہ حکومت آندھرا پردیش نے موسیقی، رقص اور
ڈرامے کے مظاہروں کو ایک سال کے لئے
محصول تفریحات سے مستثنیٰ قرار دیا ہے
اس عمل سے سرکاری آمدنی میں کمی
ہوگی لہٰذا بھجن، کیرتن، عرس اور مذہبی جلسوں پر ٹکس
لگا کر یہ کمی پوری کی جانا مناسب ہے۔

کہ (۵۰) گیلن ناجائز شراب پکڑی گئی!
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی
"جائز شراب" بھی ہوا کرتی ہے۔

کہ پلیو دہلی کے ضمنی انتخاب میں جن سنگھ نے
کانگریس کو ہرا دیا
غالباً کانگریس کے امیدوار صاحب
یہ شعر گنگنا رہے ہوں گے ؎

ہار رہا ہوں جیت رہی ہے
سنجھی پہ تم کی ریت یہی ہے

کہ ایران میں مدرسین کے لیڈر کو قید کر دیا گیا!
اب دیکھنا یہ ہے کہ مدرسین کے لیڈر
مدرسین کے لئے کیا کرتے ہیں!؟

کہ پولیس افسر کے خلاف سوشلسٹ مظاہرہ کریں گے!
غالباً "انگریزی ہٹاؤ" کا "اہم کام"
ختم ہو گیا ہے۔

کہ امریکہ کے ایک ڈاکٹر نے فرمایا کہ:—
"خیراتی علاج انسان کی خودداری پہ ضرب
لگاتا ہے"
اسی لئے تو ہمارے ہاں سرکاری ڈاکٹر عوام
سے خانگی فیس وصول کرتے ہیں تا کہ مریض کی خودداری
مجروح نہ ہو۔

کہ کلکتہ کے ڈاکخانہ سے انشورڈ لفافے غائب ہو گئے
اگر یہ انشورڈ نہ ہوتے تو شاید
غائب نہ ہوتے

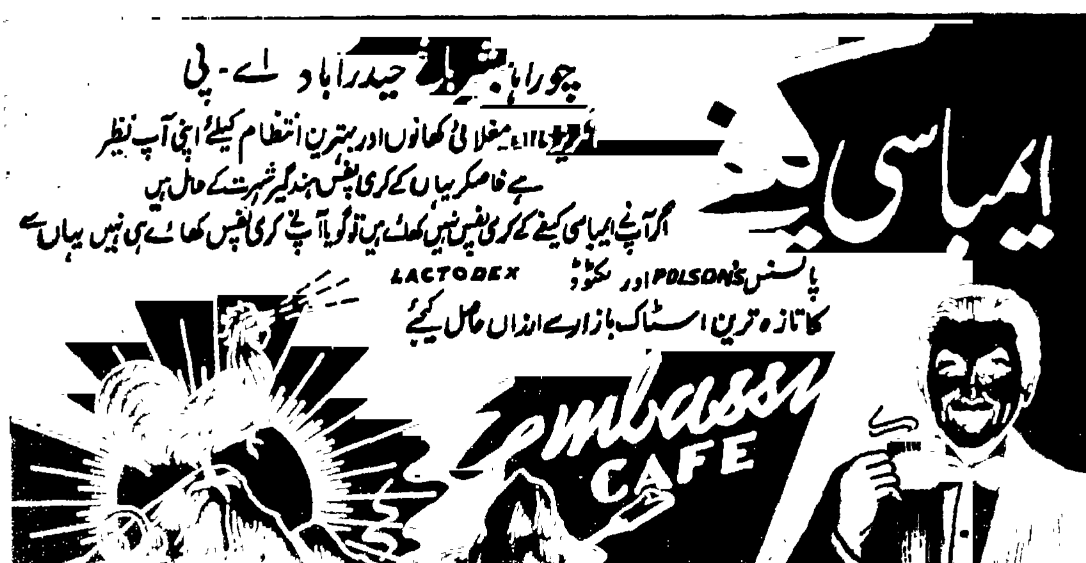
کہ قومی بچتوں کے مرکزی مشاورتی بورڈ نے تنخواہوں
میں بچت کی ایک اسکیم بنائی ہے
بنیادی تنخواہوں میں تو بچت ممکن نہیں
ہے، ہاں! Efficiency Allowance میں
بچت کی اسکیم بنائی جائے تو مناسب ہے!

قطعہ

جو ازرہے میں جو اک روز گفتگو آئی | تو دل میں شیخ کے بھی خواہش سبو آئی
بہار آتے ہی کہتی ہے عندلیب چمن | کہ دل میں آج تمنائے سیر جو آئی

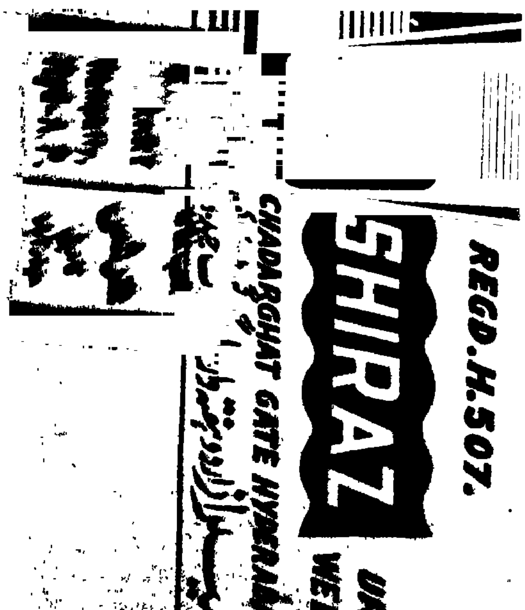
(آمدہ از نذری بلغ)

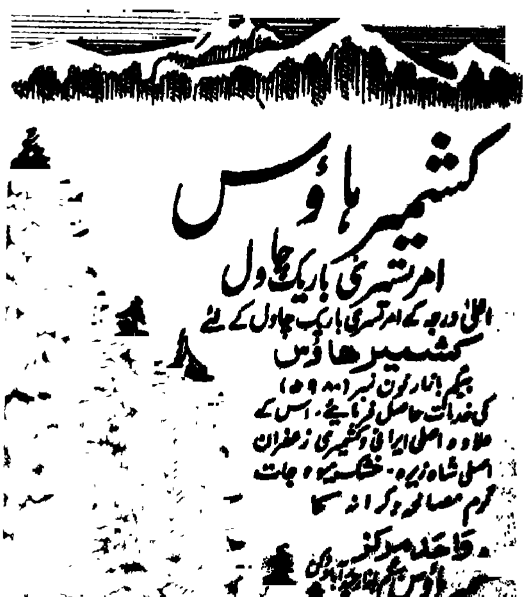

NEW GRAND HOTEL
مانا کہ حیدرآباد میں سینکڑوں ہوٹلیں ہیں مگر
نیو گرانڈ ہوٹل اینڈ پروویژن اسٹورس
فون نمبر ۴۵۷۵
افضل گنج حیدرآباد دکن
• نفاست و پاکیزگی • باسلیقہ ملازمین • خورد و نوش کے بہترین اشیاء
مفرح مشروبات خوش ذائقہ چائے
اور
معقول انتظام کیلئے ۔ اپنی آپ نظیر ہے
DAWN


چوراہا مشیرآباد حیدرآباد اے۔ پی
ایمباسی کیفے
مغلائی کھانوں اور بہترین انتظام کیلئے اپنی آپ نظیر ہے
خاص کر یہاں کے کری پفس ہندگیر شہرت کے حامل ہیں
اگر آپ نے ایمباسی کیفے کے کری پفس نہیں کھائے ہیں تو گویا آپ نے کری پفس کھائے ہی نہیں یہاں سے
پالسنس POLSON'S اور لیکٹوڈیکس LACTODEX
کا تازہ ترین اسٹاک بازار سے ارزاں حاصل کیجئے
Embassy
CAFE
PHONE No:2372

SHIRAZ




REGD.H.507.
SHIRAZ
CHADARGHAT GATE HYDERABAD
URDU
WEEKLY


کشمیر ہاؤس
امرتسری باریک چاول
اعلیٰ درجہ کے امرتسری باریک چاول کے لئے
کشمیر ہاؤس
کی خدمات حاصل فرمائیے۔ اس کے
علاوہ اصلی ایرانی و کشمیری زعفران
اصلی شاہ زیرہ۔ خشک میوہ جات
گرم مصالحہ و کرانہ کا
واحد مرکز

شیراز





ہم کا سنوی پیغمبری سمجھا نہیں سمجھا — وہ نورِ حقیقی دارِ نبی سمجھا نہیں سمجھا
منا کر آپ کے عثماںؔ یہی کہتا ہے ہر اک سے — کوئی بابِ نجف کی بندگی سمجھا نہیں سمجھا

شیراز

سید صمصام شیرازی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر۔ مقام اشاعت:۔ چادر گھاٹ پیٹ حیدرآباد (۲) انڈیا

جلد ۱۵
روز دوشنبہ
۱۲ جون ۱۹۶۱ء
۲
۲۷ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۸۰ھ
شمارہ (۳۲)

غزل

(مطلع)
موسمِ گُل میں جام بدلے گا — کیف بھی صبح و شام بدلے گا
کہنے والوں کا شاعری میں سنو — رفتہ رفتہ کلام بدلے گا
ساتھ زاہد کے میکشی کے لئے — یہ پیام و سلام بدلے گا
ہاتھ سے انقلاب کے آخر — اک جہاں کا نظام بدلے گا
پیروانِ شہِ نجفؑ کے لئے — غیر ممکن امامؑ بدلے گا
بہرِ عیدِ امیرؑ نیز غدیر — رنگِ ماہِ تمام بدلے گا

(مقطع)
مر کے پائیں گے ہم سکوں عثمان
جب نجفؑ میں مقام بدلے گا

(آمدہ از نذری باغ) — مرقوم ۱۱ر جون ۱۹۶۱ء

درخواست صاحبزادی کلاں داؤد النساء بیگم نذری باغ آنے سے متعلق

فرمایا وہ یہ تھی کہ کل یوم جمعہ ٹیلیفون اسبارہ میں آیا تھا کہ وہ یہاں آکر اوس سلسلہ میں کچھ مجھ سے کہنا چاہتی ہیں۔ جو کہ فسخ نسبت کا مضمون گذشتہ شیراز میں طبع ہوا تھا۔ اِن کے کم سن بچہ امین الحسن سے متعلق۔ تو میں نے جواب دیا کہ اس معاملہ کی یکسوئی ہوکر ایک سال کا عرصہ ہوتا ہے جس کا علم ماں کو بخوبی ہے تو پھر کوئی جدید چیز معرض بحث میں نہیں رہی تھی۔ جس کی وجہ سے میں اِن سے گفتگو کروں۔ مگر میرا خیال ہے جو غالباً صحیح ہوگا کہ وہ کسی اور بچہ کی سفارش کرنا چاہتی تھیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اِن چیزوں کو میں جائز نہیں رکھ سکتا۔ تاآنکہ خود معاملہ کے مالہٗ و ماعلیہ پر نظر ڈال کر تصفیہ نہ کروں۔ ایسی حالت میں ان کا یہاں آنا بیکار ہے و بس۔

الحاصل اگر یہ چیز پیش نہ آتی تو یہ چند سطور لکھکر مجھے آئندہ شیراز میں ریکارڈ کرا دینے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر چونکہ طے شدہ معاملہ میں سلسلہ جنبانی ہوئی تھی اس لئے مجھے چند سطور لکھکر اس پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ زیادہ الخیر فیما وقع۔

مکرر۔ غالباً چھ ماہ کے عرصہ میں لیلےٰ بیگم کی چھوٹی صاحبزادی لیلی پاشاہ (Lily) کی نسبت قرار دے کر اس کا اعلان شیراز میں ہوگا جس کی جلدی نہیں ہے کہ دیر آید درست آید۔

دوسرے طرف جس گھرانے میں یہ نسبت قرار دیجائے گی تو میرے مقررہ شروط کی تکمیل مابین فریقین قانونی طریقہ پر ہوگی جس کے بعد بچہ بغرض تعلیم و تربیت میری اولاد نرینہ کے ساتھ عدن باغ میں مقیم ہوجائے گا و بس۔

مرقوم ۱۱ر جون ۱۹۶۱ء

تکمیل عقد صاحبزادی سلطے بیگم دختر کاظم جاہ مرحوم نادر علی

(جو کہ نواب بیگن پلی اسد علیخاں مرحوم کے بھائی حسین علیخاں مرحوم کا پوتہ ہے)

فرمایا شکر ہے کہ بتاریخ ۵ رجون ۱۹۶۱ء مقررہ طریقہ پر کنگ کوٹھی میں ہوا اور لڑکی کی متاہل زندگی گذشتہ چہارشنبہ سے شروع ہو چکی ہے اوسی محلہ میں جہاں اسکی بہنیں مقیم ہیں۔ البتہ مرحوم کی چھوٹی صاحبزادی صالحہ بیگم کا عقد بعد ختم ایام عزا محرم ربیع الاول ۱۳۸۱ھ میں ہوگا کہ ابھی نسبت کا اعلان یا تصفیہ نہیں ہوا اور نہ اس کے قیام کے لئے مکان تعمیر ہوا ہے۔ لہذا اس کے لئے کچھ مدت کی ضرورت ہے۔ اور اس کے بعد یہ کام اختتام کو پہنچے گا اور باپ کی روح دوسری دنیا میں مطمئن ہوگی کہ دادا نے اپنا فرض منصبی ادا کر دیا و بس۔

مرقوم ۱۱ رجون ۱۹۶۱ء ـــــــــــــــ

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

نشیب ہے یہ بلا ہے فراز رہنے دے ‖ برائے شیخ ادائے نماز رہنے دے
نہ کر تو فاش ذرا عقل سے بھی کام تو لے ‖ مجاز ہی میں حقیقت کا راز رہنے دے

(آمدہ از نذری باغ)

خاص پوزیشن میری نواسی رشید النسا بیگم بطنی بشیر النسا بیگم زوجہ علی پاشاہ

(مقیم عثمان کاٹج در حویلی قدیم)

فرمایا چونکہ اس بچی کو میں نے جونیر پرنس کے معصوم صاحبزادہ شہامت جاہ سے منسوب کیا ہے (بطنی منکوحہ انور بیگم) مقیم فرن ویلا ۔ لہذا اس کو بھی چند خصوصیات ہیں جنکی تشریح کی ضرورت نہیں کہ یہ سب پر ظاہر ہیں ۔

مرقوم ۱۱ رجون ۱۹۶۷ء

(آمدہ از نذری باغ)

ضمیمہ مضمون شائع شدہ در نظام گزٹ مورخہ ۹ رجون ۱۹۶۷ء

فرمایا ایسے واہی تباہی بیانات کو شائع کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہے جو کہ بے بنیاد ہوتے ہیں کیلئے کہ مکرم جاہ جو کہ چیارٹی ٹرسٹ کے ایک ممبر ہیں وہ بغیر مشورہ شرکاء ٹرسٹ (یعنے ٹرسٹیز) [Trustees] یا بغیر دریافت عندیہ ذاذا بطور خود ایسے غیر ذمہ دارانہ بیانات یا وعدے نہیں کرسکتے تا آنکہ کوئی چیز صحیح اصول و قاعدہ کے تحت نہ کی جائے۔ لہذا ضرورت سمجھا کہ یہ چند سطور لکھکر مسئلہ مذکورہ پر روشنی ڈالوں تا کہ غلط فہمی باقی نہ رہے ۔

مرقوم ۱۱ رجون ۱۹۶۷ء

(آمدہ از نذری باغ)

بعض شر انگیز افراد

فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ نذری باغ کے معاملات میں کھوج کرتے رہتے ہیں۔ یا مختلف النوع مضامین جو شتہیر ازیں طبع ہوتے رہتے ہیں اس کے وجوہ دریافت کرتے رہتے ہیں کہ یہ کہاں تک صحیح ہیں۔ حالانکہ ان معاملات سے غیر متعلقہ اشخاص کو کوئی واسطہ یا تعلق نہیں رہتا ہے۔ باوجود اس کے وہ اپنی عادت بد کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتے ہیں۔ جوان کی طبیعت ثانیہ ہوگئی ہے۔ یہ کیوں تو شیخ سعدیؒ نے جو کچھ کہا تھا وہ آج آنکھوں کے سامنے ہے۔ یعنے

نیشِ عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش اینست۔

مرقوم ۱۱ جون ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

القاب نواب عطا کردہ نذری باغ مستعملہ در حدود نذری باغ بغرض شناخت

(۱) لیاقت حسین (شوہر صاحبزادی کاظم النساء بیگم) لیاقت نواب

(۲) غلام حیدر (شوہر صاحبزادی عباسی بیگم) حیدر نواب

(۳) غلام علی (شوہر صاحبزادی حسینی بیگم) علیؑ نواب

(۴) نادر علی (شوہر صاحبزادی سلطے بیگم) نادر نواب

زیادہ سرسبزی بہ جوڑہ زوجین نصیب باد

مرقوم ۱۱ جون ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

تشریح عزاداری امام دوجہاں در محرم و صفر

فرمایا یکم محرم کو بڑی دیوڑھی کے سب عاشور خانوں میں حسب عادت علم استاد ہو جائیں گے اور ہر جگہ صرف سوزخوانی ہو جائے گی۔

دوم۔ عزاخانہ زہرا میں روزانہ وقت عصر میں جاؤں گا صرف چند منٹ کیلئے سوزخوانی ہو جائے گی۔ مگر مجلس عاشورہ یہاں صرف ایک دن مختصر سی مجلس ہو کر ماتم ہو جائے گا۔ اور بڑی دیوڑھی میں صرف ۱۲۔ محرم کو مجلس ہو کر ماتم ہو جائے گا بس۔ کیونکہ مثل سابق روزانہ مجالس کا ہونا اور میری شرکت یہ بوجہ عمر و صحت اب ممکن نہیں ہے۔ اور نہ زیادہ مدت تک میں زمین پر بیٹھ سکتا۔ خلاصہ یہ کہ شباب کی قوت پیرانہ سالی میں باقی رہنا ناممکن ہے کہ یہ دورِ انحطاط ہے۔ اور ڈاکٹروں کا بھی یہی مشورہ ہے کہ انہیں وجوہ سے مجھے آرام کی ضرورت ہے اور میں زیادہ بار طبیعت پر ڈالا نہیں سکتا جو مجبوری ہے۔ حسب عادت از یکم تا ۹۔ محرم عزاخانہ زہرا وقت عصر کھلا رہے گا مغرب تک۔

مرقوم ۱۱ر جون ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

علالت عبدالکریم صاحب پسر کلاں بڑے بغدادی صاحب

(عبدالرحمٰن صاحب بغدادی و رفاعی)

فرمایا عید ذیحجہ کے موقع پر عادت کے موافق تہنیت نامہ جو بھیجا تھا۔ یہ میرے سامنے کے بیٹھے تھے اور ان کے والد مرحوم زمانہ گذشتہ میں یہاں طبقہ مشائخ میں مشہور تھے۔ جو عابد و زاہد اور متقی تھے جن سے مرحوم سرکار کو بڑی عقیدت تھی (ان کو میں اپنے زمانہ تخت نشینی میں اچھی نظر سے دیکھتا تھا۔ اور ایک حد تک مجھکو بھی ان سے عقیدت تھی) تو اس میں لکھا تھا کہ دو ماہ سے یہ تو اسیر و بواسیر کے مرض میں مبتلا ہیں جس سے ان کو سخت تکلیف ہے۔ یہ سنکر میں نے کہلا بھیجا کہ اس کا علاج بجز آپریشن ممکن نہیں ہے۔ رہا بیرونی علاج سے نہ ان کو فائدہ ہوگا بلکہ آیندہ سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اگر وہ میرے مشورہ پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو آپریشن کا انتظام فرنانڈز کے کلینک میں خاص وارڈ لیکر مد دیکر کرادے سکتا ہوں۔ اس پر سے وہ راضی ہوگئے۔ چنانچہ کل کلینک میں آچکے ہیں۔ اور ان کا امتحان ہو رہا ہے کہ مرض کی کیا نوعیت ہے تاکہ اس کے بعد آپریشن کا دن مقرر ہوگا۔ یہ ڈاکٹر راما سرجن کریں گے۔ جنہوں نے حال میں لیلےٰ بیگم کا دوسرا خفیف آپریشن دنبل کا کیا تھا۔ اور یہ انتظام ڈاکٹر واگھرے کی رائے سے ہوا ہے۔ اور وہ وقت آپریشن موجود رہیں گے۔ امید ہے کہ بعد آپریشن ان کی تکلیف رفع ہوکر آرام ہو جائے گا۔ اور دو ہفتہ میں یہ واپس اپنے مکان چلے جائیں گے۔ کل یہاں آنے کے بعد ان کو میں نے دیکھا تھا۔ (چند سال کے بعد) مگر صحت بیٹھ جانے سے نہیں پہچانا جو لگ بھگ پچاس سال کے سن میں ہیں۔ خدا سے امید ہے کہ آپریشن کامیاب ہوگا۔ لہٰذا جائے تشویش نیست۔

مرقوم ۷ر جون ۱۹۶۱ء

(منقول از نظام گزٹ)

قطعہ

بہر زاہد کہ مے گساری نیست ‖ بہر میخوار رستگاری نیست
مجرد ما جز بہشت تقوےٰ گفت ‖ ز آب شیرین کہ نہر جاری نیست

(آمدہ از تذکرۂ بلاغ)

قاعدہ مقرر کردہ برائے آمد و رفت افرادِ خاندان علیؑ پاشاہ

(در پریڈ ویلا)

فرمایا ہفتہ آئندہ میں قبل آغاز محرم غالباً ۲۹ر ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۰ھ علی پاشاہ کی والدہ کلینک سے پریڈ ویلا میں منتقل ہو رہی ہیں۔ لہذا یہ مکان میرا ہونے سے ہر کوئی بجز قرابتدار یہاں آمد و رفت نہیں رکھ سکتا (بہ شمول ذکور و اناث) کیونکہ دروازہ پر پہرہ چوکی ہے اور نگرانکار مکان وغیرہ یہاں موجود ہیں۔ اور قرابتدار آنے بھی تو تھوڑی دیر کیلئے آکر چلے جائیں۔ زیادہ دیر یہاں نہیں ٹھہر سکتے بجز مریضہ کی دو دختران یعنے فاطمہ سلطانہ (جو کہ کلینک میں روز و شب ماں کی خدمت کر رہی ہے) و ذکیہ سلطانہ کہ اِس کا معاملہ خاص ہے جو پریڈ ویلا میں قیام کریں گی (موخر الذکر اپنے بچوں کے ساتھ)۔ لہذا ان کے قیام کے لئے اسی مکان کے احاطہ میں جو دوسرا مختصر سا مکان ہے وہ تجویز کیا گیا ہے (قریب بلیرڈ روم)۔ آنے جانے کے اوقات صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک۔ پھر شام عصر سے مغرب تک۔ تاکہ مریضہ کو آرام ملے۔ ورنہ منتقلی کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ البتہ ڈاکٹر واگھرے۔ ڈاکٹر آمیا۔ یا لیڈی ڈاکٹر مسز نائیڈو و مسز سکرین روزانہ ان کی موجودگی ضروری ہے (علاوہ عند الضرورت کے)

نظر برآں ضرورت سمجھا کہ چند سطور لکھ کر معاملہ کو صاف کر دوں تاکہ غلط فہمی باقی نہ رہے۔

<u>نوٹ</u>۔ علیؑ پاشاہ۔ تراب یار جنگ۔ فطرت جنگ۔ اور مظہر علیؑ اس قاعدہ سے مستثنےٰ ہیں۔

مرقوم ۵ر جون سنہ ۱۹۶۱ء

(منقول از نظام گزٹ)

قطعہ

چشم بینا چہ بگفتہ کہ بصارت این چیست || پرس از بو علی سینا کہ خدا این چیست
استوارے کہ ندارد بہ بقائے اسلام || بر سر پایۂ سنگ قصرِ خلافت این چیست

([illegible])

دکن نیوز کی غلط بیانی

فرمایا اخبار نظام گزٹ مورخہ ۴؍جون ۱۹۶۱ء کے صفحہ (۴) کالم ایک میں زیر عنوان "نادار لوگوں کیلئے ارم نما میں دواخانہ ۔ پرنس مکرم جاہ کا انکشاف" جو اطلاع شائع ہوئی تھی کہ چیارٹی ٹرسٹ سے ارم نما میں ایک بڑا دواخانہ قائم کیا جائیگا ۔ اور یہ بھی لکھا گیا تھا کہ بڑھتی ہوئی بیروزگاری پر پرنس مکرم جاہ نے اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہاں ایک کارخانہ کے قیام کی تجویز ہے اور وہ اپنے فیاض دادا سے ایک گراں بہا عطیہ حاصل کرنے کی کوشش میں ہیں وغیرہ ۔ یہ اطلاع محض من گھڑت *Propaganda* تھا جو بعید از صداقت اور سراسر غلط ہے ۔ کیونکہ مکرم جاہ کم و بیش ایک ماہ سے ہندوستان سے باہر انگلینڈ میں مقیم ہیں ۔ لہذا یہ چند سطور غلط فہمی کو دور کرنے کی غرض سے طبع کرنا ضروری سمجھا و بس ۔

مرقوم ۹؍جون ۱۹۶۱ء

(منقول از نظام گزٹ)

رفع غلط فہمی زمانہ آئندہ کیلئے متعلق پوزیشن معصومان

(بہ مصداق خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد)

فرمایا وہ یہ ہے کہ سب میرے نواسے ہوں یا نواسیاں جو اس وقت بقید حیات ہیں ان کی حیثیت مساوی ہے۔ بجز نواسہ بطنی مشہدی بیگم جس کا نام ممتاز علیخاں ہے۔ (مقیم عدن باغ)۔ بہ این وجہ کہ اس معصوم کی حد تک بعض خصوصیات ہیں جو دوسروں کیلئے ہو نہیں سکتے کہ یہ یہیں پیدا ہوا تھا۔ اس لئے پورا عدن باغ میں نے اس نواسہ کو دیدیا ہے۔ (بہ شکل عطاء چند شروط کے ساتھ)۔ جس کا ٹرسٹ بھی مکمل ہو چکا ہے۔

مزید برآں اس معصوم کے گذارہ کا انتظام بھی میرے زیر غور ہے۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ خصوصیات معصوم کو اس کی نانی لیلے بیگم کی وجہ سے حاصل ہیں۔ اور اسکو میں زائد از ربع صدی سے جس نظر سے دیکھتا ہوں وہ بھی راز سربستہ نہیں ہے بلکہ عالم آشکارا ہے۔

بقول۔ (عیاں راچہ بیان)

مرقوم ۱۰ر جون ۱۹۶۱ء

(منقول از نظام گزٹ)

یا علیؑ مدد

بملاحظۂ ظلِ سبحانی سرپرستِ غلامان اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی

۱۸ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۶۰ھ

بتقریب عید غدیر

اے فاتحِ خیبر مظہرِ کلؑ، ایمان مرا کامل کر دے
ہے نام ترا اسمِ اعظم اُس کا تو مجھے عامل کر دے

پھرتا ہی پھرا ہوں دربدر مولا کوئی نہیں اب تیرے سوا
ہو جائے کرم کی ایک نظر اپنوں میں مجھے شامل کر دے

کیا نادِ علیؑ کا وصف کہوں قسمت کا لکھا بھی دے وہ بدل
اس نادِ علیؑ کی برکت سے آسان میری مشکل کر دے

ہے جشنِ غدیری آج بپا ہر جانب ہے میخانہ کھلا
اس خمِ غدیری کے صدقے اک جام پلا غافل کر دے

ہر آن رہوں میں مست ترا جاؤں نہ کبھی در چھوڑ ترا
بس اس کے سوا میں کیا مانگوں اپنا تو مجھے سائل کر دے

بس ایک تمنا ہے مولا جب نزع کا عالم ہو میرا
اس وقت تمہارا جلوہ ہو آسان یہ کڑی منزل کر دے

انور دعا گو ہے مولا عثمان کے بھی حامی آپ رہیں
غالب نہ کوئی آئے اُن پر تو زورِ عدو زائل کر دے

نوٹ۔ اُستاد جلیل مرحوم کے فرزند کلاں نے ضروری صلاح دی ہے۔

غلامکم انور علی خانہ زاد بنسبہ ہمدانی صاحب
مقیم نذری باغ (محلہ پرینڈر گھاٹ)

خوب است۔ آفرین بر تو۔

(منقول از نظام گزٹ)

۷۸۶
۴۲۰۲

پیامِ عیدِ غدیر

مطلع = آج کعبہ بنے مقامِ غدیر — سب سمجھ لیں اگر پیامِ غدیر
پُشت پر دشمنانِ حیدر کے — تازیانہ ہے ایک نامِ غدیر
پاکبازِ ازل ہی پیتے ہیں — ہے انہیں کے لئے یہ جامِ غدیر
سر پہ ہے مہرِ نیمِ روز کا تاج — کس بلندی پہ ہے امامِ غدیر
ہو رہا ہے ہر اک عدو پامال — یوں ہی جاری ہے انتقامِ غدیر
میرِ کوثر سے جس کو ربط نہیں — دور ہی سے اُسے سلامِ غدیر
اُس کا ایمان نامکمل ہے — جس کے لب پر نہ آئے نامِ غدیر
جامِ کوثر سے ہو گئے محروم — رہ گئے جو کہ تشنہ کامِ غدیر

مقطع = رو سیاہوں کے دل سے پوچھو نجف
سخت سے سخت تر ہے شامِ غدیر

نوٹ ۔ اوستاد جلیل مرحوم کے فرزند کلاں نے ضروری صلاح دی ہے ۔

گزرانیدہ = خانہ زاد موروثی نجف علیؔ (برادر خورد کاظم علیؔ خانہ زاد)

مُقیم = محلہ کنگ کوٹھی مبارک

بتاریخ ۸ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ

این خوب است
(منقول از نظام گزٹ)

[illegible] قوم کی آواز [illegible]

شیراز

ایڈیٹر سید صمصام شیرازی

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ٹرافک پولس

اگر کوئی شخص جس نے آج سے آٹھ دس سال قبل حیدر آباد دیکھا تھا، وہ اگر آج حیدرآباد اور سکندر آباد کی سڑکوں پر گشت کرے تو دوسری تبدیلیوں کے قطع نظر صرف چہل پہل اور ٹرافک کے اعتبار سے اُس کو حیدر آباد بالکل بدلا ہوا نظر آئے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ آج بلدہ حیدر آباد اور سکندرآباد کی آبادی کچھ ایسی بڑھ گئی ہے کہ ہمارے شہر پہ بمبئی اور کلکتہ جیسے معروف ترین اور تجارتی شہروں کا شبہ ہوتا ہے حیدر آباد پہلے ہی سے دنیا میں زیادہ ترین سیکلوں کا شہر تھا لیکن اب آندھرا پردیش کا دارالسلطنت بننے کی وجہ سے نہ صرف آبادی میں بلکہ اسی تناسب سے سیکلوں، رکشاؤں اور موٹروں میں اضافہ ہوگیا ہے۔ صبح (۹) بجے سے ½۱۰ بجے تک اور شام میں (۵) بجے سے (۶) بجے تک جبکہ لوگ دفاتر اور مدارس جاتے ہیں اور واپس ہوتے ہیں تو اُس وقت تمام بڑی شاہراہوں پر موٹروں، سیکلوں اور رکشوں کی ایک لام لگ جاتی ہے جو کسی طرح ختم ہونے نہیں پاتی۔ سڑک کی ایک جانب سے دوسری جانب پا پیادہ عبور کرنا ہو تو سخت مشکل ہوجاتا ہے۔ آفرین ہے ہماری ٹرافک پولس پر کہ اُس بڑھتی ہوئی ٹرافک کے باوجود وہ بغیر قابل لحاظ حادثات کے ٹرافک پر نہایت خوش اُسلوبی کے ساتھ کنٹرول کرتی آ رہی ہے لیکن جہاں ٹرافک پولس کی یہ کارکردگی قابل ستائش ہے وہاں چند خامیاں بھی شکایت و احتجاج کا باعث ہیں مثلاً صبح کے ایسے اوقات میں جبکہ

خطیب منبر سلونی

کا ارشاد مبارک ہے کہ ایک دوست کی خبر گیری کے برابر دوستی اور بھائی بندی کا کوئی محافظ نہیں

قطعہ

بہر حکمت کہ حذاقت باید — بہر چشمے کہ بصارت باید
جز علیؑ نیست سزاوار کسے — از پئے تخت خلافت باید

(آمدہ از [illegible])

چند پشین خواتین اور طالبات مدارس اور کالجوں کو رکشوں میں جایا کرتی ہیں اور واپس ہوتی ہیں اُس وقت ٹریفک کے جوان اور جمعدار رکشاؤں کو روک کر رکشہ رانوں سے لائسنس بتانے کا مطالبہ کیا کرتے ہیں ۔ ایک رکشہ کے رُکتے ہی اُسکے تعقب میں سو ڈیڑھ سو رکشہ رُک جاتے ہیں جو لوگ جلد مدارس اور کالج جانا چاہتے ہیں وہ اس غیر ضروری پوچھ گچھ کی وجہ سے کالجوں اور مدارس میں دیر حاضر ہو جاتے ہیں ۔ ٹریفک کے بعض جوان رکشہ ران کے لائسنس کی تنقیح کرتے کرتے رکشاؤں میں بھی جھانکا کرتے ہیں اور بعض وقت رکشہ رانوں سے ایسی فحش گفتگو کرتے ہیں کہ رکشہ میں بیٹھی ہوئی خواتین مارے شرم و حجاب کے آب آب ہو جاتی ہیں ۔ چنانچہ ہمنے دکن ملٹری پلے گراؤنڈ کے قریب اسی طرح زنانی رکشاؤں کو روکتے اور رکشہ رانوں کیساتھ فحش کلامی کرتے بچشم خود دیکھا ہے

نائب کوتوال ٹریفک مولوی عبدالسلام خان صاحب اور نئے کوتوال صاحب بلدہ و سکندرآباد سے ہمیں نہ صرف توقع بلکہ یقین ہے کہ وہ ان بے ضابطگیوں کو دور کرنے کیلئے توجہ فرمائیں گے اور ٹریفک کے جوانوں اور متعلقہ عملے کو خوش اخلاقی اور شیریں کلامی کے متعلق مناسب ہدایت دیں گے !

بزم سعدی کا شاندار ۱۸ واں اجلاس

۲۸ رمئی ۔ بزم سعدی کا شاندار اٹھارہواں اجلاس ۷ بجے شام بصدارت محترم جناب مولوی سید عابدین شبیر صاحب چیف جج اسمال کازس کورٹ بمکان مولوی مفتی تبسم صاحب ایم اے لیکچرار واقع بازار نورالامرا منجانب محترمہ ڈاکٹر شریف النسا بیگم صاحب ایم ۔ اے ۔ پی ۔ ایچ ۔ ڈی (تہران) منعقد ہوا ۔ ڈاکٹر صاحبہ نے "عہد قطب شاہی کے فارسی گو شعراء" پر بزبان اردو ایک مبسوط مقالہ پڑھا جسکی سامعین نے بیحد تالیش کی ۔ اس اجلاس میں جاپان کے ریسرچ اسکالر (فارسی) مسٹر تی آ تانی مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک تھے فارسی طرحی مشاعرے کیلئے تہران سے آقای احمد نیکو نژاد فاضل ، لندن سے جناب اکبر حیدرآبادی ، پاکستان سے جناب پروفیسر شور (علیگ) اور پونہ سے آقای سید یعقوب یوسفی نے غزلیں روانہ کی تھیں جو اجلاس میں پڑھی گئیں جنکی حاضرین نے تعریف کی حیدرآباد کے فارسی شعراء میں علامہ ڈاکٹر طاہر مسلم ، جناب مولوی سید عابدین شبیر صاحب ، جناب برق موسوی صاحب ، جناب قمر ساحری صاحب ، جناب نواب یسین علیخاں صاحب ، جناب حید شمسی صاحب ، جناب شفیق سنجر صاحب ، جناب مسٹر آ تانی صاحب اور آقای سید صمصام شیرازی نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کیا معزز سامعین میں سید احسن صاحب ایڈوکیٹ ، پروفیسر ڈاکٹر قادری سید کلیم اللہ صاحب ، پروفیسر مبارز الدین صاحب رفعت ، علامہ حیرت بدایونی ، جناب ہاشم علی صاحب لیکچرار سٹی کالج ، دادا بھائی کاؤس جی ، محترمہ مسز نیزہ کاؤس جی صاحبہ ، جناب مفتی تبسم صاحب ، سیدہ مرزا سن صاحبہ ہوئی ، اور مولوی محی الدین صاحب کے علاوہ دوسرے حضرات و خواتین بھی شریک تھے جناب قمر ساحری صاحب معتمد بزم سعدی کے شکریے پر یہ خوشگوار محفل تواضع ماحضر کے ساتھ ہی آدھی رات کے اختتام کو پہونچی ۔ منجانب ڈاکٹر صاحبہ بزم سعدی کے اعزاز میں ایک خیر تکلف عصرانہ بھی ترتیب دیا گیا تھا (اضافہ)

قطعہ

آمدہ در چمن نگر تو بہار | در شمیمے نگہ تو مشک تتار
منظر ما بیستہ بین عثمان | فضل خالق نگہبین و یسار

(آمدہ از ندرہ باغ)

قصیدۂ عیدِ مباہلہ

از محترمہ سعید النساء بیگم صاحبہ اثیمہ بنت مولوی محمد امداد علی صاحب مرحوم الصاری تعلقدار
اسسٹنٹ نواب سالار جنگ بہادر مرحوم

اے مومنو یہ رحمت و برکت کا روز ہے
حل علیٰ یہ خاص فضیلت کا روز ہے
اظہار شان حق و صداقت کا روز ہے
فرحت کی بات چھیڑو کہ فرحت کا روز ہے
عید مباہلہ ہے مسرت کا روز ہے

مکہ کو فتح کر چکے جب سرورِ عرب
جبریلؑ نے نبیؐ کو سنایا یہ حکم رب
بھیجو ہر ایک ملک میں حق کا پیام اب
لکھے خطوط شہ نے کہ اسلام لائیں سب
عید مباہلہ ہے مسرت کا روز ہے

نجران کے نصاریٰ بھی ان میں شریک تھے
سمجھانے سے نبیؐ کے وہ قائل نہیں ہوئے
جو اپنے ساتھ لائے تھے عالم بڑے بڑے
ٹھیرایا اک مقام پہ سب کو رسولؐ نے
عید مباہلہ ہے مسرت کا روز ہے

آیا مباہلہ کے لئے حکم کبریا
فرمان حق جو آیا تو سب کو سنا دیا
نجران کے نصاریٰ کو شہ نے طلب کیا
فرمایا ہوگا کل حق و باطل کا فیصلہ
عید مباہلہ ہے مسرت کا روز ہے

پھر مباہلہ چلے سردارِ انبیاؐ
آئیں نِساءَنا میں فقط بنتِ مصطفےٰ
لائے علیؑ کو انفسنا میں شہِ ھُدا
اَبنا بَنا میں سبطِ شہنشاہِ دوسرا
عید مباہلہ ہے مسرت کا روز ہے

آگے تھے اہلبیت کے محبوبِ کردگار
تھے آپ کے عقب میں علیؑ شاہ ذوالفقار
پیچھے نبیؐ کے فاطمہ زہراؑ بصد وقار
اور داہنے بائیں شبرؑ و شبیرؑ نامدار
عید مباہلہ ہے مسرت کا روز ہے

دیکھا جو پنجتن کو نصاریٰ نے یہ کہا
ممکن نہیں ہے دین مگر اپنا چھوڑنا
منظور صلح ہے ہمیں پیغمبرِ خدا
جزیہ قبول کرتے ہیں ہم شاہِ انبیاؐ
عید مباہلہ ہے مسرت کا روز ہے

واللہ پنجتنؑ کی یہ شانِ عظیم ہے
کیا ان کا مرتبہ ہے خدا ہی علیم ہے
مدحت انہیں کی حمدِ رؤفؐ رحیم ہے
احسان ان کا سب پہ ہے لطفِ عمیم ہے
عید مباہلہ ہے مسرت کا روز ہے

واجب ہے سب پہ پنجتنؑ پاک کی ولا
ظاہر ہے جو ہے عترت و قرآن میں واسطہ
امت کو ان کے صدقہ میں بخشے گا کبریا
کوئی شفیعِ حشر نہیں اور دوسرا
عید مباہلہ ہے مسرت کا روز ہے

بہرِ نبیؐ و عترتِ اطہار باصفا
ہو جاؤں عشقِ پنجتنؑ پاک میں فنا
یارب ہو مستجاب اثیمہ کی یہ دعا
حاصل ہو ان کے ساتھ مجھے رتبۂ بقا
عید مباہلہ ہے مسرت کا روز ہے

کوہ مولا پر مولائیوں کا اژدہام

حیدرآباد: ۱۸ ذی الحجۃ الحرام صبح کے ۱۰ بجے سبیۃ الزہرا کمیٹی جس کے قائد خطیب شعر نواب سید محمد عسکری صاحب جعفری اور صدر آقائی حسین صاحب ہیں) کی جانب سے کوہ شریف پر پُرشکوہ جشن غدیری منعقد ہوا تھا۔ سبیۃ الزہرا کمیٹی کے اراکین زائرین کا استقبال کر رہے تھے۔ ایرانیان مقیم حیدرآباد اور سکندرآباد کی جانب سے عاشقان علی کیلئے پر تکلف دسترخوان چنے گئے تھے ایک محدود اندازہ کے مطابق تقریباً پانچ ہزار زائرین بالا نے کوہ قدس راجہ راؤ رنبھا کی حویلی میں تناول تبرک سے مشرف ہوئے اس مرتبہ سربراہی آب کا بھی معقول انتظام تھا۔ اس سال آیت اللہ آقای سید علی رضا ریحان نے بھی آقای سید اسد اللہ رشتی نجفی (ممتاز الافاضل) کے ہمراہ کوہ شریف کی زیارت فرمائی۔ موصوف کے تاثرات یہ تھے کہ حیدرآباد شیعی مرکز رہا ہے جس کی وجہ سے ایرانی تہذیب و ثقافت اور مذہب کے آثار یہاں ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ جب آپکو راقم الحروف نے سیڑھیوں کی تعمیر اور برقی انتظامات کے تعلق سے بتایا کہ یہ سیڑھیاں اور یہ برقی روشنی سرکار حق آگاہ کے عہد زرّیں کی یادگار ہیں۔ تو موصوف نے سرکار حق آگاہ کیلئے دعا مانگی اور نصرت اسلام کیلئے سرکار حق آگاہ کی سلامتی چاہی۔ آپ کی قیادت میں مومنین نے بارگاہ قدس میں زیارت وارثہ پڑھی۔ یا اللہ یا اللہ الٰہی آمین، الٰہی آمین۔ کی صداؤں سے بارگاہ گونج رہی تھی۔ ظہر کے بعد مقاصدہ کی محفل منعقد ہوئی۔ مداحان حیدر کرار نے بارگاہ مرتضوی میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ راقم الحروف نے فارسی منقبت سنائی۔ شاعر اہل بیت علامہ نجم آفندی کے معرکۃ الآرا قصیدہ خوانی پر محفل منقبت ختم ہوئی۔ کیپٹن میر عباس علی صاحب عابدی کے کلام کی حاضرین محفل اور شاعر اہل بیت نے بیحد داد دی۔ آیت اللہ نے ایک موسوی صاحبزادہ کے پڑھنے کو بیحد پسند فرمایا۔ اور اس کو دعاؤں سے نوازا۔

اپیل!

ممتاز ایرانی تاجر آقای حسین ضابط صدر سبیۃ الزہرا کمیٹی نے مجالس عزا کے تعلق سے اپنے برادران ایمانی سے حسب ذیل اپیل کی ہے۔

برادران عزیز! مجلس عزائے حسین ربط اور اتحاد کا ایک بہترین ذریعہ ہے ہماری یہ مجلسیں دینی کلاسس ہیں ان میں ایمان کا درس ملتا ہے۔ روایت میں ہے کہ جس گھر میں مجلس عزائے حسین برپا ہوتی ہے اس گھر میں ایک بی بی سیاہ لباس پہنے ہاتھ میں رومال لئے تشریف فرما ہوتی ہیں اور جب شرکائے مجلس میں سے کسی کو روتا دیکھتی ہیں تو اپنے رومال سے انکے آنسو پونچھتی ہیں اور فرماتی ہیں خوشا بحال تمہارے تم روتے ہو میرے اس بیکس و مظلوم فرزند پر جس پر رونے کیلئے دنیا میں نہ ماں تھی اور نہ باپ۔ یہ بی بی مخدومۂ کونین اُم الحسنین جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں جو آپ کی بنا کردہ مجلس عزا میں شریک ہوتی ہیں۔ جس مجلس میں رسول اکرم کی صاحبزادی، حسین مظلوم کی مادر گرامی تشریف فرما ہوتی ہوں تو اس مجلس میں شریک ہونے والوں کو چاہئے کہ

لباس عزا (سیاہ) میں ملبوس ہوں۔
مکان مجلس میں ادب کے ساتھ داخل ہوں۔
بوقت ذکر خاموشی کے ساتھ ذکر سنتے رہیں۔
اختتام مجلس تک مودب بیٹھے رہیں۔
ذاکر کے منبر سے اترنے سے پہلے خود اٹھ کھڑے نہ ہوں۔
نوحہ ماتم اور زیارت خوانی میں شریک ہوں۔
مکان مجلس سے باہر نکلنے اور تبرک لینے میں عجلت نہ کریں

اور بانیان مجالس کو چاہئے کہ

ذاکر کے لئے اچھے عالم کا انتخاب کریں۔
پابندی وقت ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھیں۔
تبرک ضرور تقسیم کریں روٹی اگر تقسیم کریں تو زیادہ بہتر ہے۔
تقسیم تبرک کے وقت بچے اور بوڑھے کا خیال نہ کریں۔

مُباہلہ با اشرافِ بنی نجران

از محترمہ سعیدالنساء بیگم صاحبہ اثیمہ بنت محمد امداد علی خان انصاری مرحوم
تعلقدار اسٹیٹ نواب یار جنگ مرحوم و مغفور

سرورِ کائنات نے مکہ فتح کرنے کے بعد غیر قوم و قبیلوں کو دین اسلام کی دعوت دی بعض لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اور بعض قبائل نے اطاعت قبول کی۔ منجملہ ان کے ایک قبیلہ بنی نجران جن کا مذہب عیسائی تھا چودہ آدمی منتخب کرکے تین علما کے ساتھ پیغمبر خدا کی خدمت میں تحقیق مذہب کے لئے بھیجا جب وہ لوگ دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ان کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آئے۔

اسقف (پادری) نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ جواب دیا کہ ہم حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بندہ اور پیغمبرؐ کہتے ہیں وحی احکام انپر نازل ہوتے تھے وہ امت کو ہدایت فرماتے اور احکام خدا پہنچاتے تھے۔ اسقف نے پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ کے باپ کون تھے پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ خالق عالم نے ان کو حضرت مریم کے بطن سے بغیر باپ کے پیدا کیا وہ ہر بات پر قادر ہے اسقف نے کہا کہ کوئی بندہ بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوتا رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ اس امر میں پھر گفتگو کیجائیگی عیسائی اپنے قیام گاہ کو واپس ہوگئے دوسرے روز جبرئیل یہ آیت لیکر حاضر ہوئے۔ (اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِندَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَہٗ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُن فَیَکُونُ اَلحَقُّ مِن رَّبِّکَ فَلَا تَکُن مِّنَ المُمتَرِینَ فَمَن حَاجَّکَ فِیہِ مِن بَعدِ مَا جَاءَکَ مِنَ العِلمِ فَقُل تَعَالَوا نَدعُ اَبنَاءَنَا وَاَبنَاءَکُم وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُم وَاَنفُسَنَا وَاَنفُسَکُم ثُمَّ نَبتَہِل فَنَجعَل لَّعنَتَ اللّٰہِ عَلَی الکَاذِبِینَ۔ ۱۰۔ ۳۔ سورۂ آل عمران۔

اشرف [illegible] عیسائیوں کو طلب کرکے یہ آیت سنائی۔ اور فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ حضرت آدمؑ کی پیدائش پر تعجب ہے خدا نے ان کو بلا ماں باپ کے پیدا کیا خدا کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے تم لوگ سمجھانے سے نہیں مانتے تو ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور اپنے نفوس کو لے کر خدا سے دعا کریں کہ جو جھوٹے ہیں ان پر خدا کی لعنت ہو۔ نصاریٰ نے قبول کر لیا مباہلہ کے لئے دوسرا دن مقرر کیا گیا جب وہ لوگ اپنے مقام پر آئے تو اسقف نے ان سے کہا کہ محمدؐ اپنے اہلبیتؑ کو لیکر آئیں تو تم لوگ ہرگز مباہلہ نہ کرنا ورنہ عیسائیوں پر قہر خدا نازل ہوگا۔ اگر اصحاب کے ساتھ تشریف لائیں تو مباہلہ کرنے میں کچھ خوف نہیں کیونکہ وہ پیغمبر ہیں تو اپنے اہلبیتؑ کو لیکر آئیں گے ورنہ غیروں کو ساتھ لائیں گے۔

دوسرے روز سرور عالمؐ نے علی مرتضیٰؑ و فاطمہ زہرا اور حضرت حسنؑ و حسینؑ کو طلب کرکے فرمایا کہ تم کو لے کر نصاریٰ سے مباہلہ کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے۔ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا اہلبیتؑ نے کہا کہ خدا کے حکم کی تعمیل کے لئے ہم بسر و چشم حاضر ہیں۔

شاہِ انبیاءؐ نے جناب امیرؑ و سیدہ طاہرہؑ کو عقب میں چلنے کے لئے ارشاد فرمایا و حسنین دست مبارک تھامے انکی

حضرت حسنؑ پکڑے ہوئے چلے حضرت حسینؑ کو بائیں جانب گود میں اٹھالیا۔ اس شان سے پنجتن پاک روانہ ہوئے نصاریٰ بھی علماء کے ساتھ مقام مقررہ پر آکر انتظار میں تھے۔ ان ذوات مقدسہ کو دیکھ کر ان کے دل لرز گئے لوگوں سے دریافت کیا کہ پیغمبرؐ خدا کے ساتھ کون ہیں انہوں نے کہا کہ آپ کے چچازاد بھائی علیؑ ابن ابیطالب اور دختر خاتون جنت فاطمہ زہراؑ ہیں دونوں معصوم بچے ان کے فرزند اور رسولؐ کے نواسے ہیں۔ ان سے بڑھکر آپ کا کوئی اور عزیز نہیں ہے۔

کیفیت و حالت معلوم کرکے عیسائی بہت متاثر ہوئے اسقف نے کہا کہ محمدؐ سچے نبیؐ نہ ہوتے تو اپنے خاص قرابتداروں کو ایسے خطرناک موقع پر نہ لاتے علاوہ ازیں ان کی شان و شوکت اور دیگر علامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہی پیغمبرؐ ہیں جن کے آنے کی بشارت انجیل میں بھی دی گئی ہے۔ اگر یہ دعا کریں تو خالق عالم پہاڑ کو اس کے مقام سے ہٹادے ان سے مباہلہ کرنے میں ہماری خیر نہیں بہتر یہ ہے کہ ان سے صلح کرلی جائے۔

رسالتمآبؐ نے عیسائیوں کو مباہلہ کے لئے طلب کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم کو معاف کیجئے مباہلہ نہیں کرسکتے۔ سرورؐ عالم نے فرمایا کہ مباہلہ کرنا نہیں چاہتے تو اسلام قبول کرو عرض کیا کہ ہم اس سے بھی معافی چاہتے ہیں ہمارے آباؤ دین پر ہم کو رہنے دیجئے اس کے صلہ میں جزیہ دیا کریں گے۔ آنحضرتؐ نے ان کی استدعا قبول فرمائی اور یہ طے پایا کہ سالانہ دو ہزار حلے فی حلہ قیمتی چالیس درہم اور ضرورت کے وقت جنگی سامان مستعار دیا کریں گے۔ اس کے عوض میں اہل اسلام ان کے امن و امان کے ضامن ہوں گے۔ اور مذہبی مراسم میں ان کو آزادی رہے گی۔ اس معاہدہ پر فریقین نے دستخط کی اور نصاریٰ اپنے وطن کو واپس آگئے۔

برطانیہ میں مزدوروں اور منتظمین کے تعلقات

ہندوستانی لیبر افسران بہت متاثر

مشرق بعید کے ملکوں کے ۱۹ لیبر افسران ان دنوں برطانیہ میں لیبر نظم و نسق سے متعلق پانچ ماہ کا ایک کورس کر رہے ہیں۔ ان میں دو ہندوستانی افسران بھی شامل ہیں۔ ایک تو ہیں مسٹر ٹی۔ ڈی۔ جوزف جو کیرالہ اسٹیٹ کے شعبۂ محنت میں ڈسٹرکٹ لیبر افسر ہیں۔ دوسرے ہندوستانی تربیت یاب کا نام مسٹر ایس۔ اے سوموی ہے۔ وہ آندھرا پردیش میں مزدوروں کی تعلیمی اسکیم کے علاقائی انتظامی افسر ہیں۔ ان دونوں کی تربیت کا انتظام کولمبو منصوبہ کے تحت کیا گیا ہے۔ مسٹر سوموی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ برطانیہ میں مزدوروں اور منتظمین کے باہمی تعلقات کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ یہ رضاکارانہ بنیاد پر قائم کئے گئے ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ ہندوستان میں بھی یہ طریقہ اپنایا جائے۔“ موصوف نے دوطرفہ (آجر و دستکاری) محکموں میں باہمی بات چیت کا طریقہ کی بھی بہت تعریف کی ہے۔

داستان مدّاح علی علیه السلام

از سید الواعظین آقای سید شاه عباس منصوری

باید دانست که از احادیث متفق علیه فریقین حدیث است (قال النبی صلعم ذکر الله عبادة و ذکری عبادة و ذکر علی عبادة و ذکر الائمة من ولده عبادة) یعنی رسول اکرم صلی الله علیه وآله فرمودیا د کردن خدا عبادت است و یاد د ذکر من عبادت است و یاد و ذکر علی عبادت است و یاد و ذکر ائمه از اولاد علی عبادت است. والیضاً از متفق علیه است مرویه احمد حنبل و حافظ ابو نعیم و ابن مغازلی و اخطب خوارزم است که پیغمبر اکرم فرمودند به تحقیق خدا اعطا کرد برای برادرم علی ابن ابیطالب فضائل را بکثرت که از شمار بیرون آمد پس هر کس که بنویسد فضیلتی را از فضائل او را همیشه ملائکه استغفار می کنند برای کاتب فضائل و تا وقتیکه باقی بماند در دنیا از آن خط و کتابت رسم و نشانه ای. و هر کس که ذکر کند فضیلتی را از فضائل علی مع الاعتقاد و الاقرار بآن پس می آمرزد خداوند گناهان آن ذاکر آنچه در مقدم عمر و مؤخر عمرش هم توقع آمده باشد و هر کس که نگاه کند یا تا قل نماید فضیلتی را از فضائل اجما خداوند جمیع گناهان او را که بعلت و نظر بعمل آورده است می آمرزد. و هر کس که گوش کند یک فضیلتی را از فضائل علی ابن ابیطالب علیه السلام خداوند جمیع گناهان او را که بگوش دادن بعمل آورده است می آمرزد.

و چون ذکر علی و آل علی جزو نماز یومیه محسوب شده بحکم (من لم یصل علیکم لا صلوٰة له) هر کس درود در نماز بر آل محمد نفرستد نمازش باطل است و حضرت علی مرتضی بفحوای (علی منی و انا من علی) علی علیه السلام سردار اهلبیت من است. از ابتدای اسلام تا امروز مداحان آل محمد بی حساب آمده اند که تمام عمر خود را در مدح علی و اولاد علی علیه السلام وقف نموده اند. چنانچه در مناقب میر لغوی ترمذی صفحه ۲۴۵ مذکور است که در زمان خلفای عباسیه مداحی از مردم بلخ در مصر ساکن بود و علی الاتصال زبان به مداحی اهلبیت می گشود. و صبح و شام سوای ذکر علی علیه السلام شغل دیگری نداشت و تمام اناس مصر با شنیدن مداحی های علی علیه السلام مسرور و دلشاد می شدند. روزی جمعیت مصر جمع کثیری از اعیان و اشراف و فقرای مؤمنین حاضر بودند و بطاعت و عبادت الهی مشغول بودند. پس از فراغ از نماز آن مداح علی ایستاده و در مدح شاه ولایت و نور هدایت اسد الله الغالب علی ابن ابیطالب علیه السلام زبان بگشود و از ذکر منقبت قلوب محبان علی را منور و دلشاد نمود و پس از اتمام مناقب خود به عشق شاه ولایت پناه یک من نان و حلوه از حاضرین طلب نمود. در آن مجمع شخصی از خوارج ایستاده و دستش را بگرفت و گفت بخانه من بیا تا تو را نان حلوه بدهم و حاجات ترا روا نمایم. پس به طرف خانه خود با آن مداح علی روانه گردید تا او را بمنزل خود برده به غلام خود گفت تا در خانه ببندد و در اطاعت را بروی بگشاید. و هر چه فرمایم اطاعت نماید تا در عوض در آزادی بروی بگشایم و قبا از لباس خود آزاد نمایم و یک کیسه زر نیز بر آزادی تو بیفزایم. غلام باین وعده مسرور شد و در اطاعت او امر آقای خود کمر بست. آنگاه آن مرد خارجی حکم نمود تا دست و پای این (رافضی) را مثل گوسفند به بندد و هر دو چشمش را از کاسه سر بیرون آورده و دست و پایش را قطع نموده راه خوشنودی مرا فراهم نما. پس غلام بموجب فرموده آقای خود عمل نموده آن ملعون به غلام خود حکم نمود که این زبان بریده و پا و دست بریده را به قبرستان ببرد و بگذارد تا در آنجا جان به ملک الموت سپارد. غلام اطاعت نموده او را به گورستان برده اعضای بریده او را در نزد وی او انداخت در آن دل شب و تاریکی هولناک آن مداح علی از دل دردناک متوجه مشکل کشای دو عالم حضرت علی علیه السلام گردید و بزبان حال آن بی زبانی خود می سرود.

ز غم بیرا نه کنی رها که ترا ی طبیب که تو ای دوا
کر نظر توجه و لیس بر تهوری کس بن متوسل کنی
چه شود شها که کرم کنی نظری به جانب مسکنی
به تمنی و تکلمی همه دردها تو دوا کنی
تو در ما و من تو نجات من بحیات من به حمایت من
چه ضرر کنی چه زیان بری که بما ذری و عطا کنی
تو شهی سلطان همه جا کرت تو جهان همه بعدت
که شوند تعزیز تعزیت تو قبول اگر ز وفا کنی
تو شه سریر ولایتی تو همه خیر و لایتی
چه شود کهی چه نمایی نظری نبوی که دوا کنی
سر فی الفور به حکم دوستان با کمال محروم

ز که با دشمنان بنظر دادی) حضرت منظر العجائب علی علیه السلام به حضرت خضر علیه السلام که از فضا رسیده و وقت به طوف روضه مقدسه مشغول بود [illegible] ذکرای بیماه ذهنوی مصر بشتاب و آن مداح ما از [illegible]

بدون دست و پا و زبان باخت شده و رو بآخرت نهاده - درخواب دیدم شخصی بمیده - تداح از اسماء اعظم یاد تعلیم نموده فرمود این اسماء را بر اعضای بریده او بخوان و از برکت این اسماء الله تعالیٰ اعضایش را بهم پیوستن تا صحیح و سالم گردد و بگو که کسی که آن اسماء را بخواند بر عضو بریده البته بهم رسید و بسیار صحیح و سالم بیکی و زبان سوال برای نان و حلوا کنا که شخصی او را بمهمان خانه برده و برای او نان و حلوا آورد و چون تداح آن شخص را بیدار شد از محاسن ذات بیت) حضرت خضر علیه السلام بطرفة العینی بگورستان مصر رسید و آن مظلوم را دریافت اسماء الله خواند و دمید و بر آن دم اعضای مقطوعه است و دست شد چشمش بینا گشت و زبانش گویا و پا هایش روان گردید و دستش بکار افتاد - آنگاه پیام حضرت امیر علیه السلام را باو رسانیده - تداح حسب الحکم رو به همان مسجد نهاد و زبان به مدح و منقبت مولای دو عالم کشاده و بدستور سابق نان و حلوا طلب نموده جوانی برخاست گفت من حاجت تمام آرم - نان و حلوا بر سفره احسان گذارم پس او را بخانه خود برد - چون تداح دید که همان خانه الیست که آن خانه دلیشب دست و پایش را بریده بود باندیشه زیادی افتاد - بالآخره با خود گفت چون حکم پادشاه ولایت پناه است خلاف نمودن امر مولا روا نیست - القصه داخل خانه گردید و آن جوان سفره احسان گسترانید و نان و حلوا حاضر گردانید - تداح چون این حال مشاهده نمود از روی تعجب زبان بگشود و گفت ای جوان دیروز در همین خانه ظالمی اعضای مرا ببرید و مرا بحالت مرگ به قبرستان رسانید و امروز ابواب مرحمت می گشائی - در این خصوص حیرانم که چگونه تو بر من مهربانی و از این حیرت سرگردانم که چرا تو با من این قدر شفقت می نمائی - آرزو دارم که پرده از روی این تهمت برداری و حقیقت این معنی را بیان بنمائی - جوان گفت ظالمی که دیروز بتو ظلم نمود پدر من بود و من آن ظلم را با یک تو کردند پسندیدم و به غایت ملول و اندوهگین گردیدم - چون بخواب رفتم حضرت امیر المومنین علیه الصلوٰة والسلام را که از روی غضب متوجه پدر من گردید و فرمود (ای خرس سیاه آنچه به تداح ما کردی سزای آن دیدی که در دنیا بصورت خرس سیاه مسخ گردیدی و در آخرت بعذاب دوزخ مبتلا خواهی بود) چون از هول این خواب بیدار شدم باطاق مخصوص پدرم رفته دیدم که بصورت خرس سیاه درآمده فی الحال زنجیری در گردنش انداختم و از شرم در خانه پنهان ساختم تا کسی از حال او مطلع نشود و او را از صحبت خود نمانده - الحاصل آن خرس درین خانه است [illegible] او را ببینی و از معجزات شاه ولایت پناهی چون

تداح بسوی آن اطاق روان گردید خرس سیاه دید پس آن تداح علی از این معجزه علی خود را بر زمین انداخت جبین نیاز بر خاک عجز نهاده و شکر حق تعالیٰ بجا آورد و اهل بیت را ستایش کرد - و آن وقت بحق لعنت الهی بد فرستید و آن خرس سیاه را سوخته خاکستر گردانید و چون اهل مسجد این واقعه مطلع خبردار شدند جوق جوق به تماشای قدرت الهی آمدند و از عقیده خوارج بیزار شدند و خود را به مسلک ایمان علی در آوردند و بر اعدای اهلبیت تبرا کردند چرا که مرا آگاه نمودند بخود زد براآنکس که کند غیبت شهنشوه ۰.۰.۰.

محبت علیؑ اساس اسلام و ولایت او تکمیل

دین اسلام و از اطاعت او موجب نیل بحسنات صریحاً یکی می باشد و بحکم حدیث در صحیفة المومنین (حب علی ابن ابی طالب علیه السلام) یعنی سرنامه دیوان جمیع مومن و مومنه محبت علی ابن ابیطالبؑ است رسول اکرمؐ فرمود

(من احب علیاً دخل الجنة بغیر حساب)

ص۲۲ مناقب مرتضویؑ - هر که علیؑ را اطاعت کند بدون حساب و کتاب بهشت داخل خواهد شد - نعم ما قیل -

گر همه عمر عبادت کنی
کعبه دو صد بار زیارت کنی
مثل احد گنج سخاوت کنی
خالق بجای اطاعت کنی
مهر علیؑ گر نه بود در دولت
آتش سوزنده بود منزلت

فلم ایکٹ

امریکہ کا لافانی اداکار۔ گیری کوپر

گیری کوپر نہ صرف امریکہ ملکہ دُنیا کا ایک عظیم اداکار تھا۔ اس نے جس فلم میں بھی کام کیا اُسے لافانی بنا دیا آج وہ اس دُنیا میں نہیں لیکن دنیا اُسے کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

"کوپ" رخصت ہو گیا!

وہ دبلا پتلا خاموش شخص دُنیا کے کروڑوں لوگوں کے نزدیک پُرانے مغرب کی ہمت اور دلیری کی جیتی جاگتی مثال تھا۔ اس کی زندگی کا سورج ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مغرب کی آغوش میں چلا گیا۔ گیری کوپر نے فلمی زندگی کے ۳۶ برسوں میں ایک سو سے زیادہ فلموں میں مختلف کردار ادا ئے لیکن اسے نرم گفتار، حلیم طبع اور کمزوروں کی حمایت کرنے والے چرواہے کے طور پر ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس اداکار میں ایک گھڑسوار کی سی بید ایسی اور قدرتی شان اور موزونیت پائی جاتی تھی۔ اس میں دیہاتی لوگوں جیسی سادگی اور راست گفتاری کا وصف تھا۔ اور ناانصافی کے سامنے کبھی سر بہ خم نہیں ہوتا تھا گیری کوپر کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ حقیقی چرواہا ہے۔ اور سیدھا مال مویشی پالنے کے فارم سے آیا ہوا ہے اور شرمیلے پن کی وجہ سے وہ یک لفظی باتیں کرتا ہے۔

اگرچہ گیری کوپر ایک کم گو مغربی ہیرو کے طور پر پبلک کے تصور میں کسی کوشش کے بغیر پورا اترتا تھا سوائے اس کے کہ اس کی پیدائش سنہ ۱۹۰۱ء میں ہیلنا مونٹانا میں ہوئی تھی۔ خاندانی پس منظر کے لحاظ سے وہ چرواہا نہیں تھا۔ اس اداکار کے والد انگلستان سے آئے ہوئے ایک قانون دان تھے جو امریکہ آنے پر مونٹانا میں چیف جسٹس مقرر ہوئے تھے۔ نوعمر فرینک (جو بعد میں گیری کوپر کہلایا) بھی انگلستان میں دو برس تک پبلک اسکول میں تعلیم پاتا رہا تھا۔ پہلی عالمی جنگ میں آدمیوں کی کمی کے باعث اسے مال مویشیوں کے فارم کا انتظام سنبھالنا پڑا جو اس کے والد نے خرید رکھا تھا یہاں اس نے گھڑسواری بندوق چلانا، گھوڑوں اور مویشیوں کو پھندے ڈال کر پکڑنا سیکھا اور یہی باتیں آخر اس کی فلمی شہرت کا باعث بنیں۔ نوعمر کوپر کو اصل میں ابتدائی طور پر کارٹون بنانے سے دل چسپی تھی۔ چنانچہ گرینل کالج (آئیوا) میں تین برس تک تربیت پانے اور کچھ عرصہ اپنے شہر کے اخبار میں کارٹونسٹ کے طور پر کام کرنے کے بعد اس نے ارادہ کیا کہ وہ شکاگو میں آرٹ کی اعلیٰ تعلیم پوری سنجیدگی سے شروع کرے گا۔ لیکن مزید تعلیم کے لئے روپے کی ضرورت تھی۔ اُدھر اسی دوران میں اس کے والدین بھی لاس اینجلز چلے گئے تھے۔ اس نے بھی ان کے پاس جانے اور وہاں کوئی مناسب کام حاصل کرنے اور آرٹ اسکول کے لئے کافی رقم جمع کرنے کا فیصلہ کیا۔

سنہ ۱۹۲۴ء کے اواخر میں لاس اینجلز میں اسے مونٹانا کے کچھ چرواہے دوستوں سے ملنے کا اتفاق ہوا جو ہالی ووڈ کے ایک فلم سٹوڈیو میں جا رہے تھے۔ کوپر بھی ان کے ساتھ ...

اور اسے بھی اس سٹوڈیو میں ایک گھڑ سوار کے کردار کا کام مل گیا۔ اس نے یہ کام اس لئے قبول کیا کہ آرٹ کی اعلیٰ تعلیم کے لئے کچھ روپیہ جمع کر سکے۔ لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ آخرکار فلمی دُنیا کا فن کار بن کر دُنیا میں نام پائے گا۔ ابتدا میں اُسے ایک "ایکسٹرا" اور سینٹ مین کے طور پر لیا گیا۔ یہ کام بھی کچھ سہل اور آرام بخش تھا۔ کیمرے کے سامنے جتنی بار وہ گھوڑے سے گرتا اُتنا ہی اس نے اپنے آپ کو آرٹ سکول کے قریب محسوس کرتا۔ اس نے ایک اداکار کی معاون کی امداد بھی حاصل کی تاکہ وہ اپنے پیشے میں کچھ پیش قدمی کر سکے۔ چنانچہ اسی خاتون نے اسے نام بدلنے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ فرینک کوپر کے نام والے بہت سے لوگ ہالی ووڈ میں کام کرتے تھے وہ خاتون گیری (انڈیانا کی رہنے والی تھیں۔ چنانچہ کوپر نے اسی گیری کے نام پر اپنا نام فرینک کوپر کے بدلے گیری کوپر رکھ لیا۔ گیری کوپر کو ایکسٹرا کے بعد بتدریج فیچر اداکار کے چھوٹے چھوٹے کردار دیئے جانے لگے۔ ۱۹۲۶ء میں اس کے لئے ایک عظیم موقع آیا۔ جب دی وننگ آف بار برا ورتھ (The Winning of Barbara Worth) فلم کے ایک اہم کردار کے لئے موزوں اداکار میسر نہ آسکا۔ چنانچہ یہ کردار گیری کوپر کو دیا گیا۔ وہ اس میں ایک جوان سال چرواہے کے طور پر نہایت کامیاب رہا جو رونلڈ کولمین کی گود میں دم توڑتا ہے۔ اس کے بعد ایک اور فلم "ونگس" میں جوان سال ہوا باز کے کردار میں لوگوں کی توجہ اس کی طرف اور بھی کھنچ گئی۔ اس کے بعد اس نے (Children of Divorce) میں ایک عالمی انسان سٹائیلکر "ہو اکو" ایف غیر ملکی فوج کے ایک

خوش مزاج رکن تک کے تمام قسم کے پارٹ ادا کئے تاہم ( ) اس کی پہلی مکمل فلم تھی جس نے حقیقتاً کوپر کی شہرت کو بڑھایا۔ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اوون وسٹر کا ناول اس کی فرمائش پر ہی لکھا گیا تھا۔ اور یہ غیر فانی جملہ "جب تم یہ کہو تو تمہیں وہ مسکراہٹ مل جائے گی" اداکار کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہے گا۔ جس نے قدیم مغرب کے رومان کا لب لباب پیش کیا تھا۔ دوسرے تند و تیز فلمی ہیرو کلارک گیبل کی مانند "کوپ" (اپنے دوستوں میں وہ اسی نام سے مشہور تھا) اپنے آپ کو ایک حقیقی اداکار تصور نہیں کرتا تھا۔ جب وہ اداکاری کے پیشے میں جم چکا تھا جب بھی وہ اس پیشہ کو ترک کرنے اور اپنے آرٹ سٹوڈیو میں واپس جانے کا ذکر کرتا۔ وہ اپنی مسلسل کامیابی کار از اس امر سے وابستہ کرتا تھا کہ وہ فلمی پردے پر خالص امریکن نظر آتا تھا۔ اپنی زندگی میں اس نے سارجنٹ یارک (سال ۱۹۴۱ء) اور "ہائی نون" (۱۹۵۲ء) میں اداکاری کے بہترین جوہر دکھانے پر دو اکیڈمی انعامات حاصل کئے۔ تیسرا خصوصی انعام "آسکر" اُسے سال ۱۹۶۱ء میں مختلف فلموں میں بہت سے یادگاری کرداروں کے لئے دیا گیا تھا۔ گیری کوپر کی آخری فلم "دی نیکڈ ایج" تھی جو ایک پر اسرار کہانی ہے۔ اس میں ڈیبورا کر نے ہیروئن کا پارٹ کیا ہے۔ لیکن اس کا فلمی آخری کردار ٹیلی ویژن پروگرام میں ادا کیا جس میں اس نے "اصلی مغرب" کی جھلک پیش کی تھی۔ اور غالباً یہی کردار اس کے لئے موزوں ترین بھی تھا۔ کیونکہ وہ ہر جگہ کے لاکھوں کروڑوں لوگوں کے لئے ابتدائی امریکہ مغرب کی حقیقی علامت بن چکا تھا۔

شیدائی اہل حق کا ترجمان صاحبان ذوق کا اخبار ہے

نوجوانوں کا بین الاقوامی کلب

از قلم:- (جون ـ ہیمانڈ)

لندن میں ایک کلب کا تذکرہ تقریباً ہر جگہ ہو رہا ہے۔ بہت سے طلبا اس کا ممبر بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کلب کا نام ہے "بکری کلب" مس میری ٹریولین اس کی بانی ہیں۔ کچھ روز ہوئے میں نے اُن سے ملاقات کی اور پوچھا "آپ نے اس کا نام بکری کلب کیوں رکھا ہے؟"

"میں چاہتی تھی کہ کلب کا نام عجیب سا ہو تاکہ لوگ اس سے دلچسپی لیں اور یہ جاننے کی کوشش کریں کہ اس کے ممبر کون ہیں اور وہ کیا کرتے ہیں۔ دوسرے، مجھے بکریاں پسند بھی ہیں"۔ اس نے جواب دیا۔

مس ٹریولین لندن یونیورسٹی میں پڑھنے والے سمندر پار کے طلبا کی مشیر ہیں۔ ایسے طلبا کی تعداد اس وقت تک بھگ ۶۰۰۰ ہوگی۔

مس ٹریولین نے مجھے بتایا کہ سمندر پار کے طلبا جب لندن آتے ہیں تو ان میں سے بیشتر طلبا بعض اوقات تنہائی سی محسوس کرتے ہیں۔ اُن کو اپنا گھر یاد آتا ہے۔ یہی حالت اُن برطانوی طلبا کی بھی ہے جن کا تعلق ملک کے دوسرے علاقوں سے ہے لیکن تعلیم لندن میں حاصل کرتے ہیں۔ یونیورسٹی کے مختلف کالج ایک بہت بڑے علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ متعدد طلبا کرائے کے کمروں میں رہتے ہیں۔ چنانچہ اُن کے لئے ایک جگہ بیٹھنا بہت مشکل ہوتا ہے"۔

طلبا کے احساس تنہائی کو دور کرنے اور اُن کی برطانیہ اور برطانوی عوام سے متعلق معلومات حاصل کرنے کی خواہش کو پورا کرنے کے مقصد سے مس ٹریولین نے "بکری کلب" قائم کیا۔ یہ آج سے چار سال پہلے کی بات ہے۔ کلب کے ممبران ہر منگل کو شام کے وقت یونیورسٹی کے ایک کمرہ میں اپنی میٹنگ منعقد کرتے ہیں جو تقریباً تین گھنٹے جاری رہتی ہے۔ نوجوان طلبا اور طالبات جن کا تعلق تقریباً چالیس ملکوں سے ہے، اس کلب کے ممبر ہیں۔

مس ٹریولین نے مجھے مزید بتایا کہ "ہر میٹنگ کا پروگرام صیغۂ راز میں رکھا جاتا ہے۔ میرے سوا کوئی نہیں جانتا کہ میٹنگ میں کیا ہوگا"۔

شاید یہی وجہ ہے کہ ممبران ہر میٹنگ میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ کسی اچھے پروگرام سے محروم نہ رہ جائیں۔ ان کا یہ ڈر بلا وجہ نہیں کیونکہ بڑی بڑی شخصیتوں کو کلب کی میٹنگوں میں شامل ہونے کی دعوت دی جاتی ہے۔ ڈیوک آف ایڈنبرا اور شہزادی الیگزنڈرا دونوں معزز مہمانوں کے طور پر کلب کی میٹنگ میں شرکت کر چکے ہیں۔ ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ، سر جون ہنٹ اور کئی نامور ہستیوں نے کلب کے ممبران کو اپنے مخصوص موضوع سے متعلق اپنے خیالات اور تجربات بتلائے ہیں۔

جگہ کی تنگی کی وجہ سے کلب کی ممبرشپ محدود رکھی گئی ہے۔ ہر ملک کے ممبران کا کوٹا مقرر کیا گیا ہے۔ کلب کیا ہے، چھوٹے پیمانہ پر "اقوام متحدہ" ہے۔

خلائی پرواز کی کہانی ــــ شیپرڈ کی زبانی

امریکہ کا اولین خلائی مسافر کمانڈر ایلن بی شیپرڈ ۵ مئی کو خلائی پرواز کے بعد کامیابی سے واپس زمین پر اتر آیا۔ ذیل میں اس خلائی پرواز کی کہانی دی جاتی ہے۔ جو خود شیپرڈ نے امریکہ کے ایک سرکردہ سائنس مضمون نگار کو ایک انٹرویو میں بیان کی ہے

سوال۔ مسٹر شیپرڈ آپ خلائی اڑان کے متعلق کیا محسوس کرتے ہیں۔؟

شیپرڈ۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے اس بات پر بڑا اطمینان ہے کہ میں پہلا امریکی ہوں جس نے خلائی اڑان کی ہے۔ لیکن جلدی میرے ساتھی خلائی ہوا بازوں میں سے ہر ایک کو خلائی سفر کا موقع ملے گا۔

سوال:۔ کیا آپ اپنی اس اڑان کو لینڈ برگ اور کولمبس جیسے لوگوں کی مہموں کے مساوی سمجھتے ہیں۔؟

شیپرڈ:۔ اس کا جواب ہاں بھی ہے اور نہیں بھی۔ میں خلائی جہاز میں اگرچہ اکیلا ہی تھا تاہم یہ اڑان دوسرے سینکڑوں کارکنوں نے ممکن بنائی۔ ریڈسٹون راکٹ کسی رکاوٹ کے بغیر اڑتا گیا۔ مرکری خلائی جہاز فریڈم سیون (جس میں شیپرڈ سوار تھا) بھی قریب قریب ٹھیک طرح کام کرتا رہا اور مجھے اس اڑان میں بالکل کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ میں سمجھتا ہوں زمین کرنے میں میری واپسی ان کارکنوں کی مہارت اور سچی لگن کے لئے خراج تحسین کا درجہ رکھتی تھی۔ اگر میرے پاس وقت ہوتا تو میں ان میں سے ہر ایک کو ذاتی طور پر مبارک باد دیتا۔

سوال:۔ اس اڑان کے نتائج کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

شیپرڈ:۔ ہم اس سے بہت خوش ہیں۔ اس سے ہماری حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ ہم پراجیکٹ مرکری کی کامیاب تکمیل کے پلان کو انتہائی امکانی تیزی کے ساتھ آگے بڑھانا چاہتے ہیں جس کے تحت انسانوں کو مدار پر پہنچایا جائے گا۔ اور دیکھا جائے گا کہ زمین کے گرد تین گردشوں میں وہ کس طرح کام کرتے ہیں اور کیا ردِ عمل ہوتا ہے۔

سوال:۔ خلائے بسیط میں ۱۵ منٹ کے دوران میں آپ کو کونسی بات سب سے زیادہ جوش انگیز معلوم ہوئی؟

شیپرڈ:۔ یہ حقیقت کہ ہر ایک بات پلان کے مطابق سکون کے ساتھ عمل میں آتی رہی یہی میرے لئے سب کچھ تھا۔ بے شک خلائی اڑان کا ایک جوش انگیز پہلو زمین سے فضائی بلندیوں میں پہنچنا اور نیچے کی چیزوں کو ایک بالکل نئے زاویے سے دیکھنا ہے۔ مجھے غور و فکر کرنے کا زیادہ وقت نہیں ملا کیونکہ میں تقریباً سارا وقت مصروف رہا۔ لیکن ہفتہ بھر گزارنے کے بعد میں اس منظر پر توجہ مرکوز کر سکا جو میں نے اڑان کے وقت دیکھا تھا اور یہ بہت ہی دلکش اور خوبصورت تھا۔ ستارے نظر نہیں آتے تھے شائد اس لئے کہ میں ماحول پر اپنی نظریں جما نہیں سکا (کیونکہ اس کے لئے وقت نہیں تھا)

سوال:۔ کیا اڑان کا وہ وقفہ بہت سخت تھا جس میں ایندھن استعمال ہوا۔؟



۲۴ ذی الحجۃ الحرام!

از سیدہ طاہرہ بیگم

بچو! تاریخ اسلام میں ۲۴ ذی الحجۃ الحرام کا دن بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس روز پیغمبر اسلام نے نصاریٰ نجران کے مقابلہ میں سچوں کی ایک مختصر سی جماعت منظم کی تھی۔ اس مختصر سی جماعت میں پیغمبر اسلام اور ان کے دو نواسے امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور پیغمبر اسلام کی اکلوتی دختر معصومۂ عالم اور پیغمبر اسلام کے وصی و جانشین امیر المومنین علی علیہ السلام تھے۔ یہ اسلام کی مختصر جماعت جب مدینہ سے باہر میدان مباہلہ پر پہنچی نصاریٰ نجران کے اسقف اعظم نے ایک مرد عرب سے پوچھا کہ یہ لوگ جو محمدؐ کے ساتھ آئے ہیں کون ہیں؟ اوس نے کہا کہ وہ جو آگے بیٹھے ہیں پیغمبر اسلام کے داماد اور بھائی ہیں اور وہ جو پیچھے بیٹھی ہیں اونکی لڑکی ہیں اور وہ دونوں بچے جو آزو بازو بیٹھے ہیں ان کے نواسے ہیں یہ سنکر اسقف اعظم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ ہرگز مباہلہ نہ کرو دیکھو انکو اپنی بات پر کتنا وثوق اور اعتماد ہے اگر یہ جھوٹے ہوتے تو کبھی یہ لوگ اپنے عزیزوں اور فرزندوں کو ایسے خطرناک محل میں نہ لاتے۔ بھائیو! یہ اسی ہیئت سے بیٹھے ہیں جس ہیئت سے انبیاء سابقین مباہلہ کے لئے بیٹھا کرتے تھے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ خدا سے چاہیں کہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے علحدہ کر دے تو علحدہ کر دے گا۔ اگر تم لوگ ان سے مباہلہ کروگے تو [illegible] نصرانی روئے زمین پر باقی نہ رہیگا بہتر یہ ہے کہ ہم مباہلہ [illegible] جزیہ دینا قبول کر لیں۔ سب [illegible] پیغمبر اسلام کے پاس آئے اور [illegible]

زرین اقوال

محال نیست کہ زاغ و زغن ہوند ہمی
نشستہ بر سر شاخی چو شاہباز ایجا

(میر محبوب حق آگاہ)

بچو! یہ دنیا کی پہلی لڑائی ہی جو بے تیغ و تفنگ سر ہوئی۔ یہ حق اور باطل کی لڑائی تھی۔ حق کو ہمیشہ فتح حاصل رہی ہے کیونکہ حق حق ہے اور باطل باطل ہے۔ تم جانتے ہو کہ حق کس کے ساتھ ہے۔ اس کو تم زبان رسولؐ سے سنو۔ آنحضرت فرماتے ہیں۔ حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ ہے ہم کو چاہیئے کہ ہم ہمیشہ حق کا ساتھ دیں۔

بچو! حق پرستی عین ایمان ہے۔ اعلیٰحضرت حضور نظام حق شناس ہیں، حق شعار ہیں۔ حق پرست ہیں اعلیٰحضرت حضور نظام حق کو ایسا سمجھے ہوئے ہیں جو حق سمجھنے کا ہے۔ اسی لئے اہل حق اعلیٰحضرت حضور نظام کو "حق آگاہ" کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ یہ سلامت رہیں صد ہزار سال

شیپرڈ:۔ نہیں، بلکہ میں تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ریڈسٹون راکٹ میں ایندھن جلنے اور اوپر اٹھنے کا عمل انتہائی طور پر صاف اور ہموار تھا۔ حقیقت میں مجھے زیادہ شور وغل، گونج اور رگڑ وغیرہ کی توقع تھی۔ اڑان سے منٹ بھر بعد ایک ایسا وقت آیا کہ جب راکٹ آواز سے بھی زیادہ تیز رفتاری کی حدود میں پہنچا۔ اس وقت توقع سے زیادہ شدید ہچکولے اور جھٹکے لگے اور شور اور گونج بڑھ گئی۔ لیکن عام طور پر ریڈسٹون کی اڑان اتنی ہموار رہی کہ یہ سفر بہت خوشگوار رہا۔

سوال:۔ کیا آپ اس وقت تشویش اور خوف محسوس کرتے تھے۔؟

شیپرڈ:۔ نہیں، مجھے کوئی خاص تشویش نہیں ہوئی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے زمینی سٹیشن کو آواز سے بھی زیادہ تیز رفتار کے باعث ان جھٹکوں کی اطلاع بھی نہیں دی کیونکہ انہیں تشویش ہوتی۔ بلکہ میں کہوں گا کہ ہمیں مرکزی نظام کار میں بھاری اعتماد تھا۔ پھر بھی مجھے یقین ہے کہ اڑان سے پہلے ہر شخص نے کسی قدر خوف محسوس کیا۔ لیکن ہم یہ پروگرام آنکھیں کھول کر عمل میں لا رہے تھے۔ اور ہم سب لوگ عمل کی کامیابی یا ناکامی کے امکانات کا احساس رکھتے تھے۔

سوال:۔ جی (G) قوتوں کے مقابلے میں یعنی آواز سے بھی زیادہ تیز رفتاری اور سست رفتاری کے وقت آپ کا کیا ردِ عمل رہا۔

شیپرڈ:۔ جب میں ایندھن کی امداد (ایندھن والے راکٹ) سے اڑ رہا تھا مجھے زیادہ سے زیادہ چھ جی (G) قوتوں کا تجربہ ہوا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ مجھے اپنے وزن کے مقابلے میں چھ گنا زیادہ قوت سے اپنے کو پچ (نشست) پر دھکیلا گیا یہ میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا کیونکہ تربیت کے دوران میں ہم سا توں خلائی ہوا بازوں کو اس سے بھی زیادہ جی (G) قوت سے چرخی کی عظیم مشین میں رکھا گیا تھا۔

سوال:۔ بے وزنی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

شیپرڈ:۔ بے وزنی کی حالت کوئی پانچ منٹ تک جاری رہی۔ یہ بہت ہی خوشگوار احساس تھا اور میرے کام پر اس کا کوئی مضر اثر نہیں پڑا۔

سوال:۔ میں سمجھتا ہوں کہ بے وزنی کے وقفے کے بعد جب آدمی فلائے بسیط سے زمینی کرۂ ہوائی میں دوبارہ داخل ہوتا ہے تو جی (G) قوت زیادہ تیز ہو جاتی ہے؟

شیپرڈ:۔ ہاں۔ ۳۰ سیکنڈوں میں جی (G) کی صفر قوت سے ۱۱۔ جی (G-11) کی قوت پر پہنچ گیا۔ اس وقت مجھے اپنے معدے اور ٹانگوں کے پٹھوں کو اس قوت کا مقابلہ کرنے کے لئے سخت بنانا پڑا۔ اس کے نتیجہ کے طور پر بولنا کسی قدر مشکل ہو رہا تھا۔ اس کی توقع تھی اور زمینی اسٹیشن میں کنٹرول کے آدمیوں نے مجھے بتایا کہ انہیں میری باتیں سمجھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

سوال:۔ مسٹر شیپرڈ، بتایا جاتا ہے کہ اس اڑان کا انتہائی اہم پہلو یہ تھا کہ خلائی جہاز کا کنٹرول آپ کے ہاتھ میں تھا۔؟

شیپرڈ:۔ ہاں یہ ہم سب کے لئے ایک عظیم وقت تھا۔ انسانی کنٹرول کی وجہ سے میں اس خلائی جہاز "فریڈم سیون" کو مختلف مرحلوں سے گزارنے کے قابل ہوا یہ تجربہ یہ جاننے کے لئے ضروری تھا کہ بے وزنی کی حالت میں انسان خلائی جہاز پر کنٹرول رکھ سکے گا یا نہیں۔ چنانچہ خلائی جہاز

ان تجربوں میں بڑی خوش اسلوبی سے کام کیا۔

سوال:۔ اڑان کے دوران میں آپ نے اور کیا کچھ کیا۔؟

شیپرڈ:۔ میں زمینی اسٹیشن کو خلائی جہاز کے نظام اور اپنے ردِ عمل کے متعلق بکثرت اطلاعات دیتا رہا۔ میرے کام کا ایک حصہ یہ تھا کہ زمین پر مختلف علاقوں کو پہچانوں اور جب پہلی بار میری نظر نیچے کی طرف گئی تو منظر دیکھ کر میں دم بخود رہ گیا۔

سوال:۔ آپ کیا کچھ پہچان سکے؟۔

شیپرڈ:۔ فلوریڈا تو صاف طور پر دیکھا۔ باقی اوکی چوبی جھیل اینڈروس جزیرے بی مینی اور بہاما جزیرے بادلوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔

سوال:۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی آپ نے بتایا کہ خلائی جہاز قریب قریب ٹھیک طرح کام کرتا رہا۔ کیا کوئی خرابی بھی پیدا ہوئی تھی۔؟

شیپرڈ:۔ ہاں جب میں نے یہ کہا کہ تو میں ایک چھوٹے سے مسئلے کا ذکر کر رہا تھا۔ جب ریٹرو راکٹ چلائے جاتے ہیں تو اس کے ساتھ ہی خلائی جہاز سے متعلق سامان کا سارا بنڈل بھی الگ ہو جانا چاہیئے۔ یہ تو سب قاعدے کے مطابق عمل میں آیا لیکن خول کے اندر ایک علامتی ہری بتی نہیں جل سکی تھی۔

سوال:۔ کیا آپ کو کسی طرح کی کوئی تکلیف ہوئی؟

شیپرڈ:۔ زمین پر واپسی کے وقت میری اپنی غلطی سے کسی قدر تکلیف ہوئی۔ میں جلدی میں خول سے پرواز کے لباس میں نکل پڑا۔ اس سے مجھے انتہائی گرمی محسوس ہوئی

سوال:۔ انسان کی خلائی پرواز سے آپ کے خیال میں کیا کیا فائدے ہو سکتے ہیں۔؟

شیپرڈ:۔ جو کچھ ہم موجودہ پروگراموں سے سیکھیں گے۔ ان کی روشنی میں دوسرے سیاروں اور خلائی سفر کی راہیں کھلیں گی۔

غزل

(مشاعرہ بزم سعدی۔ ۲۸؍مئی ۱۹۶۱ء)

از جناب مولوی حامد بن شبیر صاحب چیف جج اسمال کاز کورٹ حیدرآباد

عرضِ دو جہان وسعتِ یک گام ندارد
این راہِ طلب منزل و انجام ندارد

از عشق چہ دولت دلِ ناکام ندارد
غم دارد و اندازۂ انعام ندارد

گشتم ہمہ تن سوز بہ سودائے محبت
اکسیرِ حیات است کہ ہر خام ندارد

بختِ سیہم پرتوِ آن زلف پسندید
آثارِ طلوعِ سحر این شام ندارد

جامے کہ ز ساقی بہ سرِ حاصلِ جام است
کیف و اثر و فیض فقط جام ندارد

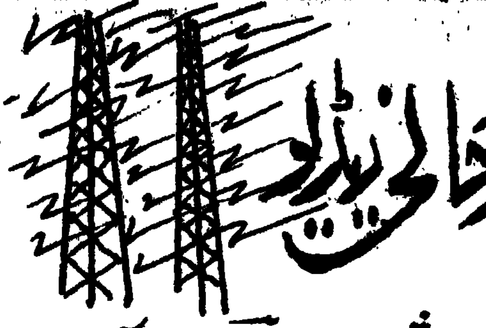
در محفلِ رندان کہ بود گردشِ ساغر
یارائے گزر گردشِ ایام ندارد

ساقی بہ کرم جام بہ رقص و من و مطرب
زہرہ بہ فلک این چنیں اکرام ندارد

حورانِ ہمہ مستورِ خیام این چہ بہشتے
جلوائے رخِ یار سرِ بام ندارد

حامد گزر از دیر و حرم زانکہ بجز عشق
خلاقِ جہاں دعوت و پیغام ندارد

(یہ غزل بزم سعدی کے مشاعرہ میں پڑھی گئی)



روحانی ریڈیو

ناشر :- مجذوب حیدرآبادی

> یہ عنوان حضرت مجذوب حیدرآبادی کی ملکیت ہے انکے روحانی مکاشفات کے متعلق ہم کوئی رائے ظاہر کرنے کی جراءت نہیں کر سکتے ناظرین جانیں یا وہ خود۔ روحانی نشریات میں نام، مقامات اور واقعات فرضی ہوا کرتے ہیں اگر اتفاقاً مطابقت ہو جائے تو کسی اسم خاص کا قیاس نہ فرمایا جائے (ایڈیٹر)

ایکہ ارنوری میٹر پہ ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں ابھی آپ ہمارے روحانی قوال سے عارف شیرازی کی غزل سن رہے تھے جسکا ایک شعر تھا ؎

زدی، بستی، شکستی، سوختی، انداختی، رفتی
جوابت چیست فردائے قیامت دادخواہان را

اب مسٹر سیلانی، محکمۂ ڈرینیج کی کارکردگی پر ایک تقریر فرمائیں گے

مسٹر سیلانی :-

بھائیو! [illegible] قدیم [illegible] لیڈر [illegible] کی
اس راجدھانی کا نام جس کسی نے بھی [illegible] بھاگ نگر رکھا تھا گویا وہ آنے والے زمانہ کے لئے ایک پیشین گوئی کر چکا تھا آج وہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوتی نظر آ رہی ہے بھاگ نگر۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

بھاگ نگر سے بھاگ رے بابا بھاگ نگر سے بھاگ
رات کو مچھر، دن کو بدبو، جینا ہے دو بھاگ

رات کو محکمۂ ملیریا کی مہربانی کی وجہ سے موسیٰ ندی کی دونوں جانب بسنے والے پھر اس شہریوں پر مچھروں کی فوج شب خون مارتی ہے اور دن کو ہوا کے جھونکوں کے ساتھ ساتھ محکمۂ ڈرینیج کے کھلے ہوئے بدرو جو مہکتے ہیں کہ سارا شہر طبلۂ عطار بن جاتا ہے۔ لوگ شہر کے ہر محلہ سے ناک کو دستی لگا کر گزرتے ہیں اور فانی کا یہ شعر گنگناتے جاتے ہیں ؎

جانے مشام دیدہ گشودم بہ بوئے گل
پنداشتم کہ گرد رہ یار می رسد

بیان کیا جاتا ہے کہ افراسیاب نے رستم کو پھانسنے کے لئے ماژندران میں جا بجا کنوئیں کھدوا کر گھاس پھوس سے ڈھک دیا تھا تاکہ رستم کنوئیں میں گر کر اسیر ہو جائے۔ لہٰذا جاتا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے چنانچہ جناب محکمۂ ڈرینیج والوں نے بھی جا بجا مین ہولوں کے ڈھکن نکال دیئے ہیں تاکہ راستہ چلنے والے ان مین ہولوں میں گر کر "قید حیات و بند غم" دونوں سے نجات پا جائیں۔ معلوم

ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے محکمہ ڈرینیج کا کام یا تو بدبو پھیلانا ہے یا ہم موریوں میں انسانوں کو گرانا۔ یقین ہے کہ بدبو پھیلانے اور انسانوں کو موریوں میں گرانے میں ضرور کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ ہے جیسا کہ لسان الغیب نے فرمایا ہے ؎

رموز مملکت خویش خسروان دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

بدبو پھیلانے میں ایک مصلحت یہ کارفرما نظر آتی ہے کہ بدبو سے لوگ بیمار ہو جائیں اور اس طرح ہمارے ان ڈاکٹروں کا روزگار چمک جائے جو اپنے اپنے مطبوں میں بیٹھے صبح سے شام تک مریضوں کا انتظار کرتے اور غالب کا یہ مصرعہ گنگناتے ہیں ؎

وہ آئیں یا نہ آئیں پہ یاں انتظار ہے

یہاں واقعی محکمہ ڈرینیج کی مصلحت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ لوگ بدبو سے بیمار ہو کر ڈاکٹروں کے پاس رجوع ہوں گے، ڈاکٹروں کی بیروزگاری دور ہوگی۔ اس طرح ملک کی تعلیم یافتہ بیروزگاری کا اوسط گھٹ جائے گا۔ ہمارا ملک خوشحال ہوگا اور پنجسالہ منصوبہ پانچ مہینے میں پروان چڑھے گا۔

اسی طرح انسانوں کو موریوں میں گرانے کے بارے میں میرا خیال ہے کہ ہمارا محکمہ ڈرینیج اضافہ آبادی کے مسئلہ کو حل کرنا چاہتا ہے۔ اگر لوگ دھڑا دھڑ محکمہ ڈرینیج کی موریوں میں گرتے رہیں تو چند ہی دن میں خطرناک اضافہ آبادی میں معتد بہ کمی ہو جائے گی۔

اس خصوص میں محکمہ ڈرینیج کو میرا بہ خلوص مشورہ ہے کہ وہ باضابطہ منصوبہ بندی کے تحت شہر بھر میں زیادہ سے زیادہ بغیر ڈھکن کی موریاں بنائے۔ "سوختہ زیادہ اگاؤ" کی طرح "موریاں زیادہ کھدواؤ" کی مہم چلائے۔ ہر شاہراہ پر ہر پچاس گز پر، ہر موڑ پر دو دو موریاں کھدوائی جائیں۔ موجودہ موریوں میں ایک خرابی یہ ہے کہ اس میں بیک وقت صرف ایک ہی آدمی گر سکتا ہے اسلئے موریوں کے منہ اتنے کشادہ رکھے جائیں کہ پیادہ راہروؤں کے علاوہ سیکل سوار، موٹر سیکل سوار، رکشا نشین اور موٹر نشین بھی مع اپنے سائیکلوں، رکشوں اور موٹروں کے ان موریوں میں گر کر اپنے اپنے مذہب کے لحاظ سے بیکنٹھ، جنت اور پیراڈائز میں محل خریدا کریں۔ بڑی بڑی موریوں کی کھدائی کا کام بارش کا موسم آنے سے پہلے ہی مکمل کر لیا جانا ضروری ہے تاکہ بارش میں زیادہ سے زیادہ لوگ موریوں میں ڈوب کر لب کوثر ابھر سکیں۔ جیسا کہ ریاض خیرآبادی نے کہا ہے ؎

ڈوبے موری میں تو جا کر لب کوثر نکلے

میں سمجھتا ہوں کہ اس قومی کام کیلئے محکمہ ڈرینیج کا موجودہ بجٹ کافی نہ ہوگا اسلئے اس عظیم کام کی تکمیل کے لئے فوراً Special Allotment کی تحریک کی جانا مناسب ہوگا۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ اس قومی خوشحالی کے کام کو باحسن الوجوہ انجام دینے کے لئے فی الوقت علی الحساب دو کروڑ کی منظوری دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دو کروڑ کی آبادی کو ٹھکانے لگانے کے لئے دو کروڑ کی رقم کچھ زیادہ نہیں ہے۔ فی کس اوسط ایک روپیہ پڑتا ہے۔ محکمہ ڈرینیج کو چاہیئے کہ وہ

صرف حکومت کی امداد کے سہارے ہی پورہ ہے بلکہ اس کار خیر کیلئے عوام سے بھی چندہ طلب کیا جا سکتا ہے ہمارے شہر میں انشاءاللہ سے صاحبان خیر کی کمی نہیں۔ وہ ضرور اس رفاہی کام کی تکمیل کے لئے خندہ پیشانی کے ساتھ چندہ دیں گے۔ عوام کے چندوں کے علاوہ ایک ڈرینج ریلیف فنڈ بھی قائم کیا جا سکتا ہے

ایکزار نوری میٹ پیسہ ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں۔ ابھی آپ مسز سیلانی کی تقریر سن رہے تھے اب ہمارے نشریات کا وقت ختم ہو چکا ہے ہمیں آئندہ ہفتہ تک کے لئے اجازت دیجئے ——— جئے ہند

سالانہ مجالس عشرہ

مرکزی سیرۃ الزہرا کمیٹی کے زیر اہتمام مجالس عزاء یکم محرم سنہ ۱۳۸۱ھ م ۱۵ جون سنہ ۱۹۶۱ء روزانہ بعد نماز مغرب حسب سابق اندرون دیوڑھی باقر نواز جنگ مرحوم حویلی قدیم منعقد ہونگے جسمیں خطیب عصر نواب سید محمد عسکری جعفری صاحب قائد مرکزی سیرۃ الزہرا کمیٹی بیان فرمائیں گے

یہ مجالس جو گزشتہ ۲۵ سال سے عصر جدید کے تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے جو تبلیغی خدمات انجام دے ہیں محتاج تعارف نہیں رہے ہیں بلکہ مجالس عزا کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ قائد موصوف کی زندگی کا علمی شاہکار "نہج البلاغہ" کی انگریزی شرح اور ترجمہ ہے جو اسی سال بنہایت اہتمام سے شائع ہو چکا ہے۔ یہ مجلد ہندوستان، پاکستان، ایران اور دیگر مشرقی ممالک کے انگریزی داں صاحبان فضل و کمال سے خراج تحسین حاصل کر رہا ہے: دو علوم جدید کی روشنی میں جناب امیرؑ کے کلام معجز بیان سے استفادہ اور علمی تحقیق کرنے والوں کے لئے یہ لاثانی مجلد ایک عظیم علمی خزانہ سمجھا جا رہا ہے۔ صاحب موصوف کا یہ قابل فخر کارنامہ علمی دنیا میں ہمیشہ یادگار رہے گا!

شیراز اصل حق کا ترجمان اور صاحبان ذوق کا اخبار ہے

بندۂ بوتراب ہے عثماں

از جناب کیپٹن میر عباس علی صاحب عابدی

نخبۂ انتخاب ہے عثماں — بندۂ بوتراب ہے عثماں
اسکا چہرہ ہے سوئے وجہ اللہ — روکشِ انقلاب ہے عثماں
کوئی آنکھیں ملا نہیں سکتا! — رُعب میں آفتاب ہے عثماں
ہے یہ مستِ ولائے خمِ غدیرا — ایک کہنہ شراب ہے عثماں
حبِ حیدرؑ کی ہے یہ جلوہ گری — تیری پیری شباب ہے عثماں
بطفیل چہاردہ معصومؑ — ہر جگہ کامیاب ہے عثماں
بخشش و بذل و جود و احساں میں — بیحد و بےحساب ہے عثماں
کوئی لائے کہاں سے ایسا مقام — اہلِ عظمت کا خواب ہے عثماں
حق و باطل کے فرق کرنے میں — کامیاب انتخاب ہے عثماں
فیض اسکا مدام ہے جاری — اک برستا سحاب ہے عثماں
غم شبیرؑ حبِ حیدرؑ میں — آپ اپنا جواب ہے عثماں

عابدی مستِ کیفِ جامِ علیؑ
شاعرِ بوتراب ہے عثماں

مُبارک ہو

صمصام شیرازی کی ایک غزل

حضرت سیف شادانی کے قلم سے

جہاں شعراء کے بارے میں کلام ربانی میں "الشعراء یتبعہم الغاوون" اور حدیث میں "الشعراء من مزامیر ابلیس" اور "الشعراء کذاب" آیا ہے۔ وہیں حدیث میں "ان من البیان لسحرا وان من الشعر لحکمۃ" "یا ان المومن یضرب بالسیف واللسان" "الشعراء تلامذۃ الرحمٰن وقلوبہم خزائن الاسرار والسنتہم کنوز من اسرار [illegible]" اور "الشعراء امراء الکلام وعلموا صبیانکم الشعر فانہ یورث الشجاعت وکان الشعر احب الی رسول اللہ من کثیر الکلام" بھی آیا ہے ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نفس شاعری میں کوئی برائی نہیں لیکن فرق یہ ہے کہ شعر میں فسق و فجور اور کفر و شرک کا بیان ایک شاعر کو غاوٗن اور کذّاب بنا دیتا ہے۔ اس کے برخلاف شعر میں محمدؐ و آل محمدؐ کی مدح و منقبت، محبت و ولا، عرفان و ایمان، حکمت اور اخلاقی قدروں کا بیان ایک شاعر کو "تلمیذ الرحمٰن" اور شاعر کے قلب کو "خزائن الاسرار" بنا دیتا ہے۔

صوفی فریدالدین عطار نے کہا ہے ؎

شاعری جز ولیت از پیغمبری

جاہلانش کفر خوانند از خری

آقای صمصام شیرازی کا موضوع سخن مدح علیؑ اور مداح علیؑ کی مدحت ہے۔ اُن کے پسندیدہ مضامین مودت و محبت، انکشاف حقیقت و اعلائے صداقت، تسلیم و رضا، اظہار خلوص و وفا، بے باکی اور اعلان حق ہیں۔ یہی وہ قدریں اور یہی وہ موضوعات ہیں جو ان کے کلام کو سحر حلال بلکہ اعجاز کا درجہ عطا کرتے ہیں۔ اور ان کو تلمیذ الرحمٰن کی صف میں لا کھڑا کرتے ہیں۔

آقای صمصام شیرازی کے کلام میں ہم کو تصوف کی تانا بانا، فلسفہ کی شکوک بازی، رندی و ہوسناکی، ساقی و میخانہ، ساغر و پیمانہ، گل و بلبل، شمع و پروانہ، محتسب سے چھیڑ، واعظ سے تمسخر، زاہد پر پھبتی، ہجر و وصال، حسن و عشق کے فرسودہ مضامین، توہمات اور روایات کہنہ کی جگالی کھوکھلی نعرہ بازی اور سیاسی چیخ پکار بالکل نہیں ملتی۔ انکا کلام ایک عمیق دریا ہے جو پایاب ندی کی طرح شور کرتا ہوا نہیں بلکہ نہایت ہی متانت کے ساتھ بہہ رہا ہے۔

سید صمصام شیرازی کے اردو اور فارسی کلام میں ایک دریا خلوص اور ایک دلگداز سادگی ہوتی ہے۔ وہ صاف سلیس اور شگفتہ زبان استعمال کرتے ہیں۔ پیرایہ بیان اور اظہار خیال میں گنجلک کی بجائے وہ بے تکلف انداز بیان اور معانی کے علم بردار ہیں۔ اُن کا فن صنائع اور بدائع کا فن نہیں بلکہ عقیدت و ولا اور جذب و خلوص کا فن ہے۔

آقای صمصام شیرازی کی زیر تبصرہ نظم "مبارک ہو"

[illegible] وصول، خلوص و تاثر، جذب و عقیدت اور [illegible] کی آمیزش داری ہے۔ اس نظم کی سرعتِ تاثر کا [illegible] ہے کہ ہر شعر پردۂ گوش سے ٹکرانے سے قبل دل [illegible] ہے۔ بقول میرزا صائب ؎

اگر سخن بدل از گوش بیشتر نرسد
یقین شناس کہ از نارسائی سخن است

مطلع سے مقطع تک پوری نظم خلوص و تاثر میں ڈوبی ہوئی ہے [illegible] کہتے ہیں ؎

شرف، مدحِ علیؑ کا تجھ کو اے سلطان مبارک ہو
مبارک ہو تجھے یہ دولتِ ایمان مبارک ہو

پہلے مصرعہ میں اے سلطان سے مراد سلطان العلوم اعلیٰحضرت بندگانعالی آصفِ سابع ہیں۔ مبارکباد کسی دنیاوی فوز و شرف، کامیابی و کامرانی پر نہیں دی جا رہی ہے بلکہ مدحِ علیؑ کے شرف اور حصولِ دولتِ ایمان پر مبارکباد پیش کی جا رہی ہے۔ شاعر کے نزدیک انسان کی حقیقی عزت اور شرف، فضل و کرم، عظمت و فضیلت، عرفانِ علیؑ، محبتِ علیؑ اور مدحِ علیؑ میں پوشیدہ ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ جب ختمی مرتبت اور خدائے تبارک و تعالیٰ خود علیؑ کی مدح کرتا ہے۔ گویا علیؑ کی مدح کرنا سنتِ نبوی اور سنتِ خداوندی ہے۔ اللہ اللہ کیا کہنا ہے اس عرفانی رنگ کا!

دوسرا شعر ہے ؎

جس کو نبیؐ کے گل کو رنگ و بو سرکار کو میرے
ولائے اہلبیتِ پاک اور قرآن مبارک ہو

یہ شعر حدیث شریف "انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی" اشارہ کرتا ہے۔ حقیقتاً وہی ہستیاں قابلِ مبارکباد ہیں ان ہی کی خدمت میں مبارکباد پیش کرنا چاہیئے جن کو اہلبیت اطہار اور کلامِ خدا سے تمسک حاصل ہے۔ پھر کہتے ہیں ؎

مبارک چاندنی مہتاب کی مہتابِ عالم کو
تجھے ذکرِ علیؑ اے خسروِ ذیشان مبارک ہو

چاند، موثر نہیں ماثور ہے۔ خود روشن نہیں بلکہ سورج سے کسبِ ضیاء کرتا ہے۔ انسان کے قلوب بھی اس وقت تک منور نہیں ہو سکتے جب تک کہ علیؑ کی محبت نہ ہو۔ یہ شعر رسولِ اکرم صلعم کے اس ارشادِ مبارک کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ علیؑ کے ذکر سے اپنی مجلسوں کو زینت دو۔ دو مصرعوں میں مطالبِ ایمان و عرفان کا دریا بند کر دیا گیا ہے۔ سبحان اللہ!۔

چوتھا شعر ہے ؎

وفا شیوہ ہمارا ہے ہی خواہی نہ چھوڑینگے
تجھے یہ خون سے لکھا ہوا پیمان مبارک ہو

جن کا شیوہ وفاداری ہے۔ جن کی رگ رگ میں وفاداری کا خون دوڑ رہا ہے وہ کہیں بہی خواہی چھوڑ سکتے ہیں۔ وہ تو عہد و میثاق اور قول و پیمان کے محضر پر اپنے خون سے دستخط کرتے ہیں۔ یہ شعر نہیں۔ ایک ایسا رجز ہے جس کی مثال اردو شاعری میں کم ملتی ہے۔

پھر کہتے ہیں ؎

میسر ہو ترے اعدا کو ہر دم رنج و غم شاہا
بہی خواہوں کو تیرے کیفِ بے پایاں مبارک ہو

اس شعر میں معاندین کے لئے رنج و غم اور بہی خواہوں کے لئے کیف کی تمنا کی گئی۔ کیف بھی کیسا۔ بے پایاں۔ کیونکہ محبت کے نشہ کو کوئی ترشی نہیں اتار سکتی۔ محبت اور بہی خواہی کی یہ وہ شراب القاطعین ہے جس کا نشہ

زندگی بھر نہیں اُترتا۔

چھٹا شعر ہے ؎

دعا ہے میری بر آئیں ترے سارے دلی ارماں
مدد مولا کی تجھ کو ہر دم و ہر آن مبارک ہو

یہ دعائیہ شعر ہے جس کا ہر لفظ خلوص و عقیدت سے معمور ہے اس شعر میں بتایا گیا ہے کہ ممدوح کو مشکل کشا دو جہاں کی مدد ہر وقت حاصل رہتی ہے۔

ساتواں شعر ہے ؎

مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو
حصولِ مدعا کے ہوگئے ساماں مبارک ہو

اس شعر میں حصولِ مدعا کی خوشخبری سُناتے ہوئے مبارکباد دی گئی ہے۔ مدعا کا لفظ گہرے مفہوم کا حامل ہے اور یہ مقام تشریح و تعبیر سے زیادہ محسوس کرنے کا ہے۔

آٹھواں شعر ہے ؎

خداوندا وہ دن آئے کہیں سرکار سے اپنے
گلِ محمود تجھ کو اے شہ عثماں مبارک ہو

یہاں گل محمود کی ترکیب سے خود بخود صنعت ایہام پیدا ہوگئی ہے۔ گلِ محمود کے ظاہری معنے خوبیوں اور اچھائیوں کے پھول کے ہیں۔ اور گلِ محمود ایک خاص پھول کو بھی کہتے ہیں۔

مقطع ہے ؎

مبارک ہو تجھے صمصام مدحت گستری شہ کی
مرے سرکار کو عشقِ شہ مرداں مبارک ہو

"عشقِ شہ مرداں" ہی مدحت گستری کا اصل سبب ہے کیونکہ

دوستداران علیؑ را دوست باید داشتن
بعد ازاں دم از ولائے مرتضیٰ باید زدن

دوستداران علیؑ کی تعریف کرنا شاعر کے لئے چونکہ موجب مباہات و لائقِ مبارکباد ہے اس لئے شاعر خود اپنے آپ کو سرکار کے مداح ہونے کی مبارکباد دے رہا ہے اور سرکار کو عرفان عشق شہ مرداں کی مبارکباد دے رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی کامیاب اور پر خلوص نظم لکھنے پر آقائے صمصام شیرازی فی الواقع قابل مبارکباد ہیں۔

ایسی عرفانی نظمیں اس وقت تک لکھی نہیں جاسکتیں جب تک کہ توفیق الٰہی رفیق اور مدد مولا شامل حال نہ ہو۔ جب تک کہ القائی تحریک نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سلسلہ جنبانی وہاں سے ہوتی ہے یہ تار مضراب غیب سے چھیڑے جاتے ہیں ؎

این مپندار کہ من قصہ ز خود می گویم
گوش نزدیکِ لبم آر کہ آوازی ہست

قطعات تاریخی صحت یابی حضرت لیلیٰ بیگم صاحبہ قبلہ محلات اعلیحضرت بندگان عالی مدظلہ العالی

از محترمہ جنابہ رضیہ رفعت حسینی صاحبہ بی - اے - عثمانیہ

سرکار کی محترم حرم ہیں || رفعت ہے غنیمت انکی ہستی
لیلیٰ بیگم کو ہو مبارک || با عزت و شان تندرستی

(۱۹۶۱)

دیگر

لیلیٰ بیگم نے پائی ہے صحت || ان کی صحت خدا کی رحمت ہے
کہا رفعت نے مصرع تاریخ || تندرستی ہزار راحت ہے

(۱۹۶۱)

نوعِ انسانی کے ہمدرد ڈاکٹروں کی بے لوث خدمت

ایک امریکی رضاکار تنظیم!

امریکی ڈاکٹر، نرسیں اور طبی ماہرین اب بین الاقوامی طبی تعاونی ادارہ (میڈیکو) کے رضاکارانہ پروگرام کے تحت ۱۲ ترقی پذیر ملکوں کے دور افتادہ علاقوں میں کام کررہے ہیں۔ منافع کے بغیر کام کرنے والا یہ چھوٹا سا ادارہ ان غیر سرکاری شہریوں پر مشتمل ہے جو اُن مقامات کے مریضوں کی صحتیابی کے لئے اپنا وقت اور تجربہ استعمال میں لاتے ہیں جہاں ان کی سخت ضرورت ہوتی ہے ۱۹۵۸ء میں دو امریکی ڈاکٹروں نے اس کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ شخصی سطح پر ایک براہ راست پروگرام ہے جس میں امریکی معالج اور نرسیں ان ہزاروں مریضوں کا علاج کرتے ہیں جن کی طرف پہلے کوئی طبی توجہ نہیں دی گئی تھی۔ میڈیکو کی طرف سے اجتماعی اور انفرادی طور پر جو معالج بھیجے جاتے ہیں وہ جنگلوں اور پہاڑی دیہات میں لوگوں کے درمیان قیام کرتے ہیں۔ اُن کی خدمت کرتے ہیں اور اُن کی سماجی زندگی سے گہرے طور پر وابستہ ہو جاتے ہیں۔ وہ میزبان حکومتوں کی دعوت پر جاتے ہیں۔ جو تمام ملکی تنخواہیں ادا کرتی ہیں اور عمارتیں، گودام، ذرائع آمد و رفت اور دواؤں کا کچھ حصہ مہیا کرتی ہیں۔ تین سال پہلے لاؤس کے ایک جنگل میں ایک چھوٹے سے دیہاتی ہسپتال کے طور پر اس کا آغاز ہوا تھا لیکن اب یہ ایک بین الاقوامی ادارہ بن گیا ہے اور ۱۲ مختلف ملکوں میں اس کے [illegible] منصوبہ پر کام ہو رہا ہے مزید ملکوں میں منصوبے قائم کرنے کی تجویزیں زیر غور ہیں۔ "میڈیکو" کی طرف سے ترقی پذیر ملکوں کو ۶۴ ڈاکٹر، ۱۷ نرسیں اور ۳۰ طبی ماہرین بھیجے گئے ہیں۔ ان ڈاکٹروں میں چوٹی کے ماہرین بھی شامل ہیں۔ بیسیوں دیگر ڈاکٹروں کے نام درج کر لئے گئے ہیں جنہیں آئندہ غیر ملکوں میں بھیجا جائے گا۔ ڈاکٹر پیٹر کوماندورس نے جو اس ادارہ کے بانیوں میں سے ہیں اور اب سیکرٹری جنرل کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ بتایا ہے کہ امریکہ کی دوا فروش فرموں نے ادارے کو فراخدلی سے بڑی مقدار میں دوائیاں اور سرجری کا سامان دیا ہے۔ میڈیکو کی طرف سے حال ہی جو منصوبے قائم کئے گئے ہیں ان میں ایک نمایاں منصوبہ ایک بین الاقوامی آنکھ بینک سے متعلق ہے جو فروری ۱۹۶۱ء میں واشنگٹن ڈی سی میں شروع کیا گیا ہے یہ بینک ابتدائی مرحلے میں محدود پیمانے پر کام کر رہا ہے اور دُنیا کے دوسرے حصوں کے ماہرین چشم اور جسمانی کو تیار شدہ آنکھ کے ڈھیلے کے بیرونی پردے مہیا کر رہا ہے تاکہ ماہرین چشم اندھے پن کے علاج یا تدارک کے لئے اُن کا علاج کر سکیں۔ ڈاکٹر کوماندورس نے جو واشنگٹن یونیورسٹی میڈیکل سکول کے پروفیسر اور واشنگٹن ڈی سی میں یونیورسٹی ہسپتال میں پیٹ اور آنتوں کے علاج معالجے کے شعبے کے سربراہ تھے مرحوم ڈاکٹر ٹامس اے ڈولی کے ساتھ مل کر ایک بین الاقوامی طبی ادارے کا منصوبہ بنایا تھا۔ ڈاکٹر ڈولی لاؤس میں طبی مشن پر گئے تھے۔ انہوں نے جنوری ۱۹۶۱ء میں وفات پائی۔

دونوں ترقی پذیر ملکوں کے ان ہزاروں لاکھوں کے علاج معالجے کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ جن کی کبھی جسم کے طبی علاج معالجے تک کوئی رسائی نہیں تھی۔ محسوس کرتے تھے کہ رضاکار معالجوں کی طرف سے بیماروں کے تئیں اظہار شفقت سے حکومت امریکہ اور صحت کے ان بین الاقوامی پروگراموں کو بڑا فائدہ پہنچے گا جن پر پہلے سے عمل ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر کومانڈورس نے جن کے دل میں اپنے کام کے لئے بڑا جوش و خروش پایا جاتا ہے ۱۹۵۸ء میں ۲۰ ملکوں کا دورہ کیا تھا۔ تاکہ وہ دیکھ سکیں کہ وہاں کیا کیا طبی سہولیات حاصل ہیں۔ انہوں نے خاص طور پر چھوٹے چھوٹے دیہات کے لوگوں کی ضرورتوں کا مطالعہ کیا۔ اس سفر کے سلسلے میں وہ شمالی برما کے جنگلوں میں برما کے مشہور سرجن ڈاکٹر گارڈن سی گرلو کے ہسپتال میں گئے۔ خطرناک راستوں پر چار روز تک ہوائی جہاز اور جیپ گاڑی سے اور پیدل سفر کرنے کے بعد وہ اس امریکی ڈاکٹر سے ملے جو ۳۵ برس پہلے سرجری کے چند آلات کے ساتھ جنگل میں آیا تھا۔ اس ڈاکٹر نے جنگ، بیماریوں اور گرتی ہوئی صحت کی پروا نہ کرتے ہوئے ہزاروں برمیوں کی جانیں بچائی تھیں۔ ڈاکٹر کومانڈورس نے دیکھا کہ ڈاکٹر سی گرلو نے برما میں جو کچھ کیا ہے دوسرے ڈاکٹر بھی کچھ دوسرے ملکوں میں کر سکتے ہیں۔ دورے کے آخر میں وہ فرانسیسی استوائی افریقہ گئے جس کا نام گیبن ہے میں ڈاکٹر البرٹ شوٹزر سے ملنے گئے جو شہرۂ آفاق مشنری اور میڈیکو کے اعزازی سرپرست ہیں۔ میڈیکو کے پروگرام کو

شروع ہوئے تین برس ہو چکے ہیں۔ اس کی پیشقدمی سے متعلق رپورٹ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ متعدد امریکی ڈاکٹر اس کی آواز پر لبیک کہہ چکے ہیں۔ مثال کے طور پر ۶۳ سالہ ڈاکٹر جارج بوروڈن ہیں۔ جو ساٹھ برس پہلے اپنی پریکٹش سے سبکدوش ہو چکے تھے گزشتہ برس ایسٹ نارتھ فیلڈ (ماساچوسٹس) میں اپنے گھر اور باغ کو چھوڑ کر کابل میں رضاکارانہ خدمت کے لئے روانہ ہو گئے۔ مسز گرینجر بھی جو ایک سند یافتہ نرس تھیں ان کے ہمراہ تھیں۔ اپنے پروگراموں کے علاوہ میڈیکو نے میزبان ملکوں میں پہلے سے قائم شدہ ہسپتالوں کو کچھ سرمایہ، بڑی مقدار میں دوائیاں۔ ہسپتالی سامان اور بعض حالتوں میں معالج اور دوسرے کارکن بھی مہیا کر لئے ہے۔ انہوں نے اس یقین کا بھی اظہار کیا کہ ڈاکٹر کے ماہرانہ ہاتھ اختلافات مٹا سکتے ہیں۔ اور لوگوں کے درمیان پختہ مفاہمت قائم کر سکتے ہیں۔ جنہیں دوائیوں کی ضرورت ہوتی ہے میڈیکو ان کی ضرورتیں پوری کرنے کے علاوہ ان میں خود اعتمادی کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ وہ مقامی کارکنوں کو تربیت دینے کے لئے امریکی ڈاکٹروں کا کم از کم استعمال کرتی ہے تاکہ ان لوگوں کے جانے کے بعد وہ خود کام کر سکیں۔ فروری میں میڈیکو کی تیسری سالگرہ تھی۔ اس موقعہ پر اس کی طرف سے ایک رپورٹ شائع کی گئی۔ جس میں اس کی مختصر تاریخ کی موٹی موٹی باتیں بیان کی گئیں۔ ۱۹۵۸ء میں پہلے سال کے دوران میں ڈاکٹر ڈولی نے ٹیم کے دو ممبروں کے ساتھ لاؤس میں ایک نیا دیہی ہسپتال قائم کیا تھا۔

سال میں کمبوڈیا میں بھی ہسپتال قائم کیا گیا۔ اس ادارے کے ماہرین کی پہلی ٹیم نے ۱۹۵۵ء میں لبنان اور اردن میں علاج و معالجے اور تربیت کا ایک پروگرام شروع کیا۔ یہ تمام ماہرین مشہور و معروف جان ہاپکنز یونیورسٹی کے سکول آف میڈیسن کے رضاکار تھے۔ ۱۹۵۸ء اور ۱۹۵۹ء میں میڈیکو کی طرف سے لمبارینی گابن (افریقہ)، پیرو، ویٹ نام، کینیا اور متعدد افریقی ملکوں میں ہسپتال کھولے گئے اور ڈاکٹر بھیجے گئے۔ ۱۹۶۰ء میں بھی ڈاکٹر ایچ لیسلی زدیو کی زیر قیادت میڈیکو کی ایک سات نفری ٹیم کوالالمپور (ملایا وفاق) گئی اور وہاں صوبائی ہسپتال میں دو برس کام کیا۔ مریض مختلف طریقوں سے طبی علاج معالجے کی قیمت ادا کرتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر چوزے، سور، انڈے یا دوسری جو چیزیں دے سکتے ہیں، ہسپتالوں کو دیتے ہیں۔ میڈیکو کے ایک افسر نے بتایا ہے "ہمارے پروگرام کا مقصد دوسرے ملکوں کے لوگوں کی امداد کرنا تھا۔ تاکہ وہ اپنی مدد آپ کر سکیں۔ ان کیلئے سب کچھ کرنا نہیں تھا۔" اس کے نتیجے کے طور پر ڈاکٹر کوماندورس نے اطلاع دی ہے کہ انہوں نے جن ۳۰ ملکوں کا دورہ کیا ان میں سے کسی نے بھی نہیں کہا کہ وہ امریکی ڈاکٹر نہیں چاہتے۔ سبھی نے اشتیاق سے پوچھا "آپ کتنی جلدی آ سکتے ہیں؟"

قبلہ نمای رزم آرا

ملنے کا واحد مرکز

گرانڈ ہوٹل یوسف بلڈنگ عابد روڈ حیدرآباد

برطانوی فرم روس کو چالیس لاکھ پونڈ کا پلانٹ سپلائی کرے گی

برطانوی فرم وکرز لمیٹڈ نے ماسکو (جہاں آجکل برطانیہ کا تجارتی میلہ شروع ہے) میں اعلان کیا ہے کہ اسے ایک ٹھیکہ دیا جارہا ہے جس کے مطابق وہ روس کو ۴۰،۰۰،۰۰۰ پونڈ کی مالیت کا نائیلون بنانے والا پلانٹ سپلائی کرے گی۔ مشینری، آلات وغیرہ کی سپلائی شروع کرنے میں ایک سال سے زیادہ عرصہ لگے گا۔ اور پلانٹ ۱۹۶۶ء کے اوائل میں مکمل کر دیا جائے گا۔ بیشتر مشینری بیرو اور نیو کاسل میں تیار کی جائے گی۔ نائیلون پلانٹ روسی خود لگائیں گے۔ لیکن برطانیہ کام کی نگرانی کے لئے اپنے کاریگر روس بھیجے گا۔

ہندوستان میں چاول کی پیداوار توقع سے زیادہ

کامن ویلتھ ایکنامک کمیٹی کی اطلاع

کامن ویلتھ ایکنامک کمیٹی کے تازہ ترین بلیٹن میں بتایا گیا ہے کہ ہندوستان میں چاول کی پیداوار (۶۰-۱۹۶۱ء) کا آخری اندازہ ۳۳،۶۰۰،۰۰۰ ٹن ہے یہ پیداوار ۱۹۵۹-۶۰ء کی پیداوار سے تقریباً ۲،۵۰۰،۰۰۰ ٹن زیادہ ہے۔

شیرازہ ۵۵، ۵، ۵۵، اشخاص کی نظر سے گذرتا ہے۔

غزل

از جناب مولوی سید احمد حسین صاحب راشد نقوی

پریشان عنبرین زلف سیه چون بر جبین آمد
بلائے نو بہم پیوستہ بر قلب حزین آمد

چو از لبہائے شیرینش صدائے دلنشین آمد
بہ افسردہ گلستانم ہوائے فرودین آمد

پیاپے کاسہائے لعل نوشینم بدہ ساقی
کہ این ذوق جگر پاشے حریف عقل و دین آمد

مصلّے برگزار و قفل عیش و جام را وا کن
نوائے بلبل زارے ز شاخ نسترین آمد

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو (حافظ رحم)
سکون بخش ضمیر مضطربے حرف زین آمد

نتابد چون ید بیضا و لے روشن جبین آمد
ہزاران تابش روشن ازین شمع مبین آمد

دل از ہر دو جہان بردار و دامان گیر ساقی شو
سراغ صد مکان اندر تلاش این مکین آمد

شکست آرزو در راہ الفت گشت پیمانہ
بقدر ہجر تو قرب و وصال نازنین آمد

بنام آن حسین ابن علیؑ جانم فدارا شد
کہ خون او شفیع مذنبین در یوم دین آمد

برطانیہ کی خبریں

برطانیہ میں "ٹیکنیکل ٹریننگ ہفتہ" کا افتتاح

ڈیوک آف ایڈنبرا کے ہاتھوں

۲۹ مئی کو گلڈ ہال لندن میں ڈیوک آف ایڈنبرا نے کامن ویلتھ ٹیکنیکل ٹریننگ ہفتہ کی رسم افتتاح انجام دی۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے موصوف نے فنی تربیت کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے اپنی اس امید کا اظہار کیا کہ اس ہفتہ کے نتیجہ کے طور پر نوجوان ٹیکنیکل ٹریننگ کی سہولتوں سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ اور اس طرح اپنے اور اپنے بچوں کے مستقبل کو بہتر بنا سکیں گے۔ گلڈ ہال کی اس تقریب میں حکومت برطانیہ کے ممبران، کامن ویلتھ ہائی کمشنر، مقامی اداروں کے نمائندے اور کامن ویلتھ ملکوں کے ۳۵۰ تربیت یاب شامل ہوئے تھے۔ کامن ویلتھ ملکوں (بشمول ہندوستان) کے تیس نوجوانوں کا ڈیوک آف ایڈنبرا سے تعارف کرایا گیا۔

تبتی بچوں کو برطانوی امداد

برطانیہ کے "بچوں کو بچاؤ فنڈ" کی امدادی کمیٹی نے بتایا ہے کہ شملہ میں ایک "ہوم" قائم کیا جا رہا ہے جہاں تقریباً ایک سو تبتی بچوں کی رہائش اور تعلیم کا انتظام کیا جائے گا۔ ان بچوں کے والدین نے ہندوستان میں پناہ لے رکھی ہے۔ شملہ میں بلڈنگ حاصل کرنے کے لئے بات چیت چل رہی ہے اور امید ہے کہ تین ماہ کے اندر کوئی نہ کوئی فیصلہ ہو جائے گا۔ اس [illegible] پر کام کرنے والے عملہ کی بھرتی کا کام [illegible] "بچوں کو بچاؤ فنڈ" ۱۹۱۹ء میں قائم کیا گیا تھا۔ یہ برطانیہ کی ایک رضاکارانہ انجمن ہے جو دنیا [illegible] ضرورتمند بچوں کو امداد دیتی ہے۔ یہ انجمن بچوں کی فلاح کی بین الاقوامی یونین کے بانیوں میں سے ہے۔ یونین کا صدر دفتر جینوا میں ہے۔

برطانوی ڈراما اسکول میں ہندوستانی پروڈیوسر کا مطالعہ

حیدرآباد کے ڈراما پروڈیوسر مسٹر اے۔ آر۔ کرشنا ان دنوں برٹش کونسل کے وظیفہ پر برٹش ڈراما لیگ لندن میں تھیٹری فن کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ موصوف حیدرآباد میں انڈین نیشنل تھیٹر کے جنرل سیکریٹری اور یونیسکو کے انٹرنیشنل تھیٹر انسٹی ٹیوٹ کے علاقائی مرکز کے آرگنائزنگ سیکریٹری ہیں۔ وہ تھیٹر سے اس وقت وابستہ ہوئے تھے جب ان کی عمر ۱۵ سال تھی۔ انہوں نے تیلگو میں بہت سے ڈرامے بھی لکھے ہیں۔ اپنے ایک بیان میں مسٹر کرشنا نے بتایا ہے کہ ایسے ملکوں کے طلباء جہاں تھیٹر کی نشو ونما پوری طرح نہیں ہوئی برٹش ڈراما لیگ کے تربیتی طریقوں سے بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس ادارہ میں طلباء کو تھیٹری فن کے تمام پہلوؤں سے متعلق عملی تربیت دی جاتی ہے۔ خیال ہے کہ مسٹر کرشنا ماہ جون کے اختتام تک اپنا



برطانیہ میں مقیم ہندوستانی ڈاکٹر کو اعزاز

ایک اطلاع کے مطابق ۶۱ سالہ ہندوستانی ڈاکٹر مسٹر بی۔ چودھری کو لے ناسا (ویلز) پیرش کونسل کا چیرمین منتخب کیا گیا ہے۔ وہ اڑیسہ کے رہنے والے ہیں۔ خیال ہے کہ وہ پہلے ہندوستانی ہیں جن کو برطانیہ میں اس قسم کا عہدہ ملا ہے اس سے پہلے ڈاکٹر چودھری فلنشائر کاونٹی کونسل کے ایلڈرمین منتخب ہوئے تھے۔ ڈاکٹر چودھری ۱۹۲۰ء میں برطانیہ گئے تھے۔ ۱۹۲۳ء میں انہوں نے ایڈنبرا یونیورسٹی سے ڈاکٹری کا امتحان پاس کیا کچھ عرصہ وہ برمنگھم میں ایک ڈاکٹر کے اسسٹنٹ کے طور پر کام کرتے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے لے ناسا میں اپنی آزادانہ پریکٹس شروع کر دی فلنشائر کاونٹی کونسل سے وہ ۱۹۴۷ء اور لے ناسا پیرش کونسل کے ۱۹۵۲ء سے ممبر ہیں۔ کاونٹی کونسل میں وہ فلاحی کمیٹی اور اسکول ہیلتھ کمیٹی کے چیرمین بھی ہیں۔

برطانیہ میں جانوروں اور پرندوں کی آوازیں ٹیپ ریکارڈ کی جائیں گی!

برطانیہ کی کونسل آف نیچر اپنی ایک اسکیم کے تحت پرندوں، جانوروں وغیرہ کے مطالعہ سے دلچسپی رکھنے والے ۷۰ ہزار افراد کو ٹیپ ریکارڈر دے کر کھیتوں اور جنگلوں میں بھیجے گی جہاں وہ دودھ پلانے والے جانوروں، پرندوں، کیڑے مکوڑوں، مچھلیوں وغیرہ کی آوازیں ریکارڈ کریں گے۔ برٹش انسٹی ٹیوٹ آف ریکارڈیڈ ساونڈ میں ایک لائبریری قائم کی جا رہی ہے جہاں یہ ریکارڈ رکھے جائیں گے۔ موجودہ ریکارڈ زیادہ تر پرندوں کی آوازوں کے ہیں۔ لیکن برطانیہ میں ۵۰ قسمیں دودھ پلانے والے جانوروں کی ہیں اور وہاں کئی قسم کی مچھلیاں اور کیڑے مکوڑے پائے جاتے ہیں۔ اور وہ سب آوازیں پیدا کرتے ہیں۔ ماہرین کا دعویٰ ہے کہ مچھلیوں کا شور ایسا ہوتا ہے جیسے کہ وہ بھونک رہی ہوں۔

ہندوستانی مزدور سبھائی برطانیہ میں اسکاٹ لینڈ میں صنعتی تعلقات کا مطالعہ

ہندوستان کے مزدور سبھائیوں مسٹر آر۔ کے۔ مہروترا (کانپور) اور بی۔ موجمدار (کلکتہ) نے اسکاٹ لینڈ میں صنعتی تعلقات کا مطالعہ ابھی ابھی ختم کیا ہے جو انہوں نے آج سے چار ہفتے قبل شروع کیا تھا۔ اسکاٹ لینڈ آنے سے پہلے انہوں نے پانچ دیگر ہندوستانی مزدور سبھائیوں کے ہمراہ لندن میں ایک کورس کیا تھا۔ اس کورس کا انتظام برطانیہ کی وزارت محنت نے کولمبو منصوبہ کی فنی تعاون کی اسکیم کے تحت کیا تھا۔ دونوں مزدور سبھائیوں نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ ان کو اپنے مطالعاتی دورہ کے عملی حصہ سے بہت فائدہ پہنچا ہے۔ اسکاٹ لینڈ میں ان کو صنعتی مزدوروں اور سرگرم مزدور سبھائیوں سے ملنے اور عملی مسائل پر تبادلہ خیالات کرنے کا کافی موقع ملا۔

شیراز اہل حق ترجمان اور صاحبان ذوق کا اخبار ہے

امریکہ میں کتابی مباحثے!

امریکہ میں حالیہ برسوں میں تعلیم بالغان کی تحریک نے زور پکڑا ہے لیکن تمام علوم کے مطالعہ کے محرکات میں پیشہ ورانہ ترقی کی خواہش کو کسی بھی طرح کوئی دخل حاصل نہیں ہے تو لاکھوں اشخاص رسمی علمی نصابوں کے لئے اپنے نام درج کراتے ہیں لیکن ایسے نصابوں میں شمولیت کے متعلق بھی لوگوں کا رجحان بڑھ رہا ہے جن سے کوئی علمی فائدہ نہیں ہوتا۔ البتہ انہیں فن، ادب، اور دیگر ثقافتی مضامین کو نئے انداز سے سمجھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ ثقافتی نشو ونما اور ذہنی کیف کے متلاشیوں کی بھاری تعداد ایسے نصابوں میں شرکت کرتی ہے جو رضا کارانہ بحث ومباحثہ کے لئے وقف ہیں اور جن میں سب سے بڑا اور مشہور ترین پروگرام وہ ہے جو گریجویٹ بکس فاؤنڈیشن کے اہتمام میں جاری ہے۔ اس فاؤنڈیشن کا مقصد بالغوں کو نفس تہذیب کے لئے عام تعلیم دینا ہے۔ جس کی تکمیل کے سلسلے میں ایسی کتابوں کے مطالعہ کے لئے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ جو دنیا کی دانشورانہ روایات کا آئینہ دار ہیں۔ مطالعہ کے بعد لوگ اکٹھے ہوکر ان بنیادی خیالوں اور معاملوں پر بحث مباحثہ کرتے ہیں۔ جو ان عظیم کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس گروپ میں حصہ لینے والے پہلے برس کے دوران میں افلاطون، سوفوکلیس۔ پلوٹارک، سکیاولی، شکسپیئر، ملٹن، لوکروبی۔ تھورو، تالسٹائی اور دیگر مصنفوں کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اس کے بعد کے برسوں میں ہومر، سینٹ آگسٹائن، دانتے، کانفیوشس، کانٹ گوئٹے، مانٹین، سینٹ تھامس اکوئینس، دالٹیر، فرائڈ، نیٹشے، کرکے گارڈ۔ آئنسٹائن اور دوستو وسکی کی کتابوں اور بھگوت گیتا اور انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں یہ گریٹ بکس فاؤنڈیشن" بلا منافع کام کرنے والا ایک ادارہ ہے جس کے صدر دفاتر شکاگو میں ہیں۔ اس کے اخراجات کا کچھ حصہ اس کی کاغذی جلد کی سستی کتابوں کی بکری اور بقایا حصہ غیر سرکاری عطیوں سے پورا کیا جاتا ہے پچھلے برسوں میں اسے رفاہِ عامہ کے ۱۰۱ اداروں سے بھی مزید امداد ملی ہے۔ مذاکراتی گروپوں میں شرکت مفت ہے۔ ممبروں کو اس کے لئے کوئی فیس نہیں دینی پڑتی۔ اور اگرچہ سستی کتابوں کی خرید کے متعلق حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ تاہم اس کے لئے کسی کو مجبور نہیں کیا جاتا۔ ممبری کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ صرف پڑھنے کی قابلیت ہی کافی ہے۔ لوکل کتب خانے۔ کلیسائی تنظیمیں اور سکول مذاکراتی گروپوں کی امداد کرتے ہیں اور میٹنگوں کے لئے جگہ کی پیشکش کرتے ہیں۔ ایک اوسط گروپ کے ممبروں کی تعداد تقریباً ۱۵ ہوتی ہے اور ہر دوسرے ہفتے دو گھنٹوں کے لئے ان کی میٹنگ ہوتی ہے۔ فاؤنڈیشن کے تربیت یافتہ دو رضاکار مباحثہ کی رہنمائی کرتے ہیں لیکچر دینے کی بجائے سوالات دریافت کرکے مباحثہ میں گرمی پیدا کی جاتی ہے جس میں تمام شرکاء مساوی ممبروں کے طور پر حصہ لیتے ہیں۔ اگرچہ اس فاؤنڈیشن کی موجودہ صورت میں بنیاد ۱۹۴۷ء میں رکھی گئی تھی۔ تاہم یہ فوجوں

...ے ایک تربیتی پروگرام کے باعث ظہور میں آیا جسے کولمبیا یونیورسٹی کے پروفیسر جان آرسکائن مرحوم نے شروع کیا تھا۔ جب وہ پہلی عالمی جنگ کے دوران میں ڈیجون (فرانس) میں امریکی سٹڈی سنٹر کے سربراہ تھے۔ سنہ ۱۹۳۰ء کے برسوں میں شکاگو یونیورسٹی کے معلموں رابرٹ ایم ہچنس اور مارٹیمر ایڈلر نے اس تجویز کو غیر فوجی زندگی میں عمل میں لانے میں امداد دی۔ اناپولس (میری لینڈ) میں سینٹ جانز کالج نے سنہ ۱۹۳۷ء میں اس پروگرام اور اس کے طریقوں کو عملی صورت دی اور آج سینٹ جانز کالج کا نصاب ۱۳۳ عظیم کتابوں کے مطالعہ پر مرکوز ہے۔ اس کے ساتھ ہی چار برس تک ایک زبان ریاضی اور لیبارٹری سائنسوں کا بھی مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ سنہ ۱۹۶۰ء میں تقریباً ۵۰ ہزار اشخاص نے فاؤنڈیشن کے کتابوں کے پروگرام میں شمولیت کی۔ کینیڈا، جرمنی اور دوسرے ملکوں اور امریکہ کی ۵۰ ریاستوں میں ۳ ہزار سے زیادہ گروپوں نے مباحثوں کا انعقاد کیا۔ ان گروپوں میں شامل ہونے والے مرد اور عورتیں کون ہیں؟ یہ سب لوگ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعض نے سکول کی معمولی سی تعلیم حاصل کی ہوتی ہے اور دوسروں کے پاس کئی ڈگریاں ہوتی ہیں ان میں سے بیشتر کالجوں میں کچھ تعلیم پانے والے ہیں۔ ان میں سے اکثر ممبروں کی عمر ۳۵ اور ۵۵ کے درمیان ہے۔ اور بہت سے شوہر اور بیویاں اکٹھے ہی ممبر بنتے ہیں۔ موجودہ ممبروں میں کالجوں کے پروفیسر [illegible] دار، [illegible]، [illegible]، کسان، [illegible] دھندوں کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ تمام ممبر [illegible]

منظر یا بیت و دانہ رُتبہ کے درکنار مساوی سطح پر ان مباحثوں میں حصہ لیتے ہیں۔ یہ لوگ ان مباحثوں میں ماضی کے عظیم دانشوروں کے خیالات کا سنجیدگی سے مطالعہ کرتے ہیں۔ گروپ کے دوسرے لوگ ان خیالات کی جو تشریح کرتے ہیں وہ اس سے نئی روشنی حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہیرو ڈوٹس نے کہا تھا۔ "اگر یہ ایک سے زیادہ اشخاص کی رائے نہ لی جائے تو بہترین [illegible] کا انتخاب ناممکن ہو جاتا ہے"۔ اس سے ان کی آزادی سے سوچنے کی عادت اور صلاحیت کو فروغ ملتا ہے۔ اور وہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کا تجربہ اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ وہ زیر بحث آنے والے خیالات اور معاملوں کا اپنی روزمرہ کی زندگی پر اطلاق کر سکتے ہیں۔

یہ سائنس کی دنیا

خلائی تحقیق و مطالعہ کا نیا ادارہ

ملکی فضائی و خلائی ایڈمنسٹریشن کی طرف سے خلائی تحقیق و مطالعہ کے متعلق ایک نیا ادارہ قائم کیا جا رہا ہے جو خلائی اسرار کی جانچ کرنے کے لئے اعلیٰ سائنسی مصنوعی سیاروں کے متعلق پلان تیار کرے گا۔ اس ادارے کے ڈائرکٹر ایک نوعمر ماہر طبیعیات (خلا) ڈاکٹر جیسٹرو ہیں جو مذکورہ نظامت کے گوڈارڈ خلائی پرواز مرکز کے نظری شعبے کے بھی سربراہ ہیں۔ جس کے تحت یہ ادارہ کام کرے گا۔ ادارے کی طرف سے تجرباتی خلائی جہاز تیار نہیں کئے جائیں گے بلکہ خلائی تحقیق و مطالعہ کے مسئلوں کا مطالعہ کیا جائے گا۔ ڈاکٹر جیسٹرو کے الفاظ میں اس کے قیام کا مقصد امریکہ کی سائنسی برادری میں دلچسپی پیدا کرنا اور اس کی شرکت حاصل کرنا ہے۔ اس ادارے کا پہلا بڑا پروگرام اس پت جھڑ میں نظام شمسی کی ابتدا کے متعلق ایک سیمینار کا انعقاد کرنا ہے۔ جو دو مہینے تک جاری رہے گا۔ نوبل انعام پانے والے سائنسدان ڈاکٹر ہیرلڈ سی اُرے جو ستاروں کی تشکیل کے متعلق ایک مستند ماہر ہیں مقرر خصوصی ہوں گے۔ آپ کیلی فورنیا یونیورسٹی میں کیمسٹری کے پروفیسر ہیں۔

اس ادارے میں جو دیگر سائنسدان جزوی طور پر کام کریں گے ان کے نام ہیں ڈاکٹر ورنر ہینس (دیل یونیورسٹی کے شعبہ طبیعیات کے نائب صدر) ڈاکٹر ماریس ایونگ (کولمبیا یونیورسٹی کی لیمنٹ جیالوجیکل لیبارٹری کے سربراہ) اور ڈاکٹر رابرٹ ایچ ڈِک (پرنسٹن یونیورسٹی میں طبیعیات کے پروفیسر) ڈاکٹر جیسٹرو نے بتایا کہ اس ادارے میں ۵۰ سے ۶۰ تک طلبا کی بھرتی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ان میں بیشتر طلبا ایسے ہوں گے جو مختلف یونیورسٹیوں میں اعلیٰ ڈگریوں کی تیاری کریں گے۔ ان کے علاوہ ۱۵ طلبا تحقیق و مطالعہ کی سرگرمیاں انجام دیں گے۔ جنہیں ان کی قابلیت کی بنا پر منتخب کیا جائے گا۔

نئے غباروں کے متعلق تجربے

امریکی ملکی فضائی و خلائی نظامت کی اطلاع ہے کہ ایک ۱۳۵ فٹ اونچے غبارے کے متعلق معمولی اور ہوا بھرنے کے پہلے کامیاب تجربے کئے گئے ہیں۔ اس غبارے کا خول پلاسٹک اور ایلومینیم کا بنا ہے اور اس کی تین تہیں ہیں۔ یہ ایکو غباروں سے زیادہ بڑا اور مضبوط ہے۔ نیا غبارہ سنہ ۱۹۶۲ء میں کسی وقت داغا جائے گا۔ یہ غبارہ قدرے سخت بنایا گیا ہے کیونکہ مذکورہ نظامت کے سائنسدانوں نے معلوم کر لیا تھا کہ ۱۰۰ فٹ اونچا ایکو غبارہ مدار میں چند مہینے رہنے کے بعد ڈھیلا پڑ گیا تھا جس سے ریڈیو سگنل چھوڑنے کے متعلق اس کی صلاحیت کم ہو گئی تھی۔ ایکو غبارہ ابھی تک مدار میں ہے اور اسے دلی اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں دیکھا گیا ہے۔

... ہیں بھیجا۔ ... کا تجربہ ... کو دیکھنے ... کیپ کینیڈی ... ہوائی اڈے کے ایک بڑے حصے میں کیا گیا تھا۔ اسی طرح ۱۹۶۱ء میں ... سے پہلے اس کا تجربہ کیا گیا تھا۔

انسان کو خلاء میں بھیجنے کے مزید پروگرام

امریکہ اس سال کے اخیر یا ۱۹۶۲ء کے آغاز میں ایک انسان بردار فلائی جہاز کو زمین کے گرد فلائی مدار میں پہنچانے کی کوشش کرنے سے پہلے متعدد انسان بردار خلائی جہازوں کو اسی طرح زیر مدار خلا میں داغنے کا ارادہ رکھتا ہے جس طرح ہوا باز ایلن بی شیپرڈ کا خلائی جہاز داغا گیا تھا۔ ملکی فضائی و خلائی نظامت کے سربراہ جیمز ای ویب نے ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں بتایا کہ ممکن ہے کہ آئندہ زیر مدار پرواز ایک مہینے میں کی جائے۔ یہ نظامت انسان کو خلاء میں بھیجنے کے متعلق امریکہ کے منصوبے کی نگرانی کر رہی ہے۔

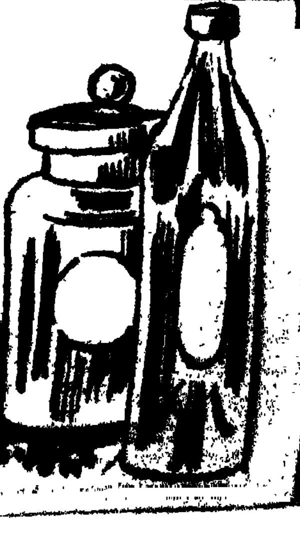
امریکہ کے پہلے خلائی کارنامے یعنی کیپ کیناویرال میں پرواز سے پہلے کے جوش و خروش، راکٹ کے داغے جانے اور شیپرڈ کی واپسی اور بازیابی سے متعلق تمام کارروائیوں کی مفصل رپورٹ اخباری نمائندوں کے ایک عظیم ترین گروپ نے تیار کی ہے۔ اخباری نمائندوں کا اتنا بڑا گروپ دوسری عالمی جنگ کے بعد پہلی بار جمع ہوا تھا۔ جونہی کیپ کیناویرال کا ڈرامہ شروع ہوا اس کے چند منٹ بعد ہی ان کی تصویریں اور رپورٹیں دنیا بھر میں پہنچ گئیں۔ ویب کا بیان ہے کہ شیپرڈ کی پرواز سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ان میں جب وہ ... ان سب کو شریک کیا جائے گا۔ جو اس سے دلچسپی رکھتے ہیں انہوں نے اعلان کیا کہ اسی سلسلے میں واشنگٹن میں ۶ جون کو ایک کانفرنس ہوگی۔ اس کانفرنس میں وہ تمام لوگ شامل ہوں گے جنہوں نے ان معلومات کی فراہمی اور تجزیے میں حصہ لیا ہے۔ اور کمانڈر شیپرڈ ان معلومات کے سلسلے میں اپنا ردعمل بیان کریں گے۔ یہ ایک کھلی کانفرنس ہوگی جس کی کارروائی پریس، ریڈیو اور ٹیلی ویژن والے اگر چاہیں تو نوٹ کر سکتے ہیں۔

گیس سے چکنائی پیدا کرنے والے تیل

ہوائی فوج نہایت شدید حرارت میں فضائی و خلائی جہازوں کے بیرنگوں کے لئے گیس سے چکنائی پیدا کرنے والے تیل کے امکان کی جانچ کر رہی ہے۔ تجربوں سے ایک گیس کا پتہ چلا ہے جو ۱۵۰۰ درجے فارن ہیٹ تک کی حرارت میں استعمال کی جا سکتی ہے۔ مروجہ چکنائی پیدا کرنے والے تیل جیسے گریس یا تیل صرف ۸۰۰ درجے سے کم کی حرارت میں استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ ہوائی فوج کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ گیس سے چکنائی پیدا کرنے والے تیل کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ تابکاری کا مقابلہ کرتا ہے اور اس سے بہت کم رگڑ پیدا ہوتی ہے۔

سلائی کے بغیر خون کی رگوں کی مرمت

ٹیکساس یونیورسٹی کے ایم ڈی اینڈرسن ہسپتال



ویلور ہسپتال کیلئے برطانوی امداد

برٹش لپرسی ریلیف ایسوسی ایشن کی سالانہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس نے ویلور (مدراس) کے کرسچن میڈیکل کالج و ہسپتال کو ایک گرانٹ دی ہے جس کی مدد سے وہاں کوڑھ کے مریضوں کا اپریشن کرنے والے سرجنوں کو تربیت دینے کے لئے ایک اسکیم شروع کی جائے گی۔ ویلور ہسپتال میں ڈاکٹر پال برینڈ نہایت مفید کام انجام دے رہے ہیں وہ ایسے مریضوں کا اپریشن کرتے ہیں۔ جن کے اعضا کوڑھ کی بیماری کی وجہ سے بیکار ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر پال اور ان کے ساتھی کوڑھ کے مریضوں کے جسمانی نقائص کو دور کرنے میں نہایت اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مجوزہ اسکیم کے تحت کامن ویلتھ کے مختلف علاقوں کے سرجن ویلور ہسپتال میں اس قسم کی سرجری کی تربیت حاصل کریں گے۔ برٹش لپرسی ریلیف ایسوسی ایشن نے جنوبی ہند کے بعض دیگر اداروں کو بھی جو کوڑھ کے مریضوں کی خدمت کرتے ہیں، گرانٹیں دی ہیں۔

اور رسولی ادارے میں سلائی کے بغیر خون کی رگوں کی مرمت کرنے کا ایک نیا طریقہ ڈھونڈ لیا گیا ہے۔ ڈاکٹر نسوں کو سیال پلاسٹک سے جوڑ دیتے ہیں۔ ڈاکٹروں کے اب تک تمام تجربے کتوں پر کئے ہیں اور ان کا کوئی برا ردعمل نہیں ہوا۔ رگیں دو ہفتے کے اندر ٹھیک ہو جاتی ہیں اور پلاسٹک آہستہ آہستہ غائب ہو جاتا ہے۔

فولاد سازی کا نیا طریقہ!

امریکہ کی فولاد سازی کی ایک بڑی کمپنی نے فولاد تیار کرنے کا ایک نیا طریقہ دریافت کیا ہے۔ اس نے یورپ میں اس سلسلے میں ایک تجربے کا کامیابی سے مظاہرہ کیا ہے۔ یعنی کمپنی نے ایک نئی قسم کی بھٹی تیار کی ہے جس میں خام لوہے کو انجن بھٹی میں ڈالے بغیر کم وقت میں فولاد تیار ہو سکتا ہے اور فولاد کی پیداوار بھی ۲۳ فیصد تک بڑھ سکتی ہے۔ اس کمپنی کا نام ایلگمبنی لڈلم سٹیل کارپوریشن ہے۔



کہ پنڈت نہرو نے فرمایا کہ فرقہ پرستی پسماندگی کی علامت ہے جس کو ہر سطح پر ختم کرنا ضروری ہے
پنڈت نہرو نے بیماری کی تشخیص تو کر دی لیکن علاج ــــــ !؟

کہ مسٹر ٹی۔ رام کشن راؤ گورنر اتر پردیش نے فرمایا کہ آج کل سیاسی لیڈر اقتدار کے بھوکے ہو گئے ہیں
لیکن اس موقع پر یہ کہنا شاید غلط ہوگا کہ اس حمام میں سب ہی ننگے ہیں!۔

کہ مسٹر فرحت خاموشی نے جلال کوچہ میں تقریر فرمائی
خاموشی اور تقریر!
یہ تخالف و تضاد سے
اک حمت ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

کہ شہر میں آوارہ کتوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے
اب تک سڑک چھاپ فرہادوں کی تعداد میں اضافہ تھا اب کتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور ہمارا محکمہ [illegible] کنٹرول خاموش ہے۔

شیرازہ اس حق کا ترجمان اور صاحبان ذوق کا اخبار ہے

کہ اردن کے شاہ حسین کی منگنی ایک برطانوی لڑکی سے عمل میں آئی!
غالباً اردن میں لڑکیوں کا کال ہے

کہ ہندوستان میں سائنسدانوں کی تعداد ۶۹ ہزار ہے
کون کہتا ہے کہ ہمارے ملک میں قحط الرجال ہے!

کہ آئندہ تعلیمی سال سے امتحانی اور تعلیمی فیس میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔
غالباً یہ مفت اور لازمی تعلیم کی پیش رفت ہے!

کہ آندھرا پردیش مسلم لیگ کی تنظیم جدید ہو رہی ہے!
کیونکہ انتخابات قریب آ رہے ہیں

کہ ایک ہندوستانی لڑکا امتحان میں ناکامی کے بعد بغیر ٹکٹ اٹلی پہنچ گیا!
جبکہ اعلےٰ امتحان کامیاب کرنے والے لڑکے بھی مغربی ممالک کو جانے سے محروم ہو رہے ہیں

کہ یوپی میں تعلق [illegible] میں ایک سال میں جو کالونی بنائی گئی تھی وہ پہلی ہی بارش میں تباہ ہو گئی!
یوپی کے عوام کو چاہیے کہ اس انجینئر کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کریں جس کی نگرانی میں یہ عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں!!

کہ دودھ میں آمیزش کی بنا پر ایک شخص کو جرمانہ کی سزا دی گئی!
دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو سکتے ہیں۔

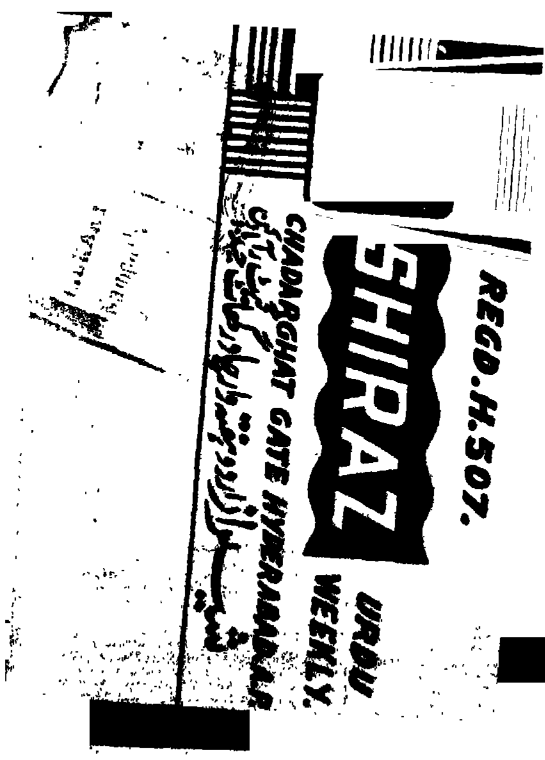
قطعہ

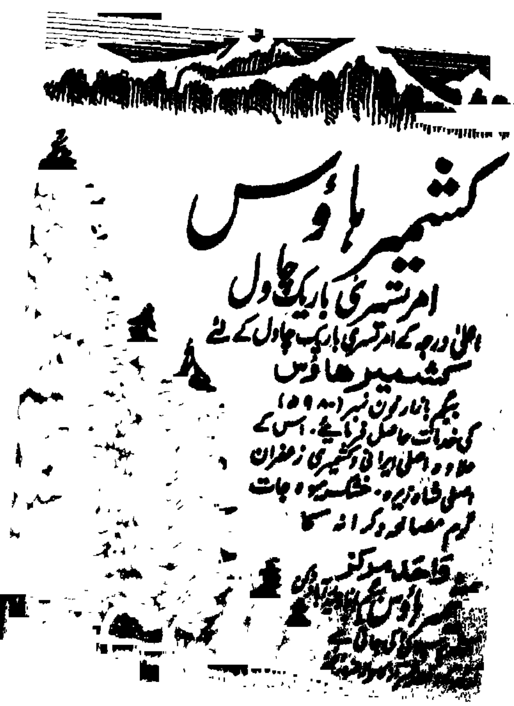
ساغر کسی کے ہاتھ سے چھوٹا شراب کا ‖ معنے بھی ختم ہو گیا متن کتاب کا
مے خانہ میں ہیں کیسا ہے بالا و ہم بلند ‖ درجہ یہ آج دیکھ لے تو ثواب کا

(آوارہ از ندو داغ)

SHIRAZ




REGD.H.507.
SHIRAZ
CHADARGHAT GATE HYDERABAD A.P.
URDU
WEEKLY.


کشمیر ہاؤس
امرتسری باریک چاول
اعلیٰ درجہ کے امرتسری باریک چاول کے لئے
کشمیر ہاؤس





GRAND HOTEL

گرانڈ ہوٹل

ٹیلیفون نمبر



• اصلی ایرانی زعفران کی بریانی

یوسف بلڈنگ عابد روڈ حیدرآباد دکن

• قیام و طعام کا شاندار مرکز • آرام دہ ہوادار کمرے
• باسلیقہ مستعد ملازمین • لذیذ کھانے اور مشروبات
• اصول حفظان صحت کی پوری پوری پابندی

یہ ہیں وہ خصوصیات جو گرانڈ ہوٹل کو دوسرے ہوٹلوں سے ممتاز کرتے ہیں

DAWN



Garden Restaurant

LODGE & PROVISION STORES

PHONE Nos. LODGE, 74722. RESTAURANT, 6905.

SAROJANI DEVI ROAD SEC, BAD.

گارڈن رسٹورنٹ لاج اینڈ پراویژن اسٹور

سروجنی دیوی روڈ سکندرآباد فون نمبر رسٹورنٹ (۶۹۰۵) لاج (۷۴۷۲۲)

قیام و طعام کا شاندار مرکز

ماشاء اللہ سکندرآباد میں بہت سے لاج ہیں مگر پرفضا صحت بخش

آرام دہ مصری فرنیچر، پاک صاف کشادہ کمروں، لذیذ اور صحت بخش کھانوں

گارڈن لاج آپ اپنی نظیر ہے

ایکبار گارڈن لاج میں قیام فرماکر آپ اپنا اطمینان فرمائیے۔

[illegible]

بیدار

سید [illegible] مقام [illegible] حیدرآباد [illegible] انڈیا

جلد ۱۵ روز جمعہ ۱۶ جون ۱۹۶۱ء ۲ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ شمارہ (۳۴)

سلام محرم الحرام

(مطلع) بزم میں شمع جل گئی کیسی
مہندی ہاتھوں میں مل گئی کیسی

ساتھ گوہر کے جنسِ ارزاں بھی
تولی وہ آجکل گئی کیسی

شیخ و زاہد کی مئے کے پینے میں
آج نیت بدل گئی کیسی

پڑ گئی تھی گرہ جو سنبل کی
گل کے ہاتھوں نکل گئی کیسی

یاد کرب و بلا کی بارِ دگر
آکے دل کو مسل گئی کیسی

جان لینے کو آج اعدا کی
(بے قرار) پاس اِن کے اجل گئی کیسی (کر موت)

دیکھ کر روئے گل گلستاں میں
آج بلبل بہل گئی کیسی

دیکھ تیور کو آج بلبل کے
رگِ سنبل مچل گئی کیسی

لیتے ہی نام ابنِ زہرا کا
ہر مصیبت (حول ریب) بھی ٹل گئی کیسی

کہتا جاتا ہے آج خمِ غدیر
مئے بھی شیشہ میں ڈھل گئی کیسی

(مقطع) بر سرِ پایۂ گرانِ عثمان
[illegible] عبادت سنبل گئی کیسی (دیکھ)

۱۶ جون ۱۹۶۱ء

[illegible]

[illegible] تین ٹرسٹیز کی خالی شدہ [illegible]

کی گئی۔ بوجہ اہمیت نوعیت کار) یعنی سینیر ٹرسٹی بوجہ عمر و تجربہ شاہنواز جنگ و فرزند
فخر الملک مرحوم ۲ جو کہ ایک قدیم وفادار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور دو کم عمر لڑکے جو
میرے دو داماد ہیں یعنی علی پاشاہ۔ محمود پاشاہ۔ جو کہ تعلیم یافتہ اور ذی کردار ہیں۔ وہ بھی
معزز طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاکہ یہ دو بیکار نہ رہیں بلکہ کام کرنے کا تجربہ حاصل کریں اور زمانہ
آئیندہ میں لائق بنکر خاندان نظام کی خدمت کرکے نہ صرف اپنے خاندانوں کا نام روشن
کریں۔ بلکہ اپنے خسر کی خوشنودی حاصل کرکے اوس کا اعتماد حاصل کریں۔ انشاء اللہ ایسا ہی
نتیجہ اِس انتظام کا برآمد ہوگا۔ اور غیب سے مجھے امید ہے کہ اِن کو اپنے ادائے فرائض میں

مدد ملے گی۔ زیادہ تقرر مبارک باشد۔

مرقوم ۱۵ ر جون ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

احتجاج حضرت نظام علی شوہر قدرالنساء بیگم زوجہ دوم

اعلان: فرمایا مجھے مخبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ میں نے کچھ عرصہ قبل مضمون لکھ کر اخبار نظام گزٹ یا شیراز میں طبع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ یہ شخص آدھی رات کو باہر سے زوجہ کے گھر میں آتا ہے (در حدود نذری باغ) لہٰذا شب کے (۱۰) بجے تک یہ نہ آئے گا تو زوجہ کے گھر میں داخل نہ ہو سکے گا کیونکہ یہ دیوڑھی نذری باغ ہے یعنی اس کے باپ کا کہنہ و فرسودہ مکان شہر میں نہیں ہے کہ جب چاہے اپنے آبائی مکان سے باہر جائے اور جب چاہے واپس آئے تو اس نے یہ دیکھ کر کہا کہ اگر وہ بے وقت آیا اور پہرہ چوکی نے داخل ہونے سے اس کو روکی تو ان لوگوں کو وہ گولی سے مارے گا وغیرہ۔

دوسرے طرف یہ فقرہ زبان سے نکالتے وقت اس کو خیال کرنا چاہیئے تھا کہ ایسا وہ کر بھی سکتا تھا یا نہیں۔ ورنہ اگر احیاناً ایسا موقع پیش آتا تو اس کا کیا سنگین نتیجہ اس کے حق میں پیدا ہوتا اس کا بھی اس کو خیال رکھنا تھا۔ مگر چونکہ دماغ سے معذور ہے اور تعلیم و تربیت سے بے بہرہ ہے لہٰذا ایسے نکات سمجھنے سے قاصر ہے۔

دوسرے طرف زوجہ کے ہاں آمد و رفت رکھنے سے منع نہیں کیا گیا تھا بلکہ صرف بحث یہی تو دیوڑھی کے قاعدہ کی پابندی ہی جو سب کے حق میں مساوی اثر رکھتی تھی۔ مگر بیچارہ نے جب اصل مفہوم مضمون شائع شدہ کو نہیں سمجھ سکا کہ اس کا کیا مطلب ہے بلکہ واہی تباہی جملے بکتا رہا۔ مگر خدا نے فضل کیا کہ ایسا موقع نہیں آیا ورنہ پھر نتیجتاً سنگین مصائب کا اسکو سامنا کرنا پڑتا۔

الحاصل مناسب سمجھا کہ چند سطور لکھ کر اس کو شیراز میں ریکارڈ کرا دوں تاکہ اس کے آئین و کردار کیسے ہیں پبلک پر ظاہر ہو جائے۔

مرقوم ۱۵؍ جون ۱۹۶۱ء

دلیلِ خوش قسمتی پوتیاں نظام!

فرمایا میرے چار پوتیاں یعنے صاحبزادیاں کاظم جاہ مرحوم کی جو شوہراں ذی کردار اور معزز طبقہ سے ملے ہیں یہ لڑکیوں کی خوش قسمتی کی دلیل تھی اور کچھ نہیں یعنے

(۱) کاظم النسا بیگم زوجہ لیاقت حسین (پسر دیانت حسین مرحوم)

(۲) عباسی بیگم۔ زوجہ غلام حیدر (پسر فرخندہ علی خان) یعنے پوتہ محمد علی خان فرزند اکبر صارم جنگ بخشی مرحوم)

(۳) حسینی بیگم۔ زوجہ غلام علی (برادر خورد غلام عسکری) یعنے پوتہ صارم جنگ مرحوم بخشی و پسر سید علی۔

(۴) سلمےٰ بیگم۔ زوجہ نادر علی (پوتہ برادر اسد علی خان مرحوم نواب سنگین پلی)

چونکہ ان لڑکیوں کا خاندانی تعلق علی پاشاہ کی والدہ (محل ساجد یار جنگ مرحوم) سے تھا اسلیئے ان چاروں جوڑوں کو نانی مذکورہ کو سلام کرادیا کلینک میں کہ موصوفہ کو بعد عقد ان کو دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ یہ دیکھکر بہت خوش ہوئیں اور لڑکیوں کو دعا دیں

دیگر کاظم جاہ مرحوم کی بقیہ ایک لڑکی جس کی نسبت ابھی تک نہیں ہوئی ہے اور نہ اعلان ہوا ہے وہ صالحہ بیگم ہے اور امید ہے کہ اس کا بھی ٹھکانہ بعد ختم ایام عزا ربیع الاول ۱۳۸۱ھ میں ہو جائیگا۔

الحاصل لڑکیوں کے ٹھکانے سے کاظم جاہ مرحوم کی روح دوسری دنیا میں ضرور مسرور ہوگی کہ دادا کے حوالہ کرکے باپ نے دنیا سے جو روپوش ہوا تھا تو اس فرض کو دادا نے بخوبی انجام دیا اور اس بار سے سبکدوش ہوا۔

بہرحال جو کچھ ہوا وہ الخیر فیما وقع تھا۔

مرقوم ۱۵ر جون ۱۹۶۱ء

(آمنہ انصاری بانو)

انتباہ برائے درخواست گزاران

(پرائیویٹ اسٹیٹ نظام میں خدمت دینے سے متعلق یا امداد)

فرمایا باوجود اس کا علم رکھنے کے کہ حالاتِ زمانہ کیسے دگرگوں ہیں بوجہ انقلابِ عالم اور اسٹیٹ مذکور کی سابقہ مالی حالت قائم نہیں رہی۔ بلکہ ہر جگہ تخفیف کا عمل جاری ہے۔ درخواستوں کا سلسلہ نذری باغ میں جاری ہے۔ لہٰذا امین متعینہ دیوڑھی کو حکم دیدیا گیا ہے کہ آئندہ سے ایسی درخواستیں پیش نہ ہوں اور آنے والوں سے کہدیا جائے کہ جو اعلان نظام گزٹ یا شیراز میں ہوا ہے اسکو دیکھ لیا جائے۔

دیگر بعض اوقات درخواستیں پیش ہوتی ہیں کہ ان کی کم عمر اولاد کو چاہیے ذکور ہوں یا اناث خانہ زادی میں لیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ اول سے موجودہ تعداد جو ہیاں ہے وہ ضرورت سے بہت زائد ہے۔ جسکی سنبھال مشکل ہو گئی ہے تو اس کے بالمقابل اس میں بھرتی سراسر ناممکن ہے۔

ف۲۔ اس کے سوا شرانگیز اشخاص جو یہ مشہور کر رہے ہیں کہ نذری باغ غیروں کی اولاد کو جبراً لیتا ہے وہ ذرا اِس مذکورہ تشریح کو آنکھیں کھولکر دیکھیں کہ ان کا الزام کہاں تک صحیح ہے۔ بلکہ درخواست کرنے والوں کو منع کریں کہ وہ نذری باغ کا رُخ نہ کریں تو بہتر ہے۔

الحاصل مناسب سمجھا کہ چند سطور لکھکر اس معاملہ پر روشنی ڈالوں تاکہ کوئی چیز پس پردہ نہ رہے بلکہ ظاہر ہو جائے کہ اصل میں کیا واقعات ہیں۔ جن کو رنگ دیکر بیان کیا جاتا ہے محض خود غرضی کے تحت۔ تاکہ نذری باغ بدنام ہو۔ مگر گرم پانی سے گھر نہیں جلتے۔ یہ ان کو یاد رہے۔

مرقوم ۱۵ جون ۱۹۶۷ء

([illegible])

تشریح مضامین نذری بابخ یا عزلیں جو کہ

ہفتہ وار شیراز میں طبع ہوتے ہیں

فرمایا بوجہ ایام عزا محرم و صفر اس کا سلسلہ بند رہے گا تا آنکہ ان کی نوعیت اہم ہو کیلئے کہ میری توجہ دوسرے امور کی طرف رہے گی۔ اس کے علاوہ مجھے کم از کم یہ قلیل عرصہ تک بوجہ صحت و غم آرام لینے کی ضرورت ہے۔

دوم کچھ عرصہ سے دیکھتا ہوں کہ صمصام شیرازی کی نظم ہو یا کوئی اور چیز ہو جس میں میری مدح وثنا کی گئی تھی تو دوسرے اصحاب اس پر تبصرہ کرتے رہتے ہیں (ہفتہ وار شیراز میں) حالانکہ بظاہر اس کی داد دینے کی ضرورت نہیں کہ وہ جو کچھ لکھتا ہے تو اپنے ذاتی خیالات یا عقیدت کی بناء پر ہوتا ہے ورنہ دوسروں کا اس میں دخل دینا اس کی خوبی میں فرق لائے گا بلکہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ اس کے اشارہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ لہذا زمانہ کو انقلاب ہے اس لئے ہر کام کافی غور و خوض کے بعد ہو تو مناسب ہوگا تاکہ اعتراض کا موقع باقی نہ رہے۔

سوم۔ اگر ممکن ہوگا تو چند جدید سلام یا نظم یا منقبت مدیر شیراز کے ہاں ایکدم بھجوا دی جائیگی کہ سلسلہ وار ہر ہفتہ میں سرورق شیراز پر طبع کردے جیسا کہ ابتک عمل ہوا ہے۔ زیادہ والسلام۔

مرقوم ۱۳ رجون ۱۹۶۱ء

(منقول از نظام گزٹ)

ایڈیٹر — سید صمصام شیرازی

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

خطیب منبر سلونی

کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ میں تیری عبادت ہرگز کسی لالچ کی وجہ سے نہیں کرتا بلکہ اس لئے کہ تو عبادت کے لائق ہے

مسلمانوں کا سالِ نو

بہ لوحِ طلب نامِ شاہ باخطِ جلی بینم
زنقش آئینہ زہرا و مرآۃ علیؑ بینم
حسینؑ آنستارے عثمان کہ دستِ حق پرستاو
بہ دستِ ہر نبیؐ بینم بہ فرقِ ہر ولی بینم
(سرکار حق آگاہ)

ہلال محرم الحرام سے مسلمانوں کے سنہ ہجری کا آغاز ہوتا ہے۔ ہوسکتا تھا کہ اقوام عالم کی تقلید میں مسلمان بھی غرۂ محرم الحرام کو جشن سالِ نو مناتے اور اپنے مذہبی سال کو اظہار مسرت و شادمانی کے ساتھ شروع کرتے لیکن فاجعۂ کربلا کے باعث مسلمان اس خوشی سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محروم ہوگئے اور اب ان کا ہر نیا سال ایک ایسے غم جانکاہ کی یاد سے شروع ہوتا ہے جو تاریخ عالم کا ایک خونین باب ہے

محرم الحرام میں شہادت عظمیٰ کا واقع ہونا بھی خلاق عالم کی حکمت کاملہ سے خالی نہیں۔ امام حسین علیہ السلام کی خون چکاں شہادت کے دل و دماغ کو تڑپا دینے والے واقعات ہدایت و رشد کے ایسے ایسے رموز و اسرار اپنے دامن میں پنہاں رکھتے ہیں جن کا ذکر و فکر عجیب و غریب انداز سے ایمان میں تازگی، روح میں بالیدگی، عمل میں جوش اور ارادہ میں استحکام بخشتا ہے اس رنگین و حسین دنیا کے تمام ہوش ربا اور دلفریب مشاغل کو لہو و لعب اور اس جہانِ فانی کو مزرعۂ آخرت کے تصور پر ایمان رکھنے والی قوم کے لئے دراصل اپنے سالِ نو کو شروع کرنے کا

قطعہ

شانِ کس کی سرِ افلاک چلی جاتی ہے
کبھی دیکھو تو یہ بے باک چلی جاتی ہے
یہ طبیعت کا نتیجہ ہے بلا خوف سنو
کٹ کے شمشیر سے بھی ناک چلی جاتی ہے

(آمدہ از نذر و باغی)

[illegible] اور یہ کہ کوئی [illegible] طریقہ نہیں ہو سکتا کہ وہ محرم کو واقعات کربلا کی یاد تازہ کرنے کیلئے وقف کر دیں۔ اسوۂ حسینیؑ پر عمل پیرا ہونے کی کوشش میں وہ کس حد تک کامیاب ہو سکے اور ان کے ایمان و عمل میں ابھی وہ کیا کمزوریاں اور کوتاہیاں باقی رہ گئی ہیں جن کے دور کرنے کیلئے انھیں اس نئے سال میں خاص طور پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ تزکیۂ نفس، عزائم ایمانی اور ارتقائے روحانی کے لئے ایک زرین موقع ہے جو مسلمانانِ عالم کو ہر سال ہلالِ محرم کے نمودار ہونے سے فراہم ہوتا ہے۔ سال کے ماہ آخری ذی الحجۃ الحرام کی ۱۰ تاریخ کو "عید قرباں" کے موقع پر مسلمانوں کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ اللہ کے پیارے بندے اس کے احکام کی تعمیل میں کس طرح آمادہ رہتے ہیں اور اپنے فرزند دلبند کو خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنے میں بھی دریغ نہیں کرتے لیکن حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی قربانی "ذبح عظیم" سے بدل دی گئی جو ۱۰ محرم الحرام کو واقع ہوئی۔ اس طرح دین اسلام کے پیرؤوں کا سال روحانی درس سے شروع ہو کر روحانی درس پر ختم ہوتا ہے تاکہ مسلمان اپنے مذہبی سال

کی ابتداء اور انتہا دونوں موقعوں پر ذہن نشین کر لیں کہ انکی زندگی کا حقیقی مقصد کیا ہے اور وہ کس طرح اس مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں!؟

سرکار حق آگاہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ "تیرہ سو برس ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے وفاداروں اور جاں نثاروں کے ایک چھوٹے سے گروہ کے ساتھ رضائے الٰہی پر راہ حق میں قربان ہو گئے اگر وہ ظلم و جور کا اس طرح مقابلہ نہ کرتے تو دین محمدیؐ کو اس سے بھی بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا اور ملت اسلامی کو ایک گمراہ تقلید پر مجبور رہنا پڑتا۔ امام مظلومؑ نے ہمارے سامنے فرض شناسی اور راہ حق میں ایثار و قربانی کی ایک عظیم الشان مثال قائم کر دی ہے۔"

شاہِ عزاداران زندہ باد

حسینیتؑ پائندہ باد

شیعہ آرزو اہل حق کا ترجمان اور صاحبانِ ذوق کا اخبار ہے

شیعہ آرزو علم و ادب، اخبار و سیاست کا گلدستہ ہے

قطعہ

اُڑ کے میں بابِ نجفؑ کو بھی تو جاؤں کیسے | گر کے اقدام کو بھی آج سنبھالوں کیسے
نہیں ممکن کہ ہوا چھائی کا دھوکہ مجھ کو | جان کر زہر کو بھی آج میں کھاؤں کیسے

(آمدہ از نذر علاغ)

حیدرآباد کا محرم

از جناب سید تمکین کاظمی صاحب

جناب سید تمکین کاظمی صاحب مرحوم حیدرآباد کے ایک اچھے ادیب تھے مرحوم سے میری تقریباً (۴۵) سال سے ملاقات تھی دو ہفتہ پیشتر وہ ہم میں تھے آج وہ ہماری محفل میں نہیں۔ ذیل کا تاریخی قطعہ میرے تاثرات قلبی کا ایک ہلکا سا پرتو ہے (سید صمصام شیرازی)

قطعہ تاریخ انتقال جناب سید تمکین کاظمی صاحب مرحوم

رفت از دنیا سوئے ملک عدم
مرد عارف ولے تمکین کاظمی
معجمہ سال وفاتش فی البدیہہ
گفت ہاتف ہائے تمکین کاظمی

(۱۳۸۰ھ)

دکن میں سب سے پہلے یوسف عادل شاہ نے سنہ ۸۹۸ھ / ۱۴۹۲ء میں مذہب اثنا عشری کو رواج دیا کیونکہ وہ ایرانی النسل اور شیعہ تھا یہ

بادشاہ تھا اثنا عشری جس نے سلطنت کی محکم شیعہ مذہب کے ... ایک ... شیعہ سے اذان کا علی ولی اللہ اور خطبہ کے اشھد ان علیاً ولی اللہ پکار دیا اور اسکے بعد ہی خلیفے کے خطبہ سے نام ساقط کر کے ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے نام کا خطبہ پڑھا جو دکن کے عام باشندے، امرا و اعیان سلطنت سنی المذہب تھے اسلئے انہوں نے بھی اس اقدام کے خلاف آواز بلند کی عادل شاہ کے خلاف انتہا پروپگنڈہ کیا گیا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی اور امیر برید نے احمد نظام شاہ اور قطب شاہ کو مکتوب لکھ کر ساتھ لے کر ایک مذہبی جنگ کا آغاز ہی کر دیا اور یہ چاروں کی کمر بیجاپور پر چڑھ دوڑے یوسف عادل شاہ ان چاروں کی قوت کا مقابلہ نہ کر سکا اسلئے خاندیس کی طرف فرار ہو گیا اور اپنے دوست عماد الملک کے دامن میں پناہ لی عماد الملک نے بہت نہایت علومت کی اور قرار کرا کر محمود شاہ بہمنی کو لکھا کہ یوسف عادل شاہ نے توبہ کر لی ہے اور مذہب امامیہ کی ترویج کا خیال چھوڑ دیا ہے اسلئے آپ لوگ بیجاپور سے واپس ہو جائیں تو مناسب ہے چنانچہ یوسف عادل شاہ بیجاپور واپس ہو گیا مگر اسے مذہب امامیہ سے ایسا شغف تھا کہ برابر ترویج مذہب اثنا عشری کی کوشش کرتا رہا۔

یہ واقعہ بیل چڑھ دکن میں ڈالا گئی بڑھتی رہی اور لوگ آہستہ آہستہ مذہب اثنا عشری کی طرف متوجہ ہونے لگے کیونکہ دکن میں سنی حنفی آبادی زیادہ تھی جسے اہلبیت سے محبت شروع ہی سے تھی جو اعتدال پر تھی۔ اسمیں غلو البتہ یوسف عادل شاہ پیدا کر دیا اسکے بعد سے شاہان عادل شاہیہ بہت زیادہ مذہب اثنا عشری کی طرف مائل ہو گئے چنانچہ کئی ایک بادشاہ خالص شیعی تھے مگر انہوں نے جبراً اذان میں ولایت اور خطبہ پڑھوایا۔

[illegible] سے [illegible] شاہی
[illegible] اور [illegible] عباس
[illegible] سامنے سلاطین عادل شاہیہ
تھے البتہ محب اہلبیت تھے [illegible] عادل شاہیہ
[illegible] تھے ان سے [illegible] معلوم ہوتی ہے
[illegible] تاریخ [illegible] میں دو ہزار [illegible] کا
[illegible] ماہ محرم کو [illegible] ہزار [illegible] دیئے جاتے
تھے [illegible] کے محبان [illegible] بنائے جاتے اور محرم
کے [illegible] (۵۰۰) ہزار [illegible] فاتحہ کے لئے مقرر تھے۔ بیجاپور
میں تعزیہ داری عام ہوگئی تھی اور گھر گھر علم استادہ ہوتے تھے

سلاطین بہمنیہ اور نظام شاہیہ بھی محب اہلبیتؑ تھے
ان سلطنتوں میں بھی تعزیہ داری زوروں پر تھی اور جگہ جگہ علم
ایستادہ ہوتے تھے مگر ان لوگوں نے مذہب اثنا عشری کی ترویج
نہیں کی البتہ سلطان قلی قطب شاہ نے ۹۱۸ھ میں مساجد میں
خطبہ اثنا عشری پڑھوایا۔ اس اجرائے خطبہ اثنا عشری کے
متعلق مؤلف گلزار آصفیہ نے لکھا ہے کہ قطب الملک کا یہ
اقدام شاہ اسمٰعیل صفوی سے پہلے کا ہے کیونکہ شاہ اسمٰعیل نے
اسکے بعد ایران میں خطبہ اثنا عشری پڑھوایا مگر مؤلف گلزار
آصفیہ کو شاید یہ یاد نہ رہا کہ ۹۰۸ھ میں یوسف عادل شاہ
نے مولانا [illegible] بیجاپور میں نہ صرف خطبہ اثنا عشری جاری کیا
بلکہ اذان بھی کہلوادی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کے تمام بادشاہ اور
اولیاء اللہ محبت اہلبیتؑ سے سرشار اور فدائے ائمہ اطہارؑ
تھے۔ جتنے اولیاء اللہ ہندوستان آئے وہ سب کے سب
امیرالمومنین جناب علی علیہ السلام سے ارتباطِ روحانی رکھتے
تھے اور جسقدر بادشاہ ہندوستان میں ہوئے وہ تمام کے تمام
عقیدت مند اور خادمانِ امامؑ تھے یہی وجہ تھی جو ہندوستان میں

تعزیہ داری اور علم ایستادگی عام ہوگئی۔ اولیاء کرام تعزیہ داری اور
علموں کی ایستادگی نا پسند کرتے تھے مگر یہ پاس ادب اور
لحاظِ ارتباطِ روحانی اس سے منع بھی نہ کرتے تھے اور جو لوگ
یہ کرتے تھے انہیں روکتے بھی نہ تھے چنانچہ دکن میں بھی ایسا ہی
ہوتا رہا۔ شاہان قطب شاہیہ کے تعلق اور محبت اہلبیتؑ کے
قصے عرب اور ایران میں مشہور تھے چنانچہ عرب اور ایران
کے شرفاء بعض تحفے اور تبرکات لے کر دکن آئے اور بڑے
مراتب اور مناصب پائے اسمیں شک نہیں کہ اس پردہ میں
سینکڑوں لالچیوں نے بھی اپنا الو سیدھا کرلیا۔ مگر اب یہ
نہیں کہا جاسکتا کہ ان میں سے کون سچا تھا اور کون جھوٹا؟
بہرحال تبرکات ضرور یہاں پہنچ گئے۔ ان حکمراں
بادشاہوں نے اس پر غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ یہ لانے
والے سچے ہیں یا جھوٹے؟ اور یہ تبرکات واقعی تبرک ہی ہیں
یا دھوکہ دیا جا رہا ہے انہوں نے صرف اس نام کی عظمت و بزرگی
کا پاس کیا جو لیا جا رہا تھا اور اس انتساب ہی کو غنیمت جانا جو
اس اسم مبارک سے تھا۔ چنانچہ کسی شخص نے ایک لکڑی کا
تختہ لاکر پیش کردیا کہ یہ وہ تختہ ہے جس پر جنابہ سیدہ خاتون جنتؑ
کو غسل دیا گیا تھا۔ بادشاہ نے سر آنکھوں پر رکھا اور اس پر
سونا چڑھوا کر بی بیؑ کا علم بنا دیا۔ ایک صاحب نے فولاد کی
ایک کیل لاکر شاہان عادل شاہیہ کے پاس پیش کی کہ یہ اس خود
کی کلغی کا نعل ہے جو واقعہ کربلا کے وقت جناب امام حسین علیہ السلام
کے سر مبارک پر تھا اور یہ خود وہ تھا جسے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زیب سر فرمایا کرتے تھے شاہان عادل شاہیہ
عقیدت و ارادت کے پتلے تھے تاریخ کی کسوٹی پر اس تحفہ کو
کس طرح کستے؟ عقیدت کی آنکھ سے لگایا اور ارادت
کے سر پر اٹھا لیا اور اسم ذات (اللہ) کا طغرہ بنا کر
بیچ میں اس نعل کو لگایا اور صندل سے لیپ کر علم بنا دیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سلطان ... [illegible]

اور وہیں ... ہوا جہاں آج ہے۔ نواب ... نے اپنی قابل
زمین دے کر احاطہ وسیع کر دیا اور نواب میر نظام علی خاں بہادر
نے جاگیر ... اور ... مراتب سے سرفراز فرمایا۔

خود شہر حیدرآباد کی بنا مشہد مقدس کی وضع پر ڈالی
گئی چنانچہ پرانے روضۂ امام ضامن علیہ السلام کے چار مینار بنایا گیا
جو تقریباً (۳) لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ بادشاہی عاشور خانہ
(۶۰) ہزار کی لاگت سے تیار ہوا جہاں عشرہ محرم میں روزانہ
بارہ سو روپے کا طعام پکایا اور تعزیہ داروں کو کھلایا جاتا تھا
سلطان عبداللہ قطب شاہ نے ایران سے نقاش بلا کر اس
عاشور خانہ میں نقاشی کرائی تھی مگر یہ عاشور خانہ سلطنت قطب شاہیہ
کے اختتام کے بعد گاؤ خانہ بنا دیا گیا جو مدت تک افتادہ حالت
میں پڑا۔ نواب نظام علی خاں بہادر نے اس کو از سر نو عاشور خانہ
بنوایا اور نواب ... علی خاں شیدا کی نگرانی میں درست کرا کے
علم آراستہ کرائے اور بارہ ہزار کی جاگیر مقرر کی۔

نواب ارسطو جاہ مدار المہام دکن نے تعزیہ داری کی بڑی
سرپرستی کی اور سینکڑوں عاشور خانے قائم کرائے اور انھیں
امداد دی اور جاگیرات وغیرہ مقرر کئے۔ ارسطو جاہ اور نظام علی خاں
کے عہد کا محرم بڑا خاص ہوتا تھا چنانچہ بعض کتابوں میں اس کی
تفصیل موجود ہے اور فقیر راقم الحروف نے اپنی کتاب "ارسطو جاہ"
میں اس کی تفصیلات تحریر کی ہیں جو طبع ہونے کے انتظار میں
تباہ ہو رہی ہے

کوہ مولا علی مشکل کشا کے عرس اور جلسے کے حالات مولف
"گلزار آصفیہ" نے اپنے چشم دید لکھے ہیں وہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے

[illegible]

... کو ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے جنہیں ہندو مسلم ... [illegible]

... [illegible]

ملکانات ... [illegible]

اور بارگاہوں سے پھر جاتے ہیں ہر جگہ ملکانات قائم ہوتی اور
روشنی کی جاتی ہے۔ چار مینار سے پیارا تک متصل دکانات اور
روشنی رہتی ہے۔ تمام بازار ہاتھی ... ہزار ہو جاتی ہے۔ اونٹ
ہیں اور ٹیڑیاں سب نے ... ثواب راستے پر نظر آتی ہیں ... تیار
... میوہ تر و خشک اور کپڑے وغیرہ ہر ضرورت کی چیزیں
دوکان لگ جاتی ہے

موسیٰ ندی سے پیارا تک ... ہوتے ہیں ...
ان پر ... آویزاں کئے جاتے ہیں جن میں ... ہوتے
جگہ جگہ رقاصان پری پیکر حور لقا روشن ... کو ...
رنگا رنگ پہنے زینت بخش محفل بہت ... ہیں، کہیں گانا
ہوتا ہے، کہیں ناچ ہوتا ہے، لوگ دیکھتے ... امراء
پائیگاہ اور حضور اپنی اپنی بارگاہوں میں بیٹھے تماشے
دیکھتے ہیں۔ حضور اور امراء کے ... لمبے ... ہیں
جو ... بادل کہلاتے ہیں۔ امیر و غریب ... لباس
پہنے نظر آتے ہیں۔ ... و دوشالہ ... کا ...
... کمخواب اطلس ... مشروع ... آغا بانی ...
... تن زیب، ململ، ڈوریہ ... [illegible]
... اور ... کے پیسے، ... کی دستاریں ...
آغابانی ہر شخص کے جسم پر نظر آتی ہے۔

[illegible]

[illegible] یاد [illegible] ہوتے
[illegible] ہوتے ہیں اس بازار میں
[illegible] کے فوخت ہوتے ہیں

صندل [illegible] تک [illegible] سے نکلتا ہے جو پٹے [illegible] سے ہوتا ہوا ہے اسکے پیچھے حضور کی سلامتی کا صندل ہوتا ہے جو [illegible] شاہ سے نکلتا ہے۔ کوہ مولا علی قدم رسول بھی اپنا صندل لاتے ہیں۔ انکے علاوہ موضع [illegible] اور ملک ارجن گڑھ (ملکاجگری) سے بھی صندل آتا ہے۔ صندل کے ساتھ اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ راستہ چلنا دشوار ہوتا ہے

کوہ مولا علی کی تاریخ یہ بیان کی جاتی ہے سلطان ابراہیم قطب شاہ کا ایک مقرب خواجہ سرا جس کا نام یاقوت تھا بیمار ہو کر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے وہاں ٹھیرا ہوا تھا جہاں آج لالہ گوڑہ کی آبادی ہے۔ تھا تا ۱۶ ار رجب کی رات کو اس نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ لباس سبز پہنے تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے تمھیں یاد فرمایا ہے ہمارے ساتھ چلو۔ چنانچہ وہ یاقوت کو عالم رویا ہی میں لے چلے۔ یاقوت نے دیکھا کہ جناب امیر علیہ السلام اسی پہاڑ پر تشریف فرما ہیں۔ اس نے آداب بجا لا کر دست بستہ اپنا دورہ کر جناب امیر علیہ السلام کی زیارت کی سگ خوشی نے کچھ ارشاد نہیں فرمایا اور یاقوت کی آنکھ کھل گئی۔ چونکہ صبح ہو رہی تھی اسلئے یاقوت نے فوراً پالکی میں سوار ہو کر پہاڑ پر پہنچ کر اس جگہ کا معائنہ کیا جہاں خواب میں اس نے جناب امیرؑ کو تشریف فرما دیکھا تھا۔ یاقوت نے اس جگہ دست مبارک کا نشان اور پہلو ٹیکنے کی علامت پتھر پر منقش دیکھی۔ چنانچہ یاقوت نے اسی وقت معماروں کو بلا کر ایک چھوٹی سی رواق بنوادی اور اس پتھر کو جس پر نشان تھا نکال کر اس رواق میں نصب کرا دیا اور اسی روز فاتحہ اور عرس کیا۔ جب سلطان ابراہیم قطبشاہ کو اسکی اطلاع ملی تو اس نے آکر زیارت کی اور

[illegible]

اسکے چند ہی سال بعد [illegible] کی [illegible] اور [illegible] اور بے نمک غذا کھلائی [illegible] درگاہ پر جا کر رہ گئیں اور [illegible] بہ خدمت کرنے لگیں اور درگاہ کے قریب ہی دفن ہو گئیں جن کا مزار بھی یہاں موجود ہے۔

شاہان آصفیہ کے زمانہ میں کوہ شریف کی عظمت و بزرگی اور بڑھ گئی چنانچہ رکن الملک بہادر نے اپنی والدہ کو زیر کوہ شریف دفنایا اور جب وہ شہید ہوئے تو انکی نعش بھی والدہ کے بازو سپرد خاک کی گئی جہاں انہوں نے ایک باؤلی بھی بنوایا انکے باغ سے ملا ہوا باغ وقار الدولہ نے بنوایا جسمیں مقبرہ تعمیر کر کے وہ خود بھی دفن ہوئے اسکے بعد لوگوں نے پہاڑ کو تفریح گاہ ہی بنا لیا اور اکثر امراء نے اپنے مکانات دامن کوہ ہی میں بنوائے صمصام الملک نے پہاڑ پر مسجد کے سامنے ایک چوبی دالان بنوایا جسے منیر الملک نے اپنی دارالمہامی کے زمانہ میں پختہ بنوا دیا۔ نظام علی خاں بہادر نے درگاہ کے سامنے ایک عمارت بنوادی اور اخراجات کے لئے موضع چرلہ پلی جاگیر بند کی۔ شاہان آصفیہ بڑے احتیاط و اعتقاد سے دستر خوان کیا کرتے تھے لا [illegible] کی فصیل اور اسمیں چاوڑی اور باغ وغیرہ بنوا کر تہنیت النساء بیگم صاحبہ نے تہنیت نگر نام رکھا۔ پہاڑ کے اطراف محبت خاں، راجہ چندو لال، عظمت جنگ حسام الدولہ، منیر الملک، جمالی صاحب، راجہ راؤ رمبھا، محی یار خاں، ماہ لقا بائی حسن لقا بائی، خوشحال خاں قوال، امجد علیخاں، طالب الدولہ، ابن صاحب، راجہ وہراج نے بڑے بڑے مکانات بنوائے

یہ تو آپ نے کوہ مولا مشکل کشا کا حال سنا۔ اب مولف "گلزار آصفیہ" کی زبانی شہر ۱۲۵۸ھ کے محرم کی تفصیل بھی سن لیجئے جو تاریخ گلزار آصفیہ سے پیش کیا جا رہا ہے۔

محرم کا چاند نظر آتے ہی حسینی علم، نقش مبارک اور علم بی بی الیساوہ کئے جاتے ہیں۔ حضور کی سلامتی کا سہرا چڑھایا جاتا ہے

[illegible] پر مردوں کا لاتی کا بچوں کا [illegible] جاتا ہے اسکی
تفصیل یہ ہے کہ [illegible] کا جلوس [illegible] اور [illegible]
[illegible] باہر کر [illegible] ہیں کر سامنے زیور
سے آراستہ [illegible] اللہ سے شہر کے گشت [illegible] پر نکلتے
بچے پاؤں [illegible] ہے اور ہزاروں آدمی ساتھ ہوتے ہیں۔ [illegible]
کے گھوڑے [illegible] بچے ہزاروں ساتھ ہوتے ہیں ہر شہر کہاں
ساتھ ساتھ [illegible] ہیں۔ عادت خوب [illegible]
ہے، [illegible] ہوتی ہے، روشنی بے انتہا ہوتی ہے۔ مرثیہ
خوانوں کی ہر ایک جماعت وہاں آکر [illegible] بند [illegible] پڑھتے ہے
اس طرح حسینی علم ایستادہ ہوتے ہیں

سارے شہر میں گھر گھر علم بٹھائے جاتے ہیں ہر نوبت خانہ
میں ماتمی نوبت بجتی ہے چونکہ ہر شخص کو محرم میں نوبت بجوانے
کی اجازت عام ہے اسلئے ہر شخص اپنے اپنے گھر پر نوبت بجاتا
ہے۔ تمام عاشور خانے شیشہ آلات فرش و فروش، شمع کافوری
لنترن، [illegible] جھاڑ فانوس سے سجائے جاتے ہیں۔ صحن میں تختہ بندی
کی جاتی اور [illegible] لگا کر اس پر سرخ باریک کپڑا باندھ کر چراغ
مختلف نقشوں سے جلائے جاتے ہیں۔ غرۂ محرم سے شہادت کے
روز تک شرفاء امراء سب ہی سبز و سیاہ لباس پہنتے اور اپنے
بچوں کو بھی پہناتے ہیں۔ تعزیہ داری کرتے اور لذیذ لذیذ کھانے
پکواتے اور لوگوں کو کھلاتے ہیں بعض لوگ ترک لذات کرتے ہیں
اور سوائے غذائے بے روغن و نمک کچھ نہیں کھاتے۔ بہت سے لوگ
عشرہ محرم میں لباس دنیاداری ترک کرکے فقیرانہ کپڑے پہن لیتے
ہیں اور ننگے سر و پا برہنہ رہتے ہیں۔ اکثر لوگ زرتار جوتیاں اور
زرتاری [illegible] پہنتے اور کمر میں کلابتونی بنارسی دوپٹہ باندھتے ہیں
بیش قیمت رنگا رنگ دوشالے اور رومال اور بڑے اچھے اچھے
زیور پہنتے ہیں۔

[illegible] مشہور ہیں۔ [illegible]
مغلپورہ کے [illegible] ہیں۔ [illegible] رات کو
سات سو [illegible] کرتے [illegible] ہر ایک [illegible] کا ایک [illegible]
سرگروہ ہوا کرتا تو [illegible] انکے پاس آکے [illegible]
آتے ہیں۔ ہر ایک [illegible] کی آنت یا اسی [illegible]
جس [illegible] الگ الگ ہوتا ہے۔ [illegible] لڑائی جھگڑا
ہے اور سر پھٹول کی نوبت آجاتی ہے۔ [illegible]
ایک سو ایک روپیہ اور بنارسی سبز [illegible] دیتے ہیں [illegible]
روپیہ معمول سرفراز فرماتے ہیں اور [illegible] تشریف فرما کر ان
کا ملاحظہ فرماتے ہیں۔ یہ لوگ منقبت [illegible]
بجے رات کو مغلپورہ سے نکلتے ہیں تو ایک [illegible] کے نشان
کا ہاتھی چارمینار کے نیچے پہنچتا ہے اور وہاں [illegible] سے جو مقابلہ
ہوا اور منقبت [illegible] کا سوال جواب شروع ہو گیا تو دوپہر تک
ختم نہیں ہوتا۔ ہزارہا آدمی دوکانوں پا [illegible] اور راستوں پر
کھڑے ہوئے سنتے اور دیکھتے ہیں۔ [illegible]
ہر چیز [illegible] ہے اور پیتے کھاتے رہتے ہیں مگر ان کے ساتھ ہی ساتھ
قرابین، تفنگچہ، تلوار، جمدھر، [illegible] وغیرہ سے ہر شخص [illegible]
اور ذرا سی بات پر جھڑپ ہو جاتی ہے اس طرح یہ گروہ حسینی علم
جاتے اور فاتحہ پڑھ کر واپس ہوتے ہیں۔ واپسی میں [illegible]
[illegible] علی [illegible] بہ بلحاظ [illegible] ہوتا ہے جو [illegible]
زرہ پوش آتے ہیں۔ یہاں [illegible] استاد [illegible] کی [illegible]
یہاں [illegible] کا مقابلہ ہوتا ہے اور [illegible] سوال و جواب ہوتے
ہیں جس میں بڑا لطف آتا ہے اس میں [illegible]
ہوتے ہیں [illegible] سے مراد مداحی و احوال کوفہ شہدائے کربلا ہوتی
ہے جو بڑے سلیقہ سے کی جاتی ہے یا [illegible] روز باقی [illegible]
[illegible] ختم ہوتا ہے اور ان کے سرگروہ اپنے اپنے چاہنے والوں

[illegible] دخل [illegible] ہیں

[illegible] لیتے ہیں عام طور

[illegible] کرنا [illegible] فقیروں، عزیزوں

[illegible] ان کی تعظیم [illegible] کا مقابلہ ہوتا
[illegible] پہلوانوں کا مقابلہ
[illegible] لوگ شہزادوں اور مرشد زادوں سے اپنے
[illegible] کی استقبال کرواتے ہیں

[illegible] چھ سال سے سید احمد لدھیانوی مخدوم سیٹھ نے جو
[illegible] سو [illegible] چودہ سالہ نوجوانوں کو
[illegible] زری منڈاسہ [illegible] زرق کلاہ بتوں کے دو پٹے، ملا
[illegible] بنا رکھا ہے [illegible] کے بنوا ہے۔ نقرئی
آفتابی ماتھے لئے تمام لڑکوں کو ہروا اریدی اور طلائی زیور پہنا
کر اور فقیر بنا کر شہنے جلوس، روشنی اور آتشبازی کیساتھ نکلنا
شروع کیا۔ انکی حفاظت کیلئے دو سو عرب اور پیادے
مخدوم سیٹھ کے نوکر ساتھ ہوتے ہیں۔ ہر لڑکے کے ہاتھ میں نقرئی
[illegible] منقبت پڑھتے ہیں جن کے دیکھنے کو ہر کس و ناکس آتا ہے
جب یہ لوگ منقبت خوانی کرتے ہوئے دولت خانہ مبارک لے
[illegible] تماشہ باقی رہے پہنچے ہیں تو ایکزالٹڈ ہائینس [illegible]
[illegible] سرفراز ہوتا ہے الغرض ایسے لاکھوں تماشے سارے محرم
ہوتے رہتے ہیں۔ نیچ ذات کے لوگ شیر بنتے ہیں۔ جسم پر
نقاشی سے [illegible] شیر کا رنگ رنگوا لیتے اور کمر میں دم کی جگہ
زنجیر باندھ لیتے اور عاشور خانوں میں پھرتے ہیں۔ دوکانداروں سے
انعام و اکرام وصول کرتے ہیں۔ بعض شیر تو زندہ بکرے کا گلا
اپنے دانتوں سے کاٹ کر خون تک پی جاتے ہیں۔ بوڑھے شیروں
ایسے دو ڈھائی سو شیر بنتے ہیں جو شہادت کے دن پرانے پل

[illegible] کے پیچھے [illegible] ہوتے ہیں
بعض [illegible] پہنتے ہیں جو [illegible]
رنگ کی پہنتے ہیں بعض [illegible]
گھنگرو [illegible] پھرتے ہیں۔ اس طرح [illegible] قسم کے
فقیر [illegible] ہیں اور الگ الگ [illegible]
مختلف رنگ کا لباس پہنے [illegible]
باندھے [illegible] بجا کر منقبت خوانی [illegible] پھرتے رہتے ہیں۔ ان
میں ایک مخصوص جماعت جس [illegible] ہوتی ہے ان سب کو
معمول [illegible] اور مرشد زادوں کی طرف [illegible]

وو ولایتی [illegible] شیر بنتے ہیں
جسم پر طلائی ورق لگا کر شیر [illegible] بناتے اور [illegible]
باندھتے ہیں جن کے ساتھ [illegible] ولایتی ہوتے ہیں۔ ان کے
سامنے دوسرے شیر [illegible] نظر آتے ہیں تو ان سے کوئی مقابلہ
نہیں کرتا۔ اگر کوئی مقابلہ پر آ جائے تو یہ [illegible] اس کی دم [illegible]
لیتے ہیں تاکہ وہ آئندہ شیر نہ بنے ان دونوں میں سے ایک
رسالہ عبداللہ بن علی میں ملازم ہے اور دوسرا [illegible] جمعدار
کے طویلہ کا سائیس ہے الغرض اس میں ہندو مسلمان برابر کے
شریک ہوتے ہیں

روز عاشورہ تمام علم اور تعزیے [illegible] علم
کے راستہ سے موسیٰ ندی پر [illegible] ہاتھی [illegible]
پلٹن، باجہ [illegible] اور عرب وغیرہ کے ساتھ جاتے ہیں جن کے ساتھ
سارے منتی فقیر ہوتے ہیں۔ اس طرح لاکھوں آدمیوں کا مجمع
پرانے پل کو جاتا ہے جہاں [illegible] فقیر [illegible] مجنون، ملنگ
وغیرہ سب ہی جمع ہوتے اور منقبت خوانی کرتے ہیں اور رات
وہیں بسر کرتے ہیں۔ [illegible] والیوں کا مجمع ہوتا ہے
فیل نشین ہاتھیوں پر بیٹھ کر سوار گھوڑوں پر بعض لوگ [illegible] خیمے

نکال کر پیچھے اور ہاتھ دیکھتے ہیں
فتنہ ومحرم کے لیے بعد مرثیہ خوانی اور منقبت کے دنگل ہوتے ہیں اور اکثر ۹ محرم تک حسینی علم پر لنگر چڑھائے جاتے ہیں اور دوسرے علموں پر ڈھیاں چڑھائی جاتی ہیں
لنگر کا جلوس دیدنی ہوتا ہے، پانچویں محرم کو حضور اور جلوت مبارک ہیچ محلہ پر رونق افروز ہوتے ہیں اور پلٹن کے پیچھے پیچھے ملاحظہ فرماتے ہیں تاکہ اس لنگر کو آداب و مجرا بجا لایا جاتا ہے۔ پہلے ایک ہاتھی طلائی نشان لیا ہوا اور اس پر داروغہ کارخانہ حضور آب الدولہ اور داروغہ خورشید جنگ کے ساتھ چار چار سو سرکار وں کے ساتھ جو نشان کے ہاتھی کے سامنے ہوتے ہیں گزرتے ہیں نشان کے پیچھے شتر سواران اور ساتھ فی سواران، بان انداز ان اور شتر ان بان ایک سو ہوتے ہیں۔ ان کے بعد ملاقہ دیوانی کی جمعیت سوار، پلٹن، بار، جمعداران و رسالداران عرب اور سکھان و سندھیان وغیرہ قریب چھ ہزار جمعیت ہوتی ہے اور ان کے بعد کمندانان، بار با جمعیت آراستہ و پیراستہ باقاعدہ چلتے ہیں جن کی تعداد پانچ ہزار ہوتی ہے پھر جوانان توپ خانہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ ان کے بعد سرداران عرب و سرداران و جمعداران ملاقہ دیوانی ہوتے ہیں۔ ان کے بعد جمعیت خاصہ سواری مبارک ہوتی ہے جن کا نشان زرین ہوتا ہے۔ پہلے چار پانسو سرکارے مع داروغہ نشان کے سامنے گزرتے ہیں اور نشان ہاتھی پر ہوتا ہے جسکی جھل (جھول) سرخ کلابتوں کی زرتار ہوتی ہے یہ نشان مغرق ہوتا ہے بیچ میں خورشید اور اطراف اسکی سنہری کرنیں جیسے آنکھ نہیں ٹھہرتی اسکے ساتھ قرارو دفعہ بانداران پانسو باندارول کو طلائی مغرق بیرقوں کے ساتھ لیے گزرتا ہے پھر ہاتھی کے اونٹ اور انکے پیچھے ڈیڑھ سو سانڈنیاں چلتی ہیں انکے بعد سواروں کی جمعیت ہوتی ہے جو پانچ ہزار کے قریب ہے۔ ہاتھی عماری جوڑہ امراء و خواتین کو لیے ہوئے گزرتے ہیں ان

کے بعد جمعداروں کی جمعیت ہاتھی پالکی گھوڑے وغیرہ کے ساتھ قریب ایک ہزار کے گزرتی ہے پھر میر نشان طلائی علم سرکار کا نکلتا ہے جسکے ساتھ داروغہ پانداران باجے والے ہاتھی سوار وغیرہ بدستور مذکورہ ہوتے ہیں پھر عرب جنگ کی جمعیت پانچ چھ ہزار بیرقیں لئے ہوئے اور ان تماشوں کے بعد عرب پھر عبد اللہ بن علی خان عرب جنگ جمعدار شیخ احمد باوزیر جمعدار ہبریار جنگ عمر بن عوض جیالے یار جنگ جمعدار بن محفوظ جمعدار سلطان غالب جمعدار، عبد اللہ علی جمعدار عبد اللہ بن مبارک جمعدار سید صالح اور دوسرے جمعداروں کے گروہ مع نشان اور بیرقوں کے گزرتے ہیں جنکی تعداد پانچ ہزار عرب ولایتی اور ہے ان کے بعد پلٹن یار سیور رجمول اثرد الدولہ جنکی تعداد پانچ توپ خانہ اور توپ خانہ رسالہ جملہ چودہ ہزار پلٹن گزرتی ہے پھر نظم جات کی متفرق پلٹنیں تین ہزار بار نادعلی بیگ خان ایک ہزار بار، بخشی اسمٰعیل خان ایک ہزار بار، جوکین صاحب فرنگی ایک ہزار بار، لکرٹ صاحب فرنگی ایک ہزار بار، کپتان صاحب فرنگی پانسو جوان بار، نون صاحب فرنگی ایک ہزار غلام، مرتضیٰ کمندان ایک ہزار پیادہ کمندان دو سو بار، صاحب حسین کمندان اسی طرح تقریباً چالیس ہزار جمعیت بار سرکاری جو رکاب میں موجود ہے گزرتی ہے اس کے بعد خود امیر کبیر شمس الامراء بہادر مع چار صاحبزادوں اور جمعیت ہمراہی و سواران پائیگاہ و پلٹن خاص و توپ خانہ و شترنالان و عرب اور دو اہل اور دوسرے رسالہ ہائے علی فوج، مغرق بھالا بردادان بلم بردار ان، بر چھی برداران و خاصہ برداران و شاگرد پیشہ وغیرہ قریب چار ہزار جوانان، ان کے بعد رسالہ شیخ پیمانا و جز انہیں برداران سرکار قریب پانسو مع چار قرب ملفشن وکر بیرق وغیرہ ہمراہ ظفر الدولہ اور جوانان محمد سلیمان و قرمت کمندان مع قرابین و آلہ ہا قریب ایک ہزار جوان ان کے پیچھے بارہ ہاتھیاں جوڑہ ہائے نوبت و بندیم و قرنا و نفیری وجلاجل و دمامہ

[illegible] مرثیہ خوان اشعار چیاں و
[illegible] کی نوبت بجاتے ہوئے گزرتے پیچھے حسن کرگز امام علیہ السلام
[illegible] اور ہیرے کے ہاتھی ملعقت پر ہیرے ڈالتے ہوئے چلتے جو
[illegible] ہے پھر تقریباً بیس ہاتھی بڑے قوی ہیکل سنہری و
[illegible] کی اور سادہ جھولیں ڈالے گزرتے جو حضور کی سواری
کے خاص ہاتھی تھے جن پر خاص ہودے تھے جس پر سوائے فیل بان خاصہ
کے دوسرا سوار نہیں ہوسکتا۔ ان کے آگے آگے شامیانہ لنگر بدر ہیب
حاضر و ادب مبارک اور طلائی و نقرئی و منقش و کلابتونی اور ان کے
ساتھ دو ہزار پوربیہ حاضر دار خاص برداران ہمراہی بے رام
ہزاری و جگ لعل سنگھ ہزاری و آوردہ لین سنگھ ہزاری وغیرہ
ان کے آگے علم ہائے طلائی و نقرئی نذر سلامتی حضور پرنور روشن چوکی
اورنگ آبادی عالمگیری لباس میں سرپیچ ہائے کارچوبی منقش
باندھے شہنائی پر مرثیہ بجاتے ہوئے اور شامیانہ کے پیچھے
علم ہائے طلائی و ڈبنی طاس علم مبارک حسینی علم اندڈویہ پالکہ
ہائے کمر جھکے سروں پر جھالر منقش تھی اور بالقدر روپیہ اور
شامیانہ کے پیچھے شربت کی ٹھلیاں مصری اور خالص گلاب کا
شربت قریب ایک ہزار مد مرلبہ آبینہ و سرخ منقش و
دستہ کاری و پنکھا لال شربت بھری اور پھر نقش و نگار اور رنگ
کی ہوئی ٹھلیاں خوشبو میں بسی کہاروں کے دوش پر ان کے پیچھے
سبز عماری میں امیر الدولہ خانساماں سرکاری جن کے پیچھے
نقارے کے ہاتھی جھانجھ نوازوں کے ساتھ یہ جلوس ڈیڑھ بجے
دن سے نکل کر ڈیڑھ بجے رات تک نظر افروز حضور پرنور ہوتا
اور دو بجے رات کو باقی ماندہ روشنی اور آتشبازی ہوائی وغیرہ
داخل حسینی علم ہوتا دو سو چوبدار اور دو سو ہرکارے نقط اہتمام پر
مامور ہوتے۔ اعتصام الملک عوض بیگ تمام لنگر کا انتظام کرتے
تماشائیوں کا کوئی حد و حساب نہ ہوتا تھا جو دور دراز
سے آتے۔ لوگ کئی کئی دن پہلے مکان کرایہ پر لے لیتے تھے۔

ششم و ہفتم محرم کو مہندی زادوں کا [illegible] بھی نکلتا [illegible]
اتنی نہ ہوتی مگر پھر بھی خاصی ہوتی تھی۔ اس طرح محرم کے دس روز
انھیں دلچسپیوں میں گزرتے اور دنیا کا کوئی کام سوا ان کاموں کے
بلدہ میں نہ ہوتا تھا مگر شب دہم محرم کو ہر جگہ تعزیے و براق
نکلتے خصوصاً نواب صاحب کی سواری بڑے جلوس اور تزک و احتشام
اور ہجوم ہزار ہا اعلیٰ اور محرومیاں بے شمار و بے حساب و قیاس
سے گزرتی۔ شہادت کے روز سواری مبارک کی علم مبارک بی بی
یعنی علم مبارک خاتون محشر علیہا السلام جو ہماتا نجات روزگار سے
سے ایک بجے دن کے برآمد ہوتا اور اپنے مقام یاقوت پورہ
سے نکل کر اندرون شہر آتا سواری کا جلوس اس طرح ہوتا
کہ پہلے محلہ کے بچوں کے ہاتھوں میں سرخ و سبز (۲۵) بیرقیں
ہوتی ہیں جو راستہ کی ہر ہر دکان سے پیسے مانگتے ہیں۔
ان کے پیچھے سبز ہاتھی اور سبز نشان لیا ہوا اونٹ، ان کے
پیچھے دو سو جاور داران لیے سانیاں [illegible] چولی اور بانسی لیے
ہوئے چلتے ہیں جن کے پیچھے علم اور تعزیے اور براق ہوتے
اور قبر سرخ کاغذی باہم پیوستہ کاغذی محلہ کی، ان کے
پیچھے محلہ کے تابوت پھر امیروں، شریفوں، منصبداروں کے
جوق اور ہزار ہا ہندو و مسلمان شرفاء وغیرہ سر دیا بہت
سینہ زنان حلقہ حلقہ حسین حسین کہتے اور علم کے جلو
تمام لوگ مکان علم سے موسیٰ ندی چادر گھاٹ تک حاضر رہتے
یہ روز گویا روز قیامت معلوم ہوتا۔
ہزارہا مخلوق خدا کوڑیاں اور پیسے بادام اور پستے
علم مبارک پر نثار کرتے۔ ہر شخص کیا ہندو کیا مسلمان اعتقاد
تمام سے نذر و نیاز اور سہرے اور ڈھٹی اور نقدی نذر گزرانتا
عورتیں دودھ پیتے بچوں کے ناک و کان علم کے زیر سایہ چھیدتے
اس طرح شاہ ظہور اللہ کے مقبرہ (چوک میدان خاں) تک جو
رفعت الملک کے مکان کے پاس ہے مجاوران علم مبارک کو لیجاتے

گرو ہاں سے کثرت اژدہام کی وجہ سے حسب الحکم حضور پرنور علم مبارک فیل خاصہ پر سوار کر دیا جاتا ۔ اس فیل خاصہ کا نام قلام علی تھا علم مبارک کے پیچھے بارہ [illegible] علم بارہ اماموں کے نام کے ہوتے ہیں۔ ان علموں کے پیچھے پانسو عورتیں سر و پا برہنہ سینہ زنان سر کو بال گریہ و زاری کرتی ہوتی ہیں۔ ان کا حال دیکھکر قیامت بپا ہو جاتی ہے اور مرد بچے و لا خصوصاً عورتیں دھاڑیں مار مار کر رونے اور واویلا کرنے لگتی ہیں۔ اسطرح آہ و بکا میں علم مبارک سر پیر کے قریب چارکمان پہنچتا ہے اور وہاں سے مکان قدم رسولؐ میں جاتا ہے گویا خاتون جنتؑ اپنے پدر عالی وقار سے استغاثہ کرتی ہیں کہ آپکے امتیوں نے میرے بچے اور اسکے ساتھیوں کو اس بیدردی سے تہ تیغ کیا میری داد دیجئے علم مبارک کونے کونے پھرتا اور اپنی داد نہ پا کر واپس لوٹ آتا ہے یہ سماں بھی ناقابل بیان و نمونۂ قیامت ہوتا ہے۔ یہاں سے نکل کر علم مبارک موسیٰ ندی پر بیرون چادر گھاٹ پہنچتا ہے اور ندی کے پانی میں علم مبارک کو اتار کر غسل دیکر کشتی میں رکھ کر حوضۂ فیل پر رکھ کر الوداع پڑھتے ہوئے واپس لے چلتے ہیں اور ٹھیک آدھی رات کو علم مبارک واپس داخل مکان ہوتا ہے۔ چہلم کے روز مرثیہ خوانی کا دنگل ہوتا ہے اور سالانہ یہ ہوتا ہے کہ علم مبارک کو جمعرات کی رات بطور نیزہ کے کشتی کے ساتھ برآمد کرتے اور فقرا و مند نذر و نیاز لاتے ہیں۔ اس علم اور علم نعل صاحب کی خصوصیت حیدرآباد ہی کے لئے ہے دنیا جہان میں کہیں ایسے علم نہیں ہیں۔

الاوہ بیتاں سے ایک ضریح مبارک نکلتی ہے جو چار پہلوی لکڑی کی بنائی جاتی ہیں اور لکڑی پر سفید کپڑا باندھ دیتے ہیں اور اندر لکڑی کے تختے پر دو قبریں بناتے ہیں جن پر پھولوں کی چادریں ڈال دی جاتی ہیں۔ شامیانہ کے نیچے لوگ یہ ضریح اٹھائے ہوئے چلتے ہیں۔ ہزارہا اشراف اور نجیب لوگ سینہ زنان چلو ہمراہ ہوتے ہیں، دو گھوڑوں پر دو جابے اور [illegible] نشان ڈال کر آگے آگے چلائے جاتے ہیں اور دو مقفیٰ ٹولیوں میں نوحہ خوان علم ہاتھوں میں لئے ہوئے نوحہ خوانی کرتے ہیں

آہ حسینؑ است شاہ شہیداں + بستر بہ زنجیر جملہ یتیماں

پڑھتے جاتے ہیں اس جلوس میں لشان فیل بطور بازی و ضابطہ ہوتا ہے جو روانہ ہو پیر بلدہ سے چادر گھاٹ موسیٰ ندی تک ضریح کو لے کر رات کے بارہ بجے پہنچتا ہے اور وہاں ضریح کو ریت پر رکھتے ہیں۔ ضریح کو اٹھا کر ریت پر رکھنے میں لوگ سابقت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو ڈھکیل کر آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے جس کی وجہ سے ہنگامے ہوتے اور لوگ زخمی ہو جاتے ہیں وہاں منتیں مرادیں ہوتی ہیں۔ اس ضریح کا کپڑا لوگ تبرکاً نکال لیتے ہیں البتہ تختوں کو غسل دے کر الوداع پڑھتے ہوئے واپس آتے ہیں ؎

الوداع و الوداع شاہ شہیداں الوداع
اے حسینؑ ابن علیؑ رو جنگ کے سلطان الوداع

شاہ علینڈہ اور علی آباد اور ان محلوں کے اطراف کے تعزیے، براق اور علم وغیرہ شہر سے ایک کوس کے فاصلے پر محلہ بیگم صاحبہ والدۂ حضرت غفران مآب کے باغ کے پاس کی ایک بڑی باولی میں ٹھنڈے کئے جاتے ہیں جہاں لاکھوں آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے۔ لوگ پرانے پل کی زیارت سے فارغ ہو کر الاوہ بیتاں کی زیارت کرکے علی آباد پہنچ کر اس عمدہ باغ کے مجمع سے مل جاتے اور اسکے بعد اپنے گھروں کو جاتے ہیں۔ البتہ دو ڈھائی سو تعزیے تالاب میر جملہ پر عیدگاہ کے امام باڑہ قدیم کو بھی جاتے ہیں۔ وہاں بھی ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے۔ اس امام باڑہ کیلئے چار ہزار روپے کی جاگیر ہے جہاں محرم میں دو وقت واحد میں پانچ ہزار چراغ جلائے جاتے ہیں اس روشنی کو خود حضور بندگان عالی تشریف لا کر ملاحظہ فرماتے ہیں۔

... تعزیے اور براق شہادت کے روز پہلے پل کی طرف ... جاتے ہیں تعزیہ ساٹھ ستر لاکھ آدمی چار مینار سے ... دالانوں، دوکانوں، مکانوں اور بازار میں تماشہ ... ہیں۔ ہاتھیوں اور گھوڑوں کی تو گنتی ہی نہیں ہوتی۔ لوگ ... پیسے نکال کر جھڑ جاتے ہیں۔ موسیٰ ندی روشنی سے ... جاتی ہے۔ چراغوں اور آدمیوں کے علاوہ کوئی دوسری چیز نظر ہی نہیں آتی۔

جس میں لاکھوں تعزیے ٹھنڈے جاتے اور آرائش وزیبائش مکانوں کی بے حد ہوتی ہے۔ مثلاً راجہ راؤ رنبھا کے مکان میں جو تعزیہ بیٹھتا ہے وہ سال بھر کی محنت میں تیار ہوتا ہے جس پر دو ہزار روپیہ صرف ہوتا ہے۔ تعزیہ کے مکان میں روزانہ روشنی ہوتی ہے جس پر روزانہ ایک ہزار روپیہ صرف ہوتا ہے مکان کے چمن میں گیہوں کی سبزی سے بھاق، شیر اور شتر زہ وغیرہ بنائے ... جو بڑے خوبصورت ہوتے ہیں۔ میٹھا تیل پانی کی طرح بہایا جاتا ہے قریب قریب آبخوروں میں بھر کر جلانے کے لئے ... جاتے ہیں۔ تعزیے کے دونوں طرف راجہ صاحب کے دو پالتو شیر کھڑے رہتے ہیں

مہاراجہ چندو لعل کے جلوخانہ میں آرائش، پیرائش روشنی ولایتی جھاڑ فانوس قندیلیں شیشہ آلات اور تختہ بندی چوبی اعلان قابل دید ہوتی ہے۔ ہزارہا آدمی ٹی ڈانک کے کام ... اور روشنی۔ تصاویر بادشاہان قدیم اور آتشبازی دیکھنے کے لئے جمع ہوتے ہیں

عاشور خانہ حسین یاور جنگ عرف بیگی میر عالم مدار المہام میں قد آدم آئینے دو دو ڈھائی ڈھائی گز لمبے اور ڈیڑھ ڈیڑھ گز چوڑے جو علی بیگ خاں سوداگر سے ایک لاکھ روپے میں خرید لئے ہیں اور ولایتی بلوری جھاڑوں کا عکس آئینوں میں پڑتا ہے

عجیب و غریب پیش ... کو لوگ اطراف سے آتے ہیں بمقدار امیر مہاراجہ چندو لال، منیر الملک وغیرہ اعیان کے فرزند آتے ہیں انکھیں طاشش کی ڈبلی اور مرداریدکی تسبیح بطور تبرک دی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حسین یاور جنگ کا عاشور خانہ تکلفات آرائش وزیبائش کے لحاظ سے پرستان معلوم ہوتا ہے

ڈانک کا کام سید و صاحب و مجتہد صاحب میر محمد علی عزت کے نواسوں کے مکان میں بھی خوب رہتا ہے۔ عزلت ایک خوبان روزگار ست صاحب کمال تھے ان کا مکان ایرانی گلی سے ملا ہوا پنجہ شاہ کے راستے میں ہے وہاں کی روشنی اور آتشبازی ایسی نازک اور لطیف ہوتی ہے کہ کہا نہیں جاسکتا۔

رستم زماں خاں خلف خاں زماں خاں مرحوم حالی منیر الملک کے مکان کی صفائی فرش اور روشنی شیشہ آلات مینا کاری ٹی ڈانک اتنی نفیس ہوتی ہے کہ ایک دفعہ وہاں پہنچنے کے بعد وہاں سے نکلنے جی نہیں چاہتا۔ یہی حال امین الملک اور ماہ لقا بائی کے مکان کا ہے کہ آپ اپنی نظیر ہیں۔

جعفر علی ایک سپاہی پیشہ ملازم سرکار تھے جو ایک نئی طرز کا تعزیہ سرسوں کے اونٹ کا سا تیار کرتے تھے جس کی سبزی آنکھوں کو خنکی بخشتی تھی اور بڑے تکلف سے روشنی کرتے تھے جو اب تک جاری ہے۔ ان کے مکان کے محاذی خاندان راجہ راجا گر چند کے مکان کی روشنی اور آئینہ بندی قابل دید ہوتی ہے شمس الامراء کے فرزندوں کا آبدار خانہ اور راجہ منو لعل کا آبدار خانہ وغیرہ قابل دید ہوتے ہیں۔

حکیم صادق حسین خاں المشہور بہ منان صاحب کا قدیم تعزیہ جواب وجہ الدین حسین عرف دادا میاں نہایت نازکی کم کاری نقش و نگار سے گل بوٹے شاخ غنچہ و برگ بنائے اور ان میں آیات و ابیات عجیب و غریب طریقہ سے کندہ کاری

کرتے ہیں ایسا تزک اور عجیب و غریب تعزیہ ہوتا ہے کہ تمام ہند و دکن میں ایسا کہیں نہیں بنتا۔ الغرض تمام اہل بلدہ عشرۂ محرم میں بے حساب اخراجات کرتے اور بڑی فراخدلی سے روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ تمام اہل شہر کیا ہندو کیا مسلمان سب ہی سبز لباس پہنتے ہیں اور سیاہ آنٹی جسکو سیلے کہتے ہیں دو پیسے سے دس دس روپے کی قیمت تک خرید کر باندھتے ہیں۔ ذی مقدرت لوگ رنگا رنگ ریشم و منقش کلابتوں کی بیش قیمت آنٹیاں خریدتے ہیں اور بچے سے بوڑھے تک ہر شخص آنٹی باندھتا یا پہنتا ہے

ہر گھر نہایت عقیدت سے حسب مقدرت لیتے اپنے مکانوں اور عاشور خانوں میں گڑ یا شکر کا شربت بنا کر آنے جانے والوں کی منت سماجت کرکے پلاتا اور خوش ہوتا ہے اسی طرح کھانے بھی کھلائے جاتے ہیں

الغرض محرم کی تکلفات جیسی کہ حیدرآباد میں ہوتی ہیں کسی اقلیم میں نہیں ہوتیں۔ مرثیہ خوانی، سوزخوانی اور تعزیہ داری بھی حیدرآباد میں ایسی ہوتی ہے کہ سارے ہندوستان میں ویسی نہیں ہوتی۔ علی یاور خاں اقبال، حسینی یاور خاں حسینی، ضامن خاں، نوازش علی خاں شیدا وغیرہ حیدرآباد کے مرثیہ نگار اور مرثیہ خواں ہیں۔ ان کے علاوہ دہلی اور لکھنؤ سے حیدرآباد کے امراء کی طلب پر میرو نجو، میر داؤد، بکھن خاں دہلوی، مرزا عباس بیگ لکھنوی، میر تقی علی لکھنوی اور مرزا محمد علی بیگ لکھنوی ہر سال آتے ہیں اور یہاں کے مرثیہ خوانوں سے انکے مقابلے ہوتے ہیں۔ خود حضور پر نور اور ارسطو جاہ نے مرثیہ خوانی کے دنگل قائم کر رکھے تھے جو آج تک موجود ہیں۔

یہ مختصر حال تھا حیدرآباد کے محرم کا جو آج سے سوا سو سال پہلے ہوتا تھا مگر تقریباً یہی بات آج سے پچاس سال پہلے بھی تھی۔ میں نے بچپن میں بلکہ ہوش سنبھالنے کے بعد بھی یہ سب باتیں دیکھی ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ دیکھی ہیں۔ اس زمانہ میں رنگ نہ تھے بعد کو رنگوں کا اضافہ ہوگیا تھا جو لوگوں کو شاق تھے۔ محرم حیدرآباد میں بجائے ایام عزا کے ایام بہجت تھا۔ ہر قسم کی خوشی ہر طرح کی مسرت ہر ایک تماشہ ہر ایک کھیل محرم میں ہوتا تھا اور اس سے سب ہی لطف اٹھاتے تھے حقیقت یہ ہے کہ عیش و تمول نے غم و الم پر بھی لطف و مسرت کے پردے ڈال دیے تھے اور رونا بھی چاہتے تھے تو قہقہے نکلا کرتے۔ یہ ایک [illegible] چیز تھی حقیقی عزاداری حسین مفقود تھی اور محرم ایک قسم کا میلہ اور وہ بھی خوشی کا میلہ بن گیا تھا جس میں دنیا جہاں کی خرافات کی جاتی تھیں اور لطف یہ کہ مذہب کا نام لے کر کی جاتی تھیں۔ سنجیدہ لوگ ان تماشوں کو بری نظر سے دیکھتے تھے مگر کر کیا سکتے

ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم

کے مصداق تھے دیکھتے اور پیچ کھا کر رہ جاتے تھے۔ یہ سب خرافات سنہ ۱۹۱۱ء تک ہوتے رہے۔

سنہ ۱۹۱۱ء میں حضور بندگان عالی نواب میر عثمان علی خاں بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے تخت دکن کو معزز و ممتاز فرمایا تو ان خرافات کی طرف توجہ فرمائی اور آہستہ آہستہ ایک ایک چیز بعض کے روکتے محرم کو واقعی محرم بنا دیا اور ایام عزا حقیقی معنے میں عزاداری کے دن بن گئے۔ حضور نے ان تمام خرافات کو روک دیا اور ان تمام مضحکہ خیز باتوں کو یک قلم ممنوع قرار دیا اور [illegible] تمام بیہودگیاں جو محرم کے نام پر کی جاتی تھیں بالکل بند ہو گئیں۔ چند باتیں اب بھی رہ گئیں ہیں مگر وہ قابل اعتنا نہیں ہیں۔

ان بدعتوں اور حماقتوں کو روکنا ان کو ممنوع قرار دینا اور ان سے اہل ملک کو بچانا ایک مشکل کام تھا اور سیکڑوں سال کی بدعتوں کو اس طرح روکنا کہ عوام میں بددلی پیدا نہ ہو بڑا مشکل کام تھا مگر حضور نے نہایت دوراندیشی اور تدبر سے

ایک ایک چیز کو ختم فرمایا۔ پہلے شیرینی اور رنگ لگانے کی مخالفت ہوئی۔ پھر جدید طرز کی ایسٹا مگ ہوگئی۔ ایام عشرہ میں سبیلوں پر شربت کی دوکانیں بند کرائی جانے لگیں اس طرح ہر بدعت کو اس ڈھنگ سے روکا گیا کہ عوام پر کوئی برا اثر مرتب نہیں ہوا اور ان بیہودگیوں کا مکمل خاتمہ ہوگیا۔ یہ سوانحِ اعلحضرت کا آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے

اب بھی حضور اسی اصلاح اور درستی کی فکر میں لگے ہوئے ہیں چنانچہ حضور کی وجہ سے مجالس کا رنگ بالکل بدل گیا اور نہایت ہی تحقیقی مجلسیں پڑھی جانے لگیں۔ جناب مولوی علی نقی صاحب جیسے صاحب فکر و تحقیق ذاکرین کی مجلسیں حیدرآباد میں ہونے لگیں۔ خدا کرے یہ اہلیان دکن کے دماغ ان مجلسوں سے روشن ہوں اور وہ بھی فکر و تحقیق کی طرف مائل ہوں۔ آمین۔

برطانیہ کی امداد باہمی کی انجمنیں

از قلم مسٹر آرنسٹ ایکنس (؟)

برطانیہ میں امداد باہمی کی تحریک کی داغ بیل آج سے تقریباً دو سو سال قبل پڑی تھی۔ اس وقت اس ملک میں خردہ فروشی کی تک بھگ ایک ہزار انجمنیں ہیں جو امداد باہمی کے اصولوں پر کام کر رہی ہیں۔ ان کا مجموعی سرمایہ ۷م کروڑ پونڈ (۶۲۷ ، ۶ کروڑ روپے) ہے علاوہ ازیں ۱۶۰ سے زائد انجمنیں ایسی ہیں جو تھوک فروشوں اور اشیا بنانے والوں یا کاشتکاروں نے قائم کی ہوئی ہیں۔ ان کا مجموعی سرمایہ ۱۸ کروڑ پونڈ (۲۴۰ کروڑ روپے) سے اوپر ہے۔

برطانوی پارلیمنٹ میں ایک نیا بل پیش کیا جا رہا ہے جس کا مقصد امداد باہمی کی انجمنوں کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ موجودہ حالات میں زیادہ موثر طریقے سے کام کر سکیں۔ یہ بل پارلیمنٹ کی کوآپریٹو پارٹی کے رکن مسٹر جون ریکن کی کوششوں کا نتیجہ ہے (یہ پارٹی لیبر پارٹی سے الگ ہے لیکن دونوں کے درمیان گہرے تعلقات ہیں)۔ بل کو قدامت پسند پارٹی کی پرزور حمایت اور حکومت کی تائید حاصل ہے۔ شک نہیں کہ بل جلد قانون کی شکل اختیار کر لے گا۔

۱۸۴۴ء کی بات ہے کہ ڈول ویج اور چیتیم میں کودی کے مزدوروں نے کارخانہ داروں کی اجارہ داری کو ختم کرنے اور مصارف زندگی میں کمی کرنے کے لئے غلہ پیسنے کی چکیاں امداد باہمی کے اصولوں پر لگائی تھیں ان کو دیکھتے ہوئے دیگر لوگوں نے بھی اپنی اپنی انجمنیں قائم کر لیں۔ ان انجمنوں میں برمنگھم کے درزیوں کی ایک انجمن، نابیناؤں کی انجمنیں، چھاپہ خانوں میں کام کرنے والوں اور خردہ فروشوں کی انجمنیں بھی شامل تھیں۔

برطانیہ میں زرعی امداد باہمی کی انجمنوں کی ترقی کی رفتار شروع میں سست تھی۔ لیکن اب صورت حال بالکل بدل چکی ہے۔ بیڈ فورڈ میں امداد باہمی کے اصول پر ایک باغ ہے جس میں سیب کے دس لاکھ درخت ہیں۔ وہ برطانیہ بلکہ یورپ اور دنیا کے سب سے بڑے باغوں میں شمار ہوتا ہے۔ امداد باہمی کی انجمنوں کو زیادہ سرمایہ کی ضرورت ہے۔ ان کی یہ ضرورت اب تسلیم کر لی گئی ہے۔ نئے بل کے مطابق امداد باہمی کا ممبر کسی کاروبار میں ایک ہزار پونڈ (۱۳۳۳۴ روپے) تک سرمایہ لگا سکے گا۔ اب تک یہ حد ۵۰۰ پونڈ تھی۔ حد مقرر کرنے کا مقصد یہ تھا اور ہے کہ کوئی ممبر امداد باہمی کی انجمن پر اپنے سرمایہ کی وجہ سے اپنا تسلط نہ قائم کر سکے اور اسے منافع خوری کا ذریعہ نہ بنائے۔ حد بڑھانے کی ایک وجہ روپیہ کی قیمت کی تبدیلی بھی ہے لیکن سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انجمنوں کو کاروبار کے لئے زیادہ سرمایہ چاہیئے۔ ۳۱ مارچ ۱۹۵۹ء کو ختم ہونے والے سال میں زرعی انجمنوں نے ۱۳۵,۰۰۰,۰۰۰ پونڈ (۱۸۰ کروڑ روپے) کا کاروبار کیا تھا۔ اندازہ ہے کہ زرعی کاروبار کے تمام شعبوں میں توسیع ہو رہی ہے۔

مجوزہ قانون کے تحت امداد باہمی کی انجمنوں کو کئی اور سہولتیں بھی دی جا رہی ہیں۔

سید الشہداءؑ

اگر خواہی فروغِ دین و ایمان
بیا در مجلس شاہِ شہیدان

از غرۂ محرم الحرام تا دہم محرم الحرام سنہ یک ہزار و سہ صد و ہشتاد و یک ہجری عصمت
نہ شب مجلس عزای خامس آل عبا علیہ التحیۃ و الثنا برپا آیت اللہ آقای سید
علی رضا ریحان مدظلہ مصائب سید الشہداء بیان خواہند فرمود از جمیع برادران
ایمانی متمنی است کہ از شرکت مجلس و سینہ زنی انجمن را
ممنون و صدیقہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا را از خود خوشنود فرمایند

الداعیان

انجمن اتحاد ایرانیان دکن

مقام :- دربار حسینی حویلی قدیم

غزل

بر طرح مصرعِ بزم سعدیؒ "اول از میخانه بودی آخر از میخانه باش"

از سید صمصام شیرازی

همنشین! هر دم بعشقِ لافتیٰ دیوانه باش
در جهان بیگانه باش و از همه فرزانه باش

خانهٔ دل را منور کن بذکرِ اہلبیتؑ
واله و شیدائے مولا صورتِ پروانہ باش

خاک گشتن در رہِ مولا کمالِ زندگیست
گر سعادت ره دهد خاکِ درِ جانانه باش

ہمچو مقدادؓ و ابوذرؓ میثمؓ و سلمانِ پاکؓ
پاک زی بی باک زی شیرانه مردانه باش

جز خداوند تعالیٰ در جہان از کس مترس
از برائے اعلائی حق بی خوف و بی باکانه باش

نوش کن باده بنامِ خاتمِ پیغمبرانؐ
وز مئی خمِ غدیری سرخوش و مستانه باش

نام و عزت گر بخواهی صورتِ صمصامِ ما
پاسدار و خیرخواهِ مسندِ شاهانه باش

گلشن اطفال



سیّد الشہداء

از سیدہ طاہرہ بیگم۔!

بچو! تم نے محسوس کیا ہوگا کہ محرم کا مہینہ آتے ہی انسانی فطرت ملول ہو جاتی ہے۔ مناظر قدرت سے غم اور اداسی ٹپکنے لگتی ہے۔ محرم کا چاند، کا ہیولہ کا ہیولہ برآمد ہوتا ہے۔ شفق ایسی معلوم ہوتی ہے، جیسے شہیدوں کا خون میں ڈوبا ہوا پیراہن۔ جب ہوا سرسراتی ہے تو سسکیاں بھرنے کی آواز آتی ہے۔ طائر نوحہ و بُکا کرتے ہیں۔ شبنم آنسو بہاتی ہے۔ اور جب کلیاں چٹکتی ہیں تو "یا حسینؑ" کی آواز آتی ہے۔

بچو! یہ سب سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا اثر ہے جو انسانی فطرت (آپ) بھی جس میں ملول ہو جایا کرتی ہے۔

ہمارے پیارے رسولؐ حضرت محمدؐ مصطفیٰؐ کے چہیتے نواسے علیؑ و فاطمہؑ کے نور نظر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اسی مہینے میں حق و صداقت کے لئے اپنا گلا کٹوایا۔ لیکن باطل کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں ؎

شاہ است حسینؑ، بادشاہ است حسینؑ | دین است حسینؑ، دین پناہ است حسینؑ
سر داد و نداد دست در دستِ یزید | حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

بچو! محرم کا چاند دیکھنے کے بعد ہر گھر میں علم مبارک ایستادہ کئے جاتے ہیں اور تعزیئے بٹھائے جاتے ہیں۔ یہ علم مبارک اور تعزیئے شہدائے کربلا کی یادگار ہیں۔ چونکہ علم مبارک کو امام حسین علیہ السلام سے نسبت دی جاتی ہے اس لئے علم مبارک کی تعظیم کی جاتی ہے۔

زرّین اقوال

صمصام شیرازی میں مدح و ثنا میں جو کچھ لکھتا ہے وہ اپنے ذاتی خیال یا عقیدت کی بنا پر ہوتا ہے دوسروں کا اس میں دخل دینا اس کی خوبی میں فرق لائے گا۔ (مسٹر کا جی آگاہ)

بچو! تم نے دیکھا ہوگا۔ مگر ہم نے سنا ہے کہ اعلیٰحضرت حضور نظام عزا خانہ زہراؑ میں علم مبارک کی زیارت کے بعد سر عقیدت خم کرتے ہیں۔ اس والہانہ عمل کو سجدۂ تعظیمی کہا جاتا ہے۔

بچو! امام حسین علیہ السلام کی ماتم داری اور قیام عزا کے سلسلہ میں اعلیٰحضرت حضور نظام کے انہماک اور استغراق کو دیکھ کر لوگ اعلیٰحضرت حضور نظام کو "حسینی بادشاہ" کے نام سے بھی پکارتے ہیں۔

بچو! حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰحضرت حضور نظام قیام عزا داری حسینؑ کیلئے دکن میں جو کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں وہ روئے زمین کے کسی بادشاہ سے ممکن نہ ہوسکے۔ اعلیٰحضرت حضور نظام نے حیدرآباد کے تمام قدیم اور تاریخی عاشور خانوں کو محکمۂ مبارک کی نگرانی میں لے لیا ہے تاکہ مراسم عزاداری بغیر کسی رکاوٹ کے ہر سال انجام پاتے رہیں۔ ان عاشور خانوں کے مجاوروں اور خدمتیوں کو ٹرسٹ سے تنخواہیں مقرر فرمائیں۔ عاشور خانوں کے فرش اور مصارف عود و گل کے لئے ہر سال ہزاروں روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ عزا خانہ زہراؑ اور بڑی دیوڑھی مبارک میں ہر سال اعلیٰحضرت حضور نظام کی جانب سے مجالس عزا برپا ہوا کرتے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کو دیکھ کر لوگ اعلیٰحضرت حضور نظام کو "حسینی بادشاہ" کہنے پر مجبور رہیں۔

بچو! امام حسین علیہ السلام صرف مسلمانوں ہی کے پیارے نہیں ہیں۔ بلکہ آپ کی حق و صداقت کی وجہ سے ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگ آپ کی تعظیم کرتے ہیں اعلیٰحضرت حضور نظام فرماتے ہیں۔

حسینؑ آنست اے عثماں کہ دستِ حق پرست او
بہ دستِ ہر کہ بینم بغرق ہر ولی بینم

علم مبارک کی عظمت

جناب نواب میر ریاست علی خاں صاحب عرف نواب نصیب یار الدولہ مرحوم

ورق کائنات اور تاریخ عالم کے ہر دور میں علم کا وجود پایا جاتا ہے اور علم کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ وہ ہر ایک قوم اور ملک کے لئے ایک امتیازی علامت ہے جو اس کی عزت و توقیر کا نشان سمجھا جاتا ہے اسی نشان سے قومیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں ممیز و ممتاز ہوتی ہیں اور اسکو آپس کی نبرد آزمائی کے موقعہ پر قومی نشان کے طور پر بلند کیا جاتا ہے۔ اور جنگ و جدال کے آغاز پر فریقین اپنے فوجی سرداروں کو علمبردار لشکر بنا کر صفیں آراستہ کرتے ہیں۔

دنیا میں اولاد آدم نے سب سے پہلے علم کی ایجاد اس وقت کی کہ جب جناب آدمؑ کے دو فرزند آپس میں متحارب ہوئے اور وہ جناب شیثؑ اور ان کا بدنہاد بھائی قابیل ہے جس نے اپنے نیک نفس بھائی جناب ہابیل کو پتھر سے ہلاک کر دیا تھا۔ اپنے ایک مظلوم بھائی کے اس بیدردی سے شہید ہو جانے پر دوسرے ظالم بھائی سے اس خون ناحق کا بدلہ اور انتقام لینے کے لئے جناب شیثؑ ابن آدمؑ نے صف آرائی کی اور ان کے مقابلہ کے لئے قابیل بھی صف آرا ہوا اس طرح حق و باطل کے درمیان یہ پہلی جنگ تھی۔ زمانہ کی رفتار کے ساتھ قومیں بنتی اور بگڑتی گئیں۔ لیکن دنیا کے ہر دور میں قومی علم کو وہی اہمیت حاصل رہی جیساکہ ابتداء میں تھی پیغمبر اکرم ختمی مرتبت نے بھی اپنی مدافعانہ لڑائیوں میں علم کا استعمال جاری اور اس کو قائم رکھا ہر غزوہ میں رایت اسلام جو صرف آنحضرت کے لئے ہی مخصوص تھا اپنے برادر عالی مرتبت جناب حیدر صفدر کے سپرد فرمایا اور لشکر اسلام کی سرداری تفویض فرمائی۔

علم کی عظمت اور وقار کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ جب جنگ خیبر میں جو سنہ ۷ھ میں واقع ہوئی پیغمبر خدا نے یہود کے مقابلہ میں مدافعانہ صف آرائی فرمائی اور مختلف افراد کو ان کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا لیکن ہر مرتبہ لشکر اسلام کو ناکامی کا سامنا ہوا تو اس وقت سرور دو عالم نے فرمایا "لاعطین الرایۃ غداً رجلاً کرار غیر فرار یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ لن یرجع حتی یفتح اللہ علی یدیہ"۔ کل اس کو علم دونگا جو کرار ہوگا غیر فرار ہوگا خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہوگا اور خدا و رسول اس کو دوست رکھتے ہوں گے۔ اس کے بعد شام علم مبارک کو اپنے دست مقدس سے آراستہ فرمایا۔ اور اس علم کو تمام رات اس خیمہ میں استادہ کیا جو پیغمبر کونین کی عبادت کیلئے مختص کیا گیا تھا رسول اکرمؐ کے اس عمل سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ علم کی کیا قدر و منزلت ہے۔ اس روز سرور عالم نے اس علم مبارک کو صبح ہی جناب حیدر کرار کے سپرد فرمایا اس کے بعد جناب امیر المومنین نے قلعہ قموص کو فتح فرمایا اور مظفر و منصور واپس ہوتے رایت اسلام کو اختتام جہاد پر بفضلہ تعالیٰ کامیابی اور فتحیابی کے ساتھ لوٹایا۔

اکثر ناواقف لوگوں کا یہ خیال ہے کہ علم کی جو عزت و

...ہے اور عشرہ محرم میں علم استادہ کئے جاتے ہیں وہ دراصل ان واقعات کربلا کی نشانی ہے جو بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام پر یزیدیوں نے سرہائے شہداء کو نیزوں پر بلند کیا تھا۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے اور ایسا خیال صریحاً غلط ہے۔ علم کی اہمیت اور عظمت صرف وہی ہے جیسا کہ ابتداء میں بیان کیا گیا۔ یزیدیوں نے رایت اسلام کی بے حرمتی کرنا چاہا اور اس کو نیچے گرا دینے کی کوشش بھی کی علمبردار لشکر حسینی جناب ابو الفضل العباس علیہ السلام کو شہید کیا۔ لیکن اب اس علم کو سربلند رکھنے کے لئے واقعات شہادت کے بیان اور عزاداری کے ساتھ ہر سال عالم اسلامی نے استادہ کرنا شروع کیا کہ اگر مخالفین حق نے ایک علم کو سرنگوں کرنا چاہا تو ہم ہزاروں لاکھوں علم بلند کریں گے۔ جیسا کہ ابرہہ بادشاہ حبش نے ایک کعبۃ اللہ کو گرا دینے کی کوشش کی تھی اگرچہ کہ وہ اس ارادہ میں ناکام ہی رہا لیکن عالم اسلام نے ہزاروں مسجدیں تعمیر کیں اور خدا کے نام کو دنیا میں قائم اور باقی رکھنے کی سعی و کوشش جاری رکھا جس طرح ممتاز مقام عبادت بیت اللہ شعائر اللہ ہے اور اس کی عظمت و تعظیم لازمی ہے اسی طرح اس کی نقل اور نمونہ پر بنائی ہوئی ہر مسجد کے ادب و احترام کو باقی رکھنا ضروری ہے بموجب ارشاد رب العزت ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔ اسی طرح رزم گاہ کربلا سے واپس آیا ہوا علم اور اس کی مشابہت میں جو علم بنائے گئے ہوں ان کی بھی تعظیم و توقیر لازمی ہے جبکہ اس پنجۂ علم پر اسمائے الٰہی آیات قرآنی اور محمد و آل محمدؐ کے اسمائے مبارک تحریر ہوں جو اگرچہ کہ تانبے پیتل کا ہو لیکن نسبت خدا و رسول کے تعلق سے بالکل ہونا ضروری ہے۔ جس طرح کلام مجید کی کتابت سے پہلے ایک سادہ کاغذ کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوتی لیکن طباعت قرآن حکیم کے بعد اس کا ایک ایک ٹکڑا بھی سر اور آنکھوں پر رکھنے کے قابل ہو جاتا ہے ایسا ہی اس علم مبارک کی عظمت بھی اسی لئے ہے کہ وہ شعائر اللہ اور رایت حق نمائی ہے۔ اور ہمیشہ مخالفین و معاندین کے مقابلہ میں اظہار حق کے لئے بلند کیا گیا ہے۔

لیکن وہ ۶۱ھ میں میدان کربلا میں دشمنان حق کے ہاتھوں سرنگوں ہو رہا تھا۔ ملت اسلامی نے عموماً اور عزاداران حسینی نے خصوصاً اس کو سربلند رکھا جس کو تیرہ صدیاں گزر گئیں اور اسی کی تاسی میں ہزاروں، لاکھوں علم تیار و استادہ کئے۔

عوام سے زیادہ صاحبان ثروت و اقتدار نے اس اہم اور مذہبی فریضہ کو ادا کیا۔ مغل سلاطین کے مورث اعلیٰ تیمور لنگ نے کربلائے معلیٰ سے واپسی میں ایک ایسا متبرک علم مبارک لایا جو خاک شفا کا بنا ہوا تھا۔ اور خود تیمور کا بیان ہے کہ میں نے اس علم مبارک میں واقعات کربلا کا مشاہدہ کیا تھا اور اسی خاندان مغلیہ کے چشم و چراغ حق و صداقت پسند تاجدار بہادر شاہ دوم نے عقیدتمندی اہلبیت اور شعائر اللہ کی عظمت و توقیر کے ثبوت میں ایک جوڑ علم مبارک تیار کروائے اور لکھنؤ میں بارگاہ حضرت عباس علیہ السلام میں چڑھانے کے لئے روانہ کئے۔ یہ علم مبارک چڑھانے کی رسم لکھنؤ میں بڑی شان سے منائی گئی تھی۔ سلطنت

خدا داد (میسور) کے شجاع و نیک باطن فرمانروا مقتول سلطان فتح علی خان (ٹیپو) نے جہاں اور کئی علم تیار کروائے انہی میں ایک جوڑ طلا احمر اور یاقوت سے مرصع علم مبارک بنوائے تھے۔ جو متوسط ساخت کے اور وزنی ہونے کے ساتھ سلطنت میسور کی صنعت کاری کے عمدہ نمونے تھے۔ سلطنت دکن کے مشہور آصفجاہی امیر نواب ظفر الدولہ (دہون) نے بھی یہ سعادت عظمیٰ حاصل کی تھی۔ اور ایک جوڑ علم مبارک طلائی اور مرصع بنوائے جن میں جڑاؤ کے طور پر صرف ہیرے استعمال کئے گئے تھے۔ ادھر سلطنت قطب شاہی نے بھی اپنی عقیدتمندی کے اظہار میں دکھنی ایرانی اور عراقی وضع میں علم مبارک کے نمونے اپنی بنوائی ہوئی مسجدوں کے رواقوں اور اپنے مقبروں کی اندرونی کمانوں پر منبت کروائے ہیں مثال کے طور پر مسجد میاں مشک واقع زیر پل قدیم کے صدر دروازہ کی کمان میں محرابی وضع میں سنگ موسیٰ کے معرفاکتبہ پر آیات قرآنی کے ساتھ علم مبارک کے دو پنجہ نما نمونے منبت ہیں۔ جن کے پنجوں پر ذوالفقار کو بھی تراشا گیا ہے جو دکھنی صناعی سنگ تراشی منبت کاری کے انوکھے نمونے ہیں۔ اور اتنے خوش وضع صاف اور لطافت تراشے گئے ہیں۔ کہ ان کی مثال شاید ہی کسی اور جگہ مل سکے گی۔

حضرت محترمہ علیا مادر دکن کی متبرک و مقدس یادگار اور حضور آصفجاہ سابع کی مودت اہلبیتؑ کا نورانی مرقع عزاخانہ زہراؑ کے طلاکار عالی شان محراب خضرا میں جو علم مبارک استادہ ہیں وہ سیم و زر کی منبت و میناکاری صناعی کا اعلا نمونہ ہیں۔ موجودہ دور اور اس کے قبل کی ایک صدی سے زیادہ عرصہ میں جنوبی ہند کے علاقہ میں اتنے بیش بہا شاندار اور خوش وضع علم مبارک نہیں بنائے گئے۔ اس محراب مقدس سے سیاہ ابریشمی پردہ کو جب ہٹا دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی حاضرین مجلس عزا کو جب ان علم مبارک کی زیارت کی سعادت نصیب ہوتی ہے تو مومنین کے نعرۂ صلوٰۃ سے سارا عزاخانہ گونج جاتا ہے۔ اور حاضرین کی نظریں ان پر تنویر علم ہائے اقدس پر جمی رہتی ہیں۔ جو اس بارونق اور سر بفلک عزاخانہ میں ضیاء بار ہیں۔

افسوس کہ ائمہ اطہارؑ کے مشاہد مقدسہ کو زمانے کی مخالفت اور ناسازگاری نے ایک جگہ بھی ہونے دیا۔ آل رسولؐ مختار کے مزارات پرانوار حجاز، عراق، شام اور ایران میں متفرق و منتشر ہیں۔ لیکن حضور آصفجاہ سابعؑ نے اپنی روضہ ہائے اقدس کی شبیہ بنا کر شاہی محلات کے وسیع احاطہ میں ایک ہی مقام پر آئمہ معصومین کی نسبت سے ایک ایک عاشورخانہ تیار فرمایا اور اس میں علم مبارک استادہ فرمائے۔ دنیا کے کسی بھی حصہ میں ایسی نظیر نہیں ملے گی جیسا کہ ان تمام عاشورخانوں میں بیش بہا لاجواب اور خوش وضع علم مبارک نہایت آراستگی عقیدت و احترام سے استادہ ہوتے ہیں۔ اور یہ وہ سعادت عظیم ہے جو اس طریقہ سے کبھی کسی رئیس اور عقیدتمند کو میسر نہ ہو سکی۔ دنیا میں جتنے بھی عاشورخانے اور امام باڑے بنائے گئے وہ صرف ایک ہی عمارت ہوتی تھی۔ اگرچہ کہ وہ کتنی ہی عالی شان کیوں نہ ہو۔ لیکن کسی کو ایسا خیال کبھی بھی نہ آیا ہوگا کہ اگر ان تمام مشاہد متبرکہ کو نیرنگی دنیا نے ایک جگہ ہونے نہ دیا تو ان انوار مقدسہ کی ضریحیں اور روضہ ہائے مقدس کی مناسبت

مخصوص حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام

۹ر محرم ۱۳۸۱ھ م ۲۲ر جون ۱۹۶۱ء روز پنجشنبہ بمقام منڈی میر عالم اسپانی گلی میں بمکان جناب مولوی میر مومن علی صاحب تعلقدار مرحوم ۱۱ بجے دن کے مجلس عزا ہوگی۔ علم مبارک اٹھے گا اور سینہ زنی ہوگی۔ جناب مہدی عابدی صاحب واقعات شہادت علمدار حسینی بیان فرمائیں گے۔ بعد ختم مجلس جناب آغا ڈی محمد جعفر صاحب کربلائی زیارت حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام پڑھائیں گے۔
لاوڈ اسپیکر کا انتظام ہے۔ محبان اہلبیت علیہم السلام سے درخواست کی جاتی ہے کہ شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

این حسین کیست کہ عالم ہمہ دیوانہ اوست
این چہ شمعیست کہ جانہا ہمہ پروانہ اوست

مجالسِ سالانہ

۶ر محرم الحرام سے ۱۰ر محرم الحرام تک شام کے ۶ بجے "سلطان منزل" گلباغ ہنومان ٹیکری حیدرآباد میں مجالس عزائے سالانہ مقرر ہیں
امید کہ آپ اپنے دوست احباب کے ساتھ شریک مجلس ہوکر خود کو شاد اور کمترین کو ممنون فرمائیں گے اجرکم علی الحسین

المکلف علی آقا کاشانی

نیا مرثیہ!

۱۲ر محرم الحرام سنہ ۱۳۸۱ھ روز دوشنبہ بوقت ۵ ساعت عصر جناب نواب کاظم جنگ بہادر سے "شوکت منزل بیرون یاقوت پورہ حیدرآباد میں نیا مرثیہ سماعت فرمایئے۔
شرکت کی عام اجازت ہے۔

تبدیل مقام

نواب محمد افضل علی خاں بہادر (نورالاعلیٰ) "بدخشان" سوماجی گوڑہ سے (۵۰۲-۲-۸) روڈ نمبر ۷ جوبلی ہل پر منتقل ہوگئے ہیں۔
لہذا اصل غرض حضرات تبدیل شدہ مکان پر موصوف سے ملاقات کرسکتے ہیں۔

رُوحانی ریڈیو

ناشر :- مجذوب حیدر آبادی

یہ عنوان حضرت مجذوب حیدر آبادی کی ملکیت ہے ان کے روحانی مکاشفات کے متعلق ہم کوئی رائے ظاہر کرنے کی جرات نہیں کر سکتے ناظرین چاہیں یا وہ خود۔ روحانی نشریات میں نام، مقامات اور واقعات فرضی ہوا کرتے ہیں اگر اتفاقاً مماثلت ہو جائے تو کسی اسم خاص کا قیاس نہ فرمایا جائے (ایڈیٹر)

ایکجز اور لوری میڈیم پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں ابھی آپ ہمارے روحانی قوال سے غزل سن رہے تھے جس کا ایک شعر تھا ؎

الیکشن سے پہلے تو وہ موم تھے
اب آہن بنے ہیں الیکشن کے بعد

اب جناب تلخ گو حیدر آبادی تقریر فرمائینگے

آپکی تقریر ملامت ضمیر کا عنوان ہے :-

"دفاتر معتمدین"

جناب تلخ گو حیدر آبادی :-

سامعین باتمکین! یہ تو آپ نے سنا ہی ہوگا کہ ہماری مہربان حکومت، عرف مسٹر اینڈ کو چند نا قابل اظہار مصلحتوں کی بنا پر بیگم پیٹ جیسے دور افتادہ مقام کو آباد کرنا چاہتی ہے اور ضمناً یہاں دفاتر معتمدین کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے۔ بیک کرشمہ دو کار۔ یعنی بیگم پیٹ کو آباد کرنے کا مقصد پورا ہو جائے گا اور ہاتھوں ہاتھ دفاتر معتمدین بھی بن جائیں گے۔ اگر بیگم پیٹ کو آباد کرنا اساسی اور اولین مقصد نہ ہوتا تو ہمارے وزیر بے تدبیر بیگم پیٹ ہی میں دفاتر معتمدین کی تعمیر پر بالکل ہٹ اور تریا ہٹ کی قسم کا اصرار نہ کرتے۔

اس سلسلہ میں بعض حلقوں کا قیاس ہے کہ بیگم پیٹ میں کسی وزیر صاحب کے تایا زاد سالے کے ماموں زاد خالو کے مادر حلو بھائی کی افتادہ زمین ہے تعمیر دفاتر معتمدین کے سلسلہ میں حکومت پلاٹینم یا کم از کم سونے کے مول وہ زمین خرید لے گی۔ اس طرح عالیجناب تایا زاد سالے کے ماموں زاد خالو کے مادر حلو بھائی کو کچھ فائدہ ہو جائے گا لیکن میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کیونکہ کسی وزیر کے تایا زاد سالے کے ماموں زاد خالو کے مادر حلو بھائی آخر وزیر کے رشتہ دار ہوتے ہیں مثل مشہور ہے کہ

قاضی کے گھر کے چوہے بھی سیانے۔ وہ بھلا اس زمانہ میں نقد رقم اور سونے کی بجائے افتادہ زمین کیوں رکھنے چلے۔ پس معلوم ہوا ہے کہ یہ افواہ محض مخالف جماعت کے پروپگنڈہ کے سوا اور کچھ نہیں

اس سے قطع نظر بعض حلقوں کا خیال ہے کہ دفاترِ معتمدین کے لئے انتخاب کردہ زمین نہیں بلکہ اس زمین کے قرب و جوار میں کسی وزیر صاحب کے برادرِ نسبتی کے ہم زلف کے سمدھی کے پلاٹس ہیں وہاں دفاترِ معتمدین اگر بن جائیں تو برادرِ نسبتی کے ہم زلف کے سمدھی صاحب کے پلاٹس کی قیمت بڑھ جائے گی اور وہ وہاں مکانات اور بلڈنگیات وغیرہ تعمیر کرکے گورنمنٹ کو اور دوسرے خواہشمندوں کو کرایہ پر دیں گے۔ اس طرح بیچاروں کو اس گرانی کے زمانہ میں کچھ مالی فائدہ ہو جائے گا۔ لیکن مجھے اس دوسرے بیان میں بھی سب بے بنیاد پروپگنڈہ پوشیدہ معلوم ہوتا ہے تو وہ کبھی کے گاندھی بھون تعمیر کرنے یا گورنمنٹ اسکول آف میوزک اینڈ ڈانس کی تعمیر کے لئے خرید لیا جاتا اور دفاترِ معتمدین کی تعمیر کی تحریک تک وہ قطعہ بیکار نہ پڑا رہتا۔

بہرحال ہمارے وزراء یہ عزم بالجزم اور قصد غیر متزلزل کر چکے ہیں کہ چاہے زلزلہ آئے یا طوفان، وہ بیگم پیٹ ہی میں دفاترِ معتمدین تعمیر کرکے رہیں گے۔ اگرچہ کہ ہر گوشہ سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ دفاترِ معتمدین کی عمارت آبادی سے دُور جنگل میں نہیں بلکہ آبادی میں تعمیر کی جائے لیکن حکومت تمام مخالفت کے باوجود جنگل ہی میں مجوزہ عمارت بنانا چاہتی

ہے تاکہ جنگل میں منگل منایا جا سکے۔ دروغ برگردنِ راوی بیان کیا جاتا ہے کہ اس عمارت کی تعمیر کا ٹھیکہ ان جیسے ٹھیکہ داروں کو دیا جائیگا جنہوں نے شہرہ آفاق گلزار حوض کی تعمیر کی تھی۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو معتمدی کے تمام ملازمین کو اپنی اپنی جانوں کا بیمہ فوراً سے پیشتر کرا لیا جانا ضروری ہے اور ہر برسات میں بیویوں سے دودھ! معاف کیجئے! ماں سے دودھ اور بیوی سے مہر معاف کروا کر نئی عمارت میں داخل ہونا چاہیے کیونکہ گلزار حوض کے ٹھیکہ داروں کا فنِ تعمیر ہی اس قسم کا ہے۔ یہ ماہرِ فن ٹھیکہ دار تین منزلہ اور چار منزلہ عمارت بنائیں تو پہلی برسات میں اگر نہیں تو دوسری برسات میں فرود عمارت کا چھت اڑاڑا دھم ہو جائے گا اس لئے ملازمین دفاترِ معتمدین کو چاہیے کہ وہ اپنی جانوں کا لازمی اور اختیاری بیمہ کرا لیں تاکہ مستند رہے اور عمارت کا چھت بیٹھ جانے کی صورت میں ورثاء کو بیمہ کی رقم مل سکے

سامعین! دورانِ تقریر میں، میں کہاں سے کہاں نکل آیا ابھی عمارت بنی ہی نہیں اور میں نے ابھی اس کے انہدام کی گفتگو شروع کر دی۔ موجودہ صورتحال کو ملحوظ رکھتے ہوئے پہلے تو یہ اندازہ لگانا ہے کہ مجوزہ عمارت تعمیر بھی ہوگی یا نہیں؟ کیونکہ پہلے ہی مرحلہ پر یعنی زمین کے انتخاب پر جب یہ اختلافات رونما ہو گئے ہیں تو آئندہ اس بیل کا منڈوے چڑھنا معلوم۔ کوئی کہتا ہے یہ عمارت نمائش گراونڈ پر بنائی جائے۔ کوئی کہتا ہے سیتا پھل منڈی میں۔

کوئی کہتا ہے موجودہ عمارتوں کو توسیع دی جائے حکومت چاہتی ہے کہ بیگم پیٹ میں تعمیر کرے غرض جتنے منہ اتنی باتیں ۔ ! اس کثرتِ تعبیر سے عجب نہیں کہ دفاترِ معتمدین کی تعمیر کا خواب بھی پریشان ہو جائے جیسا کہ کسی ایرانی شاعر نے کہا ہے

شد پریشان خوابِ من از کثرتِ تعبیرہا

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب صورت حال یہ ہے تو پھر عمارت معتمدین کی تعمیر ایسی کیا ضروری ہے ؟ اس عمارت کے بغیر کونسا کام رکا ہوا ہے ۔ کیا مرغ بانگ نہ دے تو صبح نہیں ہوتی ۔ کیا بغیر نئی عمارت کے معتمدین کا کام نہ چل سکے گا ؟ ہمارے معتمدین تو اپنے اپنے گھروں میں سرکاری امثلہ دیکھنے کے عادی ہیں ۔ لہذا معتمدین کے لئے علحدہ دفاتر کی ایسی کیا خاص ضرورت ہے ! ؟ ۔ ہر معتمد کے دولت خانہ پر سرکاری امثلہ روانہ کر دیئے جا سکتے ہیں ۔ معتمد صاحب پلنگ پر لیٹے لیٹے امثلہ پر تجاویز کر کے لوٹا دیا کریں گے ۔ اس طرح معتمدین کے اجلاس کے لئے علحدہ علحدہ عمارتوں کی ضرورت نہیں ! اب رہا چپراسیوں کے بیٹھنے کے لئے کوئی مقام ! چونکہ اکثر و بیشتر چپراسی ، معتمدین اور مددگار معتمدین کے بنگلوں پر متعین رہتے ہیں ۔ اسلئے چپراسیوں کے لئے بھی کسی علحدہ عمارت کی ضرورت نہیں ! ۔

اب رہا اہلکاروں اور ٹائپسٹوں وغیرہ کے لئے کوئی نشست ! دفاترِ معتمدین کے اکثر اہلکار اور ٹائپسٹ عموماً اپنا بہت سارا وقت کینٹین اور ہوٹلوں میں گزارتے ہیں اسلئے ہوٹلوں میں اہلکاروں کے لئے سکشن بنا دیئے جائیں تو اہلکاروں کی نشست کا مسئلہ بھی خود بخود حل ہو جاتا ہے ۔ ان حقائق پر نظر کرتے ہوئے دفاترِ معتمدین کے لئے جدید عمارت یا موجودہ عمارت میں توسیع کی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔ اگر بیگم پیٹ کو آباد کرنا یا چیتے گتہ داروں کو فائدہ پہنچانا ہے تو دوسری بات ہے ورنہ موجودہ حالات میں معتمدین کیلئے جدید دفاتر کی کوئی ضرورت نہیں ! جسطرح آج تک کام چلتا آیا ہے اسی طرح چلتا ہی رہے گا

دفاترِ معتمدین کے لئے جو رقم منظور کی گئی ہے اس رقم سے اگر بے گھر لوگوں کے لئے سستے کرایہ کے مکانات تعمیر کر دیئے جائیں تو قلتِ امکنہ کا مسئلہ بھی حل ہو جائیگا جو دفاترِ معتمدین سے کہیں زیادہ توجہ کا مستحق ہے ۔ آج لاکھوں انسان خس پوش جھونپڑوں اور فٹ پاتھ پر اپنی زندگی کے دن گزار رہے ہیں ان کیلئے اگر مکانات بن جائیں تو یہ امر حکومت کی نیکنامی کا سبب ہوگا ۔ فی الوقت دفاترِ معتمدین کی اتنی شدید ضرورت نہیں ہے جتنی کہ بے گھر افراد کیلئے سر چھپانے کے آسرے کی ضرورت ہے معتمدین کے لئے دفاتر دس برس کے بعد بھی تعمیر کئے جا سکتے ہیں اسوقت آندھرا پردیش کے لاکھوں عوام کو دفاترِ معتمدین کی ضرورت نہیں بلکہ رہنے کے لئے مکانوں کی ضرورت ہے سستے کرایہ کے مکانات سے ایکطرف حکومت کو معقول آمدنی ہوگی دوسری طرف غریبوں کے رہنے کیلئے مکانات فراہم ہو جائیں گے ۔ سچ پوچھا جائے تو ہمارے کانگریسی وزراء غلط طور پر عمارتوں کی تعمیر کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں ۔ آج گاندھی بھون ، میوزک اینڈ ڈانس اسکول یا بڑے بڑے دفاتر کی تعمیر کی ضرورت نہیں آج تو عوام کے دلوں کی تعمیر کی شدید ضرورت ہے ۔ بجائے عمارتوں کے عوام کے قلوب کی تعمیر کرنا آج وقت کا سب سے بڑا مسئلہ ہے ۔

اینکر اور ریڈیو پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں ابھی آپ جناب بینجر تیلی کو صاحب حیدرآبادی کی تقریر سن رہے تھے اب ہمارے نشریات کا وقت ختم ہو چکا ہے ہمیں آئندہ ہفتہ تک کے لئے اجازت دیجئے ۔ جے ہند ۔

آقای اسد اللہ رشتی نجفی کے قرضہ کی ادائی

جیف سکریٹری صاحب حکومت مہاراشٹر نے اسنے ۲۳ر جنوری ۱۹۶۱ء کو ایران کے آنریبل قونصل جنرل متعینہ بمبئی کو اطلاع دی ہے کہ آقای سید اسد اللہ رشتی نجفی کو نواب محمد ذکی علی خان صاحب گلشادکے قرضہ کی بابتہ مبلغ ۸۹۳۴۱۲ روپیہ ۶۳ نئے پیسے حکومت آندھرا پردیش نے بموجب تصفیہ عدالت واجب الادا قرار دیا ہے اور حکومت اس کی جلد ادائی کی طرف متوجہ ہے۔ اس اطمینان دہانی کے باوجود آقای موصوف کو آج تک بھی ادائی نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ موصوف کو عدم ادائی کی شکایت ہے۔ ہمارے دفاتر میں کارروائی کا دوران تساہل و تعویق اہل غرض کے لئے پریشان کن حد تک پیدا ہو جاتا ہے جسکی وجہ محکمہ جات کی بڑی سبکی ہورہی ہے ایسے لوگوں کو تو گزشتہ زمانے میں دعاگوئی کے وظیفے جاری ہوتے تھے اور کئی طرح سے امداد دی جاتی تھی۔ مگر اب تو واجبی حقوق کی ادائی میں بھی دیری برتی جاتی ہے۔ جو دوسرے دیکھنے والوں کی نظروں میں بھی تکلیف دہ ہے۔

بزم سعدی کا انیسواں شاندار اجلاس

۱۱ر جون شام کے ۵ بجے اردو ہال واقع حمایت نگر میں بزم سعدی کا انیسواں شاندار اجلاس بصدارت ڈاکٹر قاضی سید کلیم اللہ صاحب سابق پروفیسر فارسی جامعہ عثمانیہ منعقد ہوا۔ محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ لکچرار آرٹس کالج عثمانیہ یونیورسٹی نے ایران کے ممتاز شاعر ملک الشعراء بہار مشہدی مرحوم پر ایک مبسوط مقالہ سنایا جس کو حاضرین بزم نے بہت پسند کیا۔ اس مشاعرہ کے لئے پاکستان سے پروفیسر شور علیگ جناب حسین کاظمی آقای ناجی نجفی پروفیسر سید احمد وحشی اور لندن سے جناب اکبر حیدرآبادی اور پونہ سے آقای سید یعقوب یوسفی کی غزلیں وصول ہوئی تھیں جو بزم میں پڑھی اور پسند کی گئیں۔ حیدرآباد کے شعراء میں علامہ طاہر مسلم، علامہ حیرت بدایونی، نواب لسین علی خان صاحب جناب برق موسوی صاحب، جناب قمر ساحری صاحب، محترمہ بانو طاہرہ سعید صاحبہ، جناب حیدر شمسی صاحب، جناب عبدالرحمان صاحب ذکائی، جناب شفیق سبزمیا صاحب، جناب شرر آستانی صاحب، جناب راشد نقوی صاحب اور آقای صمصام شیرازی نے اپنا کلام سنایا۔ جسکو حاضرین بزم نے بیحد پسند کیا۔ آخر میں صدر محترم نے بزبان فارسی اپنی صدارتی تقریر میں بزم سعدی کی کارگزاری کی تعریف کی اور اس کے بے لوث خدمات کو سراہا۔ جناب مولوی حبیب الرحمان صاحب معتمد انجمن ترقی اردو مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی سابق رجسٹرار بلدہ جناب تاج قریشی صاحب اور مولوی محی الدین صاحب قیس موظف مددگار مہتمم آبکاری بحیثیت مہمان خصوصی شریک بزم تھے۔ علاوہ بریں دیگر ذی علم حضرات بھی بھی شریک تھے۔

معتمد بزم جناب قمر ساحری کے شکریہ پر یہ ادبی محفل رات کے ۸ بجے ختم ہوئی۔

سیاست علم و ادب، اخبار و سیاست کا گلدستہ ہے اس کا مطالعہ آپ کو دوسرے جرائد کے مطالعہ سے بے نیاز کردے گا۔

فطرت کا دلدادہ امریکی شاعر۔ جیسی سٹوارٹ

جیسی سٹوارٹ امریکہ کے ایک ممتاز اور سرکردہ ادیب اور شاعر ہیں اور اپنے کوہستانی وطن کی نسبت سے "پہاڑی شاعر" کہلاتے ہیں۔ آپ کے ناول، افسانے، گیت اور نظمیں، امریکہ بھر میں مقبول ہیں اور آپ کو کئی انعامات سے سرفراز کیا گیا ہے۔

جیسی سٹوارٹ امریکہ کی ایک جنوبی ریاست کنٹکی کے پہاڑی علاقے میں ایک لمبی سی شہتیروں سے بنی ہوئی کوٹھری میں ۱۹۰۶ء کے موسم گرما میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ اس خوبصورت پہاڑی ضلع اور پہاڑی لوگوں کے شاعر کے طور پر مشہور رہے ہیں۔ اور امریکہ کے ممتاز علاقائی مصنفوں میں آپ بھی اپنا ایک مقام اور گوشہ رکھتے ہیں۔ دراز قد، مشفقانہ اور ملنسار مزاج کے یہ شاعر آج کل قاہرہ (مصر) میں امریکی یونیورسٹی میں پڑھا رہے ہیں۔ حال ہی میں آپ کو امریکی شاعروں کی اکاڈیمی کی طرف سے ۱۹۶۱ء کے ۵ ہزار ڈالر کے ایک سب سے بڑے امریکی ادبی انعام سے سرفراز کیا گیا ہے۔ آپ سے پہلے ای ای کمنگس، رابرٹ فراسٹ، ولیم کارلوس ولیمز اور لوئیس بوگان یہ انعام حاصل کر چکے ہیں۔ جیسی سٹوارٹ ایک معلم، شاعر، کسان، ناولسٹ اور افسانہ نویس ہیں۔ لیکن آپ زیادہ تر اپنے افسانوں اور ناولوں کی وجہ سے مشہور ہیں۔ آپ کا انداز بیان اور طرز تحریر سادہ اور براہ راست ہوتا ہے۔ اور آپ کی تمام تصانیف زندگی اور حسن کے لئے ناقابل تسخیر اشتہا اور اپنے وطنی پہاڑوں اور مناظر کے لئے گہری محبت کی مظہر ہیں۔

وہ دور دراز وادی جو آپ کے بچپن کی تھی انگریزی حرف ڈبلیو (W) کی شکل کی ہے۔ اور اسی لئے آج سے ڈیڑھ صدی پیشتر ابتدائی آبادکاروں نے اس کا نام ڈبلیو۔ ہالو" رکھا تھا۔ اب یہ ساری وادی آپ کی ملکیت ہے۔ اس گرین اپ ضلع کے رہنے والے اکثر لوگ برطانوی آباؤ اجداد کی اولاد ہیں۔ اور خود سٹوارٹ بھی سکاٹ اور انگریز ماں باپ کے بیٹے ہیں۔ امریکہ کے اکثر و بیشتر علاقے اور ریاستیں جہاں ترقی کرتی ہوئی بیسویں صدی کے دور میں آ پہنچیں وہاں اس الگ تھلگ پہاڑی علاقے کے باشندے انیسویں صدی کے دور ہی میں بستے تھے۔ انہیں نلوں کے پانی اور بجلی کا کوئی علم نہیں تھا۔ لیکن وہ ہوا کی طرح آزاد اور جفاکش تھے اور شدید محنت و مشقت اور اکثر اوقات لاقانونی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ چنانچہ سٹوارٹ کے بزرگ بھی صدیوں تک کھیتی باڑی کا کام کرتے رہے۔ وہ جاگیردار اور دیہاتی یا ودیوں کے علاوہ بہادر سپاہی بھی رہ چکے ہیں۔ آپ کے دادا اس وادی میں ۱۸۹۱ء میں ریاست کی مشرقی سرحد کے بگ سینڈی دریا سے دشمنوں سے بچنے کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے دو شادیاں کی تھیں۔ اور ان کے ۹ بچے تھے۔ آخر وہ اپنے علاقے میں دوبارہ واپس چلے گئے۔ لیکن وہاں ایک باہم جھڑپ اور جھگڑے میں مارے گئے۔

یہ پہاڑی لوگ اکثر بہت فلاکت زدہ اور دشوار زندگی گزارتے تھے۔ آپس میں خون خرابہ بھی ہوتا رہتا تھا لیکن ان کے اردگرد کا ماحول پہاڑیاں اور جنگل بہت دلکش منظر پیش کرتے تھے۔ اور ان کی بات چیت اور سادہ طور طریقوں سے ایک طرح کی جنگلی شاعری پائی جاتی تھی۔

جیسی سٹوارٹ کے والد کوئلے کی کان میں کام کرتے تھے۔ مفلس اور ان پڑھ تھے۔ سارا کنبہ [illegible]

قطعہ

زہد و ورع کا لطف ملا ہے نماز میں ‖ اور شان بھی تو دیکھئے جائے نماز میں
یکسوئی کہتی جاتی ہے دنیا سے ہٹ کے آج ‖ خلوت کا لطف مل گیا راز و نیاز میں

([illegible])

کی تصویروں سے بھی ... بہت ...
اور دن بھر کام کاج کا پیٹا ... سوتا تھا۔ جو کوئلے کی کان کے قریب ہی تھا۔ اس کے باوجود شاعر سٹوارٹ کہتے ہیں کہ وہ اور ان کے دوسرے ساتھی اور بھائی بہنیں مزے کی زندگی گزارتے تھے۔ اور وہ اپنے افلاس کا ادبیت کوئی سختی محسوس نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنے ایک دوست کو بتایا کہ گھر سے باہر سب کچھ پھولوں سے بھرپور تھا۔ اور اگرچہ میرے گھر کے لوگ کتابوں وغیرہ سے کچھ نہیں سیکھ سکتے تھے لیکن خود ساری دھرتی ہی ان کے لئے ایک کھلی کتاب تھی۔ کچھ عرصے کے بعد آپ کے والد اس پہاڑی علاقے سے نیچے وادی میں آ گئے اور تین کمروں کا ایک مکان کرائے پر لے کر کھیتی باڑی کا کام شروع کیا۔ وہ تمباکو، مکئی، چارے کی گھاس اور گنا اگاتے تھے اور مویشیوں کے چارے کا کاروبار کرتے تھے۔ اس زمانے کا ذکر کرتے ہوئے سٹوارٹ بتاتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے کام میں پیچھے رہ جاتا تو ہم سب اکٹھے ہو کر اس کی مدد کرتے تھے۔ جب کوئی شخص جنگل کاٹ کر کھیتی باڑی کے لئے زمین صاف کرتا تو ہم سب مل کر درختوں کو وہاں سے ہٹا کر جگہ صاف کر دیتے۔ ہر شخص مدد کے لئے آتا تھا۔ خزاں میں گنا کاٹنے، سیب اتارنے، اجناس کے دانے نکالنے، کھیتوں کے کھلیان صاف کرنے اور دوسرے متعلقہ کاموں میں سب ساتھ دیتے اور ان کاموں سے فارغ ہونے پر لوک ناچ اور لوک سنگیت کی محفلیں جمتیں۔ انگلستان اور یورپ سے لوک ناچ اور سنگیت یہاں پشت بہ پشت جاری ہیں۔ جب کھیتی باڑی کے کام سے سٹوارٹ کو فرصت ملتی تو وہاں کے ایک کمرے والے سکول میں پڑھنے جاتے۔ ۱۵ برس کی عمر میں قریبی قصبے کے ثانوی سکول میں داخل ہو گئے۔ سکول کے اخراجات اور کتابوں وغیرہ کے لئے وہ کھیتوں میں کام کرتے، شکار کر اور پھندے لگا کر جانوروں وغیرہ کو پکڑتے اور انہیں بیچ کر روپیہ کماتے۔ اسی قصبے میں آپ نے پہلی بار سینما اور بجلی کی روشنی اور ٹیلی فون دیکھا۔ (دوسری عالمی جنگ کے بعد سے اس وادی میں بھی بجلی اور زمانۂ جدید کی دوسری سہولتیں میسر آ چکی ہیں) ثانوی سکول میں تعلیم کے دوران میں آپ کے لئے نئی راہیں کھلیں۔ چنانچہ جب ایک شفیق استاد نے آپ کو رابرٹ برنز کی نظموں کا مجموعہ دیا تو اس نے چنگاری کا کام کیا اور آپ کے خیالات کے شعلے بھڑکنے لگے۔ آپ گھر سے بھاگ کر ایک کارنیوال (سرکس کمپنی) میں شامل ہو گئے اور پھر ایک فولادی کارخانے میں لوہار کا کام کرتے رہے۔ لیکن علم کی پیاس ابھی موجود تھی اور ٹینیسی کے پہاڑی علاقے میں لنکن میموریل یونیورسٹی میں داخل ہو گئے۔ سنہ ۱۹۲۹ء میں گریجویٹ ہو کر نکلے اس کے بعد نیشویلے میں ٹیچروں کے ٹریننگ کالج میں داخل ہو کر وینڈربلٹ یونیورسٹی میں منطقی کا تعلیم مکمل کیا۔ جیسی سٹوارٹ تقریباً زندگی بھر شعر کہتے رہے۔ بعض اوقات آپ اپنی نظمیں تمباکو پیک کرنے کے کاغذوں اور یا جب کبھی شعر سوجھتے تو انہیں سفیدے کے پتوں پر لکھتے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۳۴ء میں آپ کی نظموں کا پہلا مجموعہ شائع ہوا جس کا نام تھا

"man with A bull-Tongue Plough"

اگرچہ کئی پرچوں نے تنقیدیں کی تھیں وہ سب کی سب اس کے حق میں نہیں تھیں۔ تاہم ان نظموں کی سادگی، تیکھے انداز بیان اور ندرتِ خیال سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ سنہ ۱۹۳۷ء میں آپ گگنہیم وظیفے پر یورپ گئے اور اس سلسلے میں ۲۷ ملکوں کی سیر کی۔ اس کے دو برس بعد آپ نے اپنے بچپن کی ایک ساتھی لڑکی ناؤمی ڈین نورس سے شادی کی اور کھیتی باڑی اور تصنیف و تالیف کا کام شروع کیا۔ سنہ ۱۹۴۱ء میں آپ کے افسانوں کا مجموعہ "پہاڑی لوگ" "Men of the Mountains"

قطعہ

رنگِ گل آج ذرا دیکھ خیاباں میں رہا
نغمہ بھی مرغِ پریدہ کا گلستاں میں رہا
کھلتی جاتی ہے یہی بحث بھی دورانِ دلیل
فیصلہ عشق کا اوراقِ پریشاں میں رہا

(آمنہ از نذری باغ)

شائع ہوا۔ اس پر آپ کو امریکہ کی اکاڈمی آف آرٹس اینڈ سائنسز کی طرف سے انعام ملا۔ آپ کا ناول "Tape for private use" کو اس وقت ایک مقبول عام اور چیدہ تصنیف قرار دیا گیا۔ اس کی دس لاکھ سے زیادہ جلدیں فروخت ہوئیں۔ اور آدھی بیرونی دنیا کی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا۔ ۱۹۴۸ء میں اس کتاب "جیفرسن میڈل" انعام سے آپ کو سرفراز کیا گیا۔ اس کے دوسرے سال کینٹکی یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹر آف لٹریچر کی اعزازی ڈگری سے آپ کی عزت افزائی کی گئی۔ مسٹر اسٹورٹ چونکہ ایک تجربہ کار معلم بھی ہیں۔ اس لئے آپ کی ایک اور تصنیف
The Thread that Runs so True
امریکی نیشنل ایجوکیشن ایسوسی ایشن نے ۱۹۴۹ء کی بہترین کتاب قرار دیا ہے۔ اس میں انہوں نے کسی قدر افسانوی رنگ میں اپنے وہ تجربے بیان کئے ہیں جب آپ کینٹکی اور اوہائیو میں معلم تھے۔ نظموں کا ایک مجموعہ "Album of Destiny" ۱۹۴۴ء میں اور "کینٹکی میرا وطن ہے" کے نام ایک اور مجموعہ ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا۔

نہ صرف امریکہ بلکہ امریکہ سے باہر بھی اس امریکی شاعر، معلم اور افسانہ نویس کی تصانیف بڑی قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہیں۔

حُسینؑ

از جناب تاج قریشی صاحب

(خاص کشمیر از ہفتہ وار کیلئے)

جادۂ انسانیت کی آخری منزل حسینؑ
سینۂ اسلام کا تپتا ہوا دھڑکتا دل حسینؑ

کیوں خدائی ہو نہ تیرے صبر کی قائل حسینؑ
تیرے ہی ہاتھوں پہ جب لُٹ جائے تیرا دل حسینؑ

ہیں ترے بابا علیؑ نانا نبیؐ ماں فاطمہؑ
کس کو حاصل ہے جو رتبہ ہے تجھے حاصل حسینؑ

تو نے پیری میں اٹھائی ہے جواں بیٹے کی لاش
یہ ترا ہی حوصلہ ہے یہ ترا ہی دل حسینؑ

تو نے ماضی میں سنوارا قسمتِ اسلام کو
تو ہی ہے تعمیرِ سازِ حال و مستقبل حسینؑ

تیرے تاجِ بینوا کے پاس اشکوں کے سوا
کچھ نہیں ہے اور تیری قدر کے قابل حسینؑ

قطعہ

رنج و غم کو دل کہاں تک کھائیگا
بے وقوفوں کو یہ کیا سمجھائے گا
یہ زمانہ تا بکے ڈھائے گا ظلم
رنگ اک دن اپنا آخر لائے گا

(آمدہ از ...)

هلال محرم

از آقای سید محمد ابراهیم ــ ناصح رضوی
(از کراچی)

گرفته دیده مهی سا به شام زرتابی — گشاده روی بدیدم به چرخ دولابی
سلام گفتم و از حال جان پرسیدم — که از چه وجه جمالت بود به کم تابی
فلک نشین چه ملالیست کز تأثر او — بروی زرد تو گشت این چنین [illegible]
نحیف و لاغر و کم زور و ناتوان بینم — مگر که تازه غمی داد اوج نیلابی؟

چرا ز اضطراب عیان از سحاب گه پنهان — سرک کشان ز چه جای جهان تابی؟
جواب داد دریغا ز چنبرین ایوان — که دائما دهدم دست حال جوخابی!

بعزلتم نگذارد که گوشه برگیرم — بهانه ایست که عالم زنم به بیتابی
عجب مدار که هر تار جان من لرزد — نگاه چون فکنم بر زمین گردابی
چه گویمت که چه بگذشت اندر آن وادی — ودا که من نگرانم بشکل سیمابی
ز بعد سال درین ماه چون بدر آیم — جگر کباب شده از جهانیان یابی
بگفتمش که نفهمیدم این معما را — ترا بحق بگو واضح کلام جلابی
دهن گشود و سخن از جهانیان سر کرد — مثال آنکه سکندر کند به دارابی
ز غم کشید چنان تیر آه بر زده دل — شکافت برج فلک کان بزور پرتابی
خطاب کرد که ای ناصحا بیا بنگر — به سرزمینی که من بینمش به بیتابی
خموشی مظهر فریاد شد که این وادی — زنام ضرب بدل میزند چه مضرابی
اگرچه ماریه گویند و نینوا خوانند — ولی شهیر به کرب و بلای جانشابی
غریب و بیکسی و مظلوم و بی وطن اینجا — حسین نور دو چشم رسول توابی
نگشته یار که اهل حرم امان یابند — بدشت ریگ تپان از ظلوم اعرابی
مرا نه تاب و توان است نی زبانم را — دهم چه شرح مصائب ز قوم هربابی
کشید لخت دل فاطمه درین وادی — هزار کرب و بلا بیند جان بیتابی
کجا حسین و کجا کربلا کجا دعوت — کجا صغیر کجا ناوک و کجا آبی
کجا خیام و کجا آتش و کجا غارت — کجا زنان حرم بی ردا به صحرایی
بگوشش میرسد ایدون اذان تظلمها — صدای العطش بچه ها ز بی آبی
بر این ملال هلال محرم نامند — عجب اگر نه شود [illegible]

زدست ظلم و جفا چون تنم شد لرزان باد
بگو تو ناصحا خاتم بسام [illegible]

برطانیہ کی خبریں

ہندوستان کے چیف جسٹس کا دورۂ برطانیہ

عدالتی نظام کا مطالعہ کرینگے

ایک اطلاع کے مطابق ہندوستان کے چیف جسٹس مسٹر بی۔ پی۔ سنہا ۱۶ روز کے دورہ پر برطانیہ پہنچ گئے ہیں۔ موصوف برٹش کونسل کے مہمان ہیں۔ مسٹر سنہا برطانیہ کے عدالتی نظام کے بعض پہلوؤں کا مطالعہ کریں گے۔ اور ملک کی ممتاز قانونی شخصیتوں سے ملاقات بھی کریں گے۔ ۱۶ ر جون کو وہ ملکہ الزبتھ دوم سے ملاقات کریں گے۔ اور ۱۹ ر جون کو برطانوی وزیر اعظم مسٹر ہیرلڈ میکملن سے ملیں گے۔ گذشتہ سال برطانیہ کی عدالت اپیل کے سربراہ لارڈ ایورشیڈ نے ہندوستان کا دورہ کیا تھا۔ مسٹر سنہا اس کے جواب میں برطانیہ کا دورہ کر رہے ہیں۔

کامن ویلتھ رشتہ معاہدوں سے زیادہ مضبوط ہے

ٹانگانیکا کے وزیر اعظم کا اظہار خیال

ٹانگانیکا کے وزیر اعظم مسٹر جولیس نیاریرے نے دار السلام میں ایک تقریر کے دوران ... حاصل کرنے کے بعد ٹانگانیکا ... کیونکہ یہ برادری مستقل اس اور ... موصوف ٹانگانیکا نیشنل اسمبلی میں ایک ... رہے جس میں برطانیہ سے یہ کہا گیا ہے کہ ٹانگانیکا ... قوم اور کامن ویلتھ کا ممبر قرار دیئے جانے ... کیا جائے۔ حال ہی میں دار السلام میں جو کانفرنس ہوئی تھی اس میں حکومت برطانیہ اور حکومت ٹانگانیکا نے ... کیا تھا کہ ۲۸ ر دسمبر کو مشرقی افریقہ کا یہ علاقہ آزاد ... دے دیا جائے۔ تحریک میں کامن ویلتھ کی دوسری حکومتوں سے بھی کہا گیا ہے کہ وہ کامن ویلتھ کی رکنیت سے متعلق ٹانگانیکا کی درخواست کی حمایت کریں۔ مسٹر نیاریرے نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا کہ کامن ویلتھ رشتہ معاہدوں سے زیادہ مضبوط ہے۔

اسکاٹ لینڈ کے ہندوستانی طلبا کا رسالہ

ایک اطلاع کے مطابق مانچسٹر کالج آف سائنس اینڈ ٹکنالوجی کے ہندوستانی طالب علم مسٹر پی۔ ڈی۔ ... (اسکاٹ لینڈ ...) نام کا ایک نیا رسالہ نکال رہے ہیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ بتایا جائے گا کہ اسکاٹ لینڈ میں مقیم ہندوستانی کس طرح اپنا وقت گذارتے ہیں رسالہ میں زیادہ تر کلچرل اور سماجی باتوں پر ... مسٹر ڈے مقامی انڈین اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے ایک سرگرم رکن ہیں۔ اس انجمن کے ممبروں کی تعداد ۱۵۰ سے زیادہ ہے۔ گلاسگو میں مقیم ہندوستانی طلبا اور ... رسالہ میں چھپنے کیلئے اپنے مضامین بھیجا کریں گے۔



برطانیہ میں پلاسٹک کی پیداوار ۱۹۷۰ء تک دگنی ہونے کی اُمید!

برطانوی کارخانہ داروں نے اپنی اس امید کا اظہار کیا ہے کہ وہ ۱۹۷۰ء تک سال میں .... (۔....) اٹن سے زائد پلاسٹک (یعنی موجودہ پیداوار کا دگنا) بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ بیشتر پیداوار عام استعمال کی بہت سی اشیاء (مثلاً موٹر کاروں کی باڈیاں، ٹائپ رائٹر، مشینوں کے پرزے، بچوں کے کھلونے وغیرہ) بنانے میں استعمال ہو گی۔ ۲۱ جون تا یکم جولائی اولمپیا (لندن) میں بین الاقوامی پلاسٹک نمائش منعقد کی جائے گی۔ جس میں تقریباً ..۵ فرمیں اپنی مصنوعات پیش کریں گی۔

برطانیہ میں ہندوستانی انجینئر کی تربیت کولمبو منصوبے کے تحت کورس!

مدراس کے پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے اسسٹنٹ انجینئر مسٹر ایس۔ ٹی کھنور ان دنوں برطانیہ میں کولمبو منصوبہ کی فنی اسکیم کے تحت پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا ایک اعلیٰ کورس کر رہے ہیں۔ ایک انٹرویو میں موصوف نے بتایا ہے کہ ہندوستان میں صنعتوں کی تیز رفتار ترقی کے نتیجہ کے طور پر متعدد مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ہندوستانی انجینئر پانی صاف کرنے اور گندے پانی کے نکاس کے برطانوی طریقوں سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ مسٹر کھنور نے مزید کہا کہ برطانوی طریقے پوری طرح سے ہندوستان میں استعمال نہیں کئے جا سکتے کیونکہ ان دونوں ملکوں کے جغرافیائی اور موسمی حالات ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن میں نے اپنے کورس کے دوران میں بہت سی نئی باتیں سیکھی ہیں جن میں سے بعض ہندوستان کے لئے بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔"

مسٹر کھنور امپیریل کالج آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی لندن میں اپنا کورس ماہ ستمبر میں مکمل کر لیں گے اور ہندوستان واپس آنے سے قبل وہ یورپ کا دورہ کریں گے۔

ہندوستانی گریجویٹ کا برطانیہ میں کان کنی کا مطالعہ

کیمبورن (کارنوال) کے کان کنی کے اسکول میں اس وقت بہت سے ملکوں کے جو طلبا کان کنی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان میں یونا یونیورسٹی کے گریجویٹ (جیالوجی) مسٹر ایس۔ ایم۔ نائک بھی شامل ہیں۔ موصوف ۱۹۵۵ء میں برطانیہ آئے تھے۔ مذکورہ اسکول اپنی طرز کا برطانیہ کا واحد اسکول ہے۔ یہ اسکول کان کنی کے علاقہ کے عین مرکز میں واقع ہے۔ یہاں جیالوجی (ارضیات) معدنیات، لوہے اور کان کنی، دھاتیں صاف کرنے کے فن وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ تین سال کے کورس کے بعد کامیاب طلبا کو اسکول کی طرف سے ایک سند عطا کی جاتی ہے جس کی قدر بہت ہے۔

ھُوَالعلیُ الاعلیٰ

از:۔ جناب مولوی سید حامد بن شبیر صاحب چیف جج اسمال کازکورٹ

جو وجہِ خدا خود ہو اس چہرہ کو کیا کہیئے
جو نفسِ خدا ٹھہرے اس بندہ کو کیا کہیئے

وجہ و یدو عینِ حق پھر نفس و لسانِ حق
قائم جو ہو یوں برحق اُس نقشہ کو کیا کہیئے

تصویر بھی رب کی ہو اوصاف بھی رب کے ہوں
جب نام بھی ہو رب کا مجموعہ کو کیا کہیئے

ایمان محبت ہو اور کفر عداوت ہو
دیدار عبادت ہو اِس عُقدہ کو کیا کہیئے

تھے عرش پہ بھی ظاہر نقشِ کفِ پا اسکے
کعبہ تو ہے مولد ہی اک کعبہ کو کیا کہیئے

مظہر ہے عجائب کا مصدر ہے غرائب کا
دِل جسکو خدا مانے اُس بندہ کو کیا کہیئے

رب کا ہو بنا کردہ اعلان ہو محمدؐ کا
ساقی ہو جہاں مولیٰ خُمخانہ کو کیا کہیئے

بے ہوش ہوئے موسےٰ تا چرخ اڑے عیسےٰ
ظرفوں کو جو چھلکا دے پیمانہ کو کیا کہیئے

حامد ہے علیؑ کہتا مولیٰ ہے کہ وہ اللہ
جو نشہ میں ہو گویا دیوانہ کو کیا کہیئے

سلام بارگاہ حسینیؑ

از جناب مولوی میر گوہر علی صاحب احسنؔ

ابنِ خیر الوریٰ سلام علیک — اے ذبیح خدا سلام علیک
راکبِ دوشِ سیدالمرسلیںؐ — خاصۂ کبریا سلام علیک
دلبرِ مصطفےٰؐ نورِ عینِ علیؑ — جانِ خیر النساءؑ سلام علیک
اے حسینؑ غریب اے شہ بے وطن — اے شہیدِ جفا سلام علیک
کوفیوں نے بلا کے کعبہ سے — بند پانی کیا سلام علیک
دھوپ کی وہ تپش پیاس کی وہ خلش — صبر تو نے کیا سلام علیک
خاصۂ ذوالمنن خاتم پنجتنؑ! — جانِ آلِ عباؑ سلام علیک
کس کے دامن اٹھائے لاشۂ نوجواں — اف نہ منہ سے کہا سلام علیک
گرز و شمشیر سے نیزہ و تیر سے — تجھکو زخمی کیا سلام علیک
تیرا سر کٹ گیا تیرا کنبہ کٹا — تیرا گھر جل گیا سلام علیک
جلتی ریتی پہ وہ سجدۂ آخری — کام تیرا ہی تھا سلام علیک
ذبح سے پہلے ہائے نیزہ سے — نحر تجھ کو کیا سلام علیک
جلتی ریتی پہ بے غسل و گور و کفن — تیرا لاشہ رہا سلام علیک

چل کے روضہ پہ عرض کر احسنؔ
اے شہ کربلا سلام علیک

امریکہ میں خلائی تحقیق و ایجادوں کا پر امن تعمیری استعمال

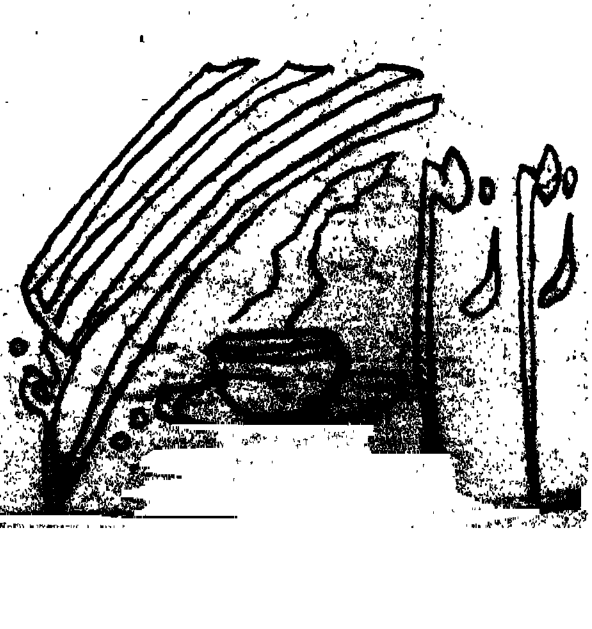
نوع انسانی کی فلاح و بہبود کیلئے سائنسدانوں کی سرگرمیاں

امریکہ ہفتہ رواں کے اخیر میں تلسا اوکلہوما میں خلائے بسیط کے پرامن استعمال سے متعلق پہلی نیشنل کانفرنس منعقد کر رہا ہے تاکہ خلائی تحقیق اور کھوج سے نوع انسانی کو جو فائدے ہوں گے ان کی اہمیت واضح کی جائے۔ اس سلسلے میں ذیل کے فوائد دلچسپی کا موجب ہوں گے۔ خلائی دور کے اس ساڑھے تین برس کے عرصے میں امریکہ خلائی پیغام رسانی اور رسل و رسائل موسمیاتی مشاہدات اور سمندری اور ہوائی جہاز رانی کے سلسلے میں چھ سیارے (آلات سے لیس پلاسٹک کے غبارے) خلا میں پہنچا چکا ہے اور ان سے معلوماتی توقعات کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ تاہم خلائی تحقیق کے سلسلے میں ہزار ہا عملی قیمتی پیداواروں کے متعلق بہت کم معلومات حاصل ہیں۔ مثلاً روزمرہ کے پکانے میں پائرو سیرام کے جدید ترین برتنوں کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا مادہ ہے جو اصل میں راکٹوں کا اگلا سرا بنانے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ انہیں سرد خانے سے نکال کر فوراً ہی جلتی آگ کے شعلوں میں ڈالا جائے تو بھی کوئی گزند نہیں پہنچتا۔ اسی طرح خلائی اڑانوں کے لئے انسانوں کی خوراک کی ضروریات کے متعلق تحقیق سے زمین کی طرف واپس آنے والوں کی نشو و نما کے لئے بہتر غذائیں تیار کی جا سکتی ہیں۔ ... کی دریافت دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کی خوراک کی ضروریات پوری کرنے میں بیش قیمت ثابت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ خوراک اور زراعتی صنعت کے لئے خاص خاص قسم کے نئے آلات بنائے جا رہے ہیں۔ انفرا ریڈ (سرخ) شعاعوں کی ذریعہ بنائی گئی ہوئی خوراکی اشیاء کے لئے نہایت موثر اور مفید ثابت ہوئی ہے۔ خلائی جہاز میں گندے یا ناقص پانی کو دوبارہ پینے کے قابل بنانے کے سلسلے میں جو تحقیق ہو رہی ہے اس کی کامیابی کی صورت میں سمندروں کے کھارے پانی کو بھی کم لاگت پر میٹھے پانی میں تبدیل کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس طرح دنیا میں جہاں کہیں پانی کی قلت پائی جاتی ہے اسے دور کیا جا سکتا ہے۔

— ہوائی چھتریوں کے لئے زنگ نہ لگنے والے فولاد کے باریک تاروں سے ایک قسم کا کپڑا بنایا گیا ہے جس سے خلائی مسافر کی زمین پر واپسی کے لئے ہوائی چھتریاں بنائی جائیں گی۔ یہ تار حیرتناک طور پر مضبوط اور باریک ہیں اور ان پر فضائے بسیط میں اڑان کے دوران میں کسی طرح کی کیمیاوی یا برقیاتی یا شدید درجہ حرارت کا اثر نہیں پڑتا۔ اور یہ تار آتشگیر عمارتوں میں صنعتی استعمال کے لئے بہت اہم ثابت ہو سکتے ہیں۔

— نئی قسم کی بیٹریوں والے ریڈیو اور ٹارچیں (فلیش لائٹ) تیار ہوتی ہیں۔ جن میں دوبارہ آفتابی حرارت سے قوت بھری جا سکتی ہے۔ ایسی آفتابی قوت والی بیٹریاں مصنوعی سیاروں میں لگے ہوئے آلات اور ریڈیو بھیجنے والے وغیرہ کو ہمیشہ چالو رکھیں گی۔ کیونکہ ان میں آفتابی حرارت خود بخود جذب ہوتی رہے گی۔

— دواؤں اور صحت و تندرستی کے میدان میں بھی پہلی ...



[illegible]
خلائی ہے جو ... کو چلانے اور حرکت میں لانے والے اینگن کی ... ایجاد کی گئی ہے۔ یہ خلائی عارضوں کے علاج اور آپریشنوں کے وقت خون کے درجہ حرارت کو گھٹانے میں بڑی موثر ثابت ہوئی ہے۔

● دل کی بعض بیماریوں مثلاً دل کی حرکت میں نقص وغیرہ کے علاج میں خلائی تحقیق کے سلسلے میں ایک ایسی ننھی سی بیٹری ایجاد کی گئی ہے جو مریض کی جلد کے نیچے جوڑی جاتی ہے اور اس سے دل کی حرکت اعتدال پر رہتی ہے۔ یہ بیٹری تا حیات کام کرتی ہے۔

● خلائی جہازوں کے لئے نیا برقی کیمرا ایجاد کیا گیا ہے جس سے متحرک اور غیر متحرک تصویریں اتاری جا سکتی ہیں۔ یہ کیمرا خلائی سفر کے دوران میں خلا زاد ماحول کی تصویریں برابر اتارتا جاتا ہے۔ یہ کیمرا شدید مریضوں کی بے ہوشی کی حالت اور دوسرے حرکات و سکنات کی تصویریں لینے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جن سے ڈاکٹروں کو بیماروں کی کیفیت جاننے اور علاج کرنے میں آسانی ہوگی۔

● پارے کی قوت سے چلنے والی ایک ننھی سی بیٹری بنائی گئی ہے جو ایک نئے مصنوعی حنجرے میں استعمال ہوتی ہے۔ اس کی مدد سے گونگا شخص بھی بول سکتا ہے۔

● ماہرین کا کہنا ہے کہ خلائی تحقیقی جہاز ایکس ۱۵ سے تجربوں کی روشنی میں ایسے تیز رفتار جہاز بنائے جا سکتے ہیں جو اٹلانٹک سمندر کو تقریباً دو گھنٹے میں عبور کر لیں گے یہ جہاز پچاس ہزار فٹ کی بلندی پر ۱۵ سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑ سکیں گے۔

● خلائی تحقیق نے نئی نئی دھاتیں۔ سوت۔ مرکبات کی صنعتوں کو بھی جنم دیا ہے اور انتہائی مضبوط پلاسٹک اور دوسری بیسیوں چیزیں تیار ہوئی ہیں جو گھر اور کاموں میں استعمال ہوں گی۔

● اسی طرح روشنی اور قوت و توانائی برقی حرارت وغیرہ حاصل کرنے کے لئے نئے طریقے دریافت ہوئے ہیں۔ جو خلائی جہازوں میں ہی نہیں بلکہ انسان کے روزمرہ کے استعمال میں کام آئیں گے۔

● خلائی جہازوں کے لئے ایٹمی توانائی سے متعلق جو تحقیق ہو رہی ہے اسکے سلسلے میں ایک ایسا آلہ تیار کیا گیا ہے جس سے ایٹمی توانائی کو براہ راست بجلی میں منتقل کیا جا سکے گا۔ انہیں عام طور پر بھی استعمال کیا جا سکیگا۔ اور ایٹمی توانائی سے اب آسانی سے بجلی حاصل کی جا سکیگی۔

● بجلی حاصل کرنے کا ایک اور طریقہ پلازما توانائی ہے۔ اس میں گیسوں میں سے برقی رو گزارا جاتا ہے۔ اور متعدد مقاصد کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے۔

● پہلے ٹیگو نائٹ (خام لوہے کی ایک نہایت سخت چٹانی دھات) کی نکاسی پر بہت بھاری لاگت آتی تھی۔ لیکن اب نئی قسم کے ایندھنوں کی دریافت کے باعث ان کی کان کنی اور سرنگیں لگانے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔ اور توقع ہے کہ آئندہ بیس برسوں میں امریکہ ٹیگو نائٹ کی نکاسی بڑی آسانی سے کریگا۔

غرض کہ آج امریکہ کی ۵ ہزار سے زائد کمپنیاں اور تحقیقی ادارے راکٹوں اور خلا کے متعلق سرگرم تحقیق میں مصروف ہیں۔ اور اسی طرح نوع انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے بے مثال کام ہو رہا ہے۔

لنڈن کی ڈاک

ابتدائی تعلیم

آقای مرزا محمد جعفر ایم۔ اے (لندن)

اٹھارہویں صدی عیسوی تک انگلستان اور ویلز میں اصولی اور منظم طور پر کوئی انتظام ابتدائی تعلیم کا خاطر خواہ نہ تھا۔ اس کے بعد بھی ان ابتدائی مدرسوں کی بنا پڑی۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ صنعتی ترقیات کی وجہ سے مزدوروں کی اولاد بھی کم سنی ہی سے کام پر لگ جاتی تھی۔ چنانچہ بعض مثالیں ریکارڈ میں ایسی موجود ہیں (انیسویں صدی عیسوی میں) جبکہ بچہ ۲ یا ۳ سال کی عمر ہی سے کام پر لگایا جاتا تھا۔ عام طور پر ۳، ۴ سال کے بچے کام پر لگ جاتے تھے

عام رجحان یہی تھا کہ غریب طبقہ کو اعلیٰ تعلیم نہ دی جائے بلکہ اکثر تو اسے خطرناک سمجھتے تھے۔ اس طرح غریب طبقہ تعلیم سے محروم رہا کیا مگر خوش قسمتی سے بعض مذہبی اور سماجی ادارے اس انسانی حق سے محرومی کے خلاف احتجاج کرتے رہے اور غریب طبقہ کی اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے کوشاں ہوگئے چنانچہ اٹھارہویں صدی عیسوی میں Society for promoting Christian Knowledge (S.P.C.K) نے کئی خیراتی مدرسے قائم کئے جہاں بچے اتوار کے دن پڑھنے جاتے تھے کیونکہ یہی وہ ایک دن تھا جبکہ انہیں کام سے چھٹی ملتی تھی۔ ویلز میں ریورنڈ گرفتھ جونس Rev Griffith Jones نے School of Piety قائم کیا جہاں غریبوں کو انجیل مقدس کے پڑھنے اور لکھنے کی مفت تعلیم کا انتظام تھا اکثر [illegible] اور [illegible] پرائیویٹ طور نے مدرسے قائم کرنے میں پیش پیش [illegible] Robert Owen کا نام [illegible]

انیسویں صدی عیسوی کی ابتدا میں دو ایسے اداروں کی بنیاد پڑی تھی جہاں ابتدائی تعلیم کا معقول انتظام کیا گیا یہ ادارے 1. The National Society for promoting the education of the Poor in the principles of the established Church 2. The British and foreign School Society ہیں۔ اول الذکر انگلستان کے کلیسا سے متعلق ہے اور دوسرا Non Conformist ہے۔ ان دونوں اداروں کا بنیادی مقصد مذہبی اور اخلاقی تعلیم تھا مگر انہی اداروں نے قومی تعلیم کی راہ پیدا کر دی ۱۸۳۳ء میں حکومت کی طرف سے (۲۰) ہزار پونڈ کی امداد دی گئی تاکہ اس سے انگلستان کے اس غریب طبقہ کی تعلیم کے لئے عمارت تعمیر کی جائے۔ اس امداد کی ہر سال تجدید ہوتی رہی اور ۱۸۳۹ء کے بعد اس میں اضافہ ہونے لگا ۱۸۶۱ء میں یہ رقم (۸۰۰۰۰۰) پونڈ تک پہنچ گئی مگر یہ رقم بھی خاطر خواہ کافی نہ تھی۔ اس وقت بھی ابتدائی تعلیم پر کلیسا ہی کا اقتدار تھا اور حکومت صرف مالی امداد دیتی تھی۔

اس وقت یہ خیال کیا جانے لگا کہ اس قدر کثیر رقم خرچ ہونے کے بعد اس کی افادیت بھی اسی مناسبت سے ہونی چاہیے یا تو تعلیم کا معیار بلند ہو یا پھر خرچ کم ہو چنانچہ Robert Lowe وزیر تعلیم نے ۱۸۶۲ء میں سالانہ امتحانات کا طریقہ رائج کیا جو [illegible] پر مشتمل تھا۔ یہ امتحان انسپکٹر آف اسکولس کی نگرانی میں [illegible]



اور اساتذہ کی تنخواہ کا انحصار [illegible] طلباء کے امتحان کے نتیجہ
پر منحصر تھا۔ اگر طلباء تشفی بخش طور پر کامیاب ہو جاتا تو
استاد کو سرکاری گرانٹ ملتی ورنہ اسکی تنخواہ کٹ جاتی۔ اس طرح سے
تنخواہ کو گویا ایک طرح سے "Payment by Results"
کا طریقہ تھا جو ۱۸۹۵ء تک بھی یہاں رائج رہا۔

۱۸۹۵ء کے اصلاحی ایکٹ کی روشنی میں تعلیم کی عام
توسیع کی حمایت میں عوام نے محسوس کیا کہ عام ابتدائی تعلیم
قوم اور ملک کے لئے ناگزیر ہے چنانچہ ۱۸۷۰ء میں انگلستان
اور ویلز کیلئے پہلا تعلیمی ایکٹ منظور ہوا جو دراصل کلیسا اور
حکومت کا ایک طرح کا مصالحت کا آئینہ دار تھا۔ کلیسا نے
مدارس اور تعلیم کو اپنے تحت قائم رکھنے کے لئے ایڑی چوٹی
کا زور لگایا اور نتیجہ کے طور پر حکومت اس ذمہ داری کو
بڑی حد تک اپنے سر لے لی۔ کلیسا کے اپنے مدرسے سابق کی
طرح جاری رہے مگر ان اضلاع میں جہاں ایسا ممکن نہ تھا وہاں
"اسکول بورڈ" قائم ہوئے جو عوامی سرمایہ سے مدارس چلانے
اور ان پر نگرانی رکھتے تھے ان مدرسوں میں بھی مذہبی تعلیم لازمی
تھی اور یہیں سے Dual System کی بنیاد پڑی۔ ۱۸۸۰ء
تک تو ابتدائی تعلیم بالکلیہ ایک قومی ضرورت قرار پائی اور عام
ہو گئی ۱۸۹۵ء میں رائل کمیشن بٹھایا گیا تاکہ انگلستان میں
ثانوی تعلیم کی ضرورت کی چھان بین کرے البتہ ویلز میں ۱۸۸۹ء
میں علاحدہ Welsh Intermediate Education
Act منظور ہو چکا تھا (اسکاٹ لینڈ کا اپنا علاحدہ انتظام
ہے جو آیندہ اپنے مقام پر آئے گا)
اسی اثناء میں Payment by Results
کا طریقہ جیسا اوپر ذکر ہو چکا ہے ختم ہو چکا اور اب انگلستان
کے ابتدائی تعلیم کے مدرسے ترقی کرنے لگے۔ ان کا مقصد زیادہ
تر کم خرچ بالا نشین "" کا حامل تھا البتہ سماجی حیثیت سے انکا

[illegible] کم [illegible]
کا رتیں بھی اچھی نہ تھیں سوائے ان چند کے جو دوسری جنگ عظیم
کے بعد تعمیر ہوئے۔ ان مدرسوں میں ہر جماعت میں تعداد بھی
زیادہ تھی۔ اساتذہ کی تنخواہیں بہت کم تھیں اور طلباء صرف
۱۴ سال تک ہی لازمی طور پر اسکول میں رہتے تھے ادھر ثانوی
مدارس کی ترویج بھی رکی رہی جس کی وجہ سے ابتدائی مدرسوں
کی آیندہ توسیع و ترقی کے مواقع مسدود تھے۔ رفتہ رفتہ
ان ابتدائی مدرسوں کے منصوبوں میں توسیع اور تبدیلیاں ہونے
لگیں اور اب ان میں علاوہ لکھنے، پڑھنے، حساب کتاب اور مذہبی
تعلیم کے تاریخ، جغرافیہ اور ابتدائی سائنس جیسے اہم
مضامین کا اضافہ ہوا۔ اسکے ساتھ ہی میوزک، ڈرامہ، دستی مشاغل
اور باغبانی جیسے مضامین بھی نصاب میں داخل ہو گئے بالخصوص صحت
اور ورزش جسمانی (Physical Education) کی
طرف خاص توجہ کیا جانے لگی اور اب ثانوی مدارس کی طرح
ابتدائی مدارس نے بھی اپنے گیمس اور اسپورٹس کو باضابطہ طور
پر شروع کر دیا۔

۱۹۲۶ء میں بورڈ آف ایجوکیشن کی مشاورتی کمیٹی نے
حکومت کو سفارش کی کہ ان ابتدائی مدرسوں کی از سر نو تنظیم
کی جائے جہاں ۵ سال تا ۱۱ سال کی عمر کے بچے تحتانی تعلیم
پائیں اور اسکے ساتھ ساتھ ۵ سال سے کم عمر والوں کے لئے
Post-Primary مدرسے قائم کئے جائیں۔ دوسری
جنگ عظیم تک اس پر کوئی خاص عمل نہ ہو سکا مگر جنگ کے
بعد عمل ہونے لگا ۱۱ تا ۱۴ سال کی عمر کے لڑکے بھی اب استفادہ
کرنے لگے اور بہت سے جدید طرز کے مدارس قائم ہو گئے جنکی
نہ صرف عمارتیں شاندار ہیں بلکہ آرٹ، کرافٹ، سائنس، تجربہ
خانے، جمنازیم ہال وغیرہ کیلئے علاحدہ علاحدہ شعبے تعمیر ہوئے اور
کھیل کود کے لئے بڑے بڑے میدان بھی رکھے گئے۔

نوبالغ لڑکے لڑکیوں کیلئے خاص ہسپتال

سن بلوغ کو پہنچنے والے بچوں کی صحت و تندرستی کی خصوصی ضروریات کے پیش نظر امریکہ میں خاص قسم کے ہسپتالوں کا قیام نسبتاً ایک نیا اقدام ہے۔ امریکہ کے بڑے بڑے ہسپتالوں میں اس سلسلے میں بعض الگ طبی مرکز کھولے گئے ہیں۔ اور امریکی وزارت صحت، تعلیم و فلاح عامہ کی امداد سے بعض دوسرے مرکز بھی قائم کئے جا رہے ہیں۔ بچوں کے شعبے کے ہیلتھ سروسز ڈویژن (شعبۂ صحت) کے ڈائریکٹر ڈاکٹر آرتھر جے لیسر کا بیان ہے کہ یہ نتیجہ ہے سن بلوغ کو پہنچنے والے بچوں کی تندرستی کی ضروریات مختلف نوعیت رکھتی ہیں، اس عمر کے لڑکے لڑکیوں کی طبی امداد کے تصور میں نئی وسعت اور نئے زاویہ نگاہ کا موجب ہو رہا ہے۔ بوسٹن میں بچوں کے ہسپتال میں بالغ بچوں کے یونٹ کے افسر اعلیٰ ڈاکٹر جے روزویل گالاگھر نے ایسے خصوصی ہسپتالوں کے قیام کی ضرورت واضح کرتے ہوئے بتایا ہے کہ سن بلوغ کو پہنچنے والے بچے اپنے مخصوص ہسپتالوں میں زیادہ آرام محسوس کریں گے۔ اور ان کے ڈاکٹر بھی ـــ اگر انہوں نے ان بچوں کی ضروریات کے مطابق اپنے خیالات کو ڈھال لیا ہو۔ زیادہ موثر اور کارگر طور پر علاج کر سکیں گے۔ کسی بچے یا بالغ کو کس بات سے پریشانی یا تکلیف ہوتی ہے، اس کے بجائے ڈاکٹر کے ذہن میں یہ بات ہونی چاہیئے کہ بالغ بچے کو سب سے زیادہ کس بات سے پریشانی ہو سکتی ہے۔ [illegible] عمر کے بچے مختلف نوعیت رکھتے ہیں، اس لئے ان کے لئے انتظامات بھی مختلف ہونے چاہئیں۔ اس قسم کے ہسپتال عام طور پر صرف ۱۲ سے ۲۱ برس تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے مخصوص و مقصود ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں سے بعض ہسپتال ان ڈاکٹروں کے لئے بھی تربیتی مرکزوں کا کام دیتے ہیں۔ جو بلوغت کو پہنچنے والے بچوں کے علاج معالجے کی خاص طرح کی تربیت پاتے ہیں۔ بلوغت کو پہنچنے والے بچے کو اپنے کنبے پر انحصار رکھنے کے مرحلے سے ایک نئی جذباتی، سماجی اور اقتصادی آزادی کی منزل میں داخل ہونا ہوتا ہے۔ جنسی احساس اور شعور پیدا ہونے کی بھی یہی عمر ہوتی ہے۔ جنسی خواہشات اور تقاضات کو صحیح اور قابل قبول راہ پر لگانے کی ضرورت کا بھی یہی وقت ہوتا ہے۔ جیسا کہ کنساس میڈیکل سکول کے ماہر نفسیات ڈاکٹر اے۔ ایچ چیپ نے بتایا ہے کہ "بلوغت کے آغاز پر ہر فرد جذباتی، سماجی اور اقتصادی لحاظ سے بچہ ہی ہوتا ہے اور اس سن کے خاتمے پر وہ ہر لحاظ سے مکمل بلوغت کی راہ پر گامزن ہوتا ہے اور کسی بھی مرحلے پر اس کی زندگی چند برسوں میں ہی اتنی شدید تبدیلی میں سے نہیں گزرتی"۔

واشنگٹن ڈی سی میں بچوں کے ہسپتال کے ڈاکٹر ہیلڈ کا کہنا ہے کہ بچوں میں موٹاپا بھی ایک خاص مسئلہ ہے جسے حل کرنے میں خاص طریق کار کی ضرورت ہے۔ لڑکیوں میں حرارت اور نشو و نما کی غذائی ضروریات اپنی انتہا کو اس وقت پہنچتی ہیں جب ۱۲ یا ۱۳ برس کی عمر سے ان کی ماہواری (حیض) کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد ان میں کمی آنے لگتی ہے۔ اس کے برعکس لڑکوں میں ۱۲

جس کی عمر میں لڑکیوں کی نسبت زیادہ دن اور نشو ونما کی ضرورت عام طور پر زیادہ ہوتی ہے۔ اور یہ ۱۴ برس کی عمر تک برابر رہتی ہے۔ اسی طرح اگر بالغ ہونے والی لڑکی کی جسمانی نشو ونما کے لئے ۲۴۰۰ حراروں کی ضرورت ہوتی ہے تو لڑکے کو اسی تناسب سے اس سے کچھ زیادہ مقدار چاہئیے۔ جسمانی کسرت اور سرگرمیاں کافی لمبے عرصے تک بڑھائے رکھنے سے جسم کی فاضل چربی تحلیل ہو جاتی ہے۔ اور مدے سے زیادہ وزن کے مسئلہ پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر گلا گھیر کا کہنا ہے کہ اس عمر کے بچوں کے مسئلے چار بڑے امور سے پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) بالغ لڑکے یا لڑکی کی اپنی جسمانی نشو ونما اور ترقی کے متعلق تشویش۔ مثلاً اپنے دوسرے ہم عمروں کے مقابلے میں زیادہ چھوٹا یا لمبا قد یا زیادہ موٹا یا دبلا پتلا ہونا یا عام جسمانی نشو ونما میں کمی پانا۔

(۲) بالغ بچوں میں نہایت جفاکشی کی زندگی گزارنے کی عادت۔ کیونکہ اس عمر کے لڑکے لڑکیاں اپنی تمام مساعی اور کاموں میں جسم کی انتہائی قوت و طاقت سے کام لیتی ہیں۔ اور اس طرح اپنے معالجوں کے لئے اپنی تندرستی کے متعلق پیچیدہ مسائل پیدا کرتی ہیں۔

(۳) سکول کے متعلق نو بالغوں کی فکر مندی اور ان پر سکول کے اثرات۔ اکثر بالغ سکول میں ہر طرح کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ اور اگر مکمل کامیابی میں کچھ کسر رہ جائے تو اس سے اُن کے معدے میں خرابی، سر درد اور کئی دوسری علامتیں پیدا ہوتی ہیں۔

(۴) بالغ ہونے پر جب نئے نئے واقعات بچوں کی زندگی میں داخل ہوتے ہیں تو ان میں تشویش اور الجھن پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً مذہب، موت، آزادی، جنسی جذبات، گھر میں الجھنیں، اپنے ہمعصروں میں ہر دلعزیزی کا خیال اور بلوغیت کی ذمہ داریاں۔ سب مل کر ان میں پریشانی پیدا کر دیتی ہیں۔

یہ اور ایسے ہی دوسرے مسائل ہیں جو نو بالغ بچوں کی تندرستی اور ان کے علاج معالجے کے سلسلے میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسی مقصد کے پیش نظر ایسے خصوصی ہسپتالوں کا قیام عمل میں آ رہا ہے۔ ان ہسپتالوں میں نو بالغوں کے علاج معالجے کے علاوہ ایسے بچوں کے طبی مسائل کی تحقیق کے بھی غیر معمولی مواقع میسر آتے ہیں۔ بالغ بچوں کے بعض ہسپتال عام بالغ لوگوں کے ہسپتالوں سے بالکل مختلف طریقے پر کام کرتے ہیں۔ مثلاً بوسٹن میں نو بالغوں کے ہسپتال میں ڈاکٹروں کے کمرے میں معائنہ کرنے کے میز رکھنے کی سخت ممانعت ہے۔ ڈاکٹر اور بچہ دونوں آرام کرسیوں پر بیٹھ کر پرسکون ماحول میں اپنے مسائل پر بات چیت کرتے ہیں۔ کمرے میں ڈاکٹری آلات اور اوزار اور سامان وغیرہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ عموماً بچے انہیں دیکھ کر ڈر جاتے ہیں۔ ڈاکٹر بچوں کو اپنے اعتماد میں لے کر انہیں ان کی تکلیف کے متعلق بعض اوقات فلمیں دکھا کر بھی سب کچھ سمجھاتے ہیں۔ اور اس طرح بچے مطمئن ہو کر رخصت ہوتے ہیں۔ اور ان کا علاج آسانی سے ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی اپنی تکلیف کی نوعیت اور اصلیت کو سمجھ اور اس لئے ڈاکٹر کی ہدایات پر خوشی سے عمل کرتے ہیں۔ میڈیکل طلبا اور ڈاکٹر ہفتہ واری کانفرنسوں میں متعلقہ مسئلوں اور بچوں کے والدین کی طرف سے پیش کئے گئے مسئلوں پر غور و خوض کرتے ہیں۔ ڈاکٹر اور سماجی کارکن والدین کے گھروں میں جا کر انہیں سمجھاتے ہیں کہ ان کے بالغ بچوں کے مسائل

کیا ہیں۔ اور انہیں کیوں کر حل کیا جا سکتا ہے۔
ایسے ہسپتالوں میں ماہرین نفسیات بھی عملے میں شامل ہیں۔ جو بچوں اور ڈاکٹروں کو بھی مشورے دیتے اور مشکلات پر عبور پانے کے طریقے بتاتے ہیں۔
اگرچہ ان میں سے اکثر ہسپتال ابھی صرف پچھلے ایک دو برسوں سے قائم ہوئے ہیں تاہم اس وقت تک جو کچھ نتائج نکلے ہیں وہ تسلی بخش ہیں۔ بہت سے ایسے نابالغ مریض بچوں کا کامیابی سے علاج کیا گیا جن کی بیماریاں اس علاج کی عدم موجودگی میں ان کی بڑی عمر میں بھی جاری رہتیں۔ زبان کی مشکلات پر قابو پایا گیا ہے۔ موٹاپے یا کم وزنی کے مسائل حل کئے گئے اور اسی طرح جلدی امراض وغیرہ کا بھی علاج کیا گیا ہے غرض کہ نابالغ بچوں کے علاج معالجے کا یہ نیا رخ اگرچہ ابھی چند برس ہی سے شروع ہے تاہم اس سے ایسے بچوں کی بہتر تندرستی اور جذباتی صحت مندی کی صورت میں مفید نتیجہ نکل رہا ہے۔

برطانوی و ہندوستانی فرموں کا تعاون

ایک نئی انجینئرنگ کمپنی کا قیام

ایک اطلاع کے مطابق برطانیہ کے تجارتی کمپنی گروپ بکرز نے ہندوستان میں ساہنی صنعتی تنظیم کے اشتراک سے ایک نئی کمپنی تشکیل دی ہے جو شوگر اور دیگر قسم کی مشینری بنایا کرے گی۔ نئی کمپنی کا نام ساہنی بکرز انجینئرنگ ورکس ہے۔ ۵۰ فیصدی حصص کا مالک بکرز گروپ ہے۔ مسٹر بالمکند شاہ ساہنی بورڈ کے چیرمین ہوں گے۔ ممبران میں مسٹر کنہیا لال ساہنی، مسٹر پورن چند ساہنی اور مسٹر دیوی چند ساہنی کے علاوہ ہندوستان کی سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس مسٹر مہر چند مہاجن بھی شامل ہیں۔ یہ کمپنی اپنا کارخانہ الہ آباد کے نزدیک نینی کے مقام پر قائم کرے گی۔ ہندوستان کی شوگر صنعت میں ساہنی تنظیم کو ایک ممتاز پوزیشن حاصل ہے۔ اتر پردیش میں اس کی چار بڑی شوگر فیکٹریاں ہیں۔ ایک بہت بڑی فیکٹری مغربی پاکستان میں ہے۔

کہا جاتا ہے

یوگنڈا میں ایک ایسے شخص کا انتقال ہوا جس کی (۱۰۷) بیویاں تھیں۔ لیکن تعجب ہے کہ (۱۰۷) بیویوں کا شوہر ہونے پر یہ شخص اب تک زندہ کیوں کر تھا۔

کہ ایک ملازم سرکار کی بیوہ کو سات سال سے وظیفہ نہیں ملا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بیوہ کے مرنے کے بعد اس کے ورثا کو ملے گا۔ دیر آید درست آید۔

کہ زنجبار میں صورت حال پرسکون ہے لیکن سکون، طوفان کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

کہ آندھرا پردیش میں کانگریس آیندہ انتخابات میں (۸۵) فیصدی نشستیں حاصل کرے گی۔ جب ایسا ہی ہے تو باقی (۱۵) نشستیں کیوں چھوڑ دی جائیں۔!

کہ حیدرآباد اور سکندرآباد میں دو سال میں ایک ہزار سٹرک چھاپ فرہادوں کو سزا دی گئی ــــ ۱۳-۱۴ لاکھ کی آبادی میں صرف ایک ہزار سٹرک چھاپ فرہاد پکڑے گئے

کہ دھرم شالوں اور عاشور خانوں میں مدارس قائم ہوں گے ــــ انقلابات ہیں زمانے کے

کہ روزگار کے متلاشیوں کے لئے مفید کتابیں فراہم کی جائیں گی۔ لیکن بے روزگاروں کو کتابوں کی نہیں بلکہ روزگار کی ضرورت ہے۔!

کہ مسٹر کینیڈی [illegible] الزبتھ کے ڈنر میں دیر سے پہنچے ــــ ہوئی تاخیر بھی تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا۔

کہ ہوزنگ سوسائٹی کے صدر کے خلاف دھوکا دہی کا مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ لیکن یہ خبر احمدنگر کی ہے ــــ حیدرآباد سے اس کا کوئی تعلق نہیں!ــــ

کہ دودھ میں پانی ملانے پر (۴۶۰) روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔ اصولاً (۴۲۰) روپیہ جرمانہ کیا جانا چاہیئے تھا۔

کہ مسٹر سنجیوا ریڈی نے فرمایا کہ کانگریس کے نظریات اور پروگرام کو عوام کی تائید حاصل ہے۔ یہ بھی بھلا کوئی بولنے کی بات ہے! یہ تو عالم آشکارا ہے!ــــ

قطعہ

هم اٹھاتے ہی رہے آج یہ بستر اپنا ‖ رنگ لاتا ہی رہا ہے یہ گلِ تر اپنا
دل میں یہ سروِ سہی کے یہی کہتی ہے بہار ‖ کر چکے گھر بھی تو شمشاد و صنوبر اپنا

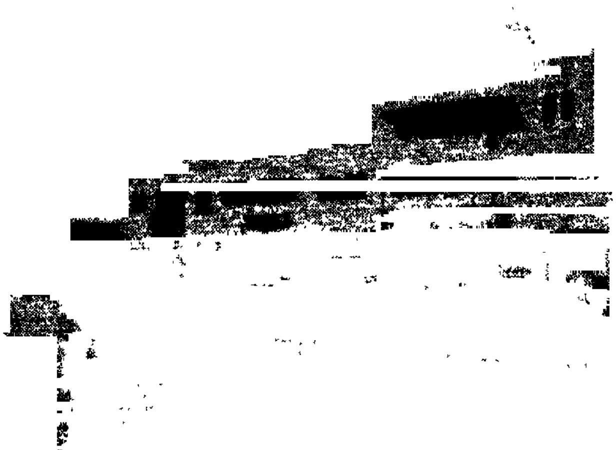
(آمدہ از زندری باغ)

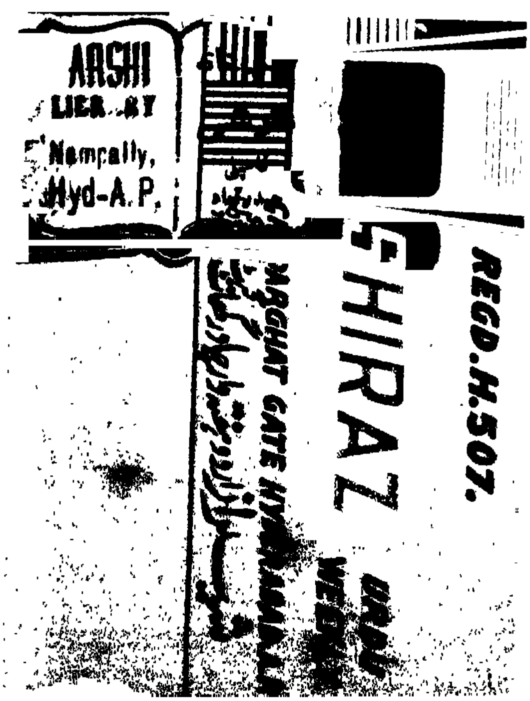
محبوبہ برقی مشین پریس میں چھپ کر دفتر شیراز اردو ہفتہ وار چادر گھاٹ لیٹ حیدرآباد (۲۴) انڈیا سے شائع ہوا [illegible]

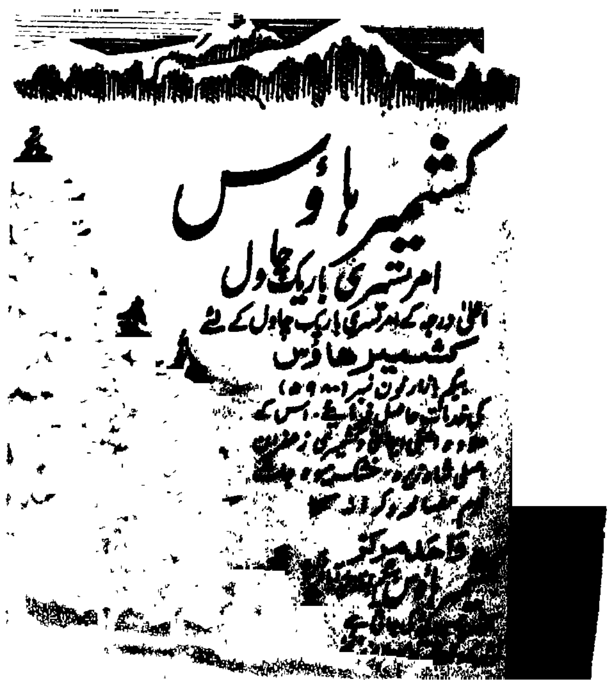

NEW GRAND HOTEL
ماناکہ حیدرآباد میں سینکڑوں ہوٹلیں ہیں مگر
نیوگرانڈ ہوٹل اینڈ پروویژن اسٹورس
فون نمبر ۴۵۷۵
افضل گنج حیدرآباد دکن
نفاست و پاکیزگی • باسلیقہ ملازمین • خورد و نوش کے بہترین اشیاء
مفرح مشروبات خوش ذائقہ چائے
اور
معقول انتظام کیلئے — اپنی آپ نظیر ہے

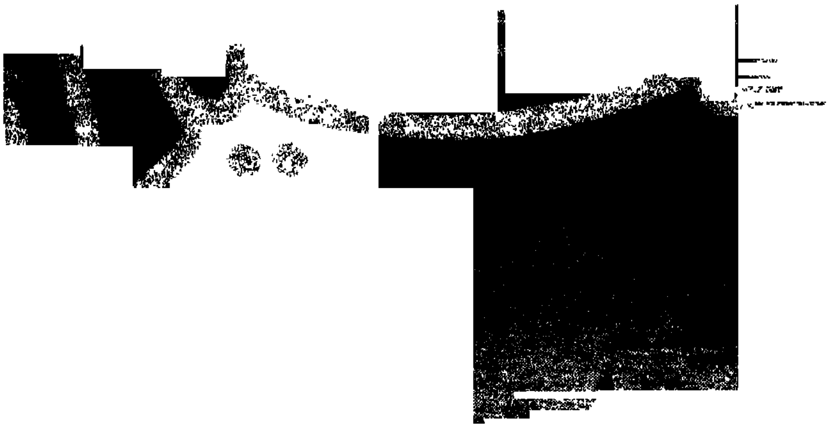

ایمباسی کیفے
چوراہا بشیر باغ حیدرآباد اے۔پی
انگریزی اور مغلائی کھانوں اور بہترین انتظام کیلئے اپنی آپ نظیر
ہے خاص کر یہاں کے کری پفس ہندگیر شہرت کے حامل ہیں
اگر آپ نے ایمباسی کیفے کے کری پفس نہیں کھائے ہیں تو گویا آپ نے کری پفس کھائے ہی نہیں یہاں سے
پالسنس POLSON'S اور لکٹوڈیکس LACTODEX
کا تازہ ترین اسٹاک بازار سے ارزاں حاصل کیجئے
Embassy
CAFE
PHONE No 2372

SHIRAZ




ARSHI
Nampally,
Hyd-A.P.
REGD.H.507.


کشمیر ہاؤس
امرتسری باریک چاول





AssamTeaDepot
تازہ خوش ذائقہ اعلیٰ درجہ کی چائے


GRAND HOTEL
اصلی ایرانی زعفران کی بریانی
گرانڈ ہوٹل
ٹیلیفون نمبر
یوسف بلڈنگ عابد روڈ حیدرآباد دکن
• قیام و طعام کا شاندار مرکز • آرام دہ ہوادار کمرے
• باسلیقہ مستعد ملازمین • لذیذ کھانے اور مشروبات
• اصول حفظان صحت کی پوری پوری پابندی
یہ ہیں وہ خصوصیات جو گرانڈ ہوٹل
کو دوسرے ہوٹلوں سے ممتاز کرتے ہیں

DAWN


Garden Restaurant
LODGE & PROVISION STORES
PHONE No. LODGE, 74722.
RESTAURANT, 6905.
SAROJANI DEVI ROAD SEC, BAD.
گارڈن ریسٹورنٹ لاج اینڈ پراویژن اسٹور
سروجنی دیوی روڈ سکندرآباد فون نمبر ریسٹورنٹ (۶۹۰۵) لاج (۷۴۷۲۲)
قیام و طعام کا شاندار مرکز

سنا کر آپ کے عثمان یہی کہتا ہے ہر اک سے ۔۔۔ کوئی باب نجف کی بندگی سمجھا تو کیا سمجھا
[illegible]

شیراز

سید محمد عثمان شیرازی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر — مقام اشاعت :۔ چادر گھاٹ بیسٹ حیدرآباد (۲) (دکن)

جلد ۱۵ — روز سہ شنبہ ۲۷ جون ۱۹۶۱ء — م ۱۳ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ — شمارہ (۲۴)

سلام محرم الحرام

(مطلع) جامۂ غنچہ و گلہا کہ دریدن نہ دہم — طائرِ باغِ جنان را کہ پریدن نہ دہم

جملہ اعدائے دنی راپئے غارت بنگر — سوئے این خیمۂ اطہر کہ دویدن نہ دہم

گفت این بادِ سحر پیشِ عنادل بشنو — بادِ نوروز بہ گلشن کہ وزیدن نہ دہم

ضبط وہم تاب برفتہ زکفے گفت بشنو — منظرِ یومِ شہادت کسے دیدن نہ دہم

پارہ پارہ شدہ ہر قلب و جگر یوم دہم — نالہ و آہ و فغان نیز شنیدن نہ دہم

گفت این ہژدہ ذی حج چہ فسانہ بشنو — جز مئے عیدِ غدیرے کہ خریدن نہ دہم

(مقطع) فرقِ این ابنِ علیؑ گفت قیامت عثمان

از کفِ جملہ لعیناں کہ بریدن نہ دہم

مرقوم ۲۶ جون ۱۹۶۱ء

(آمدہ اندازی باغ)

مراسم عزاداری محرم ۱۳۸۱ھ

[illegible] غور سے دیکھے تو معلوم ہوا کہ سال گزشتہ جو بات تھی وہ اس سال موجود نہیں تھی یعنی گھاٹا اچھا خاصہ نمایاں تھا کہ یہ کیوں تو انقلاب عالم کی وجہ سے کہ کس کا جیب بھرا ہے کہ تزک و احتشام بتائے۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ صرف ہر جگہ منت کی ادائی ہوگئی اور کسی نہ کسی طرح سے مراسم عزاداری کو پورا کیا گیا۔

دیگر مجھے افسوس ہے کہ اس سال بی بی کے الاوہ میں جو ۸ر تاریخ مجلس ہوتی تھی یہ بوجہ میری خفیف علالت نہ ہوسکی۔ کچھ مضائقہ نہیں جبکہ یوم عاشورہ باقی علم لئے ہوئے حویلی قدیم آتا ہے۔ اور پھر عزا خانہ زہرا تو ان دو مقامات پر جو مختصر سی مجلس ہو کر ماتم ہو جاتا ہے یہ ہر طرح کافی ہے۔

البتہ اسی سال سے ۸ر محرم کو جن الاوہ جات میں نیاز بھجوائی جاتی ہے گو یہ حسب عادت جاری رہے گی مگر میرا جانا بوجہ میری عمر اور صحت ہمیشہ کیلئے موقوف ہوگیا ہے کہ سن و سال اور صحت کی حفاظت از حد ضروری ہے کہ زمانہ گذشتہ کے حالات اب باقی نہیں رہے ہیں۔ لہٰذا ہر چیز پر نظر رکھ کر کام کرنا ضروری ہے کہ شباب کا زمانہ عالم پیری میں عود نہیں کرسکتا کہ ہر دور کو اپنے وقت مقررہ پر آنا ضروری ہے و بس۔

مرقوم ۲۶ر جون ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

رونمائی کیلئے ہر دم پیام آتے رہے ۔۔۔ ہے پئے مئے شیخ بے نیل مرام آتے رہے
رنگ گل ہو۔ یا صبا ہو یا ہو کوئی آبشار ۔۔۔ واسطے تفریح کے بھی یہ مقام آتے رہے

(آمدہ از نذری باغ)

تقسیم کار درمیان جدید ٹرسٹیز جو کہ مفوضہ تھے زین یار جنگ مرحوم کے

فرمایا جتنے اہم نوعیت کے ٹرسٹ ہیں اِن میں شاہنواز جنگ فرزند فخر الملک مرحوم دیگر مقررہ ٹرسٹیز کے ساتھ شریک رہ کر مفوضہ کام انجام دیں گے۔ اور جتنے کم اہمیت کے ٹرسٹ ہیں اُن میں میرے دو داماد یعنی علیؓ پاشاہ و محمود پاشاہ دیگر مقررہ ٹرسٹیز کے ساتھ شریک کار رہیں گے۔ اول الذکر کا مشاہرہ یک ہزار ہوگا اور موخر الذکر کا فی اسم (۵۰۰ ماہانہ)۔ اس کے سوا موخر الذکر دو کو ہفتہ میں سر دست ایکبار متعاقب دو بار ہفتہ میں جو دن کہ مقرر ہوگا یہ ہر دو دفتر ٹرسٹ میں آنکر کام کریں گے (در نذری باغ) زیر نگرانی ٹرسٹ سکریٹری۔ وقت غالباً صبح کے دس بجے سے بارہ بجے تک مقرر ہوگا۔ بہرحال یہ انتظام تاریخ تقرر ٹرسٹیز سے شروع ہوگا یعنی ۱۲ رجون ۱۹۶۱ء۔

مرقوم ۲۶ رجون ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

بلبل بھی گُل کی بات کو کسطرح ٹالتی | کسطرح باد اپنے قدم کو سنبھالتی

بادِ خزاں نے باغ کو برباد کردیا | کسطرح بوئے گُل کو صبا بھی اچھالتی

(آمدہ از نذری باغ)

منتقلی والدہ علیؑ پاشاہ از پرپیڈ ویلا بہ کلینک بہ حالت مجبوری۔

فرمایا مریضہ کے جسم میں خون کی کمی ہونے سے خون دینا ضروری تھا۔ مگر یہ کام بجز کلینک دوسری جگہ نہیں ہوسکتا تھا۔ لہذا مجبوراً اون کو یہاں پر لایا گیا اور خون دیا گیا۔ اس وقت مریضہ کا مزاج ایک حالت پر ہے۔ یعنی شکر ہے کہ مزید خرابی نہیں پیدا ہوئی ہے۔ مگر ساتھ ہی فوت شدہ قوت بوجہ پیرانہ سالی۔ و دوسرے عوارض لاحقہ کو دور کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے بغیر مزید پیچیدگیاں اگر ایک حالت پر مزاج چلے تو اس کو غنیمت سمجھا جائے گا۔ اور شافی مطلق سے امید ہے کہ مریضہ کو شفا ہو۔

دیگر۔ مثل سابق نذری باغ کی نگرانی مریضہ کی جاری ہے۔ اور علاج معالجہ بھی چل رہا ہے۔ میں عندالفرصت کلینک جاتا ہوں۔ مریضہ کو دیکھنے کے لئے۔ اور خبر صبح و شام بتوسط ٹیلیفون مجھے ملتی رہتی ہے۔ اور اقرباء بھی یہاں آمد و رفت رکھتے ہیں جن میں زیادہ شہزادی علیؑ پاشاہ کہ مریضہ کی اولاد صلبی ہونے سے زیادہ لگاؤ ہے۔ اور ایسا ہونا بھی چاہیے کہ اونہیں کے خون سے یہ بچہ بنا ہے۔ زیادہ خیریت درازباد۔

مرقوم ۲۶ر جون ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

بلبل زار عجب سوختہ ساماں ہوگی
اور محفل میں ستو شمع شبستاں ہوگی

کحل سے غازہ سے تزئین یہی کہتی ہے
چشم کے سامنے بھی صورت جاناں ہوگی

(آمدہ از نذری باغ)

انتقال صاحبزادی داؤد النساء بیگم مرحومہ جنکے شوہر نذیر نواز جنگ تھے

(درِ بیگم بیٹھ)

فرمایا گو ایک زمانہ سے یہہ علیل تھیں اور جسیم ہونے سے نقل و حرکت میں معذور تھیں مگر منجملہ اور امراض کے قلب کا دورہ بھی تھا۔ چنانچہ اسی سے گذشتہ شنبہ شب میں انتقال ہوگیا اور مکہ مسجد میں اپنی بہن غوث النساء بیگم مرحومہ کے بازو دفن ہوئیں۔ یہہ عمر میں مجھ سے سات سال کی چھوٹی تھیں یعنے اس وقت عمر (۷۰) سال کی تھی۔ اور اپنی حد تک ذاتی صفات بھی رکھتی تھیں۔ یہہ ہر دو بہنیں (غوث النساء بیگم و داؤد النساء بیگم) مرحوم دربار کی صاحبزادیاں تھیں جو پسران سلطان الملک مرحوم سے بیاہی گئی تھیں اول الذکر یعنے غوث النساء بیگم کے شوہر فرید نواز جنگ تھے۔ یہ ہر دو صاحب اولاد تھیں۔ جنکا حال میں انتقال ہوا ہے اِن کے دو لڑکوں سے یعنے رشید نواز جنگ اور مجیب یار جنگ میری دو لڑکیاں بیاہی گئی ہیں۔ ایک مسعود النساء بیگم۔ دوسری رمضانی بیگم۔ اور یہہ ہر دو صاحب اولاد ہیں مقیم در حدود نذری باغ۔

آخر میں مجھے افسوس ہے کہ گذشتہ شنبہ کی شب میں مجھے دفعتہً بخار آگیا تھا جس کی وجہ سے یوم چہار شنبہ تجہیز و تکفین میں جا نہیں سکا کہ ڈاکٹر واگرے کہدانے تھے کہ تین چار دن تک میں پلنگ پر سے حرکت نہیں کرسکتا تھا جو کہ مجبوری تھی۔

زیادہ خدا مرحومہ کو جنت نصیب کرے۔

مرقومہ ۲۶ رجون ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

تشریح فرق مراتب ہر جگہ کارفرما ہے۔

فرمایا جتنے عہدہ داروں کی اولاد ہے جو نظام کی صاحبزادیوں یا پوتیوں کے شوہر نہیں ہیں (مُقیم نذری باغ) یہ ہر حالت میں سب خانہ زادان نذری باغ سے پوزیشن میں سینیئر ہیں۔ اور اسی لحاظ سے ہر چیز میں ان دونوں کے فرق رکھا گیا ہے۔ اور اسی اصول کو پیش نظر رکھکر نذری باغ میں ان کے حقوق کا تصفیہ ہوا ہے۔ ورنہ اگر ایسا نہ ہوتا تو انصاف کا خون کہا جاتا۔ جو کہ ناممکن تھا۔

ف۲ رہا انقلاب عالم کی وجہ سے ہر طرف دُنیا کا رنگ جو بدلا ہوا ہے وہ دوسری شئے ہے۔ کیونکہ دُنیا کی مثل ہے کہ زرِ خالص. زرِ ناقص کے ساتھ ترازو میں نہیں تولا جا سکتا کہ ہر شئے کی جنس مساوی نہیں ہے بلکہ جداگانہ ہے۔ یہ درست ہے۔

الحاصل ضرورت سمجھا کہ چند سطور لکھکر اس مسئلہ کو صاف کروں تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی باقی نہ رہے بلکہ ہر چیز واضح دکھائی دے۔

مرقوم ۲۶ رجون ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

کئے ہوئے ہے عجب مست یہ شراب مجھے ‖ کئے ہے آپ سے باہر بطِ رباب مجھے
یہ کہتی جاتی ہے دُنیا بلا شرف عثماں ‖ کئے ہوئے ہیں جو مشہور بو تراب مجھے

(آمدہ از نذری باغ)



ey just can't resist
J. B. MANGHARAM'S
BISCUITS & TOFFEE
J.B.'s crisp, delicious, health-packed biscuits and melting, creamy toffee are irresistible to children and grown-ups alike.
Made with Milk & energy-rich Glucose for Nourishment.
J. B. MANGHARAM & CO.,
HYDERABAD, ANDHRA PRADESH
Makers

شہباز

ایڈیٹر سید صمصام شیرازی

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

خطیب منبر سلونی کا ارشاد مبارک ہے کہ جو لوگ حق ... اپنے حقوق دریافت کر کے اس پر عمل کرو اور فضول جھگڑوں میں نہ پڑو

دفاتر معتمدین کی تعمیر کا مسئلہ

"بال ہٹ" اور "تریا ہٹ" تو مشہور ہے لیکن اب دفاتر معتمدین کی تعمیر کے سلسلہ میں حکومت آندھرا پردیش کے ارباب بست و کشاد کے رویہ اور ضد کو دیکھکر "ہٹ" کی اس فہرست میں "آندھرائی وزراء کی ہٹ" کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ کس قدر حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ عوام کے مسلسل احتجاج، توجہ دہانی اور نمائندگی کے باوصف حکومت کے کرتا دھرتا اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ دفاتر معتمدین کی مجوزہ عمارت شہر سے دور بیگم پیٹ ہی میں بنا کر رہیں گے۔ چنانچہ اب صدر جمہوریہ ہند سے بھی دفاتر معتمدین کا سنگ بنیاد رکھنے کی دعوت دی جا چکی ہے

دفاتر معتمدین کے لئے انتخاب کردہ ... کے بارے میں حیدرآباد کے ہر مکتب خیال نے مخالفت کی، صحافت نے پر زور احتجاج کیا، مدلل اداریے لکھے گئے، مراسلہ نگاروں اور عوام نے بھی چیخ پکار کی لیکن یہ تمام آوازیں، صدا بصحرا ثابت ہو کر رہ گئیں اور ارباب اقتدار اپنے غلط فیصلہ پر اب تک اڑے ہوئے ہیں۔ ایروڈروم کے انجینیروں نے اپنی رپورٹ میں یہ بتایا کہ "طیران گاہ کے قریب سہ منزلہ اور چہار منزلہ عمارت بنانا خطرہ سے خالی نہیں، طیاروں کے نزول و صعود میں ہمیشہ حادثہ کا اندیشہ رہے گا" لیکن یہ رپورٹ بھی حکومت کی "ہٹ" پر اثر انداز نہ ہو سکی۔ حکومت کی اس بیجا ضد کو دیکھ کر اب حیدرآباد ...

قطعہ

نہ دوا ہے نہ مطب دیکھ لے بیمار کے پاس ‖ بوئے گل آج گئی عنبر تاتار کے پاس
کہتی جاتی ہے یہی عہد نہم کی آمد ‖ چنگ و دف اور یہ قانون [illegible] کے پاس

(آغا اسندی باغی)

ممتاز شہریوں، سربرآوردہ اصحاب اور عوام نے احتجاج کے لئے ایک جلسۂ عام کا فیصلہ کیا ہے جسکے لئے تاریخ کا بھی اعلان کیا جاچکا ہے

وفاتِ معتقدین کے تعلق سے ہم نے شیراز کی ایک گزشتہ اشاعت میں تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے مجوزہ عمارت کے لئے بعض موزوں مقامات کی نشاندہی کی تھی۔ ہمارا اداریہ لکھا جانے کے بعد میں ریلیاد اور دوسرے صاحبِ رائے اصحاب نے بھی بعض موزوں ترین مقامات کی نشاندہی کی ہے جنمیں بتایا گیا ہے کہ سالارجنگ میوزیم کی زمین پر وفاتِ معتقدین کی عمارت تعمیر کیجائے۔ ایک رائے میں یہ بتایا گیا ہے کہ چادرگھاٹ کے دروازہ سے لے کر کارپوریشن کے دفتر تک کی وسیع زمین پر یہ عمارتیں تعمیر کی جائیں۔ عزاخانہ زہرا کی متصلہ زمین چونکہ سالارجنگ میوزیم کے لئے منتخب کی جاچکی ہے اور اس کا سنگِ بنیاد بھی رکھا جاچکا ہے اسلئے یہ زیادہ مناسب ہے کہ بارہ دری نواب سالارجنگ بشمول لکڑکوٹ، یوسف بازار اور چھتہ بازار کا جو وسیع رقبہ ہے اس پر مجوزہ عمارت تعمیر کی جائے اس مقام پر اگر یہ عمارت تعمیر کیجائے تو دواخانہ عثمانیہ، ہائیکورٹ اور اسٹیٹ لائبریری کا جواب ہوسکے گا اسطرح شہر کی رونق میں اضافہ ہوسکے گا اسکے علاوہ اس مقام کو مرکزیت بھی حاصل ہے حصولِ بارہ دری کے لیے بھی کوئی دشواری پیش نہ آئیگی اور حصولِ زمین کے اخراجات میں بھی قابلِ لحاظ کفایت ہوگی چنانچہ انہی خصوصیات کے مدِنظر بلدی قائدین نے بھی اسی مقام کی نشاندہی کی ہے جو ہر نقطۂ نظر سے مناسب مقام ہے

اس سلسلہ میں ہماری عوامی حکومت اور چیف منسٹر سے نہ صرف ہماری بلکہ لاکھوں عوام کی اپیل ہے کہ وہ بیگم پیٹ میں وفاتِ معتقدین کی تعمیر کے فیصلہ پر فوراً نظرثانی کریں اور بارہ دری نواب سالارجنگ مرحوم کی وسیع زمین کو اس عمارت کیلئے منتخب فرمائیں۔ اس عوامی دور میں عوام کی رائے کا احترام نہ کرنا عوامی حکومت کے لئے کسی طرح بھی زیبا نہیں!

ہمیں توقع ہے کہ سنگِ بنیاد کی رسم سے قبل ہی حکومت اپنے فیصلہ پر نظرثانی کریگی تاکہ اس تعلق سے عوام کے جذبات مزید مجروح نہ ہونے پائیں۔ رائے عامہ کا احترام کرنا نہ صرف ضروری بلکہ ہر اچھی حکومت کا فرض ہے۔

قطعہ

مکر و فریب سے نہ کوئی چال چل سکی ‖ کوشش سے بھی یہ دال گلائے نہ گل سکی
گل کا بھی کر کے خون یہ کہتی نسیم ہے ‖ بلبل بھی آج ہاتھ میں مہندی نہ مل سکی

(آمد انتظری باغ)

ماہ محرم الحرام کی عظمت

از آیۃ اللّٰہ العظمیٰ الامام حجۃ الاسلام استاد الحاج حضرت آقا شیخ محمد حسن نجفی مد ظلہ مجتہد الحوزۃ العلمیہ

آیۃ اللّٰہ کے پیغامات دینی معلومات کا گرانقدر سرمایہ ہیں ان کی اشاعت سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ملت جعفریہ میں دینی اور مذہبی معلومات کا اضافہ ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ شیعہ ناظرین شیراز مرد و زن ہر دو خود ان پیغامات کو پڑھیں اور اپنے بچوں کو انکے مطالعہ کی سخت تاکید فرمائیں تاکہ وہ اپنے مذہبی عقائد سے باخبر ہو سکیں (سید صمصام شیرازی)

محرم کی پہلی تاریخ سے جو کہ اسلامی سال کا پہلا دن ہے نویں محرم تک بلکہ سوا (خصوصاً) عاشورہ کے تمام ماہ روزہ رکھنا مستحب ہے اور عاشورہ کو اہلبیتؑ کی تاسی میں بجائے روزہ کے عصر تک فاقہ کرنا چاہیے حضرت ذکریاؑ نے پہلی محرم کو روزہ رکھا خدا نے انکی دعا قبول کی اور حضرت یحییٰؑ سا فرزند عطا فرمایا۔ تیسری محرم کو جناب یوسفؑ کنویں سے باہر آئے۔ وارد ہوا ہے کہ مصائب سے نجات حاصل کرنے اور مشکلوں کی آسانی کے لئے اس دن روزہ رکھیں۔ پانچویں محرم کو حضرت موسیٰؑ ابن عمران نے دریا کا راستہ طے کیا ساتویں محرم کو مقام مناجات میں آئے۔ نویں محرم کو جناب یونسؑ نے شکم ماہی سے نجات پائی (بعض نے ماہ ذی قعدہ بھی لکھا ہے)۔ محرم کا وہ مہینہ ہے جس میں جنگ وجدال کی ممانعت تھی اور اس سے اس حد تک احتراز کیا جاتا تھا کہ اگر باپ کا قاتل بیٹے کے قبضہ میں آ جاتا تھا تو اسکو بھی قتل کرنے کی بجائے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ لیکن افسوس کہ بنی امیہ نے اس مہینہ کی

حرمت کی نہ رسول خداؐ کی۔ فرزند پیغمبرؐ کو ظلم و ستم سے پیاسا شہید کیا اور اس یوم شہادت کو یوم مسرت و شادمانی قرار دیا اعدا کے پیرو یا جو کہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں ابھی تک اس اموی روش پر عمل رہے ہیں اور رسول خداؐ کے برخلاف جنھوں نے امام حسینؑ پر گریہ فرمایا یہ لوگ ہنستے ہیں قہقہے لگاتے ہیں اور عید کی طرح لباس مسرت پہن کر خوشیاں مناتے ہیں پھر لطف یہ ہے کہ عزاداران حسینؑ کو خطاکار خیال کرتے ہیں حالانکہ خطاکار وہ ہے جس کا عمل طریقہ رسول خداؐ کے طور طریقہ کے برخلاف ہو اور جو رفتار رسول خداؐ کی رفتار کے خلاف چلے اور اپنے فریضہ کو نظر انداز کرے

مسلمانوں کے فرائض میں سے اہم فرائض رسول خداؐ کی متابعت ہے۔ سورۂ احزاب کی یہ آیت **لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ** ہم کو بتاتی ہے کہ خدا نے پیغمبر خداؐ کی تاسی اور انکی پیروی کا حکم دیا ہے۔ لہذا امام حسین علیہ السلام پر جس طرح رسول خداؐ روئے ہم کو بھی رونا چاہیے اور جس طرح انھوں نے غم منایا ہم کو بھی منانا چاہیے (رسول خداؐ کی گریہ کی روایت علمائے اہلسنت نے کی ہے) مسلمانوں کو عاشورہ کا روز، روز حزن و غم قرار دینا چاہیے اور اس روش کو نہ چھوڑنا چاہیے جو خاندان رسالتؐ سے عقیدت رکھنے والے اکثر بزرگ مسلمانوں کی تھی۔ وہ عشرہ محرم کو رنج و غم اور حزن و اندوہ میں گزارتے تھے اور اپنے پیشوایان حقیقی کی تاسی میں مصیبت زدوں کی طرح بسر کرتے تھے۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جب محرم کا چاند دیکھتے تھے تو عشرہ بھر کوئی ان کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھتا تھا۔ عشرہ محرم تمام آنحضرت حزن و غم میں گزار دیتے تھے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار علی ابن الحسینؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ شہادت امام حسینؑ پر جس مومن کی آنکھوں سے آنسو نکلیں اور رخسارہ پر جاری ہوں خدا اسے جنت میں دائمی جگہ عطا فرمائے گا

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص ہماری مصیبت

کو شکستہ اور مسین کر دینے اور لٹنے تو زندوں کی آنکھ آنکھیں اس روز جس دن تمام آنکھیں گریاں ہوں گی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام پر رونا اور رلانا اہلبیتؑ کی دوستی اجر عظیم کا موجب اور مغفرت کا سبب ہے بلکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رونے والے کی صورت بنانا بھی خدا اور رسولؐ کی خوشنودی اور مغفرت کا باعث ہے اور خاندان رسالتؐ کے آثار کو زندہ رکھنا ہے

لیکن اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ شریعت کے احکام ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ کسی کو چھوڑ دینا اسلام کے خلاف ہے۔ پس جس طرح توحید کا اقرار کرنا رسالتؐ کو چھوڑ دینا یا رسالت کا اقرار کرنا اور توحید کو چھوڑ دینا اسلام نہیں ہے بلکہ مکمل اسلام توحید و رسالتؐ دونوں کا اقرار اور انکے احکام پر عمل کی بنیاد رکھتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ احکام شریع نماز و روزہ وغیرہ کے پابند نہیں ہیں اور صرف رسول خداؐ اور ان کے اہلبیتؑ کی محبت کو پیش نظر رکھتے ہیں وہ اشتباہ میں ہیں۔ اور وہ بھی احکام اشتباہ میں ہیں جو احکام اسلام سے جو صرف نماز و روزہ کے پابند ہیں اور محبت اہلبیتؑ سے گریز کرتے ہیں اور حقیقتاً سچا مسلمان اور مومن وہ شخص ہے جو دونوں پر ایمان لائے، دونوں کے احکام پر عمل کرے اور دونوں کے آثار پر چلے تاکہ تمام ارکان اسلام پر عمل پیرا ہو سکے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ نماز، روزہ، زکواۃ، حج اور ولایت۔ معلوم ہوا کہ نماز ولایت سے مربوط ہے اور ولایت اہلبیتؑ نماز سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قبولیت اعمال کا تعلق نماز سے ہے۔ رسول اکرمؐ فرماتے ہیں۔ نماز ستون دین ہے اگر قبول ہو گئی تو باقی تمام اعمال بھی قبول ہو جائیں گے اگر رد کر دی گئی تو باقی تمام اعمال بھی رد کر دیئے جائیں گے۔ پھر فرماتے ہیں۔ لیس منی من استخف بالصلوٰۃ لا یرد علی الحوض لا واللہ۔ جو شخص نماز

کو خفیف سمجھے وہ مجھ سے نہیں ہے وہ میرے پاس حوض کوثر پر نہیں پہنچ سکے گا۔ اسکے پیش نظر کسی مسلمان کے لئے کب سزاوار ہے کہ وہ اہلبیتؑ کی محبت اور اظہار مودت کو چھوڑ دے اور فقط نماز و روزہ وغیرہ کا پابند ہو کر اپنے کو مسلمان سمجھے یا نماز کو ترک کر کے صرف محبت پر اکتفا کرے اور فقط مجالس ماتم میں شرکت اور گریہ بکا کو ایمان و اسلام خیال کرے حالانکہ محبت کی شرط پیروی و اطاعت ہے اور اقرار و عمل و عقیدہ کے ہی مجموعہ کا نام ایمان و اسلام ہے دونوں ایک ہیں ان میں افتراق نہیں ہے بمقتضائے آیہ کریمہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ خدا نے یہ بتلا دیا کہ اس سے محبت رکھنا انکی پیروی کیسا تھ مشروط ہے جو خدا سے محبت کرنا چاہے اسکے لئے رسولؐ کی پیروی کرنا ضروری ہے جیسا کہ انھوں نے حکم دیا ہے۔

۴ ہم کو چاہیئے کہ ہم مجالس ماتم اور عزاداری قائم کر کے اظہار محبت کریں لیکن اسکے ساتھ ہی ساتھ نماز کے لئے بھی اہتمام کر کے دوستی کی شرط کو پوری کریں [illegible] کی شرط دوست کی پیروی ہے نہ کہ خواہشات نفس کی۔ [illegible] خصوصیت و اہمیت اسی سے ظاہر ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام [illegible] جیسے ہولناک دن بھی جبکہ مصائب و آلام کا ہجوم تھا [illegible] چاروں طرف سے برسنے والے تیروں میں نماز ادا کی۔ درحقیقت [illegible] جانوروں سے بھرے ہوئے جنگل میں آپکی عظیم [illegible] اصل مقصد اسلام ہی کو زندہ کرنا تھا اور آپکی [illegible] انیاذی کی علت غائی اسکے سوا کچھ نہیں تھی کہ شعائر [illegible] آپکا قول تھا۔ ان کان دین محمد لم یستقم الا بقتلی [illegible] سیوف خذینی۔ اگر دین محمدؐ کا قیام میرے قتل [illegible] موقوف ہے تو اے تلوارو [illegible] لو۔ پس اہلبیتؑ [illegible] شیعوں اور دوستوں کو لازم ہے [illegible] ان ہی کے نشان [illegible] قدم پر چلیں اور اپنے [illegible] تعلیمات اور انہی کو پیش نظر رکھیں [illegible] معرفت

کے ساتھ شرکت کریں۔ ان کے فضائل و مصائب کو بکمال توجہ سنئیں اور یقین کریں کہ مجالس کی غرض اور شرکت کا حاصل کیا ہے؟ مجلسوں میں جب جائیں تو ان احتیاطات کا خیال رکھیں۔ غیبت لغو تمام معاصی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں کیونکہ ایسی مقدس مجلسوں میں جس طرح ثواب زیادہ ملتا ہے اسی طرح گناہ کی سزا بھی زیادہ ہوتی ہے۔

حدود شریعت کا لحاظ کیجئے

برادران دینی وخواہران محترم! اپنے تمام افعال و اعمال میں خدا و رسولؐ اور ائمہ معصومینؑ کی خوشنودی کا خیال رکھیئے۔ عزاداری کا مقصد سمجھ کر عزاداری کیجئے۔ ان مجلسوں کی غرض و غایت خدمت دین اور ترویج اسلام ہے۔ اس طرح مجلسیں برپا کیجئے کہ حضرت سید الشہداءؑ کی روح مقدس شاد ہو جائے۔ کوشش کیجئے کہ مجلسوں میں شرکت اس طرح ہو کہ نامحرموں کی نظر نہ پڑنے پائے اور آپکی آواز ان کے کانوں تک نہ پہنچ سکے تاکہ آپکے عمل سے صدیقہ طاہرہؑ ناراض نہ ہوں اور ان کو تکلیف نہ دیجئے۔ آپکا ثواب مبتلا بہ معصیت نہ ہونے پائے۔ شرکت مجالس کے وقت صدیقۃ الکبریٰ حضرت فاطمہ زہراؑ اور عقیلۃ القریش جناب زینب کبریٰؑ کی خوشنودی پیش نظر رکھیئے۔ وہ بی بیؑ اپنے شوہر کی اجازت سے اپنے بھائی کے ہمراہ کربلا آئیں اور خدمت دین میں جانکاہ مصائب برداشت کئے۔ آپ بھی شوہر سے اجازت لے کر مجلسوں میں شرکت کیجئے اور ان مظلوموں کی مصیبت میں اظہار حزن و غم کیجئے تاکہ قیامت کے روز انکی شفاعت حاصل ہو اور ان ہی کے ساتھ محشور رہوں۔

آپ عزاداران امام مظلومؑ ہیں

برادران وخواہران دینی! عزاداری کرتے ہیں اپنا وقت اپنی عمر اور اپنی دولت اس راہ میں صرف کرتے ہیں کوشش کیجئے کہ یہ دولتیں منافی قلب اور نیک نیتی سے صرف ہوں تاکہ انکا صلہ حاصل ہو۔ کوشش کیجئے کہ ان مظلوموں کے آثار زندہ رہیں۔ ان کی تاسی کیجئے انکی پاک روحوں کو شاد کیجئے ان کو خوش کیجئے۔ اپنی نیتوں کو اپنے دلوں کو اپنے عمل کو ناپروائی ریاکاری خودنمائی فخر و غرور نام و نمود جتانے۔ پاک و صاف رکھیئے۔ یہ مجلس اور عزاداری ایک عبادت ہے اسمیں قصد قربت کو فراموش نہ کیجئے۔ ایسا کام کیجئے جو خدا کی بارگاہ میں مقبول ہو۔ ایسا عمل کیجئے جو اسکی خوشنودی کا سبب ہو۔ ایسا عمل کیجئے کہ یہ عزاداری یہ غم یہ مجلسیں یہ ماتم جو کچھ ہو دل سے ہو خالص ہو اور آپکے اس احساسات قلبی کا آئینہ ہو۔ اس طرح ہو جیسے کوئی شخص اپنے قریبی عزیز کی میت میں مبتلا ہے کہ ایسے وقت میں سر و پا کا ہوش نہیں رہتا وجود غم سے عجب عالم ہوتا ہے اور اسوقت جو اظہار غم ہوتا ہے اسمیں تصنع نہیں ہوتی اس عالم میں خودنمائی و فخر کا خیال نہیں رہتا۔

اپنی عبادتوں کو دنیا کے ہاتھ نہ فروخت

عزاداران حسینؑ! کیجئے لینے صرف جنت کے خیال سے نہ جانیے۔ مجالس کو عام مجلسوں کی طرح نہ بنایئے بیاد گریہ کیجئے مگر اس طرح کہ دل سفید رہے۔ اشک فشانی کیجئے مگر اس طرح کہ آپکے آنسو جہنم کے شعلوں کو خاموش کر دیں سامان عزا فراہم کیجئے مگر اس طرح کہ وہ کھیل تماشہ نہ معلوم ہوں۔ اظہار مصیبت کے لئے اسباب مہیا کیجئے مگر اس طرح کہ سوانگ کا دھوکہ نہ ہو۔ عزاداری کے لئے ایسا سامان رکھیئے کہ پنجتن پاکؑ اور ائمہ اطہارؑ تشریف لائیں تو ان کو ناگوار نہ گزرے۔ اگرچہ ہم ان ذوات مقدس کو نہیں دیکھتے لیکن ان مجلسوں کی حالت ان سے پوشیدہ نہیں رہتی مجلسوں میں جایئے تو صرف ان ہی کی یاد میں نشست و برخاست کیجئے اور مجلسیں پڑھنے کے لئے واعظین کرام کو بلایئے جو متقی اور پرہیزگار ہوں۔ انکی مجلسوں میں شرکت کیجئے ان کے بیانات کو غور سے سنیئے دوسروں کو سنایئے خود فائدہ حاصل کیجئے دوسروں کو فائدہ پہنچایئے

حقیقت ایسا ہی عزاداری حسین ماجور و مثاب ہے

یاد رکھیئے! اسکی زحمتیں نگاہ حق میں محبوب اور اہلبیتؑ کی نظر میں پسندیدہ ہیں۔ الغرض جو لوگ آپ مقدس کی راہ میں اپنے

خدم و نمود کا جذبہ اور اپنے خواہشات نفس کو فنا کردیں گے یقیناً ان کو عالم آخرت میں مراتب عالی حاصل اور اہلبیت اطہار کی شفاعت نصیب ہوگی۔ یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ جو شخص راہ حق میں سعی اور حقیقت و صداقت کی پیروی کرتا ہو اور صحیح معنوں میں اہلبیتؑ کا پیرو ہے اللہ کی رحمتیں ہمیشہ اس کے شامل حال رہتی ہیں۔

یوم عاشورہ!

آیت اللہ فی الانام حجۃ الاسلام آقای سید علی رضا ریحان مدرس مدظلہ نے غرۂ محرم سے ۱۰ رمحرم تک ہر روز رات کے ۹ بجے دربار حسینی میں عزاداران مظلوم کربلا کو حسینی تعلیم دیتے رہے۔ روز عاشورا انجمن اتحاد ایرانیان دکن کی جانب سے مظلوم کربلا کے نام پر کھانا کھلایا گیا۔ ایک محدود اندازہ کے مطابق تقریباً دس ہزار اشخاص نے بلا تفریق مذہب وملت تبرک سے استفادہ کیا۔

۷ رمحرم الحرام سے گیارہ محرم کی شب تک انجمن اتحاد ایرانیان کی جانب سے مسجد دار الشفاء کے روبرو لب سڑک سبیل لگائی گئی تھی۔ جو کوئی اس سبیل سے پانی نوش کرتا تھا وہ حسین مظلوم کی تشنگی کو یاد کرکے روتا تھا۔ اور بانیان سبیل کے لئے دعا کرتا تھا کہ خداوندا حسینؑ کے نام پر پانی کی سبیل لگانے والوں کے کاروبار میں روز افزوں ترقی عطا فرما کہ وہ سال آئندہ بھی نام حسین پر دودھ کی سبیل لگائیں ۔ سبیل پر سیاہ کپڑا چڑھایا گیا تھا۔ اور اس پر لکھا تھا۔

انا سہم معا تقسیم کردند کوفیاں | خویش داشتند حرمت مہمان کربلا

بودند دیو ودد ہمہ سیراب ومکید | خاتم ز قحط آب سلیمان کربلا

ایک اور ایرانی عالم کی آمد

آقای سید عبدالرضا مشکواتی جو یزد (ایران) کے مشہور واعظین میں سے ہیں۔ ۱۰ رمحرم کو شام کے ۷ بجے وارد حیدرآباد ہوئے۔ یہ حیدرآباد کیلئے نئے نہیں ہیں بلکہ گذشتہ سال بھی یہ حیدرآباد میں آقای حسین منابط کے مہمان رہ چکے اور اہل حیدرآباد آپ کے مواعظ سے مستفید ہوچکے ہیں ہر روز بوقت شب دربار حسینی حویلی قدیم میں آپ عزاداران حسینی کو مخاطب فرما رہے ہیں۔

آقای عباس علی جوکار حیدرآباد آگئے ہیں

آقای عباس علی جوکار ۱۴ سال تک حیدرآباد کے باہر بلاد اسلامیہ میں رہکر حیدرآباد واپس آئے ہیں۔ پہلے لمبا سال سے ہندوستان میں مقیم اور ہوٹل بزنس میں خاصہ تجربہ رکھتے ہیں جب مسٹر ویلوڈی حیدرآباد کے وزیر اعظم تھے اسوقت موصوف کی بیوی نے آقای جوکار کی تقرری کیسٹا فرمایا تھا کہ انہوں نے سرویس کینٹین کو نہایت پاک وصاف حالت میں رکھا تھا۔ آقای عباس علی جوکار ہمارے آقای حسین منابط کے عزیز رشتہ دار، حسین دوست خوش خلق اور جوان صالح ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام

از سید العلماء مولوی سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد لکھنو

(۰)

انسانی زندگی کو قدم قدم پر مشکلات کا سامنا پڑتا ہے۔ ایک طرف اُسے اپنے انسانیت کے بلند قدروں کو قائم رکھنے کے لئے خود اپنی نفسانی خواہشوں حیوانی جذبوں اور جسمانی تقاضوں سے عقل کی رہنمائی اور فرض شناسی کے اصول کی پابندیوں کی خاطر جنگ کرنا پڑتی ہے۔ دوسری طرف سچائی کے راستے میں جو بیرونی رکاوٹیں پیدا ہوتی رہتی ہیں اُن کے مقابلے کی ضرورت ہے۔ ماحول، رفتارِ زمانہ، ظلم اور تشدد کی طاقتیں اس کو اکثر راستے سے ہٹا دینے میں سیلاب کے بہاؤ اور آندھیوں کے تیز جھکڑوں۔ اور طوفان کے سخت تھپیڑوں سے دوچار کر دیتی ہیں۔ ایسے موقعوں پر سختی کے ساتھ سچائی کے راستے پر قائم رہنا جان پر کھیل جانا اور اصول سے بال بھر نہ ہٹنا ہر آدمی کا کام نہیں ہے۔ نفلی طور پر ثابت قدمی۔ استقلال ضبط، صبر اور تحمل کی نفظیں اخلاق کی کتابوں اور حکیموں کی نصیحتوں میں بہت مل جائیں گی مگر مشکل منزلوں میں اور دشوار راستوں میں انسان کا قدم آگے بڑھانے، حوصلہ کو قائم رکھنے اور ڈگمگاتے ہوئے پیروں میں استقلال پیدا کرنے کے لئے ایک عملی نمونہ کی ضرورت ہے۔ ایک ایسے راہ نما کی حاجت ہے جو ایسی سخت سے سخت منزلوں کو طے کئے ہوئے، اُس آزمائش کی کڑیوں کو جھیلے ہوئے مشکلات کی گھاٹیوں اور ناہمواریوں کو روندے ہوئے کامیابی کی سب سے اونچی چوٹی پر کھڑا ہوا دنیا کو آواز دے رہا ہو کہ "آؤ اور میرے نقشِ قدم پر چل کر سچائی، حقانیت اور صبر و استقلال کی اس معراج کو حاصل کرو"۔ یہ ہیں شہید کربلا حسین ابن علیؑ جن کے حالات کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

نام و نسب

حضرت ابو عبداللہ الحسینؑ جو آلِ رسولؐ میں سے تیسرے امام ہیں پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نواسے اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السّلام کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ کی والدۂ گرامی حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وہ باعزت بیٹی تھیں جن کی تعظیم کو حضرت کھڑے ہوتے تھے۔ جن کو تمام مسلمان حضرت سیدہ اور معصومہؑ کے نام سے یاد کرتے ہیں اور جنھیں مسلمانوں گھروں میں حضرت بی بی کے مقدس نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کا نام حضرت فاطمہ زہراؑ تھا اور رسولؐ نے سیدۂ زنانِ عالم کا انھیں خطاب دیا تھا۔ ایسے باپ اور ماں کے بیٹے اور ایسے نانا کے نواسے حسینؑ تھے جنھیں [illegible] نی کمالات اپنے نانا باپ اور ماں سے میراث [illegible] ے تھے۔

ولادت

ہجرت کے چوتھے سال تیسری شعبان پنجشنبہ کے دن امام حسین علیہ السلام

کی ولادت ہوئی۔ اس خوشخبری کو سنکر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ بیٹے کو گود میں لیا، پیار کیا، داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور اپنی زبان منہ میں دے دی پیغمبر کا مقدس لعاب دہن حسینؑ کی غذا بنا۔ ساتویں دن عقیقہ کیا گیا۔ آپ کی پیدائش سے تمام خاندان میں خوشی اور مسرت محسوس کی جاتی تھی۔ مگر آنے والے حالات کا علم پیغمبر کی آنکھوں سے آنسو برساتا تھا اور اسی وقت سے حسینؑ کے مصائب کا چرچا اہلبیت رسولؐ کے زبانوں پر آنے لگا۔

نشو و نما

پیغمبر اسلام کی گود جو اسلام کی تربیت کا گہوارہ تھی۔ اب ان دو بچوں کی پرورش میں مصروف ہوئی۔ ایک حسنؑ، دوسرے حسینؑ۔ اور اس طرح ان دونوں کا اور اسلام کا ایک ہی گہوارہ تھا جس میں دونوں پروان چڑھ رہے تھے۔ ایک طرف پیغمبر اسلام جن کی زندگی کا مقصد ہی اخلاق انسانی کی تکمیل تھی۔ اور دوسری طرف حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ جو اپنے عمل سے خدا کی مرضی کے خریدار بن چکے تھے۔ تیسری طرف حضرت فاطمہ زہراؑ جو خواتین کے طبقہ میں پیغمبر کی رسالت کو عملی طور پر پہنچانے ہی کے لئے قدرت کی طرف سے پیدا ہوئی تھیں۔ اس نورانی ماحول میں حسینؑ کی پرورش ہوئی۔

رسولؐ کی محبت

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں نواسوں کے ساتھ انتہائی محبت فرماتے تھے۔ سینہ پر بٹھاتے تھے۔ کاندھوں پر چڑھاتے تھے۔ اور مسلمانوں کو تاکید فرماتے تھے کہ ان سے محبت رکھو۔ مگر چھوٹے نواسے کے ساتھ آپ کی محبت کے انداز کچھ امتیاز خاص رکھتے تھے۔ ایسا ہوا ہے کہ نماز میں سجدہ کی حالت میں حسینؑ پشت مبارک پر آگئے تو سجدہ میں طول دیا۔ یہاں تک کہ بچہ خود سے بہ خوشی پشت پر سے علیحدہ ہوگیا۔ اس وقت سر سجدے سے اٹھایا کبھی خطبہ پڑھتے ہوئے اور حسینؑ مسجد کے دروازے سے داخل ہونے لگے اور زمین پر گر گئے تو رسولؐ نے اپنا خطبہ قطع کردیا اور منبر سے اتر کر بچے کو زمین سے اٹھایا اور منبر پر تشریف لے گئے اور مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ "دیکھو یہ حسینؑ ہے، اسے خوب پہچان لو اور اس کی فضیلت کو یاد رکھو"۔ رسولؐ نے حسینؑ کے لئے یہ الفاظ بھی خاص طور پر فرمائے تھے کہ "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں"۔ مستقبل نے بتادیا کہ رسولؐ کا مطلب یہ تھا کہ میرا نام اور میرا کام دنیا میں حسینؑ کی بدولت قائم رہے گا۔

رسولؐ کی وفات کے بعد

امام حسین علیہ السلام کی عمر ابھی چھ سال کی تھی جب انتہائی محبت کرنے والے نانا کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اب پچیس برس تک حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خانہ نشینی کا دور ہے۔ اس زمانہ کے طرح طرح کے ناگوار حالات امام حسینؑ دیکھتے رہے اور اپنے والد بزرگوار کی سیرت کا بھی مطالعہ فرماتے رہے۔ یہی وہ دور تھا جس میں آپ نے جوانی کے حدود میں قدم رکھا اور بھرپور شباب کی منزلوں کو طے کیا۔ ۳۵ھ میں جب حسینؑ کی عمر ۳۱ برس کی تھی

عام مسلمانوں نے حضرت علی ابن ابی طالب کو بحیثیت خلیفہ اسلام تسلیم کیا۔ یہ امیرالمومنین کی زندگی کے آخری پانچ سال تھے۔ جن میں جمل، صفین اور نہروان کی لڑائیاں ہوئیں۔ اور امام حسینؑ ان میں اپنے بزرگ مرتبہ باپ کی نصرت اور حمایت میں شریک ہوئے اور شجاعت کے جوہر بھی دکھائے۔ سنہ ۴۰ھ میں جناب امیر علیہ السلام مسجد کوفہ میں شہید ہوئے اور اب امامت اور خلافت کی ذمہ داریاں امام حسن علیہ السلام کے سپرد ہوئیں۔ جو حضرت امام حسینؑ کے بڑے بھائی تھے۔ حسینؑ نے ایک باوفا اور اطاعت شعار بھائی کی طرح حسن کا ساتھ دیا۔ جب امام حسن علیہ السلام نے ایسے شرائط کے ماتحت جن سے اسلامی مفاد محفوظ رہ سکے معاویہ کے ساتھ صلح کر لی تو امام حسین علیہ السلام بھی اس مصالحت پر راضی ہوگئے اور خاموشی کی زندگی گزارنے لگے۔ دس برس تک امام حسن علیہ السلام کی زندگی میں اور دس برس تک امام حسن علیہ السلام کے بعد آپ خاموشی اور گوشہ نشینی کے ساتھ عبادت اور شریعت کی تعلیم و اشاعت میں مصروف رہے۔ مگر معاویہ نے ان شرائط کو جو امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ہوئے تھے بالکل پورا نہ کیا۔ خود امام حسن علیہ السلام کو امیر شام کی سازش ہی سے زہر دیا گیا۔ حضرت علی ابن ابی طالب کے شیعوں کو چن چن کے قید کیا گیا، سر قلم کئے گئے اور سولی پر چڑھا دیا گیا اور سب سے آخر میں اس شرط کے بالکل خلاف کہ "معاویہ کو اپنے بعد کسی کو جانشین مقرر کرنے کا حق نہ ہوگا۔" معاویہ نے یزید کو اپنے بعد کے لئے ولی عہد بنا دیا اور تمام مسلمانوں سے اس کی بیعت حاصل کرنے کی کوشش کی گئی اور زور و زر دونوں طاقتوں کو کام میں لا کر دنیائے اسلام کے بڑے حصے کا سر جھکا دیا گیا۔

اخلاق و اوصاف

امام حسین علیہ السلام سلسلۂ امامت کی تیسری فرد تھے۔ عصمت و طہارت کا مجسمہ تھے آپ کی عبادت، آپ کے زہد، آپ کی سخاوت اور آپ کمال اخلاق کے دوست و دشمن سب ہی قائل تھے۔ رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اور اکثر روزے رکھتے تھے۔ پچیس حج آپ نے پا پیادہ کئے آپ میں سخاوت اور شجاعت کی صفت کو خود رسول اللہ نے بچپنے میں ایسا نمایاں پایا کہ فرمایا: "حسینؑ میں میری سخاوت اور میری جرأت ہے۔" چنانچہ آپ کے دروازے پر مسافروں اور حاجتمندوں کا سلسلہ برابر قائم رہتا تھا۔ اور کوئی سائل محروم واپس نہیں ہوتا تھا۔ اس وجہ سے آپ کا لقب "ابو المساکین" ہوگیا تھا۔ راتوں کو روٹیوں اور کھجوروں کے پشتارے اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لے جاتے تھے اور غریب محتاج بیواؤں اور یتیم بچوں کو پہنچاتے تھے۔ جن کے نشان پشت پر پڑ گئے تھے۔ حضرت ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ "جب کسی صاحب ضرورت نے تمہارے سامنے سوال کے لئے ہاتھ پھیلا دیا تو گویا اس نے اپنی عزت تمہارے ہاتھ بیچ ڈالی اب تمہارا فرض یہ ہے کہ تم اسے خالی ہاتھ واپس نہ کرو کم از کم اپنی ہی عزت نفس کا خیال کرو۔"

غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ آپ عزیزوں کا سا برتاؤ کرتے تھے ذرا ذرا سی بات پر آپ انہیں آزاد کر دیتے تھے۔ آپ کے علمی کمالات کے سامنے دنیا کا سر جھکا ہوا تھا۔ مذہبی مسائل اور اہم مشکلات میں آپ کی طرف رجوع کی جاتی تھی۔ آپ کی دعاؤں کا ایک مجموعہ صحیفۂ حسینیہ کے نام

سے اس وقت تک موجود ہے۔ آپ رحم دل ایسے تھے کہ
دشمنوں پر بھی وقت آنے پر رحم کھاتے تھے۔ اور ایثار
ایسا تھا کہ اپنی ضرورت کو نظر انداز کر کے دوسروں کی
ضرورت کو پورا کرتے تھے۔ ان تمام بلند صفات کے ساتھ
متواضع اور منکسر ایسے تھے کہ راستے میں چند مساکین بیٹھے
ہوئے اپنی بھیک کے ٹکڑے کھا رہے تھے اور آپ کو پکار
کر کھانے میں شرکت کی دعوت دی تو حضرت فوراً زمین پر بیٹھ
گئے اگرچہ کھانے میں شرکت نہیں فرمائی۔ اس بناء پر کہ صدقہ
آل محمد پر حرام ہے۔ مگر ان کے پاس بیٹھنے میں کوئی عذر نہیں ہوا
اس خاکساری کے باوجود آپ کی بلندی مرتبہ کا یہ
اثر تھا کہ جس مجمع میں آپ تشریف فرما ہوتے تھے لوگ نگاہ
اٹھا کر بات نہیں کرتے تھے جو لوگ آپ کے خاندان کے مخالف
تھے وہ بھی آپ کی بلندی مرتبہ کے قائل تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ
حضرت امام حسین علیہ السلام نے امیر شام معاویہ کو ایک
سخت خط لکھا جس میں ان کے اعمال و افعال اور سیاسی
حرکات پر نکتہ چینی کی تھی۔ اس خط کو پڑھ کر معاویہ کو
بڑی تکلیف محسوس ہوئی۔ پاس بیٹھنے والے خوشامدیوں نے
کہا کہ آپ بھی اتنا ہی سخت خط لکھئے۔ معاویہ نے کہا میں
جو کچھ لکھوں وہ اگر غلط ہو تو اس سے کوئی نتیجہ نہیں اور اگر
صحیح لکھنا چاہوں تو بخدا حسین میں مجھے ڈھونڈھے سے کوئی
عیب نہیں ملتا۔

آپ کی اخلاقی جرات، راست بازی اور راست
کرداری، قوت اقدام، جوش عمل اور ثبات و استقلال
صبر و برداشت کی تصویریں کربلا کے مرقع میں محفوظ ہیں۔
ان سب کے ساتھ آپ کی امن پسندی یہ تھی کہ آخر وقت
تک دشمنوں سے صلح کرنے کی کوشش جاری رکھی مگر وہ

تھا کہ جان دے دی مگر جو صحیح راستہ پہلے دن اختیار کر لیا
تھا۔ اس سے ایک انچ نہ ہٹے۔ انھوں نے بحیثیت ایک فرزند
کے باپ کی اطاعت کی اور چھوٹے بھائی ہو کر بھائی کی اطاعت
کی اور پھر بحیثیت ایک سردار کے کربلا میں ایک پوری
جماعت کو قیادت کی اس طرح کہ اپنے وقت میں وہ اطاعت
بھی بے مثل تھی اور دوسرے وقت میں یہ قیادت بھی لاجواب تھی۔

واقعہ کربلا

حضرت امام حسن علیہ السلام سے اور
امیر شام معاویہ ابن ابوسفیان سے
جو صلح ہوئی تھی اس کی ایک خاص
اہم شرط یہ تھی کہ معاویہ کو اپنے بعد کسی جانشین کے مقرر
کرنے کا حق نہ ہوگا مگر سب شرطوں کو عملی طور سے پامال
کرتے ہوئے معاویہ نے اس شرط کی بھی نہایت شدت
کے ساتھ مخالفت کی اور اپنے بیٹے یزید کو اپنے بعد کے لئے
نامزد کرنا کیا بلکہ اپنی زندگی ہی میں ممالک اسلامیہ کا
دورہ کر کے بحیثیت آئندہ خلیفہ کے یزید کی بیعت حاصل
کر لی۔ اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے بیعت سے
انکار فرما دیا۔ امیر شام نے آپ کو موافق بنانے میں ہر طرح
کی کوشش کی مگر نتیجہ میں ناکامیابی ہوئی۔ یزید نہ صرف یہ کہ
اصولی طور پر اس کی خلافت ناجائز تھی بلکہ اپنے اخلاق
اوصاف اور کردار کے لحاظ سے اتنا پست تھا کہ تخت
سلطنت پر اس کا برقرار ہونا اسلامی شریعت کے لئے سخت
خطرے کا باعث تھا۔ وہ شراب خوار، بدکار اور ایسے اخلاقی
جرائم کا مرتکب تھا جن کا ذکر بھی تہذیب اور شائستگی کے
خلاف ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام
سے بیعت لینے پر مصر تھا۔ گویا وہ اپنے خلاف شریعت افعال
کی صحت کے لئے پیغمبر اسلام کے نواسے سے سند حاصل کرنا

[illegible]

سے پہلے یہ فکر اس کو یہی ہوئی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے بیعت حاصل کی جائے اس نے اپنے گورنر مدینہ ولید کو معاویہ کی خبر انتقال کے ساتھ بیعت کے لئے بھی لکھا۔ ولید نے جو مدینہ کا گورنر تھا امام حسین علیہ السلام کو بلا کر یزید کا پیغام پہنچایا۔ آپ پہلے ہی سمجھے ہوئے تھے کہ یزید کی بیعت آپ کے لئے ہرگز ممکن نہیں ہے۔ بیعت نہ کرنے کی صورت میں جو نتائج ہوں گے انہیں بھی خوب جانتے تھے مگر دین خدا کی حفاظت اور شریعت اسلام کی خاطر آپ کو سب گوارا تھا۔ آپ ولید کو مناسب جواب دے کر اپنے مکان پر واپس آئے۔ مدینہ میں قیام اس کے بعد نامناسب خیال فرما کر ہجرت کا مضبوط ارادہ کر لیا۔

سنہ ۶۰ھ رجب کا مہینہ ۲۸ تاریخ تھی جب حضرت اپنے نانا کے جوار کو چھوڑ کر ظالموں کے جور و ستم سے سفر غربت اختیار کرنے پر مجبور ہوئے۔ مکہ معظمہ عرب کے بین الاقوامی قانون اور پھر اسلامی تعلیمات کے رو سے جائے پناہ اور امن و امان کی جگہ تھی آپ نے مکہ میں ایک پناہ گزین کی حیثیت سے قیام فرمایا۔ آپ کے ساتھ آپ کے عزیز اعزہ تھے جن میں خاندان رسولؐ کی محترم بیبیاں اور کمسن بچے بھی تھے۔ آپ اپنی طرف سے کسی خون ریزی اور جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ حج کا زمانہ بھی قریب تھا۔ اور حضرت کی دلی تمنا تھی کہ اس سال خانہ کعبہ کا حج ضرور فرمائیں۔ جب کہ آپ مکہ ہی میں موجود ہیں مگر اسباب ایسے پیدا ہوئے کہ وہ بزرگوار جو اس کے پہلے [illegible] کی خاطر اپنے وطن مدینے سے آ کر پناہ گزین ہوا تھا اس کو [illegible]

[illegible] کو خانہ کعبہ کے پاس [illegible] قتل کر [illegible]

حضرت [illegible]

[illegible] خانہ کعبہ کی حرمت [illegible] حج کو باقی تھے جب آپ تمام اہل و عیال [illegible] مکہ معظمہ سے روانہ ہو گئے۔ اب آپ [illegible] کوفہ والے برابر خط بھیج رہے تھے کہ آپ جلد تشریف لائیے ہمارا کوئی امام نہیں ہماری رہنمائی فرمائیں۔ جب حضرت آپ [illegible] مجبور ہو چکے تھے تو آپ کوفہ کو ہی وہ مقام [illegible] طرف آپ رخ کرتے۔ یہاں کے حالات [illegible] آپ اپنے چچا زاد بھائی جناب مسلم ابن عقیل کو [illegible] ۸ ذی الحجہ کو حضرت مکہ معظمہ سے کوفہ کے ارادے ہوئے مگر یہی وہ وقت تھا جب کوفہ میں انقلاب شروع ہوا۔ کوفہ کے لوگوں نے حضرت مسلم [illegible] کیا اور اٹھارہ ہزار آدمیوں نے بیعت کی مگر جب [illegible] کی اطلاع ہوئی تو اس نے حاکم کوفہ نعمان بن بشیر کو [illegible] کیا اور ابن زیاد کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔

یہ شخص بڑا ہی ظالم اور سنگدل [illegible] کوفہ میں آ کر بڑے سخت احکام نافذ کئے اور تمام [illegible] پر خوف و دہشت طاری ہو گئی۔ سب نے [illegible] چھوڑ دیا۔ اور آخر تنہا [illegible] بڑی مظلومی اور بے کسی کے ساتھ ۹ ذی الحجہ کو [illegible] کر ڈالے گئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام [illegible] میں منزل زبالہ پہنچے۔ جب حضرت کو مسلم کی خبر [illegible]

[illegible]

... دریا ... یہاں تک کہ ذوالحجہ کی منزل ...
... فوج کے ایک ہزار کا لشکر تھا
... کی سرزمین میں آپ کا راستہ روک لیا گیا
... دشمن کی فوج تھی۔ مگر حضرت امام حسین
علیہ السلام نے ان کے ساتھ رحم و کرم کا وہ مظاہرہ
کیا جو دنیا کی تاریخ میں یادگار رہے گا۔ تمام
فوج کو پیاسا دیکھ کر جتنا پانی ساتھ تھا سب پلا دیا
دوران میں آپ راستے میں اپنے اہل حرم اور بچوں
کی پیاس کے لئے پانی کا کوئی ذخیرہ محفوظ رکھا۔
اس کے بعد بھی یزیدی فوج نے اپنے حاکم کی ہدایت
کے مطابق آپ کے ساتھ تشدد اختیار کیا۔ آپ کو
آگے بڑھنے یا واپس جانے سے روک دیا۔ اب سنہ ۶۱ ہجری
کا محرم کا مہینہ شروع ہو گیا تھا۔ دوسری محرم کو حضرت
کربلا کی زمین پر پہنچے اور نہیں آگے بڑھنے پر مجبور ہو گئے۔
تیسرے دن سے یزید کا ٹڈی دل لشکر کربلا کے میدان
میں آنا شروع ہو گیا اور تمام راستے امام حسین علیہ
السلام کے ساتھ صرف بہتر جانباز تھے۔ ادھر
ہزاروں کا لشکر۔

سات دن تک امن قائم رکھنے کے لئے صلح کی
کوشش ہوتی رہی۔ حضرت یہاں تک تیار ہو گئے کہ عرب
کا ملک چھوڑ دیں۔ کسی دور دراز سرزمین پر چلے جائیں
اور اس طرح اپنے کو بیعت کرنے سے الگ رکھتے ہوئے
کسی صورت پیدا کر دی کہ جنگ کی نوبت نہ آئے
لیکن ... محرم کی ... کو صلح کے امکانات ختم
ہو گئے۔ ابن زیاد کے اس خط سے جو عمر سعد کے
پاس بھیجا گیا۔ جس میں لکھا تھا کہ یا حسین فوراً
غیر مشروط اطاعت قبول کریں یا ان سے جنگ کی جائے۔
اس خط کے پہنچتے ہی فوج یزید نے ظلم کر دیا۔

ساتویں محرم سے پانی بند ہو چکا تھا۔ امام
حسین علیہ السلام کے ساتھ جن میں اہل حرم اور بچے
... کی پیاس کی ... العطش کی صدائیں اور ...
کے حالات سخت ہو گئے تھے۔ مگر یزید کی بیعت اب بھی
اسی طرح غیر ممکن تھی جس طرح اس کے پہلے پہلے تک
آپ نے یہ چاہا کہ ایک رات کی مہلت مل جائے آپ
چاہتے تھے کہ یہ پوری رات آخری طور پر عبادت خدا
میں بسر کریں۔ اس کے علاوہ دوست و دشمن دونوں
کو جنگ کا قطعی فیصلہ ہو جانے کے بعد اپنے طرز
عمل پر غور کرنے کا موقع مل جائے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں
کو جمع کر کے تقریر بھی فرمائی۔ آپ نے فرمایا کل قربانی کا دن
ہے۔ ... دشمنوں کو مجھ سے دشمنی ہے۔ کیا ضرورت
ہے کہ تم لوگ اپنی زندگی کو میرے ساتھ خطرے میں
ڈالو۔ میں تم سب سے اپنی بیعت اٹھائے لیتا ہوں۔ اس
رات کے اندھیرے میں جدھر چاہو چلے جاؤ۔ مگر ان جاں
نثاروں نے ... قربان ہو کر کہا کہ ہم آپ کا ساتھ نہیں
چھوڑ سکتے۔

عاشور کی رات ختم ہوئی۔ دسویں محرم کو صبح سے
عصر تک کی مدت میں ان بہادروں نے جو کچھ کیا تھا اسے
دنیا نے دیکھا۔ اس وفاداری، استقلال اور بہادری
سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی نصرت میں جو نمونہ
پیش کیا وہ تاریخ میں یادگار رہے گا۔ ان میں حبیب

ابن عقیل ... مسلم ابن عوسجہ، سوید ابن عمرو ... ابن مظاہر اور عبد الرحمٰن ابن عبد رب ایسے شاہ ... اور اسّی برس سے زائد تھے۔ اور سعید اصحاب رسول ... بریر ہمدانی، کنانہ ابن عتیق تغلبی نافع ابن ہلال ... ابن اسعد ایسے حفاظ قرآن تھے اور بہت سے علما اور راویان حدیث، بہت سے عابد اور شب زندہ دار اور بہت سے ایسے شجاع اور رزمگار تھے جن کی شجاعت کے کارنامے لوگوں کی زبان پر تھے۔

جب مددگاروں میں کوئی باقی نہ رہا تو عزیزوں کی نوبت آئی۔ سب سے پہلے حضرت نے جوان بیٹے علی اکبر کو جو شبیہ پیغمبر بھی تھے مرنے کے لیے بھیج دیا۔ علی اکبر نے جہاد کر کے اپنی جان دینِ خدا پر نثار کی۔ امام حسین علیہ السلام کو شبیہ رسول کی جدائی کا صدمہ تو بہت ہوا مگر عمل کے راستے میں آپ کی ہمت کے حوصلے اور ولولے میں کوئی فرق نہیں آیا۔ عقیل کی اولاد عبد اللہ ابن جعفر کے فرزند ایک ایک کر کے رخصت ہوئے۔ امام حسن علیہ السلام کے یتیم قاسم کی جدائی آپ کو بہت شاق ہوئی۔ مگر اپنے بزرگ مرتبہ بھائی کی وصیت کو پورا کرتے ہوئے قاسم کو بھی رخصت کر دیا۔

سب کے آخر میں فرزندان امیر المومنین علیہ السلام میدان جہاد میں گئے جب کوئی نہ رہا تو علمدار کی باری آئی قمر بنی ہاشم ابو الفضل العباس کو حضرت کسی طرح اجازت جہاد نہ دیتے تھے۔ کیونکہ ان کے کاندھوں پر اسلام کا علم لہرا رہا تھا۔ مگر آخر ایک طرف بچوں کی پیاس دوسری طرف جوش جہاد۔ عباس پانی لینے کے لیے ایک مشک اپنے ساتھ لیکر فرات کی جانب متوجہ ہوئے

انہوں نے ظلم کی مخالفت کی ... [illegible] گیا۔ فوج کو ہٹا کر نہر ... [illegible] میں پانی بھی بھر لیا۔ مگر ... [illegible] پہنچنے نہیں پایا تھا کہ ... [illegible] مشک پر تیر لگے ... [illegible] ختم ہو گئی۔ گرد ... [illegible] عباس کے ساتھ زمین پر آ گیا۔ حسین کی کمر ... [illegible] پشت جھک گئی۔ مگر ہمت پھر بھی نہیں ... [illegible] کے میدان میں حسین کے سوا کوئی نظر نہ آتا ... [illegible] شہدا میں ابھی ایک بے مثال مجاہد ... [illegible] جس کا جواب قربانی کی تاریخ میں نہ پہلے نظر آیا ... [illegible] نظر آ سکتا ہے۔ یہ چھ مہینے کا بچہ علی اصغر ... [illegible] میں پیاس سے جاں بلب تھا۔ حسین ... [illegible] لائے اور اس بچہ کو طلب فرمایا۔ بچے کی ... [illegible] کی حالت کا مشاہدہ فرمایا۔ ... [illegible] کو متاثر کرنے کے لیے کافی تھا۔ مگر ... [illegible] دل فوج شام کے سپاہی ... [illegible] اس معصوم بچوں کو دیکھ کر بجائے اس کے ... [illegible] بچے کو ایک قطرۂ آب سے سیراب کرتے ظلم اور ... [illegible] کا مظاہرہ انتہائی حد تک پہنچا دیا۔ سخت دل ... [illegible] تیر اور بچہ کا نازک گلا۔

امام حسین نے یہ آخری ہدیہ بھی بارگاہ الٰہی ... [illegible] کر دیا۔ تو خود بہ نفس نفیس میدان جہاد میں ... [illegible] باوجود انتہائی بے کسی اور تشنگی کے جب ... [illegible] بھوکے اور پیاسے تھے۔ دن بھر اصحاب ... [illegible] لاشیں اٹھائی تھیں۔ اللہ اکبر ... [illegible]



[illegible] جب نصرت اسلام کے لئے تلوار
[illegible] اور حق اور حق کی شان اور عقیدہ
[illegible] اور قربانی۔ آخر قربانی کی منزل سامنے
[illegible] کی تلواریں، نیزے اور تیر اور وہ مقدس
[illegible] کی کشت، خون کے بہنے سے گھوڑے پر سنبھلے
[illegible] نہ رہی۔ دشمنوں نے اپنا رسائی کی کوئی حسرت
[illegible] خنجر فرزند رسولؐ کے گلے پر کیا پھر گویا
[illegible] کا سر قلم ہوا۔ اور نام نہاد کلمۂ اسلام پڑھنے والوں
[illegible] کا سر نیزے پر بلند کیا۔ اتنا ہی نہیں
خیموں میں آگ لگا دی گئی۔ خانوادۂ عصمت کی مقدس
بیبیوں کے سروں سے چادریں اتار دی گئیں شہیدوں
کی لاشیں گھوڑوں کے سموں سے پامال کی گئیں۔

امام حسین علیہ السلام کے بعد مردوں میں صرف ایک
فرزند سید سجادؑ باقی تھے جنہیں طوق و زنجیر پہنایا
گیا۔ اور بیبیوں اور بچوں کے ساتھ قید کرکے شہر بہ شہر
پھرایا گیا۔ کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام قیدیوں کی صورت
میں لے جائے گئے اور ابن زیاد اور یزید کے درباروں میں
حاضر کئے گئے۔ ان واقعات کا مختصر تذکرہ حضرت سید
سجاد کے حالات میں آپ کی نظر سے گزرے گا۔

ان نام کے مسلمانوں نے پیغمبر اسلام کے فرزند کو دفن
و کفن سے محروم رکھا تھا۔ مگر آس پاس کے رہنے والے قبیلہ
بنی اسد کے لوگوں نے فوج ظلم کے چلے جانے کے بعد بارگاہ
امام کو روز شہادت سے تیسرے دن دفن کیا۔

آج کربلائے معلیٰ میں حسینؑ کا روضہ انتہائی شان و
شکوہ کے ساتھ تمام دنیا کے لوگوں کا مرکز بنا ہوا ہے اور
حسین کے نام کا نعرہ اور جھنڈا اور ظلم اور تخویف
کے مظاہرات دنیا کے ہر گوشے میں نظر آتے ہیں۔ حسین دنیا میں
قائم ہیں اور حسین کی بدولت اسلام باقی ہے اور صداقت
و استقلال و حق پرستی کے لئے امام حسین علیہ السلام کا اسوۂ
حسنہ تاریخ انسانیت میں بے مثال حیثیت سے باقی ہے
اور ہمیشہ باقی رہے گا۔

اگر واقعۂ کربلا سے دنیا صحیح سبق حاصل کرے اور
سید الشہداء نے کربلا میں جو بے نظیر نمونہ پیش کیا ہے
اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش بھی جاری رہے تو زندگی
کے آثار نمایاں ہو جائیں۔

ہم میں کیا کمی ہے۔ یہی ہے کہ ہم بلند مقاصد کے
سامنے اپنے وقتی مفاد، اپنے راحت و آرام، اپنی زندگی
اپنی قرابت داروں اور اپنے اہل و عیال اور اولاد کا درد نہ جانے
سکتے۔ وہ یہی سنہری مصلحتوں کا لحاظ کرتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے یہ مثال پیش کی ہے کہ تم
بلند مقاصد کے لئے اپنی ہر چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار
رہو۔ مبارک ہوں گے وہ افراد جو اس سے سبق حاصل
کریں۔ اور اپنے تئیں عملی حیثیت سے ویسا ہی پیش کریں
جیسا حسین دنیا کو بنانا چاہتے تھے۔

حسینؓ ابن علیؓ

از محترمہ ثریا طاہرہ سعید صاحبہ بی۔ اے

حسینؓ ابن علیؓ کی یاد ہی اپنی عبادت ہے | حسینؓ ابن علیؓ کی پیروی میں سعادت ہے
بلا دنیا میں اک ساعت نہ آرام دکھوں جسکو | اسی آرام جاں کے نام سے اس دل کو راحت ہے

سید کربلا نبیؐ کے لال | تجھ سے پنہاں نہیں ہے میرا حال
تیرے دیدار کی تمنا ہے | خواب ہی میں دکھا دے اپنا جمال

علمبردار کہتے تھے مجھے اُن سے محبت ہے | انہیں کی راہ میں قربان ہو جانیکی حسرت ہے
"وہ پیش معشوق مرنا عشق کو بدنام کرنا ہے" | حسینؓ ابن علیؓ سے قبل مرنا ہی سعادت ہے



ایشیائی ملکوں کو برطانوی امداد

کولمبو منصوبہ کے پہلے دس سال!

کولمبو منصوبہ جو موجودہ سیاسی دور میں باہمی امداد اور شراکت کی ایک عمدہ مثال ہے، یکم جولائی کو اپنے پہلے دس سال پورے کرلے گا۔ ان دس برسوں میں کولمبو منصوبہ کے ممبر ملکوں نے جنوبی و جنوب مشرقی ایشیا میں معاشیات کو بلند کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ کولمبو منصوبہ کی مشاورتی کمیٹی کی پچھلی میٹنگ میں برطانوی وفد کے لیڈر لارڈ لینس ڈاؤن نے صحیح طور پر یہ کہا تھا "ہم بجا طور پر خوش فہمی سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری تکمیلات اہم اور ہمارے طریقے بنیادی طور پر صحت مند ہیں"۔

اس عرصہ میں جنوبی و جنوب مشرقی ایشیا کے ملکوں میں موثر سرمایہ کاری ہوئی ہے۔ نئی صنعتیں قائم کی گئی ہیں لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو تربیت دی گئی ہے۔ زراعت اور دستکاریوں کو بہتر بنانے کے لئے نئی تکنیکیں اپنائی گئی ہیں۔ آبپاشی کے پراجیکٹ سوکھی زمینوں کے لئے پانی لائے ہیں۔ صنعت کاری کی رفتار کو تیز تر کرنے کے لئے زیادہ بجلی پیدا کی گئی ہے۔ جہالت اور ناخواندگی میں کمی کی گئی ہے ملیریا کا قلع قمع کیا جا رہا ہے۔ ... اہم بات یہ ہے کہ اس علاقے کے لوگوں میں معاشی ترقی ... شعور پیدا ہو رہا ہے۔

امداد دینے والے ... طور پر برطانیہ تعمیر و ترقی کے کام میں ایک اہم پارٹ ادا کر رہا ہے۔ ۳۰ جون ۱۹۶۱ء کو ختم ہونے والے سال تک کولمبو منصوبہ کے ملکوں کو ... ۵۰۰ ملین پونڈ (تقریباً ۶۰۰ کروڑ روپے) سے زائد امداد دی تھی۔ اس سے ایک سال قبل برطانوی امداد ۳۰۰،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ (۴۰۰ کروڑ روپے) تھی۔ جب یہ منصوبہ شروع ہوا ہے برطانیہ اس پر ۱۵۰،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ (۲۰۰ کروڑ روپے) صرف کر چکا ہے۔ سرکاری امداد کے علاوہ پرائیویٹ سرمایہ کاری بھی کم ترقی یافتہ ملکوں کی تعمیر و ترقی میں بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق کم ترقی یافتہ ملکوں میں برطانیہ کا ہر سال تقریباً ۱۰۰،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ (۱۳۳،۳۳ کروڑ روپے) پرائیویٹ سرمایہ لگ رہا ہے۔ ملکوں کو تربیتی سہولیات بھی بہم پہنچائی جا رہی ہیں ماہرین کی خدمات مستعار دی جا رہی ہیں۔ اور تربیتی و تحقیقی مقاصد کیلئے ساز و سامان بھیجا جا رہا ہے۔ پہلے نو برسوں (دسویں سال کے اعداد و شمار ابھی تک مل نہیں سکے) میں اس علاقے کے ۲۷،۳ ہزار باشندوں نے کولمبو منصوبہ کے تحت برطانیہ میں تربیت حاصل کی۔ اس عرصے کے دوران میں ۸۵ برطانوی ماہرین جنوبی و جنوب مشرقی ایشیا کے ملکوں کو امداد دینے کیلئے اپنے ملک سے باہر گئے۔ ۳۰ جون ۱۹۶۰ء کو ختم ہونے والے سال میں ۴۰۹،۷۸۲ پونڈ (لگ بھگ ۲۷ لاکھ روپے) کا ساز و سامان ان ملکوں کو دیا گیا۔ اس مد پر برطانیہ ۱۹۵۰ء سے ۲،۷۷۹،۰۰۰ پونڈ (۳،۷۲ کروڑ روپے) صرف کر چکا ہے۔ پہلے نو برسوں میں برطانیہ میں تربیت حاصل کرنے والے ۳،۲۲۷ باشندوں میں ۱،۱۰۰ باشندے ہندوستانی تھے۔ ان میں درگاپور کے کارخانہ فولاد میں کام کرنیوالے تربیت یافتہ بھی شامل تھے برطانیہ نے درگاپور کے ۴۰۰ تربیت یافتوں کو تربیت دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ متعدد تربیت یافتہ تربیت پانے کے بعد واپس درگاپور جا چکے ہیں۔ اگلے ماہ دہلی میں کالج آف انجینئرنگ و ٹیکنالوجی قائم ہو رہا ہے ... اس کا عملہ برطانوی ماہرین پر مشتمل ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہندوستان کے بہت سے پراجیکٹوں کو برطانیہ سے امداد مل رہی ہے۔

سلام بہ پیشگاہِ امام ہمام

از سید صمصام شیرازی

مضطرب ہے میرا دل آلِ پیمبرؐ کیلئے
فاطمہؑ کے واسطے شبیرؑ و شبرؑ کیلئے

مصطفیٰؐ کا حیدرؑ و زہراؑ کا اور حسنینؑ کا
آسرا کافی ہے ہم کو روزِ محشر کیلئے

آگئے تحتِ کسا جب پنج خاصانِ خدا
آیتِ تطہیر اتری آلِ اطہرؑ کیلئے

لافتیٰ اِلّا علیؑ لاسیف اِلّا ذوالفقار
خاص ہے تعریف یہ صہرِ پیمبرؐ کیلئے

کربلا میں یا رسول اللہؐ آکر دیکھئے
تیز خنجر ہو رہے ہیں خشک حنجر کیلئے

ہاتھ میں تیر و سنانِ اعدائے لیے کہتے تھے یہ
تیر اصغرؑ کیلئے ہے نیزہ ہے اکبرؑ کیلئے

نینوا میں یوں لٹی دولت رسول اللہؐ کی
ہوگئیں محتاج زینبؑ کہنہ چادر کیلئے

اپنے بیٹوں کیلئے روتی نہ تھیں بنتِ علیؑ
جان کھوتی تھیں جواں گیتی اکبرؑ کیلئے

ق

یارِ خدا کُشتگانِ کربلا کے واسطے
شبرؑ و شبیرؑ کی غمدیدہ مادر کیلئے

رکھ سلامت با کرامت شاہِ حق آگاہ کو
ذکرِ حیدرؑ ماتمِ سبطِ پیمبرؐ کیلئے

ان کے بدخواہوں کو یا رب نیست اور نابود کر
باعطائے کل انھیں مثلِ ابنِ جعفرؑ کیلئے

یہ دعا صمصامِ شیرازی کی یارب ہو قبول
کاملاً ہو اُنھیں حالِ پیمبرؐ کیلئے

گلشنِ اطفال



علمدارِ فوجِ حسینیؑ

از سیدہ طاہرہ بیگم

بچو! حضرت عباس علیہ السلام سیدالشہداء حضرت امام حسینؑ کے بھائی تھے۔ امامت کے سوا آپکو تمام شرف حاصل ہیں۔ آپ کو جوانی تک کی تعلیم و تربیت امام حسین علیہ السلام ہی نے دی تھی۔ آپ بچپن ہی سے امام حسین علیہ السلام پہ پروانہ وار نثار تھے۔ روایت ہے کہ روزِ عاشورہ جب تک آپ شہید نہیں ہوئے تھے اسوقت تک امام حسین علیہ السلام میں ضعف کے کوئی آثار نمایاں نہیں تھے آپکی شہادت واقع ہوتے ہی امام مظلومؑ کی کمر شکستہ ہو گئی۔ بار بار امام حسین علیہ السلام فرماتے تھے "بھائی عباسؑ تمہاری موت نے میری کمر توڑ دیا"۔

کربلا میں حضرت عباسؑ لشکرِ حسینیؑ کے علمدار تھے اسی وجہ سے آپکو "علمدارِ حسینیؑ" کہا جاتا ہے آپکو "سقائے اہلبیتؑ" بھی کہتے ہیں۔ آپ پیاسے بچوں کے لئے مشکیزہ لے کر نہرِ فرات سے پانی لانے گئے تھے۔ آپ نے فوجِ حسینیؑ کی علمداری اس شان سے ادا کی کہ حضرت آدمؑ سے آجتک کسی نے نہ کی اور تا قیامت کبھی ممکن نہیں۔ آپ نے علمِ حسینیؑ کو اسطرح بلند رکھا کہ پہلے آپ کے بازو کٹ کر گرے اسکے بعد علمِ مبارک۔ جب تک بازو شانوں سے [illegible] اپنے علم کو نیچے نہ ہونے دیا۔ سقائی اس شان کی فرمائی کہ [illegible] کو تیروں کی بوچھاڑ سے بچانے کے لئے اپنا سینہ سپر [illegible] وفاداری کا یہ عالم تھا کہ دسویں محرم کی رات کو شمر لعین امان نامہ لایا تھا جسکو آپ نے یہ کہہ کر ٹھکرا دیا [illegible] شہید ہو کر پھر زندہ کیا جاؤں تب بھی میں امام [illegible] ساتھ نہیں چھوڑ سکتا!

زرین اقوال

شباب کا زمانہ عالمِ پیری میں عود نہیں کر سکتا
(مسز عارف آغا)

بچو! جس طرح لفظ "شہید" اور "مظلوم" کہتے ہی حضرت امام حسین علیہ السلام کا تصور ذہن میں آجاتا ہے اسی طرح لفظ "وفادار" کے ساتھ ہی حضرت عباس علمدار علیہ السلام کا تصور ذہن میں آجاتا ہے لیکے حضرت عباسؑ کا نام "ہم معنئ وفا" بن چکا ہے۔ وفاداری کے علاوہ شجاعت میں بھی حضرت عباسؑ کا کوئی جواب نہیں تھا۔ عرب کے جنگ آزما بہادروں اور مورخین کا متفقہ بیان ہے کہ ہم نے عباسؑ جیسا بہادر کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت عباسؑ بلند بالا جوان تھے۔ اپنے گھوڑے کو بہت بڑی رکاب لگاتے تھے کیونکہ آپکے وزن سے ایک بند والی رکاب ٹوٹ جایا کرتی تھی۔ تمام عالمِ عرب میں کوئی سورما بھی آپ سے تنِ تنہا مقابلہ کرنے کی جراُت نہ کر سکتا تھا۔ یا نوے یا سو جنگ آزما سوار بھی آپکے سامنے ٹھہر نہیں سکتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ روزِ عاشورہ جب آپ میدان میں آئے تو یزیدؑ کے لاکھوں سپاہیوں میں سے کوئی بھی آپ سے تنہا لڑنے کے لئے آمادہ نہ ہوا جس کی بناء پر یزیدی سپہ سالاروں نے حکم دیا تھا کہ حضرت عباسؑ پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ پر فرات کے کنارے ہزاروں سواروں، پیادوں، تیر چلانے والوں اور قدر اندازوں [illegible] نے چاروں جانب سے یک لخت حملہ کیا تھا اسکے باوجود حضرت عباسؑ نے ان کے حملہ کو پسپا کر کے فرات میں اپنا گھوڑا ڈال دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ چشمِ فلک نے حضرت عباسؑ جیسا کوئی سورما نہیں دیکھا۔ بچو! حضرت عباسؑ کی محبت عین ایمان ہے۔

بچو! حضرت عباسؑ کی شجاعت کے بارے میں حضرت [illegible] کا ایک معرکۃ الآرا سلام کا یہ شعر صدق و اثر اور جوش و ولولہ [illegible] ہے ؎

خود شجاعت کہہ رہی تھی حضرت عباسؑ کی
مردِ میداں، شیر دل، صاحب حسام ایسا تو ہو

اس شعر کی کسی شاعر نے یوں تضمین کی ہے ؎

کربلا کی چلچلاتی دھوپ، شدت پیاس کی
دکھ پہ دکھ ہر کربلی تصویر رنج و یاس کی
پھر بھی فوجیں تھیں مگر [illegible] عباسؑ کی
خود شجاعت کہہ رہی تھی حضرت عباسؑ کی
مردِ میداں شیر دل صاحب حسام ایسا تو ہو

علم مبارک بی بی

علم مبارک بی بی اُسی تخت کے لکڑی سے بنا ہے جس پر خاتونِ جنت سیدۃ النساء العالمین بی بی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو غسل دیا گیا تھا۔ یہ علم مبارک شروع ہی سے جناب فاطمہ زہراؑ کے نام سے منسوب ہے پس۔

ہر کجا نام اوست قربانیم
عاشقان راچہ کار با تحقیق

یہ علم مبارک ہر سال ۲۹ ذی الحجۃ الحرام کو الاوہ بی بی واقع بیرون دروازہ یاقوت پورہ استادہ ہوا کرتا ہے۔ استادہ ہوتے ہی سرکار حق آگاہ کی سلامی کا سہرا چڑھایا جاتا ہے۔ غرہ محرم الحرام سے ۱۱ محرم الحرام تک اس الاوہ میں عقیدتمندوں کا اژدہام رہتا ہے بلا تفریق مذہب وملت لوگ اس علم مبارک کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

۱ سال ۷ محرم الحرام کو سرکار حق آگاہ کے دشمنوں کا مزاج ناساز تھا جس کی وجہ سرکار حق آگاہ الاوہ بی بی میں حاضری نہ دے سکے نذری باغ ہی سے سلام گزراننے کی سعادت حاصل کی سرکار حق آگاہ کے اُنس والہانہ محبت اور پر جوش عقیدت کو جو اس علم مبارک سے ہے پیش نظر ہم وثوق اور یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ خاتون مظلوم کی غم دیدہ مادر کی بارگاہ میں آپ کا سلام مقبول رہا۔ چنانچہ سرکار حق آگاہ نے دسویں محرم کو حویلی قدیم میں سواری علم مبارک بی بی کے استقبال کی عزت حاصل فرمائی۔

[illegible] محرم الحرام کو علم مبارک بی بی دوسرے علموں اور جلوس کے ساتھ الاوہ بی بی سے نکل کر کمان شیخ فیض [illegible]

پہنچا۔ یہاں سے سواری فیل (فتح [illegible]) [illegible] اختیار چوک [illegible] کوٹلہ عالیجاہ کے دروازہ کے سامنے [illegible] میدان خان مرحوم [illegible] [illegible] رسول مبارک جلوہ خانہ صمصام الملک میر [illegible] زہرا نگر اور ننانی پھاٹک ہوتا ہوا حویلی قدیم پہنچا [illegible] حق آگاہ نے بڑے خلوص اور انہماک کے ساتھ علم مبارک [illegible] استقبال کر کے نذر چڑھائے کی سعادت حاصل کی [illegible] ہوئی سید الواعظین آقای سید عباس شاہ منصوری نے [illegible] خانہ زاد صالح علی، ایمان علی، ناصر علی اور علی حسین [illegible] نوحہ خوانی کی خانہ زادان نذری باغ (خدام حسینی) نے [illegible] صاحب خانہ زاد نے زیارت پڑھی۔ اولاً ایمان [illegible] ثانیاً شاعر قوم آقای حکیم علی اشد صاحب نے اپنے مخصوص انداز [illegible] سرکار حق آگاہ کے درازی عمر و اقبال کے لئے دعا مانگی [illegible] شاعر قوم کی یہ دعا بیحد پسند آئی شاید آپ [illegible] آجائے پروردگارا! فاطمہ زہراؑ کا واسطہ حیدر آباد [illegible] بنانے والے بادشاہ کو صد ہا سال سلامت [illegible] دکن نور اللہ مرقدہا کو جوار فاطمہؑ میں جگہ دے [illegible] فلک شگاف نعروں سے دعا کا استقبال کیا گیا [illegible] زندہ باد حسینیت پائندہ باد کے نعروں کی گونج میں [illegible] علم مبارک بی بی کے پیچھے عنا خانہ زہرا [illegible] [illegible] کی سواری جس ہاتھی پر نکلی تھی اس پر سبز جھول [illegible] [illegible]۔ جھول کا وہ حصہ جو ہاتھی کی پیشانی پر پڑتا [illegible] گیا گیا تھا عبادت اور مجاورین الاوہ بی بی [illegible] تھے۔ مولوی محمد منیر الدین خان صاحب مہتمم [illegible] سے ہاتھی کو سجایا تھا کہ ہاتھی غم کا مجسمہ دکھائی دے [illegible] علاوہ بریں دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ہاتھی کی آنکھوں [illegible] کے لئے اشک ریز تھیں۔ حویلی قدیم سے نکل کر [illegible] بی بی دار الشفاء الاوہ سر طوق مبارک [illegible]

قطعہ

ساعتے نیکو نگر تو شوم نیست | شرب بادہ درا چنیں مذموم نیست
ہر کتاب و قصہ قیسِ حزیں | مثنوی مولوی مذموم نیست

([illegible])

[illegible] پڑھے [illegible] بن سمجھ
[illegible] علم مبارک بی بی [illegible] خراج عقیدت پیش کیا
[illegible] عزاخانہ زہرا کے صحن میں مجلس عزا
[illegible] سید عباس شاہ منصوری نے اختصار کے ساتھ وا
[illegible] بیان کیا [illegible] ایمان علیؑ ناصر علی امجد علی حسینؑ
[illegible] کی خانہ زادوں نے ماتم کیا بعد ختم ماتم
[illegible] صاحب نے عراقی لہجہ میں زیارت پڑھی۔ خانہ زاد
[illegible] شاعر قوم آقای حکیم [illegible] افندی نے والہانہ
[illegible] سرکار حق آگاہ کے درازی عمر و اقبال کے لئے دعا
[illegible] کی یہ دعا تھا اے حسینؑ مظلوم تیرے دشمنوں کو
[illegible] دوست رکھنے والے بادشاہ کو صد و ۱۲ سال
[illegible] اور دکن کو جوار فاطمۃ الزہرا میں جگہ دے آمین
[illegible] سے دعاؤں کا استقبال کیا گیا۔
[illegible] زہرا میں مجلس برپا ہوئی شاہی سوز خوان سید [illegible] حسین صاحب
[illegible] فصاحت التیام کو سرفراز کیا۔ ختم پر خانہ زاد علی حسین صاحب
[illegible] شاہ عزاداران زندہ باد حیث پائندہ باد کی گونج
[illegible] سرکار حق آگاہ سواری علم مبارک کے پیچھے نیاز خانہ تشریف
[illegible] نیاز خانہ میں جب تک سرکار تشریف فرما رہے۔ عزا خانہ
[illegible] آقا عباسی نوحہ خوانی کر رہے تھے اور گروہ معروف
ماتم تھے۔ جب سرکار حق آگاہ نیاز خانہ زہرا سے عزا خانہ زہرا
واپس آئے تو آقای عباسی نے شاہ عزاداران زندہ باد اور
حیث پائندہ باد کے پرجوش نعروں سے اپنی سعادت مندی اور عقیدت
مندی کا ثبوت دیا نیز —

دوستداران علیؑ را دوست باید داشتن
بعد از ان دم از ولائے مرتضیٰؑ باید زدن

[illegible] اپنے ساتھیوں کو سمجھایا۔ ادھر سواری علم مبارک
[illegible] باغ سے چادر گھاٹ کی طرف روانہ ہوی سرکار حق
آگاہ [illegible] کوٹھی مبارک روانہ ہوئے۔ راستہ میں ہزاروں
عوام نے بلا تفریق مذہب و ملت حسینؑ دوست بادشاہ کو دیکھنے
کی مسرت حاصل کی۔ راقم الحروف نے مادر دکن نور اللہ مرقدہا
کو [illegible] فاتحہ سے یاد کیا۔
علم مبارک بی بی کے پیچھے ہزارہا مومنین اور حیدرآباد
[illegible] دستے سر و پا برہنہ سیاہ لباس میں ملبوس
[illegible] سر پر خاک عزا ڈالے معروف ماتم و نوحہ خوانی
[illegible] کے مطابق اس سال تقریباً بارہ
[illegible] نے علم مبارک بی بی کی زیارت کی۔ سرکار حق آگاہ

کے پرائیویٹ اسسٹنٹ کا عملہ انتظامی (پولیس تحفظات) اور
مذہبی دشیازات) علم مبارک بی بی کے انتظامات میں مصروف تھا۔
حیدرآباد سٹی پولیس کے نائب کوتوال [illegible] صاحب (ٹرافک)
اور کوتوال صاحب کے انتظامات قابل ستائش رہے کہ اتنے
بڑے مجمع کو کنٹرول کرنے میں انہوں نے کوئی دقت محسوس
نہیں کی۔

شام غریباں

۱۱ محرم کی رات کو سلطان منزل "گل باغ" نو ناٹیکری
میں منجانب آقای علی آقا کاشانی شام غریباں کی مجلس برپا ہوی
حبیب العلماء مولوی سید محمد صادق صاحب قبلہ نجفی نبیرہ مولوی
سید علی نقی صاحب قبلہ طاب ثراہ نے بعد شہادت امام حسینؑ کے واقعات
شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمائے ختم بیان پر آپنے سرکار حق آگاہ کی
صحت کیلئے دعا فرمائی حاضرین نے آمین سے دعا کا استقبال کیا۔
آپکے بعد آقای محمود طبسی اور آقای عباس علی بھٹا نے درد انگیز
لہجہ میں فارسی نوحے پڑھے نوحہ خوانی کے بعد بمبئی کے مشہور روضہ
خوان آقای شیخ غضنفر نے بزبان فارسی مجلس پڑھی۔ آپکے
بعد آیت اللہ فی الانام حجۃ الاسلام آقای سید علی رضا رئیس
مدرس مدظلہ نے بعد شہادت کے مصائب کی تصویر کشی کی تقریباً
ایک گھنٹہ تک آپ مصائب بیان فرماتے رہے دس بجے ہونگے کہ مجلس
شام غریباں اختتام کو پہنچی۔ بانی مجلس نے اہل مجلس کی تواضع
چائے اور ایرانی شیرنی سے کی۔ گذشتہ سال سے اس سال کی
مجلس زیادہ رقت انگیز اور کامیاب رہی۔

بارگاہ مقدس میں چشمہ پانی

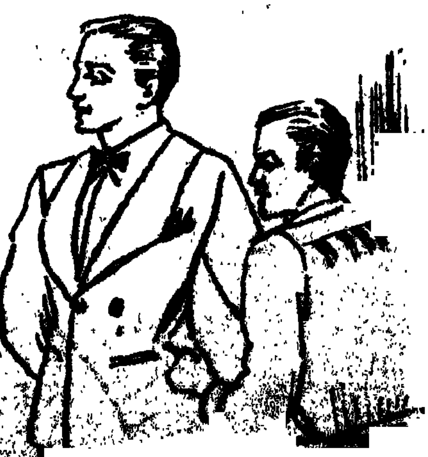
املا۔ جناب میر ریاست علی خان صاحب
نبیرہ نواب نصیب الدولہ مرحوم

قدرت خدا کا لاثانی عطیہ پانی اور اس کا وہ قدرتی جھرنا جہاں ہمیشہ صاف و شفاف پانی موجود رہتا ہو چشمہ کہلاتا ہے۔ ریگزار عرب میں جہاں میلوں پانی کا نام و نشان نہیں پایا جاتا وہاں ایسا چشمہ ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوتا ہے۔ عرب کے قافلے ان ریگستانوں میں بسا اوقات پانی کی تلاش میں دور دور تک نکل جاتے ہیں لیکن انکو پانی کا کہیں پتہ تک نہیں ملتا۔ ایسے سخت اور کٹھن وقت میں ایک چیز جو اس پریشانی کو دور کرتی ہوئی نظر آتی ہے وہ دھوپ کی شدت اور تمازت آفتاب سے چمکتی ہوئی ریت (سراب) ہے جو بشکل پانی کی شکل میں دور سے ان پیاسوں کے لئے فریب نظر بنتی ہے۔ تشنگی سے بیتاب انسان اور ان کے جانور جب وہاں پہنچتے ہیں تو وہ انتہائی مایوس ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہاں سوائے ریتیلے میدان کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن کئی کئی میل کے فاصلہ پر حقیقت میں جہاں ایک شاداب سرسبز نخلستان اور چشمہ ہوتا ہے وہاں پرندوں کے ٹکڑیاں ہوا میں پرواز کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ جو اس مقام پر منڈلاتی ہیں۔ یہاں کھجور کے درختوں کے جھنڈ ہوتے ہیں اور ان کے سائے میں

تھوڑی سی کاشت بھی ہو جاتی ہے۔ جو [illegible] اناج (جو) کی کاشت کہلاتی ہے۔

پیغمبری ابتلا و آزمائش نے جب جناب خلیل اللہ کو اس امر پر مستعد و آمادہ کیا کہ وہ اپنے لخت جگر و نور نظر جناب اسمٰعیل کو ان کی مادر گرامی جناب ہاجرہ کے ساتھ عرب کے مشہور اور مقدس مقام ارض [illegible] (مکہ) کی ایک وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آئیں تو جناب ابراہیم نے پانی کی ایک چھوٹی سی مشک کچھ تازہ خرمے اور تھوڑی سی روٹی ساتھ لیکر اپنے اس کمسن فرزند اور بیوی کو لیکر وہاں چھوڑا اور خود اپنے مقام کو واپس ہو گئے۔ ساتھ لایا ہوا پانی اور یہ توشہ کب تک کام دیتا جب بہت ختم ہو گیا اور پیاس نے ماں سے زیادہ اس بچے پر غلبہ کیا تو یہ معصوم تشنگی سے بیتاب اور دھوپ کی شدت سے بیقرار تھا۔ ماں کی مامتا نے سراسیمگی کے [illegible] پانی کی تلاش شروع کی اور اسی اضطرابی کیفیت میں قریب کی دو پہاڑیوں کے درمیان سات مرتبہ چکر لگائے۔ لیکن وہاں کہیں بھی پانی نہ ملا۔ جناب ہاجرہ جب ہر طرف سے مایوس اور نا امید ہو گئیں تو اسی پریشانی کے عالم میں واپس ہوئیں اور اب جو دیکھا کہ صاحبزادہ نے جہاں تشنگی سے بیتاب ہو کر ایڑیاں رگڑی تھیں وہیں سے ایک صاف و شفاف پانی کا چشمہ جاری ہے۔ فرط مسرت میں بہتے ہوئے اس پانی کو روک کر محفوظ کر دینے کا خیال ہوا کہ کہیں اس کا پانی ضائع نہ ہو جائے وہیں قریب کی ریت [illegible] کر کے چاروں طرف سے اس آب جاری کو روک دیا۔ اور اب یہی چشمہ زم زم کہلاتا ہے۔

تلاش آب میں اس معصوم کی ماں کے اضطراب



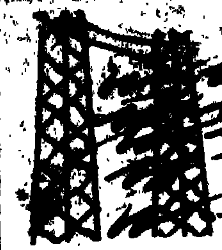
[illegible] ...یت کو قدرت الٰہی نے اپنی نشانی
[illegible] کا حصہ عبادت واجب فریضۂ
[illegible] رکن بنا دیا اب یہ عمل اور اس کا یہ مقام
[illegible] شعائر اللہ کہلایا جو صفا و مروہ کے
درمیان بصورت سعی حجاج سے ہر سال عمل پذیر ہوتا ہے
[illegible] اور ایک کمسن بچے کی شدت تشنگی سے بیتابی
[illegible] پریشان حال ماں کے اس عمل کو یہ رتبہ عطا
[illegible] عبادت الٰہی کا ایک رکن قرار پایا۔ اور اس
[illegible] تعلق سے یہ چشمۂ آب کو بھی یہ عظمت ملی۔ اگرچہ کہ
اس [illegible] اسی پانی سے یہ معصوم صاحبزادہ سیراب
ہو گیا لیکن اس معصومہ کی عظمت قدر کا کیا اندازہ
[illegible] جس کے (اٹھارہ عزیز و فرزند جن میں ایک بے زبان
معصوم شش ماہہ مجاہد بھی شامل ہو اور یہ سب کے سب
تین دن کی بھوک و پیاس میں مثل گوسفندان قربانی بے
آب و غذا کے شہید کر دیئے گئے ہوں ایسی معصومہ اور
رسول خدا کے نام نامی سے ان کے تشنہ لب فرزند و
عزیز اور جان نثاروں کی یاد میں جو چشمہ ایک فیض جاری
ہو جائے اس کو بھی شعائر اللہ بنا کر مخلوق کے لئے
فیضان رحمت ہونا چاہیئے۔

شہر حیدرآباد کے جنوبی دروازہ موسومہ
علی آباد کے باہر جنوب مغربی سمت ایک صحرائے پر
فضا میں دو کوہچہ نما پہاڑیاں واقع ہیں ان میں ایک منہدمہ
قطب شاہی محل کوہ طور کی پہاڑی بنیاد پر بنائے ہوئے
قصر فلک نما سے قریب مختصر سے پہاڑ پر یہ مقدس
چشمۂ آب اور بارگاہ بنام نامی حضرت سیدۃ النساء
العالمین فاطمۃ الزہرا علیہا الصلوٰۃ والسلام واقع ہے

حیات بخشی بیگم مادر سلطان عبداللہ قطب شاہ یہاں
اکثر زیارت کے لئے آیا کرتی تھیں۔ اس بارگاہ کے [illegible]
حصہ میں سقف محصورہ میں سر پہاڑی کا یہ چشمہ موجود
ہے۔ عقیدتمند خواتین ناکتخدا لڑکیوں کی جلد شادی
و بیاہ ہو جانے کی منت و عقیدت سے ہر جمعہ کو یہاں
لاکر اس چشمہ کے پانی سے ان کو غسل کرائی اور نذر و نیازی
سہرا گوران کر فاتحہ دلواتی ہیں۔ اس طرح چند جمعہ
پابندی سے غسل کرانے پر بقدرت الٰہی اور بتوجہ معصومۂ
عالم صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا ان لڑکیوں کا عقد
ہو جاتا ہے۔ زمانۂ قدیم سے تا حال یہ عمل اور دستور
جاری ہے اور بیماروں کے لئے بھی یہ پانی ایک جام
صحت افزا ہے۔

جناب صاحب بیگم صاحبہ مرحومہ محل امیر الامراء
نواب منیر الملک مدار المہام سرکار عالی نے یہاں
عمارت عالیشان اور دروازہ کلاں اور ایک شاداب
باغ بنوایا تھا۔ جو گوشہ صحن کے درمیان ایک بہت وسیع
اور کشادہ چبوترہ پر میناروں والے ایک پختہ حجرہ
میں اس چشمہ کے سامنے چلۂ مبارک واقع ہے جس پر ہمیشہ
پردہ پڑا رہتا ہے اور یہاں تبرکات محفوظ ہیں۔ عمارت
کے اس صحن کے چاروں طرف کنگورہ دار مضبوط حصار
بنا ہوا ہے۔ صدر دروازہ کے بازو ایک نوبت خانہ پختہ
بنا ہوا ہے۔ اس کے روبرو ایک اور حصار کے اندر تین
پوشش دالان بنایا گیا ہے۔ اور بارگاہ کے جنوبی حصہ
میں ایک بڑے اور کشادہ چبوترہ پر پانچ در کا پختہ
رہا تھا۔ ایک ہشت دالان اور سہ دری دالان اور اس
کے دونوں جانب پختہ حجرے بنے ہوئے ہیں۔ اس پہاڑی

(بقیہ بر صفحہ ۱۳)



روحانی ریڈیو اسٹیشن

ناشر:— مجذوب حیدرآبادی

> یہ عنوان حضرت مجذوب حیدرآبادی کی ملکیت ہے انکے روحانی مکاشفات کے متعلق ہم کوئی رائے ظاہر کرنے کی جراءت نہیں کر سکتے ناظرین جانیں یا وہ خود۔ روحانی نشریات میں نام، مقامات اور واقعات فرضی ہوا کرتے ہیں اگر اتفاقاً مطابقت ہو جائے تو کسی اسم خاص کا قیاس نہ فرمایا جائے (ایڈیٹر)

ایکزا رفوری بیڈ پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں۔ ابھی آپ اپنے ناپسندیدہ، معاف فرمائیے! پسندیدہ فلمی ریکارڈ سن رہے تھے۔ اب مشہور ماہر جرائم اطفال مسٹر ایکس۔ وائی۔ زیڈ "کمسنوں کا مکتبِ جرائم" کے عنوان پر ایک لیکچر دیں گے

مسٹر ایکس۔ وائی۔ زیڈ:—

لیڈیز اینڈ جنٹلمن! آپ مانیں یا نہ مانیں، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے وطن عزیز میں کمسن طلبا اور نوجوانوں کو چوری، ڈکیتی، قتل و غارت، جیب کترنا، قانون شکنی، اغوا اور لڑکیوں کو بھگا لے جانے کی تربیت اور تعلیم دینے کے باقاعدہ کالج ہر شہر، ہر ضلع، ہر تعلقہ، ہر گاؤں میں کھلے ہیں یہاں تک کہ ہر محلہ میں قائم ہیں۔ اور ہم ہماری نوجوان نسل کو جن میں مستقبل کے گاندھی، اقبال، شیکسپیر، ابوالکلام آزاد، پریم چند اور سر مرزا اسمٰعیل پوشیدہ ہیں نہایت فراخدلی اور روشن خیالی کے ساتھ ان کالجوں میں بیان کردہ آرٹ کی تحصیل کے لئے روانہ کر رہے ہیں اور ہمارے نوجوان جوق در جوق ان کالجوں میں جا کر نہایت ذوق و شوق اور خشوع و خضوع کے ساتھ شب و روز تعلیم حاصل کر رہے ہیں

ان کالجوں میں روزانہ صرف ڈھائی گھنٹے تعلیم ہوتی ہے۔ یہ اوقات عام تعطیلات میں عموماً [illegible] دو بجے تک پھر ۲½ بجے سے چھ بجے تک۔ پھر چھ بجے سے نو بجے تک پھر ساڑھے نو بجے رات سے بارہ بجے رات تک ہوا کرتے ہیں۔ اگر عام تعطیل نہ ہو تو شام کے ساڑھے چھ بجے سے نو بجے تک ایک میقات اور اسکے بعد شب کے ساڑھے نو بجے سے بارہ بجے تک دوسری میقات۔

ان اوقات کے علاوہ کبھی کبھی اسپیشل شوز کا بھی انتظام ہوا کرتا ہے۔ ان کالجوں میں داخلے کے لئے کسی خاص معیارِ قابلیت، عمر، جنس اور طبقہ کی قید نہیں۔ ہر وہ لڑکا یا لڑکی ہر وہ مرد یا عورت کالج میں داخلہ کی فیس ادا کر سکے وہ شوق کے ساتھ کلاس اٹینڈ کر سکتا ہے یا کر سکتی ہے۔ چاہے وہ دن میں صرف ایک ہی کلاس اٹینڈ کرے یا اگر اسکی مرضی ہو تو [illegible]

...کے بارہ بجے تک منعقد ہونے والی تمام کلاسیں
...کرنے لیکن ہر کلاس کی فیس علاحدہ دینی پڑتی ہے
چاہیے نوجوانوں اور کم سن طلباء و طالبات کو اس
تعلیم کی کچھ ایسی دُھن، لگن اور دلچسپی تڑپ ہے کہ وہ عموماً
ہر کلاس میں اور ہر مقامات میں پابندی کے ساتھ شریک ہوا
کرتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ان طلباء و طالبات
کے ساتھ اُن کے سرپرست اور والدین بھی ان جماعتوں میں
بڑے شوق اور انہماک کے ساتھ شریک ہوا کرتے ہیں۔
ان کالجوں کے بانی و موسس، اِن کالجوں کو چلانے والے
...اپنی قوم اور اصحاب خیر نہ صرف یہ کہ ملک کے نوجوانوں
کو زیورِ علم و ادب سے آراستہ کر رہے ہیں۔ ملک
کی عملی ادبی، تہذیبی، ثقافتی اور اخلاقی خدمت انجام
دے رہے ہیں بلکہ یہ لوگ "محصول تفریحات" کے عنوان
سے ہر ہفتہ اور ہر ماہ حکومت کے خزانہ میں کروڑہا
روپیہ جمع کر رہے ہیں

لیڈیز اینڈ جنٹلمن!

اس تشریح کے بعد آپ سمجھ گئے ہوں گے اس
کالجوں سے میری مراد ہمارے سینما ہال ہیں۔ ہمارے
سینما گھر ہیں جو دن دونی اور رات چوگنی کی تعداد سے
ہمارے شہروں اور دیہاتوں میں بڑھتے جا رہے ہیں۔ ان
کالجوں کی مقبولیت، اور ان کالجوں کے نتائج تعلیم کے اثرات
بھی آپ ملاحظہ فرمائیں۔

سرکاری اعداد و شمار کی موجب، صرف ایک بمبئی میں
سنہ ۱۹۵۱ء میں کم سن مجرموں کے (۹۲۸) مقدمات عدالت میں
پیش ہوئے تھے۔ ان مقدمات میں جرائم کی نوعیت میں چوری،
ڈکیتی، جیب تراشی، لڑکیوں کو چھیڑنا اور اغوا وغیرہ سب ہی

شامل ہیں۔ سنہ ۱۹۶۰ء میں کم سن مجرموں کے مقدمات کی تعداد
(۹۲۸) سے بڑھ کر (۱۴۲۰) ہو گئی۔ دیکھا آپ نے
ترقی کی رفتار! ان کم سن مجرموں کے جب بیانات
قلمبند کیے گئے تو انہوں نے بتایا کہ ... سے
جیب کترنے کا طریقہ معلوم کیا... سے چوری کی
تحریک و ترغیب ہو گئی۔ فلاں فلم سے تو ... کا طریقہ
معلوم ہوا۔ فلاں فلم کو دیکھنے سے لڑکیوں کو چھیڑنے اور
اغوا کرنے کی ترغیب ہو گئی۔

ہمارے فلمساز، ڈائریکٹر اور فلموں کے کہانی نویس
فلموں میں کیا بتاتے ہیں؟ یہی کہ فلم کا ولین ایک عرصہ تک
قانون شکنی کرتا رہتا ہے۔ چوری، ڈکیتی اور قتل وغیرہ جیسے
افعال کا مرتکب ہوتا ہے۔ لڑکیوں کا اغوا کرتا ہے اور
ان کو پریشان کرتا ہے۔ ایک عرصہ تک پولیس اور قانون
سے بچتا پھرتا ہے۔ عرصہ تک عیش و عشرت اور راحت و
آرام کی زندگی بسر کرتا ہے۔ بالآخر گرفتار ہو جاتا ہے
ان فلموں کو دیکھ کر ہمارے ایسے کم سن طلباء
اور نوجوانوں پر جن کے عادات و اطوار ابھی پختہ نہیں ہوئے
ہیں، جن کے ذہن ابھی خام ہیں، کیا اثرات مترتب ہوتے ہیں؟
یہی کہ ہم بھی چوری کریں، قانون شکنی کریں، ناجائز
طریقوں سے مال اور جائیداد پیدا کریں، لڑکیوں کا اغوا
کریں، عیش و عشرت کی زندگی بسر کریں اور ہمیشہ ہمیشہ کے
لئے قانون کے پنجے سے بچتے رہیں

ہمارے فلموں میں ہیرو کو کس طریقہ سے پیش
کیا جاتا ہے۔ یہی کہ ہیرو کسی لڑکی کا مسلسل تعاقب کئے
جا رہا ہے۔ ریلوے اسٹیشن، موٹر بس، کالج، گھر اور
راستے پر لڑکی کو چھیڑ رہا ہے۔ لڑکی بھی ہیرو اس کی جا...

جھاڑ کو برداشت کئے جا رہی ہے۔ بالآخر دو فلموں میں "پریم" ہو رہا ہے یہاں تک کہ بوس و کنار!

یہ ہے ہمارے فلموں کی کائنات، یہ ہے ہمارے فلموں کی تعلیم! ہمیں شکر گزار ہونا چاہیے ہمارے سنسر بورڈ کا کہ اس کی عنایت سے نوجوانوں کو ایسے فلم دیکھنے کے لئے میسر ہوتے ہیں۔ ہمیں شکر ادا کرنا چاہیے ہماری معارف پرور حکومت کا کہ وہ ہر سال فلمسازوں کو انعامات تقسیم کر رہی ہے تاکہ انکی حوصلہ افزائی ہو۔ وہ جرائم، اغوا اور بوس و کنار کے فلم بنائیں جن کو دیکھنے سے ہمارے نوجوانوں کا قومی کردار بلند ہو!

لیکچرار نوری میڈیم ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں۔ ابھی آپ مسٹر انجس۔ دانی۔ زیدی کا لیکچر سن رہے تھے۔ اب ہمارے نشریات کا وقت ختم ہو چکا ہے ہمیں آئندہ ہفتہ تک کے لئے اجازت دیجیے۔ خدا حافظ

بقیہ مضمون بارگاہ مقدس چشمہ بی بی لیلہ صفحہ ۲۸ سے

سیڑھیاں بہت کشادہ اور سنگ بستہ بنی ہوئی ہیں جن کے دونوں طرف دیواریں ہیں۔

یہاں سال بہ سال جشن مبارک ولادت باسعادت سیدہ عالمیان بتاریخ ۲۰ جمادی الآخر بہت اہتمام سے منعقد ہوتا ہے اسی طرح روز شہادت معصومہ کونین بتاریخ ۱۳ جمادی الاول وقت عصر مجلس عزا منعقد ہوتی ہے اور یہاں جشن مبارک کے روز انتظام طعام کیلئے ہمیشہ پانی کی بہت قلت رہا کرتی تھی بیشتر حضور اعلیٰ و سابق کی توجہ خاص نے جشن مبارک کے روز اسی روز قصر فلک نما سے نل کی ایک شاخ قائم کرا دی۔ اب قلت آب کی تکلیف باقی نہیں رہی

سلام

از شاعرِ شہیرِ ہند جناب برق موسوی صاحب

نظامِ خامسِ آلِ عبا سلام علیک
امامِ خاتمِ اہلِ رضا سلام علیک

امیرِ اہلِ صداقت امامِ اہلِ وفا
رسولِ مہر و خدائے ولا سلام علیک

ذبیح و فدیۂ حق، منتہائے اسمٰعیل
نہایتِ شرفِ انبیاء سلام علیک

برائے قافلۂ اہلِ صدق راہ نما
پئے سفینۂ حق ناخدا سلام علیک

امامِ حریت و انقلاب عزم و ثبات
پیمبرِ عمل و ارتقا سلام علیک

محمدؐ و علی کار رصدِ نبوت کرد
شریکِ مرتبۂ انبیاء سلام علیک

یگانہ، مردِ جری، یکہ تازِ عرصۂ صبر
سوارِ دوشِ رسولِ خدا سلام علیک

گلِ سرِ سبدِ بوستانِ صدق و صفا
بہارِ گلشنِ صبر و رضا سلام علیک

شناورِ یمِ صبر و غریقِ قلزمِ خوں
محیطِ عظمت و حق آشنا سلام علیک

یگانہ در دو جہاں وجہِ عظمتِ انساں
متاعِ نازشِ ربِ علا سلام علیک

سراجِ محفلِ عرفاں، فروغِ بزمِ یقیں
چراغِ منزلِ رشد و ہدیٰ سلام علیک

شہیدِ جملہ شہیداں تو سید الشہداء
کہ ختم بر تو ہمہ ابتلا سلام علیک

ہزار دل بولائے تو باد قربانت
ہزار جاں بفدایت شہا سلام علیک

[illegible] ضیائے عقلِ سلیم
فروغِ مجلسِ اہلِ وفا سلام علیک

امینِ رازِ احد واقفِ مشیتِ حق
رضائے قسمت رضائے خدا سلام علیک

ز روزگار رسد برقِ موسوی مضطر
بگو بقلبِ شناسا کہ ما سلام علیک

ذبح عظیم!

شجاعت و صبر حسینی!

از محترمہ سعید النساء بیگم صاحبہ اہلیہ بنت

مولوی محمد امداد علی صاحب انصاری مرحوم تعلقدار

سب جانتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی وفات کے بعد اہل اسلام کو اہلبیتؑ سے کوئی تعلق نہیں رہا شوریٰ کے انتظام نے سلطنت کے تمام اختیارات آل محمدؐ کے مقدس سلسلہ سے منتزع کر کے مجلس شوریٰ کے بنائے ہوئے امیر کے سپرد کر دیئے تھے اس وقت سے ان بزرگواروں کو سلطنت کے معاملات سے سروکاری ہوگئی پہلے تو یہ امید تھی کہ صرف معاملات ملکی کے متعلق ان کی جانب توجہ نہ کریں گے مگر ہدایات وارشادات واجبات وسنن کی علمی ضرورتوں میں ان سے رجوع ہو کر شرعی احکام سے استفادہ حاصل کیا جائے گا مگر افسوس کہ دنیاوی اختیارات ملنے کے بعد دینی ضروریات پر توجہ نہیں کی گئی۔ اہلبیت اطہار سے کنارہ کشی اختیار کرکے ان کو عام مسلمانوں کی طرح سلطنت کا دست نگر بنا کر حسرت ویاس ناکامی و گمنامی کی حالت میں زندگی بسر کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا یہ بزرگوار بھی کریم النفس و مستغنی المزاجی اور عالی ہمتی سے مسلمانوں کی تغیر پذیر حالتوں کو خاموشی واستقلال کے ساتھ دیکھتے رہے اور ہمیشہ بقائے اسلام کی ضرورتوں کو مد نظر رکھا۔

خاندان بنی ہاشم تمام جزیرہ نمائے عرب میں خاندان حضرت ابراہیمؑ و دودمان حضرت اسمٰعیلؑ کا سرمایہ ناز تھا قریش ہر موقع پر ان کی شرافت جلالت اور وجاہت کو اپنا معیار اور رئیس قبیلہ کو اپنا پیشوا و سردار سمجھتے چلے آرہے تھے۔ یہ وہی بزرگوار ہیں جن کی محبت تمام اہل اسلام پر واجب کی گئی تھی جنکی اطاعت جزو ایمان قرار دی گئی یہ وہی مقدس ہستیاں ہیں جو اپنی ذاتی شرافت وفضیلت کے اعتبار سے تمام لوگوں پر فوقیت رکھتے تھے یہ وہی ذوات عالیہ ہیں جن کے فضائل ومناقب آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے اکثر سنے جاتے تھے۔ افسوس کہ آل محمدؐ کے فضائل و مدارج کے ساتھ ان کے رئیس علی مرتضیٰؑ کے حقوق خدمات بھی بھلا دیئے گئے۔ جنکی جانفشانی وکوشش سے بنائے اسلام قائم ہوئی۔ اور بقائے اسلام کا یقین حاصل ہوا۔ سرور کائنات اہلبیتؑ کے تقدس وعظمت کو ہمیشہ مشتہر فرماتے رہے تاکہ اہل اسلام ان سے منسلک ہو کر معاصی سے دور رہیں۔ مگر مسلمانوں نے خود غرضی کی وجہ سے فراموش کر دیا۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اجتماع وشوریٰ کا جو شور مچایا گیا وہ قائم نہیں رہا۔ خلیفہ اول کے انتقال کے بعد شوریٰ واجماع کو استخلاف ونص سے بدل دیا گیا۔ خلیفہ دوم جو شوریٰ کی تائید کرتے تھے اور اختلاف کرنے والوں کی گردن مارنے کا حکم دیتے تھے استخلاف کے قاعدہ سے خلیفہ کے جانشین بنکر تمام

اہل اسلام سے بیعت لی اس کے بعد اپنی جانشینی کا بھی انتظام کر گئے۔

خاندان رسالت نے خانہ نشینی اختیار کرلی مگر اپنے جائز حقوق کا اظہار اور سچے دعوؤں کا علانیہ اعلان کرتے رہے اور سننے والے سوائے سکوت کے کچھ نہ کہتے تھے اس زمانہ میں ان حضرات کے مشاغل علم الحدیث علم القرآن احکام شریعت اور روحانی تعلیمات کے طریقوں کی تدوین وترتیب تھی۔

جب حضرت علی علیہ السلام کی خلافت تسلیم کی گئی تو مخالفین فتنہ وفساد پر آمادہ ہوگئے ایک دن بھی آپ کو چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ آخر امام نے شربت شہادت نوش فرمایا۔ امام حسن علیہ السلام آپ کے جانشین ہوئے مگر لوگوں نے بیدلی اور مخالفت کا اظہار کیا تو مجبور آپ کو گوشہ نشینی اختیار کرنی پڑی بالآخر معاویہ ابن ابو سفیان سے چند شرائط کے ساتھ صلح منظور فرمائی۔

(۱) درمیان مردم کتاب خدا وسنت رسولؐ کے مطابق شائستہ عمل کرے۔

(۲) کسی کو اپنا جانشین مقرر نہ کرے۔

(۳) شام وعراق حجاز ویمن ہر مقام کے لوگ اس کے شر سے ایمن رہیں گے۔

(۴) اصحاب علی اور اس کے شیعہ جان ومال اہل وعیال کے ساتھ مطمئن رہیں گے۔

(۵) امام حسن وامام حسین علیہم السلام اور جمیع اہلبیتؑ وخویشان رسولؐ خدا سے معاویہ کوئی مکر اور غدر نہ کریگا پنہاں وآشکاران کو کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔

(۶) ہر سال خراج ملک سے پچاس ہزار درہم امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں پہنچاتا رہے گا۔ اور علاقہ دارابجرد اہلبیتؑ کی گزربسر کے لئے واگزار کردیا جائیگا۔

(۷) حضرت علی علیہ السلام کو قنوت نماز میں یا اور کسی موقع پر برا نہیں کہا جائے گا۔

معاویہ نے ان شرائط میں سے کسی شرط کو پورا نہ کیا۔ اس کے بعد بھی چین نہ پڑا تو زہر دلوا دیا گیا اسی خیال سے کہ امام حسنؑ زندہ رہے تو عہدنامہ کے لحاظ سے خلیفہ بن جائینگے اور اپنا بیٹا یزید محروم رہ جائے گا۔ وصیت کے باوجود ظالموں نے امام کو جدامجد کے پہلو میں دفن بھی ہونے نہ دیا۔

اہلبیتؑ اور ان کے محبوں کے لئے معاویہ ویزید کی حکومت سخت مصیبت تھی۔ بے قصور کسی کی آنکھیں نکلوائی گئیں کسی کے ہاتھ پیر کاٹے گئے کوئی سولی پر چڑھایا گیا کسی کو درخت میں لٹکایا گیا۔ آخر تنگ آکر ان غریبوں نے آبادی چھوڑکر پہاڑوں اور جنگلوں کی راہ لی۔ کیا کوئی صاحب دل ان ستم رسیدہ لوگوں کے مصائب کی داستان کو سن سکتا ہے اور کسی اہل درد کے قلم سے ایسے دردناک واقعات کی تفصیل لکھی جاسکتی ہے؟ لا واللہ

امام حسن علیہ السلام کے شہید ہوتے ہی اعدائے دین نے امام حسین علیہ السلام کو نرغے میں لیکر ایسا دبا ڈالا جو دشمن کے ساتھ بھی گوارا نہ ہوگا۔ امام مظلوم کی نظر میں ظلم وستم برداشت کرنے اور قتل ہونے کے سوا نانا کی امت کو طریق ہدایت و

و نجات بتلانے کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں تھا۔ مسلمانوں نے بیعت یزید کو بھی اجماع و استخلاف شوریٰ و استیلاء غرض چاروں طریقوں سے صحیح جانکر تمام محاسن اور حقیقت کا مجموعہ قرار دیکر اس کی اطاعت و متابعت کو لازم گردانا تھا خود غرض و شکم پرست لوگ آمنا صدقنا کہتے ہوئے گمراہی کے کنوین میں گر رہے تھے۔ حصول دنیا کی خواہش نے انکو اندھا بنا دیا تھا اور وہ زمانہ آگیا تھا کہ کشتی امت دریائے ضلالت میں غرق ہو جائے اور دنیا میں دین محمدی کا نام بھی باقی نہ رہے ایسی ناگزیر صورت میں فرزند رسولؐ نے ودیعت خداوندی و فرمان ایزدی کی تعمیل کو ضروری سمجھا جسکی خبر مخبر صادق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی۔ اس حکم الٰہی کی تعمیل اور مصنوعی خلفاء اصولوں کی تردید بجز اور فنتنکہ آپ کے مقدس رشتہ حیات کا خاتمہ ہو کسیطرح ممکن نہ تھی لہذا وہ عمل اختیار کیا گیا جو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی رباعی سے ظاہر ہوتا ہے ؎

رباعی

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ | دین است حسین دین پناہ است حسینؑ
سرداد و نداد دست در دست یزید | حقا کہ بنائے لاالہٰ است حسینؑ

پیغمبر خدا کی دعوت اسلامی تھی لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہنے والا داخل اسلام ہو جاتا تھا۔ دل میں ایمان وعقائد ہوں یا نہوں جان ومال محفوظ ہو کر اسکا شمار مسلمانوں میں کیا جاتا تھا۔ دعوت حسینؑ ایمانی تھی۔ مکہ معظمہ سے نکلتے وقت آپ نے فرمایا کہ جنکو مال وزر کی خواہش ہے وہ میرے ساتھ نہ چلیں میں بادشاہت حاصل کرنے کی غرض سے نہیں جا رہا ہوں۔ پس وہی

حضرات امام عالی مقام کے ہمراہ ہوئے جنکے دلوں میں نور ایمان درجۂ کمال پر پہنچا ہوا تھا جو خوشی سے راہ خدا میں فرزند رسولؐ کے قدموں پر سر نثار کرنے کے لئے تیار تھے۔ اور ایک دوسرے پر سبقت کرنا چاہتا تھا۔

حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام بہ حکم خدا اپنے فرزند کو ذبح کرنے کے لئے صدق دل سے آمادہ ہوگئے آپ کو اس کی خبر تھی کہ عوض میں فدیہ آجائے گا۔ اسی وجہ سے پروردگار عالم نے اپنے خلیل کا عظمت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اولاد کی مفارقت وجدائی ماں باپ پر نہایت شاق گذرتی ہے وہ کون ہے جو اپنے نور نظر و لخت جگر کو ذبح ہوتے دیکھ سکے چہ جائیکہ بطیب خاطر خود ذبح کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے یہ صرف حضرت ابراہیمؑ کا حوصلہ و صبر تھا کہ برگزیدہ خدا فرزند کو ذبح کرنے تیار ہوگئے۔ حضرت اسمٰعیلؑ بھی صبر و علم احاطی رکھتے تھے کوئی انکار و اعتراض نہ کیا۔ ابراہیم کربلا نے ایک فرزند کو قربان نہیں کیا بلکہ انصار اصحاب احباب کے علاوہ اٹھارہ بنی فاطمہؑ کو جنکا مثل و نظیر روئے زمین پر کوئی نہ تھا راہ خدا میں لڑنے کے لئے بھیجدیا امام کو اسکا علم تھا کہ ان میں سے ایک بھی نہ بچے گا۔ بھوکے پیاسے انتہائی سختی و بے رحمی سے شہید کئے جائیں گے۔ ابراہیمی قربانی کا امر اسوقت تکمیل میں نہ آسکا روز عاشورہ حضرت حسینؑ سے اس سے زیادہ ظاہر ہوا فرزند پیغمبرؐ نے جو صبر کیا وہ کسی نبی سے بھی نہ ہو سکا امام کا صبر مظہر صبر محمدی تھا۔ جملہ فرائض و احکام اوامر و صفات نبوی کو بجا لا کر دکھلا دیا تا کہ لوگ جان لیں کہ امامت و ولایت



خلافت خاندان نبوت سے ہی مخصوص ہے۔
حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام اپنے فعل خاص کی وجہ سے فتیٰ کے لفظ سے متصف ہوئے اصحاب کہف کو بھی اسی لفظ سے یاد کیا گیا ہے فتیٰ اس شخص کو کہتے ہیں جو راہ حق میں جان و مال عزت کسی کی پرواہ نہ کرے۔
اصحاب کہف کو اس بات کا غم نہ تھا کہ اہل و عیال لوٹے جائیں گے دربدر پھرائے جائیں گے۔ اور اسیری کی بلا میں گرفتار ہوں گے۔ ان کا جوان بیٹا سنان ظلم کا شکار نہیں ہوا تھا۔ ان کے سامنے حضرت عباسؑ کے جیسے بھائی کے شانے نہیں کاٹے گئے تھے۔ ان کے ہاتھوں پر چھ مہینے کا بچہ تیر ستم کا نشانہ نہیں بنا تھا ان کے سامنے بھانجے و بھتیجے خون میں نہائے نہ تھے۔ مصائب ابراہیمؑ کربلا کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ امام فرماتے ہیں کیا تم لوگوں کا گمان ہے کہ اصحاب کہف ہماری آیات عجیبہ سے ہیں۔ صبر انبیا علیہم السلام کی صفت ہے لیکن شدت مصائب کے وقت انہوں نے بھی رفع تکلیف کی دعا فرمائی ہے۔ حضرت نوحؑ پیغمبر اولوالعزم قوم کے ظلم سے تنگ آکر فرماتے ہیں رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا) حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام نے بھی دفع شدائد کی دعا مانگی ہے۔ حضرت ایوبؑ کا صبر مشہور ہے مگر جب ناموس تک نوبت پہنچی تو آپ سے صبر نہ ہو سکا شیطان لعین نے آپ کی زوجہ سے کہا تھا کہ ایوبؑ نے مجھے ایک دفعہ تعظیم دی تو ان کی تکلیف کم ہو جائے گی حضرت ایوبؑ کو یہ بات بہت گراں گذری اس وقت فرمایا رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین۔ یہ صدمہ مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا۔
صبر ایوبؑ کربلا کو دیکھئے کہ جب اضطراب زیادہ معلوم ہوتا تو ارشاد فرماتے رضاً بقضاء اللہ وتسلیماً لامرہٖ۔ میں تیری رضا پر راضی ہوں اور تیرے حکم کے سامنے سر تسلیم خم ہے۔
نماز ظہر پڑھ کر جب امام حسینؑ خیمہ میں تشریف لائے تو تمام بیبیاں آپ کے قریب آکر کہنے لگیں کہ ہم کو جد بزرگوار کے روضہ پر پہنچا دیجئے یا سب کو لے کر اس بلا کے بن سے کہیں چلئے یہ سن کر آپ رونے لگے مگر ایسے موقع پر بھی آپ نے رفع تکلیف و مصائب کی دعا نہیں فرمائی۔ مخدرات عصمت و طہارت کبھی گھر سے باہر نکلی تھیں اور نہ کسی لشکر کو دیکھا تھا روز عاشورہ پہلا دن ہے کہ میدان جنگ میں قریب عزیزوں کو ذبح ہوتے دیکھا۔ جب اقرباء انصار احباب و اصحاب شہید ہو چکے تو آپ میدان میں تشریف لائے جو مقابلہ کے لئے آیا اس کو فی النار کیا۔ حال دیکھ کر پھر کسی نے جرأت نہ کی شمر لعین نے عمر سعد سے کہا کہ یہ علیؑ کا بیٹا ہے کون اسکا مقابلہ کر سکتا ہے چاروں طرف سے حملہ کیا جائے۔ حضرت کے پیچھے خیمے نصب تھے اور سامنے لشکر تھا۔ تمام اشقیا نے آکر احاطہ کر لیا اس وقت امامؑ نے حملہ کیا تو منتشر ہو کر بھاگنے لگے جو اشقیا واصل جہنم ہوئے ان کی تعداد (۱۹۵۰) تھی۔ یہ شجاعت فوق طاقت بشری دلیل امامت ہے۔ اس کے بعد امام مظلوم گھوڑے سے گر گئے ارشاد فرمایا ھل من ناصر ینصرنا اس استغاثہ کا جواب اول خالق عالم نے دیا ایک کاغذ حضرت کے دست مبارک پر گرا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اے حسینؑ ہم نے تم پر شہادت کو واجب نہیں کیا بلکہ تم مختار ہو تمہارے درجات و مراتب میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہوگی۔ امامؑ نے شہادت کو اختیار فرمایا ملائکہ بھی نصرت کے لئے حاضر ہوئے تو بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ میں ان کی مدد نہیں چاہتا تیری بقا کا خواستگار ہوں۔ اس کے بعد

امام مظلوم نے تبرکات نبوی کو گھوڑے پر باندھ دیا کہ مستحق کو پہنچ جائیں ۔ ذوالجناح نے اس کام کو انجام دیا ۔ اہلبیت نبوی عالم بیقراری میں خیموں سے مقتل کربلا کی طرف دیکھنے لگے اسوقت اشقیا امام کو گھیرے ہوئے تھے اس حالت میں بھی نماز عصر آپ نے ادا فرمائی تمام انبیاء ۔ اولیا و اوصیا بھی وہاں موجود تھے ۔ سب نے دیکھا کہ فاطمہ زہرا کی گود کا پالا ریگ گرم خاک و خون میں غلطاں سجدہ میں نانا کی امت کے لئے دعا کر رہا ہے ۔ ملک الموت نے حاضر ہو کر اجازت چاہی جب اجازت مل گئی تو خطاب الٰہی پہنچا ۔ یا اَیتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ۔

اے اطمینان پانے والی جان اپنے پروردگار سے رجوع ہو تو اس سے خوش وہ تجھ سے راضی میرے خاص بندوں میں شامل ہو اور بہشت میں داخل ہو جا ۔

راہ خدا میں شہید ہونے والوں کی نسبت کلام الٰہی ناطق ہے ۔

وَلا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ۔ جو لوگ راہ خدا میں شہید ہو جائیں ان کو مردہ نہ کہو وہ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں ۔ لیکن ان کی زندگی کی حقیقت تم نہیں جانتے ۔

شہادت بہت بڑی نعمت ہے مگر جیسی شہادت آپ کو نصیب ہوئی وہ آپ ہی کا حصہ تھی ۔

قدیم مجلس سالانہ

بانو کو پرسہ دو چھ مہینے کی جان کا

۱۶ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۱ھ روز جمعہ بعد نماز مغربین

مجلس عزاء

منعقد ہوگی

جناب مولوی اختر زیدی صاحب بیان فرمائیں گے اور جناب کیپٹن میر عباس علی صاحب عابدی اپنا سلام سنائیں گے

امیدوار سرفرازی

آغا مرتضیٰ علی قیصر

پتہ "حسینیہ" فخر قوم نواب عنایت جنگ بہادر ۔ منڈی میر عالم

ساغر آل نبیؐ

مجموعہ نوحہ جات حکیم علمیؔ جس میں ۱۲۲ نوحے ۔ ۳۶۰ صفحہ چکنا کاغذ قیمت چار ـ

اور ہلال محرم عرف شمشیر ماتم حصہ ششم کے منتخبہ مرثیے اور جس میں ۷۷ سوز ۵۷ نوحے وفات حضرت سکینہؑ سے واپسی اہلحرم بمدینہ منورہ ۔ شہادت حضرت زینبؑ و شہادت حضرت امام زین العابدینؑ شہادت امام حسن عسکریؑ و انہدام جنت البقیع وغیرہ سائز میں ۶ ۳۹ صفحہ کا غذ چکنا ۔ لا ۲

ان دو کتابوں کی مومنین و مومنات کو بیحد انتظار تھا جو الحمد للہ چھپکر تیار ہوئی ہیں ۔ منیجر کتب خانہ حیدری دیوڑھی بازار

دہلی کا نیا انجینرنگ کالج

کولمبو منصوبہ کے تحت امداد

اگلے ماہ دہلی میں کالج آف انجینرنگ (ٹیکنالوجی) کھل رہا ہے۔ اس کا شمار ہندوستان کے ان بڑے بڑے تربیتی اداروں میں ہوگا۔ جن کو برطانیہ کولمبو منصوبہ کے تحت امداد دے رہا ہے۔

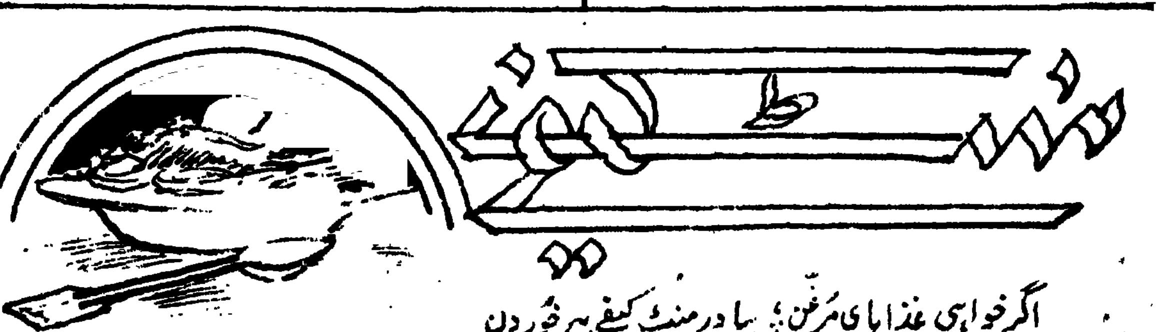
برطانیہ پانچ برسوں کے لئے اس کالج سے تقریباً دس برطانوی پروفیسروں اور دو ورکشاپ نگرانوں کے اخراجات برداشت کرے گا۔ علاوہ ازیں وہ ۲۵۰،۰۰۰ پونڈ (۳۲ لاکھ روپے) کی مالیت کا سازو سامان اس کالج کو مہیا کریگا۔ اس سامان کی سپلائی کا انتظام برطانوی صنعتوں کی فیڈریشن اور چار انجینرنگ ادارے کر رہے ہیں۔

پڑھانے والا بیشتر عملہ، کالج کی بلڈنگ اور بیرونی طور پر دستیاب سامان حکومت ہند مہیا کرے گی۔ حال میں برطانوی ہائی کمشنر سر پال گور بوتھ نے پروفیسر ایم۔ ایس ٹھیکر کی دعوت پر کالج کی عمارتوں کا معائنہ کیا تھا۔ جو تاریخی مقام حوض خاص کے نزدیک ۲۳۰ ایکڑ زمین پر تعمیر ہو رہی ہیں پروفیسر ٹھیکر انڈین کونسل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ کے ڈائرکٹر جنرل اور سائنٹفک ریسرچ و کلچرل امور کی وزارت کے سکریٹری ہیں۔ اس پراجیکٹ سے ان کا گہرا تعلق رہا ہے اور اب وہ کالج کے گورنروں کے بورڈ کے چیرمین ہیں۔

فی الحال کالج میں انڈر گریجویٹ و پوسٹ گریجویٹ سطح پر الیکٹریکل، میکنیکل، سول، کیمیکل انجینرنگ اور ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی کے شعبے قائم کئے جائیں گے۔ زیادہ سہولتیں ملنے پر بعد میں دیگر شعبوں کا انتظام بھی کیا جائے گا۔ یہ پراجیکٹ حکومت ہند، حکومت برطانیہ اور برطانیہ کے صنعتی و انجینرنگ اداروں سے باہمی تعاون کی ایک شاندار مثال ہے برطانیہ کے ایک سابق ہائی کمشنر کے الفاظ میں یہ کالج برطانوی قوم کی ہندوستان سے تیں عقیدت کا مظہر ہے اور دونوں ملکوں کے باہمی تعاون کا ایک نیا نمونہ پیش کرتا ہے۔

کالج کا سنگ بنیاد ڈیوک آف ایڈنبرا نے ۱۹۵۹ء میں رکھا تھا جب وہ ہندوستان کے دورے پر آئے تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ "کالج ہندوستان میں معیار زیست کو بلند کرنے میں نہایت اہم پارٹ ادا کرے گا۔ دنیا میں معلومات کا خزانہ موجود ہے اور وہ اس بات کا منتظر ہے کہ اسے استعمال میں لایا جائے۔ صرف انجینر اور ٹیکنالوجسٹ ہی یہ کام سرانجام دے سکتے ہیں۔"

کولمبو منصوبہ کے تحت برطانیہ متعدد پراجیکٹوں میں ہندوستان کی مدد کر رہا ہے۔ ہندوستان کی بیشتر قومی تجربہ گاہوں کو برطانیہ نے ساز و سامان دیا ہے اور عملہ کو تربیت کی سہولتیں مہیا کی ہیں نیشنل میٹلرجیکل لیبارٹری جمشید پور سنٹرل فوڈ ٹیکنالوجیکل ریسرچ انسٹیٹیوٹ میسور سنٹرل ڈرائینڈ پاور ریسرچ اسٹیشن پونا وغیرہ کو برطانیہ سے امداد ملی ہے۔ انڈین انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کھڑگ پور (مغربی بنگال) بھی کولمبو منصوبہ کے تحت برطانیہ سے امداد حاصل کر رہا ہے ہندوستانی عملہ کے بعض ممبران کو برطانیہ میں اعلیٰ تربیت دی گئی ہے۔ اس انسٹیٹیوٹ کیلئے برطانیہ کے مہمان پروفیسروں کی خدمات مستعار دی گئی ہیں۔ قریب مستقبل میں اس ادارہ کو کولمبو منصوبہ کے تحت برطانوی ساز و سامان بھی ملیگا۔ دلبو بھائی پٹیل



لنڈن بی جانسن
نائب صدر امریکہ

پانی کا مسئلہ۔ اگر پانی سے نمک خارج کیا جائے

اس کرۂ ارض پر پانی کی کمی نہیں۔ اس کا ۳/۴ واں حصہ پانی پر مشتمل ہے اور زمین کے نیچے ایسے پانی کے سمندر ہیں جو ناقابل استعمال ہے۔ لیکن اس کے باوجود دنیا بھر میں پانی کی کمی ہے۔ پسماندہ ملکوں کو تو خاص طور پر اس مسئلہ کا سامنا ہے۔ اور اس مسئلہ کو اسی صورت میں حل کیا جا سکتا ہے اگر پانی سے نمک خارج کیا جائے۔

میں ٹیکسس کی پہاڑی ریاست میں "پیڈرنیلس" کے کنارے سے دو سو گز کے فاصلہ پر پیدا ہوا تھا۔ جیسے میرے ملک کے مغربی حصے میں رہنے والے لوگ "ایک ندی" کہتے ہیں۔ میں اپنے لڑکپن کے وہ دن یاد کر سکتا ہوں جب میں اپنے ننگے پاؤں پر نم کئے بغیر ندی کی گذرگاہ کو پار کرتا تھا۔ اور اس کے چند ہی گھنٹے بعد موسلا دھار بارش کے باعث کناروں سے پانی باہر نکلنے پر اپنے گھر کے کنبے کا سامان نکالنا شروع کر دیتا تھا۔ مغربی حصے میں رہنے والوں کی طرح میرے لئے بھی پانی۔ خواہ وہ قلت میں ہو یا افراط میں ایک ایسا عنصر تھا جو کسی دوسرے عنصر سے بڑھ کر خود زندگی کی صورت بدل دیتا تھا۔ یہ ہمارے لئے مسکراہٹیں اور تفکرات لاتا تھا۔ اور ہماری خوشیوں اور مایوسیوں میں اضافہ کرتا تھا۔ بارش کا مطلب تھا کہ بینک میں ہمارا روپیہ جمع ہوا ہے اور خشک سالی کا مطلب تھا کہ ہمارا جتنا روپیہ جمع ہے ہم نے اس سے زیادہ نکلوا لیا ہے۔ تمام باتوں میں جن میں حکومت اور سیاست کے متعلق اس کا رویہ بھی شامل ہے مغربی حصے میں رہنے والا آدمی موسم اور پانی کی اس قربت کی پیداوار ہے۔ اور رہا ہے۔ مغرب کے باسی کو دو باتوں سے تعجب ہوتا ہے۔ اس امر کی دریافت کہ پانی صرف مغربی امریکہ ہی کا نہیں بلکہ تمام ملک اور تمام دنیا کا مسئلہ ہے — اور مزید دریافت کہ شہری علاقوں میں پانی کی فراہمی ایک مسلمہ امر ہے۔ پائپ اور نل کی تہذیب پانی کی فراہمی کو بے اعتنائی سے دیکھ سکتی ہے لیکن پانی کے گھڑے اٹھانے والوں اور بادلوں کی طرف دیکھنے والوں کی نہیں نہیں۔ اور میں ذاتی طور پر یہ جانتا ہوں۔ اگر مہینوں یا برسوں کے لئے نہیں بلکہ ایک دن کے لئے بھی "کنواں سوکھ جائے" تو ہمارے جدید معاشرے کی کیا حالت ہوگی۔ کوئی اس صورت حال کا بمشکل تصور کر سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کرۂ ارض پر پانی کی کمی نہیں ہے اس کا ۳/۴ واں حصہ پانی پر مشتمل ہے۔ اور زمین کے نیچے ایسے پانی کے سمندر ہیں جو اب استعمال میں نہیں آتا یا ناقابل استعمال ہے۔ پانی کی کوئی کمی نہیں ہے۔ کمی ہے تو حکومت کے اس عزم کی کہ جو پانی انسانی، صنعتی یا زراعتی مقاصد کے لئے غیر موزوں ہے، اسے قابل استعمال بنایا جائے۔ انجینئر اور سائنسدان

تھیں کہ سیاستدان اور رائے دہندگان (ووٹر) ہی
اس امر کا فیصلہ کریں گے کہ کیا کنوئیں کو خشک ہونے دیا جائے
گا کیونکہ یہ اتنا ہی اہم فیصلہ ہے۔ جتنا کہ وہ فیصلہ
جس کا ملک کو ۱۹۶۰ء کے دہے کے برسوں میں سامنا
کرنا ہوگا۔ ہمیں جس حقیقت کو دیکھنے کی ضرورت ہے وہ یہ
ہے کہ اگر ہم نے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ابھی سے کچھ
نہیں کیا تو ۱۹۷۵ء تک ملک بھر میں امریکنوں
کی ایک بڑی تعداد کو کافی اچھے پانی کے بغیر رہنا ہوگا۔
مختلف اعداد و شمار اس حقیقت کی تائید کرتے ہیں۔ ہماری
پانی کی فراہمی ۵ کھرب ۱۵ ارب گیلن روزانہ ہے۔
آج ہم اس مقدار کا قریباً ۶۰ فیصد —— یعنی ۳ کھرب
۱۰ ارب گیلن پانی استعمال کرتے ہیں۔ ۱۹۷۵ء تک امریکہ
کی آبادی ۲۳ کروڑ ۵۰ لاکھ ہو جائے گی۔ جو روزانہ
ہماری کل فراہمی کا ۹۰ فیصد —— یعنی ۴ کھرب ۳۵ ارب
گیلن پانی استعمال کرے گی۔ پانی کی کمی پہلے ہی موجود ہے۔
جو کبھی کبھی شدت اختیار کر لیتی ہے۔ ۱۹۵۷ء میں ۴۷
ریاستوں میں ایک ہزار بلدیوں کو پانی کے استعمال
کو محدود کرنا پڑا تھا۔ دنیا کی کل زمین کا ایک تہائی حصہ
خشک اور بنجر علاقوں پر مشتمل ہے جب کہ صرف قریباً
دسویں حصے پر کاشت ہوتی ہے۔ ایک پشت یا کچھ زیادہ
عرصے میں دنیا کی آبادی ۵ ارب ہو جائے گی۔ ۶۰ سے
زیادہ ملکوں میں بنجر یا نیم بنجر علاقے پائے جاتے ہیں۔
جہاں پانی کی قلت نے اقتصادی ترقی اور سماجی پیش
قدمی کے لئے بھاری رکاوٹ پیدا کر رکھی ہے۔ جن
ملکوں کو پانی کی کمی کا سامنا ہے ان میں سے زیادہ تر
پسماندہ ہیں۔ ان کی نصف تعداد نے دوسری عالمی جنگ کے
بعد سے آزادی حاصل کی ہے۔ پانی محض معیار زندگی
بلند کرنے ہی میں نہیں بلکہ حقیقی طور پر حکومتوں کے استحکام
اور معاشروں کی کارکردگی کو یقینی بنانے میں بھی کلیدی
حیثیت رکھتا ہے۔ بڑا سوال یہ ہے کہ زیادہ پانی کیونکر
حاصل کیا جائے۔ کسی بھی ملک میں اس سوال کا جواب
ایک ہی بات پر منحصر ہے۔ طبیعیات۔ علم کیمیا۔ ماشیات
ارضیات، حیاتیات، موسمیات اور اقتصادیات میں
انتہائی پیشہ ورانہ قابلیت۔ صرف چند ترقی یافتہ ملکوں
ہی کو ان ہنروں میں کمال حاصل ہے۔ اور ان میں سے غالباً
امریکہ ہی ہے جو آبی وسائل کی سائنس اور ٹیکنالوجی میں سب
سے آگے ہے۔ اکثر پسماندہ ملکوں کے رہنما ہماری طرف
امداد کے لئے آنکھ لگائے ہوئے ہیں ہم پر انہیں امداد دینے
کی بھاری ذمہ داری ہے اور ہمیں انہیں امداد دینے کا ایک
عظیم موقعہ ملا ہے۔ اتحادی سبھا نے اپنے بہت سے پروگرام
دنیا کے پانی کے مسئلوں پر مرکوز کئے ہیں۔ اور اس سے
وابستہ متعدد تنظیمیں بھی اس طرف توجہ دے رہی ہیں ایسے
بہت سے متعدد مقاصدی پلانٹوں کے وجود میں آنے کا امکان
ہے۔ جو سمندر یا اندرون ملک کے کھاری پانی سے میٹھا
پانی تیار کر سکتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ایٹمی توانائی
بھاپ اور حتیٰ کہ مروجہ ایندھنوں سے بجلی یا میگنیشیم اور
دوسری کیمیاوی اشیا تیار کر سکتے ہیں۔ اس بات کی
بڑی امید کی جاتی ہے کہ مستقبل میں کسی روز ہم موزوں
قیمت پر سمندر اور اندرون ملک کے کھاری پانی سے تازہ
میٹھا پانی تیار کر سکیں گے۔ جب وہ دن آئے گا تو ہمارے
پاس نہ صرف اپنے ملک کے بڑے حصے میں بلکہ دنیا کے
بڑے حصے میں بھی پانی کی کمی دور کرنے کے وسائل ہوں گے۔

دنیا کا ۱/۳ والا حصہ کھاری پانی کے اندازاً ۳۲۶ کروڑ کیوبک میل پر مشتمل ہے۔ زمین کی سطح پر اور زمین کی سطح کے نیچے کھاری پانی بھاری مقدار میں پایا جاتا ہے امریکہ کا قریباً نصف حصہ ــ جہاں بھاری ۶۵ فیصد صنعتیں اور ۵۵ فیصد آبادی پائی جاتی ہے ــ سمندر کے کنارے واقع ہے۔ بیشتر دوسرے ملکوں میں ناقابل استعمال کھاری پانی بھاری مقدار میں پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کے بہت سے بنجر اور غیر ترقی یافتہ ملک بھی سمندری کنارے پر واقع ہیں اور ان کے اندرونی حصوں میں کھاری پانی بہتات میں ہے۔ پانی تو بہت بھاری مقدار میں ہے۔ ہم اسے میٹھے اور قابل استعمال پانی میں کیونکر منتقل کر سکتے ہیں۔ اس کے دو طریقے ہیں۔ نمک سے پانی نکال لیا جائے۔ یا پانی سے نمک۔ یہ ہیں دو بڑے طریقے جنہیں اب ہم استعمال میں لاتے ہیں۔ یا جنہیں استعمال میں لانے کی تیاری کر رہے ہیں۔

مصنوعی حرارت سے پانی کشید کرنا۔

یہ ایک قدیم طریقہ ہے۔ چونکہ اس عمل میں پانی کو اُبالنے پر اور بھاپ کو منجمد کرنے پر کافی لاگت آتی ہے اس لئے عہد جدید کے محقق حرارت کی کم از کم بھاپ سے زیادہ سے زیادہ مقدار میں پانی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ متعدد پلانٹوں کے ایسے پلانٹ تیار کئے گئے ہیں جن میں یہ عمل ۱۲ یا زیادہ گنا تک دُہرایا جا سکتا ہے اور ایک پونڈ بھاپ سے کئی پونڈ پانی کشید کیا جا سکتا ہے۔ خلیج فارس پر واقع کویت میں پلانٹ پہلے ہی اس طریقے سے دن میں ۵۰ لاکھ گیلن پونڈ پانی تیار کر رہے ہیں۔ فری پورٹ (ٹیکساس) میں حکومت امریکہ کی طرف سے ایک نمائشی پلانٹ لگایا جا رہا ہے جو ایک یا کم ڈالر فی ہزار گیلن کی لاگت سے دن میں ۱۰ لاکھ گیلن پانی تیار کرے گا۔

سورج کی گرمی سے پانی کو کشید کرنا

یہ طریقہ امکانی طور پر پُرکشش ہے۔ کیونکہ اس کے لئے ایندھن یا بجلی کی ضرورت نہیں۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ بنجر علاقوں میں دھوپ بھاری مقدار میں پائی جاتی ہے۔ اگرچہ اس عمل میں ایندھن کی ضرورت نہیں ہوتی تاہم شروع میں پلانٹوں پر بھاری لاگت آئے گی۔ چنانچہ اب اس پیداوار کی لاگت میں کمی کرنے کے طریقوں پر غور کیا جا رہا ہے۔

برقی عمل سے پانی کشید کرنا!

اس عمل میں نمک سے پانی نکالنے کی بجائے پانی سے نمک نکالا جاتا ہے۔ اب تک یہ عمل سمندری پانی کی بجائے کھاری پانی پر نہایت موثر ثابت ہوا ہے۔ کولنگا شہر (کیلی فورنیا) میں اس عمل سے کام لیا جا رہا ہے۔

عمل انجماد! یہ ایک جدید ترین عمل ہے جس میں نمکین پانی سے منجمد کو الگ کیا جاتا ہے۔ اس عمل میں پانی کو ابالنے کی بجائے منجمد کیا جاتا ہے اور جب نمکین پانی منجمد ہو جاتا ہے تو نمک برف کے ٹکڑوں سے الگ ہو جاتا ہے اور اس کے



بعد برف کے ٹکڑوں کو پگھلا کر پانی تیار کیا جاتا ہے۔ امریکہ کی بہت سی فرمیں جو ہماری وزارت خارجہ کے کھاری پانی کے دفتر کے ساتھ ٹھیکوں کے تحت کام کر رہی ہیں۔ اس عمل کے متعلق تجربے کر رہی ہیں۔ ان کے علاوہ کھاری پانی کو میٹھے پانی میں منتقل کرنے سے متعلق اور بھی کئی کیمیاوی اور برقی طریقے ہیں جو تحقیقی اور تجرباتی مرحلے میں سے گزر رہے ہیں۔ کھاری پانی کو میٹھے پانی میں منتقل کرنے پر جو لاگت آتی ہے اس میں کمی کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اب ایسے پلانٹ بنائے جا رہے ہیں جن سے ایک ہزار گیلن پانی پر ۵۰ سینٹ سے بھی کم لاگت آئے گی۔ اس ضمن میں امریکہ کے کھاری پانی کے دفتر نے جو کچھ کیا ہے غالباً اتنا کہیں بھی کسی دوسرے گروپ نے نہیں کیا۔ اس دفتر کی طرف سے اب ۱۱ پلانٹ کم لاگت کے متعدد تحقیقی ٹھیکوں پر کام کر رہے ہیں۔ اور پلانٹوں کے مظاہرہ کے متعلق اس پروگرام کی نگرانی کر رہے ہیں جس کی امریکی کانگریس نے ۱۹۵۸ء میں منظوری دی تھی۔ بہت سے ملک جنہیں میٹھے پانی کی سخت ضرورت ہے ایسے پلانٹ کا خیر مقدم کریں گے۔ جو کھاری پانی کو میٹھے پانی میں منتقل کرتے ہیں۔ مذکورہ دفتر کے مشورہ سے ہم اپنے خارجی امدادی پروگراموں کے تحت ایسے پلانٹ تیار کر سکتے ہیں۔

پس مختصر طور پر یہ ہے دنیا کا پانی کا مسئلہ۔ مجھے اس کا بخوبی علم ہے۔ مجھے امید ہے کہ کسی انسان کو اس کا مزید سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ میں جانتا ہوں کہ کسی آدمی کو اس کا سامنا کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے پاس علم و فن ہے اور ہم اس سے فائدہ اٹھانے کی امید رکھتے ہیں۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے اس کا پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ اور جس کی ضرورت ہے اسے فروغ دیں۔ ہم میں سے کسی کے لئے بھی اس سے زیادہ نئی اور اہم سرحد کوئی نہیں ہے جسے عبور کرنا ہمارے لئے ضروری ہے تاکہ تمام نوع انسانی کو ہمیشہ کے لئے بہتات میں پانی فراہم ہوتا ہے۔

یہ سائنس کی دنیا

مصنوعی سیارہ ایکسپلورر ۸ کے ذریعہ سائنسی معلومات

امریکہ کے مصنوعی سیارہ ایکسپلورر ۸ کے ذریعہ بالائی خلائی برقی کرّے کے پھیلاؤ، درجہ حرارت اور حجم کے متعلق پہلی بار سائنسی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ اس خلائی برقی کرّے سے تصادم سے ہی ریڈیائی لہریں زمین کی طرف واپس آتی ہیں۔ امریکی خلائی اور فضائی تنظیم نے اس سلسلے میں ان معلومات کا انکشاف کیا ہے جو اس مصنوعی سیارے کے ذریعہ حاصل ہوئی ہیں۔ واضح رہے کہ ۹۰ پونڈ وزنی ایکسپلورر ۸ پچھلے سال ۳ نومبر کو داغا گیا تھا۔

معلومات کا اختصار!

(۱) یہ برقی کرّہ اس سے کہیں زیادہ دور تک پھیلا ہوا ہے جیسا کہ پہلے خیال کیا جاتا تھا۔ یعنی کم سے کم دو ہزار میل کی بلندی تک پایا جاتا ہے۔ پہلے قیاس کیا جاتا تھا کہ زمین سے صرف ۵۰ سے ۳۰۰ میل کی بلندی تک ہے۔

(۲) یہ بالائی خلائی برقی کرّہ یکساں قسم کا ہے تبدیل نہیں ہونے پاتا۔ اور مستقل نوعیت رکھتا ہے۔ زیریں برقی طبقے کے بالکل متضاد ہے۔ اس زیریں طبقے پر آفتابی دھماکوں کا اثر پڑتا ہے اور ریڈائی پیغام رسانی میں جن کی وجہ سے خلل پیدا ہوتا ہے۔

(۳) کوئی ۶۰۰ میل کی بلندی تک آکسیجن (تازہ ہوا) پائی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہائیڈروجن بتدریج بڑھتی جاتی ہے۔

(۴) اس بالائی کرّے میں الیکٹرونوں اور پروٹونوں کا درجۂ حرارت وہی ہوتا ہے جو اس ارد گرد کی گیس کا ہوتا ہے جس میں وہ گھومتے رہتے ہیں۔ ایکسپلورر ۸ میں دس سائنسی آلے رکھے گئے تھے۔ تاکہ بالائی خلائی برقی کرّے کے متعلق تحقیق ہوسکے۔ اور جب تک یہ قائم رہا اس کے ذریعہ ہر سکنڈ میں ۵ سو مختلف امور کے متعلق معلومات نشر ہوتی رہیں۔

ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ دل کی بیماریوں کی تحقیق!

بچوں کے دل کی بیماریوں کا پتہ صحت کے ساتھ لگایا جاسکتا ہے۔ اس کے ٹیپ (فیتے) پر دل کی دھڑکنوں کا اندراج ہوتا ہے۔ اور ان دھڑکنوں کو سن کر ڈاکٹر مرض کی تشخیص کرتے ہیں۔ امریکہ میں دل کے امراض کی تنظیم (امریکن ہارٹ اسوسی ایشن) نے تصدیق کی ہے کہ اس طرح کے ٹیپ ریکارڈ سے ۹۱ فیصد صحیح تشخیص ہوتی ہے۔ شکاگو میں ۲۶،۳۳ طلباء کا اس طرح معائنہ کیا گیا اور صحیح نتائج حاصل ہوئے۔ امریکی ہارٹ اسوسی ایشن کے ڈاکٹر اوگلسبی پال کے بیان کے مطابق جس طرح ایکسرے [illegible] سے تپ دق کی بیماری کا آسانی سے پتہ لگ سکتا ہے اور عام لوگوں کا آسانی سے معائنہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ہی فی

ٹیپ ریکارڈر سے بھی دل کا معائنہ اجتماعی صورت میں عمل میں آسکتا ہے اور خاص کر بچوں کے دلوں کے امراض کا فوراً ہی پتہ لگ سکتا ہے کیونکہ ابتدائی عمر ہی میں دل میں کسی طرح کے نقص کا علم ہونے سے اس کا علاج آسانی سے ہوسکتا ہے

پیدائشی دماغی عارضے کا علاج!

مشی گن امریکہ میں ایسے بچوں کے علاج کے کامیاب تجربے کیے گئے ہیں جو پیدائشی طور پر دماغی عارضے میں مبتلا ہوں۔ ایسے بچے اب ذہنی، دماغی اور جسمانی طور پر صحت مند ہوا کریں گے۔ یہ مرض جسم میں پروٹین کی کمی سے لاحق ہوتا ہے جس کے باعث دماغ میں زہریلے اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ بچے کی پیدائش کے بعد چھ مہینے کے اندر اندر اس مرض کا پتہ لگ جانا چاہیئے تاکہ ابتدا میں اس کا علاج کیا جائے۔ اس سلسلے میں مشی گن میں ایکسو ایسے کنبوں پر تجربے کئے گئے جو اس مرض میں مبتلا تھے۔ ان کنبوں کی حاملہ عورتوں کا خاص طور پر دھیان رکھا گیا اور جب بچے پیدا ہوئے تو فوراً ہی ان کا معائنہ کیا گیا۔ جن میں سے چار بچوں میں اس مرض کی علامتیں پائی گئیں۔ ان کے علاج کے لئے خاص قسم کی خوراک تجویز کی گئی اور توقع کی جاتی ہے کہ وہ دماغی اور ذہنی طور پر صحت مند ہوں گے۔ اس مرض کو نینل کیٹو نیوریا (Phenylketonuria) (پی کے یو) کہا جاتا ہے۔

سوئے رہنے والے جانوروں کو خلا میں بھیجا جائے

سینٹ لوئی یونیورسٹی (امریکہ) میں حیاتیات کے پروفیسر نے تجویز کی ہے کہ انسانوں اور کتوں، بندروں وغیرہ کے بدلے خلائے بسیط میں تجربوں کے لئے ایسے جانوروں کو استعمال کیا جانا چاہیئے جو کئی کئی مہینے سوتے رہتے ہیں۔ کشش ثقل کی حدود سے باہر بے وزنی کی حالت میں کئی کئی ہفتے یا مہینے گزارنے کی صورت میں ان جانوروں پر اثرات اور ردِ عمل کا پتہ لگ سکتا ہے۔ پروفیسر مذکور کا کہنا ہے کہ اس قسم کے جانوروں کے استعمال سے خلائی سفر کے دوران میں خوراک کی ضرورت نہیں رہے گی۔ کتوں، لنگوروں وغیرہ کو خلائی سفر کی جو طویل تربیت دینے کی ضرورت رہتی ہے وہ بھی باقی نہیں رہے گی۔ اور یہ کام آسان ہو جائے گا۔

حضرت آیتہ اللہ العظمیٰ آقای بروجردی کا ایک فتویٰ

پردہ کی نسبت

از:۔ سعید الواعظین آقای سید شاہ عباس منصوری خراسانی

گذشتہ تواریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم و ہر ملت میں ایسے کچھ خاص قوانین و رسومات موجود تھے جن کی وجہ سے طبقہ اناث نامحرم مردوں سے دوری و اجتناب کرتے تھے تاکہ اس پابندی کی وجہ نسل انسانی میں ناجائز تعلقات پیدا نہ ہوں اور مرد عورتوں کو اپنے لہو ولعب کا آلہ کار نہ بنا سکیں اور جن لوگوں کے دلوں میں ہوا و ہوس پرستی کا مادہ موجود ہے ان کی دست درازی و شہوت پرستی سے طبقہ اناث محفوظ رہ سکیں۔ لیکن ہر قوم میں بطور خاص اور مخصوص طریقہ سے یہ قوانین برقرار تھے۔ اسلام چونکہ ایک مکمل دین اور سارے جہان کے لئے قانون الٰہی اور قیامت تک باقی رہنا ہے۔ طبقہ اناث کو ایک خاص مرتبہ عطا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے لئے چند پابندیاں عاید کی گئی ہیں۔ تاکہ ان کی عزت و عفت و بقاء نسل بطور اتم و اکمل باقی اور شہوت پرستوں کے دست تاراج سے محفوظ رہ سکیں۔ اسی کو (حجاب نسوان) یا پردہ کہتے ہیں۔ ابتدائی اسلام میں جب عورتیں نماز کے لئے جاتے تھے۔ تو راستہ میں آزاد لوگ ان کو چھیڑ چھاڑ کرتے تھے۔ اور ان کے لئے تکلیف وبے عزتی کا باعث ہوتا تھا۔ اسی بنا پر آیہ حجاب نازل ہوئی! (اے رسول اپنی بیبیوں اور اپنی لڑکیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہدو کہ باہر نکلتے وقت اپنے چہروں پر مقنعہ (نقاب) ڈالتے رہیں یہ ان کی شرافت کی پہچان کے واسطے بہت مناسب ہے اور کوئی انہیں چھیڑے گا نہیں۔ اور نہ کوئی اذیت دے گا۔ (سورہ الاحزاب آیہ ۵۹) اور علاوہ اس کے سورۃ النور آیہ ۳۱ میں ہے۔ (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ) اور اپنی اوڑھنیوں کو گھونگٹ مار کر اپنے گریبان (سینوں) پر ڈالے رہیں۔

یہ آیات نازل ہونے کے بعد عورتوں نے چہرہ پر نقاب ڈالنا اور پردہ کرنا شروع کی۔ اور ابتدائی اسلام سے اب تک یہی رواج رہا ہے حتی کہ رسولؐ کی بیبیاں اور اہلبیت رسولؐ اور صحابۂ کرام کے بیبیاں چادر اوڑھنے کے علاوہ چہرے پر نقاب ڈالتے تھے تاکہ کوئی نامحرم کی نظران پر نہ پڑے۔ اور یہی اسوہ حسنہ اب تک جاری ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم نے بی بی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے سوال کیا کہ عورت کی بہترین صفت کیا ہے اور یہ وہ سوال تھا جو رسول مقبولؐ نے اکثر عورتوں سے کیا کرتے تھے۔ حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے جواب دیا کہ وہ کسی مرد کے دیکھنے کی کوشش نہ کرے اور یہ بھی کرے کہ کوئی نامحرم اسے نہ دیکھنے پائے۔ سرور کائنات نے بی بی فاطمۃ الزہرا کو اسی وقت گلے سے لگا لیا۔ اور فرمایا کہ یہی جواب کو خدائے تعالیٰ نے عورتوں کے لئے مخصوص فرمایا۔ نقاب و پردہ کے رسم و رواج ابتدائی اسلام سے ۱۳۱۰ ہجری تک جملہ اسلامی ممالک میں پابندی سے رائج تھا۔ اس کے بعد جب مغربی تہذیب اور اہل یورپ

کی اندھی تقلید عالم اسلام میں شروع ہوئی اور یوروپین قوانین آغاز ہوئے تو اس موقع سے ایران میں (محمد علی باب) استفادہ کرکے ایک نئی دکان کھولا اور اپنے کو مہدی آخرالزمان بتاکر کشف حجاب کا اعلان کیا کہ معاذ اللہ اسلام میں بھی (کشف چہرہ اور بدین) جائز ہے اور ۱۳۰۰ برس کے عمل درآمد نقاب کو ناجائز قرار دیا۔ جس کی وجہ سے تجدد پسندی و مغربی تہذیب کی بے پردگی و برہنگی شروع ہوئی۔ اور سب سے پہلے ترکی نے بالکل پردہ کو ترک کر دیا۔ اس کے بعد ایران نے بھی زبردستی سے (کشف حجاب) کے لئے قانونی احکام نافذ کئے۔ لیکن حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ بروجردی کی شخصیت کی وجہ سے پھر از سرنو اسلامی قوانین نافذ ہوئے۔ اور جبری کشف حجاب کو متروک کیا گیا۔ اس موقع میں (نہضت بانوان ایران طہران) ایک محضر جس میں کئی ہزار عورتوں کی دستخط موجود تھے بطور استفتاء حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ بروجردی کی خدمت بابرکت میں پیش کی۔ مضمون محضر یہ تھا۔ (ہم جمعیت بانوان ایران) اسلام کے جملہ قوانین و احکامات کو بجان و دل قبول اور پابند ہیں۔ اور برابر نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ و خمس دیتے ہیں۔ حج بیت اللہ اور مقامات مقدسہ کی زیارت کرتے ہیں اور اہلبیت رسولؐ کی محبت ہمارے رگ رگ میں موجود ہے۔ مجالس سید الشہداء برپا کرتے ہیں اور تقویٰ اور پرہیزگاری کو اولین فریضہ خود سمجھتے ہیں۔ صرف یہ ہماری استدعا ہے کہ زمانہ کے رفتار کے لحاظ سے ہم مجبور ہیں کہ پردہ سے باہر آکر مردوں کے دوش بدوش خدمات ملی انجام دیں تاکہ ہم کو بھی ترقی نصیب ہو۔ لہذا ہم کو کشف حجاب و نقاب کی

اجازت مرحمت فرمائی جائیں۔ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقای بروجردی رحمۃ اللہ نے اسی عریضہ پر حسب ذیل آیہ قرآنی کو بصورت جواب لکھکر روانہ فرمایا۔ (بسم اللہ الرحمن الرحیم افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذالک منکم الا خزی فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم القیٰمۃ یردون الی اشد العذاب وما اللہ بغافل عما تعملون۔ سورہ البقرہ آیۃ ۸۵)۔ یعنی کیا تم کتاب خدا کی بعض باتوں پر ایمان رکھتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو۔ پس تم میں سے جو لوگ ایسا کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ زندگی بھر کی رسوائی ہو اور آخرکار قیامت کے دن بڑے سخت عذاب کی طرف لوٹا دیئے جائیں اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو خدا اس سے غافل نہیں ہے (آیۃ ۸۶) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خرید کی پس نہ ان کے عذاب ہی میں تخفیف کی جائے گی اور نہ وہ لوگ کسی طرح کی مدد دیئے جائیں گے۔ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ نے یہ بھی اضافہ فرمایا کہ (حلال محمد حلال الی یوم القیٰمۃ وحرام محمد حرام الی یوم القیٰمۃ یعنی حلال محمدی قیامت تک حلال رہے گا۔ اور حرام محمدی قیامت حرام ہی رہے گا۔ اور کسی کی مجال نہیں کہ کسی حکم کو بدل دے یا اس میں کچھ تغیر اور تبدیل کر دے نقاب اسلامی اور پردہ جو ۱۳۸۰ برس سے رائج ہے اس میں کچھ تاویلات کرکے خلاف ماسبق کوئی امر کو رائج کرنا ایک گناہ عظیم اور مستوجب عذاب دنیا و آخرت ہوگا ؎

دنیا طلبان حسرت دنیا مردند
عقبیٰ طلبان فیض دو دنیا بردند

ماسکو میں برطانیہ کا تجارتی میلہ

بہت کامیاب رہا!

برطانیہ کے بورڈ آف ٹریڈ کے صدر مسٹر ریجنالڈ ماڈلنگ نے ماسکو سے واپس لندن آکر اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ ان کے خیال کے مطابق تجارتی میلہ بہت کامیاب رہا ہے اور کہ میلہ کے منتظمین اور نمایش کنندگان اس کامیابی پر بہت بڑی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ موصوف نے اپنی اس امید کا اظہار کیا کہ اس میلہ کے نتیجہ کے طور پر برطانیہ اور سوویٹ روس کی تجارت بہت بڑھ جائے گی۔

کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ کا نیا چیرمین

برطانیہ کی وزارت تعلیم کے ایک اعلان کے مطابق سر جیمز رابرٹسن کو کامن ویلتھ انسٹیٹیوٹ کا چیرمین مقرر کیا گیا ہے ۶۱ سالہ سر جیمز آزاد نائیجیریا کے پہلے گورنر جنرل تھے۔ کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ کی داغ بیل ۱۸۹۳ء میں لندن میں ڈالی گئی تھی۔ اس میں کامن ویلتھ ملکوں کی نمایشوں کے مستقل انتظامات کئے گئے ہیں۔ انسٹیٹیوٹ کی طرف سے کامن ویلتھ موضوعات پر فلمیں دکھائی جاتی ہیں اس کے زیر اہتمام لیکچر اور کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ نیز کامن ویلتھ ملکوں کے طلبا کو مطالعائی اور تفریحی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ کی نئی عمارت اگلے سال مکمل ہو جائے گی۔

البتہ اسلام میں عورتوں کو ہر طرح حق عطا کیا اور سزا و جزا کے نشیب و فراز میں مردوں کے مساوی درجہ قرار دیا۔ اور کلام پاک میں کئی آیتوں میں عورتوں کی سفارش اور نیک برتاؤ کا حکم صادر فرمایا۔ اور تحصیل علم میں حدیث نبوی ہے۔ (طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ) تحصیل علم ہر مرد و عورت کے لئے واجب ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ عورتوں کا حکم ہے کہ بعد تکمیل علم و کمال اپنے ہم جنس عورتوں کی خدمت انجام دیں نہ کہ بلا وجہ مردوں میں گھس کر دفاتر میں مردوں کے ساتھ خدمت انجام دے جس کا نتیجہ سب پر روشن ہے۔

علامہ اقبال اپنے مثنوی کے اختتام پر مخدرات اسلامی کو مخاطب کرکے یوں بیان فرماتے ہیں۔

اے ردایت پردۂ ناموس ما تاب تو سرمایۂ فانوس ما
طینتِ پاک تو مارا رحمت است قوت دین و اساس ملت است

یعنی اے کہ تیری چادر پردہ ہماری عزت کی محافظ ہے۔ اور اے کہ تیرا شعلہ ہمارے فانوس کی روح رواں ہے۔ تیری پاک ہستی ہمارے دین اور سیاست کی بنا کے لئے رحمت اور ممد و معاون ثابت ہوتی ہے



کہ پنڈت نہرو کے نام گمنام دھمکی آمیز خطوط آرہے ہیں
بقول بانو طاہرہ سعید ؎
ہر بڑے شخص کے پاس آتے ہیں گمنام خطوط

کہ شری سنجیویا نے فرمایا کہ سرکاری ملازمین فرصت کے اوقات میں عوامی بھلائی کے کام انجام دیں
یعنے نان گزیٹیڈ ملازمین عوامی بھلائی کے کام انجام دیں اور گزیٹیڈ عہدہ دار کلب میں عیش کریں اور تاش کھیلیں۔

کہ سکندرآباد میں مقابلۂ حسن میں حصہ لینے والی لڑکی کا فحاشی کے الزام میں چالان کیا گیا ہے
یعنے یہ حسینہ مقابلۂ حسن کے بعد اب مقابلۂ فحاشی میں حصہ لے رہی ہے

کہ حیدرآباد میں جہیز والی شادیوں کا بائیکاٹ کیا جارہا ہے
یعنے اب نوشاہوں کی جوڑے اور گھوڑے کی رقم کے لالے پڑ گئے ہیں۔

کہ بہار کی دو ندیوں میں سیلاب آنے کی وجہ سے بیس دیہات غرقِ آب ہوگئے۔
گویا قدرت اضافۂ آبادی کے مسئلہ کو حل کر رہی ہے۔

کہ نیاز حیدر کے برتھ ڈے کے تعلق سے حیدرآباد کے ادیبوں اور شاعروں نے انکی تائید میں بیان دیا ہے
لیکن یہ بیان ملنے کے بعد از جنگ ہوکر رہ گیا
کیونکہ نیاز حیدر نے ایک دن قبل ہی برت توڑ دیا!

کہ ملازمین ریاستی پولس میں مرضِ دق کے اثرات کا سروے کیا جارہا ہے
لیکن مرضِ رشوت کے اثرات کا سروے کیا جانا چاہیے تھا کیونکہ مرضِ رشوت بہرحال مرضِ دق سے زیادہ متعدی اور مہلک ہوا کرتا ہے

کہ ہندوستان میں عورتوں کی آبادی میں کمی ہوگئی!
جب ہی تو سرکاری طور پر دو شادیوں کی ممانعت کردی گئی ہے تاکہ رسد اور طلب کا توازن برابر رہے۔

کہ پشاور میں سابق سیاستدانوں کو بیدزنی اور قیدِ سخت کی سزا دی گئی!
جدید سیاستدانوں کے لئے لمحۂ فکر!
اگلا گرا پچھلا ہوشیار!

کہ حیدرآباد میں ملکی صداقت ناموں کی اجرائی میں تاخیر ہورہی ہے!
یعنے اگر آپ حیدرآباد میں پیدا ہوئے ہیں تو ملکی صداقت تاخیر سے ملیگا اور اگر آپ کی جنم بھوتی ویسٹ گوداوری یا ایسٹ گوداوری ہے تو فوراً صداقتنامہ مل جائیگا

قطعہ

پئے ایماں دمِ شبیرؓ بوداست — بہ دادن جانِ اُو تدبیر بوداست
بگفتہ کربلا این پیشِ عالم — کہ ناموسِ عزت و توقیر بوداست

(آمدہ از نذری باغ)

NEW GRAND HOTEL

مانا کہ حیدرآباد میں سینکڑوں ہوٹلیں ہیں مگر



نیو گرانڈ ہوٹل اینڈ پروویژن اسٹورس

فون نمبر ۴۵۷۵

افضل گنج حیدرآباد دکن

● نفاست و پاکیزگی ● باسلیقہ ملازمین ● خورد و نوش کے بہترین اشیاء

مفرح مشروبات خوش ذائقہ چائے

اور

معقول انتظام کیلئے ـــ اپنی آپ نظیر ہے

DAWN

ایمباسی کیفے

چورا ہا بشیر باغ حیدرآباد اے۔پی

انگریزی اور مغلائی کھانوں اور بہترین انتظام کیلئے اپنی آپ نظیر ہے خاصکر یہاں کے کری پفس ہندگیر شہرت کے حامل ہیں

اگر آپنے ایمباسی کیفے کے کری پفس نہیں کھائے ہیں تو گویا آپنے کری پفس کھائے ہی نہیں یہاں سے

پالسنس POLSON'S اور لکٹوڈیکس LACTODEX

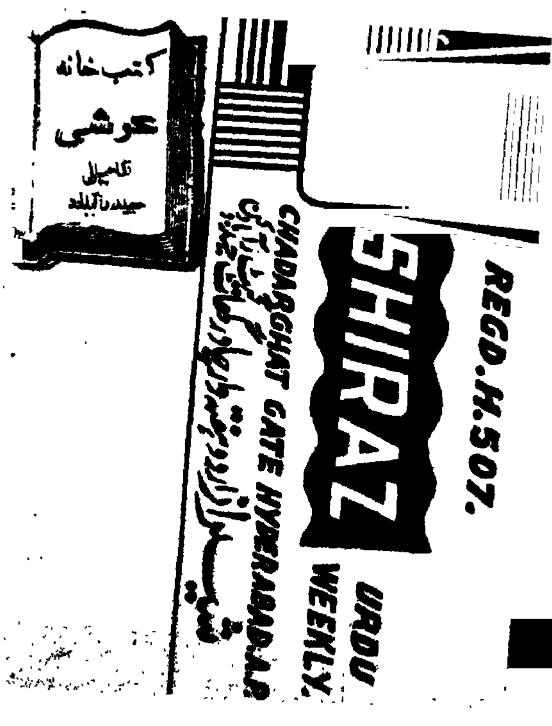
کا تازہ ترین اسٹاک بازار سے ارزاں حاصل کیجئے

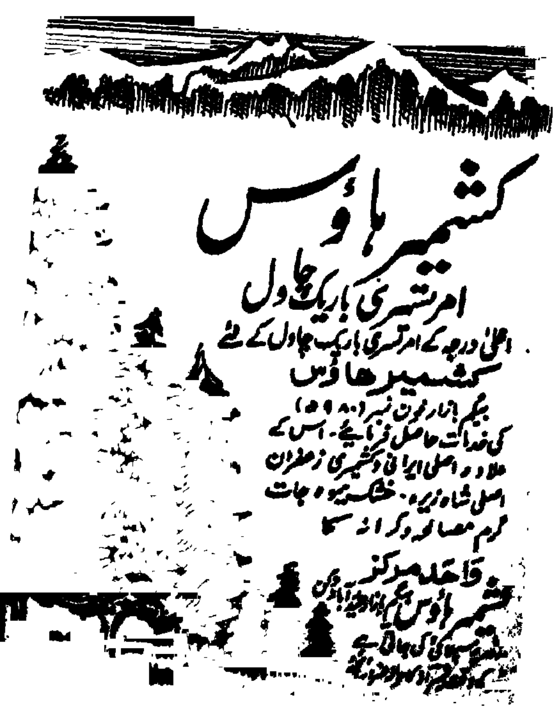


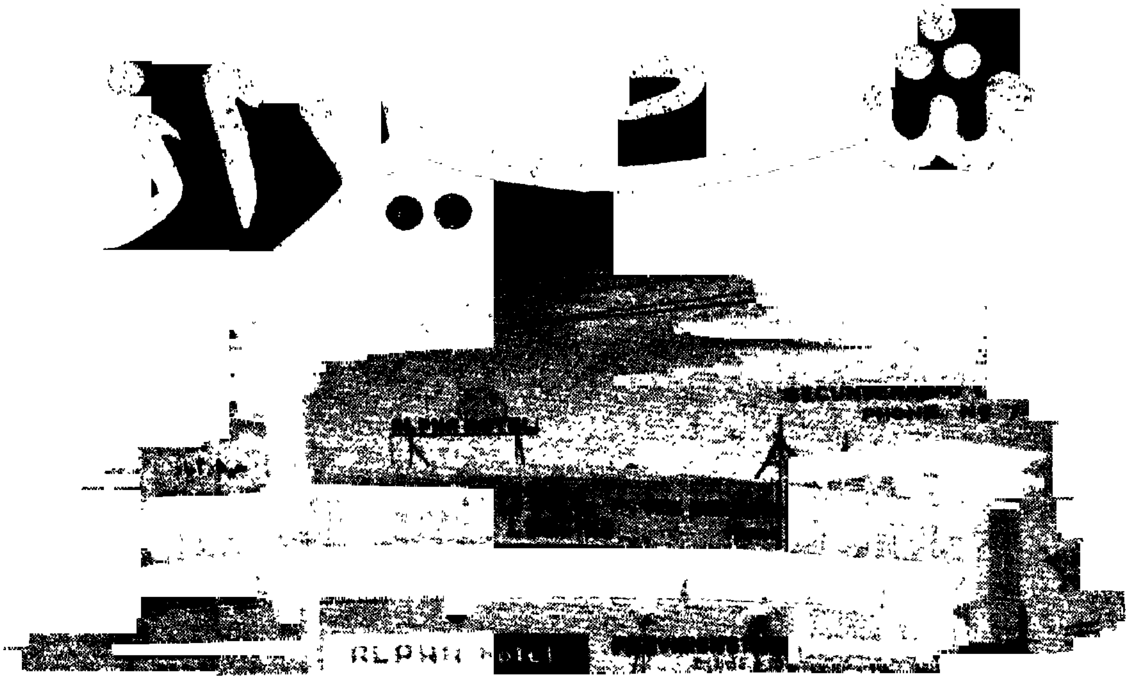
PHONE No 2372

SHIRAZ




کتب خانہ
عرشی
REGD.H.507.
SHIRAZ
URDU
WEEKLY.
CHADARGHAT GATE HYDERABAD.A.P.


کشمیر ہاؤس
امرتسری باریک چاول
اعلیٰ درجہ کے امرتسری باریک چاول کے لئے
کشمیر ہاؤس
کی خدمات حاصل فرمائیے۔ اس کے
علاوہ اصلی ایرانی و کشمیری زعفران
اصلی شاہ زیرہ۔ خشک میوہ جات
گرم مصالحہ وکرانہ کا
واحد مرکز





Assam Tea Depot
تازہ خوش ذائقہ اعلیٰ درجہ کی چائے
آسام ٹی ڈپو

GRAND HOTEL

گرانڈ ہوٹل

ٹیلیفون نمبر ۳۳۶۱۲

• اصلی ایرانی زعفران کی بریانی



یوسف بلڈنگ عابد روڈ حیدرآباد دکن

• قیام و طعام کا شاندار مرکز • آرام دہ ہوادار کمرے

• باسلیقہ مستعد ملازمین • لذیذ کھانے اور مشروبات

• اصول حفظان صحت کی پوری پوری پابندی

یہ ہیں وہ خصوصیات جو گرانڈ ہوٹل

کو دوسرے ہوٹلوں سے ممتاز کرتے ہیں

DAWN



Garden Restaurant

LODGE & PROVISION STORES

PHONE No: LODGE, 74722.
RESTAURANT, 6905.

SAROJANI DEVI ROAD SEC, BAD.

گارڈن رسٹورنٹ لاج اینڈ پراویژن اسٹور

سروجنی دیوی روڈ سکندرآباد فون نمبر رسٹورنٹ ۶۹۰۵ لاج ۷۴۷۲۲

قیام و طعام کا شاندار مرکز

مانا کہ سکندرآباد میں بہت سے لاج ہیں مگر پرفضا صحت بخش مقام

آرام دہ عصری فرنیچر پاک صاف کشادہ کمرے لذیذ اور صحت بخش کھانوں کے لئے

گارڈن لاج آپ اپنی نظیر ہے

ایکبار گارڈن لاج میں قیام فرما کر آپ اپنا اطمینان فرمائیے۔

علیؑ کی معنوی پیغمبری سمجھا نہیں سمجھا — وہ زیرِ عشق کی وارفتگی سمجھا تو میں سمجھا
مٹا کر آپ کو عثماںؔ یہی کہتا ہے ہر لحظہ — کوئی بابِ نجفؑ کی بندگی سمجھا تو میں سمجھا

شیراز

سید صمصام شیرازی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر — مقام اشاعت :- چادر گھاٹ گیٹ حیدرآباد (۲) انڈیا

جلد ۱۵ — روز دوشنبہ — ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۶۱ء — م ۲۶ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۱ھ — شمارہ (۳۶)

سلام

(مطلع) کربلاؑ بن گیا تھا آفت کا — معرکہ تھا عجب قیامت کا
حال بد ہو گیا ہے دیکھ ذرا — کس طرح منکرِ امامت کا
پوچھ لے تو ذرا نبیؐ سے کبھی — کیا تعلق ہے اِس قرابت کا
سچ ہے گذرا جو نینوا میں کبھی — خامہ کہتا ہے یہ کتابت کا
مانگ اپنی مراد صبح و مسا — کر دعا وقت ہے اجابت کا
کہدیا جس کے دل میں جو آیا — یہ عجب حال ہے صحافت کا
ملتا جلتا نبیؐ حسینؑ کا دیکھ — کیسا نقشہ ہے یہ شباہت کا
کہتی جاتی ہے سب سے یہ دنیا — کیسا پایہ ہے یہ سیادت کا
درمیانِ عقاید و ایمان — شائبہ کچھ نہیں تفاوت کا

(مقطع) جز علیؑ دوسرا سمجھ عثماںؔ
مستحق تھا نہ وہ خلافت کا

(آصف نگر دری باغ) — مرقومہ ۱۰ جولائی ۱۹۶۱ء

ولادت صاحبزادی جونیر پرنس (بطنی منکوحہ انور بیگم)

(مقیم فرن ویلا)

فرمایا آج ۳ر جولائی سنہ ۱۹۶۱ء (مطابق ۱۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۱ ہجری) دن کے ساڑھے دس بجے یوم دوشنبہ ہوئی۔ اور بفضلہ ماں و بچی خیریت سے ہیں۔ وقت تولد لیڈی ڈاکٹر مسز نائیڈو و لیڈی ڈاکٹر فرنانڈز ہر دو برسرِ موقع موجود تھے (علاوہ ڈاکٹر واگھرے)۔ چونکہ بچی کی ولادت ایام عزا محرم میں ہوئی ہے۔ لہٰذا متنی نام میں نے حسینی بیگم رکھا ہے۔ زیادہ۔ عمرش دراز باد۔

دیگر چونکہ میری بچی مشہدی بیگم (بطنی لیلےٰ بیگم) پیدا ہوئی تھی تو اُس وقت محمود جنگ (عرف محمود پاشاہ) فرزند خیر نواز جنگ مرحوم کی عمر کم و بیش تین سال کی تھی۔ بعکس اسکے اسی وقت میری بچی اس بچہ سے منسوب ہو گئی تھی جو آج متاہل بنکر دو بچوں کی ماں بنی یعنے میرے دو نواسے ایک ممتاز علی خان دوسرا فیروز علی خاں کی (جس کا انتقال ہو کر چند یا سات ماہ کا عرصہ ہوتا ہے) لہٰذا اسی مناسبتِ نسبت سے جونیر پرنس کی نومولود صاحبزادی (بطنی منکوحہ انور بیگم) کو میرے بڑے نواسے سے منسوب کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ یہ ہر دو معصوم عمر طبعی کو پہنچکر آیندہ ایک دوسرے کے ساتھ رشتۂ مناکحت میں منسلک ہوں گے (جیسا کہ معاملہ مشہدی بیگم اور محمود پاشاہ کا تھا) لیلےٰ بیگم کو انور بیگم سلام کرکے خالہ پکارتی ہے اور شہامت (جاہ) علی خاں رشتہ میں جیسا میرا پوتہ ہے ویسا ہی لیلےٰ بیگم کا ہے۔ جس کسی نے از معزز طبقہ اس نسبت حالیہ کو سنا تو ہر طرح سے موزوں سمجھا اور مجھے اور جونیر پرنس کو مبارکباد دی۔

مرقومہ ۷ر جولائی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

دُنیا بھی کیا علیؓ کو سُنو جانتی نہیں
کیا نائبِ رسُولؐ کو پہچانتی نہیں

ظاہر ہیں جو کہ بیشِ جہاں مثلِ آفتاب
دُنیا بھی کیا فضیلتوں کو مانتی نہیں

(آمدہ از نذری باغ)

احمقانہ حرکت حیدر علیؒ برادر اسد علیؒ ہر دو نبیرگان صاحبزادہ یاور جنگ مرحوم

فرمایا یہ قصہ قابل شنید ہے جس سے اسکی دماغی حالت کیسی ہے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ چند سال قبل جبکہ اسکی بیٹی دیدار النساء بیگم کا عقد قادر علیؒ برادر خورد معین علیؒ از طبقۂ صاحبزادگان علاقہ مرفحا میں ہوا تھا (بہ شمول دوسرا عقد معین علیؒ بہ دختر نذیر الدین برادر خورد بشیر الدین عہدہ داران صرف خاص) تو اس بے وقوف کے دماغ میں کیا بات آئی تھی کہ باوجود مقررہ طریقہ پر دو مولویوں کا صیغۂ نکاح پڑھنا اور فریقین کی جانب سے گواہ شاہد رہنا ایجاب و قبول کے سلسلہ میں اس نے اس کا معنے و مفہوم اپنی لاعلمی کی وجہ سے برابر نہیں سمجھا تھا بلکہ سمجھا تھا کہ یہ کافی نہیں ہے یا نکاح درست طریقہ پر نہیں ہوا تھا اور جس دن لڑکیاں (بعد وقفہ قیام نذری باغ کیونکہ لڑکیوں کے مکانات مکمل نہیں ہوئے تھے لوازمہ کے ساتھ) اپنے شوہروں کے گھر گئی تھیں تو اسی دن شب کے بارہ ۱۲ بجے جبکہ بارش ہو رہی تھی (کیونکہ موسم باران کا زمانہ تھا) خفیہ طور پر اپنے قدیم دوست یار رفیق قاضی جی کو لے کر ان لڑکیوں کے مکان میں پہنچکر بار دیگر عقد پڑھایا حالانکہ اس بے وقوف کو معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ نہ صرف عہدہ داروں کی اولاد کے زوجگان بلکہ خود نظام کی صاحبزادیاں یا خانہ زادوں کی زوجگان کا عقد مقررہ طریقہ پر سب کے ساتھ اسی طرح سے ہوتا ہے۔ اور یہ واقعہ زبان انگریزی میں لکھکر بطور سند دفتر ٹرسٹ میں رکھا جاتا ہے بہ شکل ریکارڈ جسپر مربی و سرپرست یا بزرگ خاندان کی دستخط ہوتی ہے تا کہ آئندہ زمانہ میں کسی قسم کا شبہ نکاح سے متعلق نہ پیدا ہو۔ حتیٰ کہ صاحبزادیوں کے معاملہ کو مستثنےٰ کرتے ہوئے دوسرے افراد مذکور کا زر مہر چونکہ مربی و سرپرست اپنے جیب سے ادا کرتا ہے بجانب شوہران (جو کچھ کہ مقرر ہے) تا کہ یہ لڑکیوں کے نام دفتر ٹرسٹ میں انویسٹ (Invest) ہو جائے اور اس کا انٹرسٹ (Interest) لڑکیوں کو بہ شکل پاکٹ منی ملا کرے۔ مگر یہ امور راز سربستہ نہیں ہیں۔ بلکہ نذری باغ میں آشکارا تھے۔ باوجود اس کے اس بے وقوف کی یہ حرکت نازیبا قابل مضحکہ تھی۔ نظر برآں مناسب سمجھا کہ چند سطور اس واقعہ سے متعلق لکھکر شیراز میں ریکارڈ کرادوں تا کہ نوشتہ بماند سیاہ بر سفید رہے۔ اور اس احمق کا یہ فعل بھی ذہن سے محو نہ ہو بلکہ یادگار رہے و بس۔

'مرقوم ۷ رجولائی سنہ ۱۹۶۱ء' (آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

محفل عیش و طرب دیکھ سر شام ہوئی || کیسی شیشے میں یہ بدنام مئے خام ہوئی

ہر کسی کی بھی نظر میں یہی آفت نکلی || ہر کسی کے بھی لئے گردش ایام ہوئی

(آمدہ از نذری باغ)

مغربی آب و ہوا یا ماحول کا اثر اولاد پر

فرمایا ہمایون علیؓ بیگ مرحوم کا انتقال ہوکر چند ہی روز گذرے تھے کہ انکا لڑکا عباس علیؓ بیگ جو ولایت میں تعلیم پاتا تھا اور جو کرکٹ کے کھیل میں چوطرف مشہور ہوا تھا حتیٰ کہ بمبئی میں کرکٹ میاچ میں سُنا ہے کہ مجمع میں جو لوگ تھے اس میں سے ایک عورت نے بہ شکل داد گیم کثیر مجمع کے سامنے اس لڑکے کو پیار کیا تھا (حالانکہ یہ حرکت ہمارے مشرقی آداب تہذیب کے منافی ہے بجز بزرگوں کے جو اپنی کم سن اولاد کے ساتھ کرے) تو اسکو میں نے نذری باغ طلب کیا تھا تاکہ دیکھوں کہ باپ کے دفعتہً گذر جانے کا اسپر کیا اثر ہے۔ تو یہ دیکھکر مجھے حیرت ہوئی کہ اسپر مطلق اثر نہیں تھا۔ اور چند منٹ تک مجھ سے معمولی بات چیت کرکے واپس گیا جو کہ اسکی تعلیمی رفتار سے متعلق تھی۔

الحاصل یہ سب امور بتاتے ہیں کہ آجکل کی نئی پود کے کیا خیالات یا اُلفت و محبت یا لگاؤ اپنے بزرگوں کے ساتھ ہے۔ بہرحال ہمارے دیرینہ خیالات اس نوع کے جدید زمانہ میں غائب ہیں بلکہ اس کی جگہ نئی طرزِ معیشت نے لی ہے۔ اور یہ فیض ہے سمندر پار اپنی اولاد کو بغرض تعلیم بھیجانے کا۔

خلاصہ یہ کہ جو اولاد چاہے بڑے گھر کی ہو یا چھوٹے گھر کی جب تک مشرقی آب و ہوا میں پرورش پاکر (مثل اپنے بڑوں کے) ہمارے ماحول یا آب و ہوا کی خوگر نہ بنے گی تو یہ امور متضاد نشوونما میں پائے جانا ناممکن ہے جس کا ثبوت اکثر ہمارے سامنے آیا۔ اُسوقت ہمکو اپنی فرو گذاشت کا احساس ہوا کہ یہ کیا غلطی تھی! ۔ مگر بقول "تیر از کمان جستہ باز نمی آید" پر کف افسوس ملنا سراسر بے سود ہے بجز یہ کہے "شامتِ اعمالِ ما صورت نادر گرفت"۔

مرقوم ۷ر جولائی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

شاہی "کس شان کا دیکھو ولی ہے | یہ رشتہ میں بھی تو صہرِ نبیؐ ہے
صفاتِ عالیہ کہتے ہیں عثمانؒ | علیؑ دونوں جہاں میں متقی ہے
(ولاشک فیہ)

(آمدہ از نذری باغ)

بیّن فرق درمیان پوزیشن اولاد کاظم جاہ مرحوم (چاہے ذکور ہوں یا اُناث)

(بالمقابل اولاد دیگر بھائیان مقیم مکان گاف)

فرمایا اگرچہ یہ سب میرے پوتے ہوں یا پوتیاں مساوی حیثیت کے تھے۔ تاہم کاظم جاہ مرحوم دنیا سے جاکر اپنی اولاد کو جو دادا کے سپرد کیا تھا۔ اس وجہ سے ان کا پوزیشن سینیر ہو گیا ہے۔ اور جو توجہ یا دلچسپی مرحوم کی اولاد کے ساتھ میری ہے وہ دوسرے بھائیوں کی اولاد کے ساتھ [illegible] ہیں ہو سکتا کہ انکے باپ بقید حیات ہیں۔ چنانچہ مرحوم کے دو لڑکے جو ہیں وہ میری اولاد بطنی بیان [illegible] و جانی بیگم مرحومہ) کے ساتھ ہیں۔ زیر تعلیم عدن باغ ہیں۔ اور مرحوم کی لڑکیاں جو کہ حال میں متاہل ہوئی ہیں ان کا قیام مثل میری متاہل لڑکیوں کے ہے۔ لہذا ہر چیز مرحوم کی اولاد کی نمایاں فرق رکھے گی۔ اور ان کے سود و بہبود کی ذمہ داری مجھ سے متعلق رہے گی۔ اور یہ چیز ان کو خوش قسمتی سے ملی ہے۔ لہذا مناسب سمجھا کہ چند سطور لکھکر اس مسئلہ کو صاف کردوں تاکہ آئندہ کسی قسم کی غلط فہمی باقی نہ رہے۔

مرقومہ ۷ رجولائی ۱۹۶۱ء ________

(آمدہ از نذری باغ)

کذب بیانی جمعداران جو کہ نگرانی پر خانہ زادان نذری باغ کے ہیں

فرمایا یہ برابر اپنی نوکری نہ کرنے سے اکثر خانہ زادان موقع دیکھکر اپنے مقامات یا پاپچ سے بیرون حدود دیوڑھی نکل جاتے ہیں۔ اور جب ان کی پیشی میں کسی غرض سے طلبی ہوتی ہے تو یہہ اپنے مقامات پر موجود نہیں رہتے ہیں۔ اور اس کا سبب دریافت کرنے پر یہہ جمعداران بات بنا کر تاکہ یہ خدمت سے برطرف نہ ہو جائیں رنگ دیگر غلط واقعات کو بیان کرتے ہیں جسکی تنقیح ہونے پر ان کی جھوٹ ثابت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ کئی وقت ایسے مواقع پیش آئے۔ لہذا آئندہ کے لئے یہہ انتظام ہوا ہے کہ اگر جمعداروں کی رپورٹ پیش کردہ میں کسی وقت شک وشبہہ ہوگا تو امین دیوڑھی نذری باغ سے اس کی صحت کرائی جائے گی کہ جمعداروں کا بیان کہاں تک صحیح ہے اور اگر معلوم ہوگا کہ وہ غلط تھا تو فوراً پاداش جمعداروں کو خدمت سے برطرف کر کے ان کو خطا کے تناسب سے سزا دیجائے گی تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

ف۔ پس یہ چند سطور اس غرض سے لکھا ہے کہ سب جمعداران جو بر سر ڈیوٹی ہیں نذری باغ میں وہ ہشیار ہو جائیں ورنہ اپنے کئے کا خمیازہ بھگتنا ہوگا اور پہرہ چوکی کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ جمعداروں کی خدمت پر نظر رکھے اور وقتاً فوقتاً نتیجہ سے پیشی میں عرض کرتے رہیں۔ یہہ معاملہ صرف غیر متاہل خانہ زادان کی حد تک ہے جس سے متاہل خانہ زادوں کو تعلق نہیں ہے کہ موخر الذکر کی زندگی دوسری نوعیت کی ہے اطمینان بخش طریقہ پر کہ روزآنہ ان کی مصروفیت اپنی خانہ داری میں ہے نہ کہ مثل آوارگان گلی کوچہ ادہر ادہر منتشر جن کا کوئی ٹھکانہ نہ ہو۔ حالانکہ ٹھکانہ نذری باغ میں ہے۔ گو سر دست متاہل نہیں ہیں جو کہ دوسری بات ہے۔ اور ہر چیز وقت پر ہوتی ہے نہ کہ بے وقت اس کا ان کو خیال رہے۔

مرقومہ ۱۰ رجولائی ۱۹۶۱ء

(منقول از نظام گزٹ)

تشریح امورِ نذری باغ متعلق خانہ زادانِ اعلیٰ حضرت میسرم و گولکنڈہ

فرمایا بعض خانہ زادوں کے زوجگان قضائے الٰہی سے فوت ہوگئے یا بعض وجوہ سے ان کا طلاق ہوگیا تھا تو ان کا عقد ثانی اس لوازمۂ مقررہ کے ساتھ نہیں ہوسکتا جو کہ عقد اول کے وقت ہوا تھا۔ بلکہ جو کچھ ہوا تھا وہ بحالت مجبوری ہوا کام چلانے کی غرض سے وبس۔

دوم جن خانہ زادوں کے قرابتدار چاہے ذکور ہوں یا اناث ان میں بعض ایسے ہیں کہ انکی بہنیں ہیں جو دوسرے بھائی خانہ زادوں کے ساتھ بیاہی گئی تھیں یا بعض لڑکیاں ایسے ہیں جنکے بھائی وغیرہ خانہ زادوں میں شریک نہیں ہیں اور اگر ہیں بھی تو صرف ملازمت میں ہیں۔ ایسی حالت میں والدین کی موجودگی میں از روئے شریعت صرف ولی اور ولیہ اپنی اولاد کے ہونے سے کسی معاملہ میں اپنی اولاد کے لب کشائی کا حق رکھتے ہیں جو ان سے تعلق رکھے۔ نہ کہ ان کی موجودگی میں بھائیاں وغیرہ جن کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے الّا اُس صورت میں جب کہ یہ زندہ نہ ہوں لہذا ان امور کو پیش نظر رکھ کر ان کو کام کرنا چاہیئے ورنہ غلط اقدام سے کہیں یہ نقصان نہ اٹھائیں اس کا خیال رہے۔

سوم دو چار مرتبہ خانہ زادوں کی بہنیں (حقیقی نہ کہ علاتی یا دور کے رشتہ کی) ہونے سے نذری باغ سے مدد دیکر ان کی شادی کرادی گئی تھی۔ مگر اس کو دیکھ کر دوسرے خانہ زادوں کے رشتہ دار چاہے نزدیک کے ہوں یا دور کے بہانہ لیکر نذری باغ سے مدد حاصل کرنا چاہیں گے تو یہ ممکن نہ ہوگا کیونکہ جو اس وقت غیر متاہل خانہ زادان ایک مدت سے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں ان پر مجھے نظر ڈالنا ہے جن کا حق ہے نہ کہ ایسے ویسے اِدھر کے اُدھر کے۔

نظر برآں چند سطور لکھ کر اس مسئلہ کو صاف کردینے کی ضرورت ہوئی تاکہ غلط فہمی باقی نہ رہے۔

خلاصہ یہ کہ نذری باغ کے خانہ زادوں کا جبتک عقد نہ ہو آئندہ کسی خانہ زاد کے رشتہ داروں کو مدد نہیں دی جاسکتی کہ دنیا کی مثل ہے۔ پہلے گھر کو چراغ بعد مسجد کو چراغ

مرقوم ۵ ر جولائی سنہ ۱۹۲۱ء

(منقول از نظام گزٹ)

تنقیح خانہ زادان غیر متاہل مقیم نذری باغ

فرمایا جن جن افراد سے ناشائستہ حرکات سرزد ہوئے ہیں (مختلف قسم کے) ان سے باضابطہ قانونی طریقہ پر مچلکے لئے جا رہے ہیں کہ آیندہ وہ پھر ایسی حرکت نہ کریں۔ ورنہ یاداشتاً زمرۂ خانہ زادوں سے خارج ہو جائیں گے یا اذوقہ ٹرسٹ سے محروم ہو جائیں گے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

دُوَم اس کے سوا اس کا بھی انتظام ہوا ہے کہ بتوسط امین پولیس متعینہ دیوڑھی نذری باغ دفعتاً صبح ہو یا وقت مغرب ان کے مقامات سکونت پر جا کر دیکھے کہ یہ وہاں موجود ہیں یا غائب ہیں اور اس کی رپورٹ نتیجہ سے پیشی میں دیں۔ کس لئے کہ سابقہ نگرانی کا انتظام ناقص ہونے سے اس میں کم و بیشی ہو رہی ہے اور جمعداروں وارڈنیوں کی ڈیوٹی پر بھی نظر رکھی گئی ہے کہ یہ برابر اپنی خدمت انجام دیتے ہیں یا نہیں۔ کس لئے کہ ملازمین کی غفلت یا لاپروائی سے خانہ زادوں کے مفاد کو نقصان پہنچ رہا ہے جن کا اچھا بُرا یہ سب نذری باغ سے مُتعلق ہے بالمقابل دمڑی کی حیثیت کے مُلازمین ایسے کئی آئیں گے اور کئی برطرف ہوں گے جن کے طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ کہ درحقیقت ان کی حیثیت ہی کیا ہے جس طرف غیر ہوسکے جو مثل پر مگس ہیں۔ مگر فکر ہے تو صرف نذری باغ کے خانہ زادوں کی (غیر متاہل کی حد تک) کہ ان کو نقصان نہ پہنچے۔

خلاصہ یہ کہ جب یہ مثل اپنے مُتاہل بھائیوں کے اپنے گھرداری سے لگ جائینگے تو یہ اندیشہ خود بخود جاتا رہے گا اور ہر طرح سے اطمینان حاصل ہو گا۔

چنانچہ اسی اہم مسئلہ کے طرف اس وقت میری توجہ ہے کہ جتنا جلد ہوسکے اِن کو مُتاہل بنا یا جائے جس طرح سے یہ ممکن ہو۔ البتہ لائن بوائز۔ یا کم مُدت کے خانہ زادوں کو چھوڑ کر پُرانے یعنے زیادہ مُدت کے خانہ زادوں کو ترجیح دُوں گا بشرطیکہ ان کا کردار اطمینان بخش ہو۔ (یہ ہیں حالات حاضرہ خانہ زادوں کے جو بیان ہوئے ہیں جس طرف میں متوجہ ہوں۔)

مرقومہ ۱۰ر جولائی ۱۹۶۱ء

(منقول از نظام گزٹ)

ترجمانِ اہلِ حق ہے قوم کی آواز ہے ★ خیر خواہِ ملت آگاہ شیراز ہے

شیراز

ایڈیٹر: سید صمصام شیرازی

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

جہیز کی شادیوں کا مقاطعہ

حیدرآباد میں انجمنِ عوامی خواتین کے زیرِ اہتمام ایک جلسہ ہوا تھا جس میں تقریر کرتے ہوئے قومی وفاقِ خواتینِ ہند کے قائدین نے خواتین سے اپیل کی کہ وہ جہیز کی شادیوں کا بائیکاٹ کریں تعلیمِ نسواں اور اپنے حقوق کی جدوجہد کے مسائل کو آگے بڑھائیں

حقیقت یہ ہے کہ اب جہیز کی شادیوں کا کامل مقاطعہ کرنے کا وقت آگیا ہے یہ مسئلہ صرف خواتین ہی کا نہیں بلکہ مردوں کے لئے بھی یکساں اہمیت کا حامل ہے۔ اور سچ پوچھا جائے تو یہ مسئلہ بلا اختلافِ جنس اور مذہب، خالص معاشی، معاشرتی اور قومی مسئلہ ہے۔ ہمارے سماج میں جہیز، نقد رقم اور ڈوری دینے کا طریقہ مذہبی

خطیبِ منبرِ سلونیؒ

کا ارشاد ہے کہ بیک لوگ سونے چاندی کی نسبت اچھے ادب کے زیادہ محتاج ہیں۔

احکام کی بناء پر نہیں بلکہ رسم و رواج کی بناء پر اختیار کیا گیا ہے۔ جہاں تک ہمارے معلومات کا تعلق ہے ہندو مذہب قیمتی جہیز دینے اور ڈوری کی رقم دینے کی حکمت او مذہبا کوئی پابندی نہیں ہے۔ اسلامی احکام کی رو سے بھی قیمتی جہیز اور گھوڑے جوڑے کی رقم کا کوئی جواز نہیں۔ چنانچہ جگر گوشہ رسولؐ حضرت بی بی فاطمہؑ کا جہیز اس کا ثبوت ہے۔ دخترِ رسولؐ کا جہیز اتنا مختصر، اتنا سادہ، اتنا کم قیمت تھا کہ اسکی مجموعی قیمت موجودہ زمانہ کے پانچ پیسہ سے بھی کم تھی۔ یہ تھا اسلامی طریقہ اور یہ تھا دخترِ رسولؐ کا جہیز!! اب موجودہ زمانہ کے مسلمان مقروض ہو کر اپنی لڑکیوں کو بیش قیمت جہیز دیتے ہیں، سنتِ رسولؐ اور حکمِ رسولؐ کی خلاف ورزی کرتے ہیں مدت العمر شادی بیاہ کے قرض سے سبکدوش نہیں ہو جو مسلمان لڑکے محض جہیز کے لئے شادی کرتے ہیں یا بالخصوص قیمتی جہیز طلب کرتے ہیں وہ بھی اسلامی طریقے اور سنت سے روگردانی کرنے کے علاوہ اپنی شریکِ حیات

قطعہ

سارے انساں ایک ہیں تو دیکھ بغدادی نہیں — ہے بلا تخصیص کوئی رومی و شامی نہیں
کہتا ہے نتیجہ کس دلیری سے سنو — کار بد کا دیکھ لے تو کوئی بھی حامی نہیں

(آمدہ از مذہبی ابلاغ)

کوشش [illegible] جھگڑنے اور اُن کو مفلس سے مفلس تر کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ جہیز کی لعنت پھیلانے میں لڑکی والوں سے زیادہ لڑکے والوں کا قصور ہوا کرتا ہے اور لڑکیاں تو اس معاملہ میں بالکل بے قصور ہوا کرتی ہیں جہیز کا مطالبہ تو صرف لڑکے ہی کی جانب سے ہوا کرتا ہے اس حقیقت کے پیش نظر لڑکیوں کی نہیں بلکہ لڑکوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ بنا بریں یہ مسئلہ خواتین سے زیادہ مردوں کی توجہ کا محتاج ہے۔ جہیز کی برائی اور لعنت کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں لاکھوں نوجوان معصوم لڑکیاں محض اس بنا پر بن بیاہی پڑی ہوئی ہیں کہ ان کے والدین میں قیمتی جہیز دینے کی استطاعت نہیں اور نوجوانوں میں کوئی مردِ خدا ایسا نہیں جو جہیز کے لئے نہیں بلکہ شریک حیات بنانے کے لئے ان بن بیاہی لڑکیوں سے عقد کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی غریب، معصوم، بن بیاہی لڑکیوں کے دلی جذبات، انکی محرومی اور مایوسی صرف محسوس کی جا سکتی ہے الفاظ میں یہ طاقت نہیں کہ اسکا اظہار کیا جا سکے۔ غور کیجئے! کیا یہ ان معصوم لڑکیوں پر ظلم نہیں؟ کیا ہمارا معاشرہ ظلم و استبداد اور استحصال کا مرتکب نہیں ہو رہا ہے!؟

ہمیں حکومت کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ حکومت نے بھی کچھ محسوس کر کے اتفاق آرا کیا تھا امتناع جہیز کا قانون پاس کر دیا۔ قانون تو پاس ہو گیا لیکن قانون کی بہمہ وجوہ عمل پیرائی اور احترام تو جوانوں کا کام ہے ہمارے نوجوان عہد کر لیں کہ وہ کبھی اور کسی حالت میں بھی جہیز کا مطالبہ نہ کریں گے اور لڑکیاں اپنے والدین اور سرپرستوں سے صاف کہہ دیں کہ وہ جہیز طلب کرنے والے لڑکوں کی شریکِ حیات نہ بنیں گی۔ دولہا، دولہن کے علاوہ تمام افراد کو نہایت سختی کے ساتھ اس اصول کا پابند ہو جانا چاہیے کہ وہ اُن شادیوں کا قطعی طور پر مقاطعہ کریں گے جنمیں قیمتی جہیز اور نقد رقم کی لین دین کا معاملہ ہو۔

اگر ایسا نہ کیا جائے تو قانون کا عدم اور وجود دونوں برابر ہوگا۔ حکومت نیک نیتی کے ساتھ معاشرے کی اصلاح کے لئے تجاویز پیش کرتی ہے ملک کے روشن اور عالی دماغ لوگ جامع اور مانع قانون بناتے ہیں لیکن قانون کی عمل پیرائی اور احترام ہمارا فرض ہے اگر ہم اپنے فرض سے غافل ہوتا ہیں تو کوئی قانون موثر نہیں ہو سکتا!

قطعہ

مئے کے پینے پہ کوئی شیخ بھی تیار نہ تھا ‖ دیکھ ساقی کا یہ میخانہ تھا گلزار نہ تھا
عیش و آرام میں مصروف رہے سب بیخود ‖ پی گئے مئے دیکھ لے کوئی بھی تو ہشیار نہ تھا

(آمدہ از نیکا بغ)

نذرانۂ عقیدت بحضور حضرت امام حسینؑ

جناب مولوی صحوی شاہ صاحب سجادہ نشین سلسلۂ غوثیہ کمالیہ

ماتمِ شبیرؑ سے بخشایشِ عصیاں ہوئی
حبِ اہلِ بیتؑ ہی سرمایۂ ایماں ہوئی

وہ حسینؑ ابنِ علیؑ وہ تاجدارِ اولیا
اُسکی نسبت ہی مری توقیر کا ساماں ہوئی

کیا کروں اُسکے مناقب اور مراتب کا بیاں
زندگی جسکی سراپا آیتِ قرآں ہوئی

جسکے ہر کردار میں پنہاں اساسِ دین تھی
یہ حقیقت بھی اُسیکے قتل سے عُریاں ہوئی

آہ کیونکر غم نہ ہو اُسکے مصائب کا ہمیں
مرگِ خوں آشام جسکی سُرخیٔ عنواں ہوئی

آیتِ تطہیر کی وہ ذات جو تفسیر تھی
باحدیثِ مصطفےٰؐ وہ جسم اور اِک جاں ہوئی

کھیل جاتا تھا جو اکثر خنجر و تلوار سے
پھلجھڑی اُسکے لئے اک صورتِ ریحاں ہوئی

رن میں اُترا اسطرح وہ شیرِ حق مردِ خدا
ذوالفقارِ حیدری شمشیر تھی بُرّاں ہوئی

آرزوئے خاک بوسی کر . . کی راہ میں
سینۂ صحوی میں اک عرصہ ہوا پنہاں ہوئی

غمِ جاوداں

(رباعیات)

از جناب غم کرنولی صاحب

حق بات نکلی ہر بنِ مُو سے تیرے
زندہ ہے قوم نام و نمو سے تیرے
کربل سے ابھی نور اُبلتا ہے حسینؑ
جلتا ہے یہ چراغ لہو سے تیرے

خود اپنی بہاروں کو لُٹایا تو نے
امت کو اجڑنے سے بچایا تو نے
قربان ترے دوشِ پیمبرؐ کے سوار
دشمن کو بھی سینہ پہ بٹھایا تو نے

جب یاد یزیدوں کے ستم آتے ہیں
آنکھوں میں اُمڈ کر اشکِ غم آتے ہیں
سورج سے کہو نہ کھولے اپنا پرچم
سر کھولے ہوئے اہلِ حرم آتے ہیں

آہستہ ذرا نالۂ شبگیرِ عابدؑ
لگتا ہے کلیجہ پہ اک تیرِ عابدؑ
آزاد ہوا پنجۂ اجل سے لیکن
ٹوٹا نہ ترا حلقۂ زنجیرِ عابدؑ

یا اُن کی شہادت کی رات ہوسکتی ہے
یا اپنی شفاعت کی رات ہوسکتی ہے
جاگو کہ شب عاشورہ ہے اے لوگو!
یہ رات قیامت کی رات ہوسکتی ہے

اوصافِ حسینی کی ہمہ گیری

جناب مرزا سجاد حسین صاحب بی۔ کام (لکچرر)

صرف یہی نہیں کہ امام حسین علیہ السلام کسی ایک ہی وصف و صفت میں نمایاں مقام رکھتے ہوں بلکہ آپکے اوصاف و خصائل میں ہمہ گیری ہے اسلئے شجاعت، عبادت، عزم و استقلال قوت برداشت، اخلاق و کردار اور فصاحت و بلاغت وغیرہ جس وصف کے اعتبار سے بھی امام مظلوم کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے آپ کی ذات افضل و اشرف ہی نظر آئے گی جو دنیائے اسلام و انسانیت کے لئے مشعلِ راہ اور منبع ہدایت ہے۔

خاندان بزرگی و برتری کا بہت کچھ معیار خاندان پر بھی منحصر ہوتا ہے اگر اس اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو امام حسین عرب کے اس قبیلہ میں پیدا ہوئے تھے جو تمام قبائل عرب میں ممتاز حیثیت کا مالک تھا اور سیادت و سعادت جسکی قدمبوسی کر رہی تھی یعنے خاندان بنی ہاشم میں آپ اس نانا کے نواسے تھے جو سید الانبیاء تھے اور اس باپ کے فرزند تھے جو سید الاوصیا تھے اور اس ماں کے بیٹے تھے جو بنت سید الانبیاء اور سیدۃ النساء العالمین تھیں۔ اسلئے نسبی خصوصیات کے لحاظ سے بھی امام عالیمقام اعلٰے و ارفع درجہ پر فائز تھے۔ اب وہ لوگ جو خاندانی معیار کو وجہ نازش سمجھتے ہیں آئیں اور دیکھیں کہ خاندانِ سید الشہداء میں سیادت و سعادت نیز اعلیٰ ترین نسبی و خاندانی صفات کسطرح سمٹ کر یکجا ہوگئیں ہیں۔

آیاتِ قرآنیہ آپکی شان و اوصاف میں کثرت سے آیات نازل ہوئی ہیں اور قرآن کریم آپ کا مدح خواں ہے۔ کبھی آیت مباہلہ نازل ہو رہی ہے تو آپ ہی کی عظمت و بزرگی ظاہر کرنے کے لئے، کبھی آیت تطہیر نازل ہو رہی ہے تو آپ ہی کی طہارت و عصمت کی گواہی دینے کی خاطر، کبھی سورہ دہر کا نزول ہو رہا ہے تو اسمیں بھی امام عالیمقام کے ایثار و سخاوت کی تصویر کھنچی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ اسی طرح ہر وہ آیت میں جو مدحت آلِ محمد میں نازل ہوئی ہے آپکی ذات گرامی بھی شریک ہے اسلئے کہ چاہے مسلمان اہلبیت کے دائرہ میں ازواج و اصحاب کو لا لیں مگر حسین مظلوم کو فہرست اہل بیت اطہار سے جدا نہیں کر سکتے۔

احادیثِ رسول رسول اسلام نے بھی امام حسین علیہ السلام کے بارے میں بہ کثرت حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں۔ کبھی فرمایا حسن اور حسین سرداران جوانان جنت ہیں، کبھی ارشاد ہوا کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، کبھی کہا کہ خداوندا تو اس سے محبت رکھ جو محبت رکھے میرے فرزند حسین سے اور خداوندا تو اس سے عداوت رکھ جو عداوت رکھے حسین سے۔ کبھی سید الشہداء کی فضیلت یوں بیان کی حسین و حسن دونوں سید و سردار ہیں چاہے کھڑے ہو جائیں یا بیٹھ جائیں۔ کبھی یوں مدح خوانی فرمائی کہ حسنین باغ دنیا سے میرے دو پھول ہیں وغیرہ وغیرہ

اخلاق و اوصاف سید الشہداء اس نانا کے نواسے تھے جنھیں باری تعالیٰ نے لقب خلقِ عظیم سے

سپرد کر دیا تھا اور اپنے ... عظیم کی گود میں پرورش پائی تھی ... کے ساتھ بھی وہ محبت کا سا سلوک کرتا تھا اسکے ساتھ ساتھ آپکی سیرت و صورت دونوں جناب ختمی مرتبت صلعم سے بالکل مشابہ تھی چنانچہ انس بیان کرتے ہیں کہ حسینؑ اہلبیتؑ میں سب سے زیادہ رسول اکرمؐ سے مشابہ تھے۔ آپ کا یہ درجہ مشابہت صرف بہ اعتبار صورت تھا بلکہ سیرت میں بھی مشابہت تھی اور آپ بھی ان ہی اوصاف حمیدہ نیز خصائل پسندیدہ کے مالک تھے جنکے حامل خود جناب محمد مصطفےٰؐ تھے۔ حدیث اولنا محمدؐ، واوسطنا محمدؐ وآخرنا محمدؐ اسکی شاہد ہے۔

رحمت اللعالمینؐ کی طرح دشمنوں پر بھی رحم و کرم کی بارش کرنا آپکا شعار تھا۔ لشکر حرؑ جو آپکو گھیر کر کربلا لایا اور جسکی وجہ سے نواسۂ رسولؐ کو طرح طرح کے مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا وہ جب پیاسا ... میں ملتا ہے اور پیاسا ہوتا ہے تو سید الشہداءؑ اپنے بچوں اور عورتوں کا خیال کئے بغیر سارا پانی لشکر حرؑ کو ہی دے دیتے ہیں کیا یہ بلندی اخلاق کا ثبوت نہیں؟ آپ کا اپنے ساتھ آنے والوں سے بار بار یہ کہنا کہ میں شہید ہونے جا رہا ہوں قتل ہونے جا رہا ہوں حصول تاج و تخت کی خاطر نہیں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا اخلاق و ضمیر اتنا بلند تھا کہ آپ اپنے لئے دوسروں کی جان و مال کو کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونے دینا چاہتے تھے

میں یہاں پھر امام مظلومؑ کی انتہائی بلندیٔ کردار و اخلاق کے ثبوت میں ایک مورخ کارلائل کے الفاظ قلمبند کر دینا چاہتا ہوں جو اس نے اسوقت کا منظر پیش کرتے ہوئے تحریر کئے تھے جب امامؑ کے تمام انصار و احباب نیز اعزہ و اقارب درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے تھے اور کوئی ناصر و مددگار باقی نہ رہا تھا حتیٰ کہ ششماہہ بچہ بھی جام شہادت نوش کر چکا تھا اس وقت کا نقشہ امام مظلومؑ کی بے کسی، بے بسی، تنہائی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتا ہے:—

The noble Husain was standing above on the battle field of Karbala like a palm tree whose surrounding trees was cut down by the swords of enemies.

ترجمہ:— بلند کردار حسینؑ کربلا کے میدان میں کھجور کے اس درخت کے مانند کھڑے ہوئے تھے جسکے ارد گرد درخت دشمنوں کی تلواروں سے کاٹ ڈالے گئے ہوں۔

اسکے بعد کارلائل لکھتا ہے کہ امام مظلومؑ رخصت آخر کے لئے خیمہ میں تشریف لائے اسوقت جناب سکینہؑ ان سے لپٹی ہوئی تھیں سیدانیاں گرد حلقہ کئے بیٹھی تھیں امامؑ سب کو تسکین و تسلی اور تلقین صبر فرما رہے تھے بہاں راوی کہتا ہے کہ اس کٹھن گھڑی اور قیامت خیز ہنگام میں کسی شخص کو کسی کے احسانات و خدمات یاد نہیں رہتے مگر جب امام مظلومؑ خیمہ میں تھے اسی وقت ایک سیاہ فام عورت (حضرت فضہؑ) سامنے سے آتی ہے اور کہتی ہے کہ اے شہزادے کیا تم کو میں نے اسی دن کے لئے پالا تھا کہ میں زندہ رہوں اور تم میرے سامنے مرنے کے لئے جاؤ۔

اس وقت مورخ کارلائل رقمطراز ہے کہ بڑے سے بڑا احسان مند ہوتا تو وہ بڑے سے بڑے احسان کو بھول جاتا مگر سید الشہداءؑ نے اسوقت بھی فضہؑ کی خدمات کو فراموش نہیں فرمایا اور ان الفاظ میں جواب دیا:—

Fizza! I remember you, dandled me when my mother

was grinding the mills.

ترجمہ :- اے فضہ! مجھ کو یاد ہے کہ جب میری والدہ چکی پیسا کرتی تھیں تو تم مجھے لوریاں دیتی تھیں!

ایسے ہنگام میں گھر کی ایک خادمہ و کنیز کے خدمات کا اعتراف کرنا اور اسے جواب سے سرفراز فرمانا حضرت سید الشہداؑ کی انتہائی بلندی کردار و اخلاق کا ثبوت ہے۔

عبادت

اس عظیم المرتبت ہستی کی عبادت کا ذکر کرنا اسکی عبادت کے متعلق کچھ لکھنا گویا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے جس نے تیروں کی بارش میں نماز پڑھی اور سجدۂ باری میں سر کٹوایا نیز اپنی اور اپنے اعوان و انصار اور اعزہ و اقارب کی گراں قدر و عقیدالمثال قربانیاں پیش کیں۔ یہی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اپنی مخدرات عصمت و طہارت کے لئے قید و بند کے مصائب قبول کر کے عبادت کو بقائے دوام بخشی اور اسلام کے پیکر میں ایک روح تازہ پھونک دی

اسکے ساتھ ساتھ تاریخ کی ورق گردانی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہت زیادہ روزہ رکھنے والے، نماز گزار اور حج بجالانے والے تھے بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے امام عالیمقامؑ ہر شب و روز ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اور (۲۵) حج پا پیادہ بجالائے تھے

کربلا کے میدان میں شب عاشور کی مہلت بھی آپ نے عبادت ہی کے لئے مانگی تھی اور نماز ظہر ادا کرنے کے لئے تیروں کی بارش میں مصلےٰ بچھا دیا تھا جو اس بات کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ آپ عبادت کے انتہائی شائق تھے

سخاوت

امام حسینؑ انتہائی سخی تھے اور تاریخ کے اوراق آپکے جود و سخا کے واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔ لیکن یہاں ایک واقعہ درج کرنے پر اکتفا کرتا ہوں

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں لکھا ہے کہ مدینے میں ایک فقیر ٹھوکریں کھاتا ہوا آپکے دروازے پہ پہنچا دق الباب کرکے یہ اشعار اس نے پڑھے۔ جس نے آپ سے لو لگائی اور آپکے دروازے کی زنجیر کھٹکھٹائی وہ کبھی محروم نہ رہا۔ آپ میرے سخی داتا اور میرا سہارا ہیں۔ آپکے پدر بزرگوار فاسقوں کو قتل کرنے والے تھے اگر آپکے بزرگوں کے کارنامے نہ ہوتے تو ہم سب جہنم میں جاتے۔

سید الشہداؑ نماز سے فارغ ہوئے تو غلام سے دریافت کیا کہ مال تجارت کیا باقی ہے؟ عرض کیا کہ چار ہزار دینار۔ آپ نے فرمایا کہ اسکا ہم سے زیادہ مستحق آگیا ہے بس اپنی عبائے مبارک اتاری اور ان دیناروں کو اس میں لپیٹ کر دروازے کے پیچھے کھڑے ہو کر ہاتھ اسکی طرف بڑھایا اور تمام دینار سائل کو عطا کر دیئے۔ یہی نہیں ساتھ ہی قلت مال کی معذرت بھی ان الفاظ میں فرمائی۔

اسے قبول کرلو اور میں تم سے معذرت خواہ ہوں یقین جانو مجھے تمہارے ساتھ نہایت ہمدردی ہے زمانے نے ہمیں تنگدست کر دیا ہے اگر کچھ اور ہوتا تو ہم تم سے عزیز نہ کرتے!

ہاں! البتہ آپ سخاوت بہ اعتبار معرفت باری تعالےٰ کرتے تھے یعنے جسکی معرفت کا درجہ زیادہ بلند ہوتا تھا اسے زیادہ عطا فرماتے تھے ایسے بہت سے واقعات کتب تاریخ میں درج ہیں۔

بچپنے میں روزہ کے افطار کے وقت سائل کی آواز پر متواتر

تین دن تک اپنے کھانے کی روٹیاں دے دینا اور خود صرف پانی سے افطار
کرنا آپکی انتہائی سخاوت کا ثبوت ہے

خودداری خودداری ایک بہترین وصف ہے جو امام حسین علیہ السلام میں پوری طرح پائی جاتی تھی۔ آپ کی زندگی کے بہت سے ایسے واقعات کتب سیر و تاریخ میں ملتے ہیں جو آپ کے خوددار ہونے کا ثبوت ہیں۔ واقعۂ کربلا میں کئی جگہ امام حسین علیہ السلام نے خودداری کے مظاہرے فرمائے ہیں۔ جب ولید نے بیعت یزید کا مطالبہ کرتے ہوئے کچھ سختی سے بات کی تھی اس وقت آپ نے فرمایا تھا

ہم اہلبیت رسالتؐ ہیں۔ معدن نبوتؐ اور ملائکہ کے ذکر و دو کی منزل۔ عنایات انسانی کی ہم سے ابتدا اور ہمیں پر انتہا ہے۔ یزید بدکار اور شراب خور ہے وہ بے جرم و خطا خون بہانے والا اور علی الاعلان گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ہے مجھ جیسا شخص اسکی بیعت نہیں کرسکتا

اسی طرح عمر ابن سعد کے جواب میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا

خدا کی قسم میں ذلت کے ساتھ اپنے کو تمہارے قبضہ میں نہ دوںگا اور نہ غلاموں کی طرح تمہارے سامنے سے بھاگوں گا۔

آپ کا یہ قول کہ عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے، خودداری کا بڑا ثبوت ہے۔

شجاعت حسینؑ شجاعت کا پتہ تاریخ کے اس قول سے بخوبی چل جاتا ہے کہ واقعۂ کربلا کے پہلے لوگ شجاعت کی مثال حضرت علی علیہ السلام سے دیا کرتے تھے، مگر معرکۂ کربلا کے بعد شجاعت کی مثال حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام سے دی جانے لگی اور واقعی بھوک و پیاس کی شدت نیز شہیدوں کے داغوں کے باوجود آپنے جو جنگ کی ہے اسکی مثال ملنا ناممکن ہے۔ طبری میں مذکور ہے

خدا کی قسم ہم نے زخموں سے چور چور کوئی انسان نہیں دیکھا جسکے اعزہ و اقارب نیز اعوان و انصار اسکے سامنے قتل ہو چکے ہوں اور وہ حسینؑ کی طرح پر جگری اور عزم و استقلال کے ساتھ آگے بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والا ہو۔ خدا کی قسم میں نے نہ حسینؑ سے پہلے انکی کوئی مثال پائی اور نہ ان کے بعد ان کا کوئی دکھائی دیا۔ دشمنوں کے پرے کے پرے آپ پر حملہ آور ہوئے اور آپ ان پر تلوار لے کر ٹوٹ پڑتے اور دائیں بائیں اسطرح مار بھگاتے جسطرح شیر کے حملہ کرنے پر بھیڑ اور بکریاں بدحواس ہوکر بھاگتی ہیں

جس وقت دربار یزید میں شمر ملعون نے شہدائے کربلاؑ کے خلاف جھوٹ اور غلط باتیں منسوب کیں جن کے نقل کرنیکی تہذیب و مسلمات اجازت نہیں دیتے تو اس وقت اسد اللہؑ کی شیردل بیٹیؑ کا جواب اس بات کی دلیل ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے کس بے نظیر شجاعت کا مظاہرہ کربلا کے معرکہ میں پیش فرمایا جناب زینب مکرمہؑ فرماتی ہیں

(او کذاب) ماتم کرنے والیاں تیرے سوگ میں بیٹھی ہیں۔
(یہ سب تو نے غلط کہا) واقعہ یہ ہے کہ میرے بھائی حسینؑ کی تلوار سے کوفہ کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جسمیں کوئی رونے والا یا رونیوالی نہ ہو اور نوحہ کرنیوالا یا نوحہ کرنیوالی نہ ہو

یعنے حسینؑ نے اس کثرت سے اشقیا کو قتل کیا تھا کہ کوفہ کے ہر گھر میں صف ماتم بچھ گئی تھی۔

جب آپ زخموں سے چور چور ہو کر زمین پر تشریف لائے اور

جنگ کرنا شروع کی ہے اس وقت کے لئے تاریخ میں یہ الفاظ موجود ہیں :—

آپ نے پاپیادہ جہاد کرنا شروع کیا اور ایسا لڑے جس نے شہسواروں کو پسپا کر دیا اور بہادروں کے جوڑ بند کانپنے لگے ، شہسواران عرب کی عقلیں دنگ ہو کر رہ گئیں اور وہموں سے طاقت فہم پرواز کر گئی ۔

قوتِ برداشت

دیگر اوصاف حمیدہ کی طرح امام مظلوم میں قوت برداشت کی صفت بھی بدرجۂ اتم موجود تھی ۔ آپکے سامنے علی مرتضےٰؑ کے حقوق خلافت کا خیال نہیں کیا گیا مگر آپ خاموش رہے ۔ طرح طرح کی تکلیف آپ کو اور آپ کے والد بزرگوار حضرت علی علیہ السلام کو دی گئیں مگر آپ نے کوئی قصاص نہیں لیا اور نہ تلوار اٹھائی ۔ اسکے برعکس حضرت عثمان پہ محاصرہ کی حالت میں کھانا اور پانی بند کر دیا گیا تو آپ اور آپ کے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام ان کے لئے کھانا اور پانی لے کر گئے اور شہادت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے بعد امام حسنؑ مسند خلافت پہ تشریف لائے یزید معاویہ سے صلح بھی کر لی تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی ان شرائط کی مکمل پابندی کی جو امیر معاویہ اور امام حسن علیہ السلام کے مابین طے ہوئے تھے ۔ اس زمانہ میں کیا کیا مظالم نہ ہوئے مگر واہ رے حسینؑ اور آپکی قوت برداشت کہ ہر ہر موقع اور کٹھن سے کٹھن منزل پہ بھی صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا امام حسن علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کیا گیا روضۂ رسولؐ پہ دفن نہ ہونے دیا جنازہ پہ تیر چلائے گئے ۔ کئی تیر جسم اطہر میں بھی پیوست ہو گئے مگر اس کوہ صبر و تحمل کا کیا کہنا کہ بھائی کے جنازہ کو تیروں سے چھدتے دیکھا مگر دامن صبر ہاتھ سے نہ چھوڑا ۔ یہ واقعات پکار پکار کے کہہ رہے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کوئی جنگجو نہ تھے جو جوش میں آکر مقابلہ کے لئے کربلا کے میدان میں آگئے ہوں بلکہ درحقیقت حالات کا تقاضہ یہ تھا کہ اس دین کی حفاظت کے لئے جنگ کی جس دین کی حفاظت ان کے نانا اور باپ اور بھائی کرتے رہے تھے ۔

قوت یقین و استقلال

سید الشہداؑ اس رسولؐ کے نواسے تھے جن سے بگڑ کر کہا کرتے تھے کہ اگر حکومت چاہو تو حکومت لے لو دولت و مال کی تمنا ہو تو خزانے تمہارے لئے حاضر ہیں اور اگر اعلیٰ خاندان میں شادی کرنا مقصود و مطلوب ہو تو اسکے لئے بھی ہم تیار ہیں مگر ہمارے خداؤں کی مخالفت نہ کرو ۔ لیکن حضرت سرور کائناتؐ ارشاد فرماتے تھے کہ یہ تو معمولی چیزیں ہیں اگر تم میرے ایک ہاتھ پہ چاند اور ایک پہ سورج رکھ دو تو بھی میں اعلائے کلمۂ حق سے باز نہ آؤنگا امام حسین علیہ السلام میں بھی وہی عزم و استقلال تھا اور وہی قوت یقین تھی ۔ شہادت کو قبول کر لیا تھا اس طرح اپنے ساتھ آنے والوں کی تعداد کو طرح طرح سے کم کرتے جا رہے تھے ۔ بنی ہاشم میں حضرت غیر معمولی طور پہ شجاع و بہادر سمجھے جاتے تھے ۔ ایک جناب محمد حنفیہؓ دوسرے مسلم بن عقیلؑ اور تیسرے عباسؑ ابن علیؑ لیکن ان تینوں اشخاص کو اپنے سے پہلے ہی جدا کر دیا ۔ حضرت محمد حنفیہؓ کو مدینہ میں چھوڑ کر حضرت مسلمؑ کو کوفہ بھیج کر اور حضرت عباس علمبردارؑ کو میدان کربلا میں جنگ کی اجازت نہ دے کر ان باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کا قوت یقین اور عزم و استقلال منزل معراج پہ تھا کیونکہ آپ نے شہادت کو قبول کر لیا تھا اسلئے مجاہدہ کربلا میں کسی قسم کی طاقت کو جمع کرنا

خالی قوت یقین اور خوف عزم و استقلال کیا ورنہ کہا جا سکتا تھا کہ امام حسینؑ کو چاہتے تھے کہ کسی طرح یہ بچ جائیں اور شہید نہ ہوں۔

فصاحت و بلاغت

آپ کے اقوال ارشادات و خطبات فصاحت و بلاغت سے بھرے ہیں اور ان میں معنے کے دفتر پوشیدہ ہیں جن پر دریا کو کوزہ میں بند کرنے والی مثال صادق آتی ہے۔ یہ آپ ہی کے خطبہ کا اثر تھا کہ دشمن بھی یہ کہتے ہوئے سنے جاتے تھے کہ ایسی تقریر نہ کبھی ہم نے اس سے پہلے سنی اور نہ بعد میں سن سکیں گے۔ نیز آپ کے کلام کو سن کر کہتے تھے کہ حسینؑ تمام فصیحوں سے زیادہ فصیح اور تمام بلیغوں سے زیادہ بلیغ ہیں، اور یہ حقیقت ہے کہ آپکے ایک ایک قول پر ایک مبسوط کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اسلئے کہ آپکا ہر ہر قول اپنے دامن میں جامعیت کی ایک دنیا لئے ہوئے نظر آتا ہے۔ عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔ یہ آپ ہی کا قول ہے جو زبان زد خلائق ہے اور اب تک ہماری زبانوں پر جاری ہے۔ تبرکاً چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں

(۱) اچھی چیزوں کے حاصل کرنے میں عجلت سے کام لو

(۲) باتوں میں حد سے زیادہ مبالغہ اکثر اوقات تباہی کا سبب ہوتا ہے

(۳) ذلیلوں کی ہم نشینی بری بات ہے

(۴) بدکاروں کے پاس بیٹھنا لوگوں کو نیکی سے مشکوک کرتا ہے

(۵) صاحب حاجت نے تم سے سوال کرنے میں اپنی آبرو کا خیال نہ کیا تو تم بھی اپنی آبرو کا خیال کرتے ہوئے اسے محروم پلٹانے سے پرہیز کرو۔

(۶) جس نے تمہارا عطیہ قبول کیا اسنے فیاضی میں تمہاری مدد کی

(۷) بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے

(۸) خبردار! ایسے پر ظلم نہ کرو جو تمہارے مقابلہ میں خدا کے سوا کوئی مددگار نہ رکھتا ہو وغیرہ وغیرہ۔

رب سبحانہ تعالے تمام مومنین کرام کو توفیق کرامت فرمائے کہ وہ فرزند خطیب نبر سلونی حضرت امام حسین علیہ السلام کے اقوال و ارشادات پر عمل کریں جس سے ان کو فلاح دین و دنیا نصیب ہو سکے۔

امام چہارم کے مختصر حالات و ذکر شہادت

از محترمہ سعیدالنساء صاحبہ ہاشمیہ

جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے واقعہ کربلا کے بعد ۶۱ھ سے ۹۵ھ تک کامل (۳۴) برس خانہ نشینی و عزلت گزینی کی حالت میں گزارا۔ ان ایام میں آپ کا مشغلہ عبادت الٰہی اور تجمیع و ترتیب احکام رسالت پناہی کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ ان سے فارغ ہونے کے بعد جو وقت بچتا تھا اپنے والد بزرگوار اور شہدائے کربلا کے مصائب کو یاد کرکے رونے میں صرف فرماتے تھے۔ شدت گریہ و زاری سے غلام اور کنیزیں پریشان ہوجاتے تھے۔ ایک خادم نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ! مجھ کو اسکا اندیشہ ہے کہ شدت آہ و بکا سے کہیں آپ ہلاک نہ ہوجائیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے درد و الم کی شکایت کسی سے نہیں کرتا مگر پروردگار عالم سے۔

حضرت یعقوبؑ کے بارہ فرزند تھے حضرت یوسفؑ جب ان سے جدا ہوئے تو شدت گریہ سے آنکھیں بے نور ہوگئیں اور فور غم سے کمر خمیدہ ہوگئی حالانکہ ان کو اس کا علم تھا کہ یوسفؑ زندہ ہیں میرے عزیز و اقارب جو کہ پیاسے انتہائی سنگدلی و شقاوت کیساتھ شہید کئے گئے، بعد شہادت خیموں میں آگ لگادی گئی۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا پھر اشقیاء نے لٹے ہوئے قافلہ کو اونٹوں پر سوار کرکے شہدائے کربلا کے سرہائے مبارک کے ساتھ شہر دمشق میں یزید کے دربار میں لے گئے، پھر سب کو زندان میں مقید کیا گیا جہاں میری بہن سکینہؑ نے وفات پائی۔ یہ تمام واقعات میرے سامنے گزرے ہیں

کیونکر میرا رونا کم ہوسکتا ہے!؟

زہری علیہ الرحمہ راوی ہیں کہ جب عبدالملک کے حکم سے اس کے عاملوں نے جناب امام زین العابدین علیہ السلام کو ہتھکڑیاں و بیڑیاں پہنا کر قید کردیا تو ایک روز میں آپ سے ملنے گیا۔ اس حالت میں دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہوسکا رونے لگا تو امام نے ارشاد فرمایا کہ اے زہری کیا تم سمجھتے ہو کہ میں مجبور ہوں اگر میں چاہوں تو اس قید سے نجات پاسکتا ہوں یہ کہکر بیڑیاں پیروں سے نکال دیا۔ یہ کرامت دیکھ کر میں حیران ہوگیا۔ چوتھے روز عبدالملک کے ملازم آکر امامؑ کو ڈھونڈنے لگے کہیں پتہ نہ لگا میں نے ان سے دریافت کیا تو بیان کئے کہ ہم ایک منزل میں حضرت کے ساتھ فروکش ہوئے اور تمام رات سب بیدار تھے صبح کو جب حضرت کے خیمہ میں گئے تو بجز بیڑیوں کے کچھ نہ تھا میں عبدالملک کے پاس جاکر اس واقعہ کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ میرے کماشتوں کے ہاتھ سے نکل کر حضرت میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کس عداوت کے صلہ میں تو مجھ کو یہ تکلیف پہونچا رہا ہے؟ میں نے عرض کی کہ آپ میرے پاس اقامت فرمائیں۔ یہ سن کر انکار فرمایا اور واپس تشریف لے گئے۔ مجھے آپ کا چہرہ دیکھ کر اسقدر خوف ہوا کہ میرا جسم تھرا گیا۔

زہری بیان کرتے ہیں کہ اسکے بعد عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ بنی عبدالمطلبؑ کے خون سے درگزر کر اور یہ امر جو لکھا گیا ہے (کرامت امام زین العابدینؑ) کسی سے ذکر نہ کرنا۔ امامؑ نے عبدالملک کو یہ لکھ کر بھجوایا کہ تو نے بنی عبدالمطلبؑ کے حق میں خفیہ طور پر حجاج کو اس طرح لکھا ہے۔ جب اس خط سے مقابلہ کیا گیا تو بالکل موافق پایا۔ پس مجھ کو اس وقت سے امامؑ کی کرامت کا یقین ہوگیا۔

ایک روز محمد حنفیہؓ نے امام زین العابدین علیہ السلام سے کہا کہ میں تمہارا چچا ہوں اور عمر میں بھی بڑا ہوں۔ پیغمبر خداؐ اور

[illegible] کے تبرکات [illegible] یہ کہ کس کو امامت کا حق ہے۔ حضرت [illegible] یہ کہ [illegible] ہے کہ بعد شہید کربلا امام برحق کون ہے۔ وہ دونوں حجر الاسود کے قریب گئے امام زین العابدین نے [illegible] حجر الاسود کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ [illegible] کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے بعد امام برحق اور وصی رسول کون ہے؟ حجر الاسود بہ حکم رب العالمین بہ زبان فصیح گویا ہوا کہ اے محمد حنفیہ! امامت حضرت سجادؑ کا حق ہے، کل امور دین میں آپ ہی کی پیروی جائز و واجب ہے!

سفیان ابن عینیہ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سال امام زین العابدین علیہ السلام نے ادائی حج کا قصد فرمایا جب مقام احرام پر پہنچے اور چاہا کہ تلبیہ ادا کر کے احرام باندھیں آپ رونے لگے اور رنگ متغیر ہو گیا اور تمام جسم مبارک میں رعشہ پیدا ہو گیا آخر لبیک نہ کہا جا سکا تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے ترک تلبیہ کیوں کیا؟ ارشاد فرمایا کہ شاید میں لبیک کہوں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے لا لبیک کا جواب ملے یہ کہکر آپ بیساختہ رونے لگے اور بیہوش ہو گئے۔ تمام مناسک حج اسی طرح خوف الٰہی کے ساتھ آپ نے ادا فرمایا۔

جب آپ وضو فرماتے تھے تو چہرہ کا رنگ زرد ہو جاتا تھا کثرت سجود کی یہ کیفیت تھی کہ جب کسی آیت کی تلاوت فرماتے تو سجدہ کرتے۔ خدا کی نعمتوں کا ذکر آتا تو سجدہ کرتے، مکروہات دنیا سے کوئی شئے دفع ہو جاتی تو سجدہ کرتے، جب دو آدمیوں میں صلح کرا دیتے تو سجدہ کرتے۔ آپ کے تمام مواضع سجود سے سجدہ کے نشان نمایاں تھے اسی باعث سے آپ کو سجادؑ کہتے تھے

ایک مرتبہ آپکے مکان کو آگ لگ گئی اس وقت آپ سجدہ میں تھے۔ سب لوگ آگ آگ پکارنے لگے مگر حضرت نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا یہاں تک کہ آگ بجھا دی گئی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ آپ کو کس چیز نے آگ سے غافل کر دیا تھا، ارشاد فرمایا کہ آخرت کی آگ نے [illegible]

بیت الشرف میں ایک مکان مخصوص عبادت کے لئے تھا۔ جب ثلث شب گزر جاتی تو آپ بیدار ہو کر بآواز بلند فرماتے تھے کہ یا رب تیرے سامنے اٹھائے جانے اور کھڑا کئے جانے کے خوف نے فرش استراحت پر بھرنے نہ دیا۔ یہ کہکر رخسارے زمین پر رکھدیتے اور فرماتے کہ پروردگار! میں تجھ سے راحت کا طالب نہیں ہوں بجز اسکے کہ جب میں تیرے پاس بلایا جاؤں تو مجھ سے تو راضی رہے۔

عبادت الٰہی کی تعریف میں ارشاد فرماتے تھے کہ عبادت تین قسم کی ہوتی ہے۔ جو لوگ خوف سے عبادت کرتے ہیں وہ غلاموں کی سی عبادت ہے۔ دوسرے جو کسی غرض سے عبادت کرتے ہیں وہ تاجروں کی سی عبادت ہے۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو ہر حالت میں شکر کے ساتھ عبادت کرتے ہیں۔ یہی مردان خدا کی عبادت ہے۔

ایک روز امام محمد باقر علیہ السلام نے کہا کہ بابا آپ معصوم ہیں عبادت میں اس قدر محنت و مشقت برداشت کرتے ہیں جواب میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ میں قرب الٰہی کا شرف حاصل کروں! وعظ و نصیحت میں آپ اکثر یہی ارشاد فرماتے تھے کہ اے گروہ مسلمین! میں تم کو آخرت حاصل کرنے کی وصیت کرتا ہوں نہ کہ دنیا کو اختیار کرنے کی!

عسرت اور تنگی میں بھی آپ ہمیشہ غربا و فقرائے مدینہ کی خبر گیری فرمایا کرتے، روٹیاں اور اشیائے خورد و نوش کا ذخیرہ پر اٹھا کر غریبوں کے گھر پیدل جا کر پہونچاتے تھے

آپکی فضیلت و جامعیت علمی کا ثبوت کلام اور خطبات سے ظاہر ہوتا ہے آپ بہت بڑے ثقہ، امین، متقی، عابد، زاہد، سخی، کثیر الحدیث، عالی مرتبہ، بلند پایہ بزرگ تھے تمام امور سے آپکی جلالت ہویدا تھی، تواضع و انکساری بھی ذات با برکات

میں سمجھی جاتی ہے۔ خود افضل لوگوں سے اپنے نسب کو پوشیدہ رکھتے تھے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ میں اس امر کو مکروہ سمجھتا ہوں کہ نسب کا سلسلہ تو سرورِ کائناتؐ سے ملاؤں اور ان کے صفات مجھ میں نہ پائے جائیں!

ہشام ابن عبدالملک جب حج کے لئے گیا اور حجر الاسود کو بوسہ دینے کی کوشش کی تو لوگوں کی کثرت کی وجہ سے یہ شرف حاصل نہ ہو سکا۔ زمزم کے قریب جا کر بیٹھا اسکے ساتھ اہل شام کی ایک جماعت بھی تھی۔ اسی اثنا میں امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لائے آپ کو دیکھ کر لوگ منتشر ہو گئے۔ قریب جا کر حجر الاسود کو بوسہ دیا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں جنکی لوگ اس قدر تعظیم و احترام کرتے ہیں۔ ہشام نے اس خیال سے کہ کہیں یہ لوگ امامؑ کے گرویدہ نہ ہو جائیں کہنے لگا کہ میں تو نہیں جانتا۔ ابوالفراس فرزدق جو مشہور شاعر تھا کہنے لگا کہ میں ان کو جانتا ہوں۔ پھر ایک طویل قصیدہ آپکی مدح میں کہا جسکو سن کر ہشام نے فرزدق کو قید کرنے کا حکم دیا جب امامؑ کو معلوم ہوا تو بارہ ہزار درہم کے ساتھ یہ کہلا بھیجا کہ اگر اس وقت ہمارے پاس اس سے زائد ہوتا ہم تم کو انعام دیتے۔ فرزدق نے عرض کی کہ عطیہ کی خاطر نہیں بلکہ خوشنودی خدا کے لئے آپکی مدح کی ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ جب کسی کو کچھ دیتے ہیں تو واپس نہیں لیتے!

آپ بے حد درگزر اور عفو کرنے والے تھے ایک شخص نے آپ کو برا کہا تو آپ نے اس سے تغافل فرمایا اس نے کہا کہ میں آپ ہی کو کہہ رہا ہوں۔ یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ میں بھی تجھ سے ہی اعراض کر رہا ہوں۔

ان حضرات کے معاصرین میں کو اس مقدس طبقہ سے کوئی واسطہ نہیں ان میں جو خوبیاں پائی جاتی ہیں اسکی مثال اب بھی مل سکتی ہے لیکن ان مخصوص ہستیوں کے اخلاق کی مثالیں کسی زمانہ میں اور کسی میں بھی نہیں پائی گئیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار نے بوقت آخر یہ وصیت فرمائی کہ جس کا کوئی مددگار نہ ہو اس پر ظلم نہ کرنا جس قدر ہو سکے اچھا سلوک کرنا۔ پھر فرمایا کہ اس خدا کا شکر جس نے وعدہ کو سچا کیا اور ہم کو زمین بہشت کی میراث دی کہ جس مقام کو ہم چاہیں وہاں رہیں پس خدا کے واسطے عمل کرنے والوں کا کیا نیک اجر ہے اسکے بعد سورہ انا فتحنا اور سورہ واقعہ کی تلاوت کر کے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خبر وفات سن کر تمام عمائد و اشراف مدینہ در دولت پر بغرض تعزیت حاضر ہوئے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے تجہیز و تکفین کر کے جنت البقیع پہلوئے امام حسن علیہ السلام دفن فرمایا۔

علمائے فریقین کا اس پر اتفاق ہے کہ ولید ابن عبدالملک نے آپ کو زہر دلوایا تھا تاریخ وفات ۲۵ یا بقولے ۱۸ محرم سنہ ۹۵ھ ہے

آپکی عمر (۵۷) سال کی تھی جسمیں دو سال جد امجد حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ گزرے۔ دس سال عم نامدار حضرت امام حسن علیہ السلام اور گیارہ سال پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام شہید کربلا کی صحبت میں بسر ہوئے۔ امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی سے منسوب تھے اور واقعہ کربلا کے وقت آپ کا سن مبارک (۲۳) برس کا تھا۔ آپ صاحب اولاد ہو چکے تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی عمر (۴) سال کی تھی۔

کمیٹی انتظام کوہ مولا

[illegible] کہ موجودہ کمیٹی بہت جلد تحلیل ہو کر اسکی جگہ دوسری کمیٹی کا انعقاد عمل میں آنے والا ہے اگر یہ صحیح ہے تو ہماری رائے میں جدید کمیٹی کے لئے حسب ذیل افراد میں سے انتخاب عمل میں آئے تو زیادہ بہتر ہے۔

مولوی سید اصغر حسن صاحب قبلہ نجفی
نواب شاہ نواز جنگ بہادر (فخر الملکی)
نواب کاظم نواز جنگ بہادر علی پاشاہ
علامہ سید علی اصغر بلگرامی
نواب سید محمد حسین خاں صاحب (کمال یار جنگ)
نواب خواجہ اسد اللہ خاں صاحب (یمین السلطنت)
نواب مرزا علی حسین خان صاحب (طالب الدولہ)
نواب محمد افضل علی خاں بہادر (نور الامرائی)
نواب سید عباس حسین خاں صاحب (رکن الملکی)
آقای حسین ضابط (مدینہ ہوٹل)

نواب سید حسن پاشاہ صاحب (داعی زادہ
نواب سالار جنگ ثالث مرحوم)
منتظم [illegible] (ان کی جانب سے مولوی میر عباس علی صاحب)

آقای عباس کاظمی کی علالت

سید الواعظین آقای سید شاہ عباس منصوری آل یٰسین کے بڑے داماد آقای عباس کاظمی ایک عرصہ سے مرض کینسر (سرطان) میں مبتلا ہیں حیدرآباد اور بمبئی میں علاج کرایا گیا اب پھر بمبئی سے حیدرآباد لایا گیا اس وقت سروجنی ہاسپتال میں شریک ہیں۔ آقای عباس کاظمی کو ۵ بچے ہیں بیوی اپنے شوہر کی سلامتی کے لئے (الادہ الادہ) پھر کر دعا مانگ رہی ہے۔ ہماری پروردگار عالم سے دعا ہے کہ خداوند عالم آقای عباس کاظمی کو جلد صحت کلی عطا فرمائے آقای حسین ضابط جو سید الواعظین کے دوسرے داماد ہیں تیمارداری میں دل کھول کر حصہ لے رہے ہیں۔

قطعہ

شہرۂ عجیب آج ہے یہ ذوالفقار کا
برپا ہے شور باغ میں بادِ بہار کا
کہتا ہے انقلاب جہاں ہر کسی سے یہ
کچھ حال ہی عجیب ہے لیل و نہار کا

(آمدہ از نذری باغ)

حیدر آباد دکن میں شاہِ عثماںؔ یا علیؑ

از سید صمصام شیرازی

شانِ یکتائی ذرا کعبہ کے اندر دیکھئے
پائے حیدرؑ دیکھئے دوشِ پیمبرؐ دیکھئے

ہاتھ پر قلعہ کشا کے بابِ خیبر دیکھئے
زورِ حیدرؑ بر سرش یا تیغِ دو پیکر دیکھئے

سر بندھا ہے مرحبِ بد کیش کا فتراک میں
دستِ خیبر گیر میں ہی فرقِ عنتر دیکھئے

ہو گئے ہیں حکمِ خدا سے جانشینِ مصطفےٰؐ
فاتحِ خیبر غدیرِ خم پہ چل کر دیکھئے

جلوہ گر جب ہو گئے میداں میں ہمشکلِ نبیؐ
غل ہوا تو جنگ کو آئے پیمبرؐ دیکھئے

قاسمؑ و عونؑ و محمدؑ کو کیا اعدا نے قتل
نہر پہ ہے نعشِ عباسِؑ دلاور دیکھئے

ہو گیا نیزہ سناں کا سینۂ اکبرؑ کے پار
چھد گیا تیرِ ستم سے حلقِ اصغرؑ دیکھئے

ریگِ گرمِ کربلا پر نعشِ بے سر ہے تپاں
نیزۂ خولی پہ ہے شبیرؑ کا سر دیکھئے

اہلبیتؑ پاک کو بعدِ شہادت ہے ستم
بے ردا در در پھراتے ہیں ستمگر دیکھئے

قیدیانِ ترک و دیلم کیطرح وا حسرتا
حاضرِ دربار ہے زہراؑ کی دختر دیکھئے

حیدر آباد دکن میں شاہ عثماںؔ، یا علیؑ
کرتے ہیں برپا عزاداری سرورؑ دیکھئے

روزِ اول ہی سے یہ مستِ مئے نوروز ہیں
انکے دل میں ہے ولائے آلِ اطہرؑ دیکھئے

از پئے حسنینؑ انکی حاجتیں بر لائیے
چشمِ رحمت سے انہیں مولائے قنبرؑ دیکھئے

کربلا جانیکا اے صمصام ہے مدت سے شوق
مجھکو بلواتے ہیں کب سبطِ پیمبرؐ دیکھئے

مجلس اطفال



امام زین العابدین علیہ السلام

از سیدہ طاہرہ بیگم

بچو! ہمارے چوتھے امام حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے بڑے فرزند ہیں آپ کا نام نامی "علی" ہے۔ کنیت شریف ابو محمدؐ، ابو الحسن، ابو القاسم لقب مطہر "زین العابدین" سجاد، زکی اور ذو الثفنات ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی شہر بانو یزدجرد بادشاہ عجم کی بیٹی تھیں۔ یزدجرد شہریار کسریٰ کے بیٹے تھے۔ آپ کی ولادت ۳۸ ہجری میں ہوئی واقعہ کربلا کے وقت آپکی عمر (۲۳) سال تھی۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے فرزند کا نام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام جو ہمارے پانچویں امام ہیں کربلا میں آپ ۴ سال کے تھے۔

واقعہ کربلا کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام (۳۴) سال زندہ رہے۔ لیکن جب تک زندہ رہے امام حسین علیہ السلام کے مصائب کو یاد کرکے روتے رہے۔ یہاں تک کہ شدت گریہ سے آپکے گالوں اور آنکھوں پر ورم آگیا تھا۔ جب پانی آپکے سامنے آتا تو شہدائے کربلا کی پیاس کو یاد کرکے اتنا روتے کہ پانی کا پیالہ آنسوؤں سے بھر جاتا۔

امام زین العابدین علیہ السلام دن اور رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ کثرت سجود کی وجہ سے آپ کا لقب سید الساجدین ہو گیا۔

بچو! امام زین العابدین علیہ السلام اپنے جد امجد حضرت علی علیہ السلام کیطرح شب کے اندھیرے میں محتاجوں اور غریبوں کو غذا اور لباس تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ لیکن محتاجوں کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ دینے والا کون ہے۔ لیکن جب حضرت شہید ہوگئے اور معینہ غذا اور لباس موقوف ہوگیا تو اس وقت محتاجوں کو معلوم ہوا کہ شب کے اندھیرے میں خیرات کرنے والے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار اندھیری شب میں جب رات زیادہ گزرجاتی تھی اور لوگ سو جاتے تھے اس وقت گھر میں جو کچھ آٹا وغیرہ ہوتا ایک تھال میں رکھ کر کاندھے پر اٹھاکر فقراء کے گھروں پر لے جایا کرتے اور خود منہ کو چھپائے رکھتے۔ اس طرح تقریباً ایک سو فقراء کے گھر پر کھانا پہنچایا کرتے تھے۔

بچو! ہشام ابن عبدالملک جو مدینہ کا حاکم تھا ایک سال جب حج کے لئے گیا اور حجر اسود کو بوسہ دینا چاہا تو حاجیوں کے ہجوم کی وجہ سے ناکام رہا۔ اسی اثنا میں امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لائے۔ امام کو دیکھ کر لوگ تعظیماً ایک طرف ہٹ گئے اور آپ حجر اسود کو بوسہ دیکر واپس چلے گئے۔ یہ دیکھکر لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگوار ہیں جنکی لوگ

زرین اقوال

● تیرا نہ کہاں جسے یا زمی کے ہمیشہ افسوس کا [illegible]
دوسرا [illegible]

قطعہ

رتبہ رہا علیؑ کا ہمیشہ بہ صد وقار ۔۔۔ ہر ذات اُن کی ہوگی مقبولِ کردگار
باغِ نجف میں کہتی ہے بادِ نسیم صبح ۔۔۔ آئی چمن میں دیکھنے [illegible]

(آمدہ از نذری باغ)

استفہام تعظیم کرتے ہیں۔ یہ سنکر ہشام نے اس خیال سے کہ کہیں لوگ امام زین العابدین علیہ السلام کے معتقد نہ ہو جائیں کہنے لگا کہ میں نہیں جانتا۔ اس موقعہ پر عراق کا مشہور شاعر فرزدق موجود تھا۔ اُس نے فی البدیہہ امام کی مدح میں ایک قصیدہ کہا۔ یہ قصیدہ آج تک ادب عالیہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس قصیدہ میں فرزدق نے بتایا ہے کہ یہ وہ برگزیدہ ہستی ہے جس کو خانۂ کعبہ خود جانتا ہے۔ اس کے لئے خانۂ کعبہ تک قدم رنجہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ اگر حکم دے تو خود خانۂ کعبہ چلتا ہوا اس کی خدمت میں آجائے۔

بچو! امام حسن علیہ السّلام کی طرح امام زین العابدین علیہ السلام کی شہادت بھی زہر سے واقع ہوئی۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ ولید بن عبد الملک بن مروان نے آپ کو دھوکے سے زہر دیا۔ جس کے صدمہ سے ۲۵ محرم سنہ ۹۴ھ کو (۵۷) سال کی عمر میں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ جنّت البقیع میں اپنے چچا حضرت امام حسنؑ کے پہلو میں مدفون ہیں۔

بچو! حضور نظام آصف جاہ ہفتم حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے تعلق سے اپنے ایک اردو سلام میں فرماتے ہیں۔

اٹھاتے تھے اسیری کی جو کڑیاں حضرت عابدؑ
تو انکی بیکسی پر روتے تھے زنجیر کے ٹکڑے

بچو! شعر بالا کسقدر دل خراش۔ جگر سوز اور جبلی ہے اس کا اندازہ صاحب دل اور اہل نظر ہی کر سکتے ہیں۔ حضور نظام فرماتے ہیں کہ حضرت عابدؑ قید کی مصیبت جو اٹھاتے تھے اُن کی اس مصیبت پر زنجیر کے ٹکڑے بھی رو دیتے تھے۔ یعنی جمادات کا جب یہ عالم ہے ہم انسان اشرف المخلوقات اور اس پر طرفہ یہ کہ کلمہ گوئے رسول ہوتے ہوئے کیوں نہ ان پر گریہ کریں کیوں نہ انکے لئے صف ماتم بچھائیں۔ ان پڑھنے والوں کے متعلق حضور نظام دعوئے

کے ساتھ فرماتے ہیں۔

جنت میں نہ جائے گا کبھی [illegible]
[illegible]
حضور نظام [illegible] میں ارشاد [illegible]
محمد کی نگاہ لطف کا [illegible]
جو ملتے جاتے ہیں مجھکو تیری تقدیر کے ٹکڑے

یعنی مجھے جو محبت اہلبیتؑ سے ہے اس سے میرا خدا و اللہ بھی مجھ سے بہت راضی ہے۔ مجھکو جو یہ تقدیر کے ٹکڑے ملتے ہیں یہ میرے نبی محمدؐ مصطفےٰ کی نگاہ لطف کا صدقہ ہے۔

بچو! حضور نظام کے اُس سلام کو جب مجالس عزا میں سوز خوان صاحبین پڑھتے ہیں تو سننے والوں کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح روشن ہے کہ حضور نظام کو اہلبیتؑ رسولؐ سے والہانہ عقیدت اور بے حد والہانہ محبت ہے۔ حضور نظام اہلبیت اطہارؑ کے فضائل و مصائب میں جب کبھی کوئی شعر کہتے ہیں تو وہ خلوص اور اثر سے مملو ہوتا ہے جس کو سنکر لوگ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے

شاد در بزم بقایت دل احباب مدام
دشمن تو بمصیبت کدہ محزون باشد

ہلال محرم عرف شمشیر ماتم حصہ ششم

جس میں ۷۷ سوز خوانی کے منتخب مرثیے اور ۵۷ نوحے وفات حضرت سکینہؑ سے واپسی اہلحرم بمدینہ منورہ و شہادت حضرت زینبؑ و شہادت حضرت امام زین العابدین سے شہادت امام حسن عسکریؑ وانہدام جنت البقیع وغیرہ تک ہیں۔ ۳۹۶ صفحات کاغذ چکنا بلحاظ ان دونوں کتابوں کی ماتمین حضرات کو بیحد انتظار تھا جو الحمد للہ چھپکر تیار ہوئی ہے۔

منیجر۔ کتب خانہ حیدری چھتہ بازار حیدرآباد

قطعہ

دیکھو علیؑ کو دیں کی کہانی سُنا چکے
دُنیا کو اپنی صدق بیانی سُنا چکے
اسلام کہہ رہا ہے جہاں میں کہ جانشیں
قرآں کی بھی تو شرح جہانی سُنا چکے

(آمدہ از [illegible])

امریکی کانگریس میں عورتوں کی نمائندگی

۱۸۷۲ء میں ایک صدارتی انتخاب میں ووٹ ڈالنے کے لئے حق رائے دہندگی کی حامی ایک امریکی عورت سوسن بی انتھونی کو گرفتار کر لیا گیا تھا لیکن عورتوں کو ووٹ کا حق دلانے کی تحریک کے حامیوں کا یہ مسلسل نعرہ کہ خالق نے تمام مرد اور عورتیں مساوی طور پر پیدا کی ہیں "برابر بلند ہوتا رہا اور بڑھتی ہوئی قوت اور طاقت کے ساتھ ان کی تحریک جاری رہی۔ بالآخر ۱۹۲۰ء میں امریکی آئین میں ترمیم کی گئی اور عورتوں کو بھی ووٹ دینے کا حق دیا گیا۔ آئین میں اس ترمیم کے تحت امریکہ کی تمام عورتوں کو رائے دہندگی کا حق ملا۔ اور اس طرح امریکہ کی سماجی اور سیاسی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی کا آغاز ہوا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عورتیں جلد ہی مقامی ریاستی اور ملکی سطح پر سیاسی مہموں کا ناقابل علاحدگی اور اٹوٹ حصہ بن گئیں۔ انہوں نے شہری، علاقائی اور ریاستی تنظیموں اور حلقوں میں ذمہ داریاں سنبھالنا شروع کئے اور وہ ریاستی قانون ساز اداروں اور مرکزی حکومت کے ایوان نمائندگان اور سینیٹ کے انتخابات لڑنے لگیں۔ ۱۹۱۷ء سے جب سے پہلی امریکی خاتون جینٹ رینکن کانگریس کی رکن منتخب ہوئی تھیں اب تک کانگریس کے دونوں ایوانوں میں (۶۳) عورتیں ممبر رہ چکی ہیں۔ دو عورتیں ریاستی گورنر بھی رہی ہیں اور (۳۰۰) عورتیں آج بھی امریکی ریاستوں کے قانون ساز اداروں کی رکن ہیں۔ ۱۹۶۰ء کے انتخابات میں (۵۵۰۰) عورتوں نے سیاسی عہدوں، قانون ساز اداروں اور کانگریس کی رکنیت کے لئے انتخابات لڑے ان میں ۱۷ امریکی کانگریس کی ممبر منتخب ہوئیں، دو سینیٹ کی ممبر ہیں اور (۱۵) ایوان نمائندگان کی۔ ان تمام عورتوں نے مرد امیدواروں کے خلاف انتخاب لڑے اکثریت میں ووٹ حاصل کئے اور اپنے مخالفوں کو شکست دی۔ صرف ایک خاتون بلا مقابلہ دوبارہ منتخب ہوئی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک خاتون نے ایک بااثر اور مشہور اخبار کے پبلشر ایلو سمتھ کو آسانی سے انتخاب میں شکست دی۔ یہ خاتون سابق سینیٹر رچرڈ ایل نیوبرجر کی بیوہ ماورین نیوبرجر تھیں اور کانگریس کا انتخاب لڑانے کا ان کے [illegible] سے ظاہر ہے کہ امریکی عوام قابل عورتوں کی [illegible] تیار ہوتی ہیں جو پہلے چھ برس کے لئے امریکی سینیٹ کی ممبر منتخب ہوئی ہیں۔ ایک تجربہ کار سیاستدان ہیں اور ریاست اوریگون کے ایوان نمائندگان کی تین بار ممبر منتخب ہوئی تھیں۔ اینسینٹ مارگریٹ چیز سمتھ کی ساتھی ہیں جو تیسری بار چھ برس کے لئے سینیٹ کی رکن منتخب ہوئی ہیں

ایوان نمائندگان میں صرف واشنگٹن ریاست کی جولیا ہینسن ہی نئی رکن ہیں۔ وہ واشنگٹن ریاست کے ایوان نمائندگان کی (۲۲) برس ممبر رہی ہیں جس سے ان کی ہردلعزیزی کا ثبوت ملتا ہے مسز ہینسن اپنی سیاسی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ اپنا کاروبار اور تصنیف و تالیف کا کام بھی خوش اسلوبی سے انجام دے رہی ہیں۔ جس سے ان کی اعلیٰ صلاحیتوں، قابلیت اور ہمہ گیریت کا پتہ چلتا ہے ان کی ایک کتاب سنگنگ پیڈلز (Singing Paddles) کے لئے انہیں نیشنل لٹریری انعام سے سرفراز کیا گیا ہے

اسی طرح مزید (۱۴) خواتین ایوان نمائندگان کی رکن ہیں جو جارجیا، مشی گن، مسوری، ایڈاہو، اوریگون، پنسلوینیا، مغربی ورجینیا، الی ناوے، نیویارک، اوہائیو اور نیوجرسی ریاستوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ اس طرح ۱۹۲۰ء کے بعد سے عورتوں کو ووٹ کا حق دیئے جانے سے امریکی زندگی میں ایک نیا تعمیری انقلاب آیا ہے۔ اور عورتیں بھی ملک کی سیاسی، اقتصادی، تعلیمی، سماجی، سائنسی اور ثقافتی زندگی میں برابر کی شریک ہیں۔

قطعہ

لائے ہیں پھول چن کے بھی یہ بوستاں سے ہم
بیزار ہو کے بیٹھے ہیں دورِ جہاں سے ہم
پلا کر خمِ غدیر سے ساقی بہار میں
بے ہوش ہو گئے ہیں مئے ارغواں سے ہم

(آمدہ از ندیم باغی)

ہند امریکی اقتصادی تعاون کے دس سال

امریکی سفارتخانہ کے اقتصادی امور کے منسٹر اور امریکن ٹیکنیکل کوآپریشن مشن کے ڈائریکٹر مسٹر ٹاٹیسکر وڈ کے قلم سے

ہندوستان اور امریکہ کے باہمی تعلقات میں جون کا مہینہ ایک تاریخی واقعہ کا مظہر ہے۔ دس برس پہلے سنہ ۱۹۵۱ء کے اسی مہینہ میں امریکی کانگریس نے ہندوستان کے لئے ہنگامی نوعیت کی امدادی قانون دی انڈیا ایمرجنسی فوڈ ایکٹ منظور کیا تھا جس کے تحت اناج کی شدید قلت کے وقت ہندوستان کو (۲۰) لاکھ ٹن گیہوں کی سپلائی ممکن ہوئی تھی۔ یہ قانون دنیا کی دو بڑی جمہوریتوں یعنی ہندوستان اور امریکہ کے درمیان اقتصادی تعاون کا آغاز تھا

نوع انسانی کے بڑے دشمنوں۔ افلاس، بیماری اور جہالت کے خلاف جنگ میں دونوں ملکوں کے قریبی اشتراک کا یہ اس پہلے دہے کا عرصہ بہت کامیاب رہا۔ اور اب ہم اس نیک کوشش میں باہمی تعاون کے دوسرے دہے میں داخل ہو رہے ہیں۔ سنہ ۱۹۵۱ء سے اب تک دنیا میں بہت کچھ ہوا ہے۔ انسان کے خلائے بسیط کی کھوج اور اس پر قابو پانے کی طرف قدم بڑھایا ہے۔ افریقی براعظم کے اکثر حصوں میں آزادی کی لگن بار آور ہوئی ہے علمی تحقیق میں نمایاں کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔ ایٹم میں جو بے حد اور بے پناہ قوت پوشیدہ ہے اسے نوع انسانی کی خدمت کے لئے استعمال میں لانے کے طریقوں کو فروغ دیا گیا ہے۔ دوسری عالمی جنگ سے جرمنی کی فیڈرل ری پبلک، فرانس، بلجیم، ہالینڈ، اٹلی، یونان، آسٹریا، ڈنمارک، ناروے، برطانیہ اور جاپان کی اقتصادیات کو تباہی کا سامنا ہوا تھا جو پچھلے دہے میں نہ صرف بحال ہوئی بلکہ اس میں نمایاں بہتری اور ترقی عمل میں آئی جس سے اقتصادی لحاظ سے جمہوریت کی مضبوطی اور قوت کی تصدیق ہوتی ہے

انفرادی ملکوں اور عالمی بینک اور اتحادی سیما جیسی تنظیموں کے باہمی تعاون نے اس [illegible] بینک کی طرف سے [illegible] ہندوستان [illegible] رکھتا ہے۔ اگلے [illegible] اتحادی سیما نے اپنی قوت اور افادیت کے [illegible]

پچھلے دس برسوں میں ہندوستان میں دو دفعہ [illegible] طریقہ پر انتخابات ہو چکے ہیں جن سے جمہوریت کے فلسفہ سے ہندوستان کی لگن اور یقین کا ثبوت ملتا ہے اور اب ہندوستان تیسرے عام انتخابات کی تیاری کر رہا ہے۔ اسی طرح امریکہ میں بھی پچھلے دہے میں تین بار صدارتی انتخابات عمل میں آئے ہیں۔ حکومت میں دو دفعہ تبدیلیاں ہوئی ہیں لیکن دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات میں مسلسل طور پر قربت اور گرم جوشی رہی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس عرصے میں دونوں ملکوں کے مقاصد اور کارروائیوں کے متعلق زیادہ بہتر مفاہمت پیدا ہوئی ہے حالانکہ بعض معاملات میں ہمارے رویہ میں اختلاف رہا ہے جو آزاد لوگوں میں ایک ناگزیر بات ہے تاہم ہمارے مقاصد کی یکسانیت کے متعلق مفاہمت میں اضافہ ہوا ہے۔ ہم ایسے دو ملک ایک ایسی دنیا کے خواہاں ہیں جس میں انسان جنگ، سامراج، ظلم و استبداد اور افلاس سے بے خوف ہو کر آزادی کے ساتھ اپنی شخصیت اور ذات کو اعلیٰ ارتقاء پر پہنچا سکے۔

دنیا بھر میں اقتصادی ترقی کی مساعی میں تیزی لانے کے لئے امریکہ کی کوششوں سے میری بہت قریبی وابستگی رہی ہے۔ اس حیثیت سے میرے نزدیک پچھلے دہے کے نفیس واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ اقتصادی ترقی کے موضوع کے تصور کی صاف وضاحت کی جا چکی ہے۔ متواتر یہ دلیل کے ذریعہ بہت حلقے یہ یقین کرنے لگے تھے کہ جو بھی ملک افلاس، بھوک اور ناخواندگی کی مصیبتوں پر غالب آنا چاہتا تھا اسے ایک اہم مشکل کا سامنا تھا۔ یا تو وہ ان آفتوں اور مصائب کو برداشت کرتے جاتے یا اپنی آزادی کو آمریت کے لئے قربان کر دیتے جس [illegible] اور تنظیم عمل میں لائی جاتی جو تیزی سے اقتصادی ترقی کے لئے ضروری ہے لیکن پچھلے دہے میں یہ تصور بالکل غلط ثابت ہوا ہے ایک ترقی پذیر ملک کو اقتصادی خوشحالی یا آزادی دونوں میں سے ایک کا انتخاب

قطعہ

عجیب جلوہ بھی دیکھو تو آفتاب میں تھا	ہر ایک رمز و کنایہ بھی تو کتاب میں تھا
یہ کہتی جاتی تھی شکل و شباہت ہر دو	نبی کا جلوہ عیاں مہر بو تراب میں تھا

(آمدہ از [illegible])

... حاصل ہوسکتی ہیں اور ... کی روشن اور دوسری مثال ہے کہ آزاد اداروں کو ... ہوئے اقتصادی خوشحالی کے منصوبے بھی عمل ... سکتے ہیں

حالیہ برسوں میں ایک اور نمایاں تبدیلی واقع ہوئی ہے اور مغربی دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں اور جاپان نے ترقی پذیر ملکوں کی اقتصادی خوشحالی میں تیزی لانے کے لئے سرمایہ اور تربیت یافتہ ماہرین مہیا کرنے کی ذمہ داری میں شرکت قبول کی ہے۔ صدر کینیڈی نے ... مارچ میں کانگریس کے نام اپنے ایک پیغام میں بتایا کہ ... ایک نازک ترقیاتی دور ہو سکتا ہے اور ہونا بھی ... یہ وہ عرصہ ہے کہ جب کم ترقی یافتہ ملک اپنی ترقی ... کے مجبوری دور سے گزریں گے اور اسی عرصہ میں آزاد، پائیدار اور خود اعتماد ملکوں کی ایک وسیع تر برادری، عالمی کشیدگی اور عدم سلامتی گھٹا سکتی ہے۔ اگر صنعتی لحاظ سے دوسرے ترقی یافتہ ملک مشترکہ طور پر متفقہ اصولوں اور لمبے عرصہ کے نصب العینوں کے تحت جس میں ہر ملک کا اپنا حصہ دوسرے امداد دینے والے ملک کے حصے کے برابر اور کم ترقی یافتہ ملک کی حقیقی ضرورتوں کے مطابق ہو تو یہ نصب العین ہماری دسترس میں ہیں اور ہم انہیں حاصل کر سکتے ہیں۔"

صدر کینیڈی اس طرح متعدد آزاد اور صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ملکوں کے خیالات منعکس کر رہے تھے جس کا ثبوت چند ہفتے پہلے ایڈ انڈیا کلب کے اجلاس میں ملا۔ چنانچہ امریکہ، کینیڈا، فرانس، فیڈرل جرمن ری پبلک، جاپان اور برطانیہ نے عالمی بنک اور بین الاقوامی ترقیاتی انجمن میں شرکت کی اور آئندہ کارروائی کے تابع ہند کو دو ارب ۲۲ کروڑ ڈالر (دس ارب ۶۰ کروڑ روپے) کی امداد کی پیش کش کی تاکہ وہ اپنے تیسرے پانچ سالہ پلان کے پہلے دو برسوں کے زرمبادلہ کی ضروریات پوری کرسکے۔ ان میں چار ملک مابعد جنگ کے زمانہ میں امریکی امداد سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں

اب میں یہاں مختصر طور پر بیان کروں گا کہ امریکہ نے ۱۹۵۱ء سے ہندوستان کے اقتصادی ڈھانچے کو مضبوط بنانے کے ترقیاتی منصوبوں کو عمل میں لانے میں کیا کچھ حصہ لیا۔ اس ... لئے امریکہ نے اب تک تین ارب ۹۰ کروڑ ڈالر ... ارب ... کروڑ روپے ... سے بھی زائد امداد ... ہے جس میں ... ٹن گیہوں اور دوسرے اناج، ۱۴ لاکھ ٹن باردانے، روئی اور تمباکو وغیرہ اور دوسری زرعی پیداوار جن کی فاضل مقدار ... شامل ہیں۔ ... سیمنٹ، موٹر کاروں، زمین، کاغذ، ایلومینیم کے کارخانوں اور کان کنی کی بھاری مشینری کے لئے (۳۰) کروڑ ڈالر اور ریلوں اور سڑکوں کے ٹرانسپورٹ اور ہوائی جہازوں وغیرہ کے لئے (۲۳) کروڑ ڈالر دیئے گئے ہیں

امریکہ نے ہندوستان کی بجلی پیدا کرنے کی قوت کو بڑھاوا دینے کے لئے (۱۶) کروڑ ڈالر سے زیادہ رقم کے قرضے دیئے ہیں آٹھ پراجکٹوں کا کل خرچ امریکی قرضوں سے پورا کیا جا رہا ہے جن کی کل پیداواری قوت ۱۲ لاکھ کیلو واٹ ہوگی۔ اس کے علاوہ ایک درجن سے زیادہ دوسرے پراجکٹوں کے خرچ کا کچھ حصہ امریکہ کی طرف سے دیا جا رہا ہے جن سے مزید (۱۲) لاکھ کیلو واٹ بجلی مہیا ہوگی۔

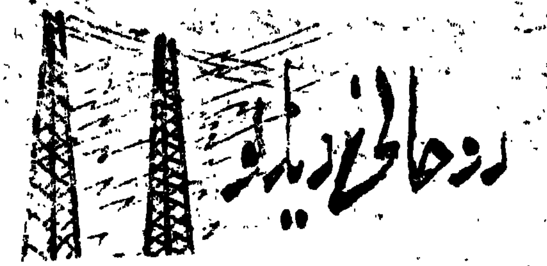
ملیریا کے خلاف ہندوستان کی کامیاب ... کے لئے ضروری زرمبادلہ کا زیادہ تر حصہ امریکی عطیات سے پورا کیا گیا ہے زراعتی تعلیم و تحقیق، زمین کے نیچے پانی کی تلاش اور آبپاشی، ماہی گیری کی توسیع اور ڈیری کا فروغ ان شعبوں میں سے ہے جن میں امریکہ نے ہندوستان کی مدد کی ہے۔ یو۔ پی کی زراعتی یونیورسٹی جو ہندوستان میں زراعتی تربیت کے شعبہ میں تعلیم کی نئی تکنیکیں رائج کر رہی ہے خاص توجہ کی مستحق ہے۔ دوسرے جن تعلیمی اداروں کی امداد کی گئی ہے ان میں کان پور اور کھڑگ پور کی ٹیکنالوجی کی انسٹیٹیوٹیں اور کاریگروں اور معلموں کے متعلق بمبئی کی ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ شامل ہیں۔

ٹرامبے میں جو کیمیائی کھاد کا کارخانہ تعمیر ہو رہا ہے اس کا سارا خرچ امریکی قرضوں سے پورا کیا جا رہا ہے۔ زیادہ ضروری کیمیاوی کھادوں کی درآمد کے لئے بھی ہندوستان کو امداد دی گئی ہے اجناس کی فراہمی کی جو اہمیت ہے وہی اہمیت ہنرمندی اور مہارتوں میں شرکت کو حاصل ہے۔ ۳۳۰۰ سے زیادہ ہندوستانی ماہرین، معلم، منتظمین اور تاجر سمندر پار کے ملکوں میں تربیت حاصل کر چکے ہیں۔

قطعہ

فلک پہ ماہ جو ابرِ سیاہ سے نکلا
علی کا مرتبہ بھی اشتباہ سے نکلا
یہ کہتا جاتا ہے ماہِ عزا محرم میں
غمِ حسین لباسِ سیاہ سے نکلا

(آمدہ از نذر علی باغ م)



ناشر :۔ مجذوب حیدرآبادی

یہ عنوان حضرت مجذوب حیدرآبادی کی ملکیت ہے ان کے روحانی مکاشفات کے متعلق ہم کوئی رائے ظاہر کرنے کی جرارت نہیں کرسکتے ناظرین جانیں یا وہ خود۔ روحانی نشریات میں نام، مقامات اور واقعات فرضی ہوا کرتے ہیں اگر اتفاقاً مطابقت ہو جائے تو کسی اسم خاص کا قیاس نہ فرمایا جائے (ایڈیٹر)

ایکخزار نوری میٹر پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں ابھی آپ ہمارے روحانی قوال سے حضرت حافظ شیرازی کی غزل سن رہے تھے جسکا مطلع تھا ۔

لیڈران ظاہر کہ فکر قوم بکیسر می کنند
چون بہ خلوت می روند آن کار دیگر می کنند

چلئے ! اب ہم آپ کو ملک کی نئی سیاسی جماعت "گسیچ پارٹی" کے انتخابی جلسہ میں لے چلتے ہیں یہ نئی جماعت اسی سال برسات کی پہلی جھڑی کے ساتھ کیچڑ سے عالم وجود میں آئی ہے ۔ اس نئی جماعت میں ملک کی تمام سیاسی جماعتوں کا عصارہ یا خلاصہ شامل ہے اسی لئے اس جماعت کا نام ہر سیاسی جماعت کے سرحرف کو ملا کر بنایا گیا ہے۔ کیمونسٹ کا "گ" کانگریس کا "ک" سوشلسٹ پارٹی کا "س" اور جمعیت العلماء کا "ج"۔ اس طرح اس نئی جماعت کا نام ہوا "گسیچ پارٹی" اس جماعت میں وہ لیڈران کرام شامل ہیں جن کے سینگ کسی دوسری سیاسی جماعت میں نہ سما سکے چنانچہ اسمیں ایسے سابقہ کیمونسٹ ہیں جو گزشتہ انتخابات میں اپنی ضمانتیں ضبط کرا چکے ہیں۔ ایسے کانگریسی ہیں جو وزارت یا ڈپٹی وزارت نہ ملنے کی وجہ سے کانگریس سے ناراض ہو چکے ہیں۔ ایسے سوشلسٹ ہیں جو آج تک انگریزی سائن بورڈ مٹاتے رہے لیکن اپنے قسمت کے نوشتہ کو نہ مٹا سکے۔ ایسے جمعیت العلمائی ہیں جو آج تک وزارت کا خواب دیکھتے رہے لیکن خواب ہی میں انھیں وزارت کی کرسی تو کرسی "اسٹول" بھی نہ ملا۔

اب جلسہ شروع ہوا چاہتا ہے "گسیچ پارٹی" کے صدر عالی قدر شری بھارت سیوا، جو قوم کے لئے ساٹھ مرتبہ یا رجیل جا چکے ہیں، (۵۲) مرتبہ بھرت اور بنا کھڑے کھا چکیں مرتبہ مرن برت رکھ چکے ہیں۔ اب اپنا "سبز باغ نامہ" یعنی انتخابی منشور پیش کریں گے

شری بھارت سیوا صدر آل انڈیا "گسیچ پارٹی"

بھائیو ! بہنو ! ماؤ ! بیٹیو اور سجنو !

اگر آپ واقف ہیں تو بڑی خوشی کی بات ہے

لیکن اگر آپ واقف نہیں ہیں تو آپ کو واقف ہونا چاہیئے کہ قوم اور وطن کی بے لوث اور مخلص خدمت کے لئے ہم خدمت گذاران قوم نے مسلسل (۲۲۶) دن تیرہ گھنٹے ساڑھے سات منٹ اور نو سیکنڈ سخت محنت و جدوجہد کے بعد آل انڈیا گلیج پارٹی کی بنیاد رکھی ہے۔ ہماری پارٹی کے اغراض و مقاصد کو دیکھکر صرف ساڑھے سات دن کی قلیل مدت میں ہماری پارٹی کے تیرہ کروڑ آدمی رکن بن چکے ہیں

رکنیت سازی کی اس "راکٹ سے تیز تر" رفتار کو دیکھ کر یہ محتاط اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس ماہ کے ختم تک ہندوستان کی اگر پوری آبادی نہیں تو کم از کم ۳/۴ آبادی ہماری پارٹی کی رکن بن جائے گی۔ ہماری جماعت کے بنیادی اغراض و مقاصد میں قوم اور وطن کی خدمت اور صرف قوم و وطن کی خدمت شامل ہے اب رہا پارٹی کے لئے چندے اور عطیئے فراہم کرنا یہ ذیلی اغراض و مقاصد ہیں۔ ہم ہماری جماعت سے آئندہ انتخابات میں شمال سے لے کر جنوب تک اور مشرق سے لے کر مغرب تک اسمبلی اور پارلیمان کی ہر نشست کے لئے امیدوار کھڑا کر رہے ہیں ہمیں نہ صرف امید بلکہ یقین ہے کہ ہمارے ٹکٹ پر کھڑا ہونے والا امیدوار ہر حلقۂ انتخاب سے نہ صرف کامیاب ہوگا بلکہ حریف کی ضمانت بھی ضبط کرائے گا!

ہاں بھائیو! اتنے زیادہ امیدواروں کو کھڑا کرنے کے لئے ہمیں کیشر زر لینے رقم وغیرہ کی ضرورت ہے جیکے باعث ہیں، میں تقریر ختم کرتے وقت آپ سے اپیل کروں گا

ہاں بھائیو! یہ کیا بد اخلاقی ہے؟ کیشہ زر کا نام سنتے ہی آپ جلسہ سے اٹھ کر جانے لگے! ٹھہر جایئے! ابھی میری موثر تقریر کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا۔ والنٹیئر! جو لوگ اٹھ کر جانے کا ارادہ کر رہے ہیں انھیں زبردستی بٹھا دیا جائے!

ہاں بھائیو! انتخابات میں کامیابی کے بعد ہماری پارٹی تمام آل انڈیا پارٹی تمام بھارت میں اپنی حکومت بنائے گی!

گزشتہ حکومت! معاف کیجئے موجودہ حکومت جو گزشتہ ہونے والی ہے آپ سے مختلف اور لاتعداد ٹیکس لیا کرتی تھی مثلاً انکم ٹیکس، سیل ٹیکس، چنگی، پیشہ ورانہ ٹیکس، جائیداد ٹیکس، موت ٹیکس، زندگی ٹیکس، اگری کلچرل انکم ٹیکس، سوپر ٹیکس، سرچارج اور ٹیکس پر ٹیکس وغیرہ!

لیکن ہم حکومت بنانے کے بعد نہ صرف سارے ٹیکس معاف کر دیں گے بلکہ آج تک آپ نے گزشتہ حکومت کو جو ٹیکس ادا کئے ہیں وہ "Refund" کر دیں گے اور بیلو ریجانہ حکومت سے آپ کو الٹا ٹیکس دلوایا جائے گا

گزشتہ حکومت کے زمانہ میں چاول (۷۸) روپئے پلہ ملا کرتا تھا ہم آپ کو فی روپیہ (۷۸) پلہ چاول دیا کریں گے بلکہ اس کا بھی امکان ہے کہ ہم مفت چاول، گیہوں، تور کی دال، مونگ کی دال، مسور کی دال، لوبیا، آٹا اور تمام اجناس اور ترکاریوں کی سربراہی کا انتظام کریں گے

گزشتہ حکومت کے زمانہ میں آپ کو نقلی گھی اور پانی ملا ہوا دودھ ملا کرتا تھا لیکن ہم گھی اور دودھ کی نہریں نکالیں گے جس کے لئے ہم نے ایک پانچ یومی منصوبہ بنایا ہے۔ ملک کی تمام بھینسوں اور گائیوں کو ہمالیہ پہاڑ پر لے جاکر روزانہ ان کا دودھ دوہا جائے گا ہمالیہ سے دودھ کا بہتا ہوا دریا گنگا اور جمنا میں آملے گا، جہاں سے نہریں کاٹ کر ہر شہر اور ہر گاؤں میں پہنچائی جائیں گی۔ اس طرح آپ روزانہ سویرے جتنا دودھ چاہے ان نہروں سے حاصل کرسکیں گے!

بھائیو! روٹی کا مسئلہ تو حل ہوگیا اب رہا کپڑا اور مکان! گزشتہ حکومت آپ کو کھدر کا لباس پہناتی

سلام

از جناب مولوی ندیم الحسن صاحب تاثیر رضوی

فرق غم شبیرؑ سے ہر لب پہ فغاں ہے — دل بیکسی شاہ پہ بس نوحہ کناں ہے

تنہائی ہے اور چاروں طرف نیزہ اعدا — یہ عالم صد بیکسی شاہ شہیداں ہے

دل ٹکڑے ہی ٹکڑے جگر سینہ ہی سینہ — اک جوئے خوں ہر لحظہ آنکھوں سے رواں ہے

اک عالم صد رنج و الم دل پہ ہی طاری — اے ہستی بیکس کے نگہبان تو کہاں ہے

ہاں روح تڑپتی ہی نکلنے کو بدن سے — ہاں آنکھ بھی صد یاس سی بیگانہ جاں ہے

وہ ذات کہ تھی آیہ تطہیر کی مصداق — اے وائے کہ نرغہ میں

لب تشنہ ہی گرشاہ تو بے شیر ہی اصغر — اور خیمہ اطہر میں بپا آہ و فغاں ہے

اکبرؑ کی جو یاد آتی تھی یہ کہتی تھیں بانو — کس ہر میں آج آہ مرا ماہ جواں ہے

یاد آتے مصائب ہیں شہیدان ستم کے — بس ہے دل زار

گنگھور گھٹا چھائی غم و درد و الم کی — لاشوں کے تڑپنے کا

سوز غم شبیرؑ سے گہ دل ہیں جلتے — خسران یہ دنیا کا

دل کا غم جانکا وازل سے ہی ابد تک — یاد اسکی بس اک

چھایا ہوا ہر سمت ہے اک منظر خونیں!

گلزار میں آئی ہوئی تاثیر خزاں ہے

تھی لیکن ہم آپ کو ایک کا گوریٹ، بنارسی کا گھیرا، اورنگ آباد کا ہمرو اور چین کا سلک پہنائیں گے۔ کپڑے کی سپلائی بالکل مفت کی جائے گی۔ ہر شخص کو سال میں (۳۶۰) تھان دیئے جائیں گے

اب رہا مکان! ہم نے ایک ہاؤزنگ سوسائٹی کا تین یوی منصوبہ بنایا ہے چونکہ ہے ہر باشندہ کے لئے چاندیراور ہوا میں معلق محل تعمیر کرے گی!

بھائیو! تقریر ختم کرنے سے پہلے میں آپ کو کیٹ زر کے بارے میں یاد دلانا چاہتا ہوں۔ زیادہ نہیں فی الوقت تین چار کروڑ کا کیٹ زر دو!

یہ کیا کیٹ زر کے نام سے آپ لوگ جلسہ سے جانے لگے، بھائیو! بھائیو!.........

والنٹیر! جلسہ کے برخواست کا اعلان کر دو!

ایکبزا ر فوری ایٹر پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں۔ ابھی آپ "گپ پارٹی" کے جلسہ کی کاروائی سماعت فرما رہے تھے اب ہمارے نشریات کا وقت ختم ہوچکا ہے ہمیں آیندہ ہفتہ تک کے لئے اجازت دیجئے ——— جئے ہند

سالانہ عشرہ ماتم کی رپورٹ

لندن کا عشرہ محرم

جناب سید عباس نیک بی۔ اے

لندن میں عشرہ محرم اس سال ۵ ؍جون سے منایا گیا۔ مومنین کی کثرت اس پیغام حسینی کی موثر اشاعت کیلئے ٹھیک سے اس سال پہلی مرتبہ لندن میں دو مقامات پر مسلسل دس روز تک مجالس عزا منعقد ہوئیں۔ ہر سال کے مطابق جناب ڈاکٹر تقی خلیلی صاحب کی قیام گاہ پیراڈائس Paradise روڈ میں روزانہ آٹھ بجے شام کی مجالس ہوتی تھیں۔ یہاں پر ڈاکٹر سید مہدی جعفری صاحب نے مسلسل دس دن تک موجودہ حالت اور جدید طرز فکر کے مطابق کربلا کے معرکے کی یادگار رہنے کی اہمیت اور اسلام پر حسین کے احسانات کو مختلف زاویہ نگاہ سے تقریریں فرمائیں موصوف کا بیان نہایت دلچسپ اور پراثر ہوتا تھا۔ مجھے امید ہے کہ جعفری صاحب بھی موجودہ ریسرچ کو ختم کر کے جب ہندوستان ہوں گے تو وقت حاضر کے ایک بہت ہی کامیاب ذاکر حسین کی حیثیت سے اپنا مقام حاصل کریں گے موصوف اپنے بیان میں ایک خاص انفرادیت رکھتے ہیں۔

دوسری مجالس جناب سید محمد عباس صاحب ایل۔ ایل۔ بی کی قیام گاہ فورڈ روڈ Ford Road ... میں منعقد ہوئیں لوگوں کے لئے خلیلی صاحب کی قیام گاہ دور پڑتی تھی اسلئے اکثر حضرات عباس صاحب کے یہاں شریک ہوتے۔ ... موصوف کے یہاں ذاکری کے لئے محترمہ صغرا صادق علی صاحبہ جو کراچی (پاکستان) کی کامیاب ذاکرہ ہیں ... [illegible] ... صاحب بیان کیا کرتی تھیں ... موصوفہ ... [illegible]

کا انداز بیان قابل تعریف ہے۔ ذاکرین کی کمی موصوفہ کی وجہ سے بڑی حد تک دور ہو گئی۔ اس سال سابقہ محرم کے مقابل بہت سے کافی مومنین نظر آئے۔ ہر دو مقامات پر جگہ کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔ اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ لندن میں مجلسوں کا بھی مرکزی مقام ہو جائے تو یہ تکالیف دور ہو جائیں گی۔

ساتویں محرم جو حضرت قاسم کی شہادت منائی جاتی ہے تو اس مرتبہ لندن میں جناب صادق علی صاحب رضوی کی جانب سے (۲۲) روتھ روڈ پر شام ۶½ بجے مجلس عزا منعقد ہوئی جس میں کافی مستورات اور مومنین شریک ہوئے۔ ۱۴ ؍جون کو یوم عاشورہ منایا گیا۔ پہلے جناب تقی خلیلی صاحب کے پاس ساڑھے بارہ بجے مجلس عزا منعقد ہوئی بعد مجلس سینہ زنی ہوئی۔ بانی مجلس کی جانب سے شرکائے مجلس کو فاقہ شکنی کرائی گئی۔

خلیلی صاحب کی مجلس کے بعد جناب سید عباس صاحب کے پاس (۳) بجے دن مجلس شروع ہوئی۔ مجلس و ماتم کے بعد عزاداران کو فاقہ شکنی کرائی گئی ہر دو مقامات تنگ دامنی کا شکوہ کر رہے تھے اس سال مومنین کی کثرت قابل لحاظ رہی۔ اتنے مومنین کا انتظام لندن جیسے مقام پر جناب عباس صاحب اور خلیلی صاحب کی جانب سے فاقہ شکنی کرانا قابل تعریف ہے۔

سابقہ محرم کی طرح اس مرتبہ بھی شام غریباں کی مجلس رات میں اندھیرے میں منعقد ہوئی یہ مجلس (۲۲) روتھ روڈ 22. Routh Road میں جناب نورالحسن صاحب رضوی کی قیامگاہ پر ہوئی۔ کثرت سے مومنین و مومنات شریک تھے آہ و بکا کے لحاظ سے یہ مجلس لندن کی ایک یادگار مجلس تھی۔

حجاب قبل از اسلام

از سید الواعظین آقای سید عباس شاه منصوری خراسانی

زدست دیده و دل هر دو فریاد \ که هرچه دیده بیند دل کند یاد

به سلسلهٔ گذشته ——— (۳) ———

لفظ دیگری که در عرب قبل از اسلام استعمال می شد (نصیف) که به معنی مقنع رایج بود چونکه مقنع را که بر سر می انداختند نصف سر را می پوشانید و نصف دیگر چهره پوشیده می شد باین جهت آنرا (نصیف) می گفتند۔ ذکر این را (نابغه ذبیانی) در شعر خود نموده وقتیکه نعمان بن منذر نزد (پادشاه حیره) آمده بود اتفاقاً همسر او (متجرده) که همراه نعمان موجود بود بی اختیار از سر او مقنع افتاد او فوراً از هیچ دست خود صورت خود را پوشانید چهره را نمود شاعر از این منظر متاثر شده و این شعر را به نظم در آورده سقط النصیف ولم ترد اسقاطه فتناولته واتقتنا باليد یعنی مقنع از چهره او افتاد در صورتیکه او نمی خواست که مقنعه اش بیفتد فی الفور او با یک دست مقنع را گرفت و با دست دیگر از با پرده نمود۔ مقنع و پوشانیدن چهره در عرب قبل از اسلام باندازه ای در خواتین رواج بود که اگر اتفاقاً از روی بی اختیاری مقنع از چهره می افتاد فوراً با دست خود چهره خود را می پوشانیدند۔ حضرت سید مرتضی علم الهدی در کتاب مشهور خود (...) شرح سقوط البرقع چنین می نویسند: (...) ولا تستره) یعنی معنی انداختن برقع این است که زنها بگذارند آنرا بپوشانند۔ از این کلام معلوم شد که برقع فقط برای پوشاندن صورت است و زنها ایکه اخلاق آزاد منشی را داشتند و از حجاب خود را بی نیازی دانستند آنها هم مطابق رواج عام کنند بصورت خودشان برقع انداختن را لازم می دانستند بعضی از زنان زمانهٔ ما که چادری پوشند ولی صورت شان را نمایان میگذارند و از پوشیدن چادری خودشان را با حجاب معلوم سازند۔ چنانچه یک شاعر در این زمینه می نویسد۔

اصبنا بمخیل البراقع حقبة = فما بال دهر لذنا بالمعاصم

هوا هوس ما تا مدتی معروف با زن حسینان بود که همانها برقع خود را باز می گذاشتند تا که مشتاقان چهرهٔ زنان بتوانند لااقل جلوه ای از حسن آنان را مشاهده نمایند در این زمان هم بعضی از زنان ما اینطور عمل می نمایند که چادری پوشند ولی روی خود را بازی نمایند... از این اشعار ظاهر می شود که پوشیدن صورت قبل از اسلام در زمان جاهلیت هم رواج بوده است۔ از اشعار ... هم ثبوت نقاب و حجاب ثابت میگردد۔ حماسی شاعر مشهور عرب بطور شماتت به ... مخالف خود ... که در عالم اضطراب زنهای حجاب شدند

فیکم تم فی التروع باد وجوهها

فکن اماء ذالاماء حرائر

یعنی زنان شما در میدان جنگ باندازه ای مضطرب شدند

... اشان با از چهره بود و به نظر حمل میزان ...
... صورتیکه این کنیز صورتان در حقیقت زنان
... بودند. از این شعر رواج حجاب به حدی ثابت
... گردید که علامت شرافت و حریت حجاب بوده و
صورت‌ها باز نمودن و بیرون رفتن از خصوصیات کنیزان
بوده است. ربیع بن زیاد شاعر عرب اینطور اظهار
... در یک شعر خود می نماید.

قد کن یخبان الوجوه تسترا ۔ والیوم حین بدون انظار

این بی بی‌ها همیشه چهره‌های خود را می پوشانیدند تا حجاب آنها محفوظ بماند ولی افسوس که امروز اینها طوری بیرون آمدند که در نظر تماشائیان بی حجاب شدند۔ و شارح حماسه خطیب تبریزی چنین می نویسد که زنان از راه عفت و حیا صورتهای خود را مخفی می داشتند و حالا از رنج و غم اینطور پریشان شده اند که چهره‌های ایشان بی نقاب گردید۔ از تمام این اشعار صاف معلوم میشود که قوم عرب از عالم اضطراب صورتهاشان با نقاب پوشیده بود۔ و در آن زمان طبقهٔ خواتین عرب نقاب چهره را یکی از نشانه‌های عزت انسانیت می دانستند۔

لفظ (برقع) به معنی پوشاندن چهره را ثبوت نمودیم حالا معنی لغوی آنرا هم بیان می نمائیم چونکه امروزه در زبان اردو مفهوم (برقع) فقط یک وضعیت لباس مخصوص را مید انند و آنهم بطوریکه از آن رو پوشانیدن صورت را لازم نمید انند. لیکن در زبان عربی معنی (برقع) این طور نیست چنانکه عکبری شارح دیوان (متنبی) چنین می نویسد (البرقع نقاب تتخذه نساء الاعراب لستر الجبین والحواجب والوجه فیه

یعنیان لتحیین)۔ یعنی برقع نقابی است که زنان عرب استعمال می نمایند که بواسطه آن پیشانی و ابرو و چهره پوشیده بود و دو سوراخ برای چشمها گذارده می شود و بعلاوه در عرب چادری هم رواج بود که تمام قد و قامت زنان در آن مخفی میشد۔ از مطالعه تاریخ هم معلوم میشود که در عرب صورت را پوشاندن و حجاب کردن رائج بود چنانچه در کتاب تاریخ اسد الغابه ابن اثیر جزری جلد ۳ صفحه این واقعه مندرج است که یک روز حمل بن مالک بن نابغه در اثنای راه نظر او به (اثیله بنت راشد) افتاد در حالیکه نقاب از چهرهٔ او افتاده بود و در جنگل گوسفندان خود را میچرانید۔ همینکه نظر (حمل بن مالک) به (اثیله) افتاد و حسن و جمال او را مشاهده نمود فوراً آشفته شد و راه را بر او بست و بطرف (اثیله) رفت و شوخی و عشق بازی شروع نمود۔ اثیله گفت (ای حمل) به حالت اصلی خود باز آ و دست از من بردار چونکه اتفاقاً ما کجا بهم رسیده ایم۔ اگر در حقیقت مرا می خواهی از پدرم خواستگاری مرا بنما البته او خواهش ترا قبول خواهد نمود لیکن حمل حرف او را گوش نکرد و خواست با او دست درازی بنماید۔ اثیله دختر بهادری بود او را بلند کرد و بزمین انداخت و به سینه او نشست و از او عهد و پیمان گرفت که دیگر اینطور خیال بد نکند۔ بعد از سینه او برخواست۔ مجدداً آن مرد به خیال شرارت خود ادامه داد۔ دختر با کمال شجاعت دوباره او را بزمین انداخت و به سینه او نشست و باز از او عهد و پیمان گرفت که دیگر سوء قصدی با و ننماید۔ مکرر (حمل) با و خواست دست درازی نماید که دفعهٔ سوم دختر او را بزمین انداخت و سر او را با چوبی زخمی نمود بعد از آن

(کہ) ... وحشت ... تا ... نسبت ... متمدن ... اقوام ...
تا ان مراجعت نماید۔ از این رو تو تاریخ تمایز می شود
کہ فقط شرفا عرب چہرہ خود را می پوشانند ولی
طبقہ متوسط و فقرا ہم کہ کو ... می چرانند پابند
حجاب بودند و اگر اتفاقاً وقت ضرورت نقاب را
از چہرہ خود بر می داشتند این فتنہ ہا بر پا می شد۔
خلاصہ از این حالات ثابت می شود کہ قبل از اسلام
ہم حجاب و نقاب در زنان موجود بودہ اقوام متمدن
دنیا شرقی یا غربی آن زمان پابند حجاب و نقاب بودند
بعد از آن وقتیکہ اسلام طلوع کرد چونکہ مقصد اصلی
اسلام اصلاح غلطی ہای سابق و رفع آن خواہ بہ یکبارہ
و خواہ بتدریج بودہ است لہٰذا برخلاف آنہا تبلیغ شروع
شد چنانچہ عربہا دختران خود را زندہ بگور می کردند
و از ترس فقر و فاقہ اولاد خود را می کشتند۔ دین مبین
اسلام تمام این امور را مسدود نمود و زنان را از
اسارت نجات داد و فقط حجاب و نقاب را برای آنان
واجب گردانید۔ تا از دست درازی مردان محفوظ
بمانند۔ اگر حجاب قبل از اسلام غلط می بود بانی اسلام
بہ مخالفت آن اقدامات می نمود و احکامات نافذ می فرمود
کہ بتدریج رسومات زمان قبل از اسلام را منسوخ میکرد
ولی برعکس اسلام رسم و رواج حجاب را بطور یک حکم
ایمانی بہ جامعہ نسوان تلقین فرمود و اولین فرض یک زن
مسلمان این است کہ خود را در حجاب و نقاب محفوظ
بدارد و بہ طور سختی پابند حجاب باشد۔ حضرت
سید العلماء آقای سید علی نقی النقوی مد ظلہ در
اثبات حجاب از روی احکام اسلامی چنین می نگارند کہ

نظر بائیت ان ذیل ... ... ہے

نظر کا پردہ اور اسلامی احکام

پردہ ہے۔ اس کے بارے میں قرآن نے علاحدہ
حکم دیا ہے بلکہ اس سے مرد اور عورت کسی کو مستثنیٰ
نہیں کیا ہے۔ ایک طرف مردوں کے لئے حکم دیا:
قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ
أَزْكَىٰ لَهُمْ۔ اے رسول ایمان لانے والے مردوں سے کہہ دو
اپنی نظریں ہٹائے رہیں اور اپنے کو بدکاری سے محفوظ
رکھیں یہ ان کے نفس کو پاک رکھنے کا ذریعہ ہے اور اللہ
ان کے کردار سے خوب واقف ہے اس میں مردوں کو
اجنبی عورتوں پر نگاہ کرنے سے منع کیا گیا ہے بلا استثنا
جس کے ساتھ اعضائے جسم کی کوئی تخصیص بھی نہیں کی گئی
ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ غیر عورت کو دیکھنا نہیں چاہئے۔
اور چونکہ کسی کو دیکھنے سے جو مفہوم ہے وہ اس کے چہرہ
پر نظر آتا ہے لہٰذا چہرہ سب سے پہلے اس حکم میں داخل
ہوگا (یہ نفس کو پاک رہنے کا ذریعہ ہے) اس سے
اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ نگاہوں کا غیر عورت پر
پڑنا نفس میں طرح طرح کی بری خواہشیں پیدا ہونے کا باعث
ہے۔ اور اس لئے چشم پوشی کو لازم قرار دیا ہے۔ پھر
لطیف عنوان سے یہ بھی اشارہ کر دیا گیا ہے کہ تم اس
بارے میں لوگوں کی نگاہیں بچا کر اکثر خیانت کے مرتکب
ہو تمہاری اس (دزدیدہ نگاہی) سے دوسروں کو اطلاع
ہو یا نہ ہو مگر اللہ تو ان سب باتوں کو خوب جانتا ہے
اس لئے اس کے سامنے تمہیں نگاہوں کے قابو کے لئے
تیار رہنا چاہیئے۔ پھر يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ کو وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ کے

[illegible]

[illegible] کا سبب بن جاتا ہے۔

[illegible] کے محفوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ [illegible] طرف عورتوں کے لئے بھی حکم دیا گیا ہے۔ قُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ الخ۔ کہو [illegible] والی عورتوں سے کہ وہ اپنی آنکھوں کو ہٹائے [illegible] کو بدکاری سے محفوظ رکھیں" چونکہ صنفی جذبات [illegible] اشتعال میں نگاہوں کے لڑنے کو بڑا دخل ہے ایک کی [illegible] حسن ہونا اگر آگ سلگاتا ہے تو دوسرے [illegible] اٹھنا اس آگ میں شعلے بلند کرتا ہے اس لئے ایک طرف مردوں کو عورتوں کی طرف دیکھنے سے منع کیا اور دوسری طرف عورتوں کو مردوں کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے سے روکا۔ اگر ان دونوں حکموں پر عمل ہو تو بہت حد تک خرابیوں کا سد باب رہے۔ احادیث میں بھی غیر عورت کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی بہت شدت کے ساتھ ممانعت کی گئی ہے کبھی ارشاد ہوا النظر سَہْمٌ مِّنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٌ۔ نگاہ ایک تیر ہے شیطان کے تیروں میں سے جو زہر میں بجھایا ہوا ہے۔ اس مضمون کے متعدد احادیث ہیں۔ کبھی فرمایا۔ انما النظرة من الشیطان۔ نگاہ کرنا شیطانی [illegible] ہے۔ کبھی فرمایا۔ ایاکم والنظرة۔ دیکھو نظر کرنے سے پرہیز کرو۔ کبھی مَنْ مَلَأَ عَيْنَيْهِ مِنْ حَرَامٍ مَلَأَ اللهُ عَيْنَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّارِ إِلَّا أَنْ يَتُوبَ وَيَرْجِعَ۔" جو اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بھرے گا خدا اس کی آنکھیں کو روز قیامت آتش جہنم سے پُر کرے گا" اس کے علاوہ کثیر التعداد

[illegible] کی یہ مراد ہے کہ اتفاقیہ پہلی نظر [illegible] مگر دوسری نگاہ حرام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ راستہ چلتے میں جو آپ کی نظر اتفاقاً زن نامحرم پر پڑ گئی وہ معاف ہے یعنی یہ حکم نہیں ہے کہ آنکھیں بند کر کے راستہ چلو مگر اس کے بعد ارادةً وعمداً پھر نظر اٹھا کر دیکھنا ناجائز ہے اور باعث مواخذہ۔ نہ یہ کہ خاص طور پر توجہ سے اٹھا کر بقصد و ارادہ کسی اجنبی عورت پر نظر ڈالی تو یہ پہلی دفعہ جائز ہے ہرگز ایسا نہیں ہے بقصد و ارادہ غیر عورت کے جسم و چہرہ پر نظر ڈالنا تو مطلقاً حرام ہے خواہ پہلی بار ہو یا بار ہای دیگر ہو (ختم کلام مولانا)

حجاب از نابینا۔

روزی حضرت ختمی مرتبت صلوٰۃ اللہ علیہا مردی کوری را بہ خانہ مطہرہ حضرت سیدۃ النساء العالمین آوردند تا کہ حضرت زہرہ علیہا السلام باو غذا بدہند چون آن مرد کور خواست وارد خانہ بشود حضرت فاطمۃ الزہرا فرمودند (بابا جان امروز چادر خود را بہ سر و گذاشتم تا کہ برای اطفال خود نان چوتیہ نمایم) حضرت رسالت مآب فرمودند" دختر من این مرد کور می باشد و جائی را نمی بیند۔ حضرت زہرا فرمودند" اگر او کور می باشد کہ کور نیستم و آیۃ حجاب بہ مرد و زن ہر دو مساوی حکم می باشد کہ مردان زنان را نظر نکنند و زنان ہم مردان را نگاہ ننمایند۔ حضرت رسول اکرم از این جملہ شاد شدہ و پیشانی حضرت زہرا علیہا السلام را بوسیدند و فرمودند ہمین طور حکم الٰہی میباشد۔ از این حدیث بخوبی ثابت میباشد کہ ہمانطوریکہ بر مردان حرام است کہ نظر بہ زنان اجنبی نمایند بر زنان ہم حرام



تعلیم - خط و کتابت کے ذریعے

خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کا تجربہ امریکہ اور یورپ کے کئی ملکوں میں پہلے ہی بہت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ امریکہ میں تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں کے فرسٹ ایئر میں جتنے طلباء داخل ہوتے ہیں ان سے کہیں زیادہ تعداد میں لوگ خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں حکومت ہند نے بھی تیسرے پلان میں اس طریقہ کو فروغ دینے پر زور دیا ہے۔

ہندوستان کے تیسرے پانچ سالہ پلان میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کو فروغ دینے کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ پچھلے برس وزارت تعلیم کے ایک افسر نے آسٹریلیا میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم دینے کے طریق کار کا مطالعہ کرنے میں مہینہ بھر گزارا۔ وزارت تعلیم نے پہلے ہی ایسے اقدامات کئے ہیں جن کے تحت ۱۹۶۲ء میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم دیئے جانے کے کالج کی فرسٹ ایئر کلاس شروع کی جائے گی۔ دوسری ایجنسیاں بھی اس منصوبے میں دلچسپی لے رہی ہیں۔ دہلی پالی ٹیکنک کے پرنسپل حال ہی میں امریکہ اور یورپ میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم دینے کے طریقوں کا مطالعہ کرنے میں چند ہفتے گزار آئے ہیں۔ حکومت ہند کی وزارت سائنٹفک ریسرچ و ثقافت نے بھی اس میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے ہند کی تعلیم بالغان کی تنظیم کو بھی مستقبل قریب میں محنت [illegible]

[illegible] کے لئے دو نصاب شروع کرنے کا [illegible] بھی کے دو پرائیویٹ سکول [illegible] خط و کتابت کے ذریعہ کام [illegible] ملکوں میں کئی سکول ہیں [illegible] معیار [illegible] بغیر کفایت شعاری اہمیت [illegible] وہاں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کا طریقہ [illegible] کے تمام حصول کے لئے ایک قابل قدر معاون [illegible] ترقی پذیر ملکوں میں [illegible]

ترقی پذیر ملکوں میں سے ذریعہ تعلیم کی اشاعت [illegible] ہو رہی ہے۔ جہاں اس کے لئے مندرجہ ذیل [illegible] پائے جاتے ہیں۔

(۱) خواندہ طالب علم جو مزید تعلیم حاصل کرنے کی زبردست خواہش رکھتے ہیں۔

(۲) تربیت یافتہ معلم جو خوش اسلوبی اور صحیح قسم کے نصاب تیار کر سکتے ہیں۔

(۳) معلم جو ڈاک کے ذریعہ زیادہ [illegible] دے سکتے ہیں۔

(۴) قابل اعتبار ڈاک کا انتظام۔

انڈونیشیا اور ایتھوپیا ان ترقی پذیر ملکوں میں شامل ہیں جہاں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم [illegible] طریقہ استعمال کیا جا رہا ہے یہ دونوں ملک [illegible] ملازمت کرنے والے ٹیچروں کی تربیت کے لئے [illegible] تعلیم استعمال کرتے ہیں۔ سوویٹ روس نے [illegible] دور میں سائنسی، ٹیکنالوجیکل اور تعلیمی میدانوں میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کا اچھا استعمال کیا ہے حال ہی میں اس نے اپنے تعلیمی نظام کو جو [illegible]

ہے۔ اس میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کے طریقہ پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

وسیع استعمال

خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کا طریقہ اونچی سطح کے لکھے پڑھے ملکوں میں نہایت مقبول ہے۔ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور کینیڈا میں لوگ گھر بیٹھے ہی تعلیم حاصل کرنے کے طریق کار کو ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے لئے وسیع پیمانے پر استعمال کر رہے ہیں۔ امریکہ میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ بالغ لوگ اور بہت لوگ خط و کتابت کے ذریعہ ثانوی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ برطانیہ میں چارٹرڈ اکاؤنٹنٹوں میں سے ۹۸ فیصد خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم پانے اور امتحان دیتے ہیں۔ اسی طرح امریکہ میں ایک چوتھائی اکاؤنٹنٹ گھروں پر ہی تعلیم پاتے ہیں۔ سکینڈے نیویا میں انجنیری کے طلبا کی اکثریت ڈاک کے ذریعہ تعلیم حاصل کرتی ہے۔ سکینڈے نیویا میں تو خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کا طریقہ غالباً انتہائی ترقی یافتہ ہے۔ ناروے، ڈنمارک، ہالینڈ اور جرمن فیڈرل ری پبلک میں اسے بڑا فروغ حاصل ہے۔ ناروے میں تو تمام فوجیوں کو لازمی طور پر سول تعلیم خط و کتابت کے ذریعہ حاصل کرنی پڑتی ہے۔ امریکہ کے تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں کے فرسٹ ایئر میں جتنے طلباء داخل ہوتے ہیں ان سے کہیں زیادہ تعداد میں لوگ اور بچے خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم و تربیت دینے والے اداروں میں داخلہ لیتے ہیں۔

صنعتی اداروں میں

امریکہ میں ۶ ہزار سے زیادہ کاروباری اور صنعتی کارخانوں کی تنظیمیں اپنے ملازموں کو ترقی کے لئے خط و کتابت کے ذریعہ ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتی ہیں۔ خاص کر کسب و ہنر، کاریگری کی مہارت حاصل کرنے، تجارتی پیشوں اور حرفت و صناعی کے کاموں میں انہیں تربیت دی جاتی ہے۔ امریکہ کی مسلح افواج کی تمام شاخوں میں ہزارہا اشخاص فوجی اور سول مضامین میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور انہیں اسی طرح نصاب مکمل کرنے پر ترقیاں ملتی ہیں۔ امریکی حکومت کے سول محکموں میں ملازموں کو خط و کتابت کے ذریعہ بنیادی اور ریفریشر نصابوں کی تعلیم گھروں ہی میں دی جاتی ہے۔ امریکہ کے تجارتی، صنعتی اور سیاسی لیڈروں کی کثیر تعداد نے خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم سے فائدہ اٹھایا ہے۔ سابق صدر آئزن ہوور کے والد بھی اسی طریقے سے گریجویٹ بنے تھے۔

کیا کچھ سکھایا جاتا ہے؟

خط و کتابت کے ذریعہ وہ سب کچھ سکھایا جا سکتا ہے جو درسی نصابوں یا تحریری تعلیم و ہدایات کے ذریعہ سکھایا جا سکتا ہے۔ قریباً ڈیڑھ سو منظور شدہ کالج اور یونیورسٹیاں تعلیمی، زراعتی، کاروباری اور انجنیری وغیرہ کے نصابوں میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم دیتی ہیں۔ امریکہ میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم

دینے والے اداروں میں سب سے زیادہ تعداد [illegible] اور جاپانی مضامین کی تعلیم حاصل کرنے والوں کی ہے۔ عملی تعلیم [illegible] تعلیم کے ساتھ ہی مہیا کی جاتی ہے اور [illegible] آلات وغیرہ بھی عملی تجربے کے لئے مہیا کئے جاتے ہیں۔

موثر طریقہ!

امریکہ میں پچھلی دو پشتوں سے بھی زیادہ عرصے سے خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کا طریقہ کار بہت موثر ثابت ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں تیس سے زیادہ تحقیقی مطالعوں سے پتہ چلا ہے کہ باقاعدہ کالجوں اور سکولوں میں پڑھنے والے طلبا کے مقابلے میں ہر قسم کے مضامین میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم پانے والوں کے نتائج مساوی بلکہ بعض صورتوں میں کسی قدر بہتر ہوتے ہیں۔ اس کے پانچ سبب ہیں۔

(۱) زبانی لیکچروں کی نسبت تحریری مضامین زیادہ منظم اور واضح طریقے پر مرتب کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابتی سکول جس میں دس ہزار طلباء نے اکاؤنٹنسی کا نصاب لیا ہو کا عملہ بہترین قسم کے مضامین تیار کر سکتا ہے۔

(۲) لکھے ہوئے مضامین کی پہلے سے آزمائش کی جا سکتی ہے۔ اُن پر نظر ثانی ہو سکتی ہے اور آسانی سے سمجھ میں آنے کے لئے انہیں ازسر نو بھی لکھا جا سکتا ہے۔

(۳) خط و کتابت کے ذریعہ نصاب کے پڑھنے پر طلباء کو پوری طرح عبور حاصل کرنا پڑتا ہے اور طلبا کو جو کام دیا جاتا ہے اسے پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

(۴) تعلیمی اور تربیتی سرگرمیوں کی آسانی سے نگرانی ہو سکتی ہے۔

(۵) تعلیم انفرادی طور پر دی جاتی ہے۔ ہر ہدایت کار [illegible] ذاتی طور پر جواب لکھ کر بھیجی جاتی ہیں۔

خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم میں لچک کی دوسرے کئی اور فائدے بھی ہیں۔ ہر ایک طالب علم اپنی اپنی رفتار اور سہولت کے مطابق آگے بڑھ سکتا ہے۔ قابل تیز فہم اور [illegible] طلباء کو سکولوں اور کالجوں کی جماعت بندیوں کا [illegible] پابند نہیں رہنا پڑتا۔ اور وہ تیزی سے تعلیم حاصل کر [illegible] پاتے ہیں۔ سست رفتار طلباء جتنا وقت چاہیں لگا سکتے ہیں اور جو طلباء مصروف ہوں وہ فرصت کے وقت تک اپنی تعلیم ملتوی کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی شخص کسی بھی وقت ایسے ادارے میں داخلہ لے سکتا ہے ان میں مروجہ سکولوں اور کالجوں کی طرح داخلے کی پابندی نہیں۔ گھریلو اور خانگی امور میں مصروف عورتیں بھی خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم پاتی ہیں۔

کفایت شعاری!

خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم دینے میں ایک اضافہ یہ بھی ہے کہ اس پر کسی سکول یا کالج کے اخراجات کے مقابلے میں آدھا یا دسواں حصہ خرچ بیٹھتا ہے۔ طلباء کی جماعتوں کے لئے کمروں، ہوسٹلوں، لائبریریوں، لیبارٹریوں اور کیمپس کے اخراجات کی بچت ہوتی ہے۔ صرف ایک دفتر اور کچھ عملے کی ضرورت ہوتی ہے۔ باقی سب کام خط و کتابت کے ذریعہ جاری رہتا ہے۔ جو رقم فیس وغیرہ سے وصول ہوتی ہے اس سے نصاب تیار کئے جاتے ہیں۔ اور عملے کو تنخواہ دی جاتی ہے۔ اگر نصاب مناسب طور پر تیار کیا گیا ہو تو ایک ہی معلم کسی سکولی جماعت کے طلباء کی تعداد کے مقابلے میں زیادہ بڑی تعداد میں طلباء کو اس طریقے سے تعلیم دے سکتا ہے کیونکہ اس میں نصاب کا [illegible]

برطانوی فرم کی کامن ویلتھ کے ڈاکٹروں کو وظائف کی پیشکش

برطانیہ کی ممتاز میڈیکل فرم اسمتھ اینڈ نیفیو ایسوسی ایٹڈ کمپنیز لمیٹڈ نے کامن ویلتھ اور دیگر ترقی پذیر ملکوں کے ڈاکٹروں کو چھ وظائف کی پیشکش کی ہے۔ یہ وظائف ۱۲۰۰ پونڈ سالانہ کے ہیں۔ اور یہ صرف ان ڈاکٹروں کو مل سکتے ہیں جو برطانیہ میں سرجری کا کوئی اعلیٰ کورس کریں گے۔ یا سرجری سے متعلق ریسرچ کا کام انجام دیں گے۔ امیدواروں (مرد اور عورتیں) کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ میڈیکل گریجویٹ ہوں اور دو سال کا عملی تجربہ رکھتے ہوں۔ درخواستوں کے فارم مندرجہ ذیل پتہ سے منگوائے جا سکتے ہیں۔

سیکریٹری

اسمتھ اینڈ نیفیو ایسوسی ایٹڈ کمپنیز لمیٹڈ

۲ ٹمپل پلیس۔ وکٹوریہ ایمبینکمنٹ

لندن۔ ڈبلیو۔ سی۔ ۲

Smith & Nephew Associated Companies Ltd.,
2 Temple Palace, Victoria Embankment, London
W.C. 2.

فارم ۳۱ جولائی تک مذکورہ فرم کو مل جانے چاہئیں۔

... ممتاز ماہرین تعلیم نے لکھا ہے کہ ... تک پہنچانے والے اداروں میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم دینے والے ادارے سب سے ... ان کا نام فہرست میں پہلے آتا ہے۔ ... کالجوں اور اسکولوں کی نسبت زیادہ کثیر نوعیت ... نصاب پڑھا سکتے ہیں۔ اور طرح طرح کے ... اور صنعتوں کی تربیت دے سکتے ہیں۔ ... تعلیم کو عام فروغ دینے میں مدد دیتے ہیں۔

ایک قابلِ تقلید یادگار دن

دنیا بھر میں ان ہزاروں مردوں اور عورتوں کے لئے جو آرمکو سٹیل کارپوریشن (فولادسازی کا ایک کارخانہ) کے لئے کام کرتی ہیں۔ "آرمکو کے بانی کا دن" کا مفہوم ایک خاص قسم کی سالگرہ کی تقریب منانا ہے۔ یہ دن انہوں نے اپنی اپنی برادری میں ضرورت مند، نادار اور معذور لوگوں کی خدمت اور امداد کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ لوگوں کی خدمت اور امداد کے یہ کام انفرادی طور پر یا گروہوں کی صورت میں سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ انہیں مالی امداد کی نسبت ذاتی طور پر ہاتھ بٹانے والوں کی زیادہ ضرورت رہتی ہے۔ مثلاً "آرمکو" کے کارکن سکولوں اور ہسپتالوں کے لئے کتابیں جمع کرتے ہیں۔ انہوں نے کھیل کود کے میدانوں کے لئے سامان مہیا کیا ہے۔ پبلک پارکوں میں درخت لگائے ہیں ہسپتال میں زیرِ علاج کسی ساتھی کارکن کے گھر کی صفائی اور رنگ روغن کیا ہے یا کسی یتیم خانے کے بچوں کو سیر و تفریح اور پکنک کے لئے لے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ "آرمکو" کے بانی کا دن چندہ جمع کرنے میں صرف کیا جاتا ہے تاکہ کسی ہونہار اور قابل طالب علم کو وظیفہ دیا جا سکے۔ یا اگر کسی کنبے کا مکان جل گیا ہے تو انہیں ضروری سامان مہیا کیا اور مکان تعمیر کرنے میں مدد دی۔ خیراتی اداروں میں رکھے جانے والے محتاجوں کے لئے خوراکی سامان اور کپڑے

وغیرہ دیے گئے۔ جس شخص کی [illegible] اس طرح ہر برس مناتے ہیں اس کا نام [illegible] تھا۔ جو ۱۹۵۲ء میں انتقال کر گئے۔ [illegible]

انہوں نے ۱۹۰۰ء میں مڈل ٹاؤن میں "امریکن رولنگ مل کمپنی" کا آغاز ایک چھوٹے سے کارخانے [illegible] کیا جس میں مکانوں کی چھتوں کے لئے فولاد کی چادریں، پتریاں، اور دھات کی دوسری چادریں بنائی جاتی تھیں۔ اس چھوٹے سے پیمانے پر کارخانے کے آغاز سے [illegible] اور متعلقہ دفتروں کا ایک ایسا سلسلہ قائم ہوا [illegible] کے علاوہ دوسرے ملکوں میں بھی وسیع پیمانے پر [illegible] اس کی وسعت اور اہمیت کا اندازہ اس بات سے [illegible] ہے کہ اسے فولادسازی میں امریکہ کی نہایت [illegible] کمپنی تصور کیا جاتا ہے۔ آرمکو کی کامیابی کے [illegible] بڑی حد تک اس کے ہوشیار اور دوربین بانی کی [illegible] کاری، نگرانی اور خوش انتظامی کی مرہونِ منت ہے جو عملی تحقیق اور نئے نئے سامان کی تیاری اور [illegible] فروغ دینے پر زیادہ زور دیتے رہتے تھے اور ہر موقع سے وقت پر فائدہ اٹھانے سے نہیں چوکتے تھے۔ وہ مضبوط اخلاقی اصولوں کے پابند تھے۔ اور ان کا [illegible] بھی اسی طرح بڑا پختہ اور مضبوط تھا۔ ان کا یقین تھا کہ ہر صنعت کو چاہیئے کہ چار جماعتوں اوّل گاہکوں، دوم کارکنوں اور محنت کشوں، سوم حصص رکھنے والوں [illegible] اور چہارم برادری (یعنی مقامی لوگوں) کو [illegible] جن کا بالواسطہ اور بلاواسطہ ہر صنعت کا تعلق [illegible] ہے۔ وہ محسوس کرتے تھے کہ کارخانہ دار کو ان میں سے ہر ایک جماعت پر متواتر ثابت کرنا چاہیئے کہ [illegible]

[illegible] تو وہ مسائل اور [illegible] بہت ہورہا ہے۔ چارج ڈیری [illegible] ثابت ہونے میں یقین رکھتے تھے [illegible] لوگوں کی مدد کرنے میں اپنے وقت کا [illegible] حصہ صرف کرتے تھے۔ وہ اپنے کارخانے [illegible] اور محنت کشوں میں ذاتی دلچسپی سے [illegible] ان کا ایک امتیازی وصف یہ تھا کہ وہ [illegible] مزدوروں اور اپنے ملازموں کے فلاح وبہبود [illegible] پیش نظر رکھتے ہوئے اپنا کاروبار چلاتے تھے۔

[illegible] کے انتقال کے بعد مڈل ٹاؤن کے اس کارخانے [illegible] ملازموں اور کارکنوں نے ان کی یادگار تعمیر کرنے [illegible] منصوبہ بنانا شروع کیا لیکن ۱۹۴۳ء میں ایک دن جب کارخانے کے کارکن لنچ کھا رہے تھے تو [illegible] کا ذکر چھڑا اور ان کی شفقتیں، احسانات، اور [illegible] یاد آگئیں۔ دوسروں کو نفع پہنچانا اور خدمت [illegible] ان کی زندگی کا روز مرہ کا معمول تھا۔ کارکنوں [illegible] محسوس کیا کہ وہ اُن کے بھی خود دوست اور محسن [illegible]۔ اور ان کی یادگار قائم کرنے کا کوئی بہتر طریقہ سوچنے لگے۔ آخر کوئی بیس آدمیوں کی ایک پارٹی نے کارخانے کے نئے صدر کو ایک مراسلہ بھیجا جس میں انہوں [illegible] پیش کی کہ عام مروجہ یادگار تعمیر کرنے کے بدلے چارج ڈیری کی سالگرہ کا دن (۲۲ اپریل) "آرمکو کے بانی کا دن" کے طور پر منایا جایا کرے۔ اور خصوصیت یہ ہو کہ کارخانے کے تمام ملازم اور کارکن یہ دن دوسروں کی مفید خدمت کے لئے وقف کریں۔ اس طرح ان کی ایک "زندہ یادگار" قائم ہوگی۔ اور لوگوں کی خدمت بجا لانے میں ڈیری کا حسن بدستور جاری رہ سکے گا۔ کمپنی نے ان کی یہ تجویز منظور کرلی [illegible] آرمکو کے بانی کا پہلا یادگاری [illegible] کو [illegible] ڈے) منایا گیا۔ کارکن [illegible] کا [illegible] دوسروں کی خدمت میں یہ دن گزار سکتے ہیں۔ اور جو مزدور عورتیں ایسا نہ کرنا چاہیں ان پر کوئی پابندی نہیں۔ اس طرح کی فیاضی خدمات بجالانے کا تصور سارے [illegible] میں تیزی سے پھیل گیا۔ اب ہر سال یہ سرگرمیاں [illegible] اور دنیا کے چھ براعظموں میں جہاں جہاں آرمکو کارخانے قائم ہیں۔ تمام ملازم کارکن اور دفاتر یہ یادگاری دن دوسرے مستحق لوگوں کی امداد کرنے میں گزارتے ہیں اس طرح چارج ڈیری کی سالگرہ کا دن آرمکو کے کارکنوں اور دوسرے کم نصیب اور ضرورت مند [illegible] کے لئے مسرت اور راحت کا باعث بن رہا ہے۔

امریکی صنعت میں خودکار مشین

بڑی بڑی پیمائشی و نگران مشینیں پرانے طریقوں کی نسبت پرزوں کا زیادہ صحت کے ساتھ خود بخود معائنہ کر کے امریکی صنعت کو تمام قسم کی بہتر مصنوعات تیار کرنے میں مدد دے رہی ہیں۔ امریکہ کے کارخانوں، اور صنعتی پلانٹوں میں زیادہ صحت سے مصنوعات تیار کرنے کے لئے خودکار پیمائش کی سائنس سے اس قدر کام لیا جانے لگا ہے کہ گذشتہ برس پیمائشی مشینوں کی بکری ۱، ارب ۰۰ ۵ کروڑ ڈالر سے بھی بڑھ گئی۔ یہ رقم صنعت کی سرمایہ کاری کا قریبا ۱۲ فیصد تھی۔ ۱۹۵۵ء میں یہ رقم ۲، ارب ۴۰ کروڑ ڈالر تھی یعنی تمام کارخانوں اور سامان پر جتنا خرچ کیا گیا اس کا ۸ء۲ فیصد۔ آج آلات سازوں کی طرف سے ہزاروں پیمائشی آلے اور مشینیں تیار کی جا رہی ہیں۔ جن کے سائز، بناوٹ اور قیمتوں میں بھاری اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہر روز نئے آلات کی تعداد میں بھاری اضافہ ہو رہا ہے۔ "انسٹرومنٹس اینڈ کنٹرول سسٹمز" رسالے کے مینجنگ ایڈیٹر فریڈوی مارٹن کا اندازہ ہے کہ امسال ان کی میز پر ۰۰ ۳۵ پریس ریلیز آئیں گے۔ اور یہ غالبا ان کی پیمائشی آلوں کے ایک حصے سے متعلق ہوں گے جو اس برس تیار کئے جائیں گے۔ جاپانی جنہوں نے یہ نئے آلات کے متعلق پریس ریلیز آئے ہیں ... ہیں۔ کلیولینڈ کی ڈیبیرچ کمپنی نے ایک ایسا آلہ تیار کیا ہے جو ایک زاویہ کے ایک درجے کے ۳۶۰۰ ویں حصے کی پیمائش کرتا ہے کمپنی نے چاند میں راکٹ بھیجنے کے مقصد سے یہ آلہ تیار کیا ہے لیکن ایک گاہک نے دریافت کیا ہے کہ کیا وہ ایک انچ کے دس لاکھویں حصے کی صحت سے پیمائش کر سکتا ہے۔ ایک اور نئے آلے سے ایک ارب گیلن پانی میں نمک کا سراغ لگانا ممکن ہو گیا ہے۔ اس آلے کی بدولت بجلی پیدا کرنے والے پلانٹ بھاری دباؤ کے سسٹم والے ... پلانٹوں میں زنگ کا سراغ لگاتے ہیں اور انہیں نقصان پہنچنے سے پہلے ہی یہ کام انجام دیتے ہیں۔ امریکہ کی وزارت زراعت نے شفتالو کا معائنہ کرنے کے لئے ایک آلہ تیار کیا ہے یہ آلہ اس روشنی کا تجزیہ کر کے پھل کی پختگی کی پڑتال کرتا ہے جو اس میں سے گزرتی ہے سٹی آلات سازوں کا بیان ہے کہ آج کل کارخانوں میں سے ایسے آلوں اور مشینوں کی بھاری مانگ ہے جو مصنوعات اور ان کی تیاری کے عمل کا متواتر معائنہ کر سکتے ہیں۔ اس کا ایک بڑا سبب خودکاری ہے جو مشینیں خودکارانہ طور سے مصنوعات تیار کرتی ہیں ان کا آلات سے متواتر معائنہ ہونا چاہئے ورنہ وہ مشینیں بے حساب سے ناقص مال تیار کرنا شروع کر دیں گی۔ اس کے علاوہ جن مصنوعات کے پرزے ... کا ...

کرتے جو پرزے بنائے جاتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ ان پرزوں کی زیادہ صحت کے ساتھ پڑتال کی جائے۔ ان پرزوں کو جانچنے کے معاملے میں مشینیں انسانوں کی بہ نسبت کم مہارت رکھتی ہیں۔

"خودکار پیمائش کی سائنس"۔ لیما (اوہائیو) میں فورڈ موٹر کمپنی کے نئے انجن پلانٹ میں زیر عمل دیکھی جا سکتی ہے۔ یہاں مشینی انسان جیسی بڑی بڑی پیمائشی اور کنٹرول مشینیں جو ڈیٹن (اوہائیو) کی شیفیلڈ کارپوریشن کی طرف سے تیار کی گئی ہیں خود بخود انجن بلاکوں، کرینک شافٹوں، پسٹنوں اور دوسرے پرزوں کی لمبائی، چوڑائی اور موٹائی وغیرہ کی پڑتال کرتی ہیں۔

اس انجن پلانٹ میں مصنوعات کی بیشتر اطراف کا ایک ساتھ بے خطا صحت کے ساتھ معائنہ ہو جاتا ہے۔ اور ایک طرف کا معائنہ کرنے میں جتنا وقت لگا کرتا تھا۔ اب تمام اطراف کے معائنے کے لئے اس سے بھی کم وقت لگتا ہے۔ جو پرزے معائنے پر پورے نہیں اترتے انہیں مسترد کر دیا جاتا ہے۔ ناقص پرزے تیار کرنے والی مشینیں خود بخود ٹھیک ہو جاتی ہیں یا جب تک گھسے ہوئے پرزوں کی جگہ نئے پرزے نہ لگائے جائیں تب تک کام کرنا بند کر دیتی ہیں۔ بہتر اور زیادہ درست مصنوعات تیار کرنے کے علاوہ نئے آلات اور کنٹرول سسٹم سے خام مال ضائع ہونے سے بھی بچ جاتا ہے۔ جس سے پیداواری لاگت کم ہو جاتی ہے۔ وہ ہر پونڈ خام مال کے آخری اونس کو بھی نچوڑ کر مال تیار کرتے ہیں۔ اور اس طرح کارخانہ داروں کو لاکھوں روپے پیسے کی بچت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر تیل اور کیمیکل کمپنیاں عمل کی دھاروں کی متواتر نگرانی کرنے کے لئے ایک ایسی مشین کا استعمال کر رہی ہیں جو گیس کرامیٹوگراف کہلاتی ہے۔ سٹینڈرڈ آئل کمپنی (اوہائیو) کا اندازہ ہے کہ وہ ٹولیڈو میں اپنے تیل صاف کرنے کے نئے کارخانے میں دو کرامیٹوگراف مشینیں لگا کر سال میں تقریباً ایک لاکھ ڈالر کی بچت کرے گی۔ کمپنی کرامیٹوگراف مشینیں لگا کر قدرتی گیس سے زیادہ سے زیادہ مقدار میں خالص پروپین گیس حاصل کر سکے گی۔ اب زیادہ سے زیادہ تعداد میں ایسے صنعتی آلات استعمال ہو رہے ہیں جو ایک انچ کے کئی لاکھویں حصے کی پیمائش کر سکتے ہیں۔ یہ کام انجام دینے کے لئے بعض اوقات ایک میکانکی حرکت کو ایک ٹرانس ڈیوسر کے ذریعہ ایک برقی لہر میں منتقل کیا جاتا ہے اور تب اس لہر کو ایک برقی میٹر کے ذریعہ پایا جاتا ہے۔ ایک ایسا ٹرانس ڈیوسر جو ایک انچ کے دس لاکھویں حصے کی حرکت کا سراغ لگا سکتا ہے کلیولینڈ (اوہائیو) کی کلیوائٹ کارپوریشن کے برش انسٹرومینٹس شعبے کی طرف سے تیار کیا گیا ہے۔

فیچر

امریکہ میں نئی پود کے نوجوان

سنہ ۱۹۶۰ء کے آغاز میں امریکہ میں نوجوانوں کی ایک نئی پود نمودار ہوئی ہے جس نے سماج کے اس حصے میں تبدیلی لانی شروع کر دی ہے جس کا تعلق نوجوانوں سے ہے۔ اس پود کے نوجوانوں میں رفاقت کا ایک نیا احساس اور اپنی ہمعصر پود کے ساتھ مساوات کا بڑھتا ہوا شعور اور اپنے سے پرانی پود سے بیگانگی اور علٰحدگی کا میلان پایا جاتا ہے۔ جس کا سنہ ۱۹۵۰ء کے دہے میں غلبہ تھا۔

وقت کے ایک خاص وسیع دور میں سے گزرتے ہوئے جو اس کے سوا کسی دوسرے کا نہیں ہوتا۔ ہر نسل و پود کا اپنا اسلوب حیات اور اپنی صلاحیتیں ہوتی ہیں۔ ہر پود کا ہر رکن اپنے وقت کی خصوصیت کے کسی حصے کا مظہر ہوتا ہے اور تقریباً غیر احساسی طور پر اسے کسی اور شکل میں تبدیل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ امریکہ میں سنہ ۱۹۶۰ء کے آغاز میں ایک نئی پود نمودار ہوئی ہے۔ اگرچہ ہم نے اس کی طرف توجہ نہیں دی ہے۔ اور اس نے ہمارے سماج کے اس حصے کو پہلے ہی تبدیل کرنا شروع کر دیا ہے جس کا تعلق نوجوانوں سے

ہے۔ ان نوجوانوں میں رفاقت کا ایک نیا احساس اور ہمعصر پود کے ساتھ حالت و مساوات کا بڑھتا ہوا شعور اور اپنے سے اس پرانی نسل و پود سے بیگانگی اور علٰحدگی کا میلان پایا جاتا ہے جس کا سنہ ۱۹۵۰ء کے دہے میں غلبہ تھا۔ اب نئے صدر کے برسر اقتدار آنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے جنہوں نے ماضی کو پس پشت ڈال کر ایک نئے دور کے آغاز کا اعلان کیا ہے۔ مسٹر کینیڈی نے اپنی اس ہمعصر پود کی ترجمانی کی ہے۔ اس پود کی جو اسی صدی میں پیدا ہوئی ہے جسے جنگ نے معتدل مزاج بنایا ہے، جو ایک تلخ امن سے انضباط یافتہ اور ہمارے قدیم ورثے کی پاسدار ہے۔ صدر نے نوجوان پود کو دعوت دی ہے کہ وہ ایک نئے دور کی تخلیق میں ان کا ساتھ دیں۔ سنہ ۱۹۶۰ء کے وسط سے ایک نئی پود ابھر آئی ہے جس کا اپنا ہی اسلوب اور طرز حیات ہے۔ اس میں دنیاوی سوجھ بوجھ، تشکیک، نفرت اور عینیت پسندی پائی جاتی ہے۔ اس کی تنقیدی قوتیں بہت ترقی یافتہ ہیں۔ یہ پود اپنے لئے ایک نئی قسم کی مساوات چاہتی ہے جو اپنی عمر کی حدود سے بھی آگے نکل کر اپنے سے بڑوں سے پوچھتی ہے کہ "آپ کیا کچھ جانتے ہیں؟ آپ کیا کچھ کر سکتے ہیں؟"

نیگرو رہنما! نئی پود کی اخلاقی قیادت جنوب کے نیگرو طلباء نے قائم کیا ہے جنہوں نے خاموشی اور جرأت کے ساتھ اپنا حق جتانا شروع کیا، اور ریلے کے کونٹرول پر دھرنا مارو بیٹھ رہو کی تحریک کا آغاز سے چلائی۔ اس تحریک کی تنظیم کی پشت پر کوئی بیرونی طاقت کام نہیں کر رہا تھا۔ خود نیگرو نوجوانوں نے اس کی تنظیم کی

اور ... جو ... سے سفید فام سامراج
... کے ... اور شعور پر بھی اثر پڑا۔ لوہا انہوں نے
... کی حمایت میں اپنے گروپ بنائے۔
... ڈیفنس ایجوکیشن ایکٹ (ملکی دفاعی تعلیمی قانون)
... وفاداری کے خلاف احتجاج کے لئے ایوان تائید کا
... ان امریکن ایکٹیویٹیز کمیٹی (امریکہ کے خلاف سرگرمیوں
کی ... کی منسوخی کے ... جاری رکھنے کے لئے ایٹمی ہتھیاروں کے متعلق
امریکی پالیسی کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ایشیا، افریقہ،
اور سوویت یونین کی دنیا میں سیاسی مباحثوں کو وسعت
دینے اور دوسرے ایسے ہی مقاصد کے لئے اس قسم کے کئی
دوسرے گروپ بھی وجود میں آئے ہیں۔ نئی پود کے یہ رکن
... پرست نہیں۔ ان میں بہت حد تک تقلید پرستیوں
سے آزادانہ تقلید پرستیوں اور قدامت پسندیوں دونوں
کے متعلق شکوک و شبہات ہیں۔ ان میں سے کچھ تو انتہا
پسند ہیں۔ ان کے متعلق ہارورڈ یونیورسٹی کے سینیئر سکالر
اور ... ہارورڈ کریمزن کے ایڈیٹر کریگ کومسٹاک
کا کہنا ہے کہ "اگرچہ یہ اکثر بائیں بازو کی طرف رجحان
رکھتے ہیں تاہم تصور پرستی کے قائل نہیں اور محض اپنا منشور
(مینی فیسٹو) لکھنے، پوسٹر اور اعلان گھمانے اور درخواستیں
تقسیم کرنے پر قانع رہنے سے انکاری ہیں۔ یہ پرانے ڈھنگ
کے شعور سے پسند نہیں بلکہ خود اپنے معلم اور ہادی ہیں۔
عام طور پر اپنے رسمی نصابوں سے ان کی تعلیمی بھوک نہیں
مٹ سکتی۔ ... کے نوجوان ... کی مانند یہ
ایسے انتہا پسند ہیں جنہوں نے ... کی رفتار دیکھی ہے
جنہوں نے بھوکوں کی پکار سنی ہے اور جو یہ جانتے ہیں کہ
سیاست کو اُن کا جواب دینا چاہیے۔

طلباء کا نیا گروپ

پچھلے برس ... یونیورسٹی میں طلباء کی
ایک نئی تنظیم "چیلنج" قائم کی گئی تو اس کا قیام
تین طلبا کی مساعی سے عمل میں آیا۔ جو طلباء کی موجودہ
تنظیموں اور سیاسی پارٹیوں سے باہر کام کرتے تھے۔ انہوں نے
اس تنظیم کے کوئی عہدہ دار نہیں چنے اور سیمیناروں، مباحثوں
سرکلوں اور ہفتہ کے آخری دن تقریروں وغیرہ پر توجہ مرکوز
کی جن میں ملکی اور بین الاقوامی شہرت رکھنے والی شخصیتوں نے
مشرقی کالجوں کے ہزاروں طلباء کو خطاب کیا ہے۔
طلباء کا کہنا ہے کہ عصر حاضرہ کے مسائل اس قدر
پیچیدہ ہو گئے ہیں کہ ان کا حل بہت بعید نظر آتا ہے اور
پھر یونیورسٹی کا ماحول غور و فکر کی حدود کو تنگ بناتا
جا رہا ہے۔ اس لئے طلبا عالمی مسائل کو اپنے ہی ڈھنگ سے
نبٹاتے ہیں اور اس میں جو کچھ امداد انہیں مل سکتی ہے
اس سے فائدہ اٹھاتے اور موجودہ پالیسیوں کے نئے
متبادل ڈھونڈتے ہیں۔ وہ ان متبادل امور کی دریافت
میں تحقیق اور معلومات سے بھرپور رائے کا احترام کرتے
ہیں۔ بعض صورتوں میں عالمی مسائل اور سیاست میں ان
کی دلچسپی زیادہ براہ راست عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔ اب
ایسے طلباء بھی کالجوں میں پائے جاتے ہیں جو گریجویٹ
ہونے پر اپنی اپنی ریاستوں میں لوٹ کر سیاسیات میں
داخل ہونے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور جنہیں حالیہ
انتخابات میں امیدواروں کے لئے کام کرنے میں سیاست
کا کچھ تجربہ پہلے ہی حاصل ہو چکا ہے۔ یہ ایک نئی پود ہے

ایک ہی نسل کے سیاسی خیالات میں تعدد پیدا ہوتا ہے۔ پس منظر کی ... ہے۔ جو ... اس کی ...
صرف ... کانگریس ... دورانیے ... بلاسٹ ...
بعض جملوں میں بھی زیر بحث لائے جا سکتے ہیں ... کے خیالات اور تصورات جنم لیتے ہیں۔

ایک ہی نسل کے ... مختلف ... لیکن ... امریکی طلباء کی قدامت پسندی کے پس منظر کے خلاف واقع ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسی قدامت پسندی ہے جو سماجی مسائل سے دلچسپی نہیں رکھتی اور جس میں لپی جیسی حالت کی برقراری ہی کو مسلم سمجھا جاتا ہے۔ اور کالج کی تعلیم کو بڑی بڑی تنخواہیں اور روزگار کے زیادہ وسیع مواقع حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتی ہے۔

قدامت پسندوں کا ردِ عمل

دبن میں کولمبیا اور کولوریڈو کی (بعض یونیورسٹیوں میں یونیورسٹیاں بھی شامل ہیں) کے طلباء کی نسلوں نے نیشنل سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن سے تعلق توڑنے کے حق میں فیصلہ دیا۔ جب ایسوسی ایشن نے شہریوں کی حیثیت سے طلباء کے فرائض سے متعلق اپنی پالیسیوں کا اعلان کیا۔ دوسرے طلباء شہری حقوق، حلف وفاداری اور دوسرے مسائل سے متعلق طلباء کی گورنمنٹ کی جانب سے کارروائی کئے جانے پر نکتہ چینی کرتے رہے ہیں۔ عموماً یہ دلیل دی جاتی ہے کہ طلباء کا کوئی بھی گروپ تمام طلباء کی طرف سے نہیں بول سکتا اور کہ طلباء ان مسائل کو سمجھنے اور ان کے متعلق کارروائی کرنے میں بہت کچے اور ناتجربہ کار ہوتے ہیں۔ یہی وہ دلیلیں ہیں جو سنہ ۱۹۵۰ء سے دہے ہی طلباء کی سرگرمیوں اور جوش و خروش کو ٹھنڈا کرتی رہیں۔ لیکن اب سنہ ۱۹۶۰ء کے اس دور میں یہ دلیلیں نئی آوازوں کو بند کرنے میں موثر نہیں۔ طلباء نے ایک اپنی ہی دنیا دریافت کی ہے۔ جس میں وہ دوسرے ملکوں کے حقیقی مسئلوں پر انقلاب اور خانہ جنگی کے



کہ پنڈت نہرو اور مسٹر جانسن نے مشترکہ اعلان میں فرمایا کہ ہندوستان میں تین بڑے مسئلے بھوک، ناخواندگی اور بیماری ہیں۔
تو کیا رشوت اور اقربا پروری مسئلہ نہیں ہے!؟

کہ ٹرافک کی کثرت کی وجہ سے ایک رخی راستوں پر بھی حادثات ہو رہے ہیں!
قبر کا راستہ بھی تو ایک رخی ہوتا ہے

کہ ایک اشتہار میں بتلایا گیا ہے کہ دانت نکلوانے سے پہلے ہمارا منجن استعمال کیجئے۔
یعنے اس منجن کے استعمال سے دانت خود بخود گر جاتے ہیں

کہ کرم گنج میں کمیونسٹ پارٹی کے دفتر کی تلاشی لی گئی!
ظاہر ہے کہ تلاشی میں "چند تصویر بتاں اور چند حسینوں کے خطوط" دستیاب ہوئے ہونگے

کہ پاکستان میں تعدد ازدواج اور طلاق کے قواعد سخت کر دیئے جائیں گے!
ان علمائے کرام کا کیا ہوگا جو ہمیشہ چار بیویوں کو "اسپیر" میں رکھتے ہیں!؟

کہ سوتنترا پارٹی کسی جماعت سے [illegible] نہیں کرے گی!
ملک کی دوسری سیاسی پارٹیوں کے لئے ایک لمحۂ فکریہ!

کہ خوش نویسوں کی انجمن کا ایک شاندار اجلاس ہوا!
دیکھنا یہ ہے کہ غلط نویسوں کی انجمن کا اجلاس کب ہوتا ہے!؟

کہ سردار کیرون نے فرمایا کہ پنجاب کا اب مزید تقسیم نہیں کیا جائے گا!
یعنے اب پنجاب "جز لایتجزا" بن گیا ہے!

کہ بعض مذہبی ادارے ایسے بھی ہیں جن کا نام چرم قربانی کی اپیل کے وقت ہی معلوم ہوتا ہے
لہٰذا ایسے تمام اداروں کا نام "ادارۂ چرم قربانی" رکھا جانا مناسب ہے۔

کہ امریکی لوگ، روس میں ستیہ گرہ کریں گے!
معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی مرن برت کے جراثیم امریکہ بھی پہونچ گئے ہیں۔

کہ تعلیم یافتہ افراد تنخواہ کم ہونے کی وجہ سے مدرّسی بننے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔
اور تنخواہوں میں کمی کے علاوہ تعلیمات میں "بالائی آمدنی" بھی نہیں ہوتی!

کہ مقابلۂ حسن میں رقص کرنے والی حسینہ کا فحاشی میں چالان کیا گیا!
مقابلۂ حسن اور فحاشی میں چولی دامن کا ساتھ معلوم ہوتا ہے!

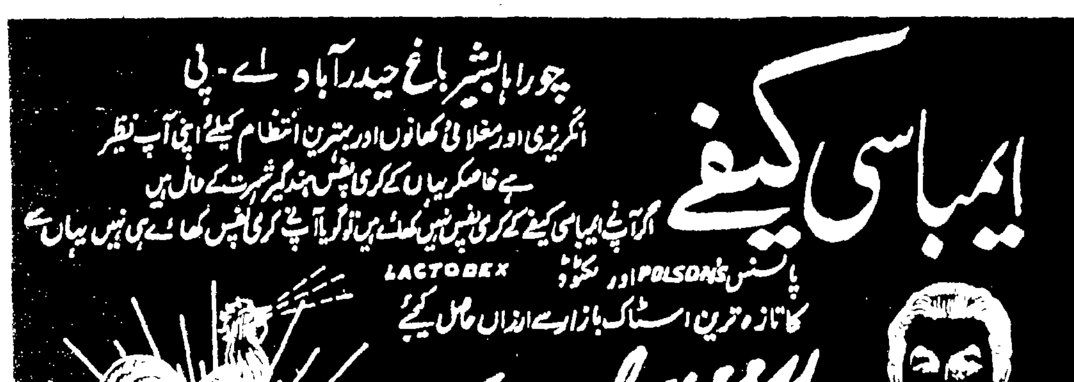
قطعہ

دستِ موسیٰ کا شنو جب یدِ بیضا ہوگا | سامنے اہلِ جہاں کے یہ تماشا ہوگا
سینۂ پاک علی مخزنِ آیاتِ مبین | قلبِ اطہر [illegible] ہوگا

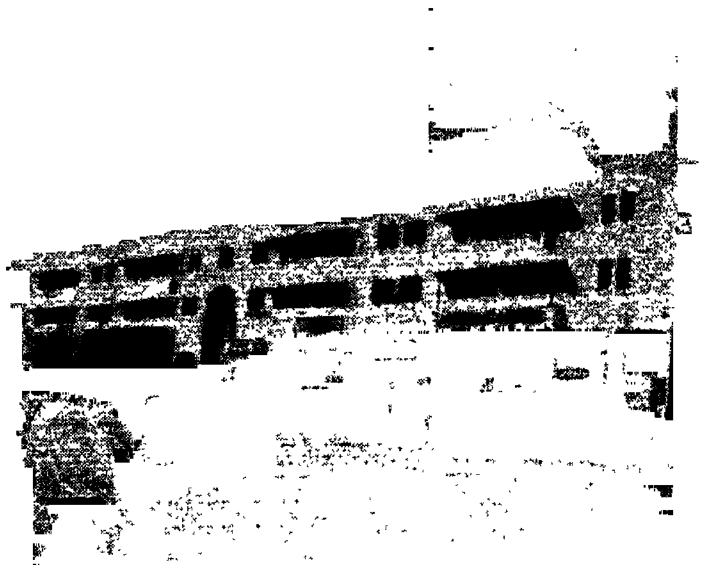
([illegible])

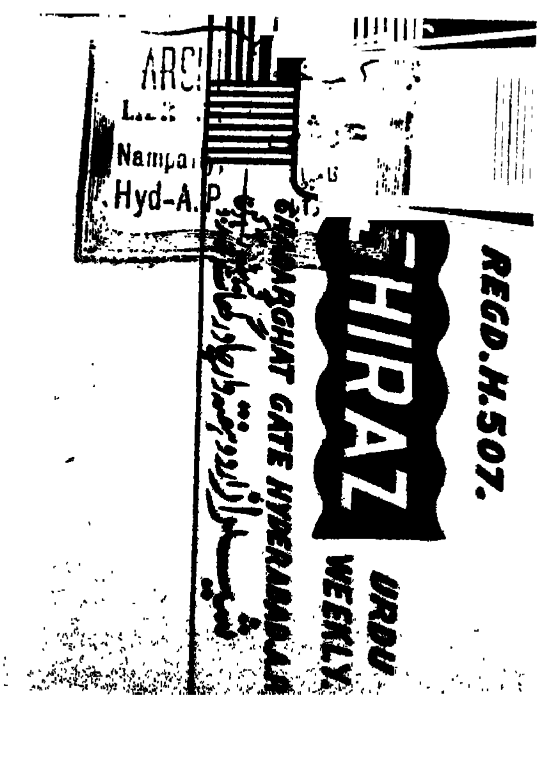
[illegible]

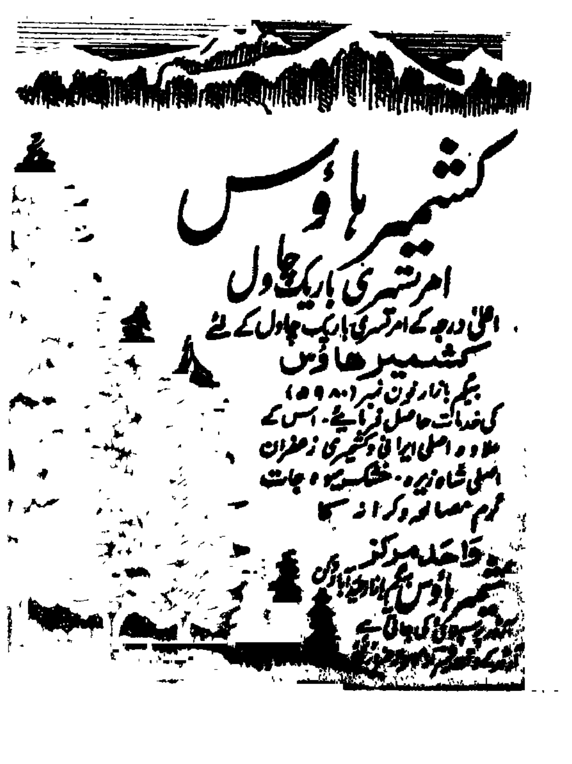

NEW GRAND HOTEL
مانا کہ حیدرآباد میں سینکڑوں ہوٹلیں ہیں مگر
نیوگرانڈ ہوٹل اینڈ پروویژن اسٹورس
فون نمبر ۴۵۷۵۱
افضل گنج حیدرآباد دکن
نفاست و پاکیزگی • باسلیقہ ملازمین • خورد و نوش کے بہترین اشیاء
مفرح مشروبات خوش ذائقہ چائے
اور
معقول انتظام کیلئے — اپنی آپ نظیر ہے
DAWN

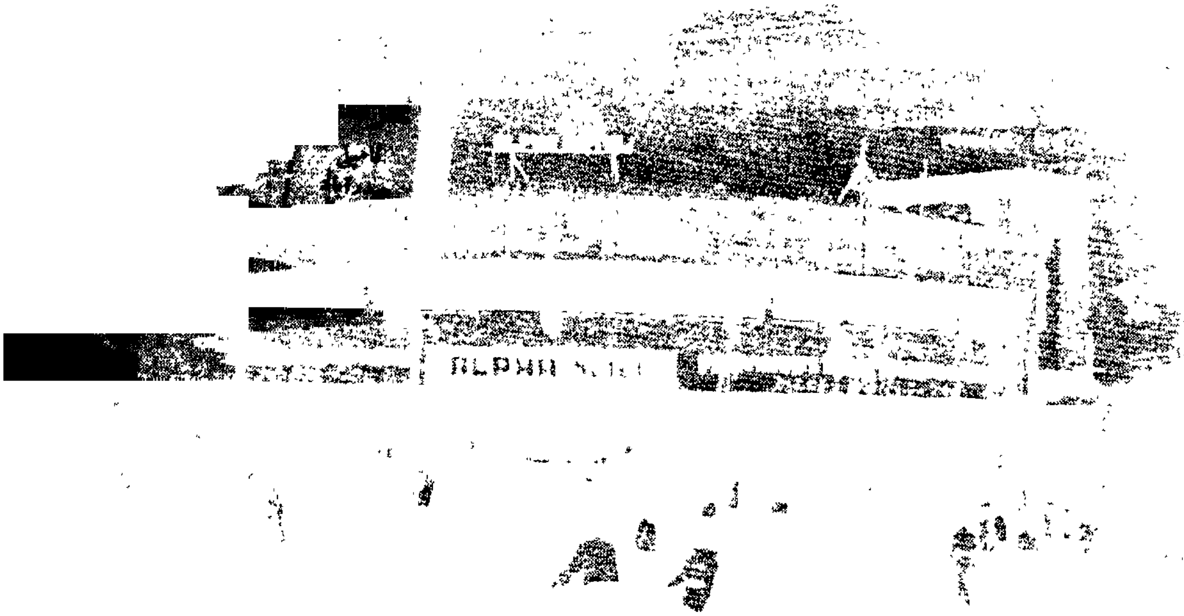

ایمباسی کیفے
چوراہا بشیر باغ حیدرآباد اے۔پی
انگریزی اور مغلائی کھانوں اور بہترین انتظام کیلئے اپنی آپ نظیر
ہے خاص کر یہاں کے کری پفس ہندگیر شہرت کے حامل ہیں
اگر آپ نے ایمباسی کیفے کے کری پفس نہیں کھائے ہیں تو گویا آپ نے کری پفس کھائے ہی نہیں یہاں سے
پالسنس POLSON'S اور لکٹوڈیکس LACTODEX
کا تازہ ترین اسٹاک بازار سے ارزاں حاصل کیجئے
Embassy CAFE
PHONE No 2372

SHIRAZ




REGD.H.507.
SHIRAZ
URDU
WEEKLY
Nampa
Hyd-A.P


کشمیر ہاؤس
امرتسری باریک چاول
اعلیٰ درجہ کے امرتسری باریک چاول کے لئے
کشمیر ہاؤس



علی کا مسند پیغمبری سمجھا تو کیا سمجھا
مسلماں کو عثماں یہی کہتا ہے کہ ...

اللہ

ذرا عشق کی وارفتگی سمجھا تو میں سمجھا
کوئی بابِ نجف کی بندگی سمجھا تو میں سمجھا

شیراز

سید صمصام شیرازی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر — مقام اشاعت: چادر گھاٹ گیٹ حیدرآباد (۲)، آندھرا

جلد ۱۵
روز دوشنبہ
۳ جولائی سنہ ۱۹۶۱ء
۲ ۱۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۱ھ
شمارہ (۳۵)

سلام محرم الحرام

(مطلع)
این ماتمِ شبیرؑ کہ بر روئے زمین است — ہم جلوہ دہے بزمِ جہاں دینِ مبین است
ایامِ عزا گفت دریدہ ہمہ دامن — این ماتمِ شبیرؑ دِرِ قلبِ حزین است
ہرچہ کہ بریزد بہ غمِ سبطِ پیمبر — ہر قطرۂ اشکم تو نگر دُرِ ثمین است
ثمر سبزی و شادابیٔ ہر پیروِ اسلام — ساعاتِ ہمہ سعد چہ گویم کہ قرین است
تفسیر و دگر شرح بگفتہ چہ نکاتے — در مصحفِ قدسی ہمہ آیاتِ مبین است
در شانِ نبیؐ فاطمہؑ حسنینؑ و علیؑ ہم — این پنج حروفے ہمہ کندہ بہ نگین است

(مقطع)
ہر چیز کہ بر وقت معین شدہ عثمان
از بہرِ زیارات کہ ساعات یقین است

(آمدہ از نذری باغ)
مرقوم یکم جون ۱۹۶۱ء

انتقال والدہ علی پاشاہ در کلینک فرنانڈز

(۱۰ر محرم الحرام [illegible] یوم [illegible] بجے)

(از بے قسمت مرحومہ کہ موت [illegible] بھی [illegible] قیام فرمایں [illegible]
جو دلیل بخشائش ہے۔)

فرمایا انکی علالت کا زمانہ دو ماہ سے زائد چل رہا تھا۔ جب کہ قلب کے دورہ کی وجہ
سے انکی حالت خراب ہوئی تو شب کے وقت بغیر انتظام وارڈ شہر کی دیوڑھی سالار جنگ سے
انکو یہاں منتقل کیا گیا۔ اور اس کے دوسرے دن سے باضابطہ انتظام وارڈ و تقرر ڈاکٹران و نرسان
وغیرہ شروع ہوا جبکہ ڈیڑھ ماہ تک وہیں رہیں (زیر نگرانی نندی باغ) اس کے بعد انکو پیڈ ویلا
لے جایا گیا۔ وہاں ایک ہفتہ عشرہ کے قیام کے بعد جسم میں خون دینے کی غرض سے پھر کلینک لایا گیا۔
اور یہہ کام کیا گیا اور پھر دو ہفتہ سے وہیں تھیں۔ اور جیسا کہ میں نے ایک دو مضامین لکھکر شیراز
میں طبع کردیا تھا ایک حالت پر مریضہ کا مزاج چل رہا تھا اور سب کا یہی خیال تھا کہ پیرانہ سالی
(۶۵ سال) اور دوسرے عوارض لاحقہ کی وجہ سے جو قوت فوت ہو چکی تھی وہ دوبارہ عود کرنا
محال تھا۔ مگر بقول جب تک سانس ہے آس ہے۔ جو کچھ انسان کے ہاتھ میں تھا الٹ پلٹ
کیا گیا۔ مگر مشیت کا فیصلہ تھا کہ آج کی تاریخ مذکورہ ماہ انکو دنیائے فانی چھوڑ کر جانا ہے کہ
ہر جاندار کے لئے موت ناگزیر ہے۔ دوسرے طرف شکر ہے کہ مریضہ کو مقصد حیات بھی
حاصل ہو چکا تھا۔ اور دادی و نانی بن چکی تھیں اور ماں و بچے خاندان سالار جنگ میں پیدا ہو کر معزز
طبقہ سے (دختر معین جنگ مرحوم) تعلق رکھتی تھیں جو کہ یہہ امور نسبت سے مزید برآں تھے۔

ف ۲۔ مگر آج صبح کا واقعہ جو دیکھا تو وہ یہہ تھا کہ مریضہ کو بے چینی تھی اور اضطراب تھا
جسکو میں نے کبھی پیشتر علالت کے زمانے میں نہیں دیکھا تھا بجز سکون سے پلنگ پر پڑے
رہتی تھیں۔ لہذا نئی چیز دیکھکر میں نے خیال کیا (نہ صرف میں بلکہ علی پاشاہ اور ڈاکٹر و اکبر
و تراب یار جنگ وغیرہ) کہ یہہ علامت اچھی نہیں ہے جو کہ پیدا ہوئی ہے جسکا [illegible]
نظر آتا ہے۔ چنانچہ آج صبح حسب عادت جیسا کہ روز آنہ جاتا تھا گیا تو مریضہ پلنگ پر بیٹھے
لیٹے مجھ سے بات کرتی تھیں (اپنے مزاج سے متعلق) الدین کر کے پھر نزدیک [illegible]

بیٹھکر بعد مزاج پرسی واپس آتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ جب میں کلینک سے واپس نذری باغ آیا تو ڈاکٹر واگیرے کو ٹیلیفون دیکر طلب کیا جو جونیئر نرس کو دیکھنے نا فونٹ پلینٹ گئے ہوئے تھے کہ چھوٹے صاحب کا مزاج بھی کھانسی اور آواز بیٹھ جانے سے درست نہیں تھا۔ خیر یہہ امور مذکورہ تو پیانتک رہے۔ مگر ڈاکٹر واگیرے دوبارہ مریضہ کو دیکھ کر نذری باغ آنکر رپورٹ دی کہ مریضہ کی حالت بگڑ گئی ہے کہ دقتِ تنفس ہے اور معلوم نہیں کہ اس کا کیا نتیجہ برآمد ہو۔ یہہ سنکر میں نے انکو کلینک واپس کیا کہ وہ وہاں ٹہیرے رہیں اور مجھے اطلاع دیتے رہیں۔ اس کے چند منٹ کے بعد ٹیلیفون سے مجھے خبر ملی کہ قلب کا دورہ ہوا۔ اور مریضہ کا انتقال ہوگیا۔

ف۳۔ آخر میں یہ قصہ ختم ہوئے بعد مجھے کچھ اور کہنا ہے کہ گو میں مریضہ کو ایک زمانۂ دراز سے جانتا تھا۔ مگر دوران علالت انکو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا تو یہہ سمجھا کہ مریضہ کی طبیعت سلجھی ہوئی تھی اور رنج و گل کا مادہ بھی چہرہ سے نمایاں تھا علاوہ شرافت کے۔ خدا مرحومہ کو جنت نصیب کرے۔ اور انکے بچہ علیؑ پاشاہ کی عمر دراز ہو کہ یہی والدین کا چشم و چراغ بنکر اپنے خاندان آبائی میں باقی ہے یہ شکل یادگار مرحومین اور خاندان نظام میں بوجہہ زوجیت صاحبزادی بشیر النساء بیگم نمایاں مقام حاصل کرے بمصداق

خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

نوٹ۔ چونکہ یہ کیس تیمارداری کا بعض وجوہ سے مخصوص تھا۔ لہذا نذری باغ نے کم و بیش دس ہزار کا بار برداشت کیا۔ جو دوسروں کے لئے یہہ ناممکن ہے۔ تمت بالخیر

مرقوم یکم جولائی ۱۹۹۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

آج خاک میں شکل مائی تھی | اور موسیٰ سے اکو لن ترانی تھی
کہتا ہے کربلا شوق مکاں | اور نجف میں بھی مدح خوانی تھی

(آمدہ از نذری باغ)

ریمارک متعلق کنگ کوٹھی شائع شدہ در اخبارِ انگارے مورخہ ۱۸ر محرم سنہ ۱۳۸۱ھ
(مطابق ۲ر جولائی سنہ ۱۹۶۱ء)

فرمایا اس میں ایک غلط روایت کو بیان کیا گیا تھا زمانۂ سابق کی کہ موجودہ نظام نے کنگ کوٹھی کو جبراً کمال خان جمعدار سے جنکی یہ جائداد تھی حاصل کیا تھا تو یہ بیان سراسر غلط ہے۔ بلکہ اصل واقعہ یہ تھا کہ مرحوم جمعدار چونکہ مقروض تھے۔ وراداے قرضہ کے سلسلہ میں اونھوں نے مرحوم سرکار کو دُعائی لاکھ میں اسکو فروخت کیا تھا (مع فرنیچر وغیرہ جوکہ اوس وقت اس مکان میں تھا متوسط حیثیت کا) اور خریدی بیتو خاں کے توسط ہوئی تھی جو صدر چابک سوار تھے اصطبل صرف خاص کے اور جو اکثر مرحوم سرکار کی پیشی میں رہتے تھے۔ چنانچہ یہ کارروائی ریکارڈ پر موجود ہے۔

دوم۔ چونکہ ہر چیز پر دو K.K. (کمال خاں) کا مانوگرام تھا۔ لہذا اس کو بعد خریدی مٹا دینا مناسب نہیں خیال کیا گیا۔ بلکہ عمادُالملک مرحوم کی تجویز کے مطابق اس کا نام کنگ کوٹھی مرحوم سرکار نے رکھا تھا۔

چنانچہ برسبیلِ تذکرہ اسی مانوگرام کی کیا بنا تھی یہ نام رکھنے سے متعلق اوس وقت کے ایک برٹش رزیڈنٹ نے مجھ سے استفسار کیا تھا تو میں نے یہی وضاحت کی تھی۔

خلاصہ یہ کہ اصل واقعات کو رنگ دیکر من گھڑت قصے بیان کرنا آجکل کے اشرار کا وطیرہ بن گیا ہے تاکہ غلط فہمیاں پیدا کر کے کسی نہ کسی طرح سے جلب منفعت حاصل کریں۔ مگر حق ہمیشہ حق رہے گا کذب نہیں بن سکتا اور نہ چھپائے چھپ سکتا۔

بقول۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

رہا معاملہ کنگ کوٹھی کو چھوڑ کر اخبار مذکور نے بلا جانبداری کے جو کچھ اپنی آزاد رائے لکھی ہے وہ ضرور صداقت پر مبنی ہے اور قابل داد بھی۔

مرقوم یکم جولائی سنہ ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

ریمارک نذری باغ متعلق ایک خبر شائع شدہ در ریاست مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۹۶۱ء

(متعلق کنگ کوٹھی)

فرمایا اس کا جواب صرف اسی قدر ہے کہ

این خیالست و محالست و جنون۔

دوسرے طرف ایسے بادہوائی غیر وقیع باتوں سے کام نہیں چلتا۔ تا آنکہ وہ معقول ہوں۔ اور مبنی بر دلائل۔ ورنہ عقلاء و مدبرین کے ہاں ردی کی ٹوکری کے قابل سمجھے جائیں گے۔

مرقوم یکم جولائی سنہ ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

موجود کس مقام پہ ترے جہاں نہیں
ہے کونسا وہ راز جو اس پر عیاں نہیں

پی پی کے رقص کرتے ہیں میخوار چنگ پر
زاہد کا خوش نصیبی سے یہ امتحاں نہیں

(آمدہ از نذری باغ)

انتقال عسکر یار جنگ مرحوم

فرمایا زمانہ گذشتہ میں مرحوم کے والد جبّار یار جنگ مرحوم ہائیکورٹ کے جج تھے۔ اور ان کے بیٹے مُشیر قانونی۔ اور یہ ہر دو طبقۂ وکلا میں درجہ اول کے قانونی لیاقت رکھتے تھے۔ اور یہ ہر دو نیک صفات کے تھے جو حیدرآباد میں پیشۂ قانونی میں نام کر گئے۔

دیگر۔ کچھ عرصہ ہُوا ہے کہ ان کے بھانجے باقر حسینؔ صاحب مرحوم بھی فوجداری کے وکلا میں سینیر مانے گئے تھے انتقال کر گئے۔ اور ان ہر سہ کو میں اچھی طرح جانتا تھا۔ خدا مرحومین کو جنّت نصیب کرے۔

مرقوم یکم جولائی سنہ ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

کیا خاک خوش ہو دل یہ کسی بدنصیب کا
پھوٹا ہے بھانڈا دیکھ لے آخر طبیب کا

کہتے ہیں یہ علومِ ریاضی و مذہبی
رتبہ بلند ہو سکے رہا ہے ادیب کا

(آمدہ از نذری باغ)

گروہ خدام حسینی

تذری باغ کے خانہ زادان جو نوحہ یا سلام یا زیارت پڑھتے ہیں۔

مجالس عزا میں ان کے نام یہ ہیں۔

فرمایا۔ اول صالح علیؑ۔ دوم ایمان علیؑ۔ سوم علی حسین (کبھی کبھی موخر الذکر کا چھوٹا بھائی منصور حسین ہر دو نواسہ جعفر مشہدی متوفی۔)

آخر میں زیارت ہمیشہ حسین علیؑ پڑھتا ہے۔

دعا اول ایمان علیؑ دوم حلمی انندی۔

[illegible] سلام [illegible] رہے ہیں۔

مرقوم یکم جولائی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از تذری باغ)

قطعہ

[illegible] باغ میں انداز دیکھنا ‖ کانوں میں بھی جو آتی ہے آواز دیکھنا
[illegible] کرم کے واسطے بیٹھے ہیں زائرین ‖ باب نجف کا ہے یہی در باز دیکھنا

(آمدہ از تذری باغ)

فرق مراتب کا جلوہ ہر جگہ کارفرما ہے

(ردفق)

فرمایا میں نے خوب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ جتنے دن تک پیلے بیگم۔ اور والدہ علی پاشاہ کا قیام فرنانڈز کی کلینک میں رہا بغرض علاج یا آپریشن وہ بات کسی اور کلینک میں یا اسی کلینک میں دکھائی نہیں دی۔ حالانکہ بعض افراد میرے ہی خاندان کے مثلاً میری لڑکیاں ہوں یا پوتیاں یا داماد بھی وہاں گئے تھے تو اس سے ظاہر تھا کہ یہ چیز صرف خداداد ہے۔ لہذا جس کے قسمت میں ہوتی ہے اوسی کو حاصل ہوتی ہے نہ کہ ہر ایک کو۔ ورنہ جو عنوان بالا ہے اِس کا معنے و مطلب فوت ہوجائے گا۔ جو کہ ناممکن ہے۔

مرقوم یکم جولائی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

آیا رسولؐ خاص ہدایت کے واسطے ‖ آیا امامؑ دیکھ خلافت کے واسطے
کرتا نہ اکیلا [illegible] ‖ دونوں ہیں ضبط و صبر مصیبت کے واسطے

(آمدہ از نذری باغ)

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

ترجمان اہلِ حق ہے قوم کی آواز ہے — خیر خواہ شاہ حق آگاہ یہ شیراز ہے

شیراز

ایڈیٹر: صمصام شیرازی

لافتیٰ الا علیٰ لاسیف الا ذوالفقار

حلوائی کی دوکان پر دادا کی فاتحہ

دفاتر معتمدین کی تعمیر کے سلسلہ میں کمیونسٹ پارٹی کے کسی لیڈر صاحب نے بڑی دُور کی کوڑی لائی ہے۔ چنانچہ ان صاحب نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ "دفاتر معتمدین کی تعمیر کے لئے کنگ کوٹھی مبارک اور ملحقہ عمارتیں حاصل کیجائیں"۔

بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبیست!

ہمیں بیان دینے والے صاحب کی بیان بازی پر مطلق حیرت نہیں ہے لیکن تعجب اس امر پر ہے کہ حیدرآباد کے سنجیدہ اخباروں نے اس دلِ آزار، مہمل اور شر انگیز بیان کو کس طرح شائع کیا!!؟

کیا اس بیان میں استحصال، شر، دل آزاری اور "احمد کی پگڑی محمود کے سر" والی ذہنیت کارفرما نہیں ہے؟ جب یہ مسلّم ہے کہ مذکورہ لیڈر صاحب کا یہ بیان دلِ آزار، شر انگیز اور انتخابات کی آمد آمد کا ایک شعبدہ ہے تو یہ بیان اس قابل تھا کہ ہماری سنجیدہ صحافت اس کو اپنے موقر جریدوں میں شائع کرنے کی بجائے ردی کی ٹوکری میں جگہ دیتی۔ اب بھی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مذکورہ بیان محض سہولنگاری کی وجہ سے چھپ گیا ورنہ ہمارے غیر فرقہ وارانہ، سنجیدہ اور تعمیری عزائم رکھنے والے اخبار مذکورہ بیان کو کسی قیمت پر بھی شائع نہیں کرتے

وہ تو خیر گزری کہ کمیونسٹ پارٹی کو آج سارے ہندوستان میں کہیں بھی اقتدار یا کم از کم مقبولیت حاصل نہیں ہے اگر بدقسمتی سے ہندوستان کے کسی علاقہ میں تین چار سال کے لئے کمیونسٹ حکومت قائم ہوتی تو آپ ہم دیکھتے کہ یہ اہلِ ملک کی خانگی جائیداد کے قطع نظر مسجدوں، مندروں، درگاہوں، مقبروں اور سمادھیوں کو حاصل کرکے اُن میں کمیونسٹ پارٹی کے دفتر، کافی ہاؤس اور بار قائم کرتے

خطیب منبر سلونیؑ

کا ارشادِ مبارک ہے کہ تمام فضائل کا کمال یہ ہے کہ آدمی کے عادات و اطوار شریف ہوں۔

قطعہ

چل گئی آج ہوا باغ میں بھی تیزی سے
کہتا جاتا ہے یہ نیرنگِ زمانہ ہر وقت

میری اُمید بر آئی ہے عرق ریزی سے
بچ گئے وہ اے دلِ حسد تو خونریزی سے

(آمدہ از نذری باغ)

دفاتر معتمدین کے لیے کنگ کوٹھی مبارک کا مطالبہ

ایسا ہی ہے جیسے کوئی حلوائی کی دوکان پر اپنے دادا کے فاتحہ پڑھے

کسی نے سچ کہا ہے کہ زمانہ خواہ لاکھ بدلے لیکن حقیقی اور دوامی قدریں کبھی نہیں بدلتیں۔ مثلاً آج سے ایک ہزار سال پہلے بھی انصاف کو اچھی نظر سے دیکھا جاتا تھا آج بھی اچھی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور آئندہ بھی اچھی نظر سے دیکھا جائے گا۔ زمانہ کا انقلاب حقیقی قدروں پر کبھی بھی اثر انداز نہیں ہوتا۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کسریٰ نوشیروان عادل اپنا محل تعمیر کروانا چاہتا تھا۔ محل کیلئے جو زمین منتخب کی گئی تھی اس کے ایک گوشہ میں ایک بوڑھی عورت کا جھونپڑا تھا۔ بڑھیا سے کہا گیا کہ زمین کی منہ مانگی قیمت لے کر اپنا جھونپڑا اٹھا لے لیکن بڑھیا کسی قیمت پر بھی زمین فروخت کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوئی۔ اس نوبت پر اراکین سلطنت نے نوشیروان کو مشورہ دیا کہ بڑھیا سے زبردستی زمین حاصل کر لی جائے لیکن نوشیروان نے اپنے محل کے احاطہ کو تکونا تعمیر کروانا پسند کیا اور بڑھیا سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ یہ تھی عدل و انصاف کی سچی قدر جو تقاضہ [illegible]

اعلیٰحضرت حضور نظام کے زریں دور میں عثمانیہ عدالت العالیہ کی تعمیر ہوئی۔ کھدائی کے وقت عدالت کے صحن میں دو جگہ دیول کے آثار برآمد ہوئے اگر چاہتے تو وہ آثار پوشیدہ کردئے جاسکتے تھے لیکن عدالت العالیہ کے صحن میں دیول کو بھی برقرار رکھا گیا اور اسکی تعمیر و ترمیم کی گئی اور مناسب جگہ چھوڑ کر عدالت کی عمارت بھی بنائی گئی یہ ہے حقیقی انصاف، حقیقی عدل، حقیقی رواداری اور حقیقی مساوات و انسانیت!

آج ایک ایسے انصاف پسند بادشاہ کے رہائشی محل کو دفاتر معتمدین کی تعمیر کے لئے طلب کرنے کی رائے دینا نہ صرف شرانگیزی اور دل آزاری بلکہ ناحق شناسی بھی ہے۔

آیت اللہ ریحانی کی روانگی

صدر سیدۃ الزہرا کمیٹی آقای حسین ضابطہ اطلاع دیتے ہیں کہ [illegible] کو آیت اللہ فی الانام حجۃ الاسلام اشرف الحاج آقای سید علی رضا ریحان مدرس مدظلہ بعزم تہران ذریعہ طیارہ [illegible] روانہ [illegible] سعادت حاصل کریں گے

شیراز اہل حق کا ترجمان اور صاحبان ذوق کا اخبار ہے

قطعہ

چلنے لگی صبا بھی کس ناز سے چمن میں ‖ مے کا بھی دور چلتا ہے آج انجمن میں
کہتا ہے دورِ ماضی ہر ایک سے یہ عثماں ‖ کیا شان کی حکومت تھی خطۂ دکن میں

(آمدہ از نندی باغ)

حجتہ الاسلام آیتہ اللہ فی الانام اشرف الحاج آقای سید علی رضا ریحان مدظلہ

آج ہم ناظرین سے ایران کے ایک نامور عالم متبحر اور فاضل اجل آیتہ اللہ فی الانام حجتہ الاسلام اشرف الحاج آقای سید علی رضا ریحان کا تعارف کراتے ہیں۔ جن کا نام نامی دنیاے اسلام میں آفتاب کی سی تابانی حاصل کر چکا ہے اور جو اپنے علم و عمل اور اپنے بے نظیر تصنیفات و تالیفات سے آسمان فضیلت کے ایک درخشندہ ستارے ہیں۔ جنکا زہد و اتقا مسلمہ ہے۔ اور وہ آج کل محض علمی خدمت کے تحت سرزمین حیدرآباد پر تشریف فرما ہوئے ہیں۔

آپ ایران کے ایک ذی علم خاندان کے چشم و چراغ ہیں آپ کے والد مرحوم آقای سید محمد شہرستانی یزد میں ایک خاص شہرت و عظمت کے مالک اور اپنے علم و فضل و زہد و تقویٰ کی وجہ سے اعلیٰ منصب فضیلت پر فائز تھے۔ جنکا مزار یزد میں آج زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آیتہ اللہ ریحان اپنے پدر بزرگوار کے فیض تربیت کا نشان ہیں۔ جو پہلے تو اپنے وطن یزد میں تحصیل علم کرتے رہے پھر شہر قم کے دارالعلوم میں آکر وہاں کی نامور شخصیتوں سے استفادہ علمی کیا۔ ان شخصیتوں میں سے ایک علامہ الحاج آیتہ اللہ الکبریٰ شیخ عبدالکریم حائری طاب ثراہ ہیں۔ جو حوزہ علمیہ قم کے موسس ہیں۔ قم میں یہ ایک زبردست علمی درسگاہ (جامعہ) ہے جہاں ہزاروں شیعی طالب علم تحصیل علم کرتے ہیں۔ پھر وہاں سے فارغ ہو کر آپ طہران تشریف لائے۔ آیتہ اللہ ریحان کے دینی کارگزاریوں میں سے ایران کے پایہ تخت طہران میں ایک شاندار مسجد کی تعمیر ہے۔ خصوصاً مسجد سجاد یزدیہا جو طہران کی خوبصورت جامع مسجد ہے۔ اور اپنی خاص خصوصیات و امتیازات کی وجہ دور حاضر کی خوبصورت مساجد میں سے ہے۔ جنکے ساتھ کتب خانہ مع عصری ضروریات و لوازمات کے ہے۔ اور جو اپنے منتظمین و بانیان کی اعلیٰ کارگزاری و نفاست پسندی و انتظام و سلیقہ مندی کی شہادت دیتا ہے۔ آیتہ اللہ ریحان ہی وہاں کے متولی و نگران ہیں۔ موصوف اس کتب خانہ کے استحکام کے لئے اپنی تمامتر توجہ مبذول فرمائی ہے۔ اور اہل وطن کو اس کی مالی و علمی امداد پر آمادہ کیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ کتب خانہ بہت سے علم دوست اصحاب کا مرکز توجہ بنا ہوا ہے۔

آیتہ اللہ العظمیٰ آقای سید حسین بروجردی اعلی اللہ مقامہ کی فرمائش پر آپ بمبئی تشریف لائے تھے جب کہ بمبئی کے بعض حلقوں سے اپیل کی گئی تھی [illegible] کے لئے [illegible] کا انتخاب کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس مقصد کے تحت آپ کا قیام رمضان [illegible] تک بمبئی میں رہا اس کے بعد آپ ایران تشریف لے گئے۔

آپ کے قلمی کارنامے بھی بہت گرانقدر ہیں۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف و مولف [illegible] آپ کی تصنیف [illegible] (آئینہ دانشوران) ہے جو دو مرتبہ زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے [illegible] کتاب [illegible] (انشاء و علم بیان) ہے جو ایران کے محکمۂ تعلیمات کی منظور شدہ [illegible] میں [illegible] دبستان بلوچ [illegible] کو آپ نے عربی زبان سے اپنی مادری زبان فارسی [illegible]

کیا ہے۔ آپ کی ادبی قابلیت بہت اعلیٰ ہے اور آپ کی طرز تحریر جدید اسلوب کی حامل ہے جو جدید فارسی ادیبوں سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ اس کے علاوہ آپ مفسر قرآن بھی ہیں۔ آپ کی (تفسیر ریحان) کا کچھ حصہ طبع ہو چکا ہے اور باقی زیر طبع ہے۔

آجکل آپ دو اہم کتابوں کی تالیف و تصنیف میں مشغول ہیں ان میں سے ایک کتاب کا نام (کتاب بائیکہ خواندہ ام) اور دوسری کا نام ہے (مقایسہ اصول فقہ فریقین) آخرالذکر کتاب کی اہمیت اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اس میں اسلام کے ہر دو فرقوں (سنی و شیعہ) کے اصول فقہ پر عالمانہ طریقہ پر روشنی ڈالی گئی ہے جکو ہر دو فریق کے علماء یکساں دلچسپی اور توجہ سے پڑھیں گے یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک جدت کی حامل اور آیت اللہ کے نئے انداز فکر کی آئینہ دار ہے۔ ان ہر دو کتابوں کی تیاری کے لئے مواد مطلوبہ کی فراہمی آیت اللہ ریحان کی موجودہ سیاحت کا اولین مقصد ہے۔ اور اسی لئے موصوف اپنے برادران ایمانی سے التماس کرتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے کتب خانوں سے اس قسم کا مواد رکھنے والی کتابوں کی جانب رہبری کریں۔

دوسرا اہم مقصد آپ کی موجودہ سیاحت کا یہ ہے کہ اس حوزہ علمی قم (قم کی درسگاہ عمومی) کے لئے جس میں چھ ہزار طلاب کی تعلیم کا بندوبست ہے۔ اور اس حیثیت سے ایک زبردست علم کا مینار ہے۔ شیعی ارباب فکر و نظر، علم دوست اور دانش پرور اصحاب کی توجہ بھی اس طرف منعطف کرا سکیں۔

سلام

از جناب نواب سید محمد ذکی صاحب نبیرہ نواب غازی جنگ بہادر

یہ سلام لندن سے بوساطت نواب محمد افضل علی خاں بہادر (نور الامرائی) بغرض طباعت موصول ہوا ہے

غمِ حسینؑ سے فطرت میں انقلاب ہوا | سکوں کے واسطے دل محوِ اضطراب ہوا
متاعِ دل کا رہا احترام قدرت کو | اِدھر جو ہم نے لٹایا اُدھر حساب ہوا
مجھے کرم کی طلب تھی تو امتحاں تھا ترا | مرا سوال مگر حاملِ جواب ہوا
رسولؐ محوِ نظر ہو گئے شبِ معراج | علیؑ کے حسن سے ظاہر تھا جو خطاب ہوا
فقط حسینؑ ہیں پیری ہو پھر بھی لڑتے ہیں | یہ عزم رونقِ ہنگامۂ شباب ہوا
حسینؑ پیکرِ ضبطِ فغاں ہوئے آخر | فسانۂ دلِ تنہا بھی لاجواب ہوا
تڑپ کے شکوہ کیا بھی تو عشق اور بڑھا | گناہ دل نے کیا یوں کہ بس ثواب ہوا

فدا ہے دل پہ ترے حسن کائناتِ ذکیؔ
بھلا یہ یوں ہی غلامِ ابوترابؑ ہوا

اہمیت حجاب نسواں

(۲)

بسلسلہ گذشتہ

از سید الواعظین آقای سید عباس شاہ منصوری خراسانی!

مسئلہ حجاب نسوان از آن وقت اہمیت زیادی در دنیا حاصل نمودہ است کہ اثرات تقلید تمدن اروپائی در ممالک اسلامی سرایت نمودہ است و ہر چند تجدد مغربی زیادتر می شود اہمیت حجاب نسوان ہم زیادتر میگردد۔ بعقیدہ من از تمام مسائلیکہ بین تمدن قدیم و تمدن جدید معرض بحث قرار گرفتہ است مسئلہ حجاب نسوان از ہمہ زیادتر اہمیت دارد چون کہ اثر کشف حجاب بہ حالات نصف بلکہ زیادتر از نصف نوع انسانی و طرز زندگی آنان ظاہر میگردد مخصوصاً آزان وقتیکہ بر خلاف حجاب در ممالک اسلامیہ انقلاب تولید گردید کہ اول آنہا ترکیہ و دوم مصر و سوم ایران است و بعد بتدریج بہ سائر ممالک اسلامی مثلاً عراق و شام و حجاز و افغانستان و ہندوستان وغیرہ ہم اثر نمودہ است۔ در این صورت کسانی کہ علانیہ خلاف مذہب و آئین الٰہی می باشند برای آنہا آسان است کہ بگویند مذہب مجموعہ خرافات و اوہام است و حجاب و نقاب ہم یکی از آن اوہام میباشد لیکن کسانی کہ ظاہراً علاقہ بہ مذہب دارند برای اینکہ تجدد و فرنگی مآبی را حق بجانب ثابت نمایند آیات قرآنی و احادیث نبوی را غلط تاویل می نمایند و اینطور می فہمند و می فہمانند کہ حجاب حکم اسلامی نیست۔ و کسانیکہ در رگ رگ آنہا تقلید مغرب پرستی و تجدد پسندی مملو می باشد چارہ ای غیر از این ندارند کہ میگویند کہ در اسلام حجاب وجود ندارد و عمل ایکہ (۱۳۸۰) سال در اسلام رائج است۔ آنرا غلط ثابت نمایند کہ معاذ اللہ کشف چہرہ جائز است۔ کسانیکہ علانیۃً منکر مذہب می باشند۔ ما با آنہا سرو کاری نداریم چون کہ موضوع بحث ما از روی اصول مذہب و حقانیت آن می باشد۔ البتہ آن کسانیکہ قائل بہ مذہب و حقانیت اسلام و احکامات قرآنی ہستند برای آنہا حقیقت حجاب را عقلاً و نقلاً واضح می نمائیم۔ و نفع و ضرر آنرا ہم توضیح میدہیم۔ بنظر من اغلب از مسائلیکہ ما مورد بحث قرار میدہیم خیالی و زبانی می باشد ولی مسئلہ حجاب (مسئلۂ زندہ) و عملی می باشد کہ بایستی در این خصوص تفکر نمود۔ اصل مقصد حجاب نسوان یک نکتہ اخلاقی است تا اینکہ مرد نتواند از روی خیانت یک قدم بطرف زنان بردارد۔ در این نکتہ بجز (اشتراکیون) کسی دیگر اختلاف ندارد کہ آنان زن را (ملک مشترک) قرار میدہند و الحمد للہ در ہندوستان ما (مطابق اصطلاح قدیم پاکستان ہم شامل است) کسی حامی اشتراکیت وجود ندارد و ہیچ

سبب است که اصل اساس حجاب در ما قائم است
دبا وجودیکه ده ۱۵۰ سال تسلط اروپائی ها در ما غلبه
داشت ولی الحمد لله بواسطه غیرت وحمیت فطری هندوستانی
که در سرهند طبقه هندو ومسلم هردو تا وجود دارد اثرات
مغربی بما کمتر اثر کرده است. در آن خانمانی که حجاب را
دفعتاً بر داشتند در بعضی آنها حالاتی بوقوع پیوست.
که قلم از نوشتن آن و زبان از گفتن آن شرم دارد.
و تقلید کورانه اروپائی موجب اضمحلال اخلاقی و
خانداني آنان گردیده است. و بعضی ها هم که زباناً و
قلماً برخلاف حجاب جهادی نمایند لیکن از خانمان خود
شان حجاب را بر نمیدارند از این ترسی که مبادا خاندان
آنها هم مثل بعضی از ممالک اروپا ... اخلاقی
بشوند. همان اروپائی ها ایکه آنان تقلید ... نمایند
امروز خودشان از خرابی تمدن و آزادی نسوان به تنگ
آمده اند و در صدد علاج می باشند که چطور زنان برهنه
و نیم برهنه موجب زوال قومی و تباهی اخلاقی آنان
گردیده اند. در عالم اسلامی امروزه باند ازه برخلاف
حجاب اقدامی می نمایند که ممکن است عنقریب اساس
اصول اسلام را متزلزل سازند لهذا برحق شناسان
دین اسلام لازم است که زباناً و قلماً با تمامی قوای خود
حمایت اسلام را بنمایند و نگذارند که حجابی که ۱۳۰۰
در ما مانع و حفظ ناموس ما بوده است. مورد تاراج
شهوت پرستان گردد. و اگر چه بدانیم که سعی ما نتیجه ای
ندارد ولی مسئولیت و ذمه داری خود را باید کاملاً

ادا نمائیم. تا آینده مورد سرزنش اولاد خود نشویم.
اسلاف گذشته های ما برای جلوگیری از فساد اینکه از
امتزاج زن و مرد و آزادی آنان تولید میگردد. قانون
حجاب را به سختی رواج دادند و اکنون هم خیلی از عقلا
و دانشمندان دنیا قائلند که حجاب موجب جلوگیری از
مرام شهوت پرستان می باشد و آزادی نسوان بزرگترین
سبب عیاشی و بربادی اقوام عالم گردیده است. بهر
حال یک حصه بزرگ از نوع انسانی حجاب را لازم داشته
و در استحکام آن سعی بلیغ دارند و حالا خراب کردن
این عمارت اخلاقی برای خلفها و اولاد اینان آسان
است ولی بعدها که به نتائج وخیم و خراب کشف حجاب
مبتلا شدند غیر از حسرت و ندامت و پشیمانی چاره دیگر
برای آنها نخواهد بود. ممکن است که باز کوشش کنیم که
این رسم را جاری سازیم ولی بدانید که خراب کردن
عمارتی آسان باشد ولی برای تعمیر آن مدت زیادی
ضرورت باشد که آن عمارت را به حال اولیه آن باز
آورد. در صورتیکه این عمارت اخلاقی حجاب از خشت
و آجر و سنگ و گچ و آهک نمی باشد بلکه این یک عمارت
اخلاقی و قومی است که بزحمات چندین صد ساله اسلاف
ما تعمیر شده است. حالا برای تجدد پسندیدی و تقلید
فرنگی ها میخواهند این عمارت عالیشان و این خزانه
گرانبها را برباد و تباه نمایند که نیاکان ما به مشقات
زیاد و قربانی های بی شمار حاصل نموده اند.

خلق را تقلیدشان بر باد کرد ۞ ای دو صد لعنت براین تقلید باد
(مولانا روم)

حجاب قبل از اسلام

وقتیکہ ما میگوئیم (قبل از اسلام) در این ذو مطلب است یکی اقوامیکہ در آن وقت ادعای تمدن می نمودند۔ آیا در میان آنہا حجاب رواج بود یانہ دوم مذاہبی کہ قبل از اسلام رواج داشت آیا تعلیم حجاب ہم در آنہا موجود بود یانہ؟ قسم اول اقوامی کہ در آن زمان متمدن و قوی بنظر می آمدند دو قوم بودند یکی مملکت فارس و یکی مملکت روم و عرب و سایر ممالک زیر اثر یکی از این دو اقوام بودند چنانچہ عراق زیر اثر فارس و مملکت شام تحت اقتدار روم بود و بعلاوہ بواسطہ علم و حکمت مملکت یونان ہم شہرتی کامل حاصل نمودہ بود و تمدن یونانی ہم تسلط کاملی پیدا کردہ بود۔ وقتیکہ تاریخ را مطالعہ می نمائیم معلوم می شود کہ در مداین و فارس ہم حجاب نسوان موجود بود و مملکت روم با آن ہمہ شوکت و قوت حجاب را با کمال سختی پابند بودند۔ مورخین می نویسند کہ زوال مملکت روم وقتی شروع شد کہ مردان شہوت پرست زنان سادہ لوح خود را بہ کشف حجاب آمادہ نمودند و رفتہ رفتہ ہوا و ہوس پرستی باندازہ ای در روم ترقی نمود و جنون شہوت رانی بہ درجہ ای رسید کہ زنہا در مہمات دولتی دخیل شدند و بدست ہمین آتش مملکت بان عظمت تباہ و برباد گردید۔ در آن زمان یک حکیم و واعظ مشہور روم موسوم بہ (کاتی) در تقریرہای آتشین خود ملت را بہ فراہم نمودن حجاب متوجہ می نمود و میگفت: ملت بہ دو بیماری سخت مبتلا شدہ است یکی طبقہ مالدار کہ باندازہ بخیل و حریص شدہ اند دیگر اقتدار و حکمرانی طبقہ اناث کہ از حد گذشتہ است لکن اثرات ہوا و ہوس پرستی باندازہ ای در رگہای ملت روم اثر کردہ بود کہ این تقریرہا (کاتی) بآنہا ذرہ ای اثر نکرد و بالآخرہ آنچہ باید بشود شد۔ زنان یونانیہای قدیم بہ چہرہ ہای خود یک قسم نقابی می انداختند کہ تمام صورت آنہا پوشیدہ می شود و در موضوع حجاب باندازہ ای پابندی مخصوصی داشتند کہ گلفتہا ہم وقتیکہ از منزل بیرون می آمدند بہ چہرہ خود شان نقاب می انداختند و بعلاوہ در چین آنہا یک قسم حجاب مخصوصی رایج بود کہ شکل و مقدار قد و قامت زنان معلوم نمی شد۔ در اسپین وقتیکہ زنہا از منزل بیرون می رفتند باپردہ و حجاب بودند و پوشاندن چہرہ را یکی از فرائض اولیہ خود می دانستند۔ در اروپا تا ظہور این تمدن و تہذیب جدید موجود بود و حجاب کاملا مراعات می شد چنانچہ در مملکت روسیہ کہ امروز مرکز آزادی نسوان است تا سنہ ۱۷۲۶ حجاب نسوان رایج بود۔ قسم دوم یعنی مذاہب مختلفی کہ قبل از اسلام رایج بود آیا حجاب در آنہا مقرر بود یا نہ۔ قبل از تعلیم اسلام در دنیا زیادتر پیروان دو مذہب بودند یکی یہود و دیگر نصاری۔ کتاب مقدس یہودیہا

تورت و ملحقات او کہ بہ (عہد نامہ قدیم) مشہور است و کتاب مقدس نصاری (انجیل و ملحقات او) یعنی در انجیل عہد جدید قول حضرت مسیح اینطور است :- در بشا گفته شد کہ زنان را نظر نکنید من بشما میگویم کہ بہ برقعہای آنہا ہم نگاہ نکنید) از این معلوم می شود کہ در شریعت عیسوی ہم نگاہ کردن بزن نامحرم ممنوع بوده است۔ و نیز معلوم می شود کہ با چادر برقع ہم رواج بود کہ حضرت عیسیٰ بہ برقع نگاه کردن ہم ممنوع فرمودند۔ در کتاب تورت سفر پیدائش باب ۲۴ این حرف مندرج است کہ یک روز وقت عصر حضرت اسحٰق با زوج خود (ربقہ) بیرون رفتند و بہ سیاحت مشغول بودند کہ ناگاه قافلہ ای بہ نظر آید فوراً ایشان برقعہ ای گرفتند و از آن بہا حجاب نمودند۔ در سفر امثال باب ہفتم در اوصاف زنان بد فصلت چنین مسطور است :- (این قسم زنان پاہاشان خستہ نمی شود چرا کہ گاہی بیرون اندو گاہی در شاہراہہا و کوچہ ہا) پولس در باب یازدہمین انجیل می نویسد کہ (ہر زنی کہ سر برہنہ دعا نماید۔ او سر خود رسوا نموده است) و نیز مرقوم است کہ (مرد از برای زن نباشد بلکہ زن را خدا برای مرد خلق نموده است و زن باید بر سر خود چادر عزت را بگذارد) در فصل دوم کہ در نامہ ای کہ بہ (تیطس) نوشتہ :- (بہ زنہای جوان باید نصیحت کرد کہ شوہران خود را دوست دارند و عفیف و خانہ نشین باشند و در خانہ ہای خود بمانند) از این بیانات معلوم می شود کہ در ہر شریعتی امتیاز

بین زن و مرد قائل بودند و برای طبقہ اناث مسئلہ حجاب واجب بوده است۔ حالا باید دید کہ آیا در خود ملک عرب قبل از اسلام حجاب بود یا نہ؟ قبلاً باید دانست کہ در زمانہ جاہلیت برای شناختن تاریخ و تمدن و معاشرت عرب بالاترین ذریعہ و وسیلہ اشعار آنان بوده کہ مقولہ ایست (الشعر دیوان العرب) اشعار خزانہ دفتری قوم عرب است۔ چونکہ در اشعار آنہا تصنع و اغراق شاعرانہ موجود نبود و زیادتر شاعری آنہا از روی فطرت و حقایق مبنی بود و از آن رو کاملاً بہ حالات آنہا می توانیم پی ببریم۔ از مطالعہ اشعار عرب ظاہر می شود کہ در زمان جاہلیت ہم حجاب موجود بوده است و صاحبان غیرت و شرافت پوشیدن چہره و صورت زنان خود را یکی از بہترین رسومات ملی خود میدانستند لباسہا ایکہ چہره خود را مخفی می نمودند چند قسم بود اوّل (قناع) یعنی مقنعہ چنانچہ عنترہ بن شداد در قصیده مشہور (سبع معلقات) خود می نویسد۔

إِنْ تُغْدِفِي دُونِي القِنَاعَ فَإِنَّنِي طَبٌّ بِأَخْذِ الفَارِسِ المُسْتَلْئِمِ

یعنی اگر روبروی من تو مقنع بیاندازی آہنی برای من مدار د چونکہ من در فن بدست آوردن و قبضہ نمودن شہسواران زره پوش وا قفیت تمام دارم۔ از این شعر معلوم میشود کہ در آن زمانہ مقنع جزو لباس زنان بوده است و بعلاوه اینکہ از مقنعہ چہره خودشان را می پوشانیدند از شعر ذیل ظاہر میگردد۔!

فَلَمَّا تَوَافَقْنَا وَسَلَّمْتُ أَقْبَلَتْ وُجُوهٌ زَهَاهَا الحُسْنُ أَنْ تَتَقَنَّعَا

نوعِ انسانی کو تپ دق سے نجات دلانے کیلئے امریکی ڈاکٹر کی تگ و دو

امریکہ کے مشہور ڈاکٹر ڈیوبس اور ان کے ساتھی تپ دق پر قابو پانے کے لئے سرگرم تحقیق و مطالعہ [illegible] چوہوں پر مختلف قسم کے تجربے کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ خوراک میں پروٹینز کی کمی تپ دق کا باعث ہوسکتی ہے گو چند نفسیاتی وجوہ بھی اس کے لئے ذمہ دار ہیں۔ انہیں امید ہے کہ ایک روز وہ اس مرض پر بہت حد تک قابو پاسکیں گے۔

صرف سو سال پہلے کی بات ہے کہ تپ دق کی تشخیص موت کا وارنٹ تصور کی جاتی تھی۔ اس وقت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ جو بات ناگزیر ہے اس سے لڑنے کی کوشش کیوں کی جائے؟ لیکن ہمیشہ کچھ ایسے مرد اور عورتیں بھی ہوتی ہیں جو ناگزیر کو قبول نہیں کرتیں اور جو اپنے ساتھی انسانوں کی حالت کو بہتر بنانے کی جدو جہد کرتی ہیں۔ ایسے ہی اشخاص میں سے ایک۔ عالم جراثیمیات اور تجربے کرنے والے ماہر تشخیص امراض ڈاکٹر رینے جے ڈیوبس ہیں جنہوں نے ۳۰ برس سے زیادہ عرصہ ایسے جراثیم کا مطالعہ کرنے میں صرف کیا ہے۔ جو تپ دق کا باعث ہوتے ہیں۔ راک فیلر انسٹی ٹیوٹ کی ایک لیبارٹری میں جہاں سے نیویارک کے "ایسٹ ریور" کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر ڈیوبس کی نگرانی میں محققوں کی ایک ٹیم تپ دق کے متعلق تحقیق کر رہی ہے۔

رینے ڈیوبس ۱۹۰۱ء میں سینٹ براشس (فرانس) میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے ہیوں ویلے اور پیرس (فرانس) کے سکول اور کالج میں تعلیم پائی تھی۔ اور ۱۹۲۴ء میں امریکہ چلے گئے تھے جہاں آپ رجرس یونیورسٹی نیو برنزوک (نیو جرسی) میں نائب محقق اور جراثیمیات کے معلم مقرر ہوئے ۱۹۲۷ء میں انہوں نے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری حاصل کی۔ اس وقت سے آپ راک فیلر انسٹی ٹیوٹ کے عملے میں شامل ہیں۔ بیچ میں آپ نے تھوڑے سے عرصے کے لئے ہارورڈ یونیورسٹی کے میڈیکل سکول میں معلم کے طور پر کام کیا تھا۔

قریباً ہر ایسے فرد پر جو تپ دق کے جراثیم کے رابطے میں آتا ہے اس بیماری کا حملہ ہوسکتا ہے۔ لیکن بہت سے اشخاص کی حالت میں جراثیم خوابیدہ اور بے عمل رہتے ہیں کیونکہ ان کے اجسام اور جراثیم میں توازن قائم رہتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گو ان میں جراثیم موجود رہتے ہیں تاہم ان کے جسم کی قدرتی قوت مزاحمت انہیں بڑھنے سے روکتی ہے۔ ڈاکٹر ڈیوبس کا بیان ہے کہ اگر جسم کا شاندار میکانکی نظام جراثیم پر کنٹرول رکھتا ہے تو ہم صحت مند رہتے ہیں۔ لیکن اگر جراثیم کامیاب ہو جائیں تو ہم بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں

ایسا کیوں ہوتا ہے کہ جراثیم بعض مریضوں میں بے اثر رہتے ہیں اور دوسرے مریضوں میں سرگرم ہو کر تپ دق پیدا کر دیتے ہیں؟ ڈاکٹر ڈیوبس نے بتایا کہ اس سے پہلے کہ یہ جراثیم بڑھ سکیں ان کے لئے جسم کے اندر موافق حالات کا ہونا ضروری ہے۔ جسم کی قوت مزاحمت کے کمزور پڑنے کے کئی اسباب ہیں۔ ڈاکٹر ڈیوبس اس وقت اس بات کا پتہ لگانے کے لئے تحقیق کر رہے ہیں کہ دنیا کے بعض ملکوں میں تپ دق زیادہ پھیلا ہوا ہے۔ اس سے ڈاکٹر ڈیوبس خیال کرنے لگے ہیں کہ خوراک اور بیماری میں گہرا تعلق ہے۔ [illegible] "جہاں کہیں لوگ زیادہ تر چاول [illegible] یا [illegible] اناج پر گزر کرتے ہیں۔ اور گوشت اور دودھ مکھن وغیرہ استعمال نہیں کرتے وہاں تپ دق ایک شدید مسئلہ بنا ہوا ہے۔ یہ حالات دنیا کے بہت پسماندہ ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ تپ دق کے خلاف قوت مزاحمت اس وقت کم ہو جاتی ہے جب خوراک میں کافی پروٹین نہیں ہوتی۔ یا اس میں ادنیٰ قسم کی پروٹین پائی جاتی ہے۔" ہماری [illegible] قوت مزاحمت اور خوراک کے متعلق اپنے خیال کو ثابت کرنے کے لئے ڈاکٹر ڈیوبس اور ان کے ساتھیوں نے تجربوں کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ یہ تجربے چوہوں کے تین گروہوں پر کئے گئے ہر گروہ میں دس چوہے تھے جو تمام ایک ہی نسل اور ایک ہی عمر کے تھے۔ پہلے گروہ کی گولیوں پر باقاعدہ طور پر پرورش کی گئی۔ یہ ایک متوازن خوراک تھی۔ جس میں کاربو ہائیڈریٹ، چربی، معدنیات، وٹامن، اور اعلیٰ قسم کی پروٹین شامل تھی۔ دوسرے گروہ کی ایک ایسی خوراک پر پرورش کی گئی جو پروٹین کو چھوڑ کر متوازن تھی۔ اس خوراک میں ایک نباتاتی قسم کی پروٹین شامل تھی۔ جو گھٹیا قسم کی پروٹین تھی اور جو زیادہ تر دنیا کے پسماندہ ملکوں میں استعمال ہوتی ہے۔ چوہوں کے تیسرے گروہ کی ایک ایسی خوراک پر پرورش کی گئی جو دوسری دو خوراکوں سے ملتی جلتی تھی۔ لیکن اس میں کیسین کی مقدار زیادہ تھی جو ایک حیوانی پروٹین ہے۔ اور دودھ سے حاصل کی جاتی ہے۔ تحقیق اور مشاہدہ سے پتہ چلا کہ پہلے اور تیسرے گروہ کے چوہوں کا وزن تیزی سے بڑھتا گیا اور وہ خوش و خرم اور صحت مند معلوم ہوتے تھے۔ گھٹیا قسم کی پروٹین پر پرورش پانے والے چوہے زیادہ وزن حاصل نہیں کر سکے۔ سائنسدانوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ شرح اموات سے تجرباتی خوراکوں کے نتیجے کے طور پر قوت مزاحمت میں ہونے والی کمی یا بیشی کے متعلق صحیح اعداد و شمار کا پتہ چلے گا۔ چنانچہ چوہوں پر ایک ایسے خاص کمرے میں تپ دق کے جراثیم چھوڑے گئے جس میں باہر کی ہوا نہیں جا سکتی تھی۔ کمرے میں ایک خاص پچکاری سے جراثیم چھوڑے گئے۔ اور چوہے سانس کے ساتھ ان جراثیم کو اسی طرح اپنے اندر لے گئے جس طرح انسان لے جاتا ہے چند ہفتوں کے بعد نتائج نکلنے شروع ہو گئے۔ ڈاکٹر ڈیوبس نے دیکھا کہ دوسرے گروپ میں دس میں سے

سات چوہے مر گئے۔ یہ وہی گروپ تھا جس نے گھٹیا قسم کی نباتاتی پروٹین پر پرورش پائی تھی۔ پہلے گروپ جس نے باقاعدہ متوازن خوراک پر پرورش پائی تھی۔ صرف دو چوہے موت کا شکار ہوئے۔ تیسرے گروپ میں جسے حیوانی پروٹین کی خوراک دی گئی تھی صرف ایک چوہا مرا۔ ڈاکٹر ڈیوبس اس نتیجے پر پہنچے کہ بلاشبہ اچھی پروٹین کی غذا ایئت سے تپ۔ دق کے خلاف قوت مزاحمت بڑھتی ہے۔

پچھڑے ملکوں میں ہی نہیں بلکہ ان علاقوں میں بھی تپ دق پھیلتا ہے جہاں لوگوں کو مناسب خوراک ملتی ہے اور کافی دھوپ اور تازہ ہوا میسر آتی ہے۔ ڈاکٹر ڈیوبس کا بیان ہے " تپ دق کے لئے خوراک واحد سبب نہیں۔ ایسے بھی بہت سے اسباب ہیں جن سے تپ دق بڑھ سکتا ہے۔ بعض لوگ انفلوئنزا یا دوسری متعدی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد ان پر تپ دق کا حملہ ہوسکتا ہے۔ دوسرے لوگ جو فکر و تشویش میں مبتلا رہتے ہیں یا سخت محنت کرتے ہیں بھی اس بیماری کا شکار ہوسکتے ہیں۔ ڈاکٹر ڈیوبس نے چوہوں پر کچھ ایسے بھی تجربے کئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ نفسیاتی دباؤ سے بھی چھوت کی بیماری پھیلنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ یہ بات انسانوں پر بھی ٹھیک اسی طرح لاگو ہوتی ہے۔ ایک فرد کی زندگی میں بار بار جسمانی اور ذہنی تشویش پیدا ہوتی ہے۔ جس سے جسم کی کیمیاوی حالت بدل جاتی ہے۔ اور تپ دق کے جراثیم زیادہ سرگرم ہوسکتے ہیں۔ ڈاکٹر ڈیوبس کو شبہ ہے کہ تپ دق کی کبھی بھی کلی طور پر بیخ کنی ہوسکتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ " دنیا میں اس بیماری کے تمام جراثیم کو ختم کرنا ناممکن ہے اور اس لئے یہ موت کا خطرہ بنا رہے گا۔ یہ سچ ہے کہ عام حالات میں ہم بیماری کے جراثیم سے بعض قسم کا توازن پیدا کرنے کی امید پیدا کرسکتے ہیں۔ جسے ایک قسم کی پر امن ہم وجودیت کہا جاسکتا ہے۔ لیکن جونہی توازن بگڑے گا بیماری نمودار ہوگی۔ یہ نظریات کلیتاً غیر غلو، نہیں ہیں۔ کیونکہ سائنسدان بیماری کے مقابلے کے لئے جو کچھ کرسکتے ہیں یہ اس پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ بعض سائنسدان ایسی ادویات تیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو بیماری کے جراثیم پر حملہ آور ہوں گی۔ دوسرے سائنسدان اس کے ٹیکے تیار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کچھ ایسے بھی سائنسدان ہیں جو اس بیماری کے خلاف جسم کی عام قوت مزاحمت بڑھانے کے طریقے ڈھونڈنے میں کوشاں ہیں۔ میں اور میرے ساتھی اس مقصد کے لئے سرگرم عمل ہیں

امریکہ مہاجرینِ فلسطین کے مسئلے کے حل میں مدد دینے کو تیار ہے، وسط مشرق کے چھ عرب سربراہوں کے نام صدر کینیڈی کے خطوط

واشنگٹن ۷، ۲ جون۔ صدر کینیڈی نے وسط مشرق کے چھ ملکوں کے لیڈروں کو یقین دلایا ہے کہ امریکہ اس علاقے کے ان تمام ملکوں کی امداد جاری رکھنے کا خواہاں ہے جو اپنی آزادی کو بحال رکھنا اپنے لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر بنانا اور اپنے پڑوسی ملکوں کو بھی ایسا ہی کرنے کی اجازت دینا چاہتے ہیں۔ صدر کے پریس سیکرٹری پیئر سالنجر نے سوموار کو یہاں اخبار نویسوں کے ساتھ ان چھ خطوں کے متعلق بات چیت کی اور کہا کہ وہائٹ ہاؤس ان خطوں کا متن شائع کرنے کے سوال پر غور کر رہا ہے۔ صدر نے یہ بھی کہا ہے کہ امریکہ فلسطین کے مہاجرین کا مسئلہ ان کی واپسی یا ان کی جائداد کا معاوضہ ادا کئے جانے کے اصول کی بنا پر طے کرنے میں مدد دینے کو تیار ہے۔ انہوں نے یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ امریکہ دریائے اردن کے ترقیاتی منصوبے اور مسئلہ فلسطین کے دوسرے پہلوؤں کو حل کرنے میں بھی مدد دینے کو تیار ہے۔ صدر کینیڈی نے ان ممالک کے خطوط عراق، اردن، سعودی عرب، متحدہ عرب جمہوریہ اور یمن کی حکومتوں کے سربراہوں کے نام لکھے ہیں۔ یہ خطوط مئی کے مہینے میں بھیجے گئے تھے۔ اردن کے شاہ حسین کے نام جو خط بھیجا گیا ہے اس کے بیشتر حصے کا متن سوموار کو عمان میں شائع کیا گیا ہے۔ صدر کینیڈی نے اپنے خطوط میں یہ باتیں بھی لکھی ہیں امریکہ۔ اتحادی سبھا میں یا اس کے باہر۔ ان جھگڑوں کا حل تلاش کرنے میں امداد دینے کو تیار ہے جن سے وسط مشرق کے ملکوں کی طاقت ضائع ہو رہی ہے۔ اور جو ان کی اقتصادی ترقی کی رفتار کو سست بنا رہے ہیں۔ امریکہ ان ملکی ترقیاتی پروگراموں کی امداد جاری رکھنے کو تیار ہے جو موثر طور پر مرتب کئے گئے ہوں۔ امریکہ فوڈ فار پیس کے پروگرام کے تحت امریکی پیداوار مہیا کرنے اور عرب ملکوں کے ساتھ تعلیمی تبادلوں کی حوصلہ افزائی کرنے کو تیار ہے۔ صدر کینیڈی نے لکھا ہے کہ وسط مشرق کے علاقوں میں پچھلے تین برس سے مقابلتاً جو خاموشی اور سکون پایا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کے لیڈروں نے اپنے ملکوں کی اقتصادی ترقی کے منصوبوں کو ترجیح دی ہے۔

مسٹر کینیڈی نے تین مزید نکتے پیش کئے ہیں:-

فلسطین کے مہاجرین کے مسئلہ کے متعلق امریکہ کے موقف کی بنیاد اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی سفارشات ہیں۔ اس کی خواہش ہے کہ یہ سفارشیں ایسے طریقے سے عمل میں لائی جائیں کہ جس سے مہاجروں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ صدر کینیڈی نے یہ بھی کہا ہے کہ امریکہ نے اس بات کو یقینی بنانے کا تہیہ کیا ہے کہ فلسطین کا مصالحتی کمیشن اس مسئلے کے منصفانہ اور پر امن حل کے لئے اپنی کوششیں تیز تر کر دے۔

ہندوستان میں بیجوں کا معیار بلند کرنیکا مسئلہ

امریکہ کی طرف سے امداد

پست معیار بیجوں کا وسیع پیمانے پر استعمال ہندوستانی زراعت پر بُری طرح سے اثر انداز ہو رہا ہے۔ اس صورت حال کا مداوا ایک جامع پروگرام کے تحت کیا جائے گا۔ جو حکومت ہند کی طرف سے حکومت امریکہ اور پرائیویٹ اداروں کی امداد سے اس وقت مرتب کیا جا رہا ہے۔ مسٹر ایلڈا ینس ایس کارٹر جو بیجوں کے امریکی ماہر ہیں اور تین ماہ کے لئے مئی میں ہندوستان آئے ہیں، اب بیجوں کے ایک کنٹرول پروگرام کو عمل میں لانے میں ہندوستان کے افسران زراعت کو امداد دے رہے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت ہندوستان کی ہر ریاست میں بیج کا معائنہ کرنے والی لیبارٹریاں قائم کی جائیں گی کسانوں کو ہلکی قسم کا بیج فروخت نہ کیا جائے۔ اس مطلب کے لئے موزوں قانون بنایا جائے گا۔ اور زراعتی گریجویٹوں کو بیجوں کی لیبارٹریوں میں کام کرنے اور لیبارٹریوں کے باہر معائنہ کرنے کے لئے تربیت دی جائے گی۔ پہلا چھ ہفتے کا تربیتی نصاب ۳ جولائی کو انڈین اگریکلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی میں شروع ہوگا جو عرف عام میں پوسا انسٹی ٹیوٹ کے نام سے مشہور ہے۔ توقع ہے کہ ہندوستان کی مختلف ریاستوں سے دس پندرہ اشخاص تربیت پانے کے لئے اس ادارے میں آئیں گے حکومت امریکہ ہندوستان میں اپنے ٹیکنیکل کواپریشن مشن کے ذریعہ بیجوں کا معائنہ کرنے والی لیبارٹریاں قائم کرنے اور تربیتی نصاب جاری کرنے میں حکومت ہند کی مدد کرے گی۔ راک فیلر فاؤنڈیشن اور فورڈ فاؤنڈیشن بھی چند لیبارٹریوں کو سامان مہیا کرنے میں مدد دے رہے ہیں۔ ہندوستانی دکام امریکی ماہر مسٹر کارٹر سے بھی جو امریکہ میں بیجوں کے کنٹرول سے متعلق قانون سازی کا دیرینہ تجربہ رکھتے ہیں۔ ہندوستان کے لئے ایسا ہی موزوں قانون بنانے کے لئے مشورہ کر رہے ہیں۔ بیجوں کا معائنہ کرنے والی دو لیبارٹریاں جو مکمل سازوسامان سے لیس ہیں نئی دہلی اور لدھیانہ میں کام کر رہی ہیں۔ پٹنہ، حیدر آباد اور سری نگر میں لیبارٹریوں کی تعمیر ہو رہی ہے۔ جبکہ توقع کی جاتی ہے کہ ہندوستان کی باقی ریاستیں بھی مستقبل قریب میں اپنی لیبارٹریاں قائم کریں گی۔

مسٹر کارٹر نے نئی دہلی میں ایک انٹرویو میں ہندوستان میں زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے اچھی قسم کے بیجوں کے استعمال پر زور دیا اور کہا کہ کیمیائی کھاد، ناتیاں اور آبپاشی بیجوں کے لئے مناسب ماحول مہیا کرنے میں امداد دیتی ہیں تاکہ اُن سے بہتر پیداوار ہو سکے۔

ہندوستان بہتر قسم کے بیجوں کو جو بھاری اہمیت دیتا ہے اس کا ذکر پوسا انسٹی ٹیوٹ کے ایک افسر کی رپورٹ میں ملتا ہے۔ اس کا بیان ہے "ہندوستان کے مختلف حصوں میں متعدد بیج فروشی اداروں سے سبزی کے بیجوں کے ۲ ہزار سے زیادہ نمونے جمع کئے گئے اور ان کا معائنہ کیا گیا۔ دیکھا گیا کہ جہاں تک بیجوں کے خالص ہونے اور ان سے فصلوں کی اُپج کی فیصد کا تعلق ہے ان میں بھاری فرق پایا جاتا ہے۔ پیاز کے بیجوں کے نمونوں سے ا سے ۹۸ فیصد تک اور کاہو کے بیجوں سے ۲ سے ۸۴ فیصد تک پیداوار ہوتی ہے۔" ہندوستان میں بیجوں کی بہتری کے سلسلے میں پہلا اہم قدم ۱۹۵۵ء میں اٹھایا گیا جب نئی دلی میں بیجوں کا معائنہ کرنے والی ایک مرکزی لیبارٹری کے قیام کی منظوری دی گئی۔ اور یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ بیجوں کا معائنہ اور تصدیق کرنے والی علاقائی لیبارٹریوں کا ایک سلسلہ قائم کیا جائے۔ دو سال پہلے حکومت ہند کی درخواست پر امریکی ٹیکنیکل کواپریشن مشن نے مسٹر کارٹر کی خدمات حاصل کی تھیں کہ وہ ہندوستان آکر ابتدائی سروے کریں اور رپورٹ تیار کریں۔ ساٹھ سالہ مسٹر کارٹر پیدائش تربیت اور پیشہ کے لحاظ سے کاشتکار ہیں۔ وہ پورڈو یونیورسٹی کے گریجویٹ ہیں۔ اور الی ناؤ یونیورسٹی سے زراعت میں ایم۔ اے کیا ہے۔ مسٹر کارٹر کا رچ لینڈ (انڈیانا) میں ۴۰ ایکڑ کا فارم ہے اور وہ انڈیانا ریاست کے زراعتی تجرباتی سیٹشن میں بھی مختلف حیثیتوں میں چوتھائی صدی سے زیادہ عرصہ تک کام کر چکے ہیں۔ مسٹر کارٹر آجکل پورڈو یونیورسٹی لیفائیٹ (انڈیانا) کے بیج کنٹرول اور ریاستی کیمیٹ سروسیز کے ڈائریکٹر ہیں۔ اس سے پہلے انہوں نے ریاست کی تین کاؤنٹیوں میں کاؤنٹی زراعتی ایجنٹ کے طور پر کام کیا تھا۔ ۱۹۵۹ء میں ہندوستان میں اپنے دو ماہ کے قیام کے دوران میں مسٹر کارٹر نے متعدد زراعتی علاقوں کا دورہ کیا تھا۔ اور ہندوستان میں بیجوں کو بہتر بنانے کے پروگرام کے متعلق اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کی تھی۔ رپورٹ میں مسٹر کارٹر نے اس بات پر زور دیا تھا کہ بہتر بیجوں کا وسیع استعمال غذا کی پیداوار بڑھانے کے لئے ضروری ہے اور یہ ایسے اضافے کے حصول کا ایک نہایت کفایتی واحد ذریعہ ہے۔" ایک ماہر کے طور پر جس نے امریکہ میں بیجوں کے کنٹرول کے لئے موزوں قانون کا مسودہ تیار کیا ہے مسٹر کارٹر کا خیال ہے کہ ایک ایسی سکیم کے تحت جس کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہ ہو اعلیٰ اقسام کے بیجوں کی تقسیم اور کثیر الاستعمال کی ضرورت بھی نہایت اہم ہے۔ امریکہ میں بیج کنٹرول کے قانون کے تحت تمام بیج فروشوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ صرف ایسے بیجوں کا ذخیرہ کریں۔ اور صرف ایسے بیج فروخت کریں جن کا معائنہ ہوا ہو۔ اور جن پر لیبل لگا ہوا ہو۔ امریکی ماہر نے بتایا۔ کہ جب ہندوستان بھر میں ایسا ہی کنٹرول موثر طور پر نافذ ہوگا۔ تو اس کی زراعتی پیداوار میں بھاری اضافہ ہو جائے گا۔

شیوانہ علم وادب، اخبار وسیاست کا گلدستہ ہے





والہ و شیدائے مولا خسروِ صمصام ہے

(از سید صمصام شیرازی)

مجرئی نامِ خدا مولا علیؑ کا نام ہے
بندۂ اللہ کو ان کی ولا سے کام ہے

زوجِ زہراؑ کے مراتب پوچھتے ہو ہم سے کیا
راکبِ دوشِ نبیؐ ہے کا سرِ اصنام ہے

عالمِ علمِ لدنی ہے یہ بابِ شہرِ علم
حامئی دینِ خدا ہے ناصرِ اسلام ہے

المدد مولا کہ دنیا پر اندھیرا چھا گیا
نام اب اسلام کا باقی برائے نام ہے

ق

رن میں آکر لشکرِ اعدا سے یہ حرؑ نے کہا
جانتے ہو کون ہے یہ کس کا ولی آرام ہے

اسکی ماں ہے فاطمہؑ بابا علیؑ مرتضیٰ
اس کا نانا مصطفیٰؐ پیغمبرِ اسلام ہے

بولے عابدؑ کہتے ہیں مجھکو غریب و بے پدر
ہند نے جس وقت پوچھا آپکا کیا نام ہے؟

کیوں نہ پھٹ کر آسماں فرشِ زمیں پر گر پڑے
سر برہنہ ہے نبیؐ زادی ہجومِ عام ہے

ہم سے گر پوچھے کوئی کہدینگے یہ ڈنکے کی چوٹ
والہ و شیدائے مولاؑ خسروِ صمصام ہے

گلشنِ اطفال



زرین اقوال

ایام عزا کی موت دلیل بخشائش ہے

(سرکار حق آگاہ)

ننھا مجاہد

از سیدہ طاہرہ بیگم

بچو! امام حسین علیہ السلام کے بچوں کا نام "علیؑ" تھا

میدان کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے بچوں میں ایک شیر خوار بچہ بھی تھا جس کا نام نامی "علیؑ" تھا چونکہ یہ چھوٹے تھے اسلئے علی اصغرؑ کہلاتے تھے اصغرؑ کے معنے ہیں چھوٹے کے

بچو! جب امام حسین علیہ السلام کے تمام عزیز والنصار درجہ شہادت پر فائز ہو چکے تو امام حسین علیہ السلام اتمام حجت کے لئے علی اصغرؑ کو میدان میں لائے۔ علی اصغرؑ کا میدان میں پہنچنا ہی تھا کہ یزید کی فوج میں ایک انقلاب عظیم برپا ہوگیا۔ وہ لوگ جن کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت تھے اور جو اپنے نبیؐ زادہ کا کلام سننا نہیں چاہتے تھے، جو امام ہمامؑ کے ہر سوال کو رد کرنا فخر سمجھ رہے تھے اور جو یہ جان رہے تھے کہ انکی زندگی کا مقصد حسین مظلومؑ کو دکھ دینا اور تکلیف پہنچانا ہے۔ ان سنگدلوں کے قلوب کو شہزادہ علی اصغرؑ نے اپنے سوکھے ہونٹوں پر خشک زبان پھیر کر موم کر دیا لشکر والے دھاڑیں مار کر رونے اور کہنے لگے کہ حسینؑ کے اس بچہ کو پانی پلادو۔ مگر حرملہؑ نے زہر میں بجھے ہوئے سہ پہلو تیر سے بچہ کی پیاس اسطرح بجھائی کہ شاعر چلا اٹھا؎

بر کفِ شاہؑ علی اصغرؑ نادان جان داد
تیرِ سہ شعبہ کھا گردنِ بی شیر کی

بچو! جسطرح امام حسین علیہ السلام کی دنیا کے گوشے گوشے میں یاد منائی جاتی ہے جس طرح نوجوان عزادار علی اکبرؑ کی عزاداری کرتے ہیں جس طرح جوان سال عزادار حضرت عباسؑ کے لئے صف ماتم بچھاتے ہیں اسی طرح ننھے ننھے بچے کربلا کے اس ننھے مجاہد کا ذکر دردانگیز لہجہ میں کرکے اپنی محبت کا ثبوت دیتے ہیں۔

جن جن املاوؤں میں مسلم ایستادہ ہوتے ہیں جن جن امام باڑوں میں تعزیے بٹھائے جاتے ہیں وہاں ایک چھوٹا سا گہوارہ بھی نظر آتا ہے جو اس ننھے مجاہد اعظم کی ہمیں یاد دلاتا ہے

بچو! کھیت بالسٹی میں شہزادہ علی اصغر علیہ السلام کا الاوہ ہے جہاں ہر سال ۲ر صفر کو سید عابد حسین صاحب سوز خوان متولی کی جانب سے مجلس عزا برپا ہوتی ہے اور شہزادہ علی اصغرؑ کا جھولا نکالا جاتا ہے ہزاروں مومنین و مومنات جھولے کی زیارت سے مشرف ہو کر در مقصود سے اپنے دامن کو بھر لیتے ہیں اس مجلس میں چھوٹے چھوٹے کوزوں میں دودھ کا شربت شیر خوار شہزادہؑ کے نام پر بانٹا جاتا ہے

بچو! ہمارے حیدرآباد میں جاہل اور گروہ ہیں وہاں ایک گروہ اصغری بھی ہے۔ یہ گروہ اپنی نوعیت کی واحد اور بڑے

قطعہ

تصویر بھی جگر میں مرے مدعا کی ہے
اور آرزو بھی ساتھ ہی دست شفا کی ہے
مولاؑ کی کہتا جاتا ہے یہ کوہ بھی سنو
عظمت یہ ساری دیکھ لے تو نقش پا کی ہے

(آمدہ از ذری باغ)

خصوصیات کی حامل ہے اسکے موسس ہمارے ڈاکٹر صادق حسین صاحب ہیں جو فنا فی العلی الاصغرؑ کی منزل میں ہیں۔ ہر سال ۱۰ر صفر کو گروہ کی جانب سے ڈاکٹر صاحب، حضرت علی اصغرؑ کی مجلس عزا برپا کرتے ہیں۔ مومنین و مومنات بتعداد کثیر اس مجلس میں شریک ہو کر معصوم شہزادہؑ کی ماں کو شش ماہے کا پرسہ دیتے ہیں۔ حیدرآباد کے مشہور مجالس میں اس مجلس کا بھی شمار ہے

بچو! اعلیحضرت بندگان عالی (حضور نظام) اس شہزادہ کی عزا میں اپنے ایک سلام میں لکھتے ہیں کہ

از جہان تو بجنان ای علی اصغرؑ رفتی
صبر بردی ز دل و موئی پدر رفتی
کاش آنجا نہ فراموش کنی عثمان را
تو کہ در خدمت پیغمبرؐ و حیدرؑ رفتی

بچو! اس کے معنے یہ ہیں کہ اے حسین مظلومؑ کے شیرخوار اور تشنہ لب فرزند! دنیا سے آپ تو اپنے بھائی علی اکبرؑ کے پاس جنت کو چلے گئے مگر آپکے ہجر میں آپکی ماں کے دل سے صبر و قرار جاتا رہا۔ کاش جنت میں اپنے دادا مشکل کشاؑ کے چاہنے والے ان کی مدح و ثنا کرنے والے اور آپ کے مظلوم پدر بزرگوار کے ماتم دار "عثمان" (حضور نظام) کو فراموش نہ کریں، پیغمبر خداؐ اور نفس رسولخداؑ سے اس کی ضرور سفارش فرمائیں۔

بچو! حضور نظام کی یہ التجا شہزادہ علی اصغرؑ کی بارگاہ میں قبولیت کا اثر رکھتی ہے۔ التجا کی قبولیت یہ کہہ رہی ہے کہ حلال مشکلات مولائے کائنات، حضور نظام کے مقاصد دلی بہت جلد بر لائیں گے اور حضور نظام کے دشمن عنقریب ذلیل و خوار ہونگے ہر بہی خواہ کے دل کی آواز بھی یہی ہے

دشمنت را خدا ذلیل کند
روز افزون ترا جلیل کند

محل نواب جدیار جنگ کا انتقال

حیدرآباد:۔ یہ خبر گہرے رنج و ملال کے ساتھ سنی گئی کہ ۱۷ر محرم الحرام ۱۳۸۱ھ کو دن کے بارہ بجے فرنانڈز کلینک میں محل نواب جدیار جنگ مرحوم نے داعی اجل کو لبیک کہا

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

آپ نواب معین جنگ مرحوم کی صاحبزادی، نواب میر مظہر علی خاں بہادر سابق صدر محاسب پرائیوٹ اسٹیٹ کی خواہر اور نواب عسکر نواز جنگ بہادر (محمد پاشاہ) و پاشاہ داماد نواب کاظم نواز جنگ بہادر (علی پاشاہ) کی مادر گرامی تھیں۔ ایک عرصہ دراز سے آپ کی علالت کا سلسلہ جاری تھا سرکار حق آگاہ نے آپ کی تیمارداری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر اسکو کیا کیا جائے کہ آپکا دنیا سے ماہ عزا میں کوچ کرجانا مقدر ہو چکا تھا

آپ کی میت فرنانڈز کلینک سے دیوڑھی نواب اکرم الدولہ لائی گئی یہاں تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ ہوئی مولوی سید اصغر حسین صاحب قبلہ نجفی نے نماز جنازہ کی قیادت کی اس کے بعد میت بشکل جلوس دائرہ میر مومنؒ روانہ ہوئی جہاں نواب سالار جنگ مرحوم کے بڑے احاطے میں اپنے شوہر کے پہلو مرحومہ کی تدفین عمل میں آئی۔

مرحومہ بڑی نیک اور پارسا خاتون تھیں عزاداری حسینؑ میں دل کھول کر حصہ لیتی تھیں۔ غریبوں اور بیواؤں کی پوشیدہ امداد کرتی تھیں۔ سرکار حق آگاہ سے اپنے آباد و اجداد کی طرح والہانہ عقیدت رکھتی تھیں۔

ہم اس غم میں آپ کے پسماندگان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ خدا مرحومہ کو جوار فاطمہ زہراؑ میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

آمین

قطعہ

آج کل خیر نہیں جانوں کی
دل میں اک بھیڑ ہے ارمانوں کی
مے پلانے میں بھی اے پیرِ مغاں
کچھ کمی رہ گئی مہمانوں کی

(آمدہ از نذری باغ)

ذکرِ سبطِ رسولؐ جگر گوشۂ علیؑ و بتولؑ

از مجید النساء بیگم صاحبہ مرحومہ بنت محمد امداد علی صاحب انصاری تعلقدار!

پروردگارِ عالم ارشاد فرماتا ہے (یا ایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین) پارہ ۲ سورۂ بقر آیت ۱۵۳ ترجمہ - اے ایمان دارو مصیبت کے وقت صبر اور نماز کے ذریعہ خدا سے مدد مانگو بیشک خدا صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے -

حقیقت یہ ہے کہ مصیبت وہ چیز ہے جو پا کباز دل اور مدعیوں کی زبانِ شکایت وا ہو جاتی ہے یا تو وہ غیر حق کے سامنے سر جھکانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں یا دامن صبر و ضبط ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں اور قسمت کا شکوہ کرتے ہیں۔ جو صابر ہیں وہ ہر حال میں ہر قسم کی مصیبت کا مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔ مصیبت کا علاج صبر و ثبات دعا و استغفار ہے۔ اور ابتلا میں استقلال و ضبط کے ساتھ ہر حالت میں راضی برضا رہنا۔

(انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب) پارہ ۲۳ سورۂ الزمر آیت ۱۰۔ ترجمہ صبر کرنے والوں کو تو بے حساب بدلہ دیا جائے گا۔

امتحانِ صبر میں کامیاب ہونے والے بڑے بڑے مراتب و درجات کے مستحق بنجاتے ہیں۔ خالقِ عالم کلام مجید میں انبیا علیہم السلام کے صبر کا ذکر فرمایا ہے حضرت حسینؑ کا صبر سب سے بڑھا ہوا ہے جو مظہر صبر محمدی ہے۔

ساری قوم میں آپ کا بڑا اعزاز تھا ہر شخص آپ کو انتہائی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتا تھا جب وقت کروٹ بدلتا ہے تو روزِ روشن تاریک رات میں مبدل ہو جاتا ہے ہر بات میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ مال و زر کی خاطر تمام تر اقوام آپ کی ایذا رسانی کیلئے جمع ہو جاتی ہیں۔ اور ہر متنفس دشمن اور خون کا پیاسا بنجاتا ہے۔ گھر بار لٹ جاتا ہے پانی تک دستیاب نہیں ہوتا۔ موت و ہلاکت کو دیکھتے کہ آنکھوں کے سامنے عزیز و اقارب احباب و رفقا انتہائی سنگدلی و شقاوت کے ساتھ شہید کئے جاتے ہیں گویا آپ پر کوہِ الم یک وقت ٹوٹے -

یوں تو دنیا میں ہر انسان اپنے ساتھ کچھ لایا ہے اور نہ کچھ لیجائے گا۔ لیکن اس چند روزہ زندگی میں خوشگوار نعمتیں اسکے لئے مہیا کی جاتی ہیں۔ زن و فرزند، اعزہ و اقربا جاہ و مناصب، علم و فضل، شرافت و دینداری عزت و نیکنامی، یہ تمام نعمتیں آپکو اپنی پوری آراستگیوں کے ساتھ ملی تھیں۔ اطاعت گزار بھیاں جان نثار کرنے والی بہنیں فرمانبردار بیٹے قربان ہونیوالے بھانجے و بھتیجے آپکے پسینہ کی جگہ خون گرانے والے بھائی اشارۂ چشم و ابرو پر کام کرنے والے احباب و اصحاب ہر دلعزیزی شرافت نسبی و ذاتی بڑا گھرانا فارغ البال خاندان معزز زندگی۔

جب حق و باطل کے مقابلہ کا وقت آتا ہے تو وطن چھٹتا ہے روضۂ رسولؐ اور قرابتداروں کی زیارت سے محروم ہو جاتے ہیں اور عزیز بیٹی سے بھی جدائی ہو جاتی ہے۔

ایک بے آب و گیاہ میدان جس میں درخت ہیں نہ کہیں سایہ نہ کوئی حامی و ناصر ہے نہ کسی کا سہارا باد سموم کے قیامت خیز جھونکے غضب کی دھوپ شدت کی گرمی اس پر تین روز کے بھوکے پیاسے تمام عزیز و انصار ایک ایک کرکے آنکھوں کے سامنے شہید ہو گئے۔ جوان بھائیوں، بھانجوں اور بھتیجوں اور بیٹوں کی لاشیں سامنے ہیں۔ جن کو دیکھ کر جگر پھٹتا ہے اور قلب ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ پردگیانِ عفاف اور نازنینانِ حرم کی کیفیت ناقابل بیان ہے۔ حضرت کو ایسا کوئی نظر نہیں آتا کہ ان غمزدوں کی تسلی و تشفی کرے۔ یہ خیال آپ کو بے چین کر دیتا ہے کہ کس طرح بے والی و وارث زندگی بسر کریں گی اور ان کے دل پر کیا گزرے گی۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایک منفرد ہستی پر اس قدر مصائب گذرے ہیں انسانی زندگی کے لئے جتنے رنج و آلام متصور ہو سکتے ہیں وہ سب اجتماعی طور پر غلبہ پا چکے لیکن زبان مبارک پر حرفِ شکایت نہ آیا اور راہِ حق سے ذرا بھی قدم پیچھے نہ ہٹا صبر کی جتنی منازل تھیں وہ سب پورے سکون و استقلال کے ساتھ آپ نے طے کر لیا۔ جو کچھ بھی آپکے پاس تھا وہ زندگی میں کھو دیا۔ لیکن ان کو کھو کر وہ سب پا لیا جن کے ملنے کے بعد کسی چیز کی آرزو ہی نہیں رہتی۔

موت کا ڈھانچہ

از جناب مولوی سید ناصر حسین صاحب رضوی بی۔ اے۔

موت کا خوفناک ڈھانچہ تو آپ نے نہ دیکھا ہوگا؟ ہاں میں نے دیکھا ہے۔ لرزا دینے والا ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ جس میں گوشت کا پتہ نہیں۔

۸ر محرم کی صبح میں میں مجلسوں کیلئے نکلا۔ ایک دو مجلسوں میں گیا۔ لیکن ہر جگہ شروع ہونے میں دیر ہوتی اس لئے وقت کو ضائع کرنا بیکار سمجھ کر اپنے دوست ڈاکٹر شمسی کے پاس ایک کام سے چلا گیا۔ میں ابھی ان سے باتیں کرتا بیٹھا ہی تھا کہ ایک نو دس برس کی لڑکی جو تباہ حالت میں تھی شیشی ہاتھ میں لئے آئی۔ ڈاکٹر نے اس سے مخاطب ہو کر مریضہ کا حال پوچھا اور دوا دے دی۔ اس کے بعد ڈاکٹر میری طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ اس ترقی کے دور میں کیا تم ایسی تصویر دیکھو گے جو موجودہ تمدن کی گھناونی شکل تمہارے سامنے پیش کردے۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور لیکر چلا شہر کے گنجان محلہ بی بی الاوہ میں تنگ و تاریک گلیوں میں سے ہوتے ہوئے ایک دروازے پر پہنچکر ڈاکٹر رک گیا اور آواز دی۔

"اختر"۔ دروازہ پر ٹاٹ کا پھٹا ہوا پردہ پڑا ہوا تھا جس میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ اندر سے کھانسنے کی آواز کے ساتھ جواب سنائی دیا "اندر آیئے"۔ ڈاکٹر اندر داخل ہوا اور پھر مجھے آواز دی "اندر آجاؤ"۔ میں نے دیکھا ایک چھوٹا سا تنگ سفالی دالان اور اس میں ٹاٹ پر پڑی ہوئی ایک زندہ لاش۔ وہ مسلسل کھانسے جارہی تھی۔ کوئی بیس یا پچیس برس کا سن ہوگا۔ لیکن صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ اور ٹھٹھر کر کوئی تین فٹ کا قد رہ گیا تھا۔ سلام کے لئے اس نے ہاتھ اٹھایا۔ ڈاکٹر نے جواب سلام دیتے ہوئے پوچھا۔ تمہارے مزاج کا کیا حال ہے۔ کھانستے ہوئے اس نے کہا "دونوں" اور پھر کھانسنے لگی۔ آس پاس کوئی نہ تھا۔ اگر تھا تو درد، کرب بےچینی، نامرادی، افلاس، ناداری، اور بیکسی۔

ہاں۔ حیدرآباد کو عظیم تر حیدرآباد بنانے والو سر بفلک عمارتوں دیدہ زیب ماحول، دلکش مناظر، سمنٹ کی سڑکوں اور بجلی کے چراغوں پر کثیر دولت صرف کرنے والو ذرا اس غربت کی تصویر کو بھی آکر دیکھو۔ فلک نما، یا کنگ کوٹھی اور شاندار عمارتوں پر نظر خوش ڈالنے والو۔

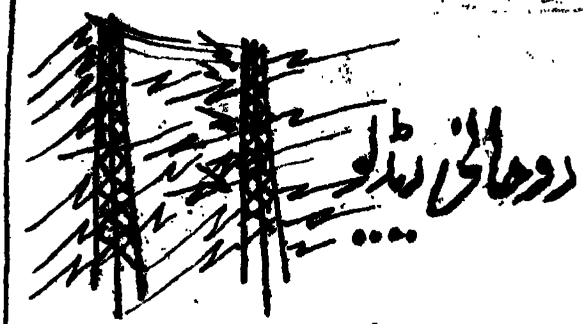
یہ مانا رفعت اسکی حیرت چشم تماشہ ہے
یہ مانا دیدنی ہے شان قصر شہریاری کی
مگر چل کر ذرا تاریک کاشانوں کو بھی دیکھیں
نظر آئیں گی تصویریں وہاں بیرونگاری کی

درد میرے دل میں لہریں لینے لگا۔ میں باہر آیا اور میرے ساتھ ڈاکٹر بھی، ڈاکٹر نے کہا کہ اس کا باپ پولیس کا انسپکٹر تھا۔ ہزاروں روپیوں کی دولت تھی۔ شاندار مکان تھا۔ اس زمانے میں جب کبھی میں اس کے پاس جاتا تو

علاوہ فیس کے باقی رقم سے دواؤں کی قیمت ملتی۔ مگر اس نے اپنی دولت کیمیا کے شوق کی نذر کردی قلاش ہوگیا۔ گھر بک گیا۔ افلاس و غربت کے شکنجہ میں کراہتا ہوا دُنیا سے رخصت ہوا۔ چند دن بعد اس کی نامراد بیوی بھی سدھاری اور اپنے پیچھے ان دو لڑکیوں کو چھوڑ گئی جن میں سے ایک یہ دق میں مبتلا درد سے کراہ رہی ہے اور دوسری اس کی وہ بہن ہے جو دوا لینے کے لئے آئی تھی۔ یہ دونوں لڑکیاں اپنی ایک بیوہ بڑھیا پھوپھی کی زیر پرورش ہیں۔ جو یونانی دوا خانے میں دوا کوٹنے پیسنے اور گولیاں بنانے کی مزدوری کرتی ہے۔ جس روز محنت کرے سوا روپیہ اُجرت مل جاتی ہے ورنہ نہیں ایسی آمدنی میں گھر کا کرایہ بھی دینا پڑتا ہے۔ اور تین افراد میوں کا کھانا پینا بھی۔ اب بتاؤ کہ اس میں وہ کیا کھائے کیا پہنے اور کیونکر بیماری کے مصارف برداشت کرے۔ دو سال سے یہ اسی طرح فریش ہے اور اب موت کے قریب پہنچ چکی ہے۔ کیا بھلے چنگے انسانوں کو جو بہتر سے بہتر مکانوں میں رہتے ہوئے اور لذیذ ترین غذائیں کھاتے ہوئے ناداروں کی فلاح و بہبود کے دعویدار ہیں اس کی خبر ہے؟

خبر کیوں کر ہو۔ جب کہ تنگ و تاریک گوشوں میں پڑے رہنے والوں تک انکا گزر ہی نہیں۔ اور ادھر ان ناداروں کو عزت نفس ضائع کرکے امیروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا عار ہو۔ یہ تو مولائے متقیان کا ہی کا حق تھا کہ شہر کے ویرانوں اور خرابوں میں پہنچ کر بھی دیکھتے کہ کون کس حال تباہ میں پڑا ہوا ہے۔ اس کی پرستاری کرتے، دکھ درد کا علاج کرتے اور غذا کے لئے سامان مہیّا فرماتے۔ اس لئے تو جب مولائے متقیان نے اس دنیائے ظاہری سے سفر کیا تو شہر کے تمام بیکس و ناچار، یتیم اور بیوائیں اور نادار آہ و زاری کرتے ہوئے نکلے تھے کہ ان کا والی و وارث کوئی نہ رہا۔ البتہ معاویہ کے حدود مملکت میں ظاہری شان و شوکت جاہ و جلال سب کچھ تھا۔ مگر بیکسوں کا فریادرس کوئی نہ تھا۔ کیا آج بھی دنیا کا وہی حال نہیں ہے۔ اہل حق فیصلہ کریں کہ یہ دنیا معاویہ کی ہے یا علیؑ کی۔

روحانی ریڈیو ...



یہ عنوان حضرت مجذوب حیدرآبادی کی ملکیت ہے ان کے روحانی مکاشفات کے متعلق ہم کوئی رائے ظاہر کرنے کی جرات نہیں کر سکتے ناظرین جانیں یا وہ خود۔ روحانی نشریات میں نام، مقامات اور واقعات فرضی ہوا کرتے ہیں اگر اتفاقاً مطابقت ہو جائے تو کسی اسم خاص کا قیاس نہ فرمایا جائے (ایڈیٹر)

ایکجزار نوری میٹر پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں ابھی آپ ہمارے روحانی قوال سے پیاآتی ہروی کی غزل سن رہے تھے جسکا مطلع تھا ؎

انز خوردن مئے منع کنندم کہ حرام است
چیزی کہ درین شہر حلال است کدام است

اب ایک وزیر بے تدبیر صاحب تقریر فرمائیں گے آپکی تقریر کا عنوان ہے :-

"الکشن کا زمانہ آرہا ہے"

جناب وزیر بے تدبیر :-

بھائیو! ؎

کوئی دھیمے سُروں میں گا رہا ہے
الکشن کا زمانہ آرہا ہے

جوں جوں عام انتخابات کا زمانہ قریب آتا ہی جاتا ہے وزیروں کی چھاتی دھڑک رہی ہے، ماتھا ٹھنک رہا ہے۔ ہائے! اب دیکھتے ہی دیکھتے نہ اقتدار رہے گا نہ اعتبار۔ نہ وزارت نہ حکومت، نہ بنگلہ نہ موٹر، نہ تنخواہ نہ سفر خرچ نہ نذرانہ نہ دست غیب۔ ہائے! ان مجنونوں سے کس قدر جلد لیلائے وزارت بچھڑ جا رہی ہے ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

کاش! یہ انتخابات قیامت کی پیش گوئی کی طرح ہوتے جو کبھی پوری نہیں ہوتی۔ کاش یہ انتخابات معشوق کے وعدے ہوتے جو کبھی ایفا نہیں ہوتے۔ کاش! یہ انتخابات دیوانی مقدمہ کی طرح ہوتے جس کی تاریخ پیشی ہمیشہ تبدیل ہو جایا کرتی ہے۔ کاش یہ انتخابات پنجسالہ منصوبہ کی طرح ہوسکتے جو پانچ سے دس اور دس سے پندرہ سال تک چلتا رہتا ہے اور کبھی پورا نہیں ہوتا جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

وعدہ تیرا پنجسالہ منصوبہ تھا
دس سال کے بعد بھی جو پورا نہ ہوا

کاش! یہ آنے والے انتخابات مزید دس پندرہ سال کے لئے ملتوی ہو جائیں تاکہ ہم پھر دن اور گھی دال بنا میں ہاتھ ڈال کر یہ شعر گنگنائیں ؂

ہر روز روز عید ہے، ہر شب شب برات
سوتا ہوں ہاتھ گردنِ مینا میں ڈال کر!

ہمیں انتخابات میں کیا بھروسہ ہے کہ ہم پھر برسرِ اقتدار آئیں۔ ہماری گزشتہ "قومی خدمات" پر نظر کرتے ہوئے ہمیں انتخابات کا ٹکٹ کون دیگا؟ اگر ٹکٹ مل بھی جائے تو ہم کس منہ سے ووٹ مانگنے جائیں گے؟ اگر ووٹ مانگنے جائیں بھی تو ہمیں ووٹ کون دے گا؟ عوام دودھ کے جلے ہوئے ہیں اب وہ چھاچ بھی پھونک کر پی رہے ہیں۔ ہمیں ووٹ کا طلبگار دیکھتے ہی وہ صائب کا یہ شعر گنگنائیں گے ؂

دلبرا با نہ دگر بر سرِ ناز آمدہ
از دلِ ما چہ بجا ماند کہ باز آمدہ

وہ ہمارے "بے لاگ خدمات" اور کامیاب دورِ وزارت کو یاد کر کے جلی قوہستانی (?) کا یہ شعر پڑھیں گے ؂

شوخ شد مروت و معدوم شد وفا
زین ہر دو نام ماند چو سیمرغ و کیمیا

وہ جب ہمارے "کرم بے پایاں" کو یاد کرینگے تو والہ داغستانی کا یہ شعر پڑھیں گے ؂

کرم بباغِ ارم گشتہ بود کرم بخورد
گلوش ہر کہ بگفتم کرم، بگفت "کرم"

بجا ہوا! اب جبکہ وزارت ہاتھ سے نکلی جا رہی ہے ایسے میں مجھکو ان کو یاد کرنا یا جھینپ مٹانے کے لئے وزارت کو خود چھوڑ دینا بھی زیبا نہیں ہے۔ اس عمل پر بھی بہرحال لوگ طعنے دیں گے بقول امیر خسرو ؂

دائم دلِ خود بجمعیت شاد کنی
چون عمر رسیدت، غلامے رہا کنی (?)
دنیائے زتو رفتہ و تو از خواب ترک
گنجشک پریدہ را چہ آزاد کنی؟

اور وزارت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو اس آسانی کے ساتھ چھوڑ دیا جا سکے۔ جان دینا آسان ہے لیکن لیلائے وزارت کا چھوڑنا مشکل! بقول حزینی استرآبادی ؂

توان بہ ہجرِ تو آسان وداعِ جان کردن
ولے وداعِ تو آسان نمی توان کردن

اگر ہم ملک کی دوسری سیاسی جماعتوں سے ہاتھ ملا لیں تو ممکن ہے کہ پھر ایک بار لیلائے وزارت کا وصل نصیب ہو۔ لیکن وائے نصیب کہ چھوٹی سے چھوٹی جماعت بھی اب ہاتھ ملانے کے لئے تیار نہیں ہے بقول امید تہرانی ؂

اے جغد بویرانہ من خانہ بسازی
شاید کہ تو ہم با منِ دیوانہ بسازی

کسی بھنے پر نتا پاتی (?)! اب ہم کیا منہ لے کر کسی کے پاس جائیں؟ عوام ایک بار دھوکہ کھا چکے ہیں اب وہ دوبارہ دھوکہ کھانے سے رہے۔ آزمودہ کو بار بار کوئی نہیں آزماتا۔ ہمارے "قومی خدمات" جیسے کچھ رہے، رہے! اب تو ہماری شرافت میں بھی عوام کو شبہ ہونے لگا ہے۔ وہ ہماری شرافت کو اب "شر" و "آفت" سمجھتے ہیں۔ بقول حکیم لاہیجی ؂

حاصل چہ زہر چہ بہشت گیتی شرافت است
غیر از شرافت آنچہ بود شر و آفت است

کاش! کوئی قانون ایسا بنتا کہ جس کی رو سے وزارت ہمارے لئے موروثی بن جاتی یا موروثی نہ سہی کم از کم ہماری حد تک "تاحیات" قرار دی جاتی تاکہ ہم مرتے دم تک مرتسمہ پا" کی طرح عوام کی گردن پر سوار رہتے اگرچیکہ ہم کانگریس سچے محرم راز ہیں اسلئے ہمیں امید ہے کہ کانگریس ہمیں محروم نہ رکھے گی لیکن ہمارے دامن پر بے ضابطگی اور اقربا پروری کا ایک ایسا غلط ایک ایسا دھبہ لگ گیا ہے کہ ہم عوام کے نزدیک محرم کی بجائے "مجرم" بن گئے ہیں بقول سیری مشہدی کا ؎

چو محرم شدی اے من از خود مباش
نہ محرم بیک نقطہ مجرم شود!

اگرچیکہ ہم نے کئی بار سات سو چوہے کھانے کے بعد حج کا ارادہ کیا۔ سونے چاندی کی بہتی ہوئی گنگا میں ہاتھ دھونے کے بعد گنگا یاترا کا ارادہ کیا۔ بے ضابطگیوں سے کئی بار ہم نے توبہ کی لیکن بادل کا رنگ دیکھ کر ہر بار ہماری نیت بدل گئی۔ اب ہماری توبہ کا وہ حال ہوگیا بقول سلمان ساوجی ؎

از بسکہ شکست باز بستم توبہ
فریاد ہمی کند ز دستم توبہ
دیروز بتوبہ شکستم ساغر
امروز بساغری شکستم توبہ

اب عوام کو ہماری توبہ کا بھی بھروسہ نہیں رہا بلکہ ہماری ہر توبہ کو وہ دوسرا گناہ سمجھنے لگے ہیں ؎

ہر توبہ کہ می کنم گناہ دیگر است۔

ہاں! اس اندھیرے میں ایک امید کی شعاع نظر آتی ہے وہ یہ کہ اگر حزب مخالف اور منقت ہماز اساتھ دے تو ایک ایسا قانون منظور کرایا جاسکتا ہے کہ وزارت کو ہمارے لئے تاحیات کر دیا جائے یا کم از کم آنے والے انتخابات کو غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے اگر ایسا ہو تو ہماری خیر ہے ورنہ ؎

بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچہ سے ہم نکلے

والی بات ہوگی۔

ایکز اونوری میٹر پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں ابھی آپ ایک وزیر صاحب کی تقریر سن رہے تھے اب ہمارے نشریات کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ ہمیں آئندہ ہفتہ تک کے لئے اجازت دیجئے ——— جئے ہند

شوکت منش میں مجلس عزا

۱۲ ارمحرم الحرام کو نواب کاظم جنگ بہادر کی ڈیوڑھی موسومہ شوکت منش میں سالانہ مجلس عزا منعقد ہوئی جس میں نواب صاحب موصوف نے اپنا نیا مرثیہ سنایا۔ مرثیہ سے قبل آپنے تین رباعیات پڑھیں دو سید الشہدا علیہ السلام کی شان میں اور ایک ہمارے شاہ حق آگاہ کی مدح میں تھی جو حسب ذیل ہیں۔

سید الشہداء علیہ السلام

بدعت کو نسا نہ میں ابھرنے نہ دیا | شیرازۂ توحید بکھرنے نہ دیا
کیا کام کیا فاطمہؑ کے جانی نے | خود مر گئے اسلام کو مرنے نہ دیا

مولا کوئی سمجھا کوئی داتا سمجھا | تھی جسکی سمجھ جتنی وہ اتنا سمجھا
انکار بن پڑا نہ کسی سے کاظم | شبیرؑ کو ہر قوم نے اپنا سمجھا

(شاہ حق آگاہ کی مدح میں)

سب کہتے ہیں عثمان ؑث عادل تجھکو | ہر چیز ملی حق سے ہے کامل تجھکو
محبوب خلائق ہو علیؑ کے عاشق | دنیا بھی ہوئی دین بھی حاصل تجھکو

دربار حسینی میں آیت اللہ ریحان کی خطابت

۱۶ ارمحرم رات کے ۸½ بجے دربار حسینی میں برائے ایصال ثواب والد حجۃ الاسلام آیت اللہ فی الانام آقای سید علی رضا ریحان مدرس مجلس عزائے سید الشہدا برپا تھی۔ ایرانیان مقیم حیدرآباد و سکندرآباد کے علاوہ حیدرآباد کے مومنین بھی اس مجلس میں شریک تھے۔ آقای لطف اللہ درویش ہمدانی نے قرات قرآن پاک سے مجلس ایصال ثواب کا آغاز کیا آقای سید عبدالرضا مشکواتی نے مصائب شاہ خراسان اور مصائب سید الشہدا بیان فرماتے۔ آپ کے بعد آقای محمد جعفر کربلائی نے عراقی لہجہ میں سورہ هل اتی کی تلاوت کی۔ سب سے آخر میں آیت اللہ ریحان نے مجلس کو مخاطب فرمایا۔ آیت اللہ نے دوران خطابت میں فرمایا کہ جو لوگ مجلس عزا برائے ایصال ثواب والدین برپا کرتے ہیں وہ اپنے والدین کی بہت بڑی خدمت انجام دیتے ہیں۔ سعادت مند ہے وہ اولاد جو خوشنودی خدا کے واسطے حسین مظلوم کی مجلس عزا برپا کرکے اس کا ثواب اپنے والدین کو بخشتے ہیں۔

نوحہ کا ابتدائی اور انتہائی دور

از جناب مولوی سید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ لکھنوی صدر الافاضل

اردو ادب کے زندہ اصناف سخن "غزل" سے ہمدوش ایک مختصر المیہ منظومہ اور اہم صنف ہے جسے "نوحہ" کہتے ہیں۔

"نوحہ" عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں "میت پر رونا" "بین کرنا"۔ عرب میں عورتوں کا رونا تھا کہ وہ بڑے آدمیوں کی موت پر جمع ہو کر نوحہ خوانی کرتی تھیں۔ خود گھر کے فرد و عورتیں بھی بیٹھ کر نظمیں کہتے اور پڑھتے تھے۔

نوحہ اور مرثیہ میں یہی فرق تھا کہ اگر کوئی المیہ نظم خاص لکھی جائے یا عام طریقہ سے پڑھی جائے تو "مرثیہ" اور اگر فریاد و بکا کے ساتھ مخصوص مجمع میں پڑھی جائے تو "نوحہ"۔ تکنیک، ہیئت، اسلوب، زبان و بیان، روح و مفہوم کے لحاظ سے دونوں میں کسی فرق کی نشان دہی مشکل ہے۔

روایت کے مطابق حضرت آدمؑ پہلے مرثیہ گو ہیں۔ لیکن **عربی** ہاشم، عبدالمطلب۔ ابو طالب۔ حمزہ، جعفر رضی اللہ عنہم پر جو مرثیے کہے گئے یا ان کی وفات و شہادت پر "نوائح" (نوحہ پڑھنے والیوں) نے جو نوحے پڑھے ہیں وہ ابن ہشام کی تالیف "السیرۃ" میں محفوظ ہیں۔

حضرت حمزہؓ و جعفرؓ کی شہادت کے وقت سرکار رسالتمآبؐ نے نوحہ کرنے والیوں کو خود طلب فرمایا اور خصوصی اہتمام کیا تھا۔ اس وقت سے اب تک عربی لٹریچر میں "رثا" "مرثیہ" اور "نوحہ" موجود ہے۔ لیکن اب تک ان دونوں کو الگ الگ صنف نہیں قرار دیا گیا ہے۔ یونہی فارسی لٹریچر میں "نوحہ" کے لئے قدیم ترین شاہد نوحہ فردوسی کے قلم اور مادر سہراب کی طرف سے شاہ نامے میں محفوظ ہے۔ لیکن فارسی لٹریچر میں نوحہ کوئی مسلسل تاریخ نہیں رکھتا۔

اردو اصناف سخن میں "مرثیہ" ابجد یا حرف اول کا حیثیت رکھتا ہے اور اس کی فنی تعریف ہے۔ "وہ صنف سخن جو صرف امام حسینؑ اور دیگر شہدائے کربلا کی شہادت اور ان پر رنج و الم ظاہر کرنے کے لئے مخصوص ہے"۔ (آئینہ بلاغت مرزا محمد حسن عسکری)

اردو کے پہلے صاحب کلیات محمد قلی قطب شاہ، مولود ۹۷۳ھ تخت نشینی ۹۸۸ھ متوفی سنہ ۱۰۲۰ھ سے لے کر تک (مرثیہ) نوحہ مسلسل عروج حاصل کرتا رہا۔

ابتداء میں مرثیہ مسلسل یا غیر مسلسل غزل کے انداز میں کہا جاتا تھا۔ جس میں خطاب، بین اور کبھی کبھی واقعہ بھی نظم کر دیا جاتا تھا۔ لیکن گیارھویں صدی ہجری کے آخر سے مرثیہ میں اسلوب اور تکنیک کی تبدیلی رونما ہوئی۔ یعنی غزلیہ تکنیک کی بجائے چار مصرعے، یا مستزاد، مخمس یا مسدس کی شکل میں کہے جانے لگے، مسکین، سودا، اور ان کے معاصرین کا

…ادار رفتا
نوحے کی تاریخ وارتقاء سے بحث کرتے ہوئے ہیں
ابتدائی مرثیوں کے نمونے بہر حال مفید اور قابل مطالعہ ہیں
تاکہ ان آج کے نوحے اور کل کے مرثیوں کا جائزہ لیں تو بڑی
بصیرت حاصل ہوگی ــــ آیئے قطب شاہ کے مرثیے ملاحظہ کیجئے

پہلا مرثیہ

محرّم مہینے میں آیا، اماماں سو غم بھر کر
زمین ہور آسمان میانے بھریا، بہتر تھے الم بھر کر
زمین پر کیا بلا سا شور، کیا غوغا ہوا پیدا
بتاکہ دل میں دکھ داتیانہ نکلے غم تھے دھم بھر کر
اماماں تیئں تُرُنج جل جل ہوا ہے آگ کا شعلہ
جلایا ہے آتش کون کو نکلے بہنے ہم بھر کر
مسلمانان ندیاں سارے بھراد اپنے انجواں تھے
کہ آیا ہے اماماں کا بلا سر تھے ستم بھر کر
محرّم کا یہو وا ہول کہ تم اے مسلمانان
قیامت ہو قیامت کا اچایا ہے علم بھر کر
نہ تھا دکھ درد حوراں کون کہ حسین جنت نہے تک تل
حسیناں کے دکھوں ماتم پکڑتے ہیں جنم بھر کر
(ناقص الآخر)

دوسرا مرثیہ
(ناقص الاول)

بیور رقی ہیں بی بی فاطمہ اپنے حسیناں کوں
او کھولا لی تو رنگ گئے دو گلگوں اپرال چھپایا ہے
اماماں پر ہوا سو دکھ، نکو پوچھو مسلمانان
ہر یک ایمام پر یک دکھ بہت گھاتا لیا ہے
ظلم کیسا ہوا ہے آہ دنیا میں اوّن اذم پر
تبا ظلم و بلا سب فاطمہ خاطر ملا یا ہے
اکاشہ مہینے کے نمنے محرم نہیں ہے قوں
سبھی مہینے میں خوشیاں کرتے لوں اب دکھ بسایا ہے
کیا نے میہانی لیوں اماماں کا محرم قوں
جنگل میں کربلا کے سب بلا یاں کو بلایا ہے
مسلماں کوں نہیں ہے اس برابر کوئی بلا جگ میں
کہ انجواں کے لہو سیتی پیالے بھر پلایا ہے
اماماں کتے قولان سو شاقی شوبی کافر
ہوئے ہیں قول قوان تیں خدا دوزخ بنایا ہے
کیسے ہیں مومناں کے تئیں جن کے زہر تھے ہریا
سو اس کے چھاؤں تھے آسمان اپنا رنگ پھرایا ہے

مِلا اور مِلا میں ملا بھرے سلا اتنا کچھ ملا سے ملا کیلئے
فیروز سورج سے خود ملا یا ندا من۔ ملا آنسوؤں سے
ملا بہاؤ مِلا نام ملا کبھی ملا ۱۳ وہ کبھی۔

ملا وہ ملا آسمان ملا اور پر ملا امام ملا ان ملا متن میں
فقط ملا (ون ز) پر ہے۔(او) کا اضافہ میں نے کیا ہے ملا سے
ملا لباس ملا۔ ہرا ملا سجایا ملا جدھر۔

خدایا قطب شہ کو بخش تون عزت اماماں کی
کہ ان کی مدح کا حلقہ مرے گل میں سٹہایا ہے
مدد کرنے ملک آئے قبولے نیں امام ان کو
کہ جید ثبات تھے جبار دندان سرگرایا ہے
مترح جلتا ہے سارے ماتیاں کے آہ تعجب دیں
بچند اس شرم تے گل کر سو اپنا جسر نوایا ہے
ہو ۳۰ تھے دن میں ہوا ہے سب خلل پیدا
جن کی باتاں سنے مذہب میں بڑا چیلا اٹھایا ہے
یزید و سب یزیدیاں مرگ میں ہوشیار نہ ہو ہیں
دنیا کے مال تے اس کا سو گمہ کہہ یہی پھرایا ہے
یزیدیاں کا سو وقت آیا کرو لعنت یزید اوپر
سور کے گوہ میں ڈاڑھا سو چھیاں سر پیچ ڈبایا ہے
یزیدیاں کا سو قعہ ظلم کا کوئی نا سکے کہنے
کہ جاں تو پیں تے شیطان ان کیے تعلیم پایا ہے
یزید و شمر کے کامان نہ کر سکیں کوئی شیطان بھی
ہزاروں لعن ہے اس پر جن ایسا جایا ہے

سلہ دشمن ... امام کی خدمت میں فرشتے مدد کو حاضر ہوئے تھے لیکن دشمنوں نے آپ پر ظلم کئے اور سر قلم کر دیا۔ ... چاند ... جھکا یا ... ہو سکیں ... بھی زمین ... ان ... کر سکیں۔

شیرازہ اہل حق کا ترجمان اور صاحب ذوق کا اخبار ہے

تیسرا مرثیہ

(ناقص الاول)

بیتیاں آہ ہور دردواں تے ہے جور کیا جینا
اسی تھے دو جہاں تیں نیل کا کسوت نیا یا ہے
اماماں بارہ کوں آ کر ظلم سوں دکھ دیئے سوز
اسی تے فاطمہ کا کم پہ سینیں دکھلایا ہے
بیتیاں واہ پیا سے واہ پیاسے کر ردن لاکر
اسی دکھ درد تے ابجھو گلا ان کا سکایا ہے
اسے جیونا جانتوں دیتوے ہمن اسی کھ پو جینا کر
پریاں حوراں آپس انکھیاں تے لہو ابجھو چوایا ہے
اماماں کا قصہ کہنے نہیں ہے جیسیں فاقہ
شہید ان غماں تے در دہا دل جگر پہ چھایا ہے
خدایا داد لے ہور داد لے ان ظالماں کن تے
کہ حد نہیں سو بیتیاں پر جفا ہور ظلم ڈہایا ہے
اگر دعوے دھریں ایماں کے تم سب مسلماں
روو دم دم کہ دوزخ آگ تے تم تماں کو چھڑایا ہے
اماماں کی دعا تے قطب شہ کو دے شفا یا رب
شہیداں دوستی تے سب شہاں میانے سرایا ہے

چوتھا مرثیہ

آؤ مل کر ماتیاں سب اس غماں تے لہو روویں
وا اماماں یا اماماں یاد کر کر دل کھو ویں

[illegible] سب جوش آوتا
آسماں تک لہو بہ داں تھے آگ سب لہو بجھ جاوتا
سب دکھاں کوں انت ہے اس دکھ کے تائیں انت نیں
فاطمہ کے پوت بن اس جگ منیں نیں نور کیں ۔
فاطمہ کے دکھ تے عرش و کرسی تھے غم انجو سے
ستوں آسماں ہور زمیں میں آگ کی بھڑکی اٹھے
مصطفےٰ کے باغ پھولاں کوں بن پانی سکھائے
مصطفےٰ ہور مرتضیٰ ہور فاطمہ کا دل دکھائے
نیل کپڑے پہنیں ہیں پیغمبراں اس غم سیتیں
دشمنی پکڑے یزیداں مال ہور خاتم سیتیں
جیون نبیاں ہیں مصطفےٰ ہیں تیوں اماماں میں حسینؑ
کفر کے تیں بھان کر اسلام کہتے ہیں حسینؑ
دوستاں رو رو لہو سم تھے اثر ہے ہم امیر
باپ نیں ماں نیں حسینؑ ہے کربلا بن اسیر
اپنے پوتاں کوں کہے بند بند ہیو تم چپ رہو
میرے بعد از پیاس میرا میرے لوگاں کو کہو
ظلم بے حد کیتے بابا ظالماں کن داد لو ۔
تم غضب کا تیغ سب یزیداں کے سر پر دیو دیو
دین دنیا کے شاہ رکھ قطب زماں کو اب پناہ
تمہیں بخشا و خدا کن سلطان سوں میرے گناہ

[illegible] آ [illegible] حسینؑ [illegible]
انکیں تھے ایک آپس میں اب دکھ کرنے کا [illegible]
کالا کیا کسوت منگا دیکھو اماماں ؟ [illegible] تھے ۔
ظلمات کی کالا ہوا اس دکھ تھے جلتک والے
لوح ہور قلم کرسی عرش فرشیاں ملک غلام سب
بجلیاں بدل آگ راؤ تے جیو ذات سیاری واتے وائے
آسماں جیو جالا ہوا سمندر آگ دادا ہوا ۔
چند سورج کالا ہوا ہے دکھ زاری والے
چکھو سے ہیں سب پراں رو رو ہو آئے سختیاں
چھوڑے ہیں سب اپنے گھراں دیکھو نزاری واوے
کالے ہوئے دکھ تھے منگل سر پر سیتیں ماتی سنگل
تو بکھرے اس دکھ تھے جنگل ہے بے قراری واتے
پھولاں جیکے شب دکھ سیتی لکھ مولند ملبل جیکے ستی
کوئل ملبیا دکھ سیتی بن بن پکاری واتے والے
دیکھو نہیں اے ماتماں دانے جرین تا چنکھیاں
دھرتی ہے ماتم کی دکھاں دھرتی پکاری واتے والے
دو جگ خراباں ہور ہے جیواں کیاباں ہور ہے
سمندر سراباں ہو رہے جو تے جاری واتے والے
دکھ آگ سوں جگ بن جلے آکاس تا دھرتی جلے ۔
سکھن (۲) پر فرشتے کھیلے سٹ اختیاری والے والے
حضرت نبیؐ کے گیسواں دونوں اماماں کے لگاں .
جبرئیل جھلا دے آپ تہاں آرات ساری والے والے

سے مکہ کعبہ ۔ سے سمندر ۔ سے پڑے گرا سے پھول کھیے ۔ سے ماتم

پانچواں مرثیہ

دو جگ اماماں دکھ تھے سب جیو کرتے زاری واوائے
تن زلفاں کی لکڑیاں جال کر کرتے ہیں خواری واوائے

حضرت علی کے دو بیٹاں کا ندھے پی کراٹھاں
لشکر پر دہشت جوال اس دعوات سادی لاحاطے
شہزادے سب کے انثال لینے پکارے امن کا
عف عف نبی تن کو سناں کے دکھی یاری واکاتے
جبریل آکر کہتے تسری براں جو "عف" کہیے
اس عفو تخفہ جگ پانے گا سب رستے ازوا لئے
دو نو روید سے بی بی کے آخر دیکھو کیول دکھ دکھے
لہویں لڑتے پیاسے بچے دیکھو یہ خواری وائے ولے
یک پوت کو دیتے زہر یک پوت پہ کھینچے خنجر
کافر کیسے قہر، یو زخم کاری وائے وائے
دکھ بات کو توجیب جلے، لکھتے قلم بی نا چلے
دل جیون شمع جل تلپے شہ کی یاری واکرائے
قطبا کو ہے اللہ مدد بستا ہے اس دل میں احد
تو نبی مدد حیدر و کد بیڑیاں کو زاری ولے علی
(کلیات قطب شاہ، بہ تصحیح محی الدین زور، طبع حیدرآباد دکن)

مذکورہ مراثی پر تبصرہ مقصود نہیں۔ لیکن یہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ اگر یہ مرثیے سینہ زنی کے ساتھ پڑھے جائیں تو اسلوب و ہیئت کے اعتبار سے جداگانہ حیثیت کے حامل نظر نہیں آتے کیونکہ مرزا محمد حسن عسکری کے بقول :-

" نوحہ ایسا سلام ہے جو بصورت مستزاد ہو یا مخمس جن میں کے اشعار زیادہ ہوں جو ہمیشہ الحان کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور بعد کو ماتم کیا جاتا ہے "

بے شک اب سے بیس برس پہلے بعض نوحے ایسے ہی ہوتے تھے لیکن اگر مندرجہ مرثیوں کو نوحہ مانا جائے تو ماضی اور حال کے نوحے اس تعریف میں نہیں آتے۔ کیونکہ سلام ایک مستقل صنف ہے جو نعتیہ قسم کی ایک مختصر نظم ہے جو غزل کی طرح خیال آرائی کے ساتھ منقبت (زیادہ) و مصائب محمد و آل محمد کے مضامین باندھے جاتے ہیں۔ اور "مجرائی" "سلامی" یا "سلام" جیسے الفاظ بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔

سلام درحقیقت مرثیہ کا پیش لفظ ہوتا ہے اور نوحہ ایک آزاد و مستقل چیز ہے۔

میرے خیال میں نوحہ :-

وہ ملکی نظم ہے جس میں واقعات کربلا تنوع و خیال آرائی کے ساتھ نظم کئے جائیں۔ اور جسے لحن کے ساتھ پڑھا جائے۔ اور "ماتم" "وہ سینہ نظم ہے جس میں سادگی کے ساتھ واقعات کربلا منظوم ہوں اور لحن کے ساتھ پڑھنے کے لئے لکھا جائے اسی انداز میں کبھی کبھی مسلسل بروایت یا واقعہ بھی نظم کیا جاتا ہے

جس طرح مسلسل غزل نظم کہی جا سکتی ہے اسی طرح نوحہ کو مرثیہ ماتم کو روایت جیسے ناموس سے یاد کرنا کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ اصل میں یہ مزاج شناسی کا معاملہ ہے۔

ان مرثیوں کو نوحہ کہنے کی کوئی واضح دلیل ہمارے سامنے موجود نہیں ہے۔ اور ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ اس عہد میں مرثیوں کو لحن کے ساتھ پڑھتے اور سینہ زنی بھی کرتے تھے۔ یا نہیں؟ دیگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں

نمبر دوسری بار سے تیسری بار سے شمع سے ہیری دشمن سے سلام اور اس بحث کے لئے دیکھئے کاشف الحقائق جلد دوم از امداد امام اثر مرحوم طبع لاہور ص ۱۹۰ ببعد۔

جلوس نکلتے اور ماتم ہوتے تھے۔ عبدالقادر بجاپوری نوتی نے سنہ ۔۔۔ میں حیدر تو بیتانی کے مرثیہ کا ایک مقبول مصرعہ لکھتے ہوئے کہا ہے۔

"تعزیہ ہا ہمی نگارند و در معرکہ ہا می خوانند"

چونکہ "معرکہ" جلوس کو کہتے ہیں اور "تعزیہ کرنا" ماتم کرنے کے معنوں میں مستعمل تھا۔ (آجکل حیدرآباد دکن میں تعزیہ ماتم ہی کو کہتے ہیں) عبدالمجید صدیقی مولف تاریخ گولکنڈہ عبداللہ قطب شاہ (م ٣ محرم ١٠٨٣ھ/١٦٧٢ء) کے سلسلے میں لکھتے ہیں

"ہر روز عصر کے وقت بادشاہ سیاہ لباس پہنکر عاشور خانہ میں آتے اور اپنے باقوت الادے میں روشنی کرتے تھے آدھی رات تک تعزیہ ہوتا تھا۔ دادمحل میں بھی یہ انتظام تھا اور یہاں بھی بادشاہ آتے تھے۔" حاشیہ ص ٢٧١

اور مضافات دہلی، مشرقی پنجاب وغیرہ میں نوحہ خوانی و مرثیہ خوانی ایک ہی مفہوم و معنے میں مستعمل ہے۔

مندرجہ بالا جملہ کا یہی مطلب ہے کہ جلوس و علم وغیرہ میں فارسی مرثیے یا نوحے پڑھے جاتے تھے۔

علم برآمد ہونے کے سلسلہ میں یہ بات ناقابل فراموش ہے کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ کے عہد کا ایک علم اب تک حیدرآباد میں محفوظ ہے جس پر بادشاہ کا نام اور سنہ ١٠٠١ھ کندہ ہے یہی علم پرانی روایت و اعزاز کے ساتھ آج تک برآمد ہوتا ہے۔

ان واقعات و اشارات کی روشنی میں یہ کہنا دور از عقل نہیں کہ متحدہ ہندوستان میں جلوس عزاداری قدیم رسم ہے ان جلوسوں میں نوحہ خوانی و سینہ زنی و مرثیہ خوانی بھی ہوتی تھی۔ قطب شاہ دکنی، غواصی، عبداللہ قطب شاہ، لطیف، افضل شاہی کا ظم اور مرزا کے مراثی انہیں موقعوں پر پڑھے جاتے تھے۔

اور جس طرح ولی کے دیوان نے شمالی ہند کے شاعروں کو غزل سرائی کا شوق دلایا اسی طرح ان لوگوں کے کلام نے ان اطراف میں مرثیہ خوانی و نوحہ گوئی کی موجودہ روایت کو جنم دیا۔

آپ آج کے نوحے کو ماضی کے تمام ادوار کی مثالوں سے مطابق کریں تو میرے ہم خیال ہونے پر مجبور ہوں گے۔ مثلاً غواصی کے مرثیے۔

دستا نہیں کروں کیا، او بیان کربلا کا
پھرتا ہوں راز ہوں میں حیران کربلا کا

(یورپ میں دکھنی مخطوطات ص ١٧٩)

یا لطیف کے اشعار جن کا مطلع ہے :-

اے اہل درد، اشک سے انکھیاں کو تر کرو
نکلیا ہے پھر یو ماہ محترم نظر کرو

اور کاظم دکنی کا مرثیہ تو دیکھ کر ہمیں آج کے فصل و نظم یاد آتے ہیں

اے نابکاران دین کا چھت گرانا کہاں روا
سرور نبی کی آل کو یوں دکھ میں بنانا کہاں روا
رکھنا امام دیں کے تئیں جنگل منے بے آب و نان
طفلاں کوں ان کے بے گنہ غم میں رولانا کہاں روا

اور آخری شعر ہے۔

کاظم تہیں تاب و تواں، یو غم کا سب کہنا بیاں
شہ کے محباں کوں رولانا دشمن سنانا کہاں روا

یا مندرجہ ذیل شعر میں، تکنیک اور آہنگ کے اعتبار سے ملاحظہ ہوں سے

تم اپنے دلبراں کی خبر لو علی ولی
بے تاج سرداراں کی خبر لو علی ولی
بیزیدان اور بےسماں کی خبر لو علی ولی
ظلم و ستم گراں کی خبر لو علی ولی

(یورپ میں دکنی مخطوطات ص ۲۸۶)

شاہی دکنی کے اشعار عالمگیری فوج کے خیمے شمالی ہند کی بیاض میں محفوظ نظر آتے ہیں جن کا نمونہ یہ تھا۔

اے غریب یتیم نمانے عابد تیری زاری ہے
باپ کا مرنا دکھ کا بھرنا تس پر بیماری ہے
تیغ کھڑی لے دشمن سر پر دو دیا کر بھاری ہے
درد مصیبت عابد تم پر آج کے دن بسیاری ہے

یورپ میں ......ص ۱۸۳

سر سالار جنگ مرحوم کے کتب خانہ میں ایک مجموعہ مراثی ہے جس میں عبدالجلیل جلیل کے مراثی کے ایک ٹکڑے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں بارھویں صدی میں سوز خوانی بھی رائج تھی۔ اور بلا شبہ سوز خوانی ہی نوحہ خوانی کی ابتدائی شکل ہے دونوں طریقوں میں ایک صاحب بیاض یا صاحب بستا اور چند بازو یا ساتھی ہوتے ہیں۔ سوز خوانی میں حاضرین خاموش رہتے ہیں اور نوحہ خوانی میں شرکاء جواب دیتے ہیں۔ سوز خوانی میں مجمع روتا ہے اور نوحہ خوانی میں لوگ سینہ زنی کرتے ہیں۔ جلیل نے مندرجہ اشعار میں ان علامتی چیزوں کی نشاندہی کی ہے ۔۔۔

دہر دے حسینؑ و دین حسینؑ
از امید و حسن امید و بیم
فیض بخش و غلام حیدر یمی
میرے دو بازو اسے شاہ قدیم
مرثیہ خوان اے پنجتن اے شاہ
قوت بازو از عطائے عمیم
ہیں محمد قلی غلام علی ۔ دو جو ہیں تیرے غلام قدیم

روضۃ الشہداء کے ترجموں مرثیوں اور ایسی نظموں نے دلی والوں کو اپنا گرویدہ کیا اور یہاں کی عزاداری میں ان طریقوں نے رواج پایا۔ ایک مدت کے بعد یہاں کے ادباء نے روضۃ الشہداء کے بدلے فضلی اور حیدری کی "دہ مجلس" کے اندر جو نظم و نثر سے مرکب چیز اختیار کی جسے روضہ خوانی کے بجائے واقعہ خوانی کہا جانے لگا۔

آصف الدولہ (م ۱۲۱۲ھ) کو لکھنؤ گئے ہوئے کافی دن گزر گئے، مدراس، دکن، دلی کے سیاحوں کا بیان ہے کہ ہندو اور سنی عزادار طرح طرح سے یہ رسوم انجام دیتے تھے۔ لکھنؤ میں ملا حطا شوستری نامی خوش گلو، صاحب فن ایرانی شاعر و شاہی واقعہ خوان تھے۔ ان کا ایک مجموعہ کلام 'واقعات ملا حطا' کے نام سے نولکشور نے کئی بار چھاپا ہے۔

روضہ خوانی و واقعہ خوانی و مرثیہ خوانی کو کچھ لوگوں نے پیشہ بنا لیا۔ کچھ لوگ شوقیہ اور مذہبی جذبہ کے تحت ان چیزوں میں حصہ لینے لگے تھے۔ قدیم ترین مخمس و مسدس بند نظموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں لحن میں ضرور پڑھا جاتا ہوگا۔

یوسف خاں کمبل پوش نے اردو کے قدیم ترین

اردو معلم نامہ یورپ میں سینٹ پال گرجے کی عمارت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ایک طرف کرنے لکھے ہوئے مرثیہ کی طرح شکریہ خدا کا گانے

تاریخ یوسفی ص ۲۱ طبع نولکشور ۱۸۴۷ء

ہوسکتا ہے کہ اس زمانے میں خواندگی کا طریقہ یہ رہا ہو مگر نظموں کی تکنیک ہمارے "نوحہ" کی سی نہیں اگرچہ اسے مرثیہ کہا جاتا تھا۔

میر تقی میر (م ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء) کے بعض مراثی (کلیات طبع لاہور، مراثی میر طبع لکھنؤ میں) دیکھئے۔

ذکر ہے تیرے کلام، یا امام، یا حسین
لیجئے کس منہ سے نام، یا امام، یا حسین
ہائے رے تیرا جگر یا وہ خویش و پسر
قتل ہوئے با تمام یا امام، یا حسین

(۱۶ شعر — جو بالکل ماتم کے اسلوب میں ہیں)

الوداع اے افتخار نوع انسان الوداع
بادشاہ کم سپاہ اہل ایمان الوداع

اس نظم کا اشعار وال شعر ہے۔

مرثیہ تو میر تو کہتا ہی تھا پر اب کی یہ
کیا کہی ہے ہائے اے نم ناک مژگان الوداع

اور تیسرا نوحہ ہے۔

کیا تھا دن روز سفر ہائے حسینا
افسوس کوئی گھر ہے نہ در ہائے حسینا

میر حیدر بخش حیدری مصنف "آرایش محفل" (م ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۳ء) کے اور بہت سے تالیفات کے علاوہ مولف

آرباب نثر اردو" ہے ان کے ایک مجموعہ مراثی کلیات دہلی کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے۔

"ان کا دیوان تو شائع نہیں ہوا مگر ان کی "گل مغفرت" میں بھی مرثیوں، غزلوں اور نوحوں کا ایک بڑا حصہ موجود ہے پھر کچھ اشعار نقل کئے ہیں جن میں ہمارے موضوع سے متعلق یہ اشعار قابل توجہ ہیں۔

تری فرقت میں زمین و آسمان نے رو دیا
سینہ جو دل شق ہوئے روح رسول نے رو دیا
اے حسینؑ ابن علیؑ گریاد تری تشنہ لبی
کوہ کی چھاتی پھٹی آب رواں نے رو دیا
کس زبان قابل ہے تو اس میں بجلی روح رسول
اس الم میں کیا کہوں میں، کس فغان نے رو دیا
کچھ نہیں اہل زمیں کرتے نہیں ماتم ترا
سر کھلا رضوان نے اور باغ جناں نے رو دیا
بے بہا، اے چشم تر ماتم میں اس کے خوں بہا
قدسیوں نے جس کے غم میں ہو پریشاں رو دیا
آدمؑ و نوحؑ و خلیلؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ نے آہ
غم کیا جبرئیل حق کے راز داں نے رو دیا
اہل بیت مصطفیٰ پامال تب ہوئے گریہ کناں
سنگ خارا بہہ چلا، ہر انس و جاں نے رو دیا
دیکھ کر روتا سکینہ کا کہوں کیا دوستو
لشکریوں نے غم یا پیر و جواں نے رو دیا
حیدری آل عبا کی بیکسی پر کیا کہوں
دشت و کوہ و جل بلکہ کون و مکاں نے رو دیا

اور دوسرا مخمس اپنی لے، بحر ہونے اور غم انگیزی کی وجہ سے بے حد دلکش ہے۔

آج ہے دسویں محرم کی کہوں کیا ماجرا
سیدا لہر کا سر دشت بلا میں کٹ گیا
ہو گیا خورشید تاباں آج گردوں پر سیاہ
دیکھو نوک شبیر کا نوک سناں پر سر چڑھا
چرخ لیکر منہ چھپا اپنے چادر ابر سیاہ
تشنگی شبیر کی کر یاد خوں رو دینے لگا
ہو گئے پانی ہو پربت شعلہ شبیر سے
رہ گئے اس غم میں دریا اپنی آنکھیں دیکھیا
نے رکھے گلشن میں گل نے بن چمن رکھے خار و خس
خشک و تر اس آتش غم نے دیئے دونوں جلا
شہسوار لا فتا ہو جس کا بابا کیا کہوں
ہے غضب بیٹا ہے اس کا پا برہنہ پیادہ پا
آیت تطہیر جس کی شان میں نازل ہو آہ
اس کا کنبہ اونٹ پر بلوے سر برہنہ کھلا
اہلبیت مصطفےٰ کو ظلم سے کر دیں تباہ
ہے غضب کربل میں اس کو اشقیا دیویں جلا
کیا کہوں آل عبا کا حال زارا ے حیدری
ہو گیا ٹکڑے جگر منہ کو کلیجہ آ رہا

(ارباب نثر اردو ص ۲۶۹)

اسی طرح بہادر شاہ ظفر آخری تاجدار دہلی کے دیوان میں ایک نظم ہے جسے پڑھتے ہوئے ہمیں اپنے عہد و ماضی قریب کے بعض ماتم یاد آنے لاحظ کریں۔

مخمس بسبعہ خمسہ در مرثیہ

اے بحرا جو شاہ دوجہاں ہے
جھکا مجرے کو جس کے آسماں ہے
وہ سرور ہیں شاہ شہیداں دو جگ کا اجیارا
اللہ کا محبوب ہے وہ اور ہے وہ نبی کا پیارا
علی کا ہے جگر زہرا کی جان ہے۔

ستم ہے ساقی کوثر کا جانی
نہ پائے تین دن تک بوند پانی
پانی کی ایک بوند نہیں اور سوکھی جائے زبان
مارے پیاس کے گرمی کے ہوں تن پہ آئی جان
لبوں پر پھیرتا سوکھی زباں ہے

ہوا دن بیاہ کے قاسم جو رن میں
جدائی ہو گئی دولہا دلہن میں
کیسی مہندی کہاں سہاگ اور کیسی رنگیلی رات
دولہا کے ہاتھ گئیں اور دلہن ملتی ہاتھ
غم قاسم ہے یہ شادی کہاں ہے؟

گرا اکبر تو برچھی رن میں کھا کر
موا عباس بھی دریا پہ جا کر
مارے گئے سب ساری سقائی اکبر اب تیرا ہے
خیمہ جلا، گھر بار لٹا ! دا اہل حرم سب پیاسے
جدھر دیکھو ادھر شور و فغاں ہے۔

گئے اصغر کو شہ گودی میں لے کر
کہ پانی سے کروں اس کا گلو تر
پیاسے گلے میں اسکے اترے ہے ہے تیر کی بوند

... کے پاس سے باپ کی صورت آنکھیں لیتی موند
گھوڑے فلک و چشم خونچکاں ہے

لہو میں دیکھ کر بھائی کا غلطاں
کہا زینب نے یہ با چشم گریاں

جسکو پیار سے امی زہرا گودی پالے
اس کے تن پر گھاؤ لاگے بہتے لہو کے نالے
سر اب اسی کا ہے اور نوک سناں ہے

جسے زہرا نے گودی میں کھلایا
نبی نے دوش پر جس کو چڑھایا

جاسوں اُو ہتے اسکو لاگے برچھی بھالے تیر
مائی او پھر لوٹے رن میں گھائل سارا شبیر
لہو کا زخم سے دریا رواں ہے

ہوا زین العبا محبوس افسوس
پیادہ پا چلا افسوس افسوس

جس کے پانو کی مائی کو ہو چاند سورج پر فوق
اس کے ہاتھوں ہتکڑیاں ہوں اور گلے میں طوق

ظفر اس غم سے اک عالم ہے مغموم
زمیں سے تا فلک ماتم کی ہے دھوم

نیلا ماکا آس نے کیتو جانے اندھیرے رین
تارے تا ہیں آنسوؤں سے ہے بھرے نماتین
جسے دیکھو غرض ماتم کناں ہے

ماتم کے ساتھ "نوحہ" خوانی کی رسم اسی زمانے میں شروع ہوئی لیکن باقاعدگی اور فن کی حیثیت سے بیسویں صدی کے آغاز اور انیسویں صدی کے آخر میں ترقی شروع ہوئی۔

مثنیٰ دہلوی، سید عابد صاحب لکھنوی نے نظم ماتم روایت و نوحہ گوئی شروع کی۔ نفیس، تعشق، اوج جیسے اساتذہ نے اسے اپنایا۔ موقع کا ایک ماتم ہے

افلاک سے جبریل نے رو کر یہ پکارا، فریاد خدایا
سجدہ میں نمازی کو ستمگار نے مارا، فریاد خدایا
بہتا ہے مصلے پہ لہو فرق ہے شق ہے [illegible] میں نمازی
سر حیدر صفدر کا ہوا آج دو پارہ، فریاد خدایا

ایک اور لکھنوی نوحہ ہے۔

میدان کربلا میں قیامت بپا ہے آج
تاراج باغ فاطمہ زہرا ہوا ہے آج
کہتی تھیں بانو بیاہ کروں گی مدینے میں
اٹھارہواں برس تجھے اکبر ہوا ہے آج

لکھنؤ میں مشہور ہے کہ موجودہ طرز نوحہ خوانی کا آغاز مولوی سید عابد صاحب محسن نے کیا اور ان کا مشہور روایتی نوحہ ہے ؎

اہل حرم کو قید میں عرصہ جو ہو گیا
مولا کی پیاری بیٹی کو بعد قلق ہوا

دہلی و مضافات جہاں آباد میں مثنیٰ نے روایتی نوحہ کو بڑی ترقی دی جس کی مثال آگے آئے گی۔

دکن میں یوں تو دور بعد سے پہلے محمد علی سرور حیدرآبادی کے نوحوں نے شہرت پائی۔ سرور کا نوحہ ہے۔

قتل ہوئے عباس علی واویلا
تیغ ستم شانوں پہ چلی واویلا
مشک چھدی سب بہہ گیا پانی

پیاسی رہی نازوں کی پلی وا ویلا
گرز ستم سر پر کھایا وا ویلا
بھائی کو شہ کے غش آیا وا ویلا
پشت فرس پر تھم نہ سکا
تیورا کے گرا فرزند علی وا ویلا
ایڑیاں رگڑیں ریتی پر وا ویلا
آئے قریں سب بانیٔ شر وا ویلا
دی یہ صدا زہرا کے پسر کو
یا شہ والا جان چلی وا ویلا
پہنچی جو سرور کو یہ صدا، وا ویلا
دوڑے کمر تھامے مولا، وا ویلا
کہتے تھے ٹوٹی ہائے کمر اب
بھائی بلا تیری نہ ٹلی وا ویلا
شہ ہوئے بے آس اے سرور، وا ویلا
مر گئے عباس اے سرور، وا ویلا
سر کو ہٹایا زانوئے شہ سے
کس بی پھر بیکس نے لی وا ویلا

بہار میں سید علی محمد شاد، امداد امام اثر وغیرہ نے نوحے کہے لیکن یہ نوحے اگر مستزاد ہوتے تو ماتم کہے جاتے تھے ماتمی دستوں، انجمنوں اور علم و تابوت و ضریح کے جلوسوں کی کثرت نے شاعروں اور شاعروں کی زیادتی نے اسلوبوں میں تنوع پیدا کیا مجموعوں کی کثرت نے پسند عام کی سند دی اور یہ روایت شہروں سے دیہاتوں میں پہنچی، پریس نے اشاعت کا حق ادا کر دیا۔

اس طویل تاریخی پس منظر میں ہم تین چیزوں سے متعارف ہوئے۔ مرثیہ۔ ماتم۔ نوحہ۔

مرثیہ استقلال اور ابتدائی ہیئت کے لحاظ سے نوحے سے متمائز نہیں، طرف طرز ادا اور طریق کار سے حد بندی ہوتی ہے۔

ماتم میں رواں بحر، لام، درد انگیز الفاظ و خیالات نظم ہوتے تھے۔ جیسے :-

شاہ مقتل جا رہے ہیں سر کٹانے کے لئے
امت جد کو چلے ہیں بخشوانے کے لئے

یا —

اے شیعوں کے مہمان خدا حافظ و ناصر
زہرا کے دل و جان خدا حافظ و ناصر

— ماتم میں شعروں کے ساتھ ماتمی زبان سے جواب میں شعر یا مصرع دہراتے اور ہاتھ سے مسلسل سینہ زنی کرتے تھے۔ نوحہ رک رک پڑھی جانے والی نظم ہوتی جس میں اگر کوئی واقعہ نظم ہوتا تو روایت ورنہ سادہ نوحہ کہلاتا تھا شروع میں نوحہ بندش، اسلوب و انداز بیان کے لحاظ سے ماتم ہی جیسی چیز تھا۔ دیکھئے لکھنؤ کے چند شعر ہیں :-

دختر شہ نے کہا مشک مری کیا ہوئی؟
اچھے چچا میں فدا مشک مری کیا ہوئی؟
وعدہ جو تم نے کیا پانی کے پلوانے کا
ہو نہ سکا وہ وفا، مشک مری کیا ہوئی؟
شانے یہ کیوں کٹ گئے، زخمی ہو کیوں سو رہے
شہ کا علم کیا ہوا، مشک مری کیا ہوئی؟
اس پہ منکی جب کھلا، مر گیا میرا چچا
پیٹ کے منھ سے کہا، مشک مری کیا ہوئی؟

لکھنؤ کے علما نے روایت و مکالمہ کو پسند فرمایا۔

[illegible] شاعروں کے شاعرانہ و تخیلاتی مضامین کا انتساب آلِ محمدؐ [illegible] فرمایا۔ چنانچہ مرزا محمد ہادی عزیزؔ آغا شاعر [illegible] اور ان کے معاصرین نے ایک نیا طریقہ اختیار کیا جس [illegible] نوحہ عزیزؔ کی بیاض نوحہ و ماتم "گل تابوت" مطبوعہ [illegible] ہے۔

[illegible] مولوی سبط حسن صاحب ثاقبؔ اور نجم آفندی [illegible] کے صاحبان طرز و محبوب نوحہ گو حضرات ہیں۔ لیکن [illegible] نوحہ فارسی میں غالبؔ، قاآنی وغیرہ کا عکس تھے۔ مگر فضا روشن۔

۱۹۳۶ء کے لکھنؤ ایجی ٹیشن نے شیعہ قوم کو زبردست [illegible] پہنچایا۔ دو تین مہینے کے قلیل عرصہ میں تمام ہندوستان کے شیعہ ایک مرکز سے وابستہ ہوگئے۔ متحدہ ہند میں پھیلے اور [illegible] سے مسائل، قومی، ثقافتی، مذہبی، اور سیاسی مشکلوں سے باخبر ہوئے، زندہ و متحرک زندگی کی اس لہر نے لکھنے، پڑھنے اور بولنے کے زاویے بدل دیئے۔ اب مجلس کی تقریروں، نوحوں کے اسلوب، جلوس کے طریقوں میں تبدیلیاں ہونے لگیں۔ سُنیوں کی چھیڑ چھاڑ سے متاثر ہو کر بہت سے شعرا نے تبلیغی نوحے شروع کئے جن میں رجحیؔ، چھوٹے نواب، اصغرؔ، احد، ظفر عباس فضلؔ نے لکھنؤ میں نام پایا۔ اور بیرون لکھنؤ نجم آفندی کو سند عام و شہرت دوام ملی۔

تعلیم یافتہ طبقہ کو ابھی تشنگی محسوس ہو رہی تھی۔ حسینیت کا پیغام، واقعہ کربلا کا متعدد زاویہ ہائے نظر سے مطالعہ ہونے لگا۔ مقصد شہادت کی تلاش شروع ہونے لگی اور قومی اصلاح کا خیال اُبھرا۔ جناب نجم آفندی نے اس موضوع پر بڑا معیاری کام کیا۔ ان کے نوحے ہمارے عہد کے مثالی نوحے ہیں۔

آجکل ہند و پاک میں سینکڑوں نوحہ گو شاعر ہیں۔ ہر سال سینکڑوں "بیاضیں" چھپتی ہیں لیکن فضلؔ و نجمؔ سب کے پیش رو ہیں۔ فضلؔ تا آخر لکھنؤ اور لکھنؤ کے ہو کے رہ گئے۔ اس لئے ان کا ماحول صرف تبلیغی انداز کا طالب رہا ہے۔ اور ان کا انداز ہے [illegible]

حسین تم نے ستاروں میں روشنی کی ہے۔

نجم آفندی، قادر الکلام اُستاد غزل و نظم و مرثیہ گوئی وغیرہ میں ماہر مختلف علاقوں کو دیکھے جانے معروف ہیں۔ اس لئے ان کے یہاں عصری تقاضوں کا بھرپور جواب ہے۔ انکے یہاں اصلاح، پیغام، تبلیغ جیسے تصورات کار فرما ہے:۔

ذوق کمی کی سہی نقص برائی سہی! حرف ماتمی سہی! ہے براہ راستی
راہ پر ہے آج بھی زندہ یادگار رواں





یہ سائنس کی دنیا

پندرہ برس کی تحقیق کے بعد!

امریکہ کی ای آئی ڈیوپونٹ ڈی نیمرس اینڈ کمپنی نے ایک نیا کیمیاوی مرکب تیار کیا ہے جو گزشتہ کئی برسوں میں ایک نہایت اہم دریافت کا درجہ رکھتا ہے۔ اسے ہمیل کو لا نیڈل الیو مینا کہتے ہیں جس سے کاٹنے چیرنے کے آلات ہیروں سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ اور مصنوعی سوت پر داغ دھبے نہیں لگتے۔ جب اسے تیل اور پانی میں ڈالا جائے تو یہ بھی آپس میں مل جاتے ہیں۔ جب شیشے کے سوت پر اس ملمع کیا جائے تو اس میں حرارت کا مقابلہ کرنے کی قوت چھ گنا بڑھ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ربڑ کے جھاگ کو بھی اس نئے مرکب سے سخت بنایا جا سکتا ہے۔ ڈیوپونٹ کمپنی کا بیان ہے کہ اس تحقیق پر بیس لاکھ ڈالر کی رقم اور پندرہ برس کا عرصہ لگا ہے۔

ہوائی بس!

امریکہ کی جنرل الیکٹرک کمپنی کے ایک ڈیزائنر ہیرسی کیپس کے بیان کے مطابق ایسے ہوائی جہاز بنائے جائیں گے جو ہوائی اڈے سے براہ راست اڑ کر [illegible] اڑیں گے اور اسی طرح ہوائی اڈے پر سیدھے [illegible] اترا کریں گے۔ مستقبل میں یہ ہوائی بسیں [illegible] والی بسوں کی طرح کام دیں گی۔ مسٹر کیپس نے [illegible] اس قسم کے سیدھے اٹھنے اور نیچے اترنے [illegible] قسم کے جہاز بنائے جا رہے ہیں جنہیں [illegible] دیا گیا ہے۔ [illegible] take off & landing [illegible] انہیں یقین ہے کہ جب یہ جہاز مستقبل قریب میں [illegible] میں آنے لگیں گے تو ہوائی اڈوں کی شکل و صورت [illegible] گی۔ میلوں لمبی سڑکوں کی ضرورت نہیں [illegible] جیٹ ہوائی جہازوں کے اڈے [illegible] میل کے فاصلے پر تعمیر کئے جا سکیں گے کیونکہ ایسی ہوائی بسوں کے ذریعہ ۱۵ سے ۲۰ منٹ کے اندر اندر مسافروں کو [illegible] اور لے جایا جا سکے گا۔ ان ہوائی بسوں کے اڈے [illegible] اور بستیوں کے بیچ میں بنائے جا سکیں گے۔ اور یہ [illegible] اور ہوائی بسوں نے سٹیشن کا کام دیں گے۔ اس [illegible] رفت کے وسائل میں بھی ایک اور تعمیری انقلاب آ [illegible]

نیا عمارتی مسالہ!

امریکہ کی جان مینول کمپنی نے ایک نیا عمارتی مسالہ تیار کیا ہے۔ جو ایسبس ٹاس سیمنٹ اور پلاسٹک کے مرکب سے بنایا گیا ہے۔ یہ پتھر کی طرح سخت ہے لیکن لکڑی کی طرح اسے چیرا اور کاٹا جا سکتا ہے۔ اس میں کیلیں بھی [illegible] ہیں اور مکانوں کی دیواروں کے بیرونی حصوں پر اس کے تختے لگائے جا سکتے ہیں۔ اس میں آگ نہیں لگ سکتی اور اس پر نمی کا اثر بھی نہیں ہوتا۔ اور یہ سڑنے گلنے اور اکھڑنے بھی نہیں پاتا۔

سمجھے جاتے ہیں۔ اور جب اڑانا ہو تو یہ بازو پھیلا جاتے ہیں۔ محض ایک ہینڈل گھمانے سے اسے موٹر کار سے یا ہوائی جہاز میں تبدیل کیا جا سکتا ہے جس میں پانچ دس منٹ سے زیادہ نہیں لگتے۔ جب یہ موٹر کار کی شکل میں ہو تو ۶۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار ہوتی ہے اور ہوائی جہاز کی صورت میں ایک سو میل فی گھنٹہ۔ اڑان کی حد ۳ سو میل ہے یعنی ۳ سو میل کے بعد اس میں پٹرول دوبارہ ڈالنا پڑتا ہے۔

ہوائی پردے!

امریکہ میں بہت سی دکانیں اب ہوائی پردوں کے دروازے لگا رہی ہیں۔ اب گاہکوں کو لکڑی یا شیشے کے بھاری دروازے کھولنے کی تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی۔ یہ ہوائی پردے دروازے ہر وقت کھلے رکھتے ہیں۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان ہوائی پردوں سے دکانوں کے اندر گرمی یا سردی یا برف یا بارش آندھی گرد و غبار بخارات، کیڑے مکوڑے وغیرہ کچھ بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ دروازہ کھلا ہوتا ہے اور کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ انہیں "امریکی ایئر کرٹین" (امریکی ہوائی پردہ) کہا جاتا ہے۔ یہ ہوائی پردے سینٹ لوئی (مسوری) کی ایئر کرٹین کمپنی تیار کرتی ہے۔ لیکن گاہک کسی روک ٹوک کے بغیر آ جا سکتے ہیں۔

۳۰ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار

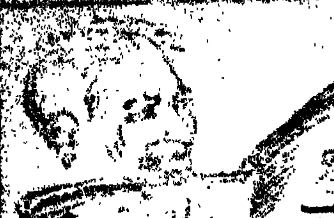
امریکی خلائی اور فضائی محکمے کے سائنسدانوں نے بیسارشری کے تجربے میں تیس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار کا تجربہ مکمل کیا ہے یعنی یہ رفتار اس رفتار سے کئی ہزار میل زیادہ ہوگی جو خلائی جہاز کے چاند تک سفر سے واپسی پر زمینی کرۂ ہوائی میں داخل ہونے پر پائی جائے گی۔

[illegible] کو [illegible] رکھنے والا کاغذ!

امریکہ کی انٹرنیشنل پیپر کمپنی نے چیزوں پر لپیٹنے [illegible] ایک کاغذ تیار کیا ہے جو چیزوں کو نمی [illegible] سے محفوظ رکھتا ہے۔ اسے ہائی پولی کرافٹ پیپر (High Poly Kraft Paper) کہا جاتا ہے۔ اس [illegible] تیار کرنے میں بے انتہائی جذب کرنے والی ایک [illegible] چیز ہوتی ہے اور تجربہ کرنے میں پندرہ دن تک آدھا [illegible] رکھا گیا۔ پندرہ دن کے بعد جب یہ تھیلے کھولے گئے تو ان کے اندر رکھی ہوئی چیزیں ویسی ہی خشک تھیں جیسی کہ اس دن جب انہیں تھیلوں میں ڈالا گیا تھا۔ اس کاغذ کی تیاری سے تجارتی حلقوں کو بڑا فائدہ ہوگا۔ چیزوں کو نمی سے محفوظ رکھنے میں بھاری مدد ملے گی اور اخراجات میں بھی کمی واقع ہوگی۔

"اڑن" موٹر کار!

اڑنے والی موٹر کار جسے "ایرو کار" (Aerocar) کا نام دیا گیا ہے۔ کی تیاری کے لئے کارخانہ قائم کرنے کے لئے ضروری قدم اٹھایا گیا ہے۔ ڈلاس ٹیکساس (امریکہ) کی لنگ ٹیمکو الیکٹرانک انکارپوریشن نے یہ غیر معمولی قسم کی گاڑی تیار کرنے کے لئے ٹھیکہ لے لیا ہے۔ بشرطیکہ اس کے لئے کافی آرڈر ملیں۔ "ایرو کار" جب اڑتی ہے تو دیکھنے والے جہاز کی مانند ہوتی ہے جب اسے سڑک پر چلانا مقصود ہو تو اس کے بازو (پنکھ)



آہ نواب عسکر یار جنگ

یہ خبر نہایت حزن و ملال کے ساتھ سنی جائیگی کہ نواب عسکر یار جنگ بہادر بیرسٹر ایٹ لا سابق صدر ... ایک طویل علالت کے بعد ۱۶ محرم الحرام کو داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جوں ہی آپ کے انتقال کی خبر عام ہوئی لوگ جوق در جوق آپ کے بنگلہ "جبار کدہ" واقع بنوبان شیکری گل باغ پر جمع ہونے لگے جہاں مجلس عزا برپا ہوئی بعد مجلس میت ذریعہ لاری دائرہ میر مومن لائی گئی۔ بعد تجہیز و تکفین میت سپرد خاک کی گئی۔ نماز جنازہ مولوی سید عباس حسین صاحب رشتی نے پڑھائی۔ مشایعت جنازہ اور نماز جنازہ میں بلا تفریق مذہب و ملت کثیر تعداد میں لوگ شریک تھے۔

آپ کا اصلی نام سید محمد عسکری حسن ہے آپ مولوی سید غلام جبار صاحب مرحوم الملقب بہ نواب جبار یار جنگ بہادر سابق میر مجلس عدالت العالیہ کے فرزند تھے۔ آپ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی بعد مدرسہ عالیہ اور دار العلوم علی گڑھ میں مدارج تعلیم طے کئے۔ ۱۹۰۶ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ عازم انگلستان ہوئے ۱۹۱۳ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری اور ۱۹۱۴ء میں بیرسٹری کی سند حاصل کی اور ہندوستان واپس آکر اولاً کلکتہ ہائیکورٹ میں ... بعد عثمانیہ عدالت العالیہ میں پریکٹس شروع کی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کا شمار مملکت آصفیہ کے کامیاب وکلاء میں ہونے لگا۔ قانونی استعداد کی وجہ آپ کا تقرر حسب فرمان خسروی ۱۹۲۸ء میں وضع قوانین کی معتمدی پر ہوا۔ ۱۹۳۲ء میں خطاب مستطاب نواب عسکر یار جنگ بہادر سے سرفراز ہوئے۔

آپ نے ایک قلیل عرصہ میں وضع آئین و قوانین کے محکمہ کی رفتار ترقی کو تیز کر دیا تھا قانونی قابلیت کے پیش نظر اعلیٰحضرت بندگان عالی نے براہ مراحم خسروانہ آپ کو جوڈیشل کمیٹی کا صدر نشین مقرر فرمایا۔ ایک عرصہ تک اپنے منصبی خدمات بحسن و خوبی انجام دیکر و ظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے وظیفہ پاتے ہی از سر نو وکالت شروع کی۔ قاسم رضوی کے مقدمہ میں آپ نے قاسم رضوی کی جانب سے پیروی کی ... آپ عثمانیہ عدالت العالیہ بار کے ممتاز فرد اور مجلس مقننہ و مجلس بلدیہ کے رکن رہ چکے ہیں۔ آپ کا خاندان شمالی ہند میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے آپکے جد اعلیٰ سید حمزہ بن حمید بخشی الملک سلطنت عثمانیہ ترکی، سلطان التمش کے زمانہ میں ہندوستان آئے اور مناصب جلیلہ پر فائز ہو کر ضلع فتح پور میں جاگیر حاصل کی۔ آپ امپیریل شیعہ کانفرنس اور انجمن معین الاخوان کے بھی صدر رہ چکے ہیں مولوی سید اصغر حسن صاحب ایڈوکیٹ جو نگہ پر آپ کے احسانات سبذ ول رہے۔ بوقت تدفین ایڈوکیٹ صاحب ہی رو رو کر مرحوم کے احسانات گنا رہے تھے۔

حیدرآباد کے مشہور و معروف جسٹس مولوی سید قمر حسن صاحب آپ کے برادر عزاد ہیں آپکے پسماندگان میں تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔ فرزند اول مولوی سید مصطفیٰ حسن صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ فرزند دوم مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تجارت حکومت پاکستان اور فرزند سوم مولوی سید مجتبیٰ حسن صاحب الیکٹریکل انجینئر ہیں۔ ہر سہ فرزند سعادتمند ہیں۔ اور صاحبزادی محل سید ناصر حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی منصف مجسٹریٹ ضلع محبوب نگر ہیں۔

مرحوم حیدرآباد کے مشہور و معروف بیرسٹر اور صاحب کردار عہدہ دار تھے۔ ... مسلک اور ... ایران ... میں مرحوم ... آپ کے قومی خدمات ... میں آپکے پسماندگان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں خدا مرحوم کو غریق رحمت کرے اور ... خدا ... صبر جمیل ...



سنا جاتا ہے

کہ ایک پولیس کانسٹبل سیکل کی ٹکر سے ہلاک ہوگیا!
یہ رکشہ رانوں کی بددعا کا اثر تو نہیں ہے!؟

کہ مدراس کانگریس نے بیروزگار جدوجہد کمیٹی کو یقین دلایا ہے کہ بیروزگاروں کو روزگار دلایا جائیگا
لیکن کب؟ جب بیروزگار، بیروزگاری کا تاب نہ لاکر اللہ کو پیارے ہو جائیں گے۔

کہ طلباء کو داخلہ نہ ملنے کی وجہ سے پریشانی ہو رہی ہے
غالباً مسٹر لیپا بھی رام راؤ وزیر تعلیم کو اسکی اطلاع نہیں ہے ورنہ ایسا نہ ہوتا!

کہ سری نگر میں سکریٹریٹ کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے
کیا وہاں بھی حیدرآباد کی طرح شہر سے دور رکھا جا رہا ہے!؟

کہ وزیر اعظم کوسیگن نے فرمایا کہ امن عالم کے لئے بڑی طاقتوں کے اختلافات کا خاتمہ ضروری ہے!
لیکن اس بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا!؟

کہ درجہ سوم میں ایم۔ اے کامیاب کرنے والے طلباء اپنے مستقبل سے پریشان ہیں!
لیکن ان کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ پبلک سروس کمیشن انہیں تھرڈ گریڈ کی آسامی دینے تیار ہے لیکن تھوڑی "پیروی" کرنی پڑتی ہے!

کہ گورنر آندھرا پردیش نے جیسے منصوبہ کی خوبیاں بیان فرمائیں!
گویا تصویر کا ایک رُخ بے نقاب کیا گیا چاہئے تو یہ تھا کہ پوری تصویر کی نقاب کشائی کی جاتی!

کہ کمیونسٹ لیڈر مسٹر گوپالن نے برت توڑ دیا!
نہ توڑتے تو کیا کرتے بقول غالب؎
واقعہ سخت ہے اور جان عزیز

کہ امریکہ، ہندوستانی اسکول کے بچوں کے لئے ۲۰۰ لاکھ ڈالر مالیت کے اشیائے خوردونوش دے گا!
نہ معلوم اس میں سے بچوں کے پیٹ میں کتنے اشیائے خوردونوش جائیں گے اور درمیانی لوگوں کے حلق میں کتنے!؟

قطعہ

بلبل بھی آج غنچہ سے گلشن میں جا ملی
مٹے پینے سے کلی دلِ میخوار کی کھلی
حاصل ہوئی مرادِ دلی کربلا سے آج
مقبولِ بارگاہ یہ زنجیرِ در ہلی

(آمدہ از نذری باغ)

NEW GRAND HOTEL

مانا کہ حیدرآباد میں سینکڑوں ہوٹلیں ہیں مگر



نیو گرانڈ ہوٹل اینڈ پروویژن اسٹورس

فون نمبر ۱۴۵۷۵

افضل گنج حیدرآباد دکن

• نفاست و پاکیزگی • باسلیقہ ملازمین • خورد و نوش کے بہترین اشیاء

مفرح مشروبات خوش ذائقہ چائے

اور

معقول انتظام کیلئے — اپنی آپ نظیر ہے

DAWN

ایمباسی کیفے

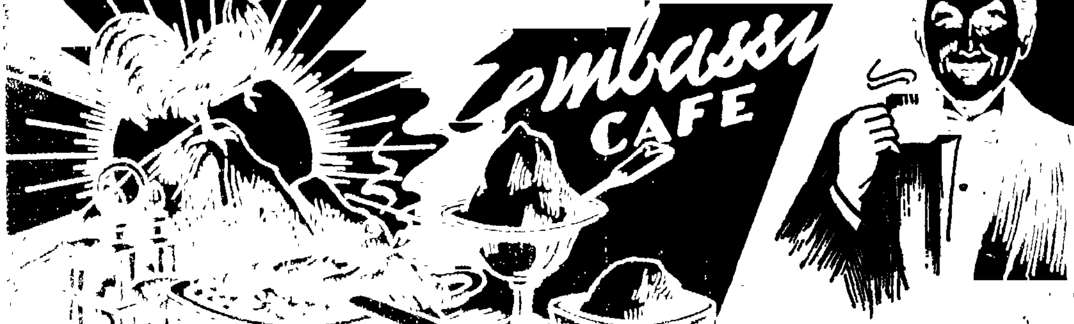
چوراہا بشیر باغ حیدرآباد اے۔ پی

انگریزی اور مغلائی کھانوں اور بہترین انتظام کیلئے اپنی آپ نظیر ہے خاص کر یہاں کے کری پفس ہندگیر شہرت کے حامل ہیں

اگر آپ نے ایمباسی کیفے کے کری پفس نہیں کھائے ہیں تو گویا آپ نے کری پفس کھائے ہی نہیں یہاں سے

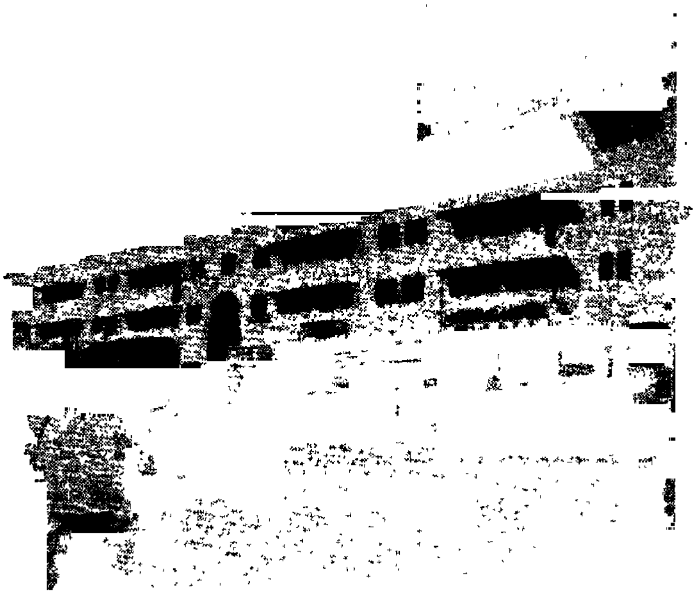
پالسنس POLSON'S اور لکٹوڈیکس LACTODEX

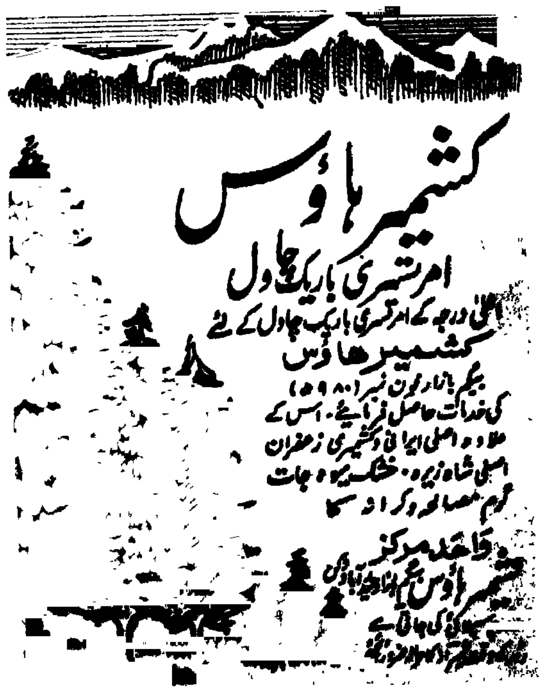
کا تازہ ترین اسٹاک بازار سے ارزاں حاصل کیجئے



PHONE No 2371

SHIRAZ





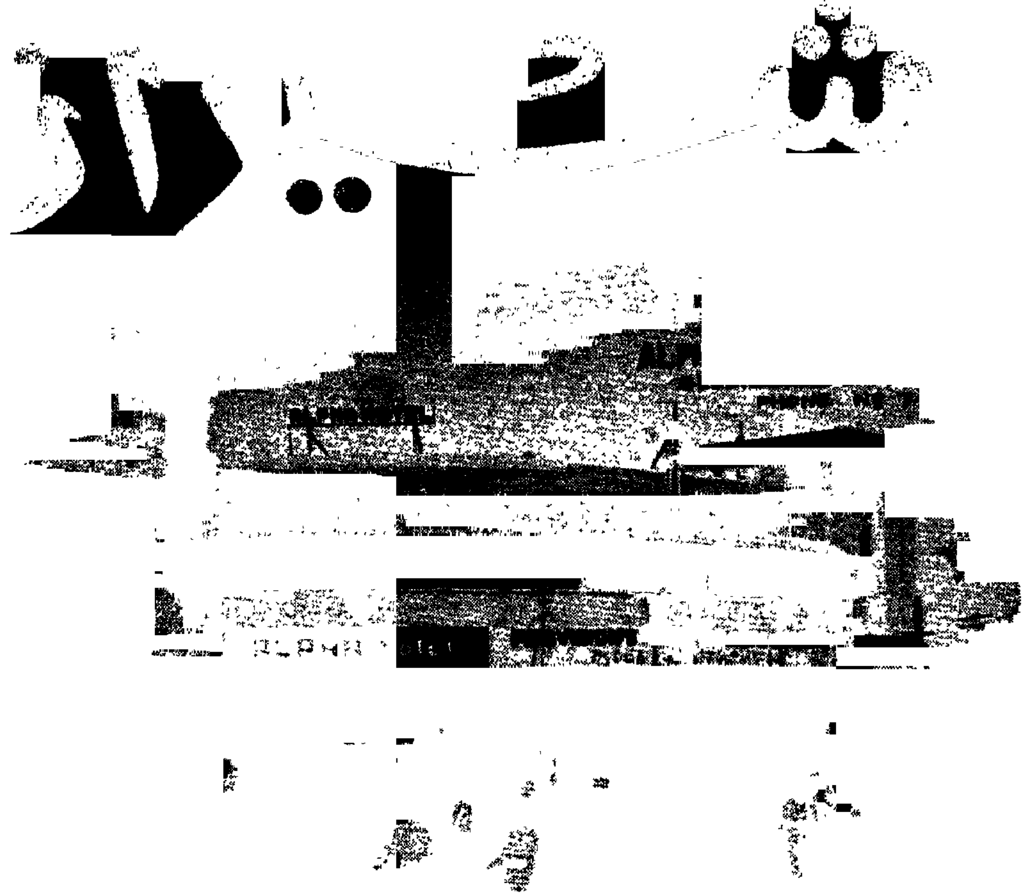
REGD.H.507.

SHIRAZ URDU WEEKLY.

CHADARGHAT GATE HYDERABAD.A.P.

شیراز اردو ہفتہ وار

ARSHI
Lib...H/
Nampally,
Hyd-A.P.





GRAND HOTEL

• اصلی ایرانی زعفران کی بریانی

گرانڈ ہوٹل ٹیلیفون نمبر ۳۳۴۴



یوسف بلڈنگ عابد روڈ حیدرآباد دکن

• قیام وطعام کا شاندار مرکز • آرام دہ ہوادار کمرے
• باسلیقہ مستعد ملازمین • لذیذ کھانے اور مشروبات
• اصول حفظان صحت کی پوری پوری پابندی
یہ ہیں وہ خصوصیات جو گرانڈ ہوٹل
کو دوسرے ہوٹلوں سے ممتاز کرتے ہیں

DAWN



Garden Restaurant

LODGE & PROVISION STORES

PHONE No. LODGE, 74722.
RESTAURANT, 6905.

SAROJANI DEVI ROAD SEC, BAD.

گارڈن رسٹورنٹ لاج اینڈ پراویژن اسٹور

سروجنی دیوی روڈ سکندرآباد فون نمبر رسٹورنٹ ۶۹۰۵ لاج ۷۴۷۲۲

قیام وطعام کا شاندار مرکز

مانا کہ سکندرآباد میں بہت سے لاج ہیں مگر پرفضا صحت بخش مقام
آرام دہ عصری فرنیچر پاک صاف کشادہ کمروں لذیذ اور صحت بخش کھانوں کے لئے

گارڈن لاج آپ اپنی نظیر ہے

ایکبار گارڈن لاج میں قیام فرماکر آپ اپنا اطمینان فرمائیے۔

سید صمصام شیرازی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر — مقام اشاعت :- چادر گھاٹ گیٹ حیدرآباد

جلد ۱۵
روز دوشنبہ
۱۰ جولائی سنہ ۱۹۶۱ء
م ۲۶ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۱ھ
شمارہ (۳۶)

سلام

کربلا بن گیا تھا آفت کا (مطلع) — معرکہ تھا عجب قیامت کا

حال بد ہو گیا ہے دیکھ ذرا — کس طرح منکر امامت کا

پوچھ لے تو ذرا نبیؐ سے کبھی — کیا تعلق ہے اس قرابت کا

سچ ہے گذرا جو نینوا میں کبھی — خامہ کہتا ہے یہ کتابت کا

مانگ اپنی مراد صبح و مسا — گر دعا وقت ہے اجابت کا

کہدیا جس کے دل میں جو آیا — یہ عجب حال ہے صحافت کا

ملتا جلتا نبیؐ حسینؑ کا دیکھ — کیسا نقشہ ہے یہ شباہت کا

کہتی جاتی ہے سب سے یہ دنیا — کیسا پایہ ہے یہ سیادت کا

درمیان عقاید و ایمان — شائبہ کچھ نہیں تفاوت کا

(مقطع) جز علیؑ دوسرا سمجھ مختار
مستحق تھا نہ وہ خلافت کا

[illegible]

ولادت صاحبزادی جونیئر پرنس (لطفی منکوحہ انور بیگم)

(حسینی [illegible])

[illegible] آج ۳ جولائی سنہ ۱۹۶۱ء (مطابق ۱۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۱ ہجری) [illegible]
[illegible] بجے یوم دوشنبہ ہوئی۔ اور بفضلہ ماں و بچی خیریت سے ہیں۔ وقت تولد لیڈی ڈاکٹر مسز
نائیڈو و لیڈی ڈاکٹر فرنانڈز ہر دو بر سرِ موقع موجود تھے (علاوہ ڈاکٹر واگھرے)۔ چونکہ بچی کی
ولادت ایامِ عزا محرم میں ہوئی ہے۔ لہٰذا منتخبہ نام میں نے حسینی بیگم رکھا ہے۔ زیادہ۔ عمرش دراز باد۔
دیگر چونکہ میری بچی مشہدی بیگم (لطفی لیلےٰ بیگم) پیدا ہوئی تھی تو اُس وقت محمود جنگ
(عرف محمود پاشاہ) فرزند خیر نواز جنگ مرحوم کی عمر کم و بیش تین سال کی تھی۔ اس لئے اُسی وقت
میری بچی اس بچہ سے منسوب ہو گئی تھی جو آج متاہل بنکر دو بچوں کی ماں بنی یعنے میرے دو نواسے
ایک ممتاز علی خان دوسرا فیروز علی خاں کی (جس کا انتقال ہو کر چھ یا سات ماہ کا عرصہ ہوتا ہی)
لہٰذا اسی مناسبت نسبت سے جونیئر پرنس کی نو مولود صاحبزادی (لطفی منکوحہ انور بیگم) کو
میرے بڑے نواسے سے منسوب کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ یہ ہر دو معصوم عمر طبعی کو
پہنچکر آیندہ ایک دوسرے کے ساتھ رشتہ مناکحت میں منسلک ہوں گے (جیسا کہ معاملہ
مشہدی بیگم اور محمود پاشاہ کا تھا) لیلےٰ بیگم کو انور بیگم سلام کر کے خالہ پکارتی
ہے اور شہامت علی خاں رشتہ میں جیسا میرا پوتہ ہے ویسا ہی لیلےٰ بیگم کا ہے جس
کسی نے از معزز طبقہ اس نسبت حالیہ کو سنا تو ہر طرح سے موزوں سمجھا اور مجھے
اور جونیئر پرنس کو مبارکباد دی۔

مرقومہ ۳ جولائی سنہ ۱۹۶۱ء ________________

(آمد از نذری باغ)

قطعہ

دُنیا بھی کیا علیؑ کو سُنو جانتی نہیں | کیا نائبِ رسولؐ کو پہچانتی نہیں
ظاہر ہیں جو کہ بیشِ جہاں مثلِ آفتاب | دُنیا بھی کیا فضیلتوں کو مانتی نہیں

(آمد از نذری باغ)

احمقانہ حرکت حیدر علی پسر بہادر علی ہر دو نبیرگان صاحبزادہ یاور جنگ مرحوم

جناب یہ قصہ قابل شنید ہے جس سے اسکی دماغی حالت کیسی ہے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ چند سال قبل جبکہ اسکی بیٹی دلدار النساء بیگم کا عقد اعتقاد علی برادر خورد معین علی از طبقہ صاحبزادگان علاقہ مرفی خاص ہوا تھا ویسا ہی دوسرا عقد تحسین علی پسر دختر زادے الدین برادر خورد بشیر الدین عہدہ داران صرف خاص) تو اس بے وقوف کے دماغ میں کیا بات آئی تھی کہ باوجود مقررہ طریقہ پر دو مولویوں کا صیغہ نکاح پڑھنا اور فریقین کی جانب سے گواہ شاہد رہنا ایجاب و قبول کے سلسلہ میں اس نے اس کا معنے و مفہوم اپنی لاعلمی کی وجہ سے برابر نہیں سمجھا تھا بلکہ سمجھا تھا کہ یہ کافی نہیں ہے یا نکاح درست طریقہ پر نہیں ہوا تھا اور جیسا لڑکیاں دبعد وقفہ قیام نذری باغ کیونکہ لڑکیوں کے مکانات مکمل نہیں ہوئے تھے لوازمہ کے ساتھ اپنے شوہروں کے گھر گئی تھیں تو اسی دن شب کے بارہ ۱۲ بجے جبکہ بارش ہو رہی تھی (کیونکہ موسم باران کا زمانہ تھا) خفیہ طور پر اپنے قدیم دوست یار رفیق قاضی جی کو لے کر ان لڑکیوں کے مکان میں پہنچکر بار دیگر عقد پڑھایا حالانکہ اس بے وقوف کو معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ نہ صرف عہدہ داروں کی اولاد کے زوجگان بلکہ خود نظام کی صاحبزادیاں یا خانہ زادوں کی زوجگان کا عقد مقررہ طریقہ پر سب کے ساتھ اسی طرح سے ہوتا ہے۔ اور یہ واقعہ زبان انگریزی میں لکھکر بطور سند دفتر ٹرسٹ میں رکھا جاتا ہے بہ شکل ریکارڈ جسپر مربی و سرپرست یا بزرگ خاندان کی دستخط ہوتی ہے تاکہ آئندہ زمانہ میں کسی قسم کا شبہ نکاح سے متعلق نہ پیدا ہو۔ حتیٰ کہ صاحبزادیوں کے معاملہ کو مستثنیٰ کرتے ہوئے دوسرے افراد مذکور کا زر مہر چونکہ مربی و سرپرست اپنے جیب سے ادا کرتا ہے منجانب شوہران (جو کچھ مقرر ہے) تاکہ یہہ لڑکیوں کے نام دفتر ٹرسٹ میں انوسٹ (Invest) ہو جائے اور اس کا انٹرسٹ (Interest) لڑکیوں کو بہ شکل پاکٹ منی ملا کرے۔ مگر یہ امور راز سربستہ نہیں ہیں۔ بلکہ نذری باغ میں آشکارا تھے۔ باوجود اس کے اس بے وقوف کی یہ حرکت نازیبا قابل مضحکہ تھی۔ نظر بر آں مناسب سمجھا کہ چند سطور اس واقعہ سے متعلق لکھکر شیرازہ میں ریکارڈ کرادوں تاکہ نوشتہ بماند سیہ بر سفید رہے۔ اور اس احمق کا یہ فعل بھی ذہن سے محو نہ ہو بلکہ یادگار رہے و بس۔

(آمدہ از نذری باغ) — مرقوم ۷ رجولائی ۱۹۶۱ء

قطعہ

محفل عیش و طرب دیکھ کے سرشار ہوئے ‖ کیسی سیڑھی پہ میں [illegible] تمام [illegible] خام ہوئے
ہر کسی کی بھی نظر میں [illegible] آفت [illegible] ‖ ہر کسی کے لبھی نکلے [illegible] ایام ہوئے

(آمدہ از نذری باغ)

مغربی آب و ہوا یا ماحول کا اثر اولاد پر

فرمایا ہمایوں علیؓ بیگ مرحوم کا انتقال ہو کر چند ہی مدت گذرے تھے کہ انکا لڑکا عباس علیؓ بیگ جو ولایت میں تعلیم پاتا تھا اور جو کرکٹ کے کھیل میں جو طرف مشہور ہوا تھا حتیٰ کہ بمبئی میں کرکٹ میاچ میں سنا ہے کہ مجمع میں جو لوگ تھے اس میں سے ایک عورت نے بہ شکل داد گرم کثیر مجمع کے سامنے اس لڑکے کو پیار کیا تھا حالانکہ یہ حرکت ہمارے مشرقی آداب تہذیب کے منافی ہے بجز بزرگوں کے جو اپنی کم سن اولاد کے ساتھ کرے، تو اسکو میں نے نذری باغ طلب کیا تھا کہ دیکھوں کہ باپ کے دفعتہً گذر جانے کا اسپر کیا اثر ہے۔ تو یہ دیکھکر مجھے حیرت ہوئی کہ اسپر مطلق اثر نہیں تھا۔ اور چند منٹ تک مجھ سے معمولی بات چیت کرکے واپس گیا جو کہ اسکی تعلیمی رفتار سے متعلق تھی۔

الحاصل یہ سب اُمور بتاتے ہیں کہ آجکل کی نئی پود کے کیا خیالات یا اُلفت و محبت یا لگاؤ اپنے بزرگوں کے ساتھ ہے۔ بہر حال ہمارے دیرینہ خیالات اس نوع کے جدید زمانہ میں غائب ہیں بلکہ اس کی جگہ نئی طرز معیشت نے لی ہے۔ اور یہ فیشن ہے سمندر پار اپنی اولاد کو بغرض تعلیم بھجوانے کا۔

خُلاصہ یہ کہ جو اولاد چاہے بڑے گھر کی ہو یا چھوٹے گھر کی جب تک مشرقی آب و ہوا میں پرورش پاکر (مثل اپنے بڑوں کے) ہمارے ماحول یا آب و ہوا کی خوگر نہ بنے گی تو یہ اُمور منفعاد نشو و نما میں پائے جانا ناممکن ہے جس کا ثبوت اکثر ہمارے سامنے آیا۔ اُسوقت ہمکو اپنی فروگذاشت کا احساس ہوا کہ یہ کیا غلطی تھی!۔ مگر بقول "تیر از کمان جستہ باز نمی آید" پرکف افسوس ملنا سراسر بے سود ہے بجز یہ کہے " شامت اعمالِ ما صورت نادر گرفت"۔

مرقوم ۷ رجولائی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

علیؓ کس شان کا دیکھو ولی ہے | یہ رشتہ میں بھی تو صہر نبیؐ ہے
صفاتِ عالیہ کہتے ہیں عثمانؓ | علیؓ دونوں جہاں میں متقی ہے

(مطبوعہ)

(آمدہ از نذری باغ)

بیّن فرق درمیان پوزیشن اولاد کاظم جاہ مرحوم (چاہے ذکور ہوں یا اناث)

(بالمقابل اولاد دیگر بھائیان مقیم مکان گاف)

فرمایا اگرچہ یہ سب میرے پوتے ہوں یا پوتیاں مساوی حیثیت کے تھے۔ تاہم کاظم جاہ مرحوم دنیا سے جاکر اپنی اولاد کو جو دادا کے سپرد کیا تھا۔ اس وجہ سے ان کا پوزیشن سپینیر ہو گیا ہے۔ اور جو توجہ یا دلچسپی مرحوم کی اولاد کے ساتھ میری ہے وہ دوسرے بھائیوں کی اولاد کے ساتھ نہیں لے سکتا کہ انکے باپ بقید حیات ہیں۔ چنانچہ مرحوم کے دو لڑکے جو ہیں وہ میری اولاد (بطنی لیلا بیگم و جانی بیگم مرحومہ) کے ساتھ ہیں۔ زیر تعلیم عدن باغ ہیں۔ اور مرحوم کی لڑکیاں جو کہ حال میں متاہل ہوئی ہیں ان کا قیام مثل میری متاہل لڑکیوں کے ہے۔ لہذا ہر چیز مرحوم کی اولاد کی نمایاں فرق رکھے گی۔ اور ان کے سود و بہبود کی ذمہ داری مجھ سے متعلق رہے گی۔ اور یہ چیز ان کو خوش قسمتی سے ملی ہے۔ لہذا مناسب سمجھا کہ چند سطور لکھکر اس مسئلہ کو صاف کردوں تاکہ آئندہ کسی قسم کی غلط فہمی باقی نہ رہے۔

مرقوم ۷ رجولائی ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

کذب بیانی جمعداران جو کہ نگرانی پر متعینہ ادارہ نذری باغ کے ہیں

فرمایا یہ برا ہوا اپنی نوکری نہ کرنے سے اکثر خانہ زاد الف موقع دیکھ کر اپنے مقام سے یا پانچ سے بیرون حدود ڈیوڑھی نکل جاتے ہیں۔ اور جب ان کی پیشی میں کسی غرض سے طلبی ہوتی ہے تو یہ اپنے مقامات پر موجود نہیں رہتے ہیں۔ اور اس کا سبب دریافت کرنے پر یہ جمعداران بات بنا کر تاکہ یہ خدمت سے برطرف نہ ہو جائیں رنگ دیگر غلط واقعات کو بیان کرتے ہیں جس کی تنقیح ہونے پر ان کی جھوٹ ثابت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ کئی وقت ایسے مواقع پیش آئے۔ لہذا آیندہ کے لئے یہ انتظام ہوا ہے کہ اگر جمعداروں کی رپورٹ پیش کردہ میں کسی وقت شک وشبہہ ہوگا تو امین ڈیوڑھی نذری باغ سے اس کی صحت کرائی جائے گی کہ جمعداروں کا بیان کہاں تک صحیح ہے اور اگر معلوم ہوگا کہ وہ غلط تھا تو فوراً پاداش جمعداروں کو خدمت سے برطرف کر کے ان کو خطا کے تناسب سے سزا دی جائے گی تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

ف ۲۔ پس یہ چند سطور اس غرض سے لکھا ہے کہ سب جمعداران جو برسر ڈیوٹی ہیں نذری باغ میں وہ ہشیار ہو جائیں ورنہ اپنے کئے کا خمیازہ بھگتنا ہوگا اور پہرہ چوکی کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ جمعداروں کی خدمت پر نظر رکھے اور وقتاً فوقتاً نتیجہ سے پیشی میں عرض کرتے رہیں۔ یہ معاملہ صرف غیر متاہل خانہ زادوں کی حد تک ہے جس سے متاہل خانہ زادوں کو تعلق نہیں ہے کہ مؤخر الذکر کی زندگی دوسری نوعیت کی ہے اطمینان بخش طریقہ پر کہ روزانہ ان کی مصروفیت اپنی خانہ داری میں ہے نہ کہ مثل آوارگان گلی کوچہ ادہر ادہر منتشر جن کا کوئی ٹھکانہ نہ ہو۔ حالانکہ ٹھکانہ نذری باغ میں ہے۔ گو سردست متاہل نہیں ہیں جو کہ دوسری بات ہے اور ہر چیز وقت پر ہوتی ہے نہ کہ بے وقت۔ اس کا ان کو خیال رہے۔

مرقومہ ۴ جولائی سنہ ۱۹۶۱ء

(منقول از نظام گزٹ)

تشریح امورِ نذری باغ متعلق خانہ زادانِ علاقہ میسرم و کولہ

قسم اول: بعض خانہ زادوں کے زوجگان قضائے الٰہی سے فوت ہوگئے یا بعض وجوہ سے ان کا طلاق ہوگیا تھا تو ان کا عقدِ ثانی اس لوازمۂ مقررہ کے ساتھ نہیں ہو سکتا جو کہ عقدِ اول کے وقت ہوا تھا۔ بلکہ جو کچھ ہوا تھا وہ بحالت مجبوری ہوا کام چلانے کی غرض سے وبس۔

دُوم: جن خانہ زادوں کے قرابتدار چاہے ذکور ہوں یا اُناث ان میں بعض ایسے ہیں کہ انکی بہنیں ہیں جو دُوسرے بھائی خانہ زادوں کے ساتھ بیاہی گئی تھیں یا بعض لڑکیاں ایسی ہیں جنکے بھائی وغیرہ خانہ زادوں میں شریک نہیں ہیں اور اگر ہیں بھی تو صرف ملازمت میں ہیں۔ ایسی حالت میں والدین کی موجودگی میں ازرُوئے شریعت صرف ولی اور ولیہ اپنی اولاد کے ہونے سے کسی معاملہ میں اپنی اولاد کے لئے کشائی کا حق رکھتے ہیں جو ان سے تعلق رکھے۔ نہ کہ ان کی موجودگی میں بھائیاں وغیرہ جن کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے اِلّا اُس صورت میں جب کہ یہ زندہ نہ ہوں لہٰذا ان اُمور کو پیشِ نظر رکھ کر ان کو کام کرنا چاہیئے ورنہ غلط اقدام سے کہیں یہ نقصان نہ اٹھائیں اِس کا خیال رہے۔

سوم: دوچار مرتبہ خانہ زادوں کی بہنیں (حقیقی نہ کہ علاتی یا دُور کے رشتہ کی) ہم نے سے نذری باغ سے مدد دیکر ان کی شادی کرادی گئی تھی۔ مگر اِس کو دیکھ کر دوسرے خانہ زادوں کے رشتہ دار چاہے نزدیک کے ہوں یا دُور کے بہانہ لیکر نذری باغ سے مدد حاصل کرنا چاہینگے تو یہ ممکن نہ ہوگا کیونکہ جو اس وقت غیر مُتاہل خانہ زادان ایک مدّت سے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں انہی پر مجھے نظر ڈالنا ہے جن کا حق ہے نہ کہ ایسے ویسے اِدھر کے اُدھر کے۔

نظر برآن چند سُطور لکھ کر اِس مسئلہ کو صاف کردینے کی ضرورت ہوئی تاکہ غلط فہمی باقی نہ رہے۔

خلاصہ یہ کہ نذری باغ کے خانہ زادوں کا جبتک عقد نہ ہو آئندہ کسی خانہ زادے رشتہ داروں کو مدد نہیں دی جا سکتی کہ دُنیا کی مثل ہے۔ پہلے گھر کو چراغ بعد مسجد کو چراغ

مرقوم [illegible] جولائی [illegible]

(منقول از نظام گزٹ)

ترجیح خانہ زادان غیر متاہل مقیم نذری باغ

فرمایا جن جن افراد سے ناشائستہ حرکات سرزد ہوئے ہیں (مختلف قسم کے) ان سے باضابطہ قانونی طریقہ پر عملکے لئے جا رہے ہیں کہ آئندہ وہ پھر ایسی حرکت نہ کریں۔ ورنہ یا داشا زمرۂ خانہ زادوں سے خارج ہو جائیں گے یا اذوقہ ٹرسٹ سے محروم ہو جائیں گے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

دوم اس کے سوا اس کا بھی انتظام ہوا ہے کہ بتوسط امین پولیس متعینہ دیوڑھی نذری باغ دفعتاً صبح ہو یا وقت مغرب ان کے مقامات سکونت پر جا کر دیکھے کہ یہ وہاں موجود ہیں یا غائب ہیں اور اس کی رپورٹ نتیجہ سے پیشی میں دیں۔ کس لئے کہ سابقہ نگرانی کا انتظام ناقص ہونے سے اس میں کمی بیشی ہو رہی ہے اور جمعداروں وارڈبیوں کی ڈیوٹی پر بھی نظر رکھی گئی ہے کہ یہ برابر اپنی خدمت انجام دیتے ہیں یا نہیں۔ کس لئے کہ ملازمین کی غفلت یا لاپروائی سے خانہ زادوں کے مفاد کو نقصان پہنچ رہا ہے جن کا اچھا برا یہ سب نذری باغ سے متعلق ہے بالمقابل دمڑی کی حیثیت کے ملازمین ایسے کئی آئیں گے اور کئی برطرف ہوں گے جن کے طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ کہ درحقیقت ان کی حیثیت ہی کیا ہے جس طرف غور رہ سکے جو مثل پر مگس ہیں۔ مگر فکر ہے تو صرف نذری باغ کے خانہ زادوں کی (غیر متاہل کی حد تک) کہ ان کو نقصان نہ پہنچے۔

خلاصہ یہ کہ جب یہ مثل اپنے متاہل بھائیوں کے اپنے گھرداری سے لگ جائینگے تو یہ اندیشہ خود بخود جاتا رہے گا اور ہر طرح سے اطمینان حاصل ہوگا۔

چنانچہ اسی اہم مسئلہ کے طرف اس وقت میری توجہ ہے کہ جتنا جلد ہو سکے ان کو متاہل بنایا جائے جس طرح سے یہ ممکن ہو۔ البتہ لائن بوائز۔ یا کم مدت کے خانہ زادوں کو چھوڑ کر پرانے یعنے زیادہ مدت کے خانہ زادوں کو ترجیح دوں گا بشرطیکہ ان کا کردار اطمینان بخش ہو۔ (یہ ہیں حالات حاضرہ خانہ زادوں کے جو بیان ہوئے ہیں جس طرف میں متوجہ ہوں۔)

مرقومہ ۵ر جولائی ۱۹۶۱ء ______________

(منقول از نظام گزٹ)

ہر ... قوم کی آواز ہے

شیراز

ایڈیٹر: سید صمصام شیرازی

لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

خطیب منبر سلونی

۱۲ ارب ڈالر کے ... سونے چاندی کی نسبت ... زیادہ محتاج ہیں۔

جہیز کی شادیوں کا مقاطعہ

حیدرآباد میں انجمن عوامی خواتین کے زیر اہتمام ایک جلسہ ہوا تھا جس میں تقریر کرتے ہوئے قومی وفاق خواتین ہند کے قائدین نے خواتین سے اپیل کی کہ وہ جہیز کی شادیوں کا بائیکاٹ کریں تعلیم نسواں اور اپنے حقوق کی جد وجہد کے مسائل کو آگے بڑھائیں

حقیقت یہ ہے کہ اب جہیز کی شادیوں کا کامل مقاطعہ کرنے کا وقت آگیا ہے یہ مسئلہ صرف خواتین ہی کا نہیں بلکہ مردوں کے لئے بھی یکساں اہمیت کا حامل ہے اور سچ پوچھا جائے تو یہ مسئلہ بلا اختلاف جنس اور مذہب خالص معاشی، معاشرتی اور قومی مسئلہ ہے۔ ہمارے سماج میں جہیز، نقد رقم اور ڈوری دینے کا طریقہ مذہبی احکام کی بناء پر نہیں بلکہ رسم و رواج کی بناء پر اختیار کیا گیا ہے۔ جہاں تک ہمارے معلومات کا تعلق ہے ہندو ... قیمتی جہیز دینے اور ڈوری کی رقم دینے کی ... مذہبًا کوئی پابندی نہیں ہے۔ اسلامی احکام کی رو سے بھی قیمتی جہیز اور گھوڑے جوڑے کی رقم کا کوئی جواز نہیں ہے چنانچہ جگر گوشۂ رسولؐ حضرت بی بی فاطمہؑ کا جہیز اس کا ثبوت ہے۔ دختر رسولؐ کا جہیز اتنا مختصر، اتنا سادہ اور اتنا کم قیمت تھا کہ اس کی مجموعی قیمت موجودہ زمانے کے پانچ روپیہ سے بھی کم تھی۔ یہ تھا اسلامی طریقہ اور یہ تھا دختر رسولؐ کا جہیز! اب موجودہ زمانے کے مسلمان ... مقروض ہو کر اپنی لڑکیوں کو بیش قیمت جہیز دیتے ہیں ... سنتِ رسولؐ اور حکم رسولؐ کی خلاف ورزی کرنے کے ... مدت العمر شادی بیاہ کے قرض سے سبکدوش نہیں ہو ... جو مسلمان لڑکے محض جہیز کے لئے شادی کرتے ہیں یا ... قیمتی جہیز طلب کرتے ہیں وہ بھی اسلامی طریقے ... سے روگردانی کرنے کے علاوہ اپنی شریک حیات ...

قطعہ

ساتھ ان کا ایک ہیں تو دیکھ بغدادی نہیں
ہے بلا تخصیص کوئی رومی و شامی نہیں
کہتا جاتا ہے ... دلیری سے سنو
کار بد کا دیکھے تو کوئی بھی حامی نہیں

(... ...)

[illegible] انسان کو عقل سے معطل کرنے کا سبب بنے ہیں۔ جہیز کی لعنت پھیلانے میں لڑکی والوں سے زیادہ لڑکے والوں کا قصور ہوا کرتا ہے لڑکیاں تو اس معاملہ میں بالکل بے قصور ہوا کرتی ہیں جہیز کا مطالبہ تو صرف لڑکے ہی کی جانب سے ہوا کرتا ہے اس حقیقت کے پیش نظر لڑکیوں کی نہیں بلکہ لڑکوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ بنا بریں یہ مسئلہ خواتین سے زیادہ مردوں کی توجہ کا محتاج ہے۔ جہیز کی برائی اور لعنت کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں لاکھوں نوجوان معصوم لڑکیاں محض اس بنا پر بن بیاہی پڑی ہوئی ہیں کہ ان کے والدین میں قیمتی جہیز دینے کی استطاعت نہیں اور نوجوانوں میں کوئی مردِ خدا ایسا نہیں جو جہیز کے لئے نہیں بلکہ شریک حیات بنانے کے لئے ان بن بیاہی لڑکیوں سے عقد کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی غریب، معصوم، بن بیاہی لڑکیوں کے دلی جذبات، انکی محرومی اور مایوسی صرف محسوس کی جا سکتی ہے الفاظ میں یہ طاقت نہیں کہ اسکا اظہار کیا جا سکے۔ غور کیجئے! کیا یہ ان معصوم لڑکیوں پر ظلم نہیں؟ کیا ہمارا معاشرہ ظلم و استبداد اور استحصال کا مرتکب نہیں ہو رہا ہے!؟

[illegible] حکومت کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ حکومت نے بجا طور پر محسوس کرکے اتفاقِ آراء کیا تھا امتناعِ جہیز کا قانون پاس کر دیا۔ قانون تو پاس ہو گیا لیکن قانون کی بہمہ وجوہ عمل پیرائی اور احترام تو ہم لوگوں کا فرض ہے ہمارے نوجوان عہد کر لیں کہ وہ کبھی اور کسی حالت میں بھی جہیز کا مطالبہ نہ کریں گے اور لڑکیاں اپنے والدین اور [illegible] سے صاف کہہ دیں کہ وہ جہیز طلب کرنے والے لڑکوں کی شریکِ حیات نہ بنیں گی۔ دولہا، دولہن کے علاوہ تمام افراد کو نہایت سختی کے ساتھ اس اصول کا پابند ہونا چاہیے کہ وہ ان شادیوں کا قطعی طور پر مقاطعہ کریں گے جسمیں قیمتی جہیز اور نقد رقم کی لین دین کا معاملہ ہو۔

اگر ایسا نہ کیا جائے تو قانون کا عدم اور وجود دونوں برابر ہوگا۔ حکومت نیک نیتی کے ساتھ معاشرے کی اصلاح کے لئے تجاویز پیش کرتی ہے ملک کے روشن دماغ اور عالی دماغ لوگ جامع اور مانع قانون بناتے ہیں لیکن قانون کی عمل پیرائی اور احترام ہمارا فرض ہے اگر ہم اپنے فرض سے غافل ہو جائیں تو کوئی قانون موثر نہیں ہو سکتا!

قطعہ

مے کے پینے پہ کوئی شیخ بھی تیار نہ تھا — دیکھ ساقی کا یہ پیمانہ تھا گلزار نہ تھا

عیش و آرام میں مصروف رہے سب بےخود — پی گئے مے یہ دیکھتے کوئی بھی ہوشیار نہ تھا

(آمدہ از [illegible])

نذرانۂ عقیدت بحضور حضرت امام حسینؑ

جناب مولوی محوی شاہ صاحب سجادہ نشین سلسلہ غوثیہ کمالیہ

نامِ شبیرؑ سے بخشایشِ عصیاں ہوئی
حبِّ اہلِ بیتؑ ہی سرمایۂ ایماں ہوئی

وہ حسینؑ ابنِ علیؑ وہ تاجدارِ اولیا
اُسکی نسبت ہی مری توقیر کا ساماں ہوئی

کیا کروں اُسکے مناقب اور مراتب کا بیاں
زندگی جسکی سراپا آیتِ قرآں ہوئی

جسکے ہر کردار میں پنہاں اساسِ دین تھی
یہ حقیقت بھی اُسکے قتل سے عُریاں ہوئی

آہ کیونکر غم نہ ہو اُسکے مصائب کا ہمیں
مرگِ خوں آشام جسکی سُرخیِ عنواں ہوئی

آیتِ تطہیر کی وہ ذات جو تفسیر تھی
باحدیثِ مصطفیٰؐ وہ جسم اور اک جاں ہوئی

کھیل جاتا تھا جو اکثر خنجر و تلوار سے
پھلجھڑی اسکے لئے اک صورتِ پیکاں ہوئی

رن میں اُترا اسطرح وہ شیرِ حق مردِ خدا
ذوالفقارِ حیدری شمشیر تھی بُرّاں ہوئی

آرزو ہے خاک بوسی کر [illegible] کی راہ میں
سینۂ محوی میں اک عرصہ ہوا پنہاں تھی

غمِ جاوداں

(رباعیات)

از جناب نجم کرنولی صاحب

حق بات کھلی ہر بن مو سے تیرے
زندہ ہے قوم نام و نمو سے تیرے
کربل سے ابھی نور ابلتا ہے حسینؑ
جلتا ہے یہ چراغ لہو سے تیرے

جب یادِ یزیدوں کے ستم آتے ہیں
آنکھوں میں امڈ کر اشکِ غم آتے ہیں
سورج سے کہو نہ کھولے اپنا پرچم
سر کھولے ہوئے اہلِ حرم آتے ہیں

خود اپنی بہاروں کو لٹایا تو نے
امت کو اجڑنے سے بچایا تو نے
قربان ترے دوشِ پیمبرؐ کے سوار
دشمن کو بھی سینہ پہ بٹھایا تو نے

آہستہ ذرا نالۂ شبگیرِ عابدؑ
لگتا ہے کلیجہ پہ اک تیرِ عابدؑ
آزاد ہوا پنجۂ اجل سے لیکن
ٹوٹا نہ ترا حلقۂ زنجیرِ عابدؑ

یا اُن کی شہادت کی رات ہو سکتی ہے
یا اپنی شفاعت کی رات ہو سکتی ہے
جاگو کہ شب عاشورہ ہے اے لوگو!
یہ رات قیامت کی رات ہو سکتی ہے

اوصافِ حسینی کی ہمہ گیری

جناب مرزا سجاد حسین صاحب بی اے سلام (ریکھ)

صرف یہی نہیں کہ امام حسین علیہ السلام کسی ایک ہی وصف و صفت میں نمایاں مقام رکھتے ہوں بلکہ آپکے اوصاف و خصائل میں ہمہ گیری ہے اسلئے شجاعت، عبادت، عزم و استقلال، قوت برداشت، اخلاق و کردار اور فصاحت و بلاغت وغیرہ جس وصف کے اعتبار سے بھی امام مظلومؑ کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے آپ کی ذات افضل و اشرف ہی نظر آئے گی جو دنیائے اسلام و انسانیت کے لئے مشعلِ راہ اور منبع ہدایت ہے۔

خاندان بلندگی و برتری کا بہت کچھ معیار خاندان پر بھی منحصر ہوتا ہے اگر اس اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو امام حسینؑ عرب کے اس قبیلہ میں پیدا ہوئے تھے جو تمام قبائل عرب میں ممتاز حیثیت کا مالک تھا اور سیادت و سعادت جسکی قدمبوسی کر رہی تھی یعنی خاندان بنی ہاشم میں آپ اس نانا کے نواسے تھے جو سید الانبیاء تھے اور اس باپ کے فرزند تھے جو سید الاوصیا تھے اور اس ماں کے بیٹے تھے جو بنت سید الانبیاء اور سیدۃ النساء العالمین تھیں۔ اسلئے نسبی خصوصیات کے لحاظ سے بھی امام عالیمقامؑ اعلےٰ و ارفع درجہ پر فائز تھے۔ اب وہ لوگ جو خاندانی معیار کو وجہ نازش سمجھتے ہیں آئیں اور دیکھیں کہ خاندانِ سید الشہداءؑ میں سیادت و سعادت نیز اخلاق [illegible] کسطرح سمٹ کر یکجا ہو گئیں ہیں۔

آیاتِ قرآنیہ آپکی شان و اوصاف میں کتنی آیات نازل ہوئیں [illegible] آپ کا مدح خواں ہے۔ کبھی آیت مباہلہ نازل ہو رہی ہے [illegible] ہی کی عظمت و بزرگی ظاہر کرنے کے لئے کبھی آیت تطہیر نازل ہو رہی ہے تو آپ ہی کی طہارت و عصمت کی گہرائی و بلندی کی خاطر کبھی سورہ دہر کا نزول ہو رہا ہے تو اسمیں بھی امام عالیمقامؑ کے ایثار و سخاوت کی تصویر کھنچی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ اسی طرح پر اس آیت میں جو مودت آلِ محمدؐ میں نازل ہوئی ہے آپکی ذات گرامی بھی شریک ہے اسلئے کہ یہاں سلمان اہلبیتؑ کے دائرہ میں الولاء و اصحاب کو گھ لے ہیں مگر حسینؑ مظلوم کو فہرست اہل بیتؑ الطہار سے جدا نہیں کر سکتے۔

احادیثِ رسولؐ رسول اسلامؐ نے بھی امام حسین علیہ السلام کے بارے میں بکثرت حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں۔ کبھی فرمایا حسنؑ اور حسینؑ سردارانِ جوانانِ جنت ہیں۔ کبھی ارشاد ہوا کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ کبھی کہا کہ خداوندا تو اس سے محبت رکھ جو محبت رکھے میرے فرزند حسینؑ سے اور خداوندا تو اس سے عداوت رکھ جو عداوت رکھے حسینؑ سے۔ کبھی سید الشہداءؑ کی فضیلت یوں بیان کی حسینؑ و حسنؑ دونوں امام ہیں چاہے کھڑے ہو جائیں یا بیٹھ جائیں۔ کبھی یوں مدح خوانی فرمائی کہ حسنینؑ باغِ دنیا سے میرے دو پھول ہیں وغیرہ وغیرہ

اخلاق و اوصاف سید الشہداءؑ اس نانا کے نواسے تھے جنہیں باری تعالیٰ نے لقب خلق عظیم سے

... آپ کے ... صلعم ... میں ... پائی تھی ... دوست کا سا سلوک کرتا تھا انکے ساتھ ... سیرت و صورت دونوں جناب ختمی مرتبت صلعم سے بالکل ... اس بیان کرتے ہیں کہ حسین ... میں سب ... رسول اکرمؐ سے مشابہ تھے۔ آپ کا ... مشابہت صرف باعتبار صورت تھا بلکہ سیرت میں بھی شباہت ... آپ میں بھی وہی اوصاف حمیدہ نیز خصائل پسندیدہ کے مالک ... جو جناب مصطفیٰ تھے۔ حدیث اولنا محمدؐ، ... اوسطنا محمدؐ و آخرنا محمدؐ اسکی شاہد ہے۔

رحمت اللعالمین کی طرح دشمنوں پر بھی رحم و کرم کی بارش ... شعار تھا۔ لشکر حر جو آپکو گھیر کر کربلا لایا اور جسکی وجہ سے آل رسولؐ کو طرح طرح کے مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا ... جب ... راستہ میں ملتا ہے اور پیاسا ہوتا ہے تو سید الشہداءؑ ... بچوں اور عورتوں کا خیال کئے بغیر سارا پانی لشکر حر کو ہی دے دیتے ہیں کیا یہ بلندی اخلاق کا ثبوت نہیں؟ آپ کا اپنے ساتھ آنے والوں سے بار بار یہ کہنا کہ میں شہید ہونے جارہا ہوں، قتل ہونے جارہا ہوں، محض مال و تخت کی خاطر نہیں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا اخلاق ... اتنا بلند تھا کہ آپ اپنے لئے دوسروں کی جان و مال کو کسی ... کا شکار نہیں ہونے دینا چاہتے تھے۔

یہاں پر امام مظلومؑ کی انتہائی بلندی کردار و اخلاق کے ثبوت میں ایک مورخ کارلائل کے الفاظ قلمبند کر دینا چاہتا ہوں جو اس نے اسوقت کا منظر پیش کرتے ہوئے تحریر کئے تھے جب امامؑ کے تمام انصار و احباب نیز اعزہ و اقارب درجہ شہادت پر فائز ہو چکے تھے اسکوئی ناصر و مددگار باقی نہ رہا تھا حتی کہ شش ماہہ بچہ

بھی جام شہادت نوش کر چکا تھا اس وقت مظلوم ... امام مظلومؑ کی بے کسی، بے بسی ... ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

The noble Husain was standing alone on the battle field of Karbala like a palm tree whose surrounding trees was cut down by the hands of enemies.

ترجمہ:- بلند کردار حسینؑ کربلا کے میدان میں ... اس درخت کے مانند کھڑے ہوئے تھے جیکے ارد گرد درخت دشمنوں کی تلواروں سے کاٹ ڈالے گئے ہوں۔

اسکے بعد کارلائل لکھتا ہے کہ امام مظلومؑ رخصت آخر کے لئے خیمہ میں تشریف لائے اسوقت جناب سکینہؑ اللہ سے بیبیاں چھوٹی تھیں سیدانیاں گرد حلقہ کئے بیٹھی تھیں امامؑ سب کو تسکین و تسلی اور تلقین صبر فرمارہے تھے۔ کارلائل کہتا ہے کہ اس کٹھن گھڑی اور قیامت خیز ہنگام میں کسی شخص کو کسی کے احسانات و خدمات یاد نہیں رہتے مگر جب امام مظلومؑ خیمہ میں تھے اسی وقت ایک سیاہ فام عورت (حضرت فضہؑ) سامنے سے آتی ہے اور کہتی ہے کہ اے شہزادے کیا تم کو میں نے اسی دن کے لئے پالا تھا کہ میں زندہ رہوں اور تم میرے سامنے مرنے کے لئے جاؤ۔

اس وقت مورخ کارلائل رقمطراز ہے کہ بڑے سے بڑا احسان مند ہوتا تو وہ بڑے سے بڑے احسان کو بھول جاتا مگر سید الشہداءؑ نے اسوقت بھی فضہؑ کی خدمات کو فراموش نہیں فرمایا اور ان الفاظ میں جواب دیا:-

Fizza! I remember you dandled me when my mother

was grinding the mills

ترجمہ :- اے نضہ! مجھ کو یاد ہے کہ جب میری والدہ چکی پیسا کرتی تھیں تو تم مجھے لوریاں دیتی تھیں!

ایسے ہنگام میں گھر کی ایک خادمہ و کنیز کے خدمات کا اعتراف کرنا اور ایسے جواب سے سرفراز فرمانا حضرت سید الشہداؑ کی اعلیٰ بلندیٔ کردار و اخلاق کا ثبوت ہے۔

عبادت

اس عظیم المرتبت ہستی کی عبادت کا ذکر کرنا اسکی عبادت کے متعلق کچھ گفتگو یا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے جس نے تیروں کی بارش میں نماز پڑھی اور سجدۂ باری میں سر کٹوایا نیز اپنی اور اپنے اخوان و انصار اور اعزہ و اقارب کی گراں قدر و عقیدہ المثال قربانیاں پیش کیں۔ یہی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اپنی مخدرات عصمت و طہارت کے لئے قید و بند کے مصائب قبول کر کے عبادت کو بقائے دوام بخشی اور اسلام کے پیکر میں ایک روح تازہ پھونک دی

اسکے ساتھ ساتھ تاریخ کی ورق گردانی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہت زیادہ روزہ رکھنے والے، نماز گزار اور حج بجا لانے والے تھے بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ امام علیہ السلام ہر شب و روز ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اور (۲۵) حج پا پیادہ بجا لائے تھے

کربلا کے میدان میں شب عاشور کی مہلت بھی آپ نے عبادت ہی کے لئے مانگی تھی اور نماز ظہر ادا کرنے کے لئے تیروں کی بارش میں مصلےٰ بچھا دیا تھا جو اس بات کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ آپ عبادت کے انتہائی شائق تھے

سخاوت

امام حسینؑ انتہائی سخی تھے اور تاریخ کے اوراق آپکے جود و سخا کے واقعات سے بھرے پڑے ہیں لیکن یہاں ایک واقعہ درج کرنے پر اکتفا کرتا ہوں

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں لکھا ہے کہ ایک فقیر مدینہ کی گلیوں میں پھرتا ہوا آپکے دروازے پر پہنچا دق الباب کر کے یہ اشعار اس نے پڑھے جس نے آپکے در کو کھٹکھٹایا اور آپکے دروازے کی زنجیر کھٹکھٹائی وہ کبھی محروم نہ رہا۔ آپ سخی ہیں اور میرا سہارا ہیں۔ آپکے پدر بزرگوار فاسقوں کو قتل کرنے والے تھے اگر آپکے بزرگوں کے کارنامے نہ ہوتے تو ہم سب جہنم میں جاتے۔

سید الشہداؑ نماز سے فارغ ہوئے تو غلام سے دریافت کیا کہ مال تجارت کیا باقی ہے؟ عرض کیا کہ چار ہزار دینار۔ آپ نے فرمایا کہ اسکا ہم سے زیادہ مستحق آگیا ہے پس اپنی عبائے مبارک اتاری اور ان دیناروں کو اس میں لپیٹ کر دروازے کے پیچھے کھڑے ہو کر ہاتھ اسکی طرف بڑھایا اور تمام دینار سائل کو عطا کر دیے۔ یہی نہیں ساتھ ہی قلت مال کی معذرت بھی ان الفاظ میں فرمائی۔

اسے قبول کر لو اور میں تم سے معذرت خواہ ہوں یقین جانو مجھے تمہارے ساتھ نہایت ہمدردی ہے زمانے نے ہمیں تنگدست کر دیا ہے اگر کچھ اور ہوتا تو ہم تم سے دریغ نہ کرتے

اہل البیتؑ اپنی سخاوت، احتیاط اور معرفت باری تعالیٰ رکھتے تھے جسکی معرفت کا درجہ زیادہ بلند ہوتا تھا اسے زیادہ عطا فرماتے تھے ایسے بہت سے واقعات کتب تاریخ میں درج ہیں

بیچنے تھا روزہ کے افطار کے وقت سائل آیا اور پیش کر

... کی ... بیعت ... صرف پانی سے افطار
... کا ثبوت ہے

خودداری خودداری ایک بہترین وصف ہے جو امام حسین علیہ السلام میں پوری طرح پائی جاتی تھی۔ آپ کی زندگی کے بہت سے واقعات کتب سیر و تاریخ میں ملتے ہیں جو آپ کے خوددار ہونے کا ثبوت ہیں۔ واقعۂ کربلا میں کئی جگہ امام حسین علیہ السلام نے خودداری کے مظاہرے فرمائے ہیں۔ جب ولید نے بیعت یزید کا مطالبہ کرتے ہوئے کچھ سختی سے بات کی تھی اس وقت آپ نے فرمایا تھا

ہم اہلبیت رسالت ہیں۔ معدن نبوت اور ملائکہ کے ورود کی منزل۔ علامات انسانی کی ہم سے ابتدا اور ہمیں پر انتہا ہے۔ یزید بدکار اور شراب خور ہے وہ بے جرم و خطا خون بہانے والا اور علی الاعلان گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ہے مجھ جیسا شخص اسکی بیعت نہیں کرسکتا

اسی طرح عمر ابن سعد کے جواب میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا

خدا کی قسم میں ذلت کے ساتھ اپنے کو تمہارے قبضہ میں نہ دوں گا اور نہ غلاموں کی طرح تمہارے سامنے سے بھاگوں گا۔

آپ کا یہ قول کہ عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے، خودداری کا بڑا ثبوت ہے۔

شجاعت حسینی شجاعت کا ثبوت تاریخ کے اس قول سے بخوبی مل جاتا ہے کہ واقعۂ کربلا کے پہلے لوگ شجاعت کی مثال حضرت علی علیہ السلام سے دیا کرتے تھے۔ مگر معرکۂ کربلا کے بعد شجاعت کی مثال حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام سے ... جاتی ہے ... یا ... کی ... کے واقعات کے ... جو ... ہے اسکی مثال ملنا مشکل ہے۔ طبری میں مذکور ہے

خدا کی قسم ہم نے زخموں سے چور چور کوئی انسان نہیں دیکھا جسکے اعزہ و اقارب نیز اعوان و انصار اسکے سامنے قتل ہو چکے ہوں اور وہ حسینؑ کی طرح پر جگری اور عزم و استقلال کے ساتھ آگے بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والا ہو۔ خدا کی قسم میں نے نہ حسینؑ سے پہلے انکی کوئی مثال پائی اور نہ ان کے بعد ان سا کوئی۔ کہاں دیا۔ دشمنوں کے پرے کے پرے آپ پر حملہ آور ہوئے اور آپ اپنا پر تلوار لے کر ٹوٹ پڑتے اور داہنیں بائیں اسطرح تار بکا دیتے جسطرح شیر کے حملہ کرنے پر بھیڑ اور بکریاں بدحواس ہوکر بھاگتی ہیں

جس وقت دربار یزید میں شمر ملعون نے شہدائے کربلاؑ کے خلاف جھوٹ اور غلط باتیں منسوب کیں جن کے نقل کرنیکی تہذیب و مسلمات اجازت نہیں دیتے تو اس وقت اسداللہؑ کی شیردل بیٹی کا جواب اس بات کی دلیل ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے کس بے نظیر شجاعت کا مظاہرہ کربلا کے معرکہ میں پیش فرمایا جناب زینبؑ ... فرماتی ہیں

(او کذاب) ماتم کرنے والیاں تیرے سوگ میں بیٹھی ہیں۔
(یہ سب تونے غلط کہا) واقعہ یہ ہے کہ میرے بھائی حسینؑ کی تلوار سے کوفہ کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جسمیں کوئی رونے والا یا رونے والی نہ ہو اور نوحہ کرنیوالا یا نوحہ کرنیوالی نہ ہو
یعنی حسینؑ نے اس کثرت سے اشقیا کو قتل کیا تھا کہ کوفہ کے ہر گھر میں صف ماتم بچھ گئی تھی۔
جب آپ زخموں سے چور چور ہو گئے اور ... لشکر ... لا ...

[illegible] کی ہے اس وقت کے لئے تاریخ میں [illegible] ہیں۔

آپ نے پا پیادہ جہاد کرنا شروع کیا اور ایسا لڑے جس نے شہسواروں کو پسپا کر دیا اور بہادروں کے جوڑ بند کانپنے لگے، شہسواران عرب کی عقلیں دنگ ہو کر رہ گئیں اور وہاں سے طاقت فہم پرواز کر گئی۔

قوت برداشت

دیگر اوصاف حمیدہ کی طرح امام مظلوم میں قوت برداشت کی صفت بھی بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپکے سامنے علی مرتضیٰ کے حقوق خلافت کا خیال نہیں کیا گیا مگر آپ خاموش رہے۔ طرح طرح کی تکلیف آپ کو اور آپ کے والد بزرگوار حضرت علی علیہ السلام کو دی گئیں مگر آپ نے کوئی قصاص نہیں لیا اور نہ تلوار اٹھائی۔ اسکے برعکس حضرت عثمان پر محاصرہ کی حالت میں کھانا اور پانی بند کر دیا گیا تو آپ اور آپ کے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام ان کے لئے کھانا اور پانی لے کر پہنچے اور [illegible] امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے بعد امام حسن مسند خلافت پر تشریف لائے نیز معاویہ سے صلح بھی کر لی تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی ان شرائط کی مکمل پابندی کی جو امیر معاویہ اور امام حسن علیہ السلام کے مابین طے ہوئے تھے۔ اس زمانہ میں کیا کیا مظالم نہ ہوئے مگر واہ رے حسین اور آپکی قوت برداشت کہ ہر موقع اور کٹھن سے کٹھن منزل پر بھی صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا امام حسن علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کیا گیا، روضۂ رسول پر دفن نہ ہونے دیا گیا جنازہ پر تیر چلائے گئے۔ کئی تیر جسم اطہر میں بھی پیوست ہو گئے مگر بس کہ وہ صبر و تحمل کا لیا کہ بھائی کے جنازہ کو تیروں سے چھیدتے دیکھا مگر دامن صبر ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ یہ

واقعات [illegible] ہیں کہ امام حسین [illegible] تھے جو جوش میں آکر مقابلہ کے لئے [illegible] ہوں بلکہ درحقیقت حالات کا تقاضہ یہ تھا کہ اس [illegible] کے لئے جنگ کی جس دین کی حفاظت ان کے نانا، باپ اور بھائی کرتے رہے تھے۔

قوت یقین و استقلال

سید الشہداؑ اس رسول کے نواسے تھے جن سے لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر حکومت چاہو تو حکومت لے لو، دولت و مال کی تمنا ہو تو خزانے تمہارے لئے حاضر ہیں اور اگر اعلیٰ خاندان میں شادی کرنا مقصود و مطلوب ہو تو اسکے لئے بھی ہم تیار ہیں مگر ہمارے خداؤں کی مخالفت نہ کرو۔ لیکن حضرت سرور کائنات ارشاد فرماتے تھے یہ تو معمولی چیزیں ہیں اگر تم میرے ایک ہاتھ پر چاند اور ایک پر سورج رکھ دو تو بھی میں اعلان حق سے باز نہ آؤنگا امام حسین علیہ السلام میں وہی عزم و استقلال تھا اور وہی قوت یقین تھی۔ شہادت کو قبول کر لیا تھا اسی طرح اپنے ساتھ آنے والوں کی تعداد کو طرح طرح سے کم کرتے جا رہے تھے۔ بنو ہاشم میں حضرت تین غیر معمولی طور پر شجاع و بہادر سمجھے جاتے تھے۔ ایک جناب محمد حنفیہؓ دوسرے مسلم بن عقیلؑ اور تیسرے عباسؑ بن علیؑ لیکن ان تینوں اشخاص کو اپنے سے پہلے ہی جدا کر دیا۔ حضرت محمد حنفیہؓ کو مدینہ میں چھوڑ کر حضرت مسلمؑ کو کوفہ بھیج کر اور حضرت عباس علمدارؑ کو میدان کربلا میں جنگ کی اجازت نہ دے کر ان باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کا قوت یقین اور استقلال منزل معراج پر تھا کیونکہ آپ نے شکست کو گوارا کر لیا تھا اسلئے مجاہدہ کربلا میں کسی قسم کی طاقت کو جمع کو [illegible]

[illegible] اور معرفت... سے... کہا جا سکتا تھا کہ
[illegible] چاہتے تھے کہ... چاہیں اور شہید نہ ہوں۔

فصاحت و بلاغت

آپ کے اقوال، ارشادات و خطبات فصاحت و بلاغت سے پُر ہیں اور ان میں معنی کے دفتر پوشیدہ ہیں جن پر دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی مثل صادق آتی ہے۔ یہ آپ ہی کے خطبوں کا اثر تھا کہ دشمن بھی یہ کہتے ہوئے سنے جاتے تھے کہ ایسی تقریر نہ کبھی ہم نے اس سے پہلے سنی اور نہ بعد میں سن سکیں گے۔ نیز آپ کے کلام کو سن کر کہتے تھے کہ حسینؑ تمام فصیحوں سے زیادہ فصیح اور تمام بلیغوں سے زیادہ بلیغ ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ آپکے ایک ایک قول پر ایک مبسوط کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اسلئے کہ آپکا ہر ہر قول اپنے دامن میں جامعیت کی ایک دنیا لئے ہوئے نظر آتا ہے۔ عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔ یہ آپ ہی کا قول ہے جو زبان زد خلائق ہے اور اب تک ہماری زبانوں پہ جاری ہے۔ تبرکاً چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں

(۱) اچھی چیزوں کے حاصل کرنے میں عجلت سے کام لو
(۲) باتوں میں حد سے زیادہ مبالغہ اکثر اوقات تباہی کا سبب ہوتا ہے
(۳) ذلیلوں کی ہم نشینی بُری بات ہے
(۴) بدکاروں کے پاس بیٹھنا لوگوں کو تجھ سے مشکوک کرتا ہے
(۵) صاحب حاجت نے تم سے سوال کرنے میں اپنی آبرو کا خیال نہ کیا تو تم بھی اپنی آبرو کا خیال کرتے ہوئے اسے محروم پلٹانے سے پرہیز کرو۔
(۶) جس نے تمہارا عطیہ قبول کیا اس نے فیاضی میں تمہاری مدد کی
(۷) بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے
(۸) خبردار! ایسے پر ظلم نہ کرو جو تمہارے مقابلہ میں خدا کے سوا کوئی مددگار نہ رکھتا ہو وغیرہ وغیرہ۔

رب سبحانہ تعالیٰ تمام مومنین کرام کو توفیق کرامت فرمائے کہ وہ فرزند خطیب منبر سلونی حضرت امام حسین علیہ السلام کے اقوال و ارشادات پر عمل کریں جس سے ان کو فلاح دین و دنیا نصیب ہو سکے۔

امام چہارم کے مختصر حالات اور ذکر شہادت

از محترمہ سعیدالنساء صاحبہ اشیمہ

جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے واقعۂ کربلا کے بعد ۶۱ھ سے ۹۵ھ تک کامل (۳۴) برس خانہ نشینی و عزلت گزینی کی حالت میں گزارا۔ ان ایام میں آپ کا مشغلہ عبادت الٰہی اور تجمیع و ترتیب احکام رسالت پناہی کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ ان سے فارغ ہونے کے بعد جو وقت بچتا تھا اپنے والد بزرگوار اور شہدائے کربلا کے مصائب کو یاد کرکے رونے میں صرف فرماتے تھے۔ شدت گریہ و زاری سے غلام اور کنیزیں پریشان ہوجاتے تھے۔ ایک خادم نے عرض کی اے فرزند رسول اللہؐ! مجھ کو اسکا اندیشہ ہے کہ شدت آہ و بکا سے کہیں آپ ہلاک نہ ہوجائیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے درد والم کی شکایت کسی سے نہیں کرتا مگر پروردگار عالم سے۔

حضرت یعقوبؑ کے بارہ ۱۲ فرزند تھے حضرت یوسفؑ جب ان سے جدا ہوئے تو شدت گریہ سے آنکھیں بے نور ہوگئیں اور دور فرط غم سے کمر خمیدہ ہوگئی حالانکہ ان کو اس کا علم تھا کہ یوسفؑ زندہ ہیں میرے عزیز و اقارب جو کہ پیاسے انتہائی سنگدلی و شقاوت کیساتھ شہید کئے گئے، بعد شہادت خیموں میں آگ لگادی گئی۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا پھر اشقیاء نے لٹے ہوئے قافلہ کو اونٹوں پر سوار کرکے شہدائے کربلا کے سرہائے مبارک کے ساتھ شہر دمشق میں یزید کے دربار میں لے گئے، پھر سب کو زندان میں مقید کیا گیا جہاں میری بہن سکینہؑ نے وفات پائی۔ یہ تمام واقعات میرے سامنے گزرے ہیں

[illegible] عبدالملک [illegible] راوی [illegible]

ہے اس کے عبدالملک نے جناب امام زین العابدین علیہ السلام کو [illegible] وبیڑیاں پہنا کر قید کر دیا تو ایک روز میں آپ کو اس حالت میں دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہوسکا میں رونے لگا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے زہری کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اگر [illegible] چاہوں تو اس قید سے نجات پا سکتا ہوں یہ کہکر [illegible] سے نکال دیا۔ یہ کرامت دیکھ کر میں حیران ہوگیا۔ [illegible] عبدالملک کے ملازم آکر امامؑ کو ڈھونڈنے لگے [illegible] میں نے ان سے دریافت کیا تو بیان کئے کہ ہم [illegible] کے ساتھ فروکش ہوئے اور تمام رات [illegible] بیدار تھے [illegible] حضرت کے خیمہ میں گئے تو زنجیر بیڑیوں کے [illegible] عبدالملک کے پاس جاکر اس واقعہ کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ میرے [illegible] کے ہاتھ سے نکل کر حضرت میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا [illegible] کس عداوت کے صلہ میں تو مجھ کو یہ تکلیف پہنچا رہا ہے؟ [illegible] عرض کی کہ آپ میرے پاس اقامت فرمائیں۔ یہ سن کر [illegible] واپس تشریف لے گئے۔ مجھے آپ کا چہرہ دیکھ کر [illegible] ہوا کہ میرا جسم تھرا گیا۔

زہری بیان کرتے ہیں کہ اسکے بعد عبدالملک نے [illegible] لکھا کہ بنی عبدالمطلبؑ کے خون سے درگزر کر اور یہ امر [illegible] ہے (کرامت امام زین العابدینؑ) کسی سے ذکر نہ کرنا۔ امامؑ نے عبدالملک کو یہ لکھ کر بھیجا کہ تو نے بنی عبدالمطلبؑ کے حق میں خفیہ طور پر حجاج کو اس طرح لکھا ہے۔ جب اسکا خط [illegible] کیا گیا تو بالکل موافق پایا۔ پس مجھ کو اسی وقت سے امامؑ کی کرامت کا یقین ہوگیا۔

ایک روز محمد حنفیہؒ نے امام زین العابدین علیہ السلام سے کہا کہ میں تمہارا چچا ہوں اور عمر میں بھی بڑا ہوں۔ پیغمبرخدا [illegible]

[illegible] گے کہ امامت [illegible] سے حضرت
[illegible] مرضی ہے کہ بعد شہید کربلا امام
[illegible] دونوں حجر الاسود کے قریب گئے امام زین العابدین
[illegible] پڑھ کر حجر الاسود کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ
[illegible] فیصلہ کر کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے بعد امام برحق اور
[illegible] کون ہے؟ حجر الاسود بہ حکم رب العالمین بہ زبان فصیح گویا
[illegible] حنفیہ! امامت حضرت سجادؑ کا حق ہے، کل امور میں
[illegible] پیروی جائز و واجب ہے!

سفیان ابن عیینہ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار امام زین العابدین علیہ السلام نے ادائی حج کا قصد فرمایا [illegible] احرام باندھے اور چاہا کہ تلبیہ ادا کر کے احرام باندھیں [illegible] ہوئے انور کا رنگ متغیر ہو گیا اور تمام جسم مبارک میں لرزہ [illegible] آخر لبیک نہ کہا جا سکا تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے ترک [illegible] کیوں کیا؟ ارشاد فرمایا کہ شاید میں لبیک کہوں اور اللہ تعالیٰ [illegible] سے لا لبیک کا جواب ملے یہ کہکر آپ بیساختہ رونے لگے اور بے ہوش ہو گئے۔ تمام مناسک حج اسی طرح خوف الٰہی کے ساتھ آپ نے ادا فرمایا۔

جب آپ وضو فرماتے تھے تو چہرہ کا رنگ زرد ہو جاتا تھا کثرت سجود کی یہ کیفیت تھی کہ جب کسی آیت کی تلاوت فرماتے تو سجدہ کرتے، خدا کی نعمتوں کا ذکر آتا تو سجدہ کرتے، مکروہات دنیا سے کوئی شئے دفع ہو جاتی تو سجدہ کرتے، جب دو آدمیوں میں صلح کرا دیتے تو سجدہ کرتے۔ آپ کے تمام مواضع سجود پر سجدہ کے نشان نمایاں تھے اسی باعث سے آپ کو سجادؑ کہتے تھے

ایک مرتبہ آپ کے مکان کو آگ لگ گئی اس وقت آپ سجدہ میں تھے۔ سب لوگ آگ آگ پکارنے لگے مگر حضرت نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا یہاں تک کہ آگ بجھا دی گئی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ آپ کو کس چیز نے آگ سے غافل کر دیا تھا، ارشاد فرمایا کہ آخرت کی [illegible]!

بیت الشرف میں ایک [illegible] مخصوص عبادت کے لئے تھا۔ جب ثلث شب گزر جاتی تو آپ بیدار ہو کر بآواز بلند فرماتے تھے کہ یارب تیرے سامنے اٹھائے جانے اور کھڑا کئے جانے کے خوف نے فرش استراحت پر ٹھہرنے نہ دیا۔ یہ کہکر رخسارے زمین پر رکھ دیتے اور فرماتے کہ پروردگار! میں تجھ سے راحت کا طلبگار نہیں ہوں بجز اسکے کہ جب میں تیرے پاس بلایا جاؤں تو مجھ سے تو راضی رہے۔

عبادت الٰہی کی تعریف میں ارشاد فرماتے تھے کہ عبادت تین قسم کی ہوتی ہے۔ جو لوگ خوف سے عبادت کرتے ہیں وہ غلاموں کی سی عبادت ہے۔ دوسرے جو کسی غرض سے عبادت کرتے ہیں وہ تاجروں کی سی عبادت ہے۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو ہر حالت میں شکر کے ساتھ عبادت کرتے ہیں۔ یہی مردانِ خدا کی عبادت ہے۔

ایک روز امام محمد باقر علیہ السلام نے کہا کہ بابا آپ معصوم ہیں عبادت میں اس قدر محنت و مشقت برداشت کرتے ہیں جواب میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ میں قرب الٰہی کا شرف حاصل کروں! وعظ و نصیحت میں آپ اکثر یہی ارشاد فرماتے تھے کہ اے گروہ مسلمین! میں تم کو آخرت حاصل کرنے کی وصیت کرتا ہوں نہ کہ دنیا کو اختیار کرنے کی!

عسرت اور تنگی میں بھی آپ ہمیشہ غربا و فقرائے مدینہ کی خبرگیری فرمایا کرتے، روٹیاں اور اشیائے خورد و نوش کا ذخیرہ پر اٹھا کر غریبوں کے گھر پیدل جا کر پہونچاتے تھے

آپکی فضیلت و جامعیت علمی کا ثبوت کلام اور خطبات سے ظاہر ہوتا ہے آپ بہت بڑے ثقہ، امین، متقی، عابد، زاہد، سخی، کثیر الحدیث، عالی مرتبہ، بلند پایہ بزرگ تھے تمام امور سے آپکی جلالت ہویدا تھی۔ تواضع و انکساری بھی ذات با برکات

میں بھجوائی جاتی ہے۔ وہ خود لوگوں سے اپنے نسب کو پوشیدہ رکھتے
تھے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ میں اس امر
کو مکروہ سمجھتا ہوں کہ نسب کا سلسلہ تو سرور کائناتؐ سے ملاؤں اور
ان کے صفات حمیدہ نہ پائے جائیں!

ہشام ابن عبدالملک جب حج کے لئے گیا اور حجرالاسود کو
بوسہ دینے کی کوشش کی تو لوگوں کی کثرت کی وجہ سے یہ شرف حاصل
نہ ہو سکا۔ زمزم کے قریب جا کر بیٹھا اسکے ساتھ اہل شام کی ایک
جماعت بھی تھی۔ اس اثنا میں امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لائے
آپ کو دیکھ کر لوگ منتشر ہو گئے۔ قریب جا کر حجرالاسود کو بوسہ
دیا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں جنکی لوگ اس قدر
تعظیم و احترام کرتے ہیں۔ ہشام نے اس خیال سے کہ کہیں یہ لوگ
امامؑ کے گرویدہ نہ ہو جائیں کہنے لگا کہ میں تو نہیں جانتا۔ ابوالفراس
فرزدق جو مشہور شاعر تھا کہنے لگا کہ میں ان کو جانتا ہوں۔ پھر ایک
طویل قصیدہ آپکی مدح میں کہا جسکو سن کر ہشام نے فرزدق کو قید
کرنے کا حکم دیا جب امامؑ کو معلوم ہوا تو بارہ ہزار درہم کے ساتھ
یہ کہلا بھیجا کہ اگر اس وقت ہمارے پاس اس سے زائد ہوتا ہم تم
کو انعام دیتے۔ فرزدق نے عرض کی کہ عطیہ کی خاطر نہیں بلکہ
خوشنودی خدا کے لئے آپکی مدح کی ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ
جب کسی کو کچھ دیتے ہیں تو واپس نہیں لیتے!

آپ بیحد درگزر اور عفو کرنے والے تھے ایک شخص نے
آپ کو برا کہا تو آپ نے اس سے تغافل فرمایا اس نے کہا کہ میں آپ
ہی کو کہہ رہا ہوں۔ یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ میں بھی تجھ سے ہی
اعراض کر رہا ہوں۔

ان حضرات کے معاصرین کو اس مقدس طبقہ سے کوئی
واسطہ نہیں ان میں جو خوبیاں پائی جاتی ہیں اسکی مثال اب بھی مل سکتی
ہے لیکن ان مخصوص ہستیوں کے اخلاق کی مثالیں کسی زمانہ میں اور
کسی میں بھی نہیں پائی گئیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار نے
وقت آخر یہ وصیت فرمائی کہ جس کا کوئی مددگار نہ ہو اس پر ظلم نہ
کرنا جس قدر ہو سکے اچھا سلوک کرنا۔ پھر فرمایا کہ میں حمد کرتا ہوں
اس خدا کی جس نے وعدوں کو سچا کیا اور ہم کو زمین بہشت کی میراث
دی کہ جس مقام کو ہم چاہیں وہاں رہیں پس خدا کے واسطے عمل
کرنے والوں کا کیا نیک اجر ہے۔ اسکے بعد سورہ انا فتحنا اور سورہ
واقعہ کی تلاوت کر کے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔
خبر وفات سن کر تمام عمائد و اشراف مدینہ در دولت پر بغرض
تعزیت حاضر ہوئے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے تجہیز و تکفین کرکے
جنت البقیع پہلوئے امام حسن علیہ السلام دفن فرمایا۔

علمائے فریقین کا اس پر اتفاق ہے کہ ولید ابن
عبدالملک نے آپ کو زہر دلوایا تھا تاریخ وفات ۲۵ یا بقولے
۱۸ محرم سنہ ۹۵ھ ہے

آپکی عمر (۵۷) سال کی تھی جسمیں دو سال جد امجد
حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ گزرے۔ دس سال عم نامدار حضرت
امام حسن علیہ السلام اور گیارہ سال پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام
شہید کربلا کی صحبت میں بسر ہوئے۔ امام حسن علیہ السلام کی بیٹی
سے منسوب تھے اور واقعہ کربلا کے وقت آپ کا سن مبارک (۲۳)
برس کا تھا۔ آپ صاحب اولاد ہو چکے تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام
کی عمر (۴) سال کی تھی۔

...ی انتظام کو ہوا

...کہ موجودہ کمیٹی بہت جلد تحلیل ہو کر اسکی جگہ دوسری کمیٹی کا انعقاد عمل میں آنے والا ہے اگر یہ صحیح ہے تو ہماری رائے میں جدید کمیٹی کے لئے حسب ذیل افراد میں سے انتخاب عمل میں آئے تو زیادہ بہتر ہے۔

مولوی سید اصغر حسین صاحب قبلہ نجفی
نواب شاہ نواز جنگ بہادر (فخر الملکی)
نواب ناظر نواز جنگ بہادر علی پاشاہ
علامہ سید علی اصغر بلگرامی
نواب سید محمد حسین خاں صاحب (کمال یار جنگ)
نواب خواجہ اسد اللہ خاں صاحب (یمین السلطنت)
نواب مرزا علی حسین خان صاحب (طالب الدولہ)
نواب افضل علی خان بہادر (فخر الامرائی)
نواب سید عباس حسین خاں صاحب (رکن الملکی)
آقای حسین ضابط (مدینہ ہوٹل)

نواب سید حسن پاشاہ صاحب (ذاتی نمائندہ نواب سالار جنگ ثالث مرحوم)
منتظم: (ان کی جانب سے مولوی میر عباس علی ...)

آقای عباس کاظمی کی علالت

سید الواعظین آقای سید شاہ عباس منصوری آل یٰسین کے بڑے داماد آقای عباس کاظمی ایک عرصے سے مرض کینسر (سرطان) میں مبتلا ہیں حیدرآباد اور بمبئی میں علاج کرایا گیا اب پھر بمبئی سے حیدرآباد لایا گیا اس وقت سروجنی ہاسپتال میں شریک ہیں۔ آقای عباس کاظمی کو ۵ بچے ہیں بیوی اپنے شوہر کی سلامتی کے لئے الادہ الادہ پھر کر دعا مانگ رہی ہے ۔ ہماری پروردگار عالم سے دعا ہے کہ خداوند عالم آقای عباس کاظمی کو جلد صحت کلی عطا فرمائے آقای حسین ضابط جو سید الواعظین کے دوسرے داماد ہیں تیمارداری میں دل کھول کر حصہ لے رہے ہیں۔

قطعہ

شہرہ عجیب آج ہے یہ ذوالفقار کا
برپا ہے شور باغ میں بادِ بہار کا
کہتا ہے انقلاب جہاں ہر کسی سے یہ
کچھ حال ہی عجیب ہے لیل و نہار کا

(آمدہ از نذری باغ)

حیدرآباد دکن میں شاہِ عثماں، یا علیؑ

از سید صمصام شیرازی

شانِ یکتائی ذرا کعبہ کے اندر دیکھئے
پائے حیدرؑ دیکھئے دوشِ پیمبرؐ دیکھئے

ہاتھ پر قلعہ کشا کے بابِ خیبر دیکھئے
زورِ حیدرؑ برسرش تیغِ دوپیکر دیکھئے

سر بندھا ہے مرحبِ بدکیش کا فتراک میں
دستِ خیبر گیر میں ہے فرقِ عنتر دیکھئے

ہوئے ہیں حکمِ خدا سے جانشینِ مصطفیٰؐ
فاتحِ خیبر غدیرِ خُم پہ چل کر دیکھئے

جلوہ گر جب ہوگئے میداں میں ہمشکلِ نبیؐ
غل ہوا تو جنگ کو آئے پیمبرؐ دیکھئے

قاسمؑ و عونؑ و محمدؑ کو کیا اعدا نے قتل
نہر پہ ہے نعشِ عباسؑ دلاور دیکھئے

ہوگیا نیزہ سناں کا سینۂ اکبرؑ کے پار
چھد گیا تیرِ ستم سے حلقِ اصغرؑ دیکھئے

ریگِ گرمِ کربلا پر نعشِ بے سر ہے تپاں
نیزۂ خولی پہ ہے شبیرؑ کا سر دیکھئے

اہلبیتؑ پاک کو بعدِ شہادت ہے ستم
بے ردا در در پھراتے ہیں ستمگر دیکھئے

قیدیانِ ترک و دیلم کی طرح وا حسرتا
حاضرِ دربار ہے زہراؑ کی دختر دیکھئے

حیدرآباد دکن میں شاہ عثماں، یا علیؑ
کرتے ہیں برپا عزاداری سرورؑ دیکھئے

روزِ اول ہی سے یہ مستِ مئے نوروز ہیں
انکے دل میں ہے ولائے آلِ اطہرؑ دیکھئے

از پئے حسنینؑ انکی حاجتیں بر لائیے
چشمِ رحمت سے انھیں، مولائے قنبر دیکھئے

کربلا جانیکا اے صمصام ہے مدت سے شوق
مجھکو بلوائیے ہاں کب یہ منظر دیکھئے

مجلس اطفال



زرین اقوال

تیر از کمان جستہ باز نمی آید یک نفس کہ سرا سر یہ کھو دیے
(مسز حق جتوئی)

امام زین العابدین علیہ السلام

از سیدہ طاہرہ بیگم

(۱)

بچو! ہمارے چوتھے امام حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے بڑے فرزند ہیں آپ کا نام نامی "علی" ہے۔ کنیت شریف (ابو محمد، ابو الحسن، ابو القاسم) لقب مطہر "زین العابدین" سجاد، زکی اور ذوالثفنات ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی شہربانو یزدجرد بادشاہ عجم کی بیٹی تھیں۔ یزدجرد شہریار کسریٰ کے بیٹے تھے۔ آپ کی ولادت ۳۸ ہجری میں ہوئی واقعہ کربلا کے وقت آپکی عمر (۲۳) سال تھی۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپ کے فرزند کا نام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہے جو ہمارے پانچویں امام ہیں کربلا میں آپ ۴ سال کے تھے۔

واقعۂ کربلا کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام (۳۴) سال زندہ رہے۔ لیکن جب تک زندہ رہے امام حسین علیہ السلام کے مصائب کو یاد کر کے روتے رہے۔ یہاں تک کہ شدت گریہ سے آپکے گالوں اور آنکھوں پر ورم آگیا تھا۔ جب پانی آپکے سامنے آتا تو شہدائے کربلا کی پیاس کو یاد کر کے اتنا روتے کہ پانی کا پیالہ آنسوؤں سے بھر جاتا۔

امام زین العابدین علیہ السلام دن اور رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ کثرت سجود کی وجہ سے آپ کا لقب سید الساجدین ہو گیا۔

بچو! امام زین العابدین علیہ السلام اپنے جد امجد حضرت علی علیہ السلام کی طرح شب کے اندھیرے میں محتاجوں اور غریبوں کو غذا اور لباس تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ لیکن محتاجوں کو یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ دینے والا کون ہے۔ لیکن جب حضرت شہید ہو گئے اور معینہ غذا اور لباس موقوف ہو گیا تو اس وقت محتاجوں کو معلوم ہوا کہ شب کے اندھیرے میں خیرات کرنے والے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار اندھیری شب میں جب رات زیادہ گزر جاتی تھی اور لوگ سو جاتے تھے اس وقت گھر میں جو کچھ آٹا وغیرہ ہوتا ایک کھال میں رکھ کر کاندھے پر اٹھا کر فقراء کے گھروں پر لے جایا کرتے اور خود منھ کو چھپائے رکھتے۔ اس طرح تقریباً ایک سو فقراء کے گھر پر کھانا پہنچایا کرتے تھے۔

بچو! ہشام ابن عبد الملک جو مدینہ کا حاکم تھا ایک سال جب حج کے لئے گیا اور حجر اسود کو بوسہ دینا چاہا تو حاجیوں کے ہجوم کی وجہ سے ناکام رہا۔ اسی اثنا میں امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لائے۔ امام کو دیکھ کر لوگ تعظیماً ایک طرف ہٹ گئے اور آپ حجر اسود کو بوسہ دیکر واپس ہوئے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگوار ہیں جنکی لوگ

قطعہ

رتبہ رہا علیؓ کا ہمیشہ بہ صد وقار ║ اور ذات اُن کی ہو گئی مقبول کردگار
باغ نجف میں کہتی ہے باد نسیم صبح ║ آئی چمن میں دیکھنے کو کیسی بہار

(آمدہ از نگری باغ)

[illegible] کرتے ہیں ... جب سے اس خیال سے کہیں لوگ امام زین العابدین علیہ السلام کے معتقد نہ ہو جائیں کہنے لگا کہ میں نہیں جانتا۔ اس موقع پر عراق کا مشہور شاعر فرزدق موجود تھا۔ اس نے فی البدیہہ امام کی مدح میں ایک قصیدہ کہا۔ یہ قصیدہ آج تک ادب عالیہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس قصیدہ میں فرزدق نے بتایا ہے کہ یہ وہ برگزیدہ ہستی ہے جس کو خانۂ کعبہ خود جانتا ہے۔ اس کے لئے خانہ کعبہ تک قدم رنجہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ اگر حکم دے تو خود خانۂ کعبہ چلتا ہوا اس کی خدمت میں آجائے۔

بچو! امام حسن علیہ السلام کی طرح امام زین العابدین علیہ السلام کی شہادت بھی زہر سے واقع ہوئی۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ ولید بن عبد الملک بن مروان نے آپ کو دھوکے سے زہر دیا۔ جس کے صدمہ سے ۲۵ محرم ۹۴ھ کو (۵۷) سال کی عمر میں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ جنت البقیع میں اپنے چچا حضرت امام حسنؑ کے پہلو میں مدفون ہیں۔

بچو! حضور نظام آصف جاہ ہفتم حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے تعلق سے اپنے ایک اردو سلام میں فرماتے ہیں۔

اٹھاتے تھے اسیری کی جو کڑیاں حضرت عابدؑ
تو انکی بیکسی پر روتے تھے زنجیر کے ٹکڑے

بچو! شعر بالا کس قدر دل خراش۔ جگر سوز اور جبلی ہے اس کا اندازہ صاحب دل اور اہل نظر ہی کر سکتے ہیں۔ حضور نظام فرماتے ہیں کہ حضرت عابدؑ قید کی مصیبت جو اٹھاتے تھے اُن کی اس مصیبت پر زنجیر کے ٹکڑے بھی رو دیتے تھے۔ یعنے جمادات کا جب یہ عالم تھا تو ہم انسان اشرف المخلوقات اور اس پر طرفہ یہ کہ کلمہ گوئے رسول ہوتے ہوئے کیوں نہ ان پر گریہ کریں کیوں نہ انکے لئے صف ماتم بچھائیں۔ ان پر رونے والوں کے متعلق حضور نظام دعوئے کے ساتھ فرماتے ہیں۔

جہنم [illegible]
[illegible]

حضور نظام [illegible] میں ارشاد فرماتے [illegible]

محمدؐ کی نگاہ لطف کا [illegible]
جو [illegible] تیری [illegible]

یعنے مجھے جو محبت اہلبیتؑ سے ہے اس [illegible] مجھ سے میرا نبیؐ راضی ہے۔ مجھکو جو یہ [illegible] یہ میرے نبی محمد مصطفےٰ کی نگاہ لطف کا [illegible]

بچو! حضور نظام کے اس سلام کو جب مجالس عزا میں سوز خوان صاحبین پڑھتے ہیں تو سننے والوں کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو [illegible] ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح روشن ہے [illegible] کو اہلبیتؑ رسولؐ سے والہانہ عقیدت [illegible] محبت ہے۔ حضور نظام اہلبیت اطہار کے [illegible] و مصائب میں جب بھی کوئی شعر کہتے ہیں [illegible] اثر سے مملو ہوتا ہے۔ جس کو سنکر [illegible] بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے

شاد در بزم تقایت دل احباب سلام
دشمن تو بمصیبت کده محزون باشد

قطعہ

دیکھو علیؑ کہ دین کی کہانی سُنا چکے | دُنیا کو اپنی صدق بیانی سُنا چکے
اسلام کہہ رہا ہے جہاں دین کہ جانشین | قرآن کی بھی تو شرح بیانی سُنا چکے

([illegible])

امریکی کانگریس میں عورتوں کی نمائندگی

[illegible] میں ایک صدارتی انتخاب میں ووٹ ڈالنے کے لئے حق
[illegible] میں ایک امریکی عورت سوسن بی انتھونی کو گرفتار کر لیا
[illegible] عورتوں کو ووٹ کا حق دلانے کی تحریک کے حامیوں کا یہ مسلسل
[illegible] خالق نے تمام مرد اور عورتیں مساوی طور پر پیدا کی ہیں "برابر بلند
[illegible] اور پر عزم بھی قوت اور رفاقت کے ساتھ ان کی تحریک جاری
[illegible] ۱۹۲۰ء میں امریکی آئین میں ترمیم کی گئی اور عورتوں کو
[illegible] دینے کا حق دیا گیا۔ آئین میں اسی ترمیم کے تحت امریکہ
کی تمام عورتوں کو ووٹ دہندگی کا حق ملا۔ اور اس طرح امریکہ کی
[illegible] سیاسی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی کا آغاز ہوا۔ نتیجہ یہ نکلا
کہ [illegible] میں مقامی ریاستی اور ملکی سطح پر سیاسی مہموں کا ناقابل علاحدگی
[illegible] حصہ بن گئیں۔ انہوں نے شہری، بلدیاتی اور ریاستی تنظیموں اور
[illegible] ذمہ داریاں سنبھالنا شروع کئے اور وہ ریاستی قانون ساز
اداروں اور مرکزی حکومت کے ایوان نمائندگان اور سینیٹ کے انتخابات
لڑنے لگیں۔ ۱۹۱۷ء سے جب سے پہلی امریکی خاتون جینٹ رینکن کانگریس
کی رکن منتخب ہوئی تھیں اب تک کانگریس کے دونوں ایوانوں میں (۶۴)
عورتیں ممبر رہ چکی ہیں۔ دو عورتیں ریاستی گورنر بھی رہی ہیں اور (۳۰۰)
عورتیں آج بھی امریکی ریاستوں کے قانون ساز اداروں کی رکن ہیں۔ ۱۹۶۰ء
کے انتخابات میں (۵۵) عورتوں نے سیاسی عہدوں قانون ساز اداروں
اور کانگریس کی رکنیت کے لئے انتخابات لڑے ان میں ۱۷ امریکی کانگریس
کی ممبر منتخب ہوئیں، (۲) سینیٹ کی ممبر ہیں اور (۱۵) ایوان نمائندگان کی۔
[illegible] عورتوں نے مرد امیدواروں کے خلاف انتخاب لڑے اکثریت میں
ووٹ حاصل کئے اور اپنے مخالفوں کو شکست دی۔ صرف ایک خاتون بلا مقابلہ
[illegible] منتخب ہوئی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک خاتون نے ایک با اثر اور
[illegible] اخبار کے پبلشر [illegible] کو آسانی سے انتخاب میں شکست دی۔ یہ
خاتون سابق سینیٹر رچرڈ ایل نیوبرجر کی بیوہ ماؤرین نیوبرجر ہیں اور
[illegible] کانگریس کا انتخاب لڑنے کا ان کے [illegible]
[illegible] امریکی [illegible] تاریخ عورتوں کی [illegible]
ہیں جو پورے چھ برس کے لئے امریکی سینیٹ کی رکن منتخب ہوئی ہیں۔
ایک تجربہ کار سیاستدان [illegible] اور اورگون کے ایوان نمائندگان
کی تین بار ممبر منتخب ہوئی تھیں۔ ایک سینیٹر مارگریٹ چیز سمتھ بھی
ہیں جو تیسری بار چھ برس کے لئے سینیٹ کی رکن منتخب ہوئی ہیں۔
ایوان نمائندگان میں صرف واشنگٹن ریاست کی جولیا
بٹلر ہینسن ہی نئی رکن ہیں۔ [illegible] واشنگٹن ریاست کے ایوان نمائندگان
کی (۲۲) برس ممبر رہی ہیں جس سے انکی ہر دلعزیزی کا ثبوت ملتا ہے
مسز ہینسن اپنی سیاسی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ اپنا کاروبار اور
تصنیف و تالیف کا کام بھی خوش اسلوبی سے انجام دے رہی ہیں۔
جس سے انکی اچھی صلاحیتوں، قابلیت اور ہمہ گیر طبیعت کا پتہ چلتا ہے
انکی ایک کتاب سنگنگ ریڈلز (Singing Riddles) کے لئے
انہیں نیشنل لٹریری انعام سے سرفراز کیا گیا ہے
اسی طرح مزید (۱۴) خواتین ایوان نمائندگان کی
رکن ہیں جو جارجیا، مشی گن، مسوری، ایڈاہو، اورگون، پنسلوینیا،
مغربی ورجینیا، الی نائے، نیو یارک، اوہائیو اور نیو جرسی ریاستوں کی
نمائندگی کرتی ہیں۔ اس طرح ۱۹۲۰ء کے بعد سے عورتوں کو ووٹ
کا حق دیئے جانے سے امریکی زندگی میں ایک نیا تعمیری انقلاب آیا ہے
اور عورتیں بھی ملک کی سیاسی، اقتصادی، تعلیمی، سماجی، سائنسی اور
ثقافتی زندگی میں برابر کی شریک ہیں۔

قطعہ

لائے ہیں بچا کے [illegible] کے بھی یہ بوستاں سے ہم — بیزار ہو کے بیٹھے ہیں دورِ جہاں سے ہم
[illegible] خم عزیز سے ساقی بہار میں — بے ہوش ہو گئے ہیں مئے ارغواں سے ہم

([illegible])

ہند امریکی اقتصادی تعاون کے دس سال

امریکی سفارتخانہ کے اقتصادی امور کے منسٹر اور امریکن ٹیکنیکل کوآپریشن مشن کے ڈائریکٹر مسٹر ہیلی گروڈ کے قلم سے

ہندوستان اور امریکہ کے باہمی تعلقات میں جون کا مہینہ ایک تاریخی واقعہ کا مظہر ہے۔ دس برس پہلے ۱۹۵۱ء کے اسی مہینہ میں امریکی کانگریس نے ہندوستان کے لئے ہنگامی خوراکی امدادی قانون (انڈیا ایمرجنسی فوڈ ایکٹ) منظور کیا تھا جس کے تحت اناج کی شدید قلت کے وقت ہندوستان کو (۲۰) لاکھ ٹن گیہوں کی سپلائی ممکن ہوئی تھی۔ یہ قانون دنیا کی دو بڑی جمہوریتوں یعنے ہندوستان اور امریکہ کے درمیان اقتصادی تعاون کا آغاز تھا

نوع انسانی کے بڑے دشمنوں۔ افلاس، بیماری اور جہالت کے خلاف جنگ میں دونوں ملکوں کے قریبی اشتراک کار کے اس پہلے دہے کا عرصہ بہت کامیاب رہا۔ اور اب ہم اسی نیک کوشش میں باہمی تعاون کے دوسرے دہے میں داخل ہو رہے ہیں۔ ۱۹۵۱ء سے اب تک دنیا میں بہت کچھ ہوا ہے۔ انسان کے خلائے بسیط کی کھوج اور اس پر قابو پانے کی طرف قدم بڑھایا ہے۔ افریقی براعظم کے اکثر حصوں میں آزادی کی لگن بار آور ہوئی ہے طبی تحقیق میں نمایاں کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔ ایٹم میں جو بے حد اور بے پناہ قوت پوشیدہ ہے اسے نوع انسانی کی خدمت کے لئے استعمال میں لانے کے طریقوں کو فروغ دیا گیا ہے۔ دوسری عالمی جنگ سے جرمنی کی فیڈرل ری پبلک، فرانس، بلجیم، ہالینڈ، اٹلی، یونان، آسٹریا، ڈنمارک، ناروے، برطانیہ اور جاپان کی اقتصادیات کو تباہی کا سامنا ہوا تھا جو پچھلے دہے میں نہ صرف بحال ہوئی بلکہ اس میں نمایاں بہتری اور ترقی عمل میں آئی جس سے اقتصادی لحاظ سے جمہوریت کی مضبوطی اور قوت کی تصدیق ہوتی ہے

انفرادی ملکوں اور عالمی بینک اور اتحادی سبھا جیسی تنظیموں کے باہمی

بینک کی طرف سے [illegible] رکھتا ہے۔ [illegible] اتحادی سبھا نے اپنی قوت اور اعتماد [illegible]

پچھلے دس برسوں میں [illegible] طریقہ پر انتخابات ہوئے ہیں جن سے جمہوریت کے فلسفہ سے ہندوستان کی لگن اور یقین کا ثبوت ملتا ہے اور اب ہندوستان تیسرے عام انتخابات کی تیاری کر رہا ہے۔ اسی طرح امریکہ میں بھی پچھلے دہے میں تین بار صدارتی انتخابات عمل میں آئے ہیں۔ حکومتوں میں [illegible] ہوئی ہیں لیکن دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات میں مسلسل طور پر قربت اور گرمجوشی رہی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس عرصہ میں دونوں ملکوں کے مقاصد اور کارروائیوں کے متعلق زیادہ بہتر مفاہمت پیدا ہوئی ہے حالانکہ بعض معاملات میں ہمارے رویہ میں اختلاف رہا ہے [illegible] آزاد لوگوں میں ایک ناگزیر بات ہے تاہم ہمارے مقاصد کی یکسانیت کے متعلق مفاہمت میں اضافہ ہوا ہے۔ ہمارے دونوں ملک ایک ایسی دنیا کے خواہاں ہیں جس میں انسان جنگ، سامراج، ظلم و استبداد [illegible] سے بے خوف ہو کر آزادی کے ساتھ اپنی شخصیت اور ذات کو پورے ارتقاء پر پہنچا سکے۔

دنیا بھر میں اقتصادی ترقی کی مساعی میں تیزی لانے کے لئے امریکہ کی کوششوں سے میری بہت قریبی وابستگی رہی ہے [illegible] اس حیثیت سے میرے نزدیک پچھلے دہے کے اہم واقعات میں [illegible] ایک یہ ہے کہ اقتصادی ترقی کے موضوع کے تعلق کے [illegible] و [illegible] حقیقت کی جانچ ہے۔ متواتر پروپیگنڈہ کے ذریعہ بہت [illegible] یہ یقین کرنے لگے تھے کہ جو بھی ملک افلاس، بھوک [illegible] ناخواندگی کی مصیبتوں پر غالب آنا چاہتا تھا اسے ایک اہم مسئلہ [illegible] سامنا تھا۔ یا تو وہ ان آفتوں اور مصائب کو برداشت کرتے [illegible] یا اپنی آزادی کو آمریت کے لئے قربان کر دیتے جس [illegible] تنظیم عمل میں لائی جاتی جو تیزی سے اقتصادی ترقی کے [illegible] لیکن پچھلے دہے میں یہ تصور بالکل غلط ثابت ہوا ہے ایک ترقی پذیر ملک کو اقتصادی خوشحالی یا آزادی دونوں میں سے ایک کا انتخاب [illegible]

قطعہ

عجیب جلوہ بھی دیکھو تو آفتاب میں تھا
یہ کہتی جاتی تھی شکل و شباہت مزدور

ہر ایک مزدکنا یہ بھی تو کتاب میں تھا
[illegible] کا جلوہ جہاں مہر کے نقاب میں تھا

(ذرہ از [illegible])

[illegible] سے دونوں چیزیں حاصل ہو سکتی ہیں اور
ہندوستان [illegible] شامل ہے کہ آزاد اداروں کو
[illegible] ہوئے اقتصادی خوشحالی کے منصوبے بھی عمل
میں لائے جا سکتے ہیں۔

حالیہ برسوں میں ایک نمایاں تبدیلی واقع ہوئی ہے اور [illegible] کے ترقی یافتہ ملکوں اور جاپان نے ترقی پذیر ملکوں کی [illegible] حالات میں تیزی لانے کے لئے سرمایہ اور تربیت یافتہ [illegible] کی ذمہ داری میں شرکت قبول کی ہے۔ صدر کینیڈی نے [illegible] میں کانگریس کے نام اپنے ایک پیغام میں بتایا کہ [illegible] ایک نازک ترقیاتی دور ہو سکتا ہے اور ہوتا بھی [illegible] یہ وہ عرصہ ہے کہ جب کم ترقی یافتہ ملک اپنی ترقی [illegible] کے مجبوری دور سے گزریں گے اور اتنی عرصہ میں آزاد [illegible] اور خود اعتماد ملکوں کی ایک وسیع تر برادری [illegible] اور عدم استحکام گھٹ سکتی ہے۔ اگر صنعتی لحاظ سے دوسرے ترقی یافتہ ملک مشترکہ طور پر متفقہ اصولوں اور لمبے عرصے کے [illegible] کے تحت جس میں ہر ملک کا اپنا حصہ دوسرے امداد دینے والے ملک کے حصے کے برابر اور ہم ترقی یافتہ ملک کی حیثیت [illegible] کے مطابق ہو تو یہ نصب العین ہماری دسترس میں ہیں اور ہم انہیں حاصل کر سکتے ہیں۔

صدر کینیڈی اسطرح متعدد آزاد اور صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ملکوں کے خیالات منعکس کر رہے تھے جس کا ثبوت چند ہفتے پہلے [illegible] کلب کے اجلاس میں ملا۔ جو فیصلہ امریکہ، کینیڈا، فرانس، [illegible] جرمنی، [illegible] جاپان اور برطانیہ نے عالمی بینک، بین الاقوامی [illegible] میں شرکت کی اور [illegible] کاروائی کے تابع ہند کو دو ارب [illegible] ڈالر ([illegible] ارب ۶۰ کروڑ روپے) کی امداد کی پیشکش کی تاکہ وہ اپنے تیسرے پنجسالہ پلان کے پہلے دو برسوں کے زرمبادلہ کی ضروریات پوری کر سکے۔ ان میں چار ملک مابعد جنگ کے زمانہ میں امریکی امداد سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں

اب میں بیان مختصر طور پر بیان کروں گا کہ امریکہ نے ۱۹۵۱ء سے ہندوستان کے اقتصادی ڈھانچے کو مضبوط بنانے کے ترقیاتی منصوبوں کو عمل میں لانے میں کیا حصہ لیا۔ اس عرصے میں امریکہ نے اب تک تین ارب [illegible] کروڑ ڈالر یعنی ۱۸ ارب [illegible] کروڑ روپے سے بھی زیادہ امداد دی ہے جس میں [illegible] کروڑ [illegible] لاکھ ٹن گیہوں اور دوسرے اناج، ۱۴ لاکھ ٹن چارہ، روئی اور تمباکو، خشک دودھ اور دوسری زرعی پیداوار، [illegible] جن میں [illegible] موٹر کاروں، [illegible] کاغذ، الومینیم کے کارخانوں اور کان کنی کی بھاری مشینری کے لئے ([illegible]) کروڑ ڈالر اور ریلوں [illegible] اور ہوائی جہازوں وغیرہ کے لئے (۲۳) کروڑ ڈالر دیئے گئے ہیں

امریکہ نے ہندوستان کی بجلی پیدا کرنے کی قوت کو بڑھاوا دینے کے لئے (۲۶) کروڑ ڈالر سے زیادہ رقم کے قرضے دیئے ہیں آٹھ پراجکٹوں کا کل خرچ امریکی قرضوں سے پورا کیا جا رہا ہے جن کی کل پیداواری قوت ۱۴ لاکھ کیلو واٹ ہوگی۔ اس کے علاوہ ایک درجن سے زیادہ دوسرے پراجکٹوں کے خرچ کا کچھ حصہ امریکہ کی طرف سے دیا جا رہا ہے جن سے مزید (۱۶) لاکھ کیلو واٹ بجلی مہیا ہوگی۔

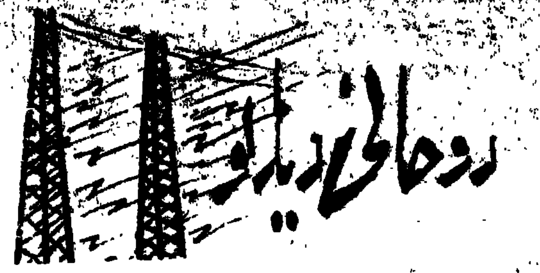
ملیریا کے خلاف ہندوستان کی کامیاب [illegible] کے لئے ضروری زرمبادلہ کا زیادہ تر حصہ امریکی عطیات سے پورا کیا گیا ہے زراعتی تعلیم و تحقیق، زمین کے نیچے پانی کی تلاش اور آبپاشی، ماہی گیری کی توسیع اور ڈیری کا فروغ ان شعبوں میں سے ہے جن میں امریکہ نے ہندوستان کی مدد کی ہے۔ یو۔ پی کی زراعتی یونیورسٹی جو ہندوستان میں زراعتی تربیت کے شعبے میں تعلیم کی نئی تکنیکیں رائج کر رہی ہے خاص توجہ کی مستحق ہے۔ دوسرے جن تعلیمی اداروں کی امداد کی گئی ہے ان میں کان پور اور کھڑگ پور کی ٹیکنالوجی کی انسٹیٹیوٹیں اور کاریگروں اور معلموں کے متعلق بمبئی کی ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ شامل ہیں۔

ٹرامبے میں جو کیمیائی کھاد کا کارخانہ تعمیر ہو رہا ہے اس کا سارا خرچ امریکی قرضوں سے پورا کیا جا رہا ہے۔ زیادہ ضروری کیمیاوی کھادوں کی درآمد کے لئے بھی ہندوستان کو امداد دی گئی ہے۔ اجناس کی فراہمی کی جو اہمیت ہے وہی اہمیت منڈی اور مہارتوں میں شرکت کو حاصل ہے۔ ۳۳۰۰ سے زیادہ ہندوستانی ماہرین، معلم، منتظمین اور تاجر سمندر پار کے ملکوں میں تربیت حاصل کر چکے ہیں۔

قطعہ

فلک پہ ماہ جو ابر سیاہ سے نکلا
علی کا مرتبہ بھی اشتباہ سے نکلا
یہ کہتا جاتا ہے ماہ عزا محرم میں
غم حسین لباس سیاہ سے نکلا

(آمد [illegible])



ناشر :- مجذوب حیدرآبادی

> یہ عنوان حضرت مجذوب حیدرآبادی کی ملکیت ہے ان کے روحانی مکاشفات کے متعلق ہم کوئی رائے ظاہر کرنے کی جرات نہیں کرسکتے ناظرین جانیں یا وہ خود۔ روحانی نشریات میں نام، مقامات اور واقعات فرضی ہوا کرتے ہیں اگر اتفاقاً مطابقت ہو جائے تو کسی اسم خاص کا قیاس نہ فرمایا جائے (ایڈیٹر)

ایکزار نوری میٹر پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں ابھی آپ ہمارے روحانی قوال سے حضرت حافظ شیرازی کی غزل سن رہے تھے جسکا مطلع تھا ۔

لیڈران ظاہر کہ فکر قوم یکسر می کنند
چون بہ خلوت می روند آن کار دیگر می کنند

چلئے ! اب ہم آپ کو ملک کی نئی سیاسی جماعت "یگسیچ پارٹی" کے انتخابی جلسہ میں لے چلتے ہیں۔ یہ نئی جماعت اسی سال ہندوستان کی سیاسی [illegible] میں آئی ہے۔ اس نئی جماعت میں ملک کی تمام سیاسی [illegible] عناصر یا خلوص شامل ہے اسی لئے اس جماعت کو [illegible] جماعت کے سرحرف کو ملا کر بنایا گیا ہے۔ کیمونسٹ [illegible] کانگریس کا "ک" سوشلسٹ پارٹی کا "س" [illegible] کا "ج"۔ اسی طرح اس نئی جماعت کا نام [illegible] اس جماعت میں وہ لیڈران کرام شامل ہیں جن کے [illegible] دوسری سیاسی جماعت میں نہ سما سکے چنانچہ اسمیں [illegible] کیمونسٹ ہیں جو گزشتہ انتخابات میں اپنی اپنی [illegible] ہیں۔ ایسے کانگریسی ہیں جو وزارت یا ڈپٹی وزارت [illegible] وجہ سے کانگریس سے ناراض ہوچکے ہیں۔ ایسے سوشلسٹ ہیں جو آج تک انگریزی سائن بورڈ مٹاتے رہے [illegible] قسمت کے نوشتہ کو نہ مٹا سکے۔ ایسے جمعیتہ العلماء [illegible] آج تک وزارت کا خواب دیکھتے رہے لیکن خواب میں [illegible] کی کرسی تو کرسی "اسٹول" بھی نہ ملا۔

اب جلسہ شروع ہوا چاہتا ہے "یگسیچ پارٹی" کے صدر عالی قدر شری بھارت سیوا، جو قوم کے [illegible] بار جیل جا چکے ہیں، (۵۲) مرتبہ برت اور [illegible] مرتبہ مرن برت رکھ چکے ہیں۔ اب اپنا سبز باغ نامی انتخابی منشور پیش کریں گے

شری بھارت سیوا صدر آل انڈیا "یگسیچ پارٹی"

بھائیو! بہنو! ماؤ! بیٹیو اور بچو!

اگر آپ واقف ہیں تو بڑی خوشی کی بات ہے



[illegible] ہم خدمت کر رہا ہوں قوم
[illegible] (۲۶) [illegible] سات سنٹ اور نو سیکنڈ
[illegible] کے بعد آل انڈیا [illegible] پارٹی
کی بنیاد رکھی ہے۔ ہماری پارٹی کے اچھے اغراض و مقاصد کو دیکھ کر
صرف سات سے سات دن کی قلیل مدت میں ہماری پارٹی کے تیرہ کروڑ
ووٹر رکن بن چکے ہیں

ہماری پارٹی کی اس "راکٹ سے تیز تر" رفتار کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس ماہ کے ختم تک ہندوستان کی اگر پوری آبادی نہیں تو کم از کم ۳/۴ آبادی ہماری پارٹی کی رکن بن جائے گی۔ ہماری جماعت کے بنیادی اغراض و مقاصد میں قوم اور وطن کی خدمت اور صرف قوم و وطن کی خدمت شامل ہے اپنی پارٹی کے لئے چندے اور عطیے فراہم کرنا، یہ ذیلی اغراض و مقاصد ہیں۔ ہم ہماری جماعت سے آئندہ انتخابات میں شمال سے لے کر جنوب تک اور مشرق سے لے کر مغرب تک اسمبلی اور پارلیمان کی ہر نشست کے لئے امیدوار کھڑا کر رہے ہیں ہمیں نہ صرف امید بلکہ یقین ہے کہ ہمارے ٹکٹ پر کھڑا ہوا ہر امیدوار ہر حلقہ انتخاب سے نہ صرف کامیاب ہوگا بلکہ حریف کی ضمانت بھی ضبط کرائے گا!

ہاں بھائیو! اتنے زیادہ امیدواروں کو کھڑا کرنے کے لئے ہمیں کیسۂ زر یعنی رقم وغیرہ کی ضرورت ہے جس کے بارے میں میں تقریر ختم کرتے وقت آپ سے اپیل کروں گا

ہاں بھائیو! یہ کیا بد اخلاقی ہے؟ کیسۂ زر کا نام سنتے ہی آپ جلسے سے اٹھ کر جانے لگے! اٹھ رہے ہیں! ٹھہر جائیے!! اب میری موثر تقریر کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا۔ والنٹیرز! جو لوگ اٹھ کر جانے کا ارادہ کر رہے ہیں انھیں زبردستی بٹھادیا جائے!

آل انڈیا پارٹی تمام حالات میں اپنی حکومت بنائے گی!

گزشتہ حکومت [illegible] موجودہ حکومت [illegible] گزشتہ حکومت [illegible] آپ سے [illegible] اور ان گنت ٹیکس لیا کرتی تھی۔ مثلاً انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس، چنگی، تفریحات ٹیکس، بجلی ٹیکس، موٹر ٹیکس، زرعی ٹیکس، [illegible] ٹیکس، [illegible] ٹیکس، سرچارج اور ٹیکس پر ٹیکس وغیرہ!

لیکن ہم حکومت بنانے کے بعد نہ صرف سارے ٹیکس معاف کردیں گے بلکہ آج تک آپ نے گزشتہ حکومت کو جو ٹیکس ادا کئے ہیں وہ "Refund" کردیں گے اور ہماری حکومت آپ کو الٹا ٹیکس ادا کرنے لگے گی

گزشتہ حکومت کے زمانہ میں چاول (۷۸) روپے کلو ملا کرتا تھا ہم آپ کو فی روپیہ (۲۰) کلو چاول دیا کریں گے بلکہ اس کا بھی امکان ہے کہ ہم مفت چاول، گیہوں، تور کی دال، مونگ کی دال، مسور کی دال، لوبیا، آٹا اور تمام اجناس اور ترکاریوں کی سربراہی کا انتظام کریں گے

گزشتہ حکومت کے زمانہ میں آپ کو نقلی گھی اور پانی ملا ہوا دودھ ملا کرتا تھا لیکن ہم گھی اور دودھ کی نہریں نکالیں گے جس کے لئے ہم نے ایک پانچ یومی منصوبہ بنایا ہے۔ ملک کی تمام بھینسوں اور گایوں کو ہمالیہ پہاڑ پر لے جاکر روزانہ ان کا دودھ دوہا جائے گا ہمالیہ سے دودھ کا بہتا ہوا دریا گنگا اور جمنا میں آملے گا، جہاں سے نہریں کاٹ کر ہر شہر اور ہر گاؤں میں پہنچائی جائیں گی۔ اس طرح آپ روزانہ سویرے جتنا دودھ چاہے ان نہروں سے حاصل کرسکیں گے!

بھائیو! دال روٹی کا مسئلہ تو حل ہوگیا!... رہا کپڑا اور مکان! گزشتہ حکومت آپ کو [illegible] بنانی

سلام

از جناب مولوی ندیم الحسن صاحب ناشاد زیدی

فرط غم شبیر سے ہر اک پہ غشی طاری ہے — دل بیکسی شاہ پہ بس [illegible]

تھامے ہے اور چاروں طرف غم کا سماں — یہ عالم حسرت و بیکسی شاہ شہید [illegible]

دل ٹکڑے ہی صد چاک جگر سینہ ہی میں — اک ہوئے خون سے حالات کو [illegible]

اک عالم صد صد الم دل پہ ہی طاری — اے ستم کیش کے نگہبان [illegible]

ہاں روح تڑپتی ہی نکلنے کو بدن سے — ہاں آنکھ میں ہی صد درد و غم [illegible]

وہ ذات کہ تھی آیۂ تطہیر کی مصداق — اے وائے کہ تنہا [illegible]

لب تشنہ ہی گر شاہ تو بے شیر ہی اصغر — اور خیمۂ اطہر میں ہی آہ و فغاں [illegible]

اکبر کی جو یاد آتی تھی، یہ کہتی تھیں یا نو — کس ہی میں آج آہ مرا [illegible]

یاد آتے مصائب ہیں شہیدان ستم کے — بسمل ہی دل شاد [illegible]

گھنگھور گھٹا چھائی غم و درد و الم کی — لاشوں کے تڑپنے کا [illegible]

سوز غم شبیر سے گر دل ہیں جلتے — تنہا ان پہ دنیا کا [illegible]

دل کا غم جانکاہ ازل سے ہی ابد تک — یاد اس کی بس اک [illegible]

چھایا ہوا ہر سمت ہے اک منظر غمگینا!

گزار ہی آتی ہوئی ناشاد خزاں سے

[illegible]

کی جائے گی۔ ہر شخص کو سال میں (۳۶۰) تھان دیئے جائیں گے

اب رہا مکان! ہم نے ایک ہاؤزنگ ہوسائٹی کا قیام عمل میں لایا ہے جو ملک کے ہر باشندہ کے لئے چاند پر اور ہوا میں معلق محل تعمیر کرے گی!

بھائیو! تقریر ختم کرنے سے پہلے ہم آپ کو کیٹ نزد کے بارے میں یاد دلانا چاہتا ہوں۔ زیادہ نہیں تھی او وقت تھی جا کر وڈ کا کیٹ نزد!

یہ کیا کیٹ نزد کے نام سے آپ لوگ جلسے سے جانے لگے، بھائیو! بھائیو! ....

والنٹیئر! جلسے کے برخواست کا اعلان کر دو!

ایکزار نوری میٹر پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں۔ ابھی آپ "گمشدہ پارٹی" کے جلسے کی کاروائی سماعت فرما رہے تھے اب ہمارے نشریات کا وقت ختم ہو چکا ہے ہمیں آئندہ ہفتہ تک کے لئے اجازت دیجئے ——— جئے ہند

[illegible] لندن کی

لندن کا عشرۂ محرم

[illegible]

[illegible] عشرۂ محرم اسس سال ۵ ا رجون سے منایا گیا [illegible] کثرت اسس پیغام حسینؑ کی مزید اشاعت کیلئے ٹھیک سے [illegible] مرتبہ لندن میں دو مقامات پر مسلسل دس روز تک [illegible] منعقد ہوئیں۔ پروگرام کے مطابق جناب ڈاکٹر تقی خلیلی صاحب [illegible] میں روزانہ آٹھ بجے شام [illegible] بیان ڈاکٹر سید مہدی جعفری صاحب نے [illegible] دس روز تک موجودہ حالات اور جدید طرزِ فکر کے مطابق کربلا کے مقصد کی یادگار منانے کی اہمیت اور اسلام پر حسینؑ کے احسانات مختلف زاویہ نگاہ سے تقریریں فرمائیں۔ موصوف کا بیان دلچسپ اور اثر انگیز رہتا تھا۔ مجھے امید ہے کہ جعفری صاحب اپنی موجودہ ریسرچ کو ختم کر کے جب ایس ہندوستان ہوں گے تو ملت جاہلہ کے ایک بہت ہی کامیاب ذاکرِ حسینؑ کی حیثیت سے اپنا مقام حاصل کریں گے۔ موصوف اپنے بیان میں ایک خاص انفرادیت رکھتے ہیں۔

دوسری مجلس جناب سید محمد عباس صاحب ایل۔ ایل۔ بی کی قیام گاہ فورڈ روڈ Ford Road میں منعقد ہوئی۔ لوگوں کے لئے خلیلی صاحب کی قیام گاہ دور پڑتی تھی اسلئے اکثر حضرات عباس صاحب کے یہاں شریک ہو جاتے تھے۔ موصوف کے یہاں ذاکری کے لئے محترمہ منور صادق علی صاحب جو کراچی (پاکستان) کی مشہور ذاکرہ ہیں، ذکرِ فضائل و مصائب بیان کیا کرتی تھیں۔ موصوف کا انداز بیان قابل تعریف ہے۔ [illegible] سے بچے حد تک دور ہوگیا۔ اسس سال سابقہ محرم کے مقابلے میں کافی مومنین نظر آئے۔ ہر دو مقامات پر جگہ کی بھی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔ اسس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ لندن میں شیعوں کا بھی مرکزی مقام ہو جائے تو یہ تکالیف دور ہو جائیں گی۔

ساتویں محرم جو حضرت قاسمؑ کی شہادت منائی جاتی ہے تو اسس مرتبہ لندن میں جناب صادق علی صاحب رضوی کی جانب سے (۲۲) روڈ روڈ پر شام ۶½ بجے مجلس عزا منعقد ہوئی جس میں کافی مستورات اور مومنین شریک ہوئے۔ ۲۲ رجون کو یوم عاشورہ منایا گیا۔ پہلے جناب تقی خلیلی صاحب کے یہاں ساڑھے بارہ بجے مجلس عزا منعقد ہوئی بعدۂ مجلس سینہ زنی ہوئی۔ بانی مجلس کی جانب سے شرکائے مجلس کو فاقہ شکنی کرائی گئی۔

خلیلی صاحب کی مجلس کے بعد جناب سید عباس صاحب کے یہاں (۳) بجے دن مجلس شروع ہوئی۔ مجلس و ماتم کے بعد عزاداران کو فاقہ شکنی کرائی گئی۔ ہر دو مقامات تنگیٔ جا کا شکوہ کر رہے تھے اسس سال مومنین کی کثرت قابل لحاظ رہی۔ اتنے مومنین کا انتظام لندن جیسے مقام پر جناب عباس صاحب اور خلیلی صاحب کی جانب سے فاقہ شکنی کرانا قابل تعریف ہے۔

سابقہ محرم کی طرح اسس مرتبہ بھی شام غریباں کی مجلس رات میں اندھیرے میں منعقد ہوئی۔ یہ مجلس (۲۲) روڈ روڈ 22 Road Road میں جناب نورالحسن صاحب رضوی کی قیام گاہ پر ہوئی۔ کثرت سے مومنین و مومنات شریک تھے۔ آہ و بکا کے لحاظ سے یہ مجلس لندن کی ایک یادگار مجلس رہی۔

ثنا؛ آزاد اہل حق کا ترجمان اور صاحبان ذوق کا اخبار ہے
یہ ہر ہفتہ ۵۵،۵۵ ۵۵ اشخاص کی نظر سے گزرتا ہے

حجاب قبل از اسلام

از سید الواعظین آقای سید عباس شاه منصوری خراسانی

ز دست دیده و دل هر دو فریاد * که هرچه دیده بیند دل کند یاد

به سلسله گذشته)۳(

لفظ دیگری که در عرب قبل از اسلام استعمال می شد (نصیف) که به معنای مقنع رایج بود چونکه مقنع را که بر سر می انداختند نصف سر را می پوشانید و نصف دیگر چهره پوشیده می شد بایں جهت آنرا (نصیف) می گفتند۔ ذکر این را (نابغه ذبیانی) در شعر خود نموده وقتیکه نعمان بن منذر نزد (پادشاه حیره) آمده بود اتفاقاً همسر او (متجرده) که همراه نعمان موجود بود بی اختیار از سر او مقنع افتاد او فوراً از یک دست خود صورت خود را پوشانید و پرده نمود شاعر از این منظر متاثر شده و این شعر را به نظم در آورد

سقط النصیف ولم ترد اسقاطه فتناولته واتقتنا بالید

یعنی مقنع از چهره او افتاد در صورتیکه او نمی خواست که مقنعه اش بیافتد فی الفور او با یک دست مقنع را گرفت و با دست دیگر از با پرده نمود۔ مقنع و پوشانیدن چهره در عرب قبل از اسلام باندازه ای در خواتین رواج بود که اگر اتفاقاً از روی بی اختیاری مقنع از چهره شان افتاد فوراً با دست خود چهره خود را می پوشانیدند۔ حضرت سید مرتضی علم الهدی در کتاب مشهور خود [illegible] شرح سقوط البرقع چنین می نویسند (انا و آنها [illegible] ولا تستره) یعنی معنی انداختن برقع این است که [illegible] خود باز بگذارد و آنرا نپوشانند۔ از این کلام معلوم شود که برقع فقط برای پوشاندن صورت است و [illegible] زنها یک اخلاق آزاد منشی را داشتند و از حجاب خود را بی نیازی دانستند آنها هم مطابق رواج عام آن [illegible] بصورت خودشان برقع انداختن را لازم می داشتند بعضی از زنان زمانه ما که چادری پوشند ولی صورت [illegible] شان را نمایان میگذارند و از پوشیدن [illegible] خودشان را با حجاب معلوم سازند۔ چنانچه یک شاعر در این زمینه می نویسد۔

لعمرنا بمنخول البراقع حقبة ۔ فما بال دهر لذنا بالاصادق

هوا موس ما تا مدتی معروف با [illegible] چنان بود که سوراخ های برقع خود را باز می گذاشتند تا که عاشقان چهره زنان بتوانند لا اقل جلوه ای از حسن آنان را مشاهده نمایند۔ در این زمان هم بعضی از زنان ما اینطور عمل می نمایند که چادری پوشند ولی روی خود را باز می نمایند۔ از این اشعار ظاهر می شود که پوشیدن صورت قبل از اسلام در نسوان جاهلیت هم رواج بوده است۔ از اشعار ذیل هم ثبوت نقاب و حجاب ثابت میگردد۔ حماسی شاعر مشهور عرب بطور رشماتت به [illegible] می گوید چنین می [illegible] که در عالم اضطراب زنهای حجاب شدند

فنسوتكم في الروع باذ وجوهها
يخلن آماء والاماء حرائر

یعنی زنان شما در میدان جنگ باندازه ای مضطرب [illegible]

چہرہاشان باز شدہ بود وبہ نظر مثل کنیزان می آمدند در صورتیکہ این کنیز صفتان در حقیقت زنان شریف بودند۔ از این شعر رواج حجاب بہ حدی ثابت می شود کہ علامت شرافت وحریت حجاب بودہ و صورتہا باز نمودن وبیرون رفتن از خصوصیات کنیزان بودہ است۔ ربیع بن زیاد شاعر عرب اینطور اظہار سخن در یک شعر خود می نماید۔

قد کن یخبان الوجوہ تسترا ۔ والیوم حین بدون للنظار

این زنہا ہمیشہ چہرہای خود را می پوشانیدند تا حجاب آنہا محفوظ بماند ولی افسوس کہ امروز اینہا طوری بیرون آمدند کہ در نظر تماشاییان بی حجاب شدند۔ وشارح حماسہ خطیب تبریزی چنین می نویسد کہ زنان از راہ عفت وحیا صورتہای خود را مخفی می داشتند وحالا از رنج وغم اینطور پریشان شدہ اند کہ چہرہای ایشان بی نقاب گردید۔ از تمام این اشعار صاف معلوم میشود کہ قوم عرب از عالم اضطراب صورتہاشان با نقاب پوشیدہ بود۔ ودر آن زمان طبقہ خواتین عرب نقاب چہرہ را یکی از نشانہای عزت انسانیت می دانستند

لفظ (برقع) بہ معنی پوشاندن چہرہ را ثبوت نمودیم حالا معنی لغوی آنرا ہم بیان می نماییم چونکہ امروزہ در زبان اردو مفہوم (برقع) فقط یک وضعیت لباس مخصوص را میدانند وآنہم بطوریکہ از آن رو پوشانیدن صورت را لازم نمیدانند۔ لیکن در زبان عربی معنی (برقع) این طور نیست چنانچہ عکبری شارح دیوان (متنبی) چنین می نویسد (البرقع نقاب تتخذہ نساء الاعراب لستر الجبین والحواجب والوجہ فیہ ثقبتان للعینین)۔ یعنی برقع نقابی است کہ زنان عرب استعمال می نمایند کہ بواسطہ آن پیشانی وابرو وچہرہ پوشیدہ میشود ودو سوراخ برای چشمہا گذاردہ می شود وعلاوہ در عرب چادری ہم رواج بود کہ تمام قد وقامت زنان در آن مخفی میشد۔ از مطالعہ تاریخ ہم معلوم میشود کہ در عرب صورت را پوشاندن وحجاب کردن رایج بودہ چنانچہ در کتاب تاریخ اسد الغابہ ابن اثیر جزری جلد ۳ صفحہ این واقعہ مندرج است کہ یک روز حمل بن مالک بن نافعہ در اثنای راہ نظر او بہ (اثیلہ بنت راشد) افتاد در حالیکہ نقاب از چہرہ او افتادہ بود ودر جنگل گوسفندان خود را میچرانید۔ ہمینکہ نظر (حمل بن مالک) بہ (اثیلہ) افتاد وحسن وجمال او را مشاہدہ نمود فورا آشفتہ خود را نشان داد و او را بست وبطرف (اثیلہ) رفت وشوخی وعشق بازی شروع نمود۔ اثیلہ گفت (ای حمل بہ حالت اصلی خود باز آ ودست از من بردار چونکہ اتفاقا مالک جا ہم رسیدہ ایم۔ اگر در حقیقت مرا می خواہی از پدرم خواستگاری مرا بنما انشاء اللہ او خواہش ترا قبول خواہد نمود لیکن حمل حرف او را گوش نکرد وخواست با دست درازی بنماید۔ اثیلہ دختر بہادری بود او را بلند کرد وبزمین انداخت وبہ سینہ او نشست واز او عہد وپیمان گرفت کہ دیگر اینطور خیال بد نکند۔ بعد از سینہ او برخواست۔ مجددا این مرد بہ خیال شرارت خود ادامہ داد۔ دختر با کمال شجاعت دوبارہ او را بزمین انداخت وبہ سینہ او نشست واز او عہد وپیمان گرفت کہ دیگر سوء قصد با و بنماید۔ مکرر (حمل) باز خواست دست درازی نماید کہ دفعہ سوم دختر او را بزمین انداخت وسر او را با چوبی زخمی نمود بعد از آن

(حل) مجبور شد کہ بہ حالت شرمندگی وز غم سر اخبار نالان مراجعت نماید۔ از این واقعہ تاریخی ظاہر می شود کہ نہ صرف شرفاء عرب چہرہ خود را می پوشانیدند بلکہ طبقہ متوسط و فقراء ہم کہ کم سعادتی چراندند پابند حجاب بودند و اگر اتفاقاً بوقت ضرورت نقاب را از چہرہ خود بر می داشتند این فتنہ ہا بر پا می شد۔ خلاصہ از این حالات ثابت می شود کہ قبل از اسلام ہم حجاب و نقاب در زنان موجود بود و اقوام متمدن و مال شرقی یا فتوای آن زمان پابند حجاب و نقاب بودند بعد از آن وقتیکہ اسلام طلوع کرد چونکہ مقصد اصلی اسلام اصلاح غلطی ہای سابق و رفع آن خواہ یکمرتبہ و خواہ بتدریج بودہ است لہذا بر خلاف آنہا تبلیغ شروع شد چنانچہ عربہا دختران خود را زندہ بگور می کردند و از ترس فقر و فاقہ اولاد خود را می کشتند۔ دین مبین اسلام تمام این امور را مسدود نمود و زنان را از اسارت نجات داد و فقط حجاب و نقاب را برای آنان واجب گردانید۔ تا از دست درازی مردان محفوظ بمانند۔ اگر حجاب قبل از اسلام غلط می بود بانی اسلام بہ مخالفت آن اقداماتی می نمود و احکاماتی نافذ می فرمود کہ بتدریج رسومات زمان قبل از اسلام را منسوخ میکرد ولی بر عکس اسلام رسم و رواج حجاب را بطور یک رکن ایمانی بہ جامعہ نسوان تلقین فرمود و اولین فرض ہر زن مسلمان این است کہ خود را در حجاب و نقاب محفوظ بدارد و بہ طور سختی پابند حجاب باشد۔ حضرت سید العلماء آقای سید علی نقی النقوی مدظلہ در اثبات حجاب از روی احکام اسلامی چنین می نگارند کہ

نظر با ہمیت ان ذیل می نگارد۔

نظر کا پردہ اور اسلامی احکام

پردہ کی مختلف قسموں میں سب سے اہم نظر کا پردہ ہے۔ اس کے بارے میں قرآن نے صاف طور پر حکم دیا ہے بلکہ اس سے مرد اور عورت کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا ہے۔ ایک طرف مردوں کے لئے حکم دیا۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذلک ازکیٰ لھم۔ اے رسول ایمان لانے والے مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں ہٹائے رہیں اور اپنے کو بدکاری سے محفوظ رکھیں یہ ان کے نفس کو پاک رکھنے کا ذریعہ ہے اور اللہ ان کے کردار سے خوب واقف ہے اس میں مردوں کو اجنبی عورتوں پر نگاہ کرنے سے منع کیا گیا ہے بالکل مطلقاً جس کے ساتھ اعضائے جسم کی کوئی تخصیص بھی نہیں کی گئی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ غیر عورت کو دیکھنا نہیں چاہئے۔ اور چونکہ کسی کو دیکھنے سے جو مفہوم ہے وہ اس کے چہرہ پر نظر آتا ہے لہذا چہرہ سب سے پہلے اس حکم میں داخل ہوگا (یہ نفس کو پاک رکھنے کا ذریعہ ہے) اس سے اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ نگاہوں کا غیر عورت پر پڑنا نفس میں طرح طرح کی بُری نیتیں پیدا ہونے کا باعث ہے۔ اور اس لئے چشم پوشی کو لازم قرار دیا ہے۔ پھر لطیف عنوان سے یہ بھی اشارہ کر دیا گیا ہے کہ تم اس بارے میں دیکھوں کی نگاہیں بچا کر اکثر خیانت کے مرتکب ہو تمہاری اس (دزدیدہ نگاہی) سے دوسروں کو اطلاع ہو یا نہ ہو مگر اللہ تو ان سب باتوں کو خوب جانتا ہے اس لئے اس کے سامنے تمہیں نگاہوں کے محاسبہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ پھر یغضوا من ابصارھم کو و یحفظوا فروجھم کے

ہے دوسری نگاہ کرنا اس کا پتہ دیتا ہے کہ [illegible] کا تبادلہ
اکثر جنسی گناہ کے عمل میں آ جانے کا سبب بن جاتا ہے۔
ارتکاب (زنا) سے محفوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔
دوسری طرف عورتوں کے لئے یہ حکم دیا گیا ہے۔ قل
للمؤمنات یغضضن من ابصارھن۔ دیکھو قرآن مجید۔ جو
ایمان لانے والی عورتوں سے کہ وہ اپنی آنکھوں کو ہٹائے
رکھیں اور اپنے کو بد کاری سے محفوظ رکھیں۔ چونکہ صنفی جذبات
کے اشتعال میں [illegible] ہوں کے لڑنے کو بڑا دخل ہے ایک کی
نگاہ کا ہو جانا ایسے حسن ہونا اگر آگ سلگاتا ہے تو دوسرے
کی [illegible] اٹھ جانا اس آگ میں شعلے بلند کرتا ہے اس لئے
ایک طرف مردوں کو عورتوں کی طرف دیکھنے سے منع کیا
اور دوسری طرف عورتوں کو مردوں کی طرف نگاہ
اٹھا کر دیکھنے سے روکا۔ اگر ان دونوں حکموں پر عمل ہو تو
بہت حد تک خرابیوں کا سدباب رہے۔ احادیث میں
بھی غیر عورت کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی بہت شدت کے
ساتھ ممانعت کی گئی ہے کہیں ارشاد ہوا النظر سہم من
سہام ابلیس مسموم۔ نگاہ ایک تیر ہے شیطان کے تیروں
میں سے جو زہر میں بجھا ہوا ہے۔ اس مضمون کی متعدد احادیث
ہیں۔ کہیں فرمایا۔ انما النظرۃ من الشیطان۔ نگاہ کرنا شیطانی
کام ہے۔ کہیں فرمایا۔ ایاکم والنظرۃ۔ دیکھو نظر کرنے سے
پرہیز کرو۔ کہیں من ملأ عینیہ من حرام ملأ اللہ عینیہ یوم
القیامۃ من النار الا ان یتوب و یرجع۔" جو اپنی آنکھوں
کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بھر لیگا خدا اس کی آنکھوں کو روز
قیامت آتش جہنم سے پُر کرے گا۔ اس کے علاوہ کثیر التعداد

احادیث میں یہ واضح ہے کہ اتفاقی پہلی نگاہ تو جائز ہے
مگر دوسری نگاہ حرام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ راستہ
چلنے میں جو آپ کی نظر اتفاقی زن نامحرم پر پڑ گئی تو وہ معاف
ہے یعنی یہ حکم نہیں ہے کہ آنکھیں بند کرکے راستہ چلو مگر اس
کے بعد ارادۃً و عمداً پھر نظر اٹھا کر دیکھنا ناجائز ہے اور
باعث مواخذہ۔ نہ یہ کہ خاص طور پر تم جو نگاہ اٹھا کر بقصد
و ارادہ کسی اجنبی عورت پر نظر ڈالو تو یہ پہلی دفعہ جائز ہے
ہرگز ایسا نہیں ہے بقصد و ارادہ غیر عورت کے جسم و چہرہ
پر نظر ڈالنا تو مطلقاً حرام ہے خواہ پہلی بار ہو یا بار ہائے دیگر۔
(ختم کلام مولانا)

حجاب از نابینا

روزی حضرت ختمی مرتبت صلواۃ اللہ علیہا مردی کوری را بہ خانہ مطہرہ
حضرت سیدۃ النساء العالمین آوردند تا کہ حضرت زہرہ
علیہا السلام با وغذا بدہند چون آن مرد کور خواست وارد
خانہ بشود حضرت فاطمۃ الزہرا فرمودند (بابا جان اجازہ
چادر خود را بہ سر کنم گذاشتم تا کہ برای اطفال خود نان چونیتہ
نمایم) حضرت رسالت مآب فرمودند۔ "دختر من این مرد کور
می باشد و جائی را نمی بیند۔ حضرت زہرا فرمودند" اگر او کور
می باشد کہ کور نیستم و آیۃ حجاب بہ مرد و زن ہر دو مساوی
حکم می باشد کہ مردان زنان را نظر نکنند و زنان ہم مردان
را نگاہ ننمایند۔ حضرت رسول اکرم از این جملہ شاد شدہ و
پیشانی حضرت زہرا علیہا السلام را بوسیدند و فرمودند ہمین طور
حکم الٰہی میباشد۔ از این خدمت بخوبی ثابت میباشد کہ بہ نظر دیکہ
بر مردان حرام است کہ نظر بہ زنان اجنبی نمایند بر زنان ہم حرام

تعلیم - خط و کتابت کے ذریعے

خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کا تجربہ امریکہ اور یورپ کے کئی ملکوں میں پہلے ہی بہت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ امریکہ میں تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں کے فرسٹ ایئر میں جتنے طلباء داخل ہوتے ہیں ان سے کہیں زیادہ تعداد میں لوگ خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں حکومت ہند نے بھی تیسرے پلان میں اس طریقۂ تعلیم کو فروغ دینے پر زور دیا ہے۔

ہندوستان کے تیسرے پانسالہ پلان میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کو فروغ دینے کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ پچھلے برس وزارت تعلیم کے ایک افسر نے آسٹریلیا میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم دینے کے طریق کار کا مطالعہ کرنے میں مہینہ بھر گزارا۔ وزارت تعلیم نے پہلے ہی ایسے اقدامات کئے ہیں جن کے تحت ۱۹۶۲ء میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم دیئے جانے کے کامل کی فرسٹ ایئر کلاس شروع کی جائے گی۔ دوسری ایجنسیاں بھی اس منصوبے میں دلچسپی لے رہی ہیں۔ دہلی پالی ٹیکنک کے پرنسپل حال ہی میں امریکہ اور یورپ میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم دینے کے طریقوں کا مطالعہ کرنے میں چند ہفتے گزار آئے ہیں۔ حکومت ہند کی وزارت سائنس و ثقافت نے بھی اس میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے ہند کی تعلیم بالغان کی تنظیم کو بھی مستقبل قریب میں محنت کشوں کے لئے دو نصاب شروع کرنے کی امید ہے۔ بمبئی کے دو پرائیویٹ سکول (جو بین الاقوامی نظام کا حصہ ہیں) خط و کتابت کے ذریعہ کاروبار اور صنعتی میدانوں میں کئی برسوں سے تعلیم دے رہے ہیں۔ جہاں معیار کو گرائے بغیر کفایت شعاری کی اہمیت رکھتی ہے۔ وہاں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کا طریقہ کار تعلیمی نظام کے تمام حصوں کے لئے ایک قابل قدر معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

ترقی پذیر ملکوں میں خط و کتابت

ترقی پذیر ملکوں میں کے ذریعہ تعلیم کی افادیت ثابت ہو رہی ہے۔ جہاں اس کے لئے مندرجہ ذیل سازگار امور پائے جاتے ہیں۔

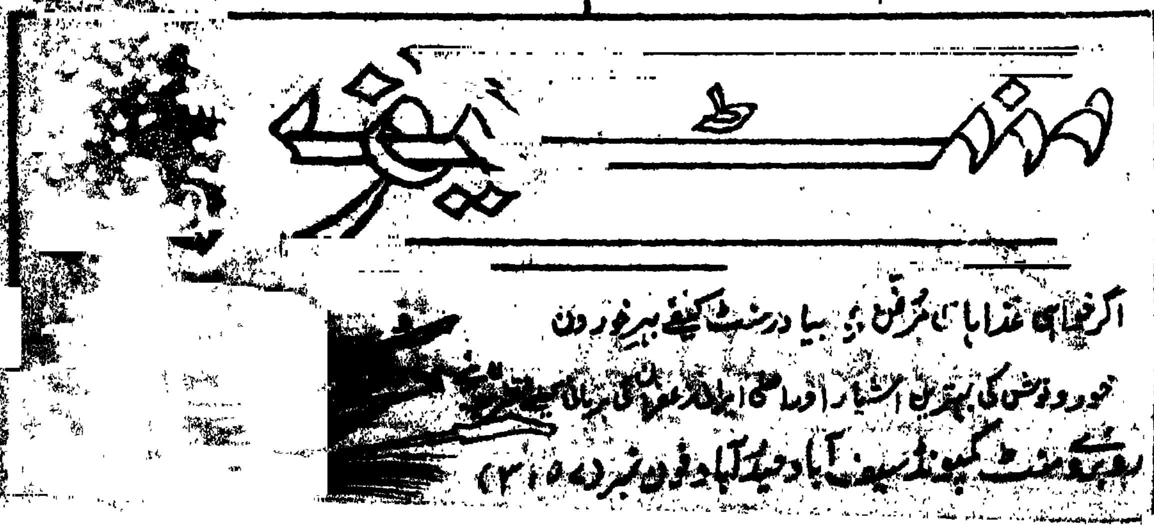
(۱) خواندہ طالب علم جو مزید تعلیم حاصل کرنے کی زبردست خواہش رکھتے ہیں۔

(۲) تربیت یافتہ معلم جو موزوں اور صحیح قسم کے نصاب تیار کر سکتے ہیں۔

(۳) معلم جو ڈاک کے ذریعہ فرداً فرداً تعلیم دے سکتے ہیں۔

(۴) قابل اعتبار ڈاک کا انتظام۔

انڈونیشیا اور ایتھوپیا ان ترقی پذیر ملکوں میں شامل ہیں جہاں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم دینے کا طریقہ استعمال کیا جا رہا ہے یہ دونوں ملک اکثر جاپان ملازمت کرنے والے نوجوانوں کی تربیت کے لئے یہ طریق تعلیم استعمال کرتے ہیں۔ سوویٹ روس نے بھی اپنے ترقیاتی دور میں سائنسی، ٹیکنولوجیکل اور تعلیمی میدانوں میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کا اچھا استعمال کیا ہے۔ حال ہی میں اس نے اپنے تعلیمی نظام کو جو نئی ترتیب



دی ہے اس میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کے طریقے پر اور بھی زیادہ زور دیا گیا ہے۔

وسیع استعمال

خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کا طریقہ اونچی سطح کے لکھے پڑھے ملکوں میں نہایت مقبول ہے۔ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور کینڈا اس طرح گھر پر ہی تعلیم حاصل کرنے کے طریق کار کو ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے لئے وسیع پیمانے پر استعمال کر رہے ہیں۔ امریکہ میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ بالغ لوگ اور بہت نوجوان بچے خط و کتابت کے ذریعہ ثانوی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ برطانیہ میں چارٹرڈ اکاونٹنٹوں میں سے ۹۰ فیصد خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم پاتے اور امتحان دیتے ہیں۔ اسی طرح امریکہ میں ایک چوتھائی اکاؤنٹنٹ گھروں پر ہی تعلیم پاتے ہیں۔ سکینڈے نیویا میں انجنیری کے طلبا کی اکثریت ڈاک کے ذریعہ تعلیم حاصل کرتی ہے۔ سکینڈے نیویا میں تو خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم کا طریقہ غالباً انتہائی ترقی یافتہ ہے۔ ناروے، ڈنمارک، ہالینڈ اور جرمن فیڈرل ری پبلک میں اسے بڑا فروغ حاصل ہے۔ ناروے میں تو تمام نوجیوں کو لازمی طور پر سول تعلیم خط و کتابت کے ذریعہ حاصل کرنی پڑتی ہے۔ امریکہ کے تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں کے فرسٹ ایئر میں جتنے طلباء داخل ہوتے ہیں ان سے کہیں زیادہ تعداد میں لوگ اور بچے خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم و تربیت دینے والے اداروں میں داخلہ لیتے ہیں۔

صنعتی اداروں میں!

امریکہ میں ۶ ہزار سے زیادہ بڑی تجارتی، کاروباری اور صنعتی کارخانوں کی تنظیمیں اپنے ملازموں کی ترقی کے لئے خط و کتابت کے ذریعہ ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتی ہیں۔ خاص کر کسب و ہنر، کاریگری کی مہارت حاصل کرنے، تجارتی پیشوں اور حرفت و صنائع کے کاموں میں انہیں تربیت دی جاتی ہے۔ امریکہ کی مسلح افواج کی تمام شاخوں میں ہزارہا اشخاص فوجی اور سول مضامین میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور انہیں اس طرح نصاب مکمل کرنے پر ترقیاں ملتی ہیں۔ امریکی حکومت کے سول محکموں میں ملازموں کو خط و کتابت کے ذریعہ بنیادی اور ریفریشر نصابوں کی تعلیم گھروں ہی میں دی جاتی ہے۔ امریکہ کے تجارتی، صنعتی اور سیاسی لیڈروں کی کثیر تعداد نے خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم سے فائدہ اٹھایا ہے۔ سابق صدر آئزن ہوور کے والد بھی اسی طریقے سے گریجویٹ بنے تھے۔

کیا کچھ سکھایا جاتا ہے؟

خط و کتابت کے ذریعہ وہ سب کچھ سکھایا جا سکتا ہے جو درسی نصابوں یا تحریری تعلیم و ہدایات کے ذریعہ سکھایا جا سکتا ہے۔ قریباً ڈیڑھ سو منظور شدہ کالج اور یونیورسٹیاں تعلیمی، زراعتی، کاروباری اور انجنیری وغیرہ کے نصابوں میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم دیتی ہیں۔ امریکہ میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم

دینے والے اداروں میں سب سے زیادہ تعداد ٹیکنیکل اور تجارتی مضامین کی تعلیم حاصل کرنے والوں کی ہے۔ عملی تعلیم بھی درسی تعلیم کے ساتھ ہی مدغم کی جاتی ہے اور ہلکے پھلکے آلات وغیرہ بھی عملی تجربے کے لئے مہیا کئے جاتے ہیں۔

موثر طریقہ!

امریکہ میں پچھلی دو پشتوں سے بھی زیادہ عرصے سے خط وکتابت کے ذریعہ تعلیم کا طریقہ کار بہت موثر ثابت ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں تیس سے زیادہ تحقیقی مطالعوں سے پتہ چلا ہے کہ باقاعدہ کالجوں اور سکولوں میں پڑھنے والے طلباء کے مقابلے میں یکساں قسم کے مضامین خط وکتابت کے ذریعہ تعلیم پانے والوں کے نتائج مساوی بلکہ بعض صورتوں میں کسی قدر بہتر ہوتے ہیں۔ اس کے پانچ سبب ہیں۔

(۱) زبانی لیکچروں کی نسبت تحریری مضامین زیادہ منظم اور واضح طریقے پر مرتب کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابتی سکول جس میں دس ہزار طلباء نے اکاؤنٹنسی کا نصاب لیا ہو کا عملہ بہترین قسم کے مضامین تیار کر سکتا ہے۔

(۲) لکھے ہوئے مضامین کی پہلے سے آزمائش کی جا سکتی ہے۔ ان پر نظر ثانی ہو سکتی ہے اور آسانی سے سمجھ میں آنے کے لئے انہیں از سر نو بھی لکھا جا سکتا ہے۔

(۳) خط وکتابت کے ذریعہ نصاب کے ہر حصے پر طلباء کو پوری طرح عبور حاصل کرنا پڑتا ہے اور طلباء کو جو کام دیا جاتا ہے اسے پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

(۴) تعلیمی اور تربیتی سرگرمیوں کی آسانی سے نگرانی ہو سکتی ہے۔

(۵) تعلیم انفرادی طور پر دی جاتی ہے۔ ہر ہدایت کار ہر طالب علم کا معلم ہوتا ہے۔ ہر ایک طالب علم کی مشکلات ذاتی طور پر جواب لکھ کر حل کی جاتی ہیں۔

خط وکتابت کے ذریعہ تعلیم میں لچک کی وجہ سے کئی اور فائدے بھی ہیں۔ ہر ایک طالب علم اپنی اپنی رفتار اور صلاحیت کے مطابق آگے بڑھ سکتا ہے۔ قابل، تیز فہم اور تیز رفتار طلباء کو سکولوں اور کالجوں کی جماعت بندیوں کی طرح پابند نہیں رہنا پڑتا۔ اور وہ تیزی سے تعلیم حاصل کرنے کا موقع پاتے ہیں۔ سست رفتار طلباء جتنا وقت چاہیں لگا سکتے ہیں اور جو طلباء مصروف ہوں وہ فرصت کے وقت تک اپنی تعلیم ملتوی کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی شخص کسی بھی وقت ایسے اداروں میں داخلہ لے سکتا ہے ان میں مروجہ سکولوں اور کالجوں کی طرح داخلے کی پابندی نہیں۔ گھریلو اور خانگی امور میں مصروف عورتیں بھی خط وکتابت کے ذریعہ تعلیم پاتی ہیں۔

کفایت شعاری!

خط وکتابت کے ذریعہ تعلیم دینے میں ایک اور فائدہ یہ بھی ہے کہ اس پر کسی سکول یا کالج کے اخراجات کے مقابلے میں آدھا یا دسواں حصہ خرچ بیٹھتا ہے۔ طلباء کی جماعتوں کے لئے کمروں، ہوسٹلوں، لائبریریوں، لیبارٹریوں اور گیمس کے اخراجات کی بچت ہوتی ہے۔ صرف ایک دفتر اور کچھ عملے کی ضرورت ہوتی ہے۔ باقی سب کام خط وکتابت کے ذریعہ جاری رہتا ہے۔ جو رقم فیس وغیرہ سے وصول ہوتی ہے اس سے نصاب تیار کئے جاتے ہیں۔ اور عملے کو تنخواہ دی جاتی ہے۔ اگر نصاب مناسب طور پر تیار کیا گیا ہو تو ایک ہی معلم کسی سکولی جماعت کے طلباء کی تعداد کے مقابلے میں زیادہ بڑی تعداد میں طلباء کو اس طریقے سے تعلیم دے سکتا ہے کیونکہ اس میں نصاب کامیابی

...سے زیادہ مفید بھی ہوتی ہیں۔

امریکہ کے دو ممتاز ماہرین تعلیم نے لکھا ہے کہ بذریعہ تعلیم کو جمہور تک پہنچانے والے اداروں میں خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم دینے والے ادارے سب سے زیادہ اہم ہیں۔ اور ان کا نام فہرست میں پہلے آتا ہے۔ یہ ادارے کالجوں اور اسکولوں کی نسبت زیادہ کثیر نوعیت کے مضامین اور نصاب پڑھا سکتے ہیں۔ اور طرح طرح کے مشغلے، کاروبار اور صنعتوں کی تربیت دے سکتے ہیں۔ اور اس طرح تعلیم کو عام فروغ دینے میں مدد دیتے ہیں۔

برطانوی فرم کی کامن ویلتھ کے ڈاکٹروں کو وظائف کی پیشکش

برطانیہ کی ممتاز میڈیکل فرم اسمتھ اینڈ نیفیو ایسوسی ایٹڈ کمپنیز لمیٹڈ نے کامن ویلتھ اور دیگر ترقی پذیر ملکوں کے ڈاکٹروں کو چھ وظائف کی پیشکش کی ہے۔ یہ وظائف ۱۲۰۰ پونڈ سالانہ کے ہیں۔ اور یہ صرف اُن ڈاکٹروں کو مل سکتے ہیں جو برطانیہ میں سرجری کا کوئی اعلیٰ کورس کریں گے۔ یا سرجری سے متعلق ریسرچ کا کام انجام دیں گے۔ امیدواروں (مرد اور عورتیں) کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ میڈیکل گریجویٹ ہوں اور دو سال کا عملی تجربہ رکھتے ہوں۔ درخواستوں کے فارم مندرجہ ذیل پتہ سے منگوائے جا سکتے ہیں۔

سیکریٹری
اسمتھ اینڈ نیفیو ایسوسی ایٹڈ کمپنیز لمیٹڈ
۲ ٹمپل پلیس۔ وکٹوریہ ایمبینکمنٹ
لندن۔ ڈبلیو۔ سی۔ ۲

Smith & Nephew Associated Companies Ltd.,
2 Temple Palace, Victoria Embankment, London W.C. 2.

فارم ۳۱ جولائی تک مذکورہ فرم کو مل جانے چاہئیں۔

ایک قابلِ تقلید یادگارِ دن

دنیا بھر میں ان ہزاروں مردوں اور عورتوں کے لئے جو آرمکو سٹیل کارپوریشن (فولاد سازی کا ایک کارخانہ) کے لئے کام کرتی ہیں۔ "آرمکو کے بانی کا دن" کا مفہوم ایک خاص قسم کی سالگرہ کی تقریب منانا ہے۔ یہ دن انہوں نے اپنی اپنی برادری میں ضرورت مند، نادار اور معذور لوگوں کی خدمت اور امداد کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ لوگوں کی خدمت اور امداد کے یہ کام انفرادی طور پر یا گروہوں کی صورت میں سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ انہیں مالی امداد کی نسبت ذاتی طور پر ہاتھ بٹانے والوں کی زیادہ ضرورت رہتی ہے۔ مثلاً "آرمکو" کے کارکن سکولوں اور ہسپتالوں کے لئے کتابیں جمع کرتے ہیں۔ انہوں نے کھیل کود کے میدانوں کے لئے سامان مہیا کیا ہے۔ پبلک پارکوں میں درخت لگائے ہیں ہسپتال میں زیرعلاج کسی ساتھی کارکن کے گھر کی صفائی اور رنگ روغن کیا ہے یا کسی یتیم خانے کے بچوں کو سیر و تفریح اور پکنک کے لئے لے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ "آرمکو" کے بانی کا دن چندہ جمع کرنے میں صرف کیا جاتا ہے تاکہ کسی ہونہار اور قابل طالب علم کو وظیفہ دیا جا سکے۔ یا اگر کسی کنبے کا مکان جل گیا ہے تو انہیں ضروری سامان مہیا کیا اور مکان تعمیر کرنے میں مدد دی۔ خیراتی اداروں میں رکھے جانے والے محتاجوں کے لئے خوراکی سامان اور کپڑے وغیرہ دیئے گئے۔ جس شخص کی سالگرہ آرمکو کے علاوہ اس طرح ہر برس منائی جاتی ہے اس کا نام جارج ایم ویریٹی تھا۔ جو ۱۹۴۸ء میں انتقال کر گئے۔ ۵۰ برس کی عمر میں انہوں نے ۱۹۰۰ء میں مڈل ٹاؤن میں "امریکن رولنگ مل کمپنی" کا آغاز ایک چھوٹے سے کارخانے کے قیام سے کیا جس میں مکانوں کی چھتوں کے لئے فولاد کی چادریں، پتریاں اور دھات کی دوسری چادریں بنائی جاتی تھیں۔ اس چھوٹے سے پیمانے پر کارخانے کے آغاز سے کارخانوں اور متعلقہ دفتروں کا ایک ایسا سلسلہ قائم ہوا جو امریکہ کے علاوہ دوسرے ملکوں میں بھی وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا ہے اس کی وسعت اور اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اسے فولاد سازی میں امریکہ کی نہایت ترقی پذیر کمپنی تصور کیا جاتا ہے۔ آرمکو کی کامیابی کے سلسلے میں قطعی بڑی حد تک اس کے ہوشیار اور دوربین بانی کی ہدایت کاری، نگرانی اور خوش انتظامی کی مرہون منت ہے۔ جو عملی تحقیق اور نئے نئے سامان کی تیاری اور طریق کار کو فروغ دینے پر زیادہ زور دیتے رہتے تھے اور ہر موقع سے وقت پر فائدہ اٹھانے سے نہیں چوکتے تھے۔ وہ مضبوط اخلاقی اصولوں کے پابند تھے۔ اور ان کا کاروباری فلسفہ بھی اسی طرح بڑا پختہ اور مضبوط تھا۔ ان کا یقین تھا کہ ہر ایک صنعت کو چاہیئے کہ چار جماعتوں اول گاہکوں، دوئم کارکنوں اور محنت کشوں، سوئم حصص رکھنے والوں اسٹاک ہولڈرز اور چہارم برادری (یعنی مقامی لوگوں) کو مد نظر رکھے جن سے بالواسطہ اور بلاواسطہ ہر صنعت کا تعلق رہتا ہے۔ وہ محسوس کرتے تھے کہ کارخانہ دار کو ان میں سے ہر ایک جماعت پر متواتر ثابت کرنا چاہیئے کہ کاروبار



جاری رکھنے میں تلاش حق کا جذبہ بھی وہ مسائل اور
کام کے لئے مفید ثابت ہو رہا ہے۔ جارج ڈیریٹی
ایک اچھا پروفیسر ثابت ہونے میں یقین رکھتے تھے
اور دوسرے لوگوں کی مدد کرنے میں اپنے وقت کا
اچھا خاصہ حصہ صرف کرتے تھے۔ وہ اپنے کارخانے
کے کارکنوں اور محنت کشوں میں ذاتی دلچسپی سے
کام لیتے تھے۔ ان کا ایک امتیازی وصف یہ تھا کہ وہ
اپنی قدر وقت اور اپنے ملازموں کے فلاح و بہبود
کو نظر میں رکھتے ہوئے اپنا کاروبار چلاتے تھے۔
ڈیریٹی کے انتقال کے بعد مڈل ٹاؤن کے اس کارخانے
کے ملازموں اور کارکنوں نے ان کی یادگار تعمیر کرنے
کے لئے منصوبہ بنانا شروع کیا لیکن ۱۹۴۳ء میں
ایک دن جب کارخانے کے کارکن لنچ کھا رہے تھے تو
ڈیریٹی کا ذکر چھڑا اور ان کی شفقتیں، احسانات، اور
مہربانیاں یاد آگئیں۔ دوسروں کو فیض پہنچانا اور خدمت
بجا لانا ان کی زندگی کا روز مرہ کا معمول تھا۔ کارکنوں
نے محسوس کیا کہ وہ ان کے بہی خواہ، دوست اور محسن
تھے۔ اور ان کی یادگار قائم کرنے کا کوئی بہتر طریقہ
سوچنے لگے۔ آخر کوئی بیس آدمیوں کی ایک پارٹی نے
کارخانے کے نئے صدر کو ایک مراسلہ بھیجا جس میں انہوں
نے تجویز پیش کی کہ عام مروجہ یادگار تعمیر کرنے کے بدلے
جارج ڈیریٹی کی سالگرہ کا دن (۲۲ اپریل) "آرمکو کے
بانی کا دن" کے طور پر منایا جایا کرے۔ اور خصوصیت
یہ ہو کہ کارخانے کے تمام ملازم اور کارکن یہ دن دوسروں
کی بے لوث مفید خدمت کے لئے وقف کریں۔ اس طرح ان
کی ایک "زندہ یادگار" قائم ہوگی۔ اور لوگوں کی خدمت
بجا لانے میں ڈیریٹی کا مشن بدستور جاری رہ سکے گا۔
کمپنی نے ان کی یہ تجویز منظور کرلی اور ۱۹۴۴ء میں
آرمکو کے بانی کا پہلا یادگاری دن (آرمکو فاؤنڈرس
ڈے) منایا گیا۔ کارکن مرد، کامل طور پر دوسروں
کی خدمت میں یہ دن گزارتے ہیں۔ اور جو مرد یا عورتیں
ایسا نہ کرنا چاہیں ان پر کوئی پابندی نہیں۔ اس طرح
کی ذاتی خدمات بجا لانے کا تصور ساری تنظیم میں تیزی
سے پھیل گیا۔ اب ہر سال یہ سرگرمیاں بڑھتی جاتی ہیں
اور دنیا کے چھ براعظموں میں جہاں جہاں آرمکو کے کار
خانے قائم ہیں۔ تمام ملازم کارکن اور دفاتر یہ یادگاری
دن دوسرے مستحق لوگوں کی امداد کرنے میں گزارتے ہیں
اس طرح جارج ڈیریٹی کی سالگرہ کا دن آرمکو کے کار
کنوں اور دوسرے کم نصیب اور ضرورت مند پڑوسیوں
کے لئے مسرت اور راحت کا باعث بن رہا ہے۔

امریکی صنعت میں خودکار مشین

بڑی بڑی پیمائشی و نگران مشینیں پرانے طریقوں کی نسبت پرزوں کا زیادہ صحت کے ساتھ خود بخود معائنہ کرکے امریکی صنعت کو تمام قسم کی بہتر مصنوعات تیار کرنے میں مدد دے رہی ہیں۔ امریکہ کے کارخانوں اور صنعتی پلانٹوں میں زیادہ صحت سے مصنوعات تیار کرنے کے لئے "خود کار پیمائش کی سائنس" سے اس قدر کام لیا جانے لگا ہے کہ گزشتہ برس پیمائشی مشینوں کی بکری ۱، ارب ۵۰ کروڑ ڈالر سے بھی بڑھ گئی۔ یہ رقم صنعت کی سرمایہ کاری کا تقریباً ۱۲ فیصد تھی۔ ۱۹۵۵ء میں یہ رقم ۲، ارب ۴۰ کروڑ ڈالر تھی یعنی تمام کارخانوں اور سامان پر جتنا خرچ کیا گیا اس کا ۸، فیصد۔ آج آلات سازوں کی طرف سے ہزاروں پیمائشی آلے اور مشینیں تیار کی جا رہی ہیں۔ جن کے سائز، بناوٹ اور قیمتوں میں بھاری اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہر روز نئے آلات کی تعداد میں بھاری اضافہ ہو رہا ہے۔ "انسٹومینٹس اینڈ کنٹرول سسٹمز" رسالے کے مینجنگ ایڈیٹر فریڈوی مارٹن کا اندازہ ہے کہ امسال ان کی میز پر۔ ۳۵ پریس ریلیز آئیں گے۔ اور یہ غالباً ان کل پیمائشی آلوں کے ایک حصے سے متعلق ہوں گے۔ جو اس برس تیار کئے جائیں گے۔ حالیہ مہینوں میں جن نئے آلات کے متعلق پریس ریلیز آئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ کلیو لینڈ کی ڈیمبرچ کمپنی نے ایک ایسا آلہ تیار کیا ہے جو ایک زاویہ کے ایک درجے کے ۳۶۰۰ ویں حصے کی پیمائش کرتا ہے۔ کمپنی نے چاند میں راکٹ بھیجنے کے مقصد سے یہ آلہ تیار کیا ہے لیکن ایک گاہک نے دریافت کیا ہے کہ کیا وہ انچ کے دس لاکھویں حصے کی صحت سے پیمائش کر سکے گا۔ ایک اور نئے آلے سے ایک ارب گیلن پانی میں زنگ کا سراغ لگانا ممکن ہو گیا ہے۔ اس آلے کی بدولت بجلی پیدا کرنے والے پلانٹ بھاری دباؤ کے سسٹم بوائلروں اور ٹربائنوں میں زنگ کا سراغ لگاتے ہیں اور نقصان پہنچنے سے پہلے ہی یہ کام انجام دیتے ہیں۔ امریکہ کی وزارت زراعت نے شفتالو کا معائنہ کرنے کے لئے ایک آلہ تیار کیا ہے یہ آلہ اس روشنی کا تجزیہ کرکے پھل کی پختگی کی پڑتال کرتا ہے جو اس میں سے گزرتی ہے لیکن آلا مصنوعات کا بیان ہے کہ آج کل کارخانوں میں سے ایسے آلوں اور مشینوں کی بھاری مانگ ہے جو مصنوعات اور ان کی تیاری کے عمل کا متواتر معائنہ کر سکتے ہیں۔ اس کا ایک بڑا سبب خودکاری ہے جو مشینیں خودکارانہ عمل سے مصنوعات تیار کرتی ہیں انکی کا آلات سے متواتر معائنہ ہونا چاہئے ورنہ وہ منٹوں کے حساب سے ناقص مال تیار کرنا شروع کر دیں گی۔ اس کے علاوہ جن مصنوعات کے پرزے خودکارانہ

گئے ہے جوڑے جاتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ ان کے پرزوں کی زیادہ صحت کے ساتھ پڑتال کی جائے۔ کیونکہ ان پرزوں کو جوڑنے کے معاملے میں مشین انسانوں کی نسبت کم مہارت رکھتی ہیں۔

خودکار پیمائش کی سائنس۔ لیما (اوہائیو) میں فورڈ موٹر کمپنی کے نئے انجن پلانٹ میں زیر عمل دیکھی جا سکتی ہے۔ یہاں مشینی انسان جیسی بڑی بڑی پیمائشی اور نگرانی مشینیں جو ڈیٹن (اوہائیو) کی شیفلڈ کارپوریشن کی طرف سے تیار کی گئی ہیں خودبخود انجن بلاکوں، کرینک شافٹوں، پسٹنوں اور دوسرے پرزوں کی لمبائی، چوڑائی اور موٹائی وغیرہ کی پڑتال کرتی ہیں۔ اس انجن پلانٹ میں مصنوعات کی بیشتر اطراف کا ایک ساتھ بے خطا صحت کے ساتھ معائنہ ہو جاتا ہے۔ اور ایک طرف کا معائنہ کرنے میں جتنا وقت لگا کرتا تھا۔ اب تمام اطراف کے معائنے کے لئے اس سے بھی کم وقت لگتا ہے۔ جو پرزے معائنے پر پورے نہیں اترتے انہیں مسترد کر دیا جاتا ہے۔ ناقص پرزے تیار کرنے والی مشینیں خودبخود ٹھیک ہو جاتی ہیں یا جب تک گھسے ہوئے پرزوں کی جگہ نئے پرزے نہ لگائے جائیں تب تک کام کرنا بند کر دیتی ہیں۔ بہتر اور زیادہ درست مصنوعات تیار کرنے کے علاوہ نئے آلات اور کنٹرول سسٹم سے خام مال ضائع ہونے سے بھی بچ جاتا ہے۔ جس سے پیداواری لاگت کم ہو جاتی ہے۔ وہ ہر پونڈ خام مال کے آخری اونس کو بھی بخود کار مال تیار کرتے ہیں۔ اور اس طرح کارخانہ داروں کے روپے پیسے کی بچت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر تیل اور کیمیکل کمپنیاں تیل کی دھاروں کی متواتر نگرانی کرنے کے لئے ایک ایسی مشین کا استعمال کر رہی ہیں جو گیس "کرامیٹوگراف" کہلاتی ہے۔ سٹینڈرڈ آئل کمپنی (اوہائیو) کا اندازہ ہے کہ وہ ٹولیڈو میں اپنے تیل صاف کرنے کے نئے کارخانے میں دو کرامیٹوگراف مشینیں لگا کر سال میں تقریباً ایک لاکھ ڈالر کی بچت کرے گی۔ کمپنی کرامیٹوگراف مشینیں لگا کر قدرتی گیس سے زیادہ سے زیادہ مقدار میں خالص پروپین گیس حاصل کر سکے گی۔ اب زیادہ سے زیادہ تعداد میں ایسے صنعتی آلات استعمال ہو رہے ہیں جو ایک انچ کے کئی لاکھ ویں حصے کی پیمائش کر سکتے ہیں۔ یہ کام انجام دینے کے لئے بعض اوقات ایک میکانکی حرکت کو ایک ٹرانس ڈیوسر کے ذریعہ ایک برقی لہر میں منتقل کیا جاتا ہے اور تب اس لہر کو ایک برقی میٹر کے ذریعہ پایا جاتا ہے۔ ایک ایسا ٹرانس ڈیوسر جو ایک انچ کے دس لاکھ ویں حصے کی حرکت کا سراغ لگا سکتا ہے کلیولینڈ (اوہائیو) کی کلیوائٹ کارپوریشن کے برش انسٹرومنٹس شعبے کی طرف سے تیار کیا گیا ہے۔

ہیرلڈ ٹیلر

امریکہ میں نئی پود کے نوجوان

سنہ ۱۹۶۰ء کے آغاز میں امریکہ میں نوجوانوں کی ایک نئی پود نمودار ہوئی ہے جس نے سماج کے اس حصے میں تبدیلی لانی شروع کر دی ہے جس کا تعلق نوجوانوں سے ہے۔ اس پود کے نوجوانوں میں رفاقت کا ایک نیا احساس اور اپنی ہمعصر پود کے ساتھ مساوات کا بڑھتا ہوا شعور اور اپنے سے پرانی پود سے بیگانگی اور علیحدگی کا میلان پایا جاتا ہے۔ جس کا سنہ ۱۹۵۰ء کے دہے میں غلبہ تھا۔

وقت کے ایک خاص وسیع دور میں سے گذرتے ہوئے جو اس کے سوا کسی دوسرے کا نہیں ہوتا۔ ہر نسل و پود کا اپنا اسلوب حیات اور اپنی صلاحیتیں ہوتی ہیں۔ ہر پود کا ہر رکن اپنے وقت کی خصوصیت کے کسی حصے کا مظہر ہوتا ہے اور تقریباً غیر احساسی طور پر اسے کسی اور شکل میں تبدیل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ امریکہ میں سنہ ۱۹۶۰ء کے آغاز میں ایک نئی پود نمودار ہوئی ہے۔ اگرچہ ہم نے اس کی طرف توجہ نہیں دی ہے۔ اور اس نے ہمارے سماج کے اس حصے کو پہلے ہی تبدیل کرنا شروع کر دیا ہے جس کا تعلق نوجوانوں سے ہے۔ ان نوجوانوں میں رفاقت کا ایک نیا احساس اور ہمعصر پود کے ساتھ مماثلت و مساوات کا بڑھتا ہوا شعور اور اپنے سے اس پرانی نسل و پود سے بیگانگی اور علیحدگی کا میلان پایا جاتا ہے جس کا سنہ ۱۹۵۰ء کے دہے پر غلبہ تھا۔

اب نئے صدر کے برسر اقتدار آنے سے یہ احساس پیدا ہو چلا ہے جنہوں نے ماضی کو پس پشت ڈال کر ایک نئے دور کے آغاز کا اعلان کیا ہے۔ مسٹر کینیڈی نے اپنی ہمعصر پود کی ترجمانی کی ہے۔ اس پود کی جو اسی صدی میں پیدا ہوئی ہے جسے جنگ نے معتدل مزاج بنایا ہے، جو ایک تلخ اور تلخ امن سے انضباط یافتہ اور ہمارے قدیم ورثے کی پیداوار ہے۔ صدر نے نوجوان پود کو دعوت دی ہے کہ وہ ایک نئے دور کی تخلیق میں ان کا ساتھ دیں۔ سنہ ۱۹۵۰ء کے دہے سے ایک نئی پود ابھر آئی ہے جس کا اپنا ہی اسلوب اور طرز حیات ہے۔ اس میں بنیادی سوجھ بوجھ، ذہانت، فطرت اور عینیت پسندی پائی جاتی ہے۔ اس کی تنقیدی قوتیں بہت ترقی یافتہ ہیں۔ یہ پود اپنے لئے ایک نئی قسم کی مساوات چاہتی ہے جو اپنی عمر کی حدود سے بھی آگے نکل کر اپنے سے بڑوں سے پوچھتی ہے کہ "آپ کیا کچھ جانتے ہیں؟ آپ کیا کچھ کر سکتے ہیں؟"

نیگرو رہنما

نئی پود کی اخلاقی قیادت جنوب کے نیگرو طلباء نے قائم کی ہے جنہوں نے خاموشی اور جرات کے ساتھ اپنا چیلنج دینا شروع کیا۔ دریغ کے کونٹرول پر دھرنا مار کر بیٹھ رہنے کی تحریک کا سامنے سے حلاف۔ اس تحریک کی تنظیم کی پشت پر کوئی بیرونی ہاتھ کام نہیں کر رہا تھا۔ خود نیگرو نوجوانوں نے اس کی تنظیم کی۔



اور مختلف ملکوں میں ہر کہیں ان کی مثالیں ہیں سے متعدد قائم سابق طلباء کے اعلیٰ خیالات اور شعور پر بھی اثر پڑا۔ انہوں نے غیر ملکی طلباء کی مساعی کی حمایت میں اپنے گروپ بنائے۔ چنانچہ نیشنل ڈیفنس ایجوکیشن ایکٹ (ملکی دفاعی تعلیمی قانون) میں بلقین کاواری کے خلاف احتجاج کے لئے ایوان نمائندگان کی (ان امریکن ایکٹیویٹیز کمیٹی) امریکہ کے خلاف سرگرمیوں کی کمیٹی) کی منسوخی کے پرچار کے لئے ایٹمی ہتھیار رول کے متعلق ہماری پالیسی کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ایشیا، افریقہ اور ویسٹ انڈیز کی دنیا میں سیاسی سرگرمیوں کو وسعت دینے اور دوسرے ایسے ہی مقاصد کے لئے اس قسم کے کئی دوسرے گروپ بھی وجود میں آئے ہیں۔ نئی پود کے یہ رکن تشدد پرست نہیں۔ ان میں بہت حد تک تقلید پرستیوں — آزادانہ تقلید پرستیوں اور قدامت پسندیوں دونوں کے متعلق شکوک و شبہات ہیں۔ ان میں سے کچھ تو انتہا پسند ہیں۔ ان کے متعلق ہارورڈ یونیورسٹی کے سینئر سکالر اور رسالہ ہارورڈ کرمزن کے ایڈیٹر کریگ کو مشاک کا کہنا ہے کہ اگرچہ یہ اکثر بائیں بازو کی طرف رجحان رکھتے ہیں تاہم تشدد پرستی کے قائل نہیں اور محض اپنا منشور (مینی فیسٹو) لکھنے، پوسٹر اور اعلان گھمانے اور درخواستیں تقسیم کرنے پر قانع رہنے سے انکاری ہیں۔ یہ پرانے ڈھنگ کے شعور پسند نہیں بلکہ خود اپنے مسلم اور بادی ہیں۔ تاہم وہ اپنے درسی نصابوں سے ان کی تعلیمی بھوک نہیں مٹتی ہے۔ پی ستو کے نوجوان حساس شدید انوں کی مانند یہ ایسے انتہا پسند ہیں جنہوں نے سیکنالوجی کی رفتار دیکھی ہے جنہوں نے بھوکوں کی پکار سنی ہے اور جو یہ جانتے ہیں کہ سیاست کو ان کا جواب دینا چاہیئے۔"

طلباء کا نیا گروپ!

پچھلے برس جب بیلی یونیورسٹی میں طلباء کی ایک نئی تنظیم — چیلنج — قائم کی گئی تو اس کا قیام تین طلبا کی مساعی سے عمل میں آیا۔ جو طلباء کی موجودہ تنظیموں اور سیاسی پارٹیوں سے باہر کام کرتے تھے۔ انہوں نے اس تنظیم کے کوئی عہدہ دار نہیں چنے اور سیمینا روں اسٹڈی سرکلوں اور ہفتہ کے آخری دن تقریروں وغیرہ پر توجہ مرکوز کی جن میں ملکی اور بین الاقوامی شہرت رکھنے والی ہستیاں مشرقی کالجوں کے ہزاروں طلباء کو خطاب کرتی رہی ہیں۔

طلباء کا کہنا ہے کہ عصر حاضرہ کے سماج کے مسائل اس قدر پیچیدہ ہو گئے ہیں کہ ان کا حل بہت بعید نظر آتا ہے اور پھر یونیورسٹی کا ماحول غور و فکر کی حدود کو تنگ بناتا جا رہا ہے۔ اس لئے طلباء عالمی مسائل کو اپنے ہی ڈھنگ سے نبٹاتے ہیں اور اس میں جو کچھ امداد انہیں مل سکتی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے اور موجودہ پالیسیوں کے نئے متبادل ڈھونڈتے ہیں۔ وہ ان متبادل امور کی دریافت میں تحقیق اور معلومات سے بھرپور رائے کا احترام کرتے ہیں۔ بعض صورتوں میں عالمی مسائل اور سیاست میں ان کی دلچسپی زیادہ براہ راست عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔ اب ایسے طلباء بھی کالجوں میں پائے جاتے ہیں جو گریجویٹ ہونے پر اپنی ریاستوں میں لوٹ کر سیاسیات میں داخل ہونے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور جنہیں عالیہ انتخابات میں امیدواروں کے لئے کام کرنے میں سیاست کا کچھ تجربہ پہلے ہی حاصل ہو چکا ہے۔ یہ ایک نئی پود ہے

ایک نئی سپرٹ کے مظاہرات ہیں۔ لہذا یہ مظاہرات بنیادی طور پر امریکی طلباء کی قدامت پسندی کے پس منظر کے خلاف واقع ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسی قدامت پسندی ہے جو سماجی مسائل سے دلچسپی نہیں رکھتی اور جس میں نیلی جیسی حالت کی برقراری ہی کو مسلّم سمجھا جاتا ہے۔ اور جو کالج کی تعلیم کو بڑی بڑی تنخواہیں اور روزگار کے زیادہ بہتر مواقع حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتی ہے۔

قدامت پسندوں کا ردِ عمل

بعض یونیورسٹیوں (جن میں کولمبیا اور کولوریڈو کی یونیورسٹیاں بھی شامل ہیں) کے طلباء کی تنظیموں نے نیشنل اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن سے تعلق توڑنے کے حق میں فیصلہ دیا۔ جب ایسوسی ایشن نے شہریوں کی حیثیت سے طلباء کے فرائض کے متعلق اپنی پالیسیوں کا اعلان کیا۔ دوسرے طلباء شہری حقوق، حلف وفاداری اور دوسرے مسائل کے متعلق طلباء کی گورنمنٹ کی جانب سے کارروائی کئے جانے پر نکتہ چینی کرتے رہے ہیں۔ عموماً یہ دلیل دی جاتی ہے کہ طلباء کا کوئی بھی گروپ تمام طلباء کی طرف سے نہیں بول سکتا اور کہ طلباء ان مسائل کو سمجھنے اور ان کے متعلق کارروائی کرنے میں بہت کچے اور ناتجربہ کار ہوتے ہیں۔ یہی وہ دلیلیں ہیں جو سنہ ۱۹۵۰ء کے دہے میں طلباء کی سرگرمیوں اور جوش و خروش کو ٹھنڈا کرتی رہیں۔ لیکن اب سنہ ۱۹۶۰ء کے اس دور میں یہ دلیلیں نئی آوازوں کو بند کرنے میں موثر نہیں۔ طلباء نے ایک اپنی ہی دنیا دریافت کی ہے۔ جس میں وہ دوسرے ملکوں کے حقیقی مسئلوں پر انقلاب اور خانہ جنگی کے

پس منظر کی روشنی میں بحث کرتے ہیں۔ اور [illegible] تک [illegible] کانگریس [illegible] بنیادی [illegible] کمروں میں بھی زیر بحث لائے جا سکتے ہیں۔ [illegible] کے [illegible] اور تصورات جنم لیتے ہیں۔



کہ پنڈت نہرو اور مسٹر جانسن نے مشترکہ اعلان میں فرمایا
کہ ہندوستان میں تین بڑے مسئلے بھوک، ناخواندگی
اور بیماری ہیں۔
کیا رشوت اور اقربا پروری مسئلہ نہیں ہے!؟

کہ ٹریفک کی کثرت کی وجہ سے ایک رُخی راستوں پر بھی
حادثات ہو رہے ہیں!
قبر کا راستہ بھی تو ایک رُخی ہوتا ہے

کہ ایک اشتہار میں بتلایا گیا ہے کہ دانت نکلوانے
سے پہلے ہمارا منجن استعمال کیجئے۔
یعنے اس منجن کے استعمال سے
دانت خود بخود گر جاتے ہیں

کہ کرم گنج میں کمیونسٹ پارٹی کے دفتر کی تلاشی لی گئی!
ظاہر ہے کہ تلاشی میں "چند تصویرِ بتاں
اور چند حسینوں کے خطوط" دستیاب ہوئے ہونگے

کہ پاکستان میں تعدادِ ازدواج اور طلاق کے قواعد
منسوخ کر دیئے جائیں گے!
ان علمائے کرام کا کیا ہوگا جو ہمیشہ چار
بیویوں کو "اسپیئر" میں رکھتے ہیں!؟

کہ [illegible] پارٹی کسی جماعت سے اتحاد [illegible]
نہیں کرے گی!
ملک کی دوسری سیاسی پارٹیوں کے لئے
ایک لمحۂ فکر ۔۔۔!

کہ خوش نویسوں کی انجمن کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا
دیکھنا یہ ہے کہ غلط نویسوں کی انجمن کا
اجلاس کب ہوتا ہے!؟

کہ سردار گیروال نے فرمایا کہ پنجاب کو اب مزید تقسیم
نہیں کیا جائے گا!
یعنے اب پنجاب "جزو لایتجزا" بن گیا ہے!

کہ بعض مذہبی ادارے ایسے بھی ہیں جن کا نام چرمِ قربانی
کی اپیل کے وقت ہی معلوم ہوتا ہے
لہٰذا ایسے تمام اداروں کا نام "ادارۂ
چرمِ قربانی" رکھا جانا مناسب ہے۔

کہ امریکی لوگ، روس میں ستیہ گرہ کریں گے!
معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی مرن برت
کے جراثیم امریکہ بھی پہنچ گئے ہیں۔

کہ تعلیم یافتہ افراد تنخواہ کم ہونے کی وجہ سے
مدرس بننے کے لئے آمادہ نہیں ہیں
اور تنخواہوں میں کمی کے علاوہ تعلیمات میں
"بالائی آمدنی" بھی نہیں ہوتی!

کہ مقابلۂ حسن میں رقص کرنے والی حسینہ کا فحاشی پر
چالان کیا گیا!
مقابلۂ حسن اور فحاشی میں
چولی دامن کا ساتھ معلوم ہوتا ہے!

قطعہ

دستِ موسیٰ کا شگوفہ جب یدِ بیضا ہوگا — سامنے اہلِ جہاں کے یہ تماشا ہوگا
سینۂ پاک علی مخزنِ آیاتِ مبین — قلبِ اطہر میں بھی یہ سورۂ طٰہٰ ہوگا

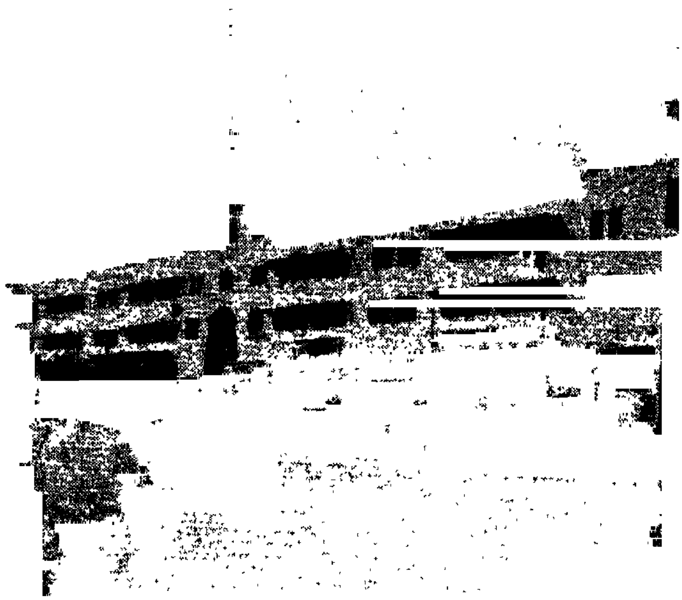
([illegible])

[illegible]

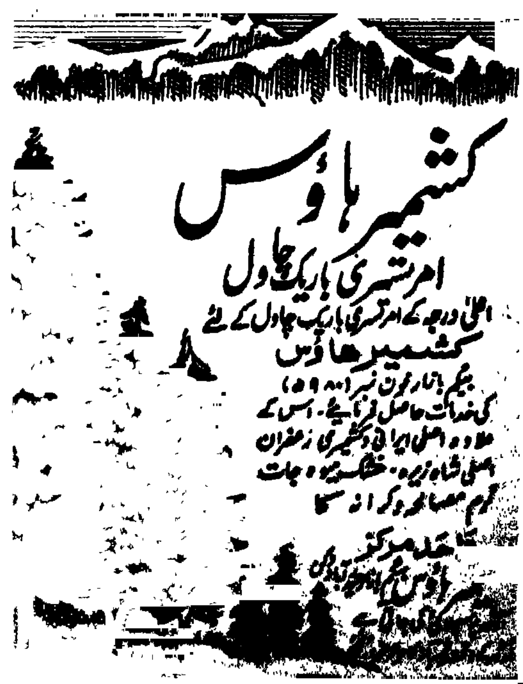

NEW GRAND HOTEL
مانا کہ حیدرآباد میں سینکڑوں ہوٹلیں ہیں مگر
نیو گرانڈ ہوٹل اینڈ پروویژن اسٹورس
فون نمبر ۴۵۷۵
افضل گنج حیدرآباد دکن
• نفاست و پاکیزگی • باسلیقہ ملازمین • خورد و نوش کے بہترین اشیاء
مفرح مشروبات خوش ذائقہ چائے
اور
معقول انتظام کیلئے اپنی آپ نظیر ہے

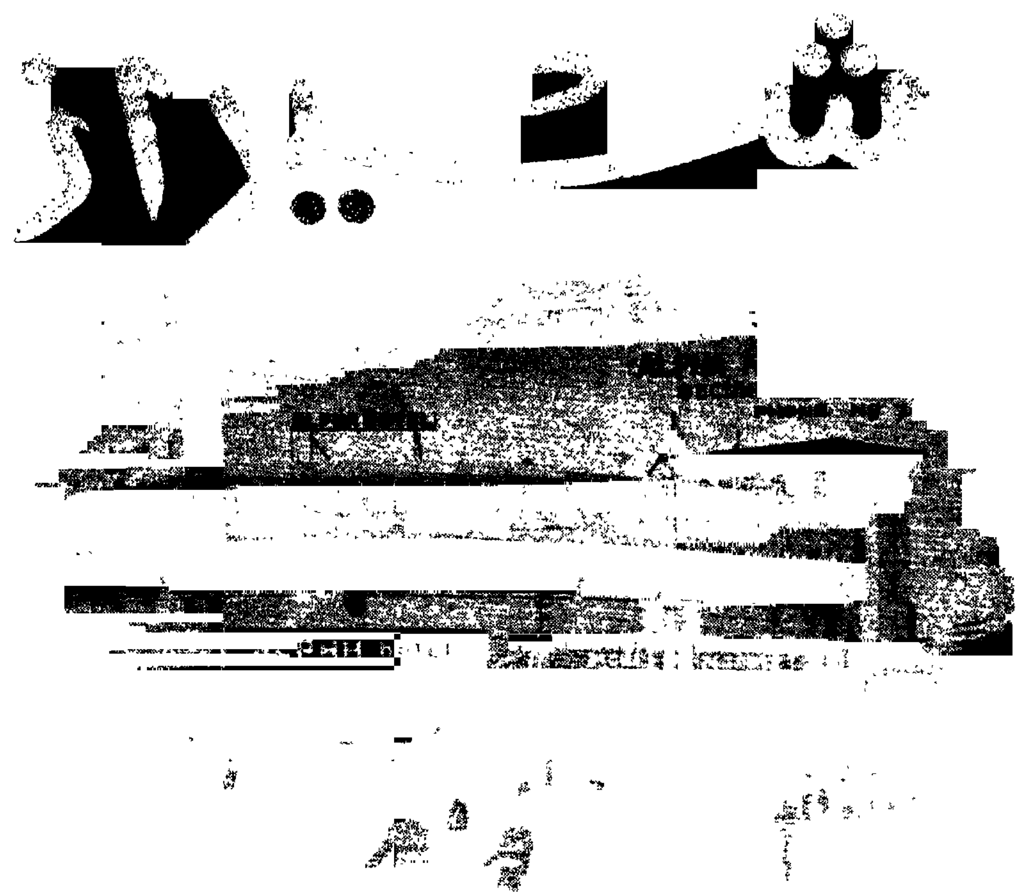

چوراہا بشیر باغ حیدرآباد اے۔ پی
انگریزی اور مغلائی کھانوں اور بہترین انتظام کیلئے اپنی آپ نظیر
ہے خاصکر یہاں کے کری پفس ہندگیر شہرت کے حامل ہیں
اگر آپ نے ایمباسی کیفے کے کری پفس نہیں کھائے ہیں تو گویا آپ نے کری پفس کھائے ہی نہیں یہاں سے
ایمباسی کیفے
LACTODEX
پالسنس POLSON'S اور لکٹوڈکس
کا تازہ ترین اسٹاک بازار سے ارزاں حاصل کیجئے
Embassy
CAFE
PHONE No 2372

SHIRAZ




REGD.H.507.
SHIRAZ
URDU
WEEKLY.
CHADARGHAT GATE HYDERABAD.A.P


کشمیر ہاؤس
امرتسری باریک چاول
اعلیٰ درجہ کے امرتسری باریک چاول کے لئے
کشمیر ہاؤس



GRAND HOTEL

• اصلی ایرانی زعفران کی بریانی



ٹیلیفون نمبر ۳۴۱۲

گرانڈ ہوٹل

یوسف بلڈنگ عابد روڈ حیدرآباد دکن

• قیام و طعام کا شاندار مرکز • آرام دہ ہوادار کمرے
• باسلیقہ مستعد ملازمین • لذیذ کھانے اور مشروبات
• اصول حفظان صحت کی پوری پوری پابندی

یہ ہیں وہ خصوصیات جو گرانڈ ہوٹل
کو دوسرے ہوٹلوں سے ممتاز کرتے ہیں

DAWN



Garden Restaurant

LODGE & PROVISION STORES

PHONE No. LODGE, 74722.
RESTAURANT, 6905.

SAROJANI DEVI ROAD SEC, BAD.

گارڈن رسٹورنٹ لاج اینڈ پراویژن اسٹور

سروجنی دیوی روڈ سکندرآباد فون نمبر رسٹورنٹ ۶۹۰۵ لاج ۷۴۷۲۲

قیام و طعام کا شاندار مرکز

مانا کہ سکندرآباد میں بہت سے لاج ہیں مگر پرفضا صحت بخش مقام
آرام دہ عصری فرنیچر، پاک صاف کشادہ کمرے، لذیذ اور صحت بخش کھانوں کے لئے

گارڈن لاج آپ اپنی نظیر ہے

ایکبار گارڈن لاج میں قیام فرماکر آپ اپنا اطمینان فرمائیے۔

ما کی معنوی پیغمبری سمجھا وہی سمجھا ۔ وہ تو حسن کی وہ دری کی سمجھا وہی سمجھا
ملا کر آپ کو عرفاں یہی کہتا ہے بیرک کوئی بابِ حق کی بنیاد سمجھا وہی سمجھا

شیراز

سید صمصام شیرازی، ایڈیٹر پرنٹر پبلشر — مقام اشاعت:- چادر گھاٹ گیٹ حیدرآباد (دکن) انڈیا

جلد ۱۵
روز دوشنبہ ۷ اگست ۱۹۶۱ء
م ۲۴ صفر المظفر ۱۳۸۱ھ
شمارہ (۳۹)

غزل

(مطلع)
کھو کے شب عیش کی یہ لیکے سحر کیا کرتے | کان بہرے ہیں تو پھر سُن کے خبر کیا کرتے

بدنمائی میں بھی ہو جاتا اضافہ کتنا | اسپِ شاہی کے سوا لیکے یہ خر کیا کرتے

رکھ دیا توڑ کے دیوانوں نے ساغر ساقی | ہوش میں ہوتے جو وہ آٹھ پہر کیا کرتے

کہتی ہے فصلِ بہاری یہ خزاں سے سُن لو | کر کے ویران چمن کو یہ ثمر کیا کرتے

بابِ علویؑ سے یہ خدامِ علیؑ کہتے ہیں | چھوڑ کر اپنا یہ اغیار کا در کیا کرتے

رندِ آزاد منش کے لئے موزوں ہوتی | کرتے توبہ بھی جو زاہدِ مئے تر کیا کرتے

بزدلوں کا یہ نہیں کام یہ کہتی ہے بساط | بازی ایسی تھی کہ دی جسکو وہ سر کیا کرتے

جبکہ برباد ہوا تھا یہ خزاں کے ہاتھوں | لیکے مرغانِ چمن پھر گلِ تر کیا کرتے

(مقطع)
تھے جو جاں باز نہ تھی جان کی پروا اختاںؔ
اپنا سر دینے میں وہ خوفِ خطر کیا کرتے

مرقومہ ۱۳ اگست ۱۹۶۱ء

(آلہ (رندی باغ))

سالانہ مجلس اربعین ۲۰ صفر وقت صبح دہ ساعت

(در امام بارہ بڑی دیوڑھی)

چونکہ نذری باغ کے لڑکوں کی علمی لیاقت ایسی نہیں ہے کہ فارسی کے بیان کو جو کہ آغا شاہ عباس جعفری خراسانی کرتے ہیں سمجھ سکیں۔ لہذا اس دفعہ مولوی کلب حسین صاحب مجتہد لکھنو کو مجلس کیلئے طلب کیا تھا جن کا شمار علمائے شیعی میں ہے۔ اور جو سالانہ عشرہ محرم کے مجالس پڑھنے نواب یار جنگ کی طلبی پر یہاں آتے ہیں۔ (شہر کے مکان میں اون کے مہمان کی حیثیت سے ٹھہرتے ہیں)۔ خیر بیان کم و بیش ایک گھنٹہ تک ہوا جبکہ ختم بیان کے بعد مولوی صاحب کو سیر طوق الاوہ کی مجلس پڑھنا تھا جو کہ قوم خوجہ کے طرف سے ہوتی ہے۔

بہرحال خوب غور سے دیکھا کہ مولوی صاحب کی آواز بہ وجہ پیرانہ سالی و قوی اس قدر قوی نہیں ہے کہ مجلس میں جو سامعین منبر سے دور بیٹھے ہوں وہ اچھی طرح سے سُن سکے۔ گو طرز بیان ضرور عالمانہ و فاضلانہ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی خوب غور کیا کہ چند سال قبل مولوی صاحب نے جو اسی مجلس میں پڑھا تھا اوس میں اور حالیہ بیان میں فرق دیکھا۔ اونہیں وجوہ سے جو کہ اوپر بیان ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ میرا خیال تھا کہ میری مجلس سے اوٹھ کر دوسری مجلس میں ان کو پڑھنا تھا اور وقت کم تھا۔ اس لئے بھی جلدی میں جیسا کہ چاہئے وہ شہادت کا واقعہ بیان نہ کر سکے۔

خیر آئندہ دیکھا جائے گا جو کہ اوس وقت کے حالات پر منحصر ہے۔ مگر اتنا تو ضرور ہے کہ ہر سال اربعین کی مجلس یہ بڑی دیوڑھی میں بھی پڑھیں گے۔ انشاء اللہ۔

دیگر اب رہا مولوی علی نقی صاحب مجتہد جو مختلف اوقات میں سال بھر میرے گھر کی مجلسیں پڑھتے ہیں تو یہ چیز دوسری ہے۔ جبکہ نذری باغ کے لڑکے کان لگا کر سُنتے ہیں۔ کیونکہ ان کی مادری زبان میں بیان ہوتا ہے۔ البتہ اس کو چھوڑ کر زبان عجم میں جو بیان ہوتا ہے اوس کی شان دوسری ہے بشرطیکہ سامعین قابل اصحاب ہوں جو زبان عجم سے واقفیت رکھتے ہوں خصوصاً منبر کا خطبہ اسکی شان ہی کچھ اور ہے۔ جو قابلِ شنید ہے۔ بہرحال پوری مجلس قابلِ دید ہے۔ بشمول سوز خوانی و ماتم۔

مرقوم ۹ راگست ۱۹۴۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

یادگار عَلَم والدہ مرحومہ علیؑ پاشاہ در عاشور خانۂ عثمان کلنچ

(در حویلی قدیم)

فرمایا پہلے عشرہ محرم میں۔ مَیں نے نصف اشرفی کی امام ضامنی مرحومہ کو کلینک میں باندھا تھا اپنے ہاتھ سے بازو پر۔ عام دستور کے مطابق بڑی دیوڑھی میں ضریحؑ مقدس سے مَس کر کے جس کے ایک ہفتہ بعد مرحومہ کا ۱۷ محرم سنہ ۱۳۸۱ھ کو انتقال ہوگیا۔ لہٰذا اسی اشرفی کو بیچ میں رکھ کر اور اس کے اطراف نصف تولہ طلا کا حلقہ بنا کر نقرئی عَلَم ۵ تولہ میں بٹھایا گیا تھا۔ اور یہ عَلَم دکھاؤ میں بہت اچھا تھا۔ چنانچہ یوم اربعین ۲۰ صفر بعد مختصر سی مجلس وہاں استناد کر دیا گیا۔ اور ہر سال اسی طرح سے استادگی ہوگی۔

اُمید قوی ہے کہ اس متبرک عَلَم کے باعث مرحومہ کی روح مطہر کو ارض کربلائے معلیٰ میں آسودگی نصیب ہوگی کہ دوران علالت مریضہ کی زبان پر متبرک نام یا علیؑ۔ یا مولا۔ یا حسینؑ جاری تھے۔ خصوص بے چینی کی حالت میں جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا تھا۔

بہرحال مرحومہ خوش نصیب تھیں کہ اس دنیائے فانی میں ۶۱ یا ۶۲ سال (مطابق سن عیسوی نہ کہ ہجری) عزت و پوزیشن کی زندگی بسر کر کے (یعنے خاندان سالار جنگ اوّل میں بہ حیثیت محل ساجد یار جنگ مرحوم) دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے (بہ سوئے دار ابدی) اپنی یادگار بچہ کو خاندان نظام میں چھوڑتے ہوئے کوچ کی۔ (یعنے علیؑ پاشاہ) کیا کہنا اس کا کہ ایسی موت خوش نصیبوں کو ملتی ہے نہ کہ ہر کس و ناکس کو جب کہ سب کو اپنے اپنے وقت مقررہ پر یہاں سے کوچ کرنا ہے جس سے مفر نہیں۔

مرقوم ۶ اگسٹ سنہ ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

فصلِ بہار ہوگئی کیسی ثمر سے دور
اور ہو گیا ہے مژدہ بھی دیکھو خبر سے دور
ظلمت سی ایسی چھائی ہی آنکھوں کے سامنے
یہ شب بھی ہو گئی ہے جو بادِ سحر سے دور

(آمدہ از نذری باغ)

استفسار از سابق جاگیردار گھٹالہ

فرمایا وہ یہ ہے کہ اپنے کم سن بچہ مہدی علی معمر (۱۴) سالہ کی نسبت کو اگر پدر بزرگوار مناسب جبکہ مجھ پر چھوڑتے ہیں تو میں ایک موزوں خاندان کی کم عمر بچی معمرہ ۸ یا ۹ سالہ جو کہ نذری باغ کی زیر سرپرستی ہے اور جسکا نام ادیب النساء بیگم ہے ان کے بچہ سے منسوب کرتا ہوں جو حسین علی خاں بنیرہ کمال خاں مرحوم جمعدار کی لڑکی ہے اور جس بچی کی بڑی بہن معمرہ ۱۴ سالہ جسکا نام مہر النساء بیگم ہے لیلے بیگم کے صاحبزادہ بہجت جاہ سے منسوب ہوکر ایک طویل عرصہ گزرا ہے۔ جس کا اعلان بھی شیراز میں ہو چکا ہے اور بچی کی ماں خورشید بہاں بیگم ہے از خاندان سعید الدولہ صوبہ مرحوم۔ ورنہ اگر یہ منظور نہیں ہے تو پھر بچی مذکورہ کو کسی دوسرے بچہ کے ساتھ منسوب کروں گا جو کہ اس وقت میرے زیر غور ہے:

الحاصل میرے خیال میں میری تجویز مذکورہ ہر طرح سے موزوں و مناسب معلوم ہوتی ہے۔ اور فریقین کا آپس میں پیوندی اچھا ہے جو طبقہ شرفا سے ہیں اور امامیہ مذہب کے ہیں۔ آیندہ جو ارشاد مبارک۔

دیگر جتنے لڑکیاں صاحبزادگان لیلے بیگم یا جانی بیگم مرحومہ سے منسوب ہو چکی ہیں ان کے ذاتی اخراجات کا انتظام ہو چکا ہے جس میں لڑکی مذکورہ بھی شریک ہے۔ ایسی حالت میں اگر عقل سے پدر بزرگوار کام نہ لیکر غلطی کریں گے تو ایسی صورت شکل اور خاندان کی لڑکی اُن کے لڑکے کیلئے ملنا دشوار بلکہ ناممکنات سے ہوگا لہذا یہ آپ کے ذہن نشین رہے۔ کیونکہ یہ زمانہ پیرانہ سالی اور خرابی صحت کا ہے جبکہ انسان کمزوری دماغ کی وجہ ہر چیز کے مالہٗ و ماعلیہ پر کافی غور و خوض نہیں کرسکتا۔ جس سے غلطی سرزد ہوتی ہے۔ بقول۔ یک پیری و صد عیب مشہور ہے۔

مرقوم ۹ اگست ۱۹۶۱ء

(آمد از نذری باغ)

انتقال منغصب جنگ مرحوم سابق وظیفہ یاب عہدہ دار گورنمنٹ حیدرآباد

فرمایا سنا ہے کہ چند روز سے یہ علیل تھے اس لئے بغرض علاج عثمانیہ ہاسپٹل میں شریک تھے (کہا جاتا ہے کہ ان کے دماغ میں کینسر (Cancer) تھا مگر معلوم نہیں یہ کہاں تک صحیح تھا) جو وہیں شب گذشتہ ۳۱ر جولائی ۱۹۶۱ء کو انتقال ہو گیا تھا جس کے بعد ان کے گھر لاکر میت کی تجہیز و تکفین کی گئی تھی۔ ان کے آبائی مقبرہ واڑے میں۔

میرے خیال میں ان کی عمر کم و بیش اسی ۸۰ سے کم نہ تھی۔ باوجود اس کے یعنے پیرانہ سالی قویٰ ان کے بظاہر اچھے تھے۔ اور ان کو ایک عرصہ سے میں نے نہیں دیکھا تھا۔ گو زمانہ گذشتہ سے ان کو اچھی طرح سے جانتا تھا۔ جو ذی علم تھے تعلیم یافتہ۔ خصوصاً ان کی انگریزی (English Language) اچھی تھی۔ جس کی تعریف زمانہ گذشتہ کے ایک رزیڈنٹ وقت نے مجھ سے کی تھی۔ جبکہ کرسمس (Xmas) کے دورے پر صاحب موصوف اورنگ آباد گئے ہوئے تھے جبکہ اتفاق سے شائد مرحوم وہاں صوبہ دار تھے۔

خلاصہ یہ کہ مرحوم کا شمار قابل اور تجربہ کار عہدہ داروں میں تھا۔ مگر ساتھ ہی اس کے چونکہ ہر جگہ رطب و یابس ملا ہوا ہے۔ لہذا مرحوم کے بعض خیالات عجیب و غریب تھے۔ (طرز معیشت کے) اور یہ امور ممکن ہے کہ دوسری جگہ تعجب خیز ہوں۔ مگر انکی حد تک وہ اچھا سمجھکر اس پر عامل تھے۔

آخر میں اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ زمرہ وفاداروں میں شریک تھے جو آج اس دنیائے فانی سے دنیائے ابدی کو کوچ کر گئے ہیں۔ زیادہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے۔

مرقوم ۶ر اگست ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

فلک پہ آج ستارے بھی جگمگا نہ سکے | قدم بھی وادیٔ الفت میں ڈگمگا نہ سکے
[illegible] | [illegible]

(آمدہ از نذری باغ)

خاندانی پوزیشن۔ یا وِقار خاندانِ آصفجاہی کا

فرمایا شکر ہے کہ اس انقلاب عالمگیر کے زمانہ میں بھی یہ جو کچھ اسوقت باقی ہے وہ محض افضالِ الٰہی و تائیدِ غیبی ہے کہ اس کے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ پس پردہ قدرت کیا کام کر رہی ہے۔

بہر حال خیر سگالوں کو چھوڑ کر جتنے اعدا ہیں ان کی آنکھوں میں یہ خار بنکر کھٹکتا ہے۔

بقول شیخ سعدیؒ۔

گلست سعدی و در چشم دشمنان خاراست

زیادہ۔ اللھمّ زِد فزِد۔

مرقوم ۶ راگست ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

مُرغ کے واسطے رہائی ہے　　فصلِ گُل باغ میں بھی آئی ہے
شیخ کو کہتا ہے یہ دَورِ شراب　　آج ساقی نے بھی پلائی ہے

(آمدہ از نذری باغ)

شیراز

ایڈیٹر: سید محمد آغا شیرازی

مزارِ میر انیس اعلی اللہ مقامہ

زندہ اور باعمل قوموں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے مشاہیر، اپنے ہیرو، اپنے ادیب اور شعراء کی یاد کو ہمیشہ تازہ رکھتے ہیں اور ان کے آثار کو مٹنے نہیں دیتے

انگریزوں کو دیکھئے۔ انہوں نے شیکسپیر اور برنارڈ شا کے معنوی اور مادی آثار کے تحفظ اور بقا کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ فرانسیسیوں کو لیجئے۔ انہوں نے وکٹر ہیگو اور والٹیر کے نام اور کام کو باقی رکھنے کے لئے کونسا دقیقہ فروگزاشت کیا؟ مغربی قوموں کو چھوڑیئے مشرقی قوموں کو دیکھئے۔ ایرانیوں نے فردوسی کے معنوی اور مادی آثار کو کسطرح محفوظ کر دیا!

خطیب منبر سلونی

کا ارشاد مبارک ہے کہ شریف دل نیک کام اپنے ذمہ ایک قرض سمجھتا ہے جس کی ادائیگی اس پر ضروری ہے

کیا میر انیس اعلی اللہ مقامہ شیکسپیئر

فردوسی، کالیداس یا ٹیگور سے کم ہیں۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ میر انیس اعلی اللہ مقامہ کے زمانہ میں نوبل پرائز کا رواج نہیں تھا ورنہ یقین ہے کہ اس زمانہ کے ارباب نظر میر انیس کے حضور میں اعلیٰ ترین شاعری کا نوبل پرائز پیش کر کے اپنی معارف آگاہی اور جوہر شناسی کا ثبوت دیتے۔

مذہبی نقطۂ نظر اور عقائد کے قطع نظر خاص اردو زبان اور ہماری تہذیب و ثقافت اور کردار سازی کے نقاطِ نظر سے میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے تن تنہا وہ گرانقدر خدمات انجام دیئے جو میر انیس کے بعد تقریباً ایک صدی کی طویل و عریض مدت میں ہماری نام نہاد ادبی انجمنوں کی اجتماعی کوششوں سے بھی نہ ہو سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ میر انیس اپنی ذات سے علم و ادب و تہذیب اخلاق کی ایک انجمن تھے۔ اردو زبان کو وسعت دینے اور اظہار مطالب و خیال کے امکانات کو روشن کرتے ہیں میر انیس نے وہ کام کیا ہے کہ اردو زبان رہتی دنیا تک ان کی مرہون منت رہے گی!

قطعہ

بیمارِ غم کے واسطے کوئی دوا نہیں
ہاتھوں کے واسطے بھی تو دیکھو حنا نہیں

فصلِ بہار دیکھتی ہے افسوس کر کے آج
رنگِ چمن کے واسطے بادِ صبا نہیں

(آلہ اللہ ملا غ)

لیکن یہ مقام افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ آج میر انیس اعلی اللہ مقامہ کو رحلت کئے ہوئے تقریباً ۱۰۰ سال ہو گیا لیکن آج تک ہم نہ تو اُن کی آخری آرام گاہ کی تعمیر کر سکے اور نہ اُن کے رہائشی مکان کو بطور قومی یادگار محفوظ کر سکے! کیا میر انیس کی جگر کاویوں، ادب، ثقافت، تہذیب، اخلاق اور مذہب کی بے لاگ خدمتوں کا یہی ثمرہ ہے کہ ہم تقریباً ایک صدی کے طویل عرصہ میں انکا مقبرہ تک تعمیر نہ کر سکیں!

اب دفتر یادگار انیس کمیٹی (جسکے صدر جسٹس سر وزیر حسن کے خلف الصدق سید علی ظہیر ہیں جنکی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں کمیٹی میں جن کا شمول کمیٹی کی کارکردگی کی ضمانت ہے) کی ایک اپیل سے جو شیرازہ کے اندرونی صفحات میں شائع ہو رہی ہے یہ واضح ہو رہا ہے کہ صبح کا بھولا شام کو اپنے گھر آ رہا ہے۔ اگرچہ کہ اس اہم کام میں افسوسناک غفلت اور تاخیر ہوئی لیکن پھر بھی غنیمت ہے کہ قوم کو اپنی غفلت کا احساس تو پیدا ہوا۔ اگرچہ کہ لکھنو والوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میر انیس صرف لکھنو والوں ہی کے نہیں بلکہ تمام اردو والوں کے ہیں۔ تمام صاحبان نظر اور علم دوست حضرات کے ہیں۔ میر انیس کی ذات جغرافیائی حدود اور فرقہ و صوبہ سے بلند و برتر ہے

ہم شہر آباد کے تمام حضرات اور حیدرآباد کے علم دوست حضرات سے بہ خلوص اپیل کرتے ہیں کہ وہ میر انیس اعلی اللہ مقامہ کی شایان شان یادگار تعمیر کرنے کے سلسلہ میں اپنی فراخدلی اور حیدرآباد کی روایتی سخاوت و فیاضی کا ثبوت دیں۔ علمی اور معنوی تعلق کے علاوہ میر انیس اعلی اللہ مقامہ کو حیدرآباد دکن سے یہ مادی تعلق رہا ہے کہ وہ فخر قوم نواب عنایت جنگ بہادر کے والد ماجد نواب تہور جنگ رکن الملک رکن الدولہ خان دوران اعلی اللہ مقامہ کی دعوت پر مجلس پڑھنے کیلئے لکھنو سے حیدرآباد تشریف لائے تھے جیسا کہ میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے فرمایا ہے ؎

حیدرآباد دکن سے لکھنؤ
فاصلہ ہے سینکڑوں فرسنگ کا
کب انیس و انس آتے تھے یہاں
فیض ہے یہ حضرت تہور جنگ کا

روحانی تعلق کے علاوہ مادی تعلق کا لحاظ کرتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ حیدرآباد کے اہل خیر حضرات کے عطیوں کی تعداد دوسرے صوبوں کے مقابلہ میں زیادہ ہی رہے گی ؎

نامِ نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نامِ نیکت یادگار

قطعہ

مزا شراب کا نغمہ کا لطف رات میں ہے
شگون قلب و جگر چشم التفات میں ہے
یہ کون کہتا ہے مسجد میں باوضو ہو کر
کہ آج مجھ کو عبادت شب برات میں ہے

(آمدہ از [illegible]) ([illegible])

بر مزارِ ما غریباں نے چراغے نے گُلے

شہر خموشاں میں گہری ابدی نیند سونے والی بہت سی ایسی بھی مقدس، باکمال اور زندۂ جاوید ہستیاں ہیں جو اپنے زہد و تقویٰ اور علم و ہنر سے دنیا کو مالا مال کر گئی ہیں۔ سطحِ زمین میں بہت سے ایسے خزانے گڑے ہوئے ہیں جن کے آگے جلیل القدر بادشاہوں اور اولوالعزم سرمایہ داروں کے پوشیدہ دفینے ہیچ ہیں۔ ہاں! یہ گہری نیند سونے والے خاموش ضرور ہیں لیکن ان کی خاموشی ان کے صفاتِ ذاتی کی یاد سدا تازہ کرتی رہتی ہے ان خاموش آبادیوں پر اگر غور سے نظر ڈالیے تو کہیں سلاطین کی آرامگاہیں ملیں گی اور کہیں ان مغرور اور جابر سورماؤں کی قبروں کے نشانات۔ جنھوں نے ناموری اور ملک گیری کی ہوس میں بے گناہوں کے لہو کے دریا بہا دیئے اور پھر آخرکار موت کی مجبوری نے انھیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔

شہر خموشاں کے مجبور باشندوں میں آپ کو چند ایسے اہلِ قلم، مصنف، شاعر، اور ادیب بھی مل جائیں گے جو اسلئے سب سے زیادہ قابلِ قدر اور واجب التعظیم ہیں کہ انہوں نے اپنے غیر فانی علم و کمال کی مدد سے دین و دنیا کے اہم سے اہم مسائل حل کر ڈالے۔ کیا ان مقدس مزاروں کے سونے والے اس کے بھی مستحق نہیں ہیں کہ ان کی یاد تازہ رکھی جائے۔ آپ ان کی یاد تازہ رکھیں یا نہ رکھیں حقیقت تو یہ ہے کہ یہ ہستیاں دنیا میں کسی چیز کی محتاج نہیں ہوتیں۔ اپنے علم و ہنر کے خزانے کی بدولت ان کا دل مستغنی ہو چکا ہے لہٰذا ان کو سرمایہ داروں کی دولت سے دست نگر ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

بادشاہوں، حکمرانوں اور سرمایہ داروں کی عظمت و جبروت محدود ہوتی ہے مگر یہ اپنی تصانیف کو تا قیامت بطور یادگار چھوڑ جاتے ہیں اس لئے دوسرے ملکوں میں شعراء اور مصنفین کے مدفنوں کی جتنی قدر و منزلت عوام کی نظروں میں ہوتی ہے اتنی بادشاہوں کے مزاروں کی بھی نہیں ہوتی۔ برخلاف اس کے ہمارے ملک کے ادبی مشاہیر کے مزاروں کا یہ تو پتہ نہیں چلتا اور اگر ہے تو اتنی خراب اور خستہ حالت میں ہیں کہ ان کی شکستہ حالی ہمارے سماج کے جسم پر ایک بدنما دھبہ ہے

کیسا میر ببر علی انیس مرحوم کی شاعری سے تمام دنیا کے شعرائے زبان اُردو اب تک فیض حاصل نہیں کر رہے ہیں۔ انصاف کی عینک لگانے والوں کو انیس کا معجز نما کلام دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچنے میں کوئی پس و پیش نہیں ہو سکتا کہ گو کہ ان کی شاعری مرثیہ گوئی تک محدود تھی لیکن انہوں نے مذاق شعر و سخن کا معیار اپنی زندگی میں اتنا بلند کر دیا جو آج تک مستند مانا جاتا ہے۔ انہوں نے صرف مرثیے ہی کے قالب میں جدت کی نئی روح نہیں پھونکی بلکہ لکھنؤ کے علم و ادب اور شعر و سخن کو مالا مال کر دیا۔ لیکن افسوس! ان کے انتقال کے بعد ہم نے اپنے اس محسن کی کوئی قدر نہ کی اور ان کی یادگار کو کسمپرسی کے عالم میں چھوڑ دیا۔ بہتیرے حضرات کو یہ بھی علم نہ ہوگا کہ مرحوم لکھنؤ کے کس محلہ میں رہتے تھے اور ان کا مزار کہاں ہے؟

[illegible] کے بعد انہوں نے چند روز محلہ سبزی منڈی اور اسکے بعد راجہ کی بازار میں قیام فرمایا۔ پھر چوپٹیاں محلہ (سبزی منڈی - چوک) میں اپنی مستقل رہائش کے لئے ایک مکان تیار کرایا۔ اس مکان کے قریب ایک چھوٹا سا باغ بھی تھا جو اب ویران ہے۔ اس باغ میں مرحوم اور ان کے افرادِ خاندان کی قبریں ہیں۔

۲۴ رمضان ۱۲۹۱ھ کو میر انیس ورم اور تپ میں مبتلا ہوئے۔ چند روز کے بعد ورم جگر کی شکایت بھی ہو گئی۔ حاذق اطباء کی کوششوں کے باوجود مرض روز بروز بڑھتا گیا اور آخر اسہال کبدی اور تپ دق کے مرض میں ۲۹ رشوال روز دوشنبہ قریب مغرب اپنے مکان پر انتقال فرمایا۔ جسد عنبرین کو بعد غسل و کفن قبلہ و کعبہ مولوی سید بندہ حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے باغ میں دفن کیا [illegible]

قطعہ

گھٹ گئی بلبلیں کہ ہے جو یہ جائی
ہو گئی دُور دیکھ تنہائی
گھر سے نکلے ہے وقت بہار
ہو گئی سُن کے یہ شہنائی

[illegible]

[illegible] کے بیٹے گھن لگ گیا
[illegible] نے انکی شہرت و بلاغت کا خاتمہ کردیا

دو کوچ والدت کا پھیرا نہ رہا
کشتی وہ ہوئی غرق وہ بیڑا نہ رہا
سامنے جھگڑے تھے زندگی کے انیس
جب ہم نہ رہے تو کچھ بکھیڑا نہ رہا

مرزا دبیر مرحوم کی تاریخ (طور سینا بے کلیم اللہ خیر بے انیس) نے سب سے زیادہ شہرت حاصل کی

جہاں مرحوم اور ان کے افراد خاندان دفن ہیں وہاں پر [illegible] ایک چھوٹا سا کمرہ بھی تعمیر کیا گیا تھا جو ہماری بے اعتنائیوں کے ہاتھوں منہدم ہوگیا۔ پہلے یہ کمرہ تین دروازوں کا تھا میر [illegible] مرحوم کے انتقال کے بعد اسکی مشرقی دیوار [illegible] پڑھائی گئی۔ یہاں پر چھ قبریں ہیں
(۱) بشیر میر انیس (۲) میر نفیس (۳) میر انیس (۴) میر مونس (۵) میر سلیس اور (۶) زوجۂ میر انیس۔

کمرہ کے ارد گرد دیگر اعزا وغیرہ کے قبور ہیں۔ جن کا اب بغیر نشاندہی کے پتہ لگانا ناممکن ہے

خدا کا شکر ہے کہ "یادگار انیس" کمیٹی نے ان مزارات پر مقبرہ تعمیر کرنے اور انیس اکیڈمی وغیرہ قائم کرنا کا بیڑہ اٹھایا ہے نیز مرحوم کے محل سرا کی بقاء اور تحفظ کے لئے بھی کوشاں ہے کمیٹی کے آنریری جنرل سکریٹری سید علی عباس حسینی صاحب باوجود ابتلاؤں اور دیگر مصروفیتوں کے کمیٹی کے اغراض و مقاصد کو کامیاب بنانے کی دھن میں لگے رہتے ہیں۔ ہمارا آپکا بھی فرض ہے ہم اراکین کمیٹی کے اس نیک کام میں قدمے، درمے، سخنے مدد کریں۔

خادم

مرزا رضا حسین ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر

مہتمم نشر و اشاعت "یادگار انیس کمیٹی"

ادبستان۔ دین دیال روڈ لکھنؤ (انڈیا)

اربعین شہدائے کربلا

حیدرآباد۔ [illegible] صفر صبح کے دس بجے بڑی دیوڑھی مبارک کے امام باڑہ میں شہدائے کربلا کی مجلس اربعین بجانب سرکار حق آگاہ بہ یا حق حضور کی تشریف آوری کے ساتھ ہی مجلس شروع ہوئی۔ شاہی سوز خواں سید باقر حسین صاحب نے سلام شاہانہ سنانے کی عزت حاصل کی۔ ہندوستان کے مشہور و معروف حافظ عمدۃ العلماء مولوی سید کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد، امام الجمعۃ والجماعت مسجد آصفی لکھنو نے علی ولی اللہ کی تشریح عالمانہ اور محققانہ انداز میں فرمائی۔ واقعات جملہ بیان کرکے سرکار حق آگاہ کے لئے دعا مانگی اور مجلس کو ختم فرمایا۔

عمدۃ العلماء کے تشریف لے جانے کے بعد سید الواعظین نے خطبہ پڑھا اور مصائب سید الشہداء بیان فرمائے۔ ختم بیان پر ماتم ہوا۔ صالح علی، ایمان علی اور علی حسین خانہ زاد صاحبان نے یکے بعد دیگرے نوحہ پڑھا اور ماتم کرایا نوحہ خوانی کے بعد حسین علی صاحب خانہ زاد نے عراقی لہجہ میں زیارت پڑھی۔ ایمان علی صاحب اور شاعر قوم علی آفندی نے اپنے مخصوص انداز میں سرکار حق آگاہ کے لئے دعا کی شاہ عزادار زندہ باد اور حسینیت پائندہ باد کے پرجوش نعروں کی گونج میں مجلس اختتام کو پہونچی۔ اس وقت شاعر قوم کی آواز کسی قدر گلوگیر تھی۔ معلوم ہوا کہ وہ کچھ عرصہ سے بیمار ہیں ہم ان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدا انھیں صحت مند رکھے کہ یہ ہمارے سرکار حق آگاہ کے دعا گو ہیں۔

اس مجلس میں امیر اعظم نواب شاب یار جنگ بہادر فخر قوم نواب عنایت جنگ بہادر نواب نصرت جنگ بہادر اور نواب میر مظفر علی خاں صاحب دار السلام جنگی سابق صدر ناظم پرائیوٹ اسٹیٹ بھی شریک تھے۔

سرکار حق آگاہ کا یہ خلوص، سرکار حق آگاہ کی یہ عقیدت اور سرکار حق آگاہ کا یہ جوش ولا دیکھکر ہمارے دل سے دعا نکلتی ہے

تیرے سر پر رہے سایہ خداوند تعالے کا
رہے تاباں ہمیشہ فرق پہ سہرا تولا کا
تو آصف جاہ ہفتم ہے نظام الملک دوراں ہے
تری تعریف سچی یہ کہ تو پکا مسلماں ہے

قطعہ

بڑھی ہے بوئے چمن آج یہ گلاب سے بھی — کہ پینے والوں نے کی توبہ اب شراب سے بھی
ہوئی جہاں میں بھی ظاہر یہ کہتا ہے اسلام — علوئے شان علی مصحف کتاب مقدس سے بھی

(آمدہ از [illegible]) ([illegible])

واقعۂ شہادت امام رضا علیہ السلام!

از محترمہ سعید النساء بیگم صاحبہ اہلیہ
بنت محمد امداد علی صاحب انصاری مرحوم تعلقدار

ہارون رشید نے اپنے دونوں بیٹے امین اور مامون کے لئے جو عہد نامہ تحریر کیا تھا اُس کو تجربہ کار منتخب لوگوں نے غور و تامل سے دیکھا اور جانچا تھا۔ مگر خلاف امید عہد نامہ قائم نہ رہ سکا اس نے اپنی حکومت کے دہ سالہ مدت کے آخری دور میں بیٹوں میں ملک تقسیم کرنے کے بعد ایسا مجبور اور کمزور ہو گیا تھا کہ کوئی کام اپنے اختیار سے نہیں کر سکتا تھا۔ زندگی کے ایام عسرت و تنگی میں گذر رہے تھے۔ یہی مجبوریاں تھیں جو اس کو امام رضا علیہ السلام کے مخالفانہ امور کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیا۔ اسی ضیق النفسی مجبوری بے اختیاری کی غیر متحمل مصیبتوں میں خراسان پہنچکر ۱۹۳ ہجری کی ابتدا میں انتقال کیا۔

چند سال امین اور مامون میں اتحاد قائم رہا۔ پھر امین کو یہ ناجائز خواہش پیدا ہوئی کہ مامون کو ہٹا کر اُس کی امارت اپنے بیٹے موسیٰ کو تفویض کر دے۔

امین نے مامون کو خط لکھا جس میں ... سے خلوص و محبت کا اظہار کیا اور ... شدید ضرورتیں ظاہر کرکے لکھا کہ یہ امور تمہارے بغیر انجام نہیں پا سکتے۔ بغداد میں تمہارا آنا ضروری ہے۔

مامون کی جانب سے اس کا عذیر فضل ابن سہل نے خط کے جواب میں یہ لکھا کہ والد مرحوم نے اس ممالک کی حکومت اسی غرض سے عنایت فرمائی ... اسلام کا محافظ و نگران رہوں جو بلاد اسلامیہ پر تصرف کا ہمیشہ ارادہ کیا کرتے ہیں آپ کے حکم کے مطابق ... کا قصد کروں تو یقین ہے کہ مخالف اور ظالم قومیں بلاد اسلامیہ پر ضرور تاخت کریں گی۔ اون کی دست درازیوں سے نقصان عظیم واقع ہوگا ان امور کو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ الغرض خط لے کر شاہی وفد مرو سے منزلیں طے کرتا ہوا دار الخلافت بغداد میں پہنچا مامون کا جواب امین کے حوالہ کیا امین جواب پڑھ کر سمجھ گیا کہ مامون ایسا سادہ لوح نہیں ہے کہ تحریری حیلوں میں آ کر اپنی جان کو خطرہ میں ڈالے۔

امین نے اپنے کمسن بیٹے موسیٰ کو اپنا ولیعہد بنایا ساٹھ ہزار جرار فوج کو علی ابن عیسیٰ کی ماتحتی میں خراسان کی طرف روانہ کیا جب امین کے فرستادہ لشکر کی خبر مامون کو پہنچی تو اس نے طاہر ابن حسین کو ایرانیوں کی چار ہزار فوج کے ہمراہ بھیجا قبل اس کے کہ امین کی فوج حدود فارس میں پہنچے مامون کا لشکر یلغار کرتا ہوا حدود عراق میں پہنچا علاقۂ رے میں خیمے نصب کر دیئے۔ عیسیٰ کی فوج قریب پہنچی تو طاہر بھی میدان میں آیا اور ہمراہی لشکر کو ...

حکم دیا پہلے حملہ میں ہی بغداد کی فوج کے قدم اکھڑ گئے
ایک تیر علی ابن عیسیٰ کے حلق پر ایسا بیٹھا کہ وہ بھوٹ کے
گر کر مر گیا۔ رفقا وہاں سے فرار ہو گئے طاہر کو فتح نصیب
ہوئی۔ امین نے ہمت نہ ہاری عبدالرحمٰن کے ہمراہ تیس ہزار
کی فوج طاہر کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ یہ فوج پہلے سے زیادہ
[illegible] ثابت ہوئی مگر ہزیمت اٹھانے راہ گریز اختیار کی۔
[illegible] مرتبہ امین کی فوج کو شکست ہوئی یہاں تک
[illegible] تحت حکومت سے کنارہ کشی کر کے قیدی و
[illegible] زبیدہ کے گوشہ محل میں مقید کیا گیا۔ جب امین
کو اپنے تمام امور سے مایوسی ہو گئی تو ہرثمہ کے پاس جسے
[illegible] سمجھتا تھا کہلا بھیجا۔ کہ تم میرے جان و مال اہل و
عیال کی حفاظت کرو تو میں سلطنت سے دست بردار
ہو کر مامون کی بیعت پر آمادہ ہوں ہرثمہ نے یہ مشورہ
دیا کہ رات میں پوشیدہ میرے پاس آجائیں تو میں طاہر
ابن حسین رئیس فوج سے ملکر ایک قاصد کے ذریعہ مامون
کے پاس تمہارے پورے حالات لکھکر بھیجدیئے جائیں گے
سوا اس کے کوئی دوسری صورت نہیں۔

ہرثمہ کے مشورہ پر امین آدھی رات گئے اہل و
عیال کو جمع کر کے کشتی پر سوار ہوا ابھی اثنا میں طاہر بن
حسین کو ہرثمہ کے مشورہ کی پوری خبر مل گئی فوج کے ساتھ
امین کی راہ روکنے کے لئے پہلے ہی سد راہ ہو گیا امین کی
کشتی قریب آتے ہی دفعتاً اس پر حملہ کر دیا سپاہیوں نے
گرفتار کر کے طاہر کے پاس پہنچایا۔ اس کے فوراً اس کا
سر اتار لیا اور طول تہنیت نامہ کے ساتھ مامون کی خدمت
میں بھیجدیا۔ امین کی عمر اس وقت ۲۸ سال کی تھی یہ واقعہ
۲۴ محرم ۱۹۹ھ ہجری میں واقع ہوا اس کی مدت چار سال
رہی۔ امین کے مارے جانے سے مامون کے معاملات میں
یکسوئی ہو گئی تھی۔ مگر سلطنت میں پورا تسلط اور خاطر خواہ
اطمینان حاصل نہیں ہوا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ملک کے
اندرونی حصوں میں فساد پھیلا ہوا تھا۔ مامون فضل ابن
سہیل جو اس کا وزیر تھا اس کے مشورہ کے بغیر کوئی کام
نہیں کرتا تھا فضل نے ملکی امور کے تمام شورشوں کو حجاز و
عراق کی قوم و قبیلوں کی خودسری و آزادی کا باعث بتلایا
ان امور میں سادات کی پرجوشیوں کو ان کی قوت و جرأت
کا اصلی سبب قرار دیا مامون کو یہ مشورہ دیا کہ ملکی مالی
فوجی تمام شعبوں کی اصلاح کو مد نظر رکھکر وہ اصول اختیار
کرنا چاہیئے جس سے ان پریشانیوں کا دفیعہ ہو جائے اس
سے بہتر کوئی دوسرا طریقہ مفید کار نہیں ہو سکتا کہ اہلبیت
طاہرین کے مقدس طبقہ سے ایک جامع الصفات کامل
بزرگ کو نامزد کیا جائے جس کے فضائل و مراتب میں کسی
کو کوئی کلام یا عذر کا موقع نہ ہو صاحب کمال و بےمثال
بزرگ کو عہدۂ ولیعہدی پر ممتاز دیکھ کر رعایا اور سادات
دونوں فرقوں کی مخالفت اطاعت سے بدل جائے گی۔ مامون
نے اس مشورہ کو سنکر اس پر عمل کرنے کا حکم دیا پہلے بنی
عباس کے موجودہ لوگوں میں ہر ایک کی نسبت غور کیا۔
مگر کسی کو اس امر عظیم کے شایان نہ پایا سادات کے طبقہ
میں بھی کوئی بزرگ سوائے امام رضا علیہ السلام کے ولیعہدی
کے قابل نہ نکلا امام کے اوصاف و محامد کی عام قبولیت
انتہائی کمال کے درجہ پر پہنچی ہوئی تھی۔

ہر لحاظ سے امین کی قوت مامون سے بڑھی ہوئی

بلکہ اس کا مقابلہ کرنا مامون کے لئے کوئی آسان بات نہ تھی۔ انتشار و اضطراب کی حالت میں اکثر خدایاد آتا ہے۔ مامون نے بھی امین کے مقابلہ میں اپنے کامیاب ہونے کے لئے اس شرط کے ساتھ نذر کی تھی کہ مجھکو امین کے مقابلہ میں فتح ہوگی تو میں امر خلافت کو اس کے مرکز اصلی کی طرف پہنچا دوں گا۔ جہاں خدا اور اس کے رسول نے قائم فرمایا تھا۔ مامون نے سچے دل سے عہد کیا تھا۔ جس کو خدا نے پورا کیا مگر یہ خلوص قائم نہیں رہا امام جعفر صادق اور موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مقابلہ میں منصور مہدی و ہادی نے بھی پہلے خلوص و عقیدت کا اظہار کیا تھا۔ الحمختصر امام رضا علیہ السلام کی ولیعہدی پر جملہ وزراء اور امراء کا اتفاق ہوگیا مامون کی جانب سے امام کی طلبی میں کئی خطوط لکھے گئے مگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا مامون نے رجاء ابن ضحاک کو جو اس کا عزیز تھا چند مخصوص لوگوں کے ساتھ روانہ کیا اور یہ تاکید کر دی کہ مرو میں پہنچنے تک کسی وقت امام سے جدا نہ ہوں۔ الغرض یہ قافلہ مدینہ میں پہنچا آستانۂ امامت پر حاضر ہوکر سلطانی تحائف خدمت اقدس میں پیش کئے امام رضا علیہ السلام نے مہمانوں کی خاطر مدارات سے فارغ ہوکر مامون کے خط کو پڑھا ابن ضحاک سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک میں نے اس امر خاص کے متعلق اپنی رغبت اور کوئی رجحان ظاہر نہیں کیا خدا پر توکل کرکے تمہارے ساتھ چلنے پر تیار ہوں اسی وقت سفر کے اہتمام میں آپ مصروف ہو گئے تین سو آدمی ساتھ چلنے کے لئے آمادہ ہوئے مدینہ طیبہ میں سب سے زیادہ دلبستگی آپ کو روضۂ رسول سے تھی۔ جب وداع کے لئے تشریف لے گئے تو امت کے ظلم کی شکایت کرکے آہ و بکا فرمانے لگے کہ میں آپ کے مرقد سے جبراً جدا کیا جا رہا ہوں اس کے بعد پھر یہاں آنا نصیب نہ ہوگا۔ غریب الوطنی میں میری جان جائے گی اور ہارون کی قبر کے نزدیک دفن کیا جاؤں گا۔ اس کے بعد حرم سرا میں آکر تمام عزیز و اقربا کو طلب فرمایا سفر کے واقعات بیان کرکے کہا کہ میرے واپس آنے کی قطعاً امید نہیں ہے یہ سنتے ہی صدائے نالہ و شیون بلند ہوئی بیت الشرف میں کہرام مچگیا۔ رخصت کے وقت حکم دیا کہ بارہ ہزار دینار سرخ میرے تمام اعزہ و اقربا اہل بیت پر تقسیم کر دیئے جائیں۔

مدینہ سے نکلکر پہلے مکہ تشریف لے گئے طواف کعبہ و وداع بیت اللہ کے بعد مرو کی طرف روانہ ہوئے۔ محمد تقی علیہ السلام بھی ساتھ تھے یہ سفر ماہ رجب ۲۰۰ ہجری میں واقع ہوا۔ امرائے مامون نے سیدھا راہ چھوڑ کر غیر متعارف راستہ اختیار کیا کہ امام کو دیکھ کر کوئی نہ پہچانے۔

جب آپ کی مقدس سواری نیشاپور کے قریب پہنچی تو تمام علماء اور فضلاء نے حاضر ہوکر آپ کا استقبال کیا۔ ابو زرعہ رازی اور محمد ابن اسلم طوسی اس زمانہ کے حافظ حدیث تھے دونوں بزرگوں نے عرض کی کہ حضور اپنے جمال باکمال سے مشرف فرمائیں۔ اور آبائے کرام سے کوئی حدیث سنائیں، ان کی استدعا سنکر آپ نے سواری روکنے اور حجاب اٹھا دیئے جانے کا حکم دیا۔ حاضرین نے جب وہ نورانی چہرہ جس پر دو زلفیں مانند گیسوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوٹی ہوئی تھیں دیکھا تو کسی کو یارائے ضبط باقی نہیں رہا بے اختیار

دیا اُن کے حکم سے غلاموں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے بعض سواری کے گرد و پیش گھومتے تھے کوئی مرکب مقدس کی زین و لگام چومتا تھا عجیب طرح کا ولولہ تھا کہ کسی کو رخ انور کے دیکھنے سے سیری نہیں ہوتی تھی۔

جب شور و غل میں کچھ کمی ہوئی تو امام رضا علیہ السلام نے حدیث پڑھنا شروع کیا۔ نقل کیا مجھ سے میرے پدر بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اور نقل کیا اُن سے اُن کے پدر عالیمقدار امام جعفر صادق علیہ السلام نے اور نقل کیا ان سے ان کے پدر عالی مقام امام محمد باقر علیہ السلام نے اور نقل کیا ان سے ان کے پدر بزرگوار امام زین العابدین علی بن حسین علیہم السلام نے اور نقل کیا ان سے ان کے پدر عالیمقدار امام حسین علیہ السلام شہید کربلا نے اور نقل کیا ان سے ان کے پدر عالی مقام امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اور نقل کیا ان سے ان کے برادر بزرگوار ابن عم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور نقل کیا ان سے جبرئیل علیہ السلام نے اور سنا انہوں نے رب العزت سے کہ فرمایا رب العالمین نے میں خدا ہوں کوئی میرے سوا معبود نہیں اے میرے بندو میری عبادت کرو اور یہ یقین کر لو کہ جو شخص میری وحدانیت کی شہادت پورے اخلاص کے ساتھ دے گا وہ گویا میرے حصن حصین میں داخل ہو گیا اور جو میرے حصن میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے امن میں ہوگا۔

حاضرین نے دریافت کیا کہ خلاص شہادت کس طرح حاصل ہو سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ اطاعت خدا و رسول اور محبت ائمہ طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین سے شہادت وحدانیت عذاب الٰہی سے نجات کا باعث تو ضرور ہے مگر شرائط کے ساتھ اور ان شرطوں میں سے ایک شرط میں ہوں۔

اثنائے سفر میں سواری جب قریہ حمرا کے قریب پہنچی تو فریضہ ظہر کی ادائی کے لئے سواری سے اترے تجدید وضو کے لئے پانی مانگا ساتھ لایا ہوا پانی ختم ہو چکا تھا۔ دست مبارک سے پتھر اٹھا کر اس کے نیچے کی مٹی ہٹائی ساتھ ہی چشمہ آب ظاہر ہوا تمام ہمراہیوں کے ساتھ آپ نے وضو کر کے نماز جماعت ادا فرمائی۔ اور وہاں سے روانہ ہوئے۔

اس چشمہ کو دیکھ کر ایک شخص نے زراعت کی تو پانی بند ہو گیا۔ جب وہ مزرعہ خراب ہو گیا تو چشمہ نمودار ہو گیا جو اب تک جاری ہے اور چشمہ امام رضا علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے۔

ان دنوں ایک قافلہ خراسان سے کرمان کو جا رہا تھا قزاق ان کے سردار کو پکڑ کر لے گئے ہاتھ باندھ کر برف میں کھڑا کر دیا آخر وہ شخص بہت سا مال دے کر رہا ہوا مگر برف کی برودت سے اس کا چہرہ بگڑ گیا اور زبان بھی متاثر ہو گئی اس نے خواب دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام ارشاد فرما رہے ہیں اے شخص نمک۔ زیرہ۔ سعتر تینوں ہموزن لے کر اس کا سفوف منہ میں رکھو۔ خواب سے بیدار ہو کر وہ امام کی خدمت میں حاضر ہوا کیفیت بیان کی تو ارشاد فرمایا کہ ہم نے دوا بتائی تھی استعمال کیوں نہیں کیا اس نے عرض کی کہ مکرر سننے کا مشتاق ہوں ارشاد ہوا کہ نمک سعتر زیرہ ہموزن لو اور کوٹ کر منہ میں رکھو۔ (باقی دارد)

نظیر اکبرآبادی اور مدح اہلبیتؑ

جناب اسرار بیب صاحب بدایونی ایم۔اے

سر پر مخروطی ٹوپی، ہاتھ میں شکن دار ڈنڈا، گلے میں زنّار، کندھے سے کمر تک آڑی چادر، بتمہ بندھے ہوئے، انگلیوں میں فیروزہ اور عقیق کی انگوٹھیاں، اوپر سے نیچے تک سادھو اور تارک الدنیا فقیر معلوم ہوتے تھے۔ بڑی بڑی آنکھیں، اونچی ناک، چہرہ پر متانت کی بُردباری، پیشانی سے استغنا ٹپکتا تھا۔ کبھی ایک جگہ نہ ٹھہرے۔ اس میلے سے اُس میلہ میں اور اس گاؤں سے اُس گاؤں میں، شہر سے شہر، قریہ قریہ گھومتے، ٹھکانہ کہیں نہ کیا، میلہ ٹھیلہ کوئی نہ چھوڑا، ہندوؤں کی ہولی، بسنت اور دیوالی بہت پسند تھی۔ مشہور اکبرآباد کے تھے لیکن وطن دلی تھا۔ نسلاً قریشی اور مذہباً شیعہ تھے۔ تعزیہ داری کرتے تھے۔ تنگ نظری سے مبرا، صوفی مشرب، قائل وحدت الوجود تھے۔ والد کا نام محمد فاروق تھا۔ اپنا نام ولی محمد نظیر تھا۔ ۱۷۳۵ء م ۱۱۴۸ھ میں بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ والدہ نواب سلطان خاں قلعہ دار اکبرآباد کی بیٹی تھیں۔ شادی تہورالنساء بیگم سے ہوئی جو احدی عبدالرحمٰن خاں چغتائی کی نواسی تھیں۔ لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام گلزار علی اور بعد میں لڑکی پیدا ہوئی تو اس کا نام امامی بیگم رکھا۔ فرحت اللہ بیگ وہلوی نے لکھا ہے آٹھ زبانیں عربی، فارسی، اردو، پنجابی، بھاشا، مارواڑی، پوربی اور ہندی جانتے تھے۔ ۲۶ صفر ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۸۳۰ء کو عالم خاک سے عالم ارواح کی طرف روانہ ہوئے۔ سنّی بدلن دیتے تھے، شیعہ اپنا سمجھتے تھے، ہندو معتقد تھے۔ سنّیوں نے اپنے طریقہ پر اور شیعوں نے اپنے طریقہ پر نظیر کی نماز جنازہ پڑھی۔ ایک شاگرد نے تاریخ وفات یوں کہی۔

> مخمس بے سروپا بیت بے دل فرد بے سرشد

بعض متعصب اور کینہ پسند تذکرہ نگاروں نے نظیر کو نظرانداز کر دیا۔ بعض نے لاعلمی کی بنا دیوان کا ذکر نہیں کیا۔ غرض کہ اس بیچارہ گوشہ نشیں شعر و سخن کی صف اول میں تحقیقی طور پر جو جگہ ملنا چاہیے تھی نہ ملی۔ لیکن پھر بھی کلیات نظیر پڑھنے کے بعد یہ عالم ہے کہ اب شعر کہنا عبث معلوم ہوتا ہے۔ نظیر کے یہاں بلا کی روانی اور تسلسل ہے، مضمون تسبیح کے دانوں کی طرح مربوط ہیں۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ ولی محمد نظیر اکبرآبادی مذہباً کٹر شیعہ تھے۔ محرم میں عزاداری کرتے تھے (تعزیہ داری) سینہ کوبی، اشکباری اور مرثیے کے حد درجہ معتقد تھے چنانچہ اس کا ثبوت ان کے اس مخمس میں ملے گا جو انہوں نے اپنے کلیات (شائع کردہ ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد ۱۹۵۱ء) کے صفحہ ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ پر (۸۰) اشعار میں کہا ہے یہ حضرت عباسؑ کا ایک منظوم معجزہ ہے۔ قصہ یوں ہے کہ ادکاٹ میں ایک ساہوکار تھا۔ اس کا ایک خوبرو فرزند جوان تھا۔ محرم کا چاند نکلتے ہی ساہوکار کا بچہ فقیر بن جاتا، ماتم کرتا اور تعزیوں کے اردگرد طواف کرتا۔ لوگوں نے باپ سے جا کر شکایت کر دی۔ باپ نے لوگوں کے کہنے سے غصہ میں آکر لڑکے کو سخت تنبیہ کی کہ عزا خانوں میں نہ جایا کرے مگر پھر بھی وہ باز نہ آیا۔ چنانچہ باپ نے سزا کے طور پر اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں قید کر دیا۔ خدا کا کرنا کہ وہاں حضرت عباس علمدارؑ آئے اور انہوں نے اپنے اعجاز سے ساہوکار کے بچے کا ثواب آل محمدؑ کے انعام کے طور پر کٹا ہوا ہاتھ پھر سے جوڑ دیا اور رہا کر دیا۔ چنانچہ اس کا باپ، خاندان اور بہت سے افراد اس معجزہ پر ایمان لائے اور کربلا کی زیارت کو گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ ان تمام

کا ابتدائی ایام میں تعزیہ ... کے پاس آ کر بیٹھنے کا نقشہ یوں کھینچا ہے ۔

(۱) تعزیہ کے سامنے ہو کر مودب سر جھکا
سو چتا وہ پر حضرت پاک پر جیسا کھڑا
جب علم اٹھے تو پھر لڑکوں کیا تھا آنسو بہا
... ہے کہ علم لیتا اٹھا
... اس کی محبت ہوتے تھے حیران کار

(۲) شام سے آ کر وہ قندیلیں جلاتا دم بدم
اور جھاڑ پر شمعیں چڑھاتا دم بدم
... مین دیگر لا کر گراتا دم بہ دم
اہل مجلس کے تئیں شربت پلاتا دم بدم
سب وہ کرتا تھا غرض جتنا کہ تھا واں کاروبار

(۳) اپنا بیگانہ اسے جا کر بہت سمجھاتا تھا
پر کسی کا کب کہا خاطر میں اسکی آتا تھا
رونا اور ماتم ہی کر دل کو اپنے بہلاتا تھا
تعزیہ خانوں کی جانب یوں وہ دوڑا جاتا تھا
جسطرح عاشق کسی معشوق کا ہو بے قرار

اسکے بعد باپ نے لڑکے کا ہاتھ کاٹ دیا۔ حضرت عباسؑ قیدخانہ میں آئے اور ہاتھ جوڑ دیا لڑکے نے پوچھا یا حضرت آپ کون ہیں نام تو فرمائیں ، فرمایا۔۔

یہ ہمارا ہے نشاں اے پاک طینت ، متقی
نام کو پوچھے گا تو ہے نام ، عباسؑ علیؑ
کربلا کے وقت میں دولت شہادت کی ملی
جو ہمیں چاہے ہمارا بھی اسے چاہے جی
جو ہمارا غم کرے ہم بھی ہیں اسکے غمگسار

صبح کو کوٹھری کا ... کھلا ...

صبح کو اس کوٹھری کا خود بخود در کھل گیا
باپ ماں دیکھیں تو اس کا ہاتھ تن سے ہے جڑا
پوچھا یہ کیا تھا ؟ جو کچھ دیکھا تھا اس نے کہہ دیا
سنتے ہی دونوں نے پھر تو صدق سے کلمہ پڑھا
ہاتھ میں تسبیح لی ، زنار کو ڈالا اتار
الغرض ماں باپ اس پر جان و دل سے ہو فدا
لے کے لڑکے کو چلے دشت و سوئے کربلا
راہ میں کرتے تھے لوگ اسکی زیارت جا بجا
جب وہ منزل پر اترتے تھے تو واں کے لوگ آ
دم بہ دم کرتے تھے اس پر سیم و زر کا نثار

اس کے بعد نا ہو کا رکا بیٹا خانداں زیارت مقامات حرم سے مشرف ہوتا ہے اور وہاں نذر چڑھاتا ہے نظیر کہتے ہیں۔

یا علیؑ عباسؑ غازی صاحب تاج و سریر
سب کے تم مشکل کشا ہو کیا غریب و کیا امیر
جان و دل سے اب تمہارے نام کا ہو یہ فقیر
یہ غلام روسیاہ ہے جس کو کہتے ہیں نظیر
آپ کے فضل و کرم کا یہ بھی ہے امیدوار

نظیر کے کلیات کی ابتداء منقبت سرکار رسالت مآبؐ سے ہوتی ہے اسکے بعد جو نظیر کا قلم اٹھا ہے تو امیرالمومنین علی ابن ابیطالبؑ کی شان میں دو ڈھائی سو کے قریب اشعار پڑھتا ہوا آگے نکل گیا ہے۔ کلیات میں کچھ مشائخ صوفیا کی تعریف ضرور ہے لیکن کسی اور حضرت کی مدح کی طرف کہیں معمولی سا اشارہ بھی نہیں۔ نظیر نے اپنے شیعہ ہونے کے اعلان میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہے۔ وہ بار بار اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ پنجتن پاکؑ کے علاوہ ان کے لئے وسیلۂ نجات کوئی نہیں جو شیعہ ماحول سے اس وجہ سے آشنا ہیں کہ عزاخانہ کی تصویر اس خوبی سے تاریخ

ہیں کہ آنکھوں کے سامنے ہو بہو نظر آنے لگتا ہے۔ اشعار میں علم ہیئت و نجوم کی اصطلاحوں کا استعمال کرتے ہیں مثلاً مہان و دستاران علی، مومن، موملین، عباس، [illegible] ماہ، نجمہ، قرحہ پاک، علم وغیرہ۔ جناب بشیر کا ایک معجزہ نظم کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

سنئے ہو اُسلئے کے مجھ پہ جاں نثار
اک معجزہ میں کہتا ہوں اس شاہ کا آشکار
ہے تازہ واردات یہ از نقل دو بچار
تھا کوئی شخص غفلت و دولت میں نادار
اک روز وہ گیا تھا کہیں کھیلنے شکار

شکار کھیلنے کے بعد اس نے شیرنی کے دو بچے دیکھے انہیں وہ شخص اٹھا کر گھر لے گیا۔ شیرنی اپنی فریاد لے کر شیرِ خدا کے پاس پہونچی ؎

جس دم وہ پہونچی حیدرِ صفدر کے در تلک
دربان اس کے خوف سے یکسر گئے سرک
داخل ہوئی وہ روضۂ انور میں یک بیک
رونے لگی وہ سامنے سر کو پٹک پٹک
آنسو کی دونوں آنکھوں سے بہنے لگی قطار
القصہ اس نے اپنی مراد پائی ؎

جب اس نے بچے پائے تو ہو کر وہ شادماں
پھر آستانہ چوم ہوئی وہاں سے وہ رواں
جا پہونچی اپنے دشت میں خوش ہو کے ایکبار
منظر کہتے ہیں ؎

اے شاہ یہ منظر تمہارا غلام ہے
رکھتا ہوا تمہارے کسی سے نہ کام ہے
عاصی ہے پُر گناہ ہے زادِ ناتمام ہے
و شارات اس کا آپ سے اب یہ کلام ہے

دکھ [illegible] نہ تو کچھ بھی یا کہ [illegible]
آئینہ [illegible] خدا میرے [illegible]

ملاحظہ ہو ؎

علی کی یاد [illegible] عبادت اس کو کہتے ہیں
علی کا وصف [illegible] اس کو کہتے ہیں
علی کو مدح [illegible] کرامت اس کو کہتے ہیں
علی کے نام کا [illegible] اس کو کہتے ہیں
علی کے [illegible] شہادت اس کو کہتے ہیں
اسی کو سر جھکا سجدہ کیا خورشید انور نے
اسی کو [illegible] کہا اللہ اکبر نے
اسی کو [illegible] اس نے پیغمبر نے
اسی کو [illegible] اس شاہ پیمبر نے
خدا و مصطفیٰ سے [illegible] اس کو کہتے ہیں
نظیر [illegible] دیکھیں
تو [illegible] دیکھیں
او [illegible] دیکھیں
[illegible] کے سبھیں
قسم ایمان کی [illegible] اس کو کہتے ہیں

منقبت امیر المومنین میں فرماتے ہیں ؎

نور ظہور خالق اکبر کو کیا کہوں
روح رواں [illegible] کو کیا کہوں
دریائے معرفت کے شناور کو کیا کہوں
وہ [illegible] جان سے [illegible] کو کیا کہوں
حیرت میں ہوں کہ حیدرِ صفدر کو کیا کہوں
اور [illegible] آب حیات ہے
یا [illegible] ہے



اس کا قد تھا جسم کے ہر قطرہ جات ہے
ادیا کہ اس کے نفس سے اور نجات ہے
حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا کہوں
شاہا [illegible] جو مرتبہ آپ کا ہے اب نظیر
[illegible] کیا ہے کب لکھوں
یعنی قلم کو [illegible] ہے جب لکھوں
علاوہ [illegible] تب لکھوں
حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدرؑ کو کیا کہوں

ایک اور جگہ کہتے ہیں ؎

مجھے ان کی محبت پل بہ پل سے
اسی کو دین اور دنیا کا یقیں ہے
جو کوئی ان کی الفت میں دخیل ہے
تو اس مرتد کی یا رو یہ مثل ہے
کہ جیسے میوے والے [illegible]
علیؑ کو مصطفیٰؐ نے بھی کہا ہے
علیؑ کو [illegible] کہا ہے
علیؑ کو [illegible] کہا ہے
علیؑ کو [illegible] کہا ہے
سمجھ وہ خدا سے جس کو ادراک
علیؑ کو خاص نسبت ہے نبیؐ سے
نبیؐ کو راہ دل میں ہے علیؑ سے
وہ دونوں ایک تن اور ایک جی ہے
کسی کو تاب کیا [illegible] علیؑ سے
جو پہنے مصطفیٰؐ کے تن کی پوشاک

قلو ملاحظہ ہو ؎

علیؑ کو جو کوئی پہچانتا ہے
جوابِ مصطفیٰؐ کے ذات ہے
جدائی میں کچھ تفاوت نہ ملتا ہے
وہ اپنے سر پہ [illegible] چاہتا ہے
[illegible] مدح کی [illegible] تاک
جہاں میں [illegible] کا پالتا ہے
کہ گویا [illegible] ایمان ڈالتا ہے
وہ اپنے دین اور ایمان پر خاک

انتہائی دلچسپ بند تو یہ ہے ؎

پڑھوں جب دم قصیدہ میں علیؑ کا
پھٹے سینہ مخالف خارجی کا
جو اس اڑ جائے سر اک ناصبی کا
دھڑک جاوے کلیجہ مدعی کا
عدو کا دم میں ہو جائے جگر چاک

تعریف پنجتن پاکؑ کے عنوان سے لکھتے ہیں ؎

ہے دل میں میرے یاد جو بارہ امامؑ کی
اور آرزو ہے ساقیؑ کوثر کے جام کی
بیعت مجھ کو ورد ہے ہر صبح و شام کی
تسبیح ہزار دانہ ہے اور ان کے نام کی
سمرن مجھے بھلی ہے پنجتنؑ کے نام کی
نعرہ کروں جو حیدریؑ ہل جاویں سب پہاڑ
تھراویں چشمہ سار ہلیں در سے بت جھاڑ
گر خارجی ہو آوے مرے آگے مثل تاڑ
پکڑا کے اس کی [illegible] دوں اکھاڑ
سمرن مجھے بھلی ہے پنجتنؑ کے نام کی

دیوان ولی مطبوعہ مطبع [illegible] میں عشق اللہ کے نام سے مندرجہ ذیل اشعار ملتے ہیں ؎

وہ کہ ہے جس سے ہرا باغ امامت کا چمن
سبز پوشش وہ چمن جنت و فردوس حسن
تیرھویں مجلس کا زمرد سا کیا سبز بدن
یاد کرو مومنو! اس کا وہ ہرا پیراہن
سبزۂ باغ امامت ہے کہو عشق اللہ
اور وہ جس مرد کا ہے نام نشہ زین عبا
کربلا میں وہ اگر آہ کا شعلہ کرتا
جل کے لشکر وہ سب بخاک سیہ ہو جاتا
پہ ہوا حق کی رضا اس نے نہ کچھ دم مارا
اس جواں مرد کی ہمت ہے کہو عشق اللہ
باقرؑ و جعفرؑ و کاظمؑ و رضاؑ شاہ شہاں
اور تقیؑ نور نبیؐ اور وہ نقیؑ قبلۂ جاں
عسکریؑ، مہدیؑ و ہادی وہ امام دوراں
ہیں زمانے میں یہی بارہ امام اے یاراں
سب ہر اک صاحب عزت ہے کہو عشق اللہ

سلام

از جناب روحی علی اصغر صاحبہ

... سیدال کئے ہوئے
پیغمبری حیات کا ساماں کئے ہوئے

... سبے انصارِ باوفا
احساسِ دل حسینؑ پہ قرباں کئے ہوئے

... عالمِ فطرت میں انقلاب
آئی ہے صبح چاک گریباں کئے ہوئے

... آئے ہیں اسیرانِ کربلا
ہر اک قدم پہ کار نمایاں کئے ہوئے

... سے گذرتا چلا گیا
بیمار اپنے درد کو درماں کئے ہوئے

... ہیں مسافر فراق سے
خوئے ستمگری کو پشیماں کئے ہوئے

... مسکرا کے نظر کی حسینؑ پر
ہر مشکلِ حیات کو آساں کئے ہوئے

... ستم کے طریقے تھے نئے
اہل عرب حسینؑ کو مہماں کئے ہوئے

... کفر سے حق چاند کی طرح
رخ اپنا سوئے قبلۂ ایماں کئے ہوئے

... ہیں جو انسان کو حسینؑ
سوتے ہیں کائنات پہ احساں کئے ہوئے

روحی غمِ حسینؑ میں رہتی ہوں اشکبار
ہر داغِ دل کو اپنے گلستاں کئے ہوئے

قول و عمل میں یکسانیت کی ضرورت ہے

از نواب میر فضل علیخان صاحب مہدی

نبیرۂ نواب کرم علیخاں قیصر جنگ مرحوم

آج سے کوئی بیس پچیس سال اُدھر کی بات ہے حیدرآباد میں ایک صاحب رہتے تھے جو عدالت کے اعلےٰ عہدہ دار تھے صاحب منبر شب بہترین قیمتی ولایتی شراب پیا کرتے تھے اور صبح میں انجمن ترک مسکرات کی صدارت کیا کرتے تھے گویا وہ "دیگران را نصیحت و خود را فضیحت" کا نمونہ بنے ہوئے تھے۔ ظاہر ہے کہ جب عمل میں اس درجہ تضاد و تخالف ہو تو قول میں اثر کہاں سے آ سکتا ہے؟ نصیحت تو اسی وقت موثر و کارگر ہو سکتی ہے جب قول و عمل میں یکسانیت ہو۔

آج دنیا کو ہماری نوجوان نسل کو ناصحوں اور واعظوں کی ضرورت نہیں بلکہ نمونوں کی ضرورت ہے۔ ہنسی تو اس وقت آتی ہے جب ہمارے بھائی اور ہماری بہنیں بذاتِ خود عمل کے لحاظ سے "صفر" ہوتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں "عمل" کی۔ ان کا عمل زیر ہلاہل ہوتا ہے لیکن باتیں کرتی ہیں امرت کی۔ ان کا فعل شب دیجور ہوتا ہے لیکن قول صبح نور ہے قول و عمل کے اسی تضاد و تخالف کو ریاکاری کہا جاتا ہے۔ ایسے ہی گندم نما جو فروشوں کی نسبت لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ؎

واعظان کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند

چون بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

ریاکاری اور گندم نما جو فروشی کی یہ وبا پہلے صرف مردوں کی حد تک تھی لیکن اب دیکھکر افسوس ہوتا ہے کہ [illegible] ہماری بہنیں بھی بوقت ضرورت اسی سے متاثر ہوتی جا رہی ہیں یہاں بطور خاص کسی کا نام لینا یا کسی پر الزام دھرنا نہیں ہے لیکن اس سلسلہ میں تذکرہ کر کے [illegible] تو بہتر سمجھتا ہوں کہ [illegible] کہا جائے گا اور میں اس جسارت کو [illegible] کہا جائے گا [illegible] حقیقت [illegible] ہے اور سب [illegible] ہم

آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

گلہ، شکوہ، اپنوں ہی سے ہوتا ہے [illegible] ہوتا ہے۔ خلوص میں ریاکاری نہیں ہوتی اور حقائق [illegible] کہا جاتا ہے۔ سچائی کبھی بھی مصلحت آمیز نہیں ہوتی [illegible] سے انصاف اور دیانت کا تقاضہ یہ ہے کہ آنکھ [illegible] ہے وہ لب پر آ جائے۔

بہن آمنہ نقوی کو صرف حیدرآباد ہی نہیں بلکہ صوبہ جات بمبئی وغیرہ میں کون نہیں جانتا۔ یہ حیدرآباد کے ایک بہت ہی متقی، پرہیزگار، متشرع اور صاحب عزا و داری خاندان اہل علم خاندان سے تعلق کے علاوہ نہ صرف خود بھی تعلیم یافتہ ہیں بلکہ ایل ایل بی ہیں۔ پیشہ قانون سے تعلق رکھنے [illegible] نے شرعی پردہ اور رسمی پردہ دونوں کو ترک کر دیا [illegible] اس وقت بحث نہیں لیکن [illegible] اس اسباب کا [illegible] خواتین کی جانب سے بے پردہ ہوئے مجالس پڑھنے [illegible] پڑھتی ہیں۔ ایک ایسی خاتون کو جو کھلانے بے پردہ ہو [illegible] و طہارت کے حالات مصائب بیان کرنے کا کوئی استحقاق [illegible] ایسی خاتون کو جو لیڈر نہ ہو [illegible] ہیں، مجمع عام میں بے پردہ [illegible] اس کا کیا حق ہے کہ وہ خاتون جنت کا ذکر کرے [illegible] جنازہ بے پردہ شب میں اٹھایا گیا تھا۔ [illegible] اور [illegible] کے استدلال کے قطع نظر ایک ایسی خاتون جسکا بے پردگی شعار ہے وہ اگر اہل حرم کی "اضطراری" اور "جبری" بے پردگی کا ذکر کرے تو اس کے ذکر اور بیان میں کیا اثر ہو سکتا ہے مرثیہ کا یہ شعر ؎

کہدے کوئی علیؑ سے یہ دارالسلام میں

زینبؑ کا داخلہ ہوا دربار عام میں

ایسی خاتون کو پڑھنے کا حق ہے جو زینبؑ [illegible] فاطمہؑ کی تاسی میں پردہ کرتی ہو پھر مجلس حسینؑ اور [illegible] بے پردہ خواتین کا بیٹھنا! نہیں معلوم ہماری مذہبی تہذیب اس کو کیونکر اور کب تک گوارا کرے گی!؟

قبل اس کے کہ لوگ احتجاج کریں بہن آمنہ نقوی کو میرا یہ خلوص مشورہ ہے کہ وہ اس میدان سے ہٹ [illegible] ان کے لئے عدالت کا میدان موزوں و مناسب ہے۔ وہ [illegible] مجالس کو اپنا آماجگاہ نہ بنائیں۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو می گویم

تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

سلام

(از جناب سید ندیم الحسن صاحب تاثیر رضوی ایم۔اے)

برطرح مسالمہ:— "کربلا کے ذرہ ذرہ میں جناں دیکھا کئے"

اہلِ دل حسرت سے یہ سترِ عیاں دیکھا کئے
کربلا کے ذرے ذرے میں جناں دیکھا کئے

خونِ اہلِ حق نے رکھی ہے بنائے لا الٰہ
جو ہمیشہ اُسوۂ شاہِ زماں دیکھا کئے

تشنگی اصغرؑ کی تھی گویا زبانِ حال سے
اور شہِ دیں یہ سکوتِ بے زباں دیکھا کئے

گود میں لیکر سکینہؑ کو شبِ عاشور میں
شاہِ دیں تا دیر سوئے آسماں دیکھا کئے

عابدؑ بیمار نیزہ دے کے میداں کو چلے
دیکھنے والے یہ تابِ ناتواں دیکھا کئے

کربلا میں تھا شبِ عاشور جشنِ اہلِ حق
شوق کی دل میں تڑپتی بجلیاں دیکھا کئے

فاطمہ صغریٰؑ کی عکسِ صورتِ معصوم کو
دیر تک حسرت سے اہلِ کارواں دیکھا کئے

شہؑ نے دیکھا اصغرؑ و عونؑ و محمدؑ کا جہاد
ان گلوں پر ضربتِ تیر و سناں دیکھا کئے

صبحِ عاشورہ نہ تھی گویا صباحِ عید تھی
شوق سے سوئے زمیں اہلِ جناں دیکھا کئے

حضرت عباسؑ کی تیغ آزمائی کا سماں
اشقیا انگشتِ حیرت در دہاں دیکھا کئے

ہو گئے قربان شمعِ کربلا پر سب رفیق
حضرت شبیرؑ کو پروانہ ساں دیکھا کئے

ماتمی شبیرؑ کا تصویرِ درد آیا نظر
اہلِ غم اک پیکرِ آہ و فغاں دیکھا کئے

دیدنی تھا ٹوٹنا اکبرؑ کا دم اور شہؑ کا ضبط
دیکھنے والے قیامت کا سماں دیکھا کئے

معرکہ جس جا یہ دیکھا حق و باطل کا وہاں
کربلا کا ذکر نفسِ داستاں دیکھا کئے

شق ہوئے لگے جگر اور دل پکڑ کر رہ گئے
آنکھ سے زینبؑ کے جو اشکِ رواں دیکھا کئے

کر دیا جوشِ شہادت کو فزوں حد سے سوا
روکنے والے خود یہ تاثیر فغاں دیکھا کئے

سلام بہ پیشگاہ امامؑ

از سید صمصام شیرازی

گردن میں طوق پاؤں میں زنجیر دیکھیے
صبرِ جنابِ عابدؑ دلگیر دیکھیے

اشکوں نے سرد کر دیا دوزخ کی آگ کو
اشکِ غمِ حسینؑ کی تاثیر دیکھیے

پیری میں نوجوان کی میت اٹھاتے ہیں
کرب و بلا میں ہمتِ شبیرؑ دیکھیے

اک انقلاب لا کے رہی فوجِ شام میں
نوکِ زبانِ اصغرؑ بے شیر دیکھیے

سر جون کا ہے زانوئے سبطِ رسولؐ پر
یوں ہوتی ہے غلام کی توقیر دیکھیے

میت ہے بر زمین بھائی کی بے گور بے کفن
سر برہنہ ہے بلوہ میں ہمشیر دیکھیے

کہتی ہے خلق "شاہِ عزادار زندہ باد"
اہلِ عزا میں انکی ہے توقیر دیکھیے

یہ عاشقِ حسین علیہ السلام ہیں
دلمیں ہے انکے مہرِ شبیرؑ دیکھیے

میں شاہِ حق شناس کا مدحت طراز ہوں
صمصامؔ میری اعلیٰ تقدیر دیکھیے

گلشن اطفال



زرین اقوال

انسان کی کمزوری دماغ کی وجہ سے ہر چیز کے ماہیت و اصلیت پر کافی
غور و خوض نہیں کر سکتا (سرکار حق آگاہ)

مجلس اربعین

از سیدہ طاہرہ بیگم

بچو! اربعین عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ لفظ اربع سے بنا ہے۔ اربع کے معنے چار کے ہیں اور اربعین کے معنے میں چالیس کے مگر لفظ اربعین عموماً چالیس دن اور خاصکر چہلم شہدائے کربلاؑ کے معنوں میں آتا ہے

بچو! مرزا دبیر اعلی اللہ مقامہٗ بڑے پایہ کے شاعر تھے ان کا ایک مقبول سلام ہے جس کے مطلع کا پہلا مصرع ہے

"اربعیں کے سوگوار والوداع"

اس سلام کو حیدرآباد کے مشہور سوز خوان ابراہیم علی صاحب مرحوم بڑی ہی دلسوز طرز میں حضرت مولوی سید علی نقی صاحب قبلہ طاب ثراہ کی مجالس اربعین میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ اربعین کی مخصوص نواب امداد جنگ مرحوم کی کوٹھی موسوم بہ "حسینی کوٹھی" میں برپا ہوتی تھی

بچو! اس مجلس میں اعلحضرت بندگان عالی حضور نظام بھی شرکت فرماتے رہے ہیں لیکن گزشتہ چند سال سے حضور نظام اس مجلس میں تشریف نہیں لارہے ہیں۔ جو لوگ گزشتہ زمانہ میں اس مجلس میں شرکت کر چکے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اس مجلس میں کس عقیدت اور خلوص سے لوگ شریک ہوا کرتے تھے۔ حسینی کوٹھی کا دالان، پیش دالان اور وسیع صحن مومنین سے کھچا کھچ بھر جایا کرتے تھے جب مذکورہ بالا سلام پڑھا جاتا تو لوگوں پر بڑی رقت طاری ہوتی تھی۔ سوز خوانی کے بعد نالہ و شیون کی گونج میں قبلہ اعلی اللہ مقامہٗ منبر پر تشریف فرما ہو کر صرف اتنا کہتے تھے کہ

"آپ حسینؑ کا پرسہ دینے غریب کے گھر تشریف لائے ہیں خدا آپ کو سلامت رکھے"

بس اسی ایک جملہ پر گریہ و زاری کی صدا بلند ہو کر حاصل مجلس حاصل ہوتا تھا۔ اس کیفیت کو بیان کرنے

قطعہ

گذری تمام رات سحر دیکھتا ہوں میں
دل کو بھی اپنے گرم سفر دیکھتا ہوں میں

کس کے خیال کرب میں گذری ہے سوز شب
[illegible]

[illegible]

کے لئے الفاظ نہیں ملتے یہیں تھی اپنی ؛ الدہ محترمہ کیا تمام اس
مجلس میں شریک ہی ہوں۔ بہرحال حیدرآباد کی قدیم تاریخی
اور یادگار مجلس تھی جس کو بجا طور پر قومی مجلس کہا جا سکتا تھا
بچو! ! امحسین کے تعلق سے اعلحضرت حضور نظام نے
کئی معرکتہ الآرا رسلام کہے ہیں۔ یہاں حضور نظام کا ایک فارسی
نوحہ درج کیا جاتا ہے جو درد و وارفتگی اور خلوص و عقیدت میں ڈوبا
ہوا ہے حضور نظام کا یہ نوحہ مقبول بارگاہ حسینی ہو کر حضور نظام
کو دارین میں اجر عظیم دلاکے رہے گا۔ جیسا کہ صادق آل محمدؑ کا
ارشاد ہے کہ جو کوئی ہم اہلبیتؑ کی شان میں ایک بیت (شعر)
کہے ، خداوند عالم جنت میں اسے ایک بیت (گھر) عطا کریگا!

این شاہ حسینؑ ہم این ابن علینا
اے وائے صد آہ ہے
چون کشتہ شد ہمہ جگر شد من قلب حزینا
اے وائے صد آہ ہے
او زندہ بکردہ دین مبین جلوہ دینا
اے وائے صد آہ ہے
مینا بر سر خاتم ہم این پنج نگینا
اے وائے صد آہ ہے
مظلوم و دگر مجروح این سبط نبینا
اے وائے صد آہ ہے
این روح مقدس ہم در خلد برینا
اے وائے صد آہ ہے

قطعہ

جستجو کے لئے جب ہو نگاہ بے خبر
بے مئے وساغر لذت میں رہے بے خبر

فائدہ کچھ نہیں ہے جس میں ہو بے خبر
آ دیکھ کہ کیا کیا اپنی حالت ہو بے خبر

تبرکاتِ دانشؔ

مولوی میر مجاہد حسن علی صاحب نائب متولی کوہ شریف نے اپنے ابوی محترم حضرت میر ولادت علی صاحب دانشؔ مرحوم کا سلام اخبار شیراز میں اشاعت کی غرض سے روانہ فرمایا ہے۔ حضرت دانشؔ "تحفۂ عثمانیہ" کے مولف اور موروثی نمک خوار دولت آصفیہ تھے۔ حیدرآباد کے اچھے شعراء اور مشہور اساتذہ میں آپ کا شمار تھا۔ حضرت غفران مکاںؒ نے نواب سالار جنگ ثالث کی دینی و مذہبی تعلیم و تربیت کے لئے بطورِ خاص آپ کو مقرر فرمایا تھا (سید مقام شیرازی)

ضریحِ شاہ پہ آنکھوں کو ہم لگا نہ سکے
دوبارہ اب تلک افسوس ہے کہ جا نہ سکے

غمِ حسینؑ میں مہلت کہاں جو پونچھیں اشک
گہر وہ پائے کہ دامن میں ہم اٹھا نہ سکے

صدا عمر کی تھی ہاں جلد فیصلہ کر دو
کمک کو شاہِ ہدا کی مسیّب آ نہ سکے

برات لٹ گئی قاسمؑ کی دشتِ غربت میں
شہید ہو گئے گھر میں دولہن کو لا نہ سکے

صدا یہ آتی تھی سقّے کی لاش سے پیہم
سکینہؑ جان کو پانی بھی ہم پلا نہ سکے

ہوا یہ غم علی اصغرؑ کے قتل ہونے کا
ریاضِ خلد میں غنچے بھی مسکرا نہ سکے

سپاہِ شام کی تاکید تھی حرم پہ یہی
زباں پہ کوئی نامِ حسینؑ لا نہ سکے

ہزاروں تیر تھے پیوست جسمِ اقدس میں
حسینؑ بیٹی کو اپنے گلے لگا نہ سکے

کہا عمر نے کہ اصغرؑ کو مارو تیر ایسا
کہ سانس لے نہ سکے پتلیاں پھرا نہ سکے

نہ رہنے پائے شہیدوں کی تربتوں پہ دیئے
چراغِ داغِ جگر بھی حرم جلا نہ سکے

جو کچھ کیا تھا جہاں میں وہ کہہ دیا دانشؔ
خدا کے روبرو کچھ بات ہم بنا نہ سکے

مجلسِ فاتحہ چہلم

حیدرآباد ۔ ۱۰/ اگست ۔ آج صبح کے نو بجے حیدرآباد کے مشہور و معروف بیرسٹر نواب عسکر یار جنگ مرحوم کی مجلس فاتحہ چہلم "جہاں کدہ" بنومان ٹیکرہ محل باغ میں منعقد ہوئی ۔ بلا تفریق مذہب و ملت کثیر تعداد میں لوگ شریک تھے ۔ بعد قرآن خوانی مجلس منعقد ہوئی ۔ مولوی سید عباس حسین صاحب رشتی نے بے ثباتی دنیا پر ایک مبسوط تقریر فرمائی ۔ دوران تقریر میں آپکی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے مجلس کو مصائب سید الشہداء پر ختم فرمایا ۔ مومنین نے مرحوم کی روح کو سورۂ فاتحہ سے شاد کیا ۔ علامہ صاحب نے مرحوم کیلئے جن خیالات کا اظہار فرمایا اسکا اقتباس درج ذیل ہے

مولوی سید محمد عسکری حسن المخاطب بہ نواب عسکر یار جنگ بہادر شمس العلماء علامہ سید علی حسن قبلہ کے پوتے اور نواب جبار یار جنگ مرحوم کے اکلوتے فرزند تھے ۔ علامہ سید علی حسن نور اللہ مرقدہٗ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد اپنے وقت کی ایک مشہور ہستی تھے ۔ حکومت وقت نے آپکے تبحر علمی کے مد نظر شمس العلماء کا خطاب عطا کیا ۔ اگرچہ آپ کا پیشہ وکالت تھا مگر اس زمانہ کے مشاہیر علماء حیدرآباد میں آپکا شمار ہوتا تھا زہد و تقویٰ میں آپ اپنی نظیر تھے ۔ مشہور و معروف وکیل ہونے کے باوجود زندگی درویشانہ تھی ۔ آپکی صداقت اور دیانت داری پیشہ وکالت کی تاریخ میں بڑی اہمیت کی حامل ہے ۔ آپ کا وسیع مکان بگھر میں طالب علموں اور یتیموں کا اقامت خانہ تھا ۔ ایک کامیاب وکیل کی حیثیت سے آپ نے لاکھوں روپیہ کمایا مگر پسماندگان کے لئے کچھ نہ چھوڑا ۔ بڑے متبحر اور غریب دوست انسان تھے ۔ عربی اور فارسی کے بلند پایہ شاعر ہونے کے علاوہ اپنے وقت کے عظیم مفکر تعلیم کے مانے جاتے تھے ۔ علامہ سید علی حسن اعلی اللہ مقامہٗ کے پانچ فرزند تھے ۔ ہر بچہ آپ کا آسمان وکالت حیدرآباد پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکا ۔ نواب عسکر یار جنگ مرحوم کے پدر بزرگوار مولوی سید محمد غلام جبار صاحب المخاطب بہ نواب جبار یار جنگ بہادر مرحوم نے حیدرآباد میں بڑی آن بان سے وکالت کی ۔ بالآخر عدالت العالیہ حیدرآباد کی رکنیت پر فائز ہوئے اور میر مجلس کے عہدہ سے سبکدوش ہوئے نواب عسکر یار جنگ مرحوم ایک ایسے خاندان کے چشم و چراغ تھے جس کا ہر ایک فرد اپنا ایک علیحدہ مقام رکھتا ہے ۔ دولت و ثروت کے باوجود ہر فرد کے کردار سے انسانی اقدار بدرجۂ اتم نمایاں تھے ۔ آپ نے علم و فضل کی آغوش میں آنکھ کھولی اور خاندانی روایات کی فضا میں پروان چڑھے ۔ ابتدائی تعلیم عربی و فارسی کی گھر پر ہوئی بعد ازاں مدرسہ عالیہ حیدرآباد میں تعلیم پائی ۔ بعدہٗ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں داخل ہوئے یہاں سے سلسلۂ تعلیم ولایت گئے اور چھ سال انگلستان میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایم ۔ اے (آکسن) بار ایٹ لا ہو کر وطن واپس ہوئے یہاں حیدرآباد آپکے نام گرامی خاندان سے بخوبی متعارف تھی اس وقت آپ کے دیگر اہل خاندان حیدرآباد کی قانونی دنیا پر چھائے ہوئے تھے لیکن آپ کو اپنی دیانت اور شرافت و ذہانت کی وجہ سے بہت جلد پیشۂ وکالت میں غیر معمولی کامیابی اور شہرت حاصل ہو گئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں حیدرآباد کے گوشہ گوشہ میں ایک قابل اور ممتاز بیرسٹر کی حیثیت سے آپکی شہرت پہونچ گئی ۔ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۴۷ء تک بہ حیثیت بیرسٹر آپ کو حیدرآباد کی قانونی دنیا میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام حاصل رہا ۔ آپ نے حیدرآباد میں پیشہ وکالت کے معیار کو بہت بلند کیا اور اس پیشے کے اعلیٰ معیار کو قائم رکھنے کے لئے آپ نے ہمیشہ بڑے سے بڑا نقصان خندہ پیشانی سے قبول کیا ۔ طبقۂ وکلاء کی جانب سے آپ مجلس وضع قوانین کے رکن منتخب ہوئے آپ کا اصول کار یہ تھا کہ وہی مقدمات لیتے جن میں آپ کو صداقت محسوس ہوتی ۔ ہر مقدمہ بہت محنت اور ایمانداری سے تیار کرتے اور عدالت میں بے باکی اور جرأت سے اپنے موکل کے حقوق کی حفاظت کرتے تھے ۔ ۱۹۲۷ء میں آپ کا تقرر حسب فرمان خسروی مجلس وضع قوانین کا معتمد پر ہوا ۔ ۱۹۴۳ء میں بارگاہ خسروی سے نواب عسکر یار جنگ بہادر کے خطاب سے سرفراز ہوئے ۔ آپ نے بہ حیثیت معتمد و مشیر قانونی بہت محنت اور قابلیت سے کام کیا ۔ اعلیٰ حضرت بندگان عالی نے آپ کو [illegible] کمیٹی کا صدر مقرر فرمایا تھا ۔

قطعہ

ہزار فتنوں کو لے کر یہ آسماں گزرے
بہارِ گل میں بھی نظروں سے آشیاں گزرے
یہ کہتا جاتا ہے تو ہو رو آج مجھ سے
خیال کیا تھا یہ کیا دیکھو تو یہ داستاں گزرے

(راجہ [illegible])

سے تقرر ... کی۔ مشہور رضاکار لیڈر قاسم رضوی کی جانب آپ نے ان کے مشہور مقدمہ میں بہ تقرر حکومت پیروی کی وغیرہ دیگر بڑے بڑے مقدمات کو انجام دیا۔ آپ نے بصرف کثیر وکلاء کی سہولت کے لئے عدالت العالیہ میں ... جناب یار جنگ میموریل لائبریری قائم کی اور اس کے قیام و دوام کے لئے ایک ٹرسٹ قائم کیا۔ پولیس ایکشن کے بعد آپ نے بہت زیادہ لوگوں کی بہت ... اور مالی امداد کی۔ آپ عوام میں بلا امتیاز مذہب ... ہردلعزیز تھے داد و دہش کا یہ عالم تھا کہ کوئی سائل محروم نہ جاتا اور ... کردیتے کہ داہنے ہاتھ نے کیا دیا بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوتی۔ جیسے آپ کے نامور بیٹے تھے۔ واقعتاً آپ کو بڑا دل اور بڑا دماغ ملا تھا ہر حال میں خوش رہتے۔ وضع اور وقت کے بہت پابند تھے ... اور وسیع القلبی کے ساتھ ساتھ مزاج میں ظرافت بھی تھی۔

آپ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ اپنے والد کے بڑے عقیدتمند ... والد کے انتقال کے بعد آپ نے دائرہ میر مومن رح میں اپنے والد کی قبر بصرف زر کثیر تعمیر کروائی اور فاتحہ خوانی کے لئے قرآن خوان مقرر فرمائے۔ خود روزانہ بلاناغہ فاتحہ خوانی کو دائرہ جاتے تھے اور باپ کے نام پر خیر و خیرات کرتے ہوئے واپس ہوتے تھے۔

سنہ ۱۹۵... میں پہلی مرتبہ فالج کا حملہ ہوا۔ سنہ ۱۹۵۹ء میں دوسرا حملہ ہوا۔ باوجود علاج مرض اصلاح پذیر نہ ہوا۔ اور تیسرا حملہ سنہ ۱۹۶۲ء میں ہوا جس کی وجہ سے آپ نشست و برخاست سے معذور ہوگئے۔ آپ اپنی اس طویل علالت کے زمانہ میں بھی بچوں کو برابر دینی تعلیم دیتے رہے بچوں سے قرآن مجید کی تلاوت کراتے اور ہمہ وقت آیات قرآنی کی تلاوت اور دعا و استغفار کے ورد میں خود بھی مصروف رہتے۔ آخری زمانہ میں اعزاء و اقرباء کے بچے جب ملاقات کے لئے آتے تو آپ ان سے سورۂ الحمد پڑھنے کی فرمائش کرتے تھے۔ آخر وقت تک برابر پنجگانہ نمازیں ... ریکارڈ کے ذریعہ ادا کرتے رہے۔ آپ کی استعداد عربی اچھی خاصی تھی۔ تیسرے حملۂ فالج تک ایک بڑی میز پر انگریزی اور اردو کے با ترجمہ قرآن مجید رکھے رہتے اور ایک ترجمہ سے دوسرے کا موازنہ و مقابلہ کیا کرتے تھے۔

جامۂ مبارک کی زیارت

سید الشعراء نواب شہید یار جنگ بہادر نے "شہید" میں مجلس عزا برپا کرکے جامۂ سید الساجدین حضرت امام زین العابدینؑ کی مومنین کو زیارت کروائی

حیدرآباد۔ ۲۱ رستمبر کو ... شام "شہید" ... میں مجلس عزائے حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام منجانب سید الشعراء نواب شہید یار جنگ بہادر برپا تھی۔ مومنین کی کثیر تعداد مجلس میں شریک تھی۔ ہمارے نامی گرامی مرثیہ خوانوں کے علاوہ حیدرآباد کے مشہور سوزخوان جناب ولی حیدر صاحب نے بھی سوزخوانی کی۔ مرثیہ خوانی کے بعد مولوی سید تقی حسن صاحب وفا معتمد ادارۂ جعفریہ حیدرآباد نے حضرت علی ابن الحسینؑ سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کے فضائل و مناقب محققانہ انداز اور جامع الفاظ میں بیان فرمائے اور نہایت دردانگیز لہجہ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے مصائب کو ... سامعین کیلئے ... آپ نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام کا توازن کرتے ہوئے بتلایا کہ حضرتؑ نے خطبات کے ذریعہ علوم کے دریا بہائے اور حضرت علی ابن الحسینؑ نے دعاؤں کی صورت میں انسان کو زندگی کے سلیقے اور عبد کو اپنے معبود سے ہمکلام ہونے کے طریقے سکھلائے۔ اختتام بیان پر پیراہن بیمار کربلا حضرت زین العباؑ علیہ السلام کی زیارت کروائی گئی۔

سید الشعراء بڑے خوش قسمت ہیں کہ انھیں ایسی گرانمایہ دولت (پیراہن سید سجادؑ) ملی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سید الشعراء کے قدیم مکان واقع فخر الملک کی گڑھی پال منڈی میر عالم میں یہ پیراہن ایک بقچہ میں محفوظ تھا ایک بار اتفاقی طور پر گھر کو آگ لگ گئی سارا اثاثہ جل کر خاکستر ہوگیا مگر یہ پیراہن مبارک جیسا تھا اسی حالت میں محفوظ رہا۔ دو سال قبل جب آپ کے چھوٹے فرزند موٹر سیکل کے حادثہ میں آگئے تھے اور جان بری کی امید نہ تھی تو آپ نے اس جامہ کے واسطے سے دعا کی۔ خدا نے آپ کی دعا قبول کی خدا کے فضل سے شفا نصیب ہوگئی۔ اس جامہ کی زنانی مجلس میں مومنات کو آج تک زیارت کرائی جاتی رہی۔ اس سال بشارت کی بناء پر اس جامۂ مبارک کی مومنین کو بھی زیارت کرائی گئی یہ جامۂ مبارک کے زیارت کی پہلی مجلس تھی جو "شہید" میں برپا ہوئی۔ خدا قبول کرے۔

قطعہ

بلا خوں جگر لعل یمن سے ۔۔۔ بلائے اشک بجا دُرِّ عدن سے
[illegible] ۔۔۔ [illegible]

بھائیو!
گزشتہ زمانہ میں جب کسی شخص پر کوئی بلا، مصیبت یا قہر و عذاب نازل ہوتا تھا تو اس کو آسمانی یا سلطانی بلا کہا جاتا تھا۔ عموماً زلزلہ، وبا، طوفان اور قحط کو آسمانی بلا سے تعبیر کیا جاتا تھا اور جہانگیری و ملک گیری رکھنے والے بادشاہوں کی فوج کشی سے جو مصیبت نازل ہوتی تھی اس کو سلطانی بلا کہا جاتا تھا۔ لیکن آج کل سلطانی بلا کا تو کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ آسمانی بلاؤں نے بھی اب زمین کا رخ کرنا چھوڑ دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اب کانگریسی بلا [illegible] وہ سب کچھ کر دیتی ہے جو کبھی آسمانی بلا اور سلطانی بلا کیا کرتی تھی۔ اس لئے اب ان بلاؤں کی ضرورت نہیں رہی اسی لئے اب ہمیں [illegible] کے محاورے آسمانی بلا اور سلطانی بلا کو بدل کر "کانگریسی بلا" کہنا پڑے گا!

گزشتہ زمانہ میں دریاؤں میں طوفان آیا کرتے تھے جس کو آسمانی بلا سے تعبیر کیا جاتا تھا لیکن اب ہماری کانگریسی حکومت خشکی میں طوفان برپا کر رہی ہے یہ ناؤ چلانے کے علاوہ خشکی میں سفینے ڈبو رہی ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

کیا خدا سمجھے اس بے پیر ناخدا سے
کہ خشکی میں جس نے سفینے ڈبوئے

اب طوفان کے لئے دریا کی ضرورت نہیں!
ہماری کانگریسی حکومت پانچ سالہ منصوبہ کے عنوان سے گاؤں کے گاؤں زیر آب کر کے ویران کر رہی ہے [illegible] ماہرین انجینیروں کی نگرانی میں مٹی کے بند بنائے ہیں ؎
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

روحانی ریڈیو

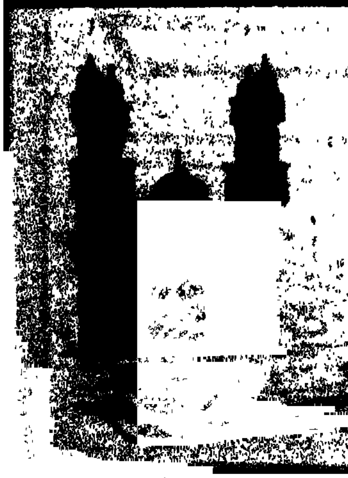
ناشر :- مجذوب حیدرآبادی

یہ عنوان حضرت مجذوب حیدرآبادی کی ملکیت ہے ان کے روحانی انکشافات کے متعلق ہم کوئی رائے ظاہر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے ناظرین جانیں یا وہ خود۔ روحانی نشریات میں نام، مقامات اور واقعات فرضی ہوتے ہیں اگر اتفاقاً مطابقت ہو جائے تو کسی اسم خاص کا قیاس نہ فرمایا جائے (ایڈیٹر)

ایکزار فریکوئنسی میٹر پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں ابھی آپ ہمارے سیاسی قوال سے غزل سن رہے تھے جس کا ایک شعر تھا ؎

روٹی بھی گراں، کپڑا بھی گراں، گھر بھی ہے گراں تعلیم گراں
اس "عہد مبارک" میں یارو بجز موت ہر اک شئی مہنگی ہے
[illegible] وابستگی ہے

اب بھاؤ سیوا جی سابق ولیشکر، ایک تقریر فرمائیں گے آپ کی تقریر کا عنوان ہے :-
"آسمانی - کانگریسی"
شری بھاؤ سیوا جی سابق ولیشکر :-



حیدرآباد دکن

چپل گوڑہ حیدرآباد

[illegible]

کچھ علاقوں میں ایک سال تو اچھے رہتے ہیں لیکن دوسرے سال سیلاب کی جبلی گھٹا کے ساتھ ٹوٹ جاتے ہیں۔ گاؤں بہہ جاتے ہیں، فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں، مکانات منہدم ہو جاتے ہیں۔ انسان اور مویشی غرقاب ہو جاتے ہیں! جو لوگ ڈوبنے سے بچ جاتے ہیں، وہ روٹی کے لئے، پانی کے لئے بچوں کے لئے ترستے ہیں۔ کانگریس وسیع پیمانہ پر چندے وصول کرتی ہے، ریلیف فنڈ قائم کیا جاتا ہے، کروڑوں روپے چندہ وصول ہوتا ہے، چندہ وصول کرنے والے درمیانی لوگ بعد وضعات عیش مع آرڈر، معاف کیجئے! بعد وضعات حق محنت، کروڑوں روپے میں سے لاکھوں روپے مصیبت زدہ لوگوں تک پہونچاتے ہیں۔ اس طرح پیسہ بھی کماتے ہیں اور نام بھی کماتے ہیں!

مثال کے طور پر پونا ہی کو لیجئے۔ وہاں کی کانگریسی حکومت نے عوام کو غرق دریا سے خوشحالی کرنے کے لئے پنجسالہ منصوبہ کے تحت ماہر فن انجینئروں اور محب قوم گتہ داروں کی نگرانی میں دریا کو روک کر مٹی کا بند بنایا جو سانگریسی راد کے حسن کی طرح پہلی ہی برسات میں ٹوٹ گیا۔ لوگ بہہ گئے، ڈوب گئے، تباہ ہو گئے، بے گھر ہو گئے۔ طرفہ یہ کہ ایسا بڑا سیلاب آیا اور پینے کے پانی کی قلت ہو گئی۔ لوگ مر گئے۔ منصوبہ پورا ہوا، اضافۂ آبادی اور بے روزگاری کا مسئلہ حل ہو گیا

اب سوال یہ اٹھایا گیا ہے کہ اس سیلاب کی غیر جانبدارانہ اور مکمل تحقیقات کرائی جائے کہ یہ تباہی کس کی وجہ سے آئی ——— !؟ اس تباہی کے ذمہ دار وزرائے حکومت ہیں، انجینئر ہیں، گتہ دار ہیں یا خود سیلاب ہیں یا بند بنانے والے اس کے ذمہ دار ہیں!؟ مٹی کا بند کیوں بنایا گیا۔ جب پانی خطرہ کے مقام سے اونچا ہو گیا تھا تو عوام کو کیوں مطلع نہیں کیا گیا۔ قریب و جوار کے باشندوں کا تخلیہ کیوں نہیں کرایا گیا!؟ جب پانی بند کے اوپر سے بہنے لگ گیا تھا تو نکاسی کے دروازے کیوں نہیں کھول دیئے گئے!؟

بھائیو!

یہ غیر جانبدارانہ اور مکمل تحقیقات تو ہوتی رہے گی لیکن جو لوگ اس طغیانی میں بہہ چکے ہیں ان کو اس تحقیقات سے کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے ؎

بعد از سر من، چمن فتیکون شد، چہ شدہ باشد

تحقیقات بھی ہوتی رہے گی اور "مرگ انبوہ جشنے دارد" کا بازار بھی گرم رہے گا، اپیلیں ہوں گی، لیڈر گرما گرم تقریریں کریں گے، اخبارات میں دو دو کالم اور چار چار کالم کے بیانات اپنی تازہ ترین تصویر کے ساتھ چھپوائیں گے۔ آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام۔ نام بھی کمائیں گے اور کیسۂ زر بھی وصول کریں گے ——— !

چند دنوں تک لوگ تحقیقات، تحقیقات کی چیخ و پکار کریں گے اور جب چیخ و پکار سے حلق بیٹھ جائے گا تو خود بخود خاموش ہو رہیں گے۔

اس کے بعد پھر ایک منصوبہ شروع ہو گا پھر کسی دریا کو روک کر ذخیرۂ آب جمع کیا جائے گا۔ اب کی بار کالی مٹی کی بجائے لال مٹی کا بند بنے گا۔ مزید احتیاط کے لئے جس کو گوبر سے لیپا جائے گا۔ یہ بند

نیا مرثیہ پڑھا گیا

۱۷ ربیع الثانی کو شام ۸ بجے کوچۂ ایرانی میں نواب سید کاظم حسین صاحب واثق خلف اکبر مولوی سید عبداللہ صاحب قبلہ مرحوم کی جانب سے مجلس عزائے سید الشہداء برپا تھی۔ سوزخوانی کے بعد نواب سید عبدالوہاب صاحب نے تقریر فرمائی۔ جناب واثق نے نیا مرثیہ گوش گزار سامعین کیا۔ مکان نہایت سلیقے سے سجا ہوا تھا اور عاشقان حیدر کرار و زائرین اہل بیت اطہار سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ علاوہ العلماء مولوی سید کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد لکھنؤ اور سید منظور نواب شہریار جنگ بہادر خصوصی مہمان کی حیثیت سے شریک مجلس تھے۔ ہر شعر کے ہر بند پر تحسین و آفرین کی صدائیں بلند تھیں۔ جناب واثق کے پڑھنے کا انداز خاص تھا جن لوگوں نے دولہا صاحب عروج کو سنا ہے ان کا بیان تھا کہ عروج کے تحت اللفظ خوانی کو اگر کسی نے زندہ رکھا ہے تو وہ جناب واثق ہیں۔

دو بمبئی کے ایرانی حیدرآباد میں

گزشتہ ہفتہ آقائی محمد حسین پاک نژاد مالک تجارتی کمپنی بمبئی و آقائی حاجی محمد ... بذریعہ طیارہ وارد حیدرآباد ہوئے اور لیبارٹری میں مقیم رہیں۔ طیارہ گاہ بیگم پیٹ پر ایرانیان مقیم حیدرآباد و سکندرآباد نے آقایان موصوف کو خوش آمدید کہا

(اسٹاف رپورٹر)

بچے ایک سال کے دو سال میں ہو جائے گا — لیکن ہم نے ضرور پایا کہ اس کی قسمت میں ٹوٹنا لکھا ہوا ہے —! بقول غالب ؎

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی
ہیولیٰ برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا

لہٰذا بھائیو! آؤ ہم سب مل کر دعا کریں کہ اے بھگوان! تو نے آسمانی بلا سے تو محفوظ رکھا ہے۔ اے بھگوان! اب اور کرپا کر کے ہم کو، کانگریسی بلا سے محفوظ رکھو —!

ایکوا نوری میٹر پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں ابھی آپ شری بھاؤ شیواجی ساین و سیکھر کی تقریر سن رہے تھے۔ اب ہمارے نشریات کا وقت ختم ہو چکا ہے ہمیں آئندہ ہفتہ تک کے لئے اجازت دیجئے — جے ہند

جناب غلام [illegible] صاحب

دفاتر معتمدین

دفاتر معتمدین کا مسئلہ ایک عرصے سے عوامی حلقوں میں موضوعِ بحث بنا ہوا ہے اور عوام مسلسل اپنے نیتاؤں کو متوجہ کرتے رہے ہیں کہ وہ اپنا "راج ہٹ" سے باز آجائیں لیکن "[illegible] وزارت" عوام کے جائز مطالبے کی تکمیل میں سدِّ راہ بنا ہوا ہے۔ روزنامہ سیاست مورخہ [illegible] جولائی سنہ ۱۹۶[illegible]ء میں معتمدین [illegible] پارٹی نے دفاتر معتمدین کی تبدیلی کے لئے گنگ کوٹھی مبارک اور اس سے ملحقہ عمارتوں کی تجویز کی تھی۔ روزنامہ ملاپ مورخہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء [illegible] جاوید [illegible] صاحب نے مذکورہ تجویز میں حویلی قدیم کا اضافہ فرمایا ہے۔ اس طرح ہر دو حضرات نے اپنی پارٹی کی پالیسی کا اظہار کیا ہے حالانکہ آج تک یہ پالیسی صرف ان کے [illegible] ظاہر ہوتی تھی جس سے عامۃ الناس ناواقف تھے۔ "[illegible] اور ہتھیار" جس کے معنی "کاٹو اور مارو" کے ہیں — چنانچہ ان کی مذکورہ پالیسی کا مظاہرہ تلنگانہ، بھیم، [illegible] وغیرہ میں متعدد بار ہو چکا ہے جس کے نتیجے میں سینکڑوں بچے یتیم اور مائیں، بہنیں، بیوہ اور [illegible] بے روزگار ہو چکے ہیں۔

مذکورہ حضرات کی پارٹی کا نصب العین ہی "کاٹو، مارو اور [illegible]" ہے تو پھر ان سے اخلاق، تہذیب اور منصفانہ طرز عمل کی توقع [illegible] نتیجہ اخذ کیا [illegible] کے لئے گنگ کوٹھی مبارک اور حویلی قدیم حاصل کرنے والے مشیران کرام ہی نے چین کو ہندوستانی علاقے پر قبضہ ناجائز کرنے کا مشورہ دیا ہوگا جو ان کی اپنی [illegible] ہوتا ہے

انتخابات کی آمد کے ساتھ ہی سیاسی نیتا [illegible] شروع کر دیتے ہیں کہ بھولے بھالے عوام "[illegible]" کا ساتھ دیں [illegible] اپنی پانچوں انگلیاں گھی میں [illegible] حالانکہ [illegible] سابقہ حیدرآباد کی یاد میں آنسو بہاتے ہیں [illegible] احترام کرتے ہیں [illegible]

[illegible]

اپنے ماں باپ، بھائی بہن، آل و اسباب، بال بچوں اور [illegible] سے محروم ہو کر بے یار و مددگار وطن میں رہتے ہوئے بھی غریب الوطن اور بے روزگار بیٹھے ہیں اور ہر حالت میں اپنے مالکِ مجازی اعلیٰ حضرت حضور نظام کے لئے [illegible] بہ دعا ہیں اور ان کے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے آمادہ و تیار۔

بی۔ بی۔ سی کا ٹیلیویژن فلم یونٹ

ہندوستان میں آمد

معلوم ہوا ہے کہ بی۔ بی۔ سی کا ایک ٹیلی ویژن فلم یونٹ ہندوستان پہنچ گیا ہے وہ یہاں اپنے ڈاکیومنٹری پروگراموں کے لئے فلمیں تیار کرے گا۔ یہ پروگرام ماہ نومبر میں بی۔ بی۔ سی کی ٹیلی ویژن سروس پیش کرے گی۔

بی۔ بی۔ سی کے اس پراجکٹ میں جنوبی و جنوب مشرقی ایشیاء کے پانچ ہمسایہ ممالک شامل ہیں۔ فلم یونٹ تھائی لینڈ، برما اور مشرقی پاکستان کا دورہ کر چکا ہے۔ ہندوستان کے بعد وہ مغربی پاکستان اور افغانستان جائے گا۔ بی۔ بی۔ سی کے اس پروگرام کے پروڈیوسر ڈیرک ہالرائیڈ ہیں جو ۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۶ء ہندوستان میں بی۔ بی۔ سی کے نمائندہ تھے۔

برطانیہ کا تعلیمی نظام

ہندوستانی باشندہ کا مطالعہ

ایک اطلاع کے مطابق گورنمنٹ [illegible] ہائی اسکول ([illegible]) کے پرنسپل مسٹر [illegible] کول حال ہی میں برطانیہ پہنچے ہیں وہ [illegible] اسکولوں میں جا کر درس و تدریس اور انتظامیہ کے طریقوں کا مطالعہ کریں گے علاوہ ازیں [illegible] برطانیہ کے نظام تعلیم کا ایک عام جائزہ بھی لیں گے۔

مسٹر کول [illegible] ٹریننگ کے [illegible] انگریزی زبان [illegible] پڑھانے کے طریقوں سے ان کو خاص [illegible] ہے وہ [illegible] چاہتے ہیں کہ زبان [illegible]

[illegible]

اثبات حجاب از آیات قرآنی

از سید ابو العلین آقای سید شاه عباس منصور خراسانی

(۲)

به سلسله گذشته

(یدنین علیهن من جلابیبهن ای یرخین علی وجوههن وسائر ابدانهن لما یسترهن من الشملة والثوب الساتر) یعنی یدنین علیهن من جلابیبهن این است که بیاندازند بر صورتهای خود و سائر اعضای جسم خود پارچه ای که بپوشاند و ساتر باشد از مخلوقات ـــ ملا حسین واعظ کاشفی در تفسیر (مواهب علیه) مطبوعه بمبئی جلد ۲ [illegible] چنین می نویسد! (بوقت بیرون رفتن از خانه نزدیک گردانند و فرو گذارند بر رویها و بدنهای خویش چادرهای خود را یعنی وجوه و ابدان خود را بدان بپوشانند. این پوشیدن سر و صورت و بدن نزدیک است بآنکه ایشان را بشناسند بصلاح و عفت و تمیز داده شوند (از کد) تا اینجا از کتب مفسرین اهل سنت بوده. و مفسرین اهل شیعه هم در این بیان متفق اند. چنانچه علامه طبری در مجمع البیان جلد ۲ صفحه ۲۵۱ چنین می نویسد! (والجلباب خمار المرأة الذی یغطی رأسها و وجهها اذا خرجت لحاجة) یعنی مراد از جلباب لباس است که زن سر و صورت خود را با آن بپوشاند [illegible]

بیرون میرود ـ در کتاب دیگر خود [illegible] [illegible] ۳ [illegible] باید ـ (یعنی یدنین علیهن من [illegible] یرخین علیهن ویغطین بها وجوههن و [illegible] ازل اشوب [illegible] وجه المرأة [illegible] یعنی یدنین علیهن من جلابیبهن [illegible] را آویزان سازند ـ [illegible] اطراف و جوانب جسم را [illegible] عرب و تنکه یا رخه از موسسه [illegible] (ادنی [illegible] علی وجهک) یعنی [illegible] صورت خود بیانداز ـ و یا [illegible] من جلابیبهن می باشد (ای یرخین بعض جلابیبهن علی الوجه) مطلب این است که [illegible] را بر چهره خود بیاندازد ـ و [illegible] تفسیر صافی صفحه ۴۲۲ چنین می نویسد! (یغطین وجوههن وابدانهن اذا برزن [illegible] [illegible] چیرهای خود و تمام جسم خود را [illegible] بیرون میروند ـ [illegible] البحرین صفحه ۱۰۰ چنین می نویسد [illegible] من جلابیبهن ای یرخینها علیهن [illegible] واعطف [illegible] ای [illegible]) یعنی بیاندازند [illegible] صورتها و جسم خود را با چادر ـ سلطان [illegible] حیدر خراسانی در تفسیر بیان السعادة [illegible] العبادة جلد ۲ صفحه [illegible] مطبوعه [illegible] در تفسیر این آیه شریفه چنین می نویسد [illegible]

تکمیل و ... و سینہ ہای زنشمن بجلباب
فامر اللہ تعالی بستر الوجوہ والتقید بالجلابیب)
یعنی اول زنہا نمونا (مثل زنہا متجدد امروزہ)
پوشانیدن صورت و باقی مقامات زینت خود را
(ابتی) پیدا دند۔ بہ ہمین جہت خداوند عالم حکم نمود کہ
زنہا چہرہ و سینہ ہای خود را با چادر ہا مخفی سازند
حاجی مرزا حسن ملقب بہ صفی شاہ نعمت اللہی در
تفسیر منظوم خود کہ از خصوصیات این تفسیر این است
کہ آیات قرآنی را ہم بہ نثر و ہم بہ نظم تفسیر نمودہ
اند۔ اول بہ نثر ترجمہ می نماید بعد آبہ نظم می سراید
چنانچہ در تفسیر آیہ حجاب مذکورہ در صفحہ ۶۲۲
بہ نثر چنین می نویسند۔ (اے پیغمبر برگزیدہ بگو مرزنان
خود را و دختران خود را و زنان گروندگان را کہ
در وقت خروج از منزل نزدیک کنند بر ایشان
بر صورتہا چادر ہای خود را) باز بہ شرح می نویسد
کہ روایت ابتدائی سر مقالہ این مقالہ بیان شدہ
و ملا فتح اللہ شیرازی در تفسیر کبیر خود
منہج الصادقین در جلد (۳) صفحہ ۲۱۹ ہم ہمینطور
تفسیر نمودہ اند کہ صورتہا را با مقنعہ ہا ملا پوشانند۔ ائمہ این تفاسیر ز یقین ثابت و
واضح است کہ زنان را بایستی صورتہای خود را
از نامحرم بپوشانند و دیگر جای ہیچ تردیدی نیست
کہ یک مسلمانی بتواند برای فواید شخصی خود (صورت
و تغییر) را مستثنی کند و بگوید معاذ اللہ کشف صورت
در اسلام جائز است اینطور علماء و آیۃ اللہ ہا یکہ
کشف صورت را جائز می دانند بجو اہند کہ با تجدد

دلربائی پرستی و شہوت رانی ہم رنگ شدہ تجدد دین
را از خود خوش نمایند شاید از این راہ بتوانند
از دولت و ملت فرنگی مآب خود جلب منفعت نمایند
دنیا طلبان عشرت دنیا مردند
عقبی طلبان فیض دو دنیا بردند
ولی افسوس کہ در خاتمہ خسر الدنیا والآخرہ
خواہند شد و نزد رسول اکرم شرمندہ و در جہنم
معذب خواہند گردید۔ (بقیہ دارد)

فلورا ایملٹن

عورتوں میں بین الاقوامی تعاون کا پروگرام

مسز ایستھر پیٹرسن۔ جو حال میں امریکی وزیر محنت کی نائب اور "ویمنز بیورو" (عورتوں کے محکمے) کی ڈائریکٹر مقرر کی گئی ہیں۔ کا کہنا ہے کہ "دنیا بھر میں کارکن عورتوں کو ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھنا ہے"۔ ان کا یہ اعتقاد مزدور تحریک سے کوئی تیس برس کے تجربے امریکہ سے باہر کے ملکوں میں دس سالہ خدمات اور بہت سے ملکوں کے مزدور نمایندوں اور لیڈروں سے ذاتی واقفیت اور تعلقات پر مبنی ہے۔ عورتوں کے جس محکمے کی مسز پیٹرسن افسر اعلیٰ مقرر کی گئی ہیں۔ وہ سنہ ۱۹۲۰ء میں ایک تحقیقی ادارے اور سروس ایجنسی کے طور پر قائم کیا گیا تھا تاکہ محنت مزدوری اور ملازمت کرنے والی عورتوں کے فلاح و بہبود کو ترقی دینے اور روزگار حاصل کرنے کے مواقع کو بڑھایا جا سکے۔ سنہ ۱۹[illegible]ء میں اس کا بین الاقوامی تعاون کا پروگرام قائم کیا گیا تھا۔ ان پروگراموں کی ہدایت کاری کے علاوہ مسز پیٹرسن امریکی وزیر محنت کے مشیر کے طور پر بھی کام کرتی ہیں۔ مسز پیٹرسن کو [illegible]ء کے برسوں میں پہلی بار محنت کشوں خاص کر محنت کش عورتوں کے مسائل کا سامنا ہوا۔ وہ ایک جلسے میں جس نے بعد میں ان کی زندگی کا رخ ہی [illegible] بوسٹن میں لڑکیوں کے سکول میں تعلیم دیتے [illegible] میں آپ نے مقامی ینگ ویمنز کرسچین ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام کارخانوں میں کام کرنے والی عورتوں کو پڑھانے کے لئے اپنی خدمات رضاکارانہ پیش کیں۔ اس تجربے سے انہیں ان نوجوان لڑکیوں کی حالت کا ذاتی علم ہوا جنہیں اپنی تعلیم مکمل کرنے سے پہلے ہی روزگار کی تلاش کرنی پڑتی تھی۔ اسی وقت کے بعد سے مسز پیٹرسن نے اپنا جوش و خروش، تربیت اور انسانی ہمدردی کی سپرٹ محنت کش عورتوں کے مفادات کو فروغ دینے کے لئے وقف کر دی۔ ان کی جیسی گرم جوش اور ہر کام کے لئے مستعد رہنے والی [illegible] اور گہرے اعتقاد والی خاتون کے لئے یہ کام [illegible] تھا۔

سنہ ۱۹۳۲ء سے۔ جب انہوں نے اولیور پیٹرسن سے شادی کی جن سے ان کی ملاقات کولمبیا یونیورسٹی میں ہوئی تھی۔ وہ اپنا وقت اور اپنی ذمہ داریاں ایک گھریلو عورت اور چار بچوں کی ماں کی حیثیت سے نبھانے کے ساتھ ساتھ محنت کش خواتین کی خدمات بجا لاتی رہی ہیں۔ شروع شروع میں وہ کارخانوں میں کام کرنے والی عورتوں کے برائن ماور سمر سکول برائے [illegible] اور انٹرنیشنل لیڈیز گارمنٹ ورکرس یونین کی عرصہ کام کرتی رہیں۔ آپ نے سال بھر امریکن فیڈریشن آف ٹیچرس میں بھی کام کیا۔ چونکہ مسز پیٹرسن کو محنت کشوں کو تعلیم دینے میں بڑا تجربہ اور مہارت حاصل تھی لہٰذا انہیں سنہ ۱۹[illegible]ء میں پوشاکیں بنانے والے کارخانوں کی [illegible]

[illegible] کیا۔ بعد میں وہ واشنگٹن [illegible] کی [illegible] نمائندہ رہیں۔

جب آپ کے شوہر مسٹر پیٹرسن امریکہ کی خارجہ سروس کے سلسلے میں سویڈن میں چار برس تعینات رہے تو مسز پیٹرسن نے وہاں بھی سویڈن کی مزدور تنظیم (سویڈش کنفیڈریشن آف ٹریڈ یونینز) کے ساتھ بہت قریب رہ کر کام کیا اور ملک کے مزدور مسائل کا گہرا مطالعہ کیا۔ اس کے بعد جب وہ بلجیم گئے تو وہاں بھی بین الاقوامی ٹریڈ یونین [illegible] کنفیڈریشن آف فری ٹریڈ یونینز (آئی سی ایف ٹی یو) کے ساتھ وابستہ رہیں۔ اور عورتوں کے روزگار کے مسائل حل کرنے کے لئے کام کرتی رہیں۔ امریکہ سے باہر قیام کے دوران میں مسز پیٹرسن کئی بین الاقوامی [illegible] کانفرنس میں امریکی ٹریڈ یونین تحریک کی نمائندگی کر چکی ہیں اور محنت کش عورتوں کے لئے پہلے بین الاقوامی سکول کی بانی اور معلم بھی رہ چکی ہیں یہ سکول آئی سی ایف ٹی یو کی طرف سے چلایا جاتا تھا۔ اس میں ۲۷ ملکوں کی محنت کش عورتیں داخل تھیں۔ اس میں عورتوں کی روزگاری صلاحیتوں اور تعلیم و تربیت کو مناسب معیار پر لایا جاتا تھا۔ ۱۹۵۸ء میں امریکہ میں واپسی پر مسز پیٹرسن پھر مزدور یونین کی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئیں اور انہوں نے متحدہ امریکی فیڈریشن آف لیبر اور کانگریس آف انڈسٹریل آرگنائزیشنز کی مشترکہ تنظیم کی قانون ساز نمائندہ کے طور پر کام کرنے لگیں۔ مسز پیٹرسن نیشنل کنزیومرز لیگ کی ایک ڈائریکٹر بھی ہیں اور اس کے بورڈ میں بھی کام کرتی رہی ہیں۔ کولمبیا ضلع میں ویمنز بیورو اور اجرتی بورڈ کی مشاورتی کمیٹی کی ممبر بھی رہ چکی ہیں۔ ان کے شوہر مسٹر پیٹرسن امریکی وزارت خارجہ کے افریقی امور کے سلسلے میں مشیر محنت ہیں اور مسز پیٹرسن بھی افریقی عورتوں کے [illegible] کمیٹی کی رکن ہیں۔ اور اس میں خاص دلچسپی رکھتی ہیں۔ اپنے نئے عہدے کو وہ بہت [illegible] انگیز قرار دیتی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مجھے یہ دیکھنے میں انتہائی دلچسپی ہوگی کہ مسز جونز وایلی تمام صلاحیتیں کام میں لا کر محنت کش عورتوں کو پورے مفہوم کے ساتھ محفوظ آرام دہ اور صحت بخش زندگی بسر کرنے میں مدد دے۔

اس عہدے پر فائز ہوتے ہی مسز پیٹرسن کو موقع ملے گا کہ وہ ملکی سطح پر ایسے کام کو بڑھاوا دیں جس کے لئے وہ اس قدر شدید دلچسپی رکھتی رہی ہیں۔ خواتین کے لئے تربیتی مواقع اور محنت کش ماؤں کی فلاح و بہبود کے پروگرام جیسے امور بھی ان کے فرائض منصبی میں شامل ہیں۔ ملک کی محنت کش قوت کے ایک تہائی حصے سے متعلق پالیسیاں مرتب کرنے کا فرض انہی کے ذمے ہے واضح رہے کہ امریکہ میں محنت کش طبقے کا ایک تہائی حصہ عورتوں پر مشتمل ہے۔ مسز پیٹرسن کے نزدیک محنت کش عورتوں کا بین الاقوامی تعاون کوئی نئی بات نہیں۔ امریکی مزدوروں کی تنظیموں کی طرف سے دوسرے ملکوں کی عورتوں کی تنظیموں سے تعاون میں مسز پیٹرسن کی بڑی مدت سے حوصلہ افزائی ہوتی رہی ہے اور انہیں امید ہے کہ وہ اپنے محکمے کے بین الاقوامی شعبے کے پروگرام کو وسعت دیں گی جس کا ایک اہم کام امریکہ آنے والی خواتین لیڈروں کا خیر مقدم اور پروگراموں پر عمل درآمد کرنا ہے مسز پیٹرسن کہتی ہیں کہ امریکہ کے دورے پر آنے والی ان خواتین لیڈروں کو

امریکی مصنف مارک ٹوین کی حیات نو

سفید سوٹ پہنے ہوئے خوبصورت بھری آنکھوں والا ایک بوڑھا شخص سٹیج پر ٹہلتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس سے پیشتر کہ وہ پڑھنے کے ایک سٹینڈ کے پاس ہی کھڑے ہو کر بڑے آرام سے حاضرین کا خیر مقدم کرے ان سب میں غیر متوقع طور پر ایک طرح کے تعجب اور اس کے لئے محبت کی ایک لہر سی دوڑ جاتی ہے۔ یہ بوڑھا امریکی جس کا نام سیموئل کلیمنز تھا سنہ ۱۹۱۰ء میں انتقال کر گیا۔ لیکن اس کی عوامی تصویر ـــ یعنی محبوب و مقبول مارک ٹوین تھا بالکل اسی طرح امریکہ اور یورپ کے پلیٹ فارموں پر دوبارہ چھا رہی ہے جس طرح اب سے ۷۰ یا ۸۰ یا ۹۰ سال پیشتر چھائی ہوئی تھی اور نئے نئے سامعین کو اپنی ویسی ہی مزاحیہ باتوں اور کہانیوں سے محظوظ کر رہی ہے۔ بہر حال آج کا مارک ٹوین ناقابلِ یقین طور پر ویسا ہی مستند، ہوشیار اور دلچسپ ہے جیسا کہ وہ حقیقت میں تھا اور اس کے لئے ۳۵ سالہ ایکٹر ہال ہول بروک ذمہ دار ہے۔ ۱۹۵۹ء میں جب ہول بروک براڈوے کے اس ڈرامہ میں پہلی بار نمودار ہوا جسے "اس سال کا عظیم ترین ناٹکی کارنامہ" قرار دیا گیا تو جدید پبلک مارک ٹوین کو صرف "نام ساور" اور "ہکلبری فن" کے خالق کی حیثیت سے جانتی تھی۔

لیکن ہول بروک نے جو تحریک اور جو پیدا کیا اس سے لوگوں کو مارک ٹوین میں ایک انسان کی حیثیت سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ اور اس کی کم [illegible] کے متعلق کھوج اور معلومات حاصل کرنے [illegible] سی ملک بھر میں پھیل گئی جو ان کی موت کے پچاس سال بعد انتہائی [illegible] پر جا پہنچی ہے۔ [illegible] دوسرے ملکوں میں بھی ان کا چرچا ہو رہا ہے۔ چنانچہ امریکہ میں بے شمار اخباری تبصروں کے علاوہ پچھلے دو برسوں میں ملکی رسالوں میں ۲۱ مضامین [illegible] ٹیلی ویژن پروگرام، دو متحرک فلمیں اور گراموفون ریکارڈ تیار ہوئے۔ اور ۳۲ کتابیں اس سلسلے میں [illegible] بار یا دوبارہ شائع ہوئیں۔ ایک مصنف کی حیثیت سے ٹوین کو ارنلڈ بینٹ جیسی ہستیوں نے "خدا داد غیر پیشہ ور" اہلِ قلم قرار دیا ہے۔ اس نے فنِ تحریر پر بہت غور و فکر کیا ہے اور اس کی تیاری میں پوری توجہ صرف کی ہے۔ بقول ہول بروک کے ٹوین کے بہت سے نوٹس اور مضامین کھوج نکالے ہیں جن میں فنِ تحریر کی تکنیک کے متعلق بہت لطیف تجزیہ کیا گیا ہے اور تقریروں کی طوالت اور بولتے وقت تھم کر وقفے تک کی تشریح کی گئی ہے۔ چنانچہ اداکار ہول بروک ٹوین کی ان ہدایات کا پورا پورا استعمال کرتا اور ایسی بے معنی حرکات اور الفاظ سے کام لیتا ہے کہ حاضرین ہنستے ہنستے لوٹ جاتے ہیں۔ اداکار ہول بروک نے مارک ٹوین کی تقریر اور آواز کے ریکارڈ بھی [illegible] ہیں اور اس کی ایک فلم بھی دیکھی ہے جس سے [illegible]

کی تصویر کشی بھی کرتا ہے۔ اس نے مارک ٹوین کے عقیدے حیات رشتہ داروں اور دوستوں اور مقبول [illegible] کے متعلق باتیں دریافت کی ہیں۔ جب مارک ٹوین [illegible] ہوا [illegible] کے بارے میں [illegible] اس نے اس کا مطالعہ کیا اور یہ بات محسوس کرتا ہے کہ وہ مارک ٹوین کی پرائیویٹ اور پبلک دونوں طرح کی زندگی سے واقفیت حاصل کر چکا ہے۔ مسی سی پی دریا سے [illegible] کے مرکزی علاقے کو سیراب کرتا ہے۔ مارک ٹوین کی بھی پرورش کی ہے۔ یہ دریا اس کی اکثر [illegible] تصانیف میں موجزن نظر آتا ہے۔ "لائف آن دی مسی سی پی" میں کشتی کے ملاح کے طور پر وہ دنیا کا آزاد ترین انسان معلوم ہوتا ہے۔ کلیمنز (مارک ٹوین) کا عالم شباب رنگینیوں اور گوناگوں باتوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ کان کنی کے کاروبار میں ناکام رہا۔ لیکن ایک افسانہ نویسی کی حیثیت سے اسے اپنی دلوں کی زندگی سے مواد ملا۔ اس کا شاہکار (Adventures of huckleberry finn) تھا۔ جس کے متعلق ہیمنگوے کا کہنا تھا کہ تمام جدید امریکی ادب اسی سے ماخوذ ہے۔ مزاح کے لحاظ سے بھی یہ کتاب ایک ادبی سنگ میل ہے۔ یہ واحد کتاب ہے جس میں سام کلیمنز آزادی سے اپنے دل کی باتیں کہتا ہے۔ ہول بروک مارک ٹوین کے کردار میں ہر پہلو سے اس کی مکمل تصویر پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تمام سامعین اس تماشہ میں اس کی سرحدی ظریف

بڑھاپے کا ایک کردار کرتے ہوئے ہول بروک مارک ٹوین کی ۷۰ ویں سالگرہ کے موقع کی ایک تقریر عموماً دہراتا ہے جس میں وہ کہتا ہے:-

"آپ بڑھاپے کی عمر کو دوسرے شخص کے ذریعہ نہیں پہنچ سکتے۔ میری عادتیں میری زندگی کا تحفظ کرتی ہیں۔ لیکن غالباً یہی عادتیں آپ کی زندگی ختم کر سکتی ہیں۔ آپ کو اپنے ہی قواعد اور اصول بنانے ہوں گے اور ان پر کاربند رہنا ہوگا۔ کوئی نہ کوئی شخص لازمی طور پر آپ کی اصلاح کرے گا۔ وہ اس طرح آپ کی زندگی سے تمام مسرتیں نکال لے گا اور ان کی جگہ خشک مزاجی اور سونا پن بھر دے گا۔ لیکن اپنی مسرتوں کو ہاتھ سے مت جانے دو۔ اگر آپ ستر برس کی عمر کو آرام بخش راستے سے نہیں پہنچ سکتے تو آگے مت بڑھو۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ اصلاحیں کسی طرح بھی موزوں نہیں ہیں۔ میں ہمیشہ اس دلیل کا قائل رہا ہوں کہ آپ ایک کیڑے کو سیدھا تو کر سکتے ہیں۔ لیکن خم اس میں پھر بھی موجود رہے گا۔"

آخیر میں یہ بوڑھا کہتا ہے۔

"اب رخصت ہونے کا وقت آگیا ہے۔ میں ۱۸۳۵ء میں آیا تھا جب ہیلے کا دمدار ستارہ نمودار ہوا تھا۔ اور اب یہ پھر جلد ہی ظاہر ہونے والا ہے۔ امید ہے کہ میں بھی اس کے ساتھ ہی رخصت ہو جاؤں گا" اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ لیکن اب وہ پھر آب و تاب سے چمکنے لگا ہے وہ ایکبار پھر زندہ ہو گیا ہے ہول بروک کے روپ میں آج کلیمنز (مارک ٹوین) امریکہ اور یورپ کے سٹیجوں پر اپنا کردار ادا کرتا ہوا نظر آرہا ہے۔

ڈرامہ

کھیتوں کو دے لو پانی

اختر رشدی

"میں کہتی ہوں آپ کس پہ برس رہے تھے؟"

"پیستا کس پر! وہی صاحبزادے بلند اقبال! ناک میں دم کر رکھا ہے ان لوگوں نے۔ غضب خدا کا امتحان کے دن آ پہونچے اور تعلیم سے غفلت کا یہ حال ہے کہ ابھی جو باہر سے آیا تو دیکھتا ہوں میرے قدموں کی آہٹ پاتے ہی جھٹ کیمسٹری کی کتاب اوپر رکھ لی، نیچے دیکھا تو "نقاب پوش ڈاکو —!"

"خیر! خیر! آپ نے سمجھے! میں خود اسے سمجھا دونگی۔ بیشک یہ ناول پڑھنے کا زمانہ نہیں ہے"

"اس عمر میں بھی آدمی کو اتنا شعور تو ہونا ہی چاہیے کہ کس مصنف کو پڑھے کیا ادب پڑھے۔ الغو مطالعے سے بھلا کیا حاصل ہوتا ہے ان لوگوں کو۔"

"ہاں! یہ بات تو صحیح ہے"

"وہی تو میں رو رہا ہوں کہ ان لڑکوں نے اپنا کیا حشر بنا رکھا ہے! لباس تو دیکھو تو وہ لغو۔ جو ہے ٹیڈی بوائے بنا پھر رہا ہے۔ کمرہ دیکھو تو فلمسٹار کے کمرہ کا گمان ہو! ذرا صاحبزادے کے ہاں دیکھئے! ایکٹریسوں کی قطار، کتابوں کی قطار سے لمبی نظر آتی ہے یہ تو حال ہے ان لوگوں کا۔ میں جھوٹ تھوڑی کہہ رہا ہوں آؤ میرے ساتھ آکر جاوید کا کمرہ خود دیکھ لو!"

(وقفہ)

اکبر:— "یہ دیکھئے! لتا منگیشکر کے گانے ریکارڈ کئے جا رہے ہیں! دیکھئے! تعریف "سٹوری گانے" کی کتنا سہا ہے یا نہیں!"

رقیہ:— "غضب کر رکھا ہے تم نے، جاوید، نالائق کہیں کے!"

اکبر:— "اور یہ "جیبی گیت" کب سلوائی تم نے؟"

جاوید:— "ابا جی میری نہیں ہے، صفدر کی ہے اس نے سلوائی تھی، مگر جب سے پرنسپل نے منع کیا ہے کوئی لڑکا پہن کر نہیں جاتا"

اکبر:— "کیا خیال ہے کالج اسٹوڈنٹ کا [illegible] لباس ہے یہ؟"

جاوید:— "[illegible] کالج کا [illegible] آتا! [illegible] نقطہ نظر سے دیکھئے [illegible] ہے"

اکبر:— [illegible]

[illegible]

رقیہ:— "وہاں تو یہ [illegible] ہے اور [illegible] آدمی کھانے [illegible] جاتا"

جاوید:— "مگر اب تو اس کا فیشن ہو گیا ہے امی!"

اکبر:— "اس فیشن کی وبا کا تو میں بھی رونا رو رہا ہوں، فیشنوں کی کوئی ایسی بات تو ہم سیکھتے نہیں، بیہودہ چیزیں فوراً اپنا لیتے ہیں"

جاوید:— "میرا خیال ہے امی، ناول بینی میں کچھ وقت ہی کٹ جاتا ہے، اس سے تو بہتر ہے کہ دوسرے لڑکوں کی مانند میں کرکٹ میچوں کی ہلڑ بازی میں شریک ہوں۔ ایسی ٹیموں میں شریک ہو کر —!"

رقیہ:— "نا، بھیا، ٹھیک ہے۔ تم ہرگز ایسے میچوں میں شریک نہ بیٹا! اگر خدانہ کرے تجھے کچھ ہو گیا، گرفتار ہو گیا، یا کچھ اور ہو گیا —"

اکبر:— "اجی جو جیسا کرے گا، بھرے گا! سر پھوٹیں گے، جیل جائیں گے اور کیا کریں گے!"

جاوید:— "لوگ کہتے ہیں کہ کامک پڑھنے سے معلومات بڑھتی ہیں"

اکبر:— "خاک بڑھتی ہیں! ان میں کیا ہوتا ہے؟ الغو قصے، بھونڈے کارٹون، فضول لطیفے اور ہیجان انگیز کہانیاں، تصویریں یا کچھ اور بھی ہوتا ہے؟ میں نے ابھی پرسوں کہا تھا کہ تعلیمی کمیشن کی رپورٹ کا خلاصہ چھپا ہے اسے پڑھنا اور پڑھ کر مجھے اپنے نقطہ نظر سے رائے دینا! آپ نے ایسا کیا!؟"

جاوید:— "جی ہاں!"

اکبر:— "شکر ہے! کوئی کام کی چیز پڑھی؟ اچھا پھر کیا سمجھا؟"

جاوید:— "کئی باتوں کا، میرا مطلب ہے سفارشوں کی اہمیت مجھ پر واضح نہیں ہے"

اکبر:— "مثلاً؟"

جاوید:— "مثلاً یہ کہ آئندہ جامعات میں داخلہ پر حد بندیاں قائم کی گئی ہیں میری رائے میں یہ تعلیم کا راستہ روکنا ہے"

اکبر:— "خیر! تمہاری بات تھوڑی دیر کے لئے مان لیتا ہوں کہ صحیح ہی ہے، مگر یہ بات غلط تو نہیں ہے کہ کوئی اصول اس کے پیچھے ہو۔ تم سب پھر ان پابندیوں کے خلاف آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ [illegible] ہر کوئی (۳) سال کا کورس پڑھنا چاہتا ہے اب وہ گیا یہ سوال کہ [illegible] پر ایک کمیٹی قائم کی جائے گی کہ آگے جو پڑھنے والے [illegible] ایک صحت کا [illegible] اہم مسئلے میں [illegible]

[illegible]

اکبر :- "وہ یوں کہ جب تعلیم کا ایک نیا رجحان ہوتا ہے، ہم خود نہ [illegible]۔ پڑھتے ہیں اور سیکھتے ہیں۔ [illegible] بچوں کو [illegible] اجازت نہیں دیتے۔ کسی کا رجحان [illegible] تعلیم کا حاصل کرتے [illegible] جامعات میں [illegible] کر کے [illegible] ہو رہی ہے۔ [illegible] کو ستانا اور [illegible] کرنا [illegible]، بس یہ سیکھا ہے آپ نے اور کیا سیکھا ہے؟ جب سے میٹرک کا پاس سرٹیفکیٹ مر کے حاصل کر لیا تو [illegible] پہنچ گیا۔ امتحانوں کے نتیجے دیکھ لیجیے کیسے آتے ہیں؟"

[illegible]:- "تعلیم کا کیا [illegible] استاد پڑھاتے ہی نہیں!"

اکبر:- "کسی حد تک یہ بات مان لیتا ہوں۔ اسٹاف ناکافی ہے مجھے بھی پتہ ہے، ساز و سامان مکمل نہیں، ٹھیک ہے مگر [illegible] بلکہ بقول شخصے "مجھے ناچ نہ آئے آنگن ٹیڑھا" [illegible] کے لیے کتنا ہی اسٹاف ہو، عمارتیں ہوں، جب تک معیار تعلیم [illegible] ہو اپنے تعلیم پیدا نہیں کر سکتا"

جاوید:- "اور یہ امتحانات کا طریقہ؟"

اکبر:- "وہ تو بدل ہی جانے کی سفارش مان لی گئی ہے اور ابتدائی طور پر کام بھی شروع کر دیا گیا ہے کہ [illegible] کلاس کے کام پر دیئے جائیں گے اور سوالات کا ڈھب بھی بدلے گا۔ میرے کہنے کا مطلب تو یہ ہے کہ اب جامعاتی تعلیم کا ڈھانچہ ہی بدل جائے گا"

جاوید:- "شاید اب ہم جیسے لوگ اس سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے اعلیٰ تعلیم [illegible] کر دیا گیا ہے"

اکبر:- "غلط خیال ہے تمہارا۔ صرف اتنا ہوگا کہ وہی پڑھ سکیں گے جنھیں [illegible] ہے اور جو پڑھائی سے کچھ فائدہ بھی اٹھا سکیں گے۔ اس میں امیر، غریب، متوسط کسی کا خیال نہ کیا جائے گا صرف میلان اور صلاحیت دیکھی جائے گی۔ رہ گیا [illegible] کر دینے کا سوال، تو وہ میں مان لیتا ہوں مگر [illegible] یہ بھی تو سوچو کہ اگر بہتر، اعلیٰ اور معیاری تعلیم حاصل کرنی ہے تو وہ سستے داموں کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ ذرا حساب لگا کر دیکھو، ساری دنیا میں مہنگائی کا [illegible] اس وقت [illegible] کیا خیال ہے تمہارا؟ [illegible] ہے!"

[illegible]:- "[illegible] ہے کہ [illegible] اگر وہ [illegible] باہر والے [illegible]"

[illegible] تعلیم [illegible] ہے وہ لوگ [illegible]

رفیق:- "اچھا تو جو لڑکے داخلہ نہ پا سکیں گے وہ کیا [illegible] پھریں گے؟"

اکبر:- "نہیں! نہیں! ڈنڈے کیوں بجاتے پھریں گے؟ کسی [illegible] کام میں لگ سکتے ہیں [illegible] کو پڑھ کر [illegible] کام کر کے، پڑھائی، تربیت سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ ضرورت صرف محنت اور لگن کی ہے اور پھر یہ کونسی ضروری بات ہے کہ ہر ایک کے ماتھے پر "بی اے" اور "ایم اے" کی ڈگری چپکی ہوئی ہو! آخر کاغذ کی ڈگریاں کس کام آئیں اور کتنی آئیں گی؟"

جاوید:- "ہاں! ابا جی یہ تو میں بھی مانتا ہوں کہ بہت لڑکے محض کالجوں میں داخلہ لے لیتے ہیں۔ ان کی تعلیمی لیاقت ان سے یہی کہتی ہے کہ اب کوئی اور کام سیکھیں"

رفیق:- "خیر وہ تو چلو مان لیا، مگر یہ تین تین سال کا کورس نگوڑوں نے کیوں کر دیا؟"

اکبر:- "لو بھئی سنا تم نے! جاوید، تمہاری امی کی بھی وہی بات ہے کہ ساری داستان سن لی اور پھر بھی پتہ نہ چلا کہ زلیخا عورت تھی یا مرد!؟"

جاوید:- "امی! ہاں تو بات ٹھیک ہے! اب لیاقت کو بڑھانے کا پورا موقع مل سکے گا اور پھر ۲۵ فیصدی نمبر کلاس کے کام پر ملیں گے یہ بھی بالکل ٹھیک ہوا۔ لڑکوں کے رزلٹ خراب آتے تھے اسی لیے یہ کیا گیا ہے۔ اب اعلیٰ تعلیم کو دو حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے یعنی میٹرک کے معیار تک پڑھنے کے بعد ہی دیکھا جائے گا کہ جامعاتی تعلیم کے لیے کوئی شخص موزوں ہے یا نہیں! جو موزوں ہوں گے انھیں روکا نہیں جائے گا اور جو ناموزوں ہوں گے انھیں دوسروں کے لیے راہ صاف کرنی پڑے گی۔ قاعدہ کی بات ہے۔ اب تعلیم صحیح معنوں میں کسی ڈھرے پر پڑے گی اور میاں یہ بھی اسی حکومت کے زمانہ میں ہو گیا ورنہ اس سے پہلے تک تو وہی نظام تعلیم جو حضور لارڈ میکالے اور سرکار لارڈ ڈلہوزی بہادر کا عطا کیا ہوا تھا وہی ہمارے سر منڈھا ہوا تھا اور نہ جانے کب تک منڈھا رہتا!"

جاوید:- "جی ہاں ان تعلیمی ترمیموں سے ایک بات تو ضرور ہو جائے گی کہ جس کو کوئی ہنر، کوئی [illegible] کام [illegible] ادبی یا سائنٹفک [illegible] اختصاص حاصل کرنا [illegible] میں جا کر [illegible] پا سکے گا۔ باقی حضرات [illegible]"

[illegible]

افسانہ

سنتا سنگھ کا بیٹا بنتا سنگھ

از جناب سودیش دیپک صاحب بی۔ اے

بنتا سنگھ دروازہ کھولتے ہوئے ڈرا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ دو دن سے گھر نہیں آیا اور اب اسے دیکھتے ہی بھاپا جی آگ ہو جائیں گے [illegible] کل سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ آہستہ سے اس نے دروازہ کھولا دیسی شراب کی تیز بدبو تیر کی طرح اس کی نتھنوں میں گھس گئی۔ کمرے میں بالکل اندھیرا تھا۔ دو ایک منٹ کے بعد جب وہ کچھ دیکھنے کے قابل ہوا تو دیکھا، اسکے بھاپا جی ایک چارپائی پر بیٹھے اونگھ رہے ہیں۔ داڑھی اور سر کے بال کھلے ہیں۔ منہ کے ارد گرد مکھیاں بھنبھنا رہی ہیں

اس نے ڈرتے ڈرتے آواز دی

"بھاپا جی ۔۔۔!"

"کون ہے اوئے؟" سنتا سنگھ نے پوچھا

"میں ہوں بھاپا جی! بنتا سنگھ!"

"تو ۔۔۔! اوئے بھوتنی کے۔ یہاں کیا لینے آیا ہے؟ بھاگ جا۔ دو دن سے صورت نہیں دکھائی اور اب کہتا ہے کہ بھاپا جی میں ہوں!"

"کچھ پیسے دو بھاپا جی، کل سے کچھ نہیں کھایا!"

"اوئے جا! اوئے بھوتنی کے! پیسے کیا یہاں ہوتے دھرے ہوتے ہیں؟ اتنا بڑا ہو گیا ہے [illegible]

[illegible] ایک اکیلا لڑکا ہے [illegible] بھاپا جی۔ تو جب بھی ہوتا ہے [illegible] نے اور ایک اور شراب مانگ کر پیا ہوتا ہے!

سنتا سنگھ ایک لمبا [illegible] بیت چکے تھے۔ مگر وہی آٹھ سال کا بنتا سنگھ [illegible] بچہ لاڈ پیار سے بگڑ گیا۔ پڑھانا چاہا لیکن پڑھ نہ سکا۔

سنتا سنگھ جانتا تھا کہ [illegible] پر کیا کرے اپنا خون جو ہے!

دو دن کے بعد ہی رات کو [illegible] ایک لیکر آیا

"بھائی سردار جی! کمال ہو گیا۔ آپ کے پتر بنتا سنگھ نے [illegible] کمپنی کے ایک ٹرک کا ٹائر اتار لیا ہے"

"اوئے! کون کہتا ہے؟"

سنتا سنگھ کی آنکھوں میں چمک آ گئی

"بھائی یہ تو کیسا دلیر ہے [illegible] ٹائر اتار کر لے جاتے ہوئے [illegible] تھا۔ آپ کا لحاظ ہے سردار جی! نہیں تو کب کا بچہ کو پولیس کے حوالے کر چکا ہوتا"

"[illegible] اوئے! پولیس کا ڈر کس کو دکھاتا ہے! بچے چاہے چلا جا ٹائر کے پیچھے مجھ سے لینا [illegible] کی کوشش کی تو دیکھ لے میرا نام بھی سنتا سنگھ ہے [illegible] کے رکھ دوں گا! جا، اب چلا جا یہاں سے"

اور دوسرے روز سب ڈرائیوروں کو بنتا سنگھ کی چوری کا پتہ چل گیا۔ ایک نے پوچھا

"سردار جی! یہ کیا سن رہے ہیں؟"

"اوئے ٹھیک سن رہے ہو، بنتا سنگھ میرا [illegible] پتر ہے! اسلئے تمہاری طرف [illegible]

اور پھر [illegible] نے بھی وہی کام شروع کر دیئے جو نتا سنگھ

جوانی میں کرتا تھا۔ شراب پینا، جوا کھیلنا، چرس پینا، ...

ہر دل [illegible] کہیں ایک کیس میں پھنس گیا تھا۔

سنتا سنگھ لوگوں کے سامنے بیٹے کی چھوٹی غلطیوں کو نظر انداز کرتا، خوش خوش دکھائی دیتا، لیکن ہر باپ کی طرح اس کے دل میں یہ چاہ پیدا ہوئی کہ اس کا بیٹا اچھے کام کرے، پڑھے لکھے۔ باپ چاہے کتنا بدمعاش ہو، بیٹے کو ایسا نہیں دیکھنا چاہتا کہ اس کا بیٹا اسی کی طرح ہو۔ اس کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ جو برائیاں اس میں ہیں وہ اس کے بیٹے میں نہ ہوں!

ایک دن سنتا سنگھ نیتا سنگھ کے پاس ورکشاپ میں گیا

"بیٹے نیتر!"

اس نے آواز دی۔

"کون ہے بھائی؟" نیتا سنگھ نے ٹرک کے نیچے سے نکلتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرہ پر جگہ جگہ کالک لگی ہوئی تھی، کپڑے میل سے لتھڑے ہوئے تھے، سر کے بال پگڑی سے باہر نکل آئے تھے، پہلے سے کچھ کمزور بھی ہو گیا تھا۔ سنتا سنگھ نے اپنے اکلوتے بیٹے کا یہ حال دیکھا تو اس کا دل بھر آیا، دوڑ کر اسے چھاتی سے لگا لیا۔

"اوئے! یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ چھوڑ سالی کلینڈری کو، چل، گھر آرام سے بیٹھ! کیا میں پیسہ اپنے ساتھ لے جاؤں گا؟ میں ابھی تیرے ساتھ چل!"

"نہیں بابا جی! میں نے کافی کام سیکھ لیا ہے، اب صرف دو مہینے کی بات ہے لائسنس مل جائے گا، ٹرک چلاؤں گا، خوب مزہ رہے گا، میں نہیں گھر چل سکتا اب!"

سنتا سنگھ نے بہت زور لگایا لیکن نیتا سنگھ اپنی بات پر اڑا رہا

اور اب دونوں [illegible] اسے کچھ نہیں کہتا۔ پھر نے [illegible] ... کھا لی کہ اب وہ اپنے بیٹے سے کبھی بات نہیں کرے گا۔ اس کا منہ نہیں دیکھے گا!

وقت گزرتا گیا

باپ بیٹے میں صلح نہ ہو سکی

نیتا سنگھ اب ٹرک ڈرائیور بن گیا تھا۔ گندی گالیاں بکتا تھا، شراب پیتا تھا، کوٹھوں پر جاتا تھا اور سنتا سنگھ سن سن کر جلتا رہا، سر دھنتا رہا۔ اس کے ارمان جل گئے تھے!

اور ایک دن اسے پتہ لگا کہ نیتا سنگھ کوئی لڑکی بھگا لایا ہے۔ کچھ ہی دن بعد وہ پکڑا گیا، اس کو سزا ہو گئی۔

اب سنتا سنگھ سے نہ رہا گیا

جیل میں اس سے ملنے گیا

"یہ کیا منہ کالا کر لیا ہے اوئے!؟"

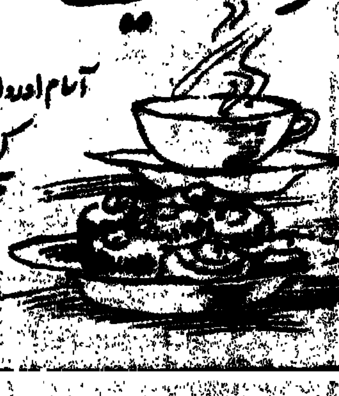
نیتا سنگھ چپ رہا۔

"تو نے تو منہ کالا کر لیا ہے پر میں منہ پر سیاہی کیسے پوت لوں؟ اب اس خرابی کو بھی آدھے سال تک کھلانا پڑے گا۔ جا آرام سے کاٹ، چھ مہینے اسٹور کے پیچھے اکر توت یہ کریں اور کھیتیں ہم!"

اور سنتا سنگھ گھر لوٹ گیا۔

نیتا سنگھ کی آنکھیں بھر آئیں۔

نیتا سنگھ سزا پوری کر کے لوٹ آیا۔ اس کے گھر ایک بچہ بھی پیدا ہو گیا تھا۔ سنتا سنگھ کی جو عادتیں چھوٹتی جا رہی تھیں، نیتا سنگھ کو پڑتی جا رہی تھیں۔ وہ کئی کئی دن گھر سے غائب رہتا۔ آتا تو شراب کے نشے میں چور! بات بات پر گھر والوں کو پیٹتا۔ سنتا سنگھ کی ساری کمائی اپنے پوتے پر خرچ ہو جاتی تھی۔ کبھی پالنا آ رہا ہے، کبھی بے بی سائیکل، کبھی گرم فر کے بے بی کوٹ۔ لیکن باپ بیٹے میں دل



کو کچھ کھونے کی ... تو ہم ہی تمہیں گھیر لیں گے سنتا سنگھ نے دیکھا کہ
سیزن آ گیا ہے ... جلدی کی جارہی ہیں۔ اس وقت زیادہ منافع
نہیں رہتی۔ ... بیوپاریوں کو ... سے ... کر چلانے کا موقع
ملتا ہے۔ ایک بڑے بیوپاری نے سنتا سنگھ کو بلایا۔ انگریزی شراب
کی ایک بوتل کھول کر اس کے سامنے رکھ دی۔

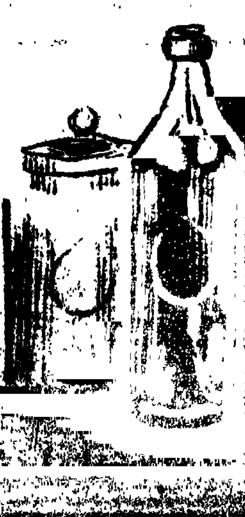
"کیا بات ہے سیٹھ؟ آج کس طرح یاد کیا؟"
"پہلے پی تو لو سردار جی! پھر بات ہوتی رہے گی"
اور سنتا سنگھ نے ... کر پی لی۔
... کی چڑھا لی۔

"بات یہ ہے سردار جی! میں ... پھلوں کا ایک ٹرک دلی
بھیجنا چاہتا ہوں ... یہ ہے کہ میرا ٹرک سب سے پہلے پہونچے روز
کے کرایہ کے علاوہ (۵۰) روپئے انعام دوں گا!"
سنتا سنگھ جانتا ہے کہ آج کل سیزن ہے یہ سیٹھ لوگ جلدی
سے جلدی اپنا ... پہنچا کر ... دام وصول کرنا چاہتے ہیں
"پچاس (۵۰) روپئے تو کم ہیں"
"تو کوئی بات نہیں سردار جی! ایک بوتل بھی تو روز ملے گی اپنا بات
پیسے دام اور لے لینا۔ یہ یاد رہے ہمارا ٹرک سب سے پہلے دلی پہونچنا
چاہئیے!"
"سن لیا ہے ... پچھلے دس سالوں سے کسی کی ہمت ہوئی ہے
مجھ سے آگے نکل جانے کی ... گرو کی سوگند (قسم) سارے کا بھوسہ نکال
دوں گا ——!"
ٹرک شام کو لوڈ ہو گیا۔ سنتا سنگھ نے پوری بوتل اپنے اندر
انڈیل لی۔

"کیوں بھئی! کیا دیر ہے؟"
سنتا سنگھ نے کلینر سے پوچھا
"کچھ نہیں استاد جی! چلو" پر آج ایک بات تو ہے، نیتا سنگھ

بھی ٹرک ... ہے ... ہے ... کہتا ہے ... سب سے پہلے دلی پہونچے گا!"
سنتا سنگھ ... ... مارا

"تیری ... اُلو کے پٹھے! چل ... اور ... کو
کون مائی کا لال آگے نکلتا ہے!"
سنتا سنگھ کا ٹرک چلا۔ اس نے جوں ہی ... پار کیا پھاٹک بند ہو گیا۔ اس نے کھڑکی سے سر نکال کر پیچھے
نیتا سنگھ اس پار کھڑا دانت پیس رہا تھا۔
"واہگورو تیرا آسرا"
اس نے زور سے کہا
اور ٹرک (۴۰) میل کی سپیڈ پر چھوڑ دیا ... ٹھنڈا ہوا ... وہ پیر گانے لگا۔ ایک ... ہوا ... کہ اس کے
کان کھڑے ہوگئے۔ اس نے کھڑکی سے سر نکال کر پیچھے دیکھا۔ دور
نیتا سنگھ کے ٹرک کی بتی چمک رہی تھی۔ وہ ... تیز ... پیچھا
کر رہا تھا۔
سنتا سنگھ نے سپیڈ بڑھائی۔
پیر ... ہاتھ ... کو رہے تھے
پیچھے سے نیتا سنگھ ہارن پر ہارن دے رہا تھا پر سنتا سنگھ
ٹرک نکال لے جانے کے لئے راستہ نہیں دے رہا تھا
"استاد جی اب کیا ہوگا؟"
کلینر نے گھبرا کر پوچھا۔
"ہونا کیا ہے، اُلو کے پٹھے! دس سال سے کوئی بھی ... ٹرک مجھ سے آگے نہیں نکال سکا۔ ... کا چھوکرا کیسے ہمت کی
ہوئی ہے؟"
سنتا سنگھ نے دانت پیستے ہوئے کلینر سے کہا۔



[illegible] تھا [illegible]
[illegible] نہیں ہو رہا تھا جبکہ [illegible] بیٹھی
[illegible] نے راستہ دے دیا۔ نیتا سنگھ نے ٹرک
[illegible] کے لیے بہت [illegible] کے
[illegible] کے آگے [illegible] کے متعلق
[illegible] نیتا سنگھ ٹرک کو [illegible]
[illegible] کی کوشش کی لیکن بے سود۔ ٹرک تیزی سے
[illegible] ہوا اور [illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible] گیا۔

کچھ دور جا کر [illegible] سنگھ نے اپنا ٹرک روکا
وہ [illegible] کر پیچھے آیا
[illegible] گیا
[illegible] جسم [illegible] کے باہر [illegible] رہا تھا اس کی
[illegible] تھیں۔ وہ مر چکا تھا

"استاد جی! یہ کیا ہے کمال آج نیتا سنگھ نے [illegible]
[illegible] اس کی!"

"ارے کیوں نہ ہو سور کے بچے! آخر ہے تو نیتا سنگھ کا
ہی! نیتا سنگھ!"

اور یہ کہہ کر اس نے اپنی داڑھی [illegible] کو جھٹکا دیا نہ جانے
[illegible] کی عادت [illegible] سے یا آنکھ سے گری ہوئی کسی
آنسو کی [illegible] کو ہٹانے کیلئے!

امریکہ میں خلائی تحقیق کا جدید ترین سائنسی مرکز

امریکی نامہ نگار واشنگٹن سے ۱۵ میل دور شمال کی طرف گرین بیلٹ میری لینڈ میں ایک جدید ترین سائنسی مرکز قائم کیا گیا ہے جو خلائے بسیط کی ہمہ جہتی تحقیق کے لئے مخصوص ہے۔ اس مرکز کا نام گوڈارڈ سپیس فلائٹ سینٹر ہے۔ رسمی طور پر اس کا قیام مئی ۱۹۵۹ء میں امریکی خلائی اور فضائی محکمے کی لیبارٹری کے طور پر عمل میں آیا تھا۔ یہ امریکہ میں راکٹ سازی کے بانی مرحوم ڈاکٹر رابرٹ ایچ گوڈارڈ کے نام پر قائم کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر گوڈارڈ بڑے روشن دماغ امریکی ماہر طبعیات تھے اور حیرت انگیز ایجادی ذہن رکھتے تھے۔ ان کے تجربوں نے راکٹ سازی کے بنیادی اصول قائم کئے جنہیں آج خلائی کھوج کرنے والے استعمال کر رہے ہیں۔ اب جن کئی منزلہ راکٹوں کو ایک مسلمہ امر سمجھا جاتا ہے وہ انہوں نے ہی ایجاد کئے تھے۔ اور آج کل جو خول راکٹوں کے اگلے سرے پر لگائے جاتے ہیں وہ بھی انہی کی قوت ایجاد کا نتیجہ ہیں۔ انہوں نے ہی سیال ایندھن سے چلنے والا پہلا راکٹ بنایا اور اسے کامیابی سے اڑایا تھا۔

خلائی اڑانوں کا یہ مرکز ۱۶ مارچ ۱۹۶۱ء کو سب سے پہلے راکٹ کی اڑان کی ۳۵ ویں سالگرہ پر ڈاکٹر گوڈارڈ کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔ [illegible] مرکز کے تین شعبے کام کرتے ہیں۔ خلائی پر [illegible] تحقیق پر اجیکٹوں کی لیبارٹری اور [illegible] اور آپریشن کا مرکز۔ ۵۵۔ ایکڑ [illegible] کے آخر تک مکمل ہو جائے گا۔ اس میں بالا [illegible] ہوں گی اور ۲ ہزار اشخاص پر مشتمل سائنسی تکنیکی [illegible] عملہ ہو گا۔ یہ مرکز سول خلائی پروگراموں کا عامل مرکز ہے اور یہ موسمی پیش گوئی عالمی ٹیلی ویژن اور ریڈیو نشریات اور پیغام رسانی کے مصنوعی سیاروں کے تجربوں کے لئے مقصود ہے۔ چنانچہ ۱۰۰ فٹ قطر والا "ایکو" غبارہ [illegible] سے پہلا سیارہ ہو گا۔ جس کے ذریعہ تیزی سے دنیا بھر میں پیغام رسانی کی سہولت حاصل ہو گی۔ مصنوعی سیاروں کے ذریعہ پیغام رسانی کا ایک اور پروگرام بھی مرتب ہو رہا ہے۔ یہ نشریات دہرانے والے غباروں کا ایک سلسلہ ہو گا۔ جو ۱۰۰۰۔۵۰۰۰ میل بلند مدار پر گھومیں گے۔ یہ سیارے مستقبل [illegible] لئے بڑی ہی افادیت رکھیں گے۔

دوسری قسم کے غبارے جن کی اس مرکز [illegible] سے امداد کی جاتی ہے، موسمیاتی پروگرام سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو ٹائروس مصنوعی سیاروں کے سلسلے کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ ٹائروس غبارے [illegible] ہوائی کے بالائی حصے میں مدار پر گھومتے اور بادلوں کی تصویریں اور متعلقہ معلومات زمینی اسٹیشنوں کو بھیجتے ہیں۔ جن سے موسمی پیش گوئی میں مدد ملتی ہے اور ان کی اطلاع دوسرے تعاون کرنے والے ملکوں کو بھیجی جاتی ہے۔

ساتھی اس مرکز کا ایک مشاہداتی پروگرام بھی
ہے جس کے تحت ایسے مصنوعی سیارے خلاء میں
بھیجے جاتے ہیں جو چاند اور دوسرے سیاروں اور فلکی
اجسام کی سطح وغیرہ کے متعلق معلومات مہیا کریں گے
خلائی تحقیقاتی سائنسی کھوج کے سلسلے میں یہ مرکز
[illegible] سے اب تک کم سے کم ۱۲۵ مصنوعی سیارے (آلات
کے [illegible]) خلاء میں بھیج چکا ہے
ان میں سے ۹۲ خالص سائنسی مقاصد کے لئے ہوں گے
اور ۲۸ دوسرے عملی کاموں میں استعمال کئے جائیں
گے۔ [illegible] راکٹ اور کھوج کا مزید راکٹ بھی اس
مرکز سے داغے جائیں گے۔ مرکز کے سائنسی تحقیقی پروگرام
کے ۱۹۶۲ء کے سال میں تقریباً ایک سو کھوج کار راکٹ
چھوڑے جائیں گے۔ جن کے ذریعہ زمین کے کرۂ ہوائی
کی گیسوں کی کیمیاوی ساخت، برقی کرّے کی طبیعیات،
برق زدہ ذرات، مقناطیسی اور برقی کرّوں،
کہکشانی ہیئت اور آفتابی طبیعیات کے متعلق معلومات
حاصل کی جائیں گی۔ اس مرکز کا عملہ جس دوسری بڑی
سرگرمی میں مصروف ہے اس کا تعلق عالمی پیغام
رسانی اور نشریات سے ہے۔ اسی طرح یہ مرکز امریکی
خلائی اور فضائی نظامت کے پرامن خلائی تحقیق
کے بین الاقوامی تعاونی پروگرام میں بھی اہم حصہ لیتا
ہے۔ چنانچہ موسمیاتی مصنوعی سیارے کے تجربات
میں ۲۱ ملک شریک ہیں۔ برقی کرّوں کی جانچ کے
متعلق بھی کئی بین الاقوامی پروگرام مرتب کئے گئے ہیں
جن میں برطانیہ کے ساتھ [illegible] اسکاؤٹ راکٹ
کے ذریعہ مصنوعی سیارے خلاء میں بھیجنا [illegible] خیال ہے کہ
برقی کرّے اور دوسری متعلقہ باتوں کی تحقیق کی جا سکے
خلاء کی پرامن تحقیق کے سلسلے میں امریکہ جاپان کے
ساتھ بھی سائنسی تکنیک دریافت کرنے میں تعاون کر
رہا ہے۔ اور دوسرے ملک جو ان پروگراموں میں دلچسپی
رکھتے ہیں اُن سے تعاون کے فروغ کی تلاش میں ہے
آج کل دوسرے ملکوں کے کئی ماہر اس مرکز میں زیر
تربیت ہیں۔ جب یہ سوال کیا گیا کہ گوڈارڈ فلائٹ
سینٹر خاص کر امریکی خلائی اور فضائی نظامت نے
بین الاقوامی پروگرام کیوں شروع کئے ہیں تو اس ادارے
سے وابستہ ایک سائنسدان نے بتایا کہ ہم ان پروگراموں
میں دوسرے ملکوں کی شرکت اتنی وسیع بنیادوں پر اس
لئے چاہتے ہیں کہ اس طرح دوسرے ملکوں کے نہ صرف
مادّی وسائل بلکہ اُن کی سائنسی صلاحیتوں سے بہت
فائدہ ہوتا ہے۔ جس طرح بین الاقوامی جغرافیائی سال
میں عالمگیر شرکت سے زمینی طبیعیات کے متعلق ہماری
معلومات حاصل ہوئی تھیں۔ وہی مثال اس پر بھی
صادق آتی ہے۔ سائنس کی تاریخ سے عام طور پر یہ
بات ظاہر ہے کہ سائنسی دریافتیں کسی ایک یا دو یا تین
ملکوں کی طرف سے نہیں بلکہ ساری دنیا کے باہمی
تعاون سے عمل میں آئی ہیں۔ مئی ۱۹۶۱ء میں [illegible]
میں اس کی جو شاخ قائم ہوئی ہے۔ اس میں تھیوری
ٹیکل شعبہ کھولا گیا ہے جہاں علاقائی یونیورسٹیوں
کے گریجویٹ طلباء کو فزکس، ہیئت دانی اور
دوسری زمینی سائنسوں کی اعلیٰ تعلیم اور

اخبار نویسی کے اصولوں پر کتاب

ممتاز برطانوی جرنلسٹ مسٹر ... جبل اخبار نویسی کے اصولوں اور ضوابط پر ایک کتاب مرتب کر رہے ہیں۔ جس میں وہ مقالات بھی شامل کئے جائیں گے جو ہندوستانی اور سمندر پار کے دیگر جرنلسٹوں نے انٹرنیشنل پریس انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے منعقد کئے گئے سمینار میں پیش کئے تھے۔ سمینار گذشتہ ماہ نومبر میں دہلی میں ہوا تھا۔ مسٹر ہیرلڈ ایونز مانچسٹر ایوننگ نیوز کے نائب ایڈیٹر ہیں۔ کتاب میں اخبار نویسی کے تمام شعبوں کے کام پر روشنی ڈالی جائے گی۔ ماہ اکتوبر کے دوسرے ہفتے میں ملایا کی راجدھانی کوالالمپور میں انٹرنیشنل پریس انسٹی ٹیوٹ ایک اور سمینار منعقد کر رہا ہے۔ امید ہے کہ کتاب اس وقت تک تیار ہو جائے گی۔ پہلی بار ۳۰۰۰ کا ایڈیشن چھاپا جائے گا۔

ڈاکٹریٹ کی ڈگریوں کے لئے تیار کیا جائے گا تاکہ مرکز کے لئے تربیت یافتہ عملہ اور سائنسدان مہیا ہوتے رہیں۔ اگرچہ ڈاکٹر رابرٹ ہچنگز گوڈارڈ کے وقت سے سائنسی دنیا اعداد و معلومات اور خیالات میں بہت کچھ پیش قدمی ہو گئی ہے۔ لیکن ان کا مرکزی خیال اور اصول ہمیشہ قائم رہے گا۔ بیرونی خلاء میں نئی نئی راہیں کھولنے میں انہوں نے رہبری کی ہے اور گوڈارڈ مرکز نے امریکہ کے پہلے انسان بردار جہاز کو کامیابی سے خلاء میں بھیجنے میں اہم کردار ادا کیا ہے وہ ان کے تحقیقی کام ان کے خیالات اور ان کی دور بینی کا بین ثبوت ہے۔

برطانوی استانی جے پور کے اسکول میں پڑھائیگی

معلوم ہوا ہے کہ ۲۳ سالہ برطانوی ٹیچر مس گیلین واکر ماہ ستمبر میں مہارانی گائتری دیوی اسکول جے پور میں پڑھانا شروع کرے گی۔ مس واکر کے خاندان کا ہندوستان اور برما سے گہرا تعلق رہا ہے۔ اس کا دادا برما کے محکمہ ریلوے میں ملازم تھا اور ماں رنگون میں پیدا ہوئی تھی۔ اس کا والد [illegible] تا [illegible] انڈین آرمی آرڈیننس کور میں کپتان تھا۔ ایک انٹرویو میں مس واکر نے بتایا ہے — "میں ہندوستان کے بارے میں بہت کچھ سنتی رہی ہوں جس کی وجہ سے میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ اب میں وہاں جاؤں"



کہ ہندوستان میں ایک گروہ جعلی امریکی ڈالر [illegible] رہا ہے ـــــ کیا یاد کریں گے امریکہ والے بھی!۔

کہ حیدرآباد میں تلنگی غزلوں پر ایک سمپوزیم ہوگا۔ ہم آج تک یہی سمجھتے تھے کہ تلنگی میں غزل کی صنف نہیں ہوتی ـــ بلکہ اس قسم کے گیت ہوتے ہیں ــــ

[illegible] مشٹرے اوجلیبی مینا
[illegible] گلم بوتا دے اوجلیبی مینا

کہ محکمہ تعمیرات ڈویژن نمبر (۳) کے ایک اسکوٹر کیپر کی رشوت حاصل کرنے کی کوشش کو عین اسوقت ناکام بنا دیا گیا جب کہ وہ (۲۵) روپیہ رشوت حاصل کر رہا تھا ــــ افسوس بے چارے کے منہ کا نوالہ چھین لیا گیا!!ـــ

کہ دودھ سے متعلق پراجکٹ پر ۳ء۷۵ کروڑ روپے کے مصارف ہوں گے ـــ اور دودھ میں پانی ملانے نیز اسکی چکنائی علیحدہ کرلینے پر کیا مصارف ہوں گے؟ـــ یہ ظاہر نہیں کیا گیا۔

کہ [illegible] کے [illegible] پر ذمہ دارانہ عہدہ داروں کا تقرر کیا گیا ہے۔ تاکہ وہاں ذمہ دارانہ سیلاب آسکے!۔ جسکی ذمہ داری کسی پر نہ ہو!

کہ حیدرآباد کے ممتاز کرکٹ کھلاڑی نے ترک وطن کردیا۔ شعرائے کرام سے ہماری درخواست ہے کہ وہ ممتاز کرکٹ کھلاڑی صاحب کے بچھڑنے پر الوداعی نظمیں اس مصرعہ پر کہیں ـــ

اب تو کرکٹ کا کھلاڑی یو مزا جاتا رہا

کہ حیدرآباد میں خون کا عطیہ دینے والوں کی ایک انجمن قائم کی گئی ہے ــــ خون چوسنے والوں کی انجمن کے جواب میں خون چوسانے والوں کی ایک انجمن کی شدید ضرورت تھی۔

کہ محبوب نگر کے مدارس میں اردو اسٹاف کی کمی ہو گئی ہے ـــــ لیکن یہ قلت پیدا کردہ ہے یا پیدا شدہ!؟ـــ

کہ نواب پٹودی اس سال کرکٹ نہیں کھیلیں گے ـــــ افسوس! اب دنیا کے کاروبار کیسے چلیں گے؟۔

کہ بعض ریاستوں میں زبان کے مسئلہ پر انتشار کے واقعات پر خواتین کے ایک جلسہ میں تشویش کا اظہار کیا گیا ـــــ لیکن سوال یہ ہے کہ زبان خواتین کی زیادہ چلتی ہے یا مردوں کی!ـــ

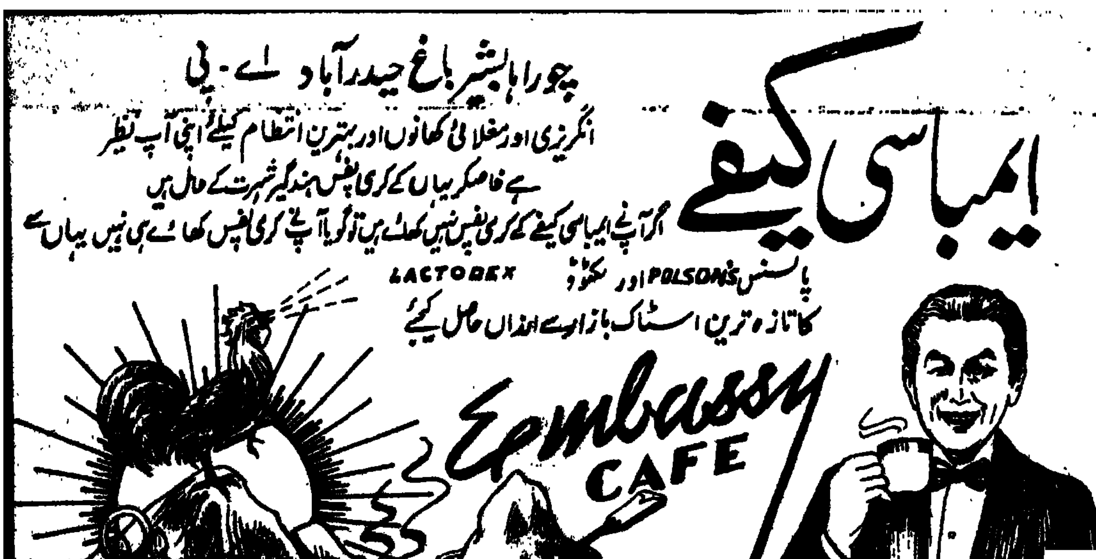
قطعہ

غمِ حسین سے دل میں بھی آہ پیدا کر ‖ پئے تمیزِ نکو بد نگاہ پیدا کر
[illegible] سے نحف جا کے التجا کرلے ‖ کہ داد گر کے لیئے داد خواہ پیدا کر

([illegible])

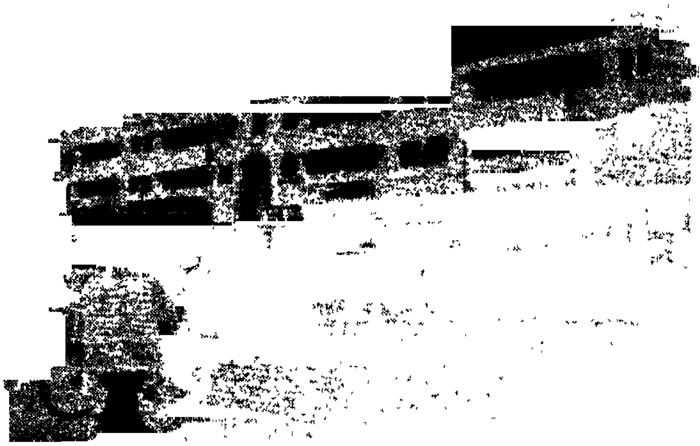


NEW GRAND HOTEL
مانا کہ حیدرآباد میں سینکڑوں ہوٹلیں ہیں مگر
نیو گرانڈ ہوٹل اینڈ پروویژن اسٹورس
فون نمبر
افضل گنج حیدرآباد دکن
نفاست و پاکیزگی ● باسلیقہ ملازمین ● خورد و نوش کے بہترین اشیاء
مفرح مشروبات خوش ذائقہ چائے
اور
معقول انتظام کیلئے اپنی آپ نظیر ہے

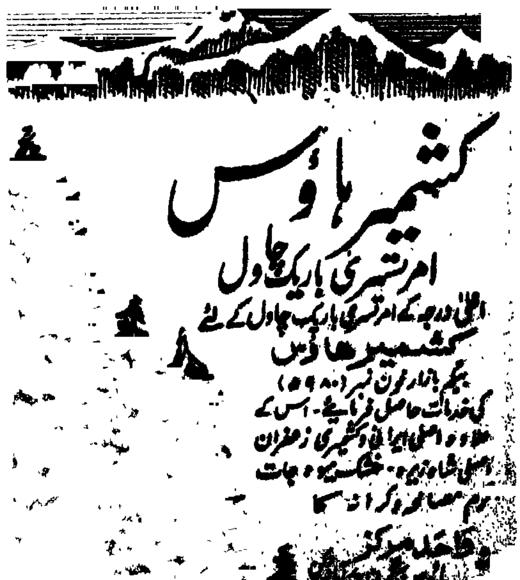


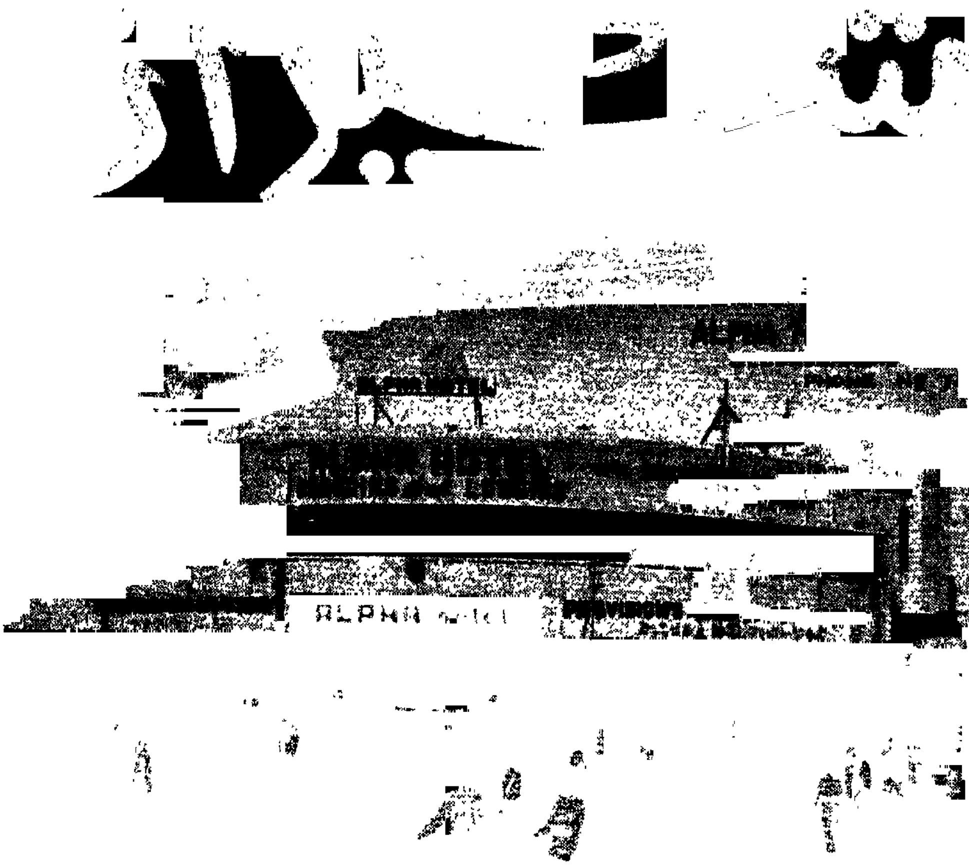
ایمباسی کیفے
چوراہا بشیر باغ حیدرآباد اے۔ پی
انگریزی اور مغلائی کھانوں اور بہترین انتظام کیلئے اپنی آپ نظیر
ہے خاصکر یہاں کے کری پفس ہندگیر شہرت کے حامل ہیں
اگر آپنے ایمباسی کیفے کے کری پفس نہیں کھائے ہیں تو گویا آپنے کری پفس کھائے ہی نہیں یہاں سے
پالسنس POLSONS اور لکٹوڈیکس LACTODEX
کا تازہ ترین اسٹاک بازار سے ارزاں حاصل کیجئے
Embassy
CAFE
PHONE No 2372

SHIRAZ



REGD.H.507.
SHIRAZ
URDU WEEKLY.
CHADARGHAT GATE HYDERABAD-A.P.







GRAND HOTEL

• اصلی ایرانی زعفران کی بریانی



ٹیلیفون نمبر ۲۳۶۴

گرانڈ ہوٹل

یوسف بلڈنگ عابد روڈ حیدرآباد دکن

• قیام و طعام کا شاندار مرکز • آرام دہ ہوادار کمرے
• باسلیقہ مستعد ملازمین • لذیذ کھانے اور مشروبات
• اصول حفظان صحت کی پوری پوری پابندی

یہ ہیں وہ خصوصیات جو گرانڈ ہوٹل
کو دوسرے ہوٹلوں سے ممتاز کرتے ہیں

DAWN



Garden Restaurant

LODGE & PROVISION STORES

PHONE No. LODGE, 74722.
RESTAURANT, 6905.

SAROJANI DEVI ROAD SEC, BAD.

گارڈن رسٹورنٹ لاج اینڈ پراویژن اسٹور

سروجنی دیوی روڈ سکندرآباد فون نمبر رسٹورنٹ (۶۹۰۵) لاج (۷۴۷۲۲)

قیام و طعام کا شاندار مرکز

مانا کہ سکندرآباد میں بہت سے لاج ہیں مگر پر فضا صحت بخش مقام
آرام دہ عصری فرنیچر، پاک صاف کشادہ کمرے، لذیذ اور ... کھانوں کے
گارڈن لاج آپ اپنی نظیر ہے
ایکبار گارڈن لاج میں قیام فرما کر آپ اپنا اطمینان فرمائیے۔

[illegible]

شیراز

سید مقام شیرازی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر

مقام اشاعت :- چادر گھاٹ گیٹ حیدرآباد (۲) انڈیا

جلد ۱۵
روز چہارشنبہ ۱۶ اگسٹ ۱۹۶۱ء
م ۳ ربیع الاول [illegible]
شمارہ [illegible]

غزل

(مطلع)
یہ آہ و بُکا بھی عیاں ہو گئی
نکل کر جو دل سے فغاں ہو گئی

یہ مجنوں کی کہتی ہے لیلیٰ اُسے سُنو
محبت بھی اک داستاں ہو گئی

کہانی مظالم کی جو تھی دبی
سرِ راہ ہر سُو بیاں ہو گئی

زمانہ کے حالات کا ہے اثر
مری زیست مجھ پر گراں ہو گئی

مظالم کو بھی ڈھاتے ڈھاتے سُنو
یہ آخر زمیں آسماں ہو گئی

بڑھاپے میں بھی کھنچی جاتی ہے خُو
یہ خواہش بھی مے کی جواں ہو گئی

یہ تاثیر بھی دل دُکھوں کی سُنو
خموشی بھی دیکھو زباں ہو گئی

یہ فصلِ بہاری کی تاثیر ہے
سُبو میں مئے ارغواں ہو گئی

پسِ پردہ آنکھوں سے بھی دفعتاً
یہ تصویر کیسے نہاں ہو گئی

چمن میں سہے مُرغِ بے بال و پر
یہ جائے قفس آشیاں ہو گئی

صبا کہتی جاتی ہے نوروز سے
شمیمِ چمن بوستاں ہو گئی

لیا جب کہ نامِ نبیؐ و علیؑ
بلا فصل کی بھی اذاں ہو گئی

فدائی کے حق میں یہ یادِ علیؑ
دلوں میں یہ تصویرِ جاں ہو گئی

علیؑ کے سبب سے بھی بعدِ نبیؐ
سپہ دینِ حق عز و شاں ہو گئی

علیؑ کی قرابت نبیؐ سے رہی تھی
بلندی میں اک آسماں ہو گئی

(مقطع)
عزادار کے دل میں فغاں سُنو
یہ یادِ محرم [illegible] ہو گئی

([illegible])

تنسیخ معاہدہ تحریری نمبر ۱ صاحبزادی عصمت النساء بیگم زوجہ نظام علی پسر مصطفیٰ علی

فرمایا یہ کیا تھا اسکی اصل تحریر میں شائع ہو چکی ہی مورخہ ۲۸۔ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء کو مگر بعد کو مدت گذشتہ کے صاحبزادی نے اس سے انحراف کی۔ اور کہا کہ یہ از خود خوشی سے لکھکر نہیں دی تھی بلکہ باپ کو خوش کرنے کے خیال سے کی تھی۔ حالانکہ یہ بیان اس کا سراسر غلط تھا۔

خیر اس کے بعد اُنھیں معاملات کے سلسلہ میں جو اسکی زندگی سے متعلق تھے اور اس کے شوہر کے نازیبا برتاؤ کی وجہ سے اِس میں رخنہ پڑتا تھا۔ لہٰذا مناسب سمجھا گیا کہ دوسرا معاہدہ اسی قسم کا لیا جائے (ضبط تحریر میں لاکر) جبکہ فریقین کے وکلار کی موجودگی میں اس پر دستخط ہو۔ چنانچہ اِسکی تکمیل باضابطہ طور پر ۲۴۔ جولائی سنہ ۱۹۶۱ء کو ہو چکی۔ اور یہ کیا ہے اس وقت میں اس کو ظاہر کرنا نہیں چاہتا سردست صیغۂ راز میں رکھکر۔ مگر آیندہ چلکر اسکی خلاف ورزی ہوگی تو اس وقت ٹرسٹیز مجبوراً صاحبزادی کے امور کا تصفیہ بتوسط عدالت کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ بجز اس کے کوئی دوسرا چارہ کار نہ رہے گا۔ اور یہ بجز وقت سِرّ راز میں ظاہر کیا جائے گا۔

چنانچہ یہ آخری فقرہ کو زن و شوہر سے کہدیا گیا ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے چار چار دن کو معاہدہ ہوکر شکست ہوتے رہے کہ یہ کھیل مذاق نہیں ہے۔ بلکہ اہم معاملہ ہے صاحبزادی کے مفاد کی حفاظت سے متعلق جو کہ ٹرسٹیز سے متعلق ہے۔ مگر ساتھ ہی اِس کے مجھے کم اُمید ہے کہ اِس معاہدہ نمبر (۲) کو پائیداری حاصل ہوگی کہ اس کے آثار و قرائن پائے نہیں جاتے ہیں۔ آیندہ خدا کو علم ہے کہ کیا ہو کیا نہ ہو جو بروقت پردہ سے باہر آجائیگا تو معلوم ہوگا کہ ہمارا قیاس کہاں تک صحیح تھا۔ وبس۔

مرقوم ۱۴ اگسٹ سنہ ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری بلغ)

قطعہ

خطا بھول جائے کو جی چاہتا ہے | ہنا کر ہی لانے کو جی چاہتا ہے
بجز ماہ ربیعان و ماہ محرم | نہ آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے

(آمدہ از [illegible])

قضیۂ نامرضیہ فوزیہ بیگم جس کو ایک کمسن بچہ ہے

صُلبی سعادت جاہ (برادرِ خورد حشمت جاہ)

(مُقیم مکان گاف)

فرمایا اسکی نوعیت کیا تھی صراحت سے اپنے مضمون میں بیان کردیا تھا۔ جو کہ نظام گزیٹیا کشمیر آزمیں طبع ہو گیا ہے۔ جس کو کچھ عرصہ گذرا ہے۔ لڑکی مذکورہ کا بیان ہے کہ خانگی میں اسکا عقد ہوا تھا سعادت جاہ کے ساتھ (گو اُس کا ثبوت قطعی نہیں ملا۔ تاہم اس سے متعلق جو واقعات پیش آئے تھے اس سے لڑکی کے بیان کی تصدیق ہوتی تھی۔) مگر نامبردہ کو اس سے انکار تھا۔ تاہم چونکہ لڑکی فریاد لے کر نذری باغ آئی تھی۔ لہذا میں نے اپنا اطمینان کرکے اسکو مدد دینے پر تیار ہو گیا۔ اور سعادت جاہ کے ٹرسٹ سے اِس کے اور بچہ کی پرورش کے لئے ماہانہ یکفند دینے کا قانونی طریقہ پر اُس کا انتظام کردیا۔ (بتوسط دفتر ٹرسٹ) اور ساتھ ہی یہ شرط قائم کیا کہ سعادت جاہ اس عورت کے ساتھ باضابطہ حدود نذری باغ میں اپنا مُتعہ کرالیں۔ جس پر وہ بعد پس و پیش راضی ہو گئے۔ اور اس مُعاملہ کو بالکلیہ میرے صوابدید پر چھوڑا۔ چنانچہ ارادہ ہے کہ یہ تقریب مسجد جُودی میں میرے بالمواجہ ہو جائے گی۔ (کیونکہ لڑکی امامیہ مذہب کی ہے اور کہتی ہے کہ ہوشیار جنگ مرحوم کی دُختر ہے)۔

بہرحال مذہب امامیہ کی رُو سے مدت کا مقرر کرنا مُتعہ میں ضروری ہے۔ اور جو کچھ مہر ہو وہ مقرر ہونا۔ لہذا چونکہ میں نے اس مُعاملہ میں دلچسپی لے کر تصفیہ کیا ہے۔ (محض معصوم کی وجہ سے۔ جس کا نام باپ کا رکھا ہوا معراج علی خاں ہے کہ شب معراج کو پیدا ہوا تھا) اس لئے بطور خود (۲ اغنٹ) اس کا مہر مقرر کیا۔ جسکو میں نے ادا کردیا جو کہ لڑکی کے نام سے دفتر ٹرسٹ میں امانت

قطعہ

کاربد دیکھئے عجب منحوس ہے　||　آدمی پیسہ کا بھی کنجوس ہے (بخیل)
کہتا جاتا ہے صبا گلشن میں آج　||　فصلِ گل میں مرغ بھی محبوس ہے (مقید)

([illegible])

ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ معصوم کی پرورش کیلئے (رقم) مقرر کیا جو دفتر ٹرسٹ میں جمع ہوتے رہیں گے۔ بشمول یکمشت از ٹرسٹ سعادت جاہ۔ تاکہ آئندہ زمانہ میں یہ ہر دو ماں و بچہ کی پرورش کے لئے کام آئے۔

دیگر ہر دست لڑکی و معصوم بچہ نذری باغ میں ہے۔ مگر اس کیلئے ایک جگہ میں تجویز کر رہا ہوں (یعنے مکان کیلئے)۔ جو میدان گاف سے قریب ہو۔ تاکہ سعادت جاہ کی عند الضرورت یہاں آمد و رفت رہے۔ اس کے علاوہ متعہ کیلئے مدت کا مقرر ہونا ضروری ہے۔ (مطابق امامیہ مذہب)۔ لہذا اسکی مدت ایک قرن (۱۲ سال) مقرر کرنے والا ہوں۔ تاکہ یہ متعہ دوسری شکل و صورت یا معنے میں مثل نکاح سمجھا جائے۔ کیونکہ بعد متعہ ہر چیز کی صراحت نوٹ سیاہا میں درج کرکے میری دستخط سے (جیسا کہ قاعدہ سب کے لئے مقرر ہے) دفتر ٹرسٹ میں رہنا ہے۔ اور وقت تقریب میں بہ حیثیت بزرگ خاندان مسجد جودی میں رہونگا۔ مگر سعادت جاہ نے مجھ کو اختیار دیدیا ہے کہ اون کے طرف سے ایک مولوی صاحب کو یہ کام انجام دینے کے لئے مقرر کروں۔ بہ حیثیت وکیل و گواہ بہ سلسلہ ایجاب و قبول (کیونکہ وہ بروقت موجود رہنا نہیں چاہتے ہیں)۔

دوم حسب عادت مولوی اصغر حسین صاحب (نبیرۂ کلاں مولوی علی نقی صاحب مرحوم) اور آغا ابو القاسم خراسانی بغرض صیغۂ نکاح موجود رہیں گے۔ اور صیغہ نکاح کا ہی پڑھا جائے گا۔ اور یہ کام انشاء اللہ بعد ختم ایام عزا بہت جلد انجام پائیگا۔ اور تکمیل تقریب کی اطلاع شیراز میں بروقت شائع ہو جائے گی۔

آخر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ایک ادھورا کام کسطرح سے مستحکم بُنیاد پر مطابق شریعت اسلام انجام پا رہا ہے جو قابل غور ہے۔ اور ساتھ ہی ماں و معصوم بچے کے حق میں ضرور سازگار رہیگا کہ ہر دو میرے خاندان سے وابستہ ہوگئے ہیں۔ یہ محض قسمت کے کھیل ہیں جو شاذ و نادر و قوع میں آکر رہتے ہیں و بس۔

فرمایا جس تاریخ سے یہ ماں بچہ نذری باغ میں ہے۔ ان کے مصارف کا بار میں برداشت کر رہا ہوں بشمول دیگر لڑکیاں جو یہاں مقیم ہیں۔

مرقوم ۱۴ اگست ۱۹۶۲ء

(آمد از نذری باغ)

قطعہ

دل تیر نظر سے بھی تو گھائل نہیں ہوتا | تعویذ بھی گردن میں حمائل نہیں ہوتا

محسن ہے کے دل ایک جو سمجھے کہ نہایت | آزاد و منش دیکھ کے قائل نہیں ہوتا

قریب الختتم ایام عزا محرم ۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۸۱ تک جو کہ آخری مجلس ہے

فرمایا یہ ایک ہفتہ میں ختم ہو جائیگا۔ اس کے بعد سے بعض خانہ زادان جو غیر متاہل ہیں انکے عقد کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے یکے بعد دیگرے اور سب سے اول شریف الحسن کا ہونا ہے (پسر نصیر الدین عہدہ دار مرحوم) جو دو تین ماہ سے بغیر زوجہ نذری باغ میں اپنے مکان میں تنہا مقیم ہے۔ یہ بھی رتبہ کا اچھا لڑکا ہے۔ اب صرف اس کے لئے موزوں لڑکی تجویز ہوتا ہے اور یہ معاملہ اسوقت میرے زیر غور ہے جس کا بہت جلد انشاء اللہ تصفیہ ہو جائے گا۔

مبارک باشد

مرقوم ۱۴ راگست [illegible]

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

نکھرا ہے رنگ آج چمن میں گلاب کا ‖ اور کیف بھی عجیب ہے جام شراب کا
اعدا نے کی تھی کوشش بے جا دبانے کی ‖ رتبہ بلند ہو گئے رہا بوتراب کا

([illegible])

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

ہو گیا پھولوں سے پر باغ چمن اپنا ‖ خوب نکھرا ہے ذرا دیکھ لے گلشن اپنا
[illegible] تھا کسی عہد سے دیکھو تو ہوا ‖ آج گندم سے نکھرا ہے یہ خرمن اپنا

(آمدہ از نذری باغ)

اعلان نسبت مہدی علیؑ بہ ادیب النساء بیگم

(بہ سلسلہ مضمون شائع شدہ در شیراز مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۶۱ء)

فرمایا شکر ہے کہ بچہ کے باپ نے میری تجویز سے اتفاق کرکے تدبر و دور اندیشی کا ثبوت دیا۔ مخصوص اس پر آشوب زمانہ میں۔ جو اُمید ہے کہ اِن دو معصوم بچوں کے حق میں زمانہ آئندہ میں یہ انتظام سازگار ثابت ہوگا۔ علاوہ اِس کے خوش نصیبی سے بچہ بہجت جاہ کا ہم زلف بن رہا ہے۔ جیسا کہ علمبردار جونیر پرنس کا ہم زلف ہے۔ جو باعث شرف ہے۔

دیگر بچہ کی والدہ یعنے زوجہ سابق جاگیردار گھٹالہ کو مَیں نے حال میں پہلی دفعہ نذری باغ طلب کرکے دیکھا تھا۔ جو سُنا ہے کہ حسینی بیگم زوجہ یاور جنگ مرحوم کے خاندان سے رشتہ رکھتی ہے

بہ ہر حال جو کچھ ہوا وہ الخیر فیما وقع تھا۔

زیادہ - مبارک باشد

مرقوم ۱۴ اگست ۱۹۶۱ء

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

سوا شراب کے محفل میں کوئی کام نہیں ‖ کہ خالی نغمۂ دلکش سے کوئی شام نہیں
بجز شہنشہِ بابِ نجفؑ نہیں ممکن ‖ ہر ایک شخص بھی دیکھو تو وہ امام نہیں
(المکتفی)

(آمدہ از نذری باغ)

قطعہ

فلک بھی جگمگایا ہے عجب شب میں ستاروں سے ‖ چمن کی ہوگئی رونق بھی تو کیسی بہاروں سے
سرِ میدانِ گلشن کہتی ہے بادِ صبا سُن لو ‖ مقابل ہوگئے ہیں گل بھی اب دیکھو تو خاروں سے

(آمدہ از نذری باغ)

خطیب نبر سلولی ... جو حق اور صداقت کا ... پیشرو ہے

شمشیر از

ایڈیٹر : سید صمصام شیرازی

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

عام انتخابات

عام انتخابات جوں جوں قریب آتے جا رہے ہیں ملک کی تمام سیاسی جماعتوں کی انتخابی سرگرمیاں تیز تر ہوتی جا رہی ہیں۔ ہر جماعت کا یہی ادعا ہے کہ وہ قوم و وطن کی سب سے زیادہ بہی خواہ، سب سے زیادہ خدمت گزار اور کارکرد، بے لاگ، بے باک، سب سے زیادہ ایثار کرنے والی اور سب سے زیادہ ترقی پسند جماعت ہے۔

اس کے ساتھ ہی ہر جماعت کا یہ بھی ادعا ہے کہ آنے والے انتخابات میں سب سے زیادہ نشستوں پر وہی جماعت قبضہ کرلے گی انتہا یہ کہ کمیونسٹ پارٹی بھی جو اب تقریباً بے جان ہو چکی ہے اور چین کے معاملہ میں اپنے سیاسی دیوالیہ پن اور نظریاتی انتشار کا ثبوت دے چکی ہے

خطیب منبر سلونی

کا ارشاد مبارک ہے کہ قیامت میں سب سے زیادہ حسرت اس شخص کو ہوگی جسنے مال کو ناجائز طریقوں سے کمایا

اور فی الوقت کسی کی کوئی نمایاں پالیسی اور متعین پروگرام نہیں ہے اُسے کو بھی یہ دعویٰ ہے کہ صرف وہ قوم و ملک کی بہی خواہ ہے اور ملک کی سب سے زیادہ ترقی پسند جماعت ہے اور آنیوالے انتخابات میں کمیونسٹ ہی زیادہ سے زیادہ نشستیں حاصل کریں گے

اپوزیشن جماعتوں اور سوتنترا پارٹی کی جانب سے کانگریس حکومت کی گزشتہ کارگزاریوں پر مسلسل تنقیدیں کیجا رہی ہیں اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ تعریض اور تنقیص کے قطع نظر بعض تنقیدیں حقیقت پر مبنی ہیں اور ان میں کافی وزن بھی ہے

کانگریسی وزراء کی بے ضابطگیوں غیر تسلی بخش کارکردگی اور غیر کانگریسی جماعتوں کی مسلسل تنقیدوں سے متاثر ہوکر عوام اس وقت ایک دوراہے پر کھڑے ہوئے ہیں وہ اس کشمکش میں مبتلا ہیں کہ ایک بار پھر کانگریس کو ووٹ دیکر گزشتہ غلطیوں کا اعادہ کیا جائے یا پھر کسی دوسری جماعت کو ووٹ دیا جائے

ان حالات میں عوام کی ایک قابل لحاظ اکثریت

قطعہ

دیکھو تو رنگ پیرہ گلستاں ہے آجکل
کہتی ہے یہ بہار بھی پیش خزاں ہے سو

بلبل بھی آشیاں میں غزلخواں ہے آجکل
ہر مرغ باغ دیکھ کے حیراں ہے آجکل

(آغا آزاد ندوی عظ)

[illegible] ہے۔ اس کا ایک سبب
یہ بھی ہے کہ [illegible] بازی کے علاوہ
چند ایسے چہرے کے افراد بھی آ گئے ہیں جو عوام میں کافی مقبول
نہیں اور جن کا عوام پر کافی اثر ہے اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ چند
بے لاگ قربانی کو سستے کرتے ہوئے کانگریس میں ایسے فرقہ پرست
اور ذاتی مفاد کو عزیز رکھنے والے عناصر داخل ہو گئے ہیں۔
جنہوں نے اہل وطن کو صوبہ پرستی اور لسانی تعصب میں مبتلا کر دیا
ہے۔ حصول آزادی سے قبل کانگریس کا طرۂ امتیاز ایثار
اور قربانی تھا لیکن آج ایثار اور قربانی ایسے الفاظ ہو گئے
جو بے معنے نہیں۔ آج کے اکثر کانگریسی حصول اقتدار
کی دوڑ میں اپنے ذاتی مفاد کی فکر میں الجھے ہوئے ہیں یہ وہ
عناصر ہیں جو کانگریس تنظیم کو گھن کی طرح کھائے جا رہے
ہیں۔ کانگریس تنظیم میں صاحب کردار، صاحب ایثار، محب
وطن اور عوام کے سچے بہی خواہ بھی ہیں لیکن غالب اکثریت ایسے
افراد کی ہے جو اپنے مفاد کے لئے قوم اور وطن کو قربان کرنے
میں دریغ نہیں کرتے۔

ان حالات میں جبکہ عوام کی ہمدردیاں کانگریس
سے ہٹ رہی ہیں اگر کانگریس آنے والے انتخابات میں موجودہ
وزراء اور [illegible] کو کھڑا کرے تو عوام کسی قیمت پر
بھی اپنی سابقہ غلطی کا اعادہ نہ کریں گے اسطرح غیر تجربہ کار
نوجوانوں کو جو نہ تو قومی خدمات کا کوئی سابقہ ریکارڈ رکھتے
ہیں اور جو نہ سنجیدگی اور تجربہ رکھتے ہیں، انتخابات میں کھڑا
کرنا ایک بھول ہوگی۔ حالات کا تقاضہ یہ ہے کہ صرف
ان قومی خدمت گزاروں کو کانگریس کا ٹکٹ دیا جائے جن
کے اور ایثار پر نہ صرف کانگریس بلکہ عوام کو بھی پورا
بھروسہ ہے۔

کانگریس سے ایک اور شکایت یہ ہے کہ وہ
ٹکٹ دیتے وقت مسلم اقلیت کو نظر انداز کرتی ہے یہ ضروری
نہیں ہے کہ جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے صرف وہیں
سے مسلمان امیدوار کو کھڑا کیا جائے بلکہ کانگریس کا اثر
ایسا ہونا چاہیئے کہ مسلم اکثریت والے علاقہ سے ہندو
امیدوار اور ہندو اکثریت کے علاقہ سے مسلم امیدوار کھڑا
کیا جائے اور اسکو کامیاب بنایا جائے۔

بہرحال ٹکٹ دیتے وقت بے لوث خدمات
اور اخلاق و کردار کی ایک کسوٹی مقرر کرنا چاہیئے اب
دیکھنا یہ ہے کہ کانگریس اس مرحلہ سے کسطرح عہدہ برآ
ہوتی ہے۔

شیر آزاد اصل حق کا ترجمان اور صاحبانِ ذوق کا اخبار ہے

قطعہ

کیسے سرسبز یہ حدائق ہیں (باغ)
نہیں آساں ان سے چھٹکارا

کیسے شاداب یہ شقائق ہیں (پھول)
بہرِ انساں یہی علائق ہیں

[illegible]

واقعہ کربلا اور پردہ کی اہمیت

سید العلماء الحاج مولوی سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد

کربلا میں حق و باطل کی جنگ تھی۔ نصرت دین کا سوال تھا۔ اور دشمنان اسلام کا مقابلہ تھا۔ کوئی شک نہیں کہ حمایت حق اور نصرت دین جس طرح مردوں کا فریضہ ہے۔ اسی طرح عورتوں کا بھی فریضہ ہے مگر طریقہ کار اس کا دونوں کے لئے یکساں ہونا چاہیئے یا مختلف؟

موجودہ تمدن جو عورتوں کو پردہ وغیرہ کی پابندیوں سے آزاد کرنا چاہتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہونا چاہیئے کہ طریق کار دونوں کا ایک ہے۔ جس صورت سے مرد نصرت حق کے لئے میدان میں آتا ہے اسی طرح عورت کو بھی آنا چاہیئے۔ خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ مردوں کی تعداد اتنی نہ ہو کہ وہ ظالم کی مادی قوت کا خاتمہ کر سکیں۔ اور خصوصاً اس حالت کہ مرد جب اپنا کام انجام دے کر گزر چکے ہوں اور ایسے رفیقوں کے سوا کوئی باقی نہ ہو۔ ایسی حالت میں تو مرد اور عورت کے درمیان کوئی خط فاصل کھینچنا موجودہ خیالات کے لحاظ سے صحیح ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر یہ ایک حقیقت ثابتہ اور ناقابل انکار واقعہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے جو اپنے وقت میں اسلامی اقدار کے تحفظ کے واحد ذمہ دار تھے۔ کربلا کے میدان میں پردہ اور مخصوص نسوانی نظام تمدن کی وہ اہمیت ثابت کی ہے جو اس سے پہلے وہم و خیال میں بھی نہیں تھی

[illegible]

اور ایک طرف زیادہ سے زیادہ ... ہیں جو ضعیف العمر ہو چکے تھے اور صغیر السن بچے بھی ... بوڑھے جہاد بالسیف سے مستثنیٰ نہیں رہے۔ ... نابالغ بچے مستثنیٰ نہیں رہے البتہ عورتیں جہاد بالسیف سے اس سخت وقت میں بھی مستثنیٰ رکھی گئیں۔ کوئی بہادر عورت جیسے ام وہب زوجہ عبداللہ بن عمیر جوش میں آ کر میدان میں آ گئی۔ تو امام حسین علیہ السلام نے یہی کہہ کر واپس فرما دیا کہ عورتوں پر سے جہاد ساقط ہے۔

کوئی نہیں کہہ سکتا کہ حضرت زینب کبریٰ اور ام کلثوم میں جرأت و شجاعت کا جوہر ام وہب سے کم تھا۔ مگر کوئی ضعیف سے ضعیف روایت ایسا نہیں بتاتی کہ ان میں سے کسی مقدس خاتون نے اس طرح کا اقدام کیا ہو۔ کیونکہ اسی لئے کہ نظام اسلامی جو عورت کے لئے ہے۔ وہ ان کے دل و دماغ میں راسخ تھا۔ یہ ایسا ارادہ کر ہی نہیں سکتی تھیں۔ زینبؑ و ام کلثومؑ کا کیا ذکر جو رسول کے گھرانے کی بیٹیاں تھیں ام لیلیٰ، ربابؑ اور مادر قاسمؑ ایسی خواتین ... جو صرف اس خاندان کے ساتھ بہو ہونے کا رشتہ رکھتی تھیں قدم آگے نہیں بڑھایا۔ اس سے ہرگز یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ معاذ اللہ ان کے دل میں نصرت اسلام کا ولولہ موجود نہ تھا۔ مگر یہ سمجھتی تھیں کہ ہمارے لئے اسلامی نظام تمدن میں ایسا کرنا روا نہیں ہے۔

بڑے سخت مواقع تھے وہ جب کوئی کڑیل جوان میدان میں مصروف جہاد ہے۔ کوئی کم سن بچہ ہو کر قربانی میں حق وفا ادا کر رہا ہے۔ کوئی جان سے زیادہ عزیز بھائی نرغے میں گھرا ہوا ہے۔ اور اس وقت نا متاثر رہنے والی ... اور دل و جان سے ... پردہ کا ...

خیمہ کے اندر ... تنہا تھا۔

وقت ترین موقع کہ جب تمام عزیز و انصار شہید ہو چکے تھے۔ اکیلے امام نرغۂ اعدا میں گھرے ہوئے سر کو قلم کرنے کے لئے بڑھ رہے تھے۔ کیا اگر اس وقت خاندان بنی ہاشم کی خواتین تلواریں لے کر فوج دشمن پر ٹوٹ پڑتیں۔ اور امام حسینؑ کو اپنے حلقہ میں لے لیتیں۔ تو سر حسینؑ آسانی سے قلم ہو جاتا؟

کون کہہ سکتا ہے کہ اس وقت کربلا کی تاریخ کس صورت پر لکھی گئی ہوتی۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا کیوں؟

کیا زینبؑ و ام کلثومؑ کی رگ و پے میں وہی خون گردش نہیں کر رہا تھا۔ جو ابوالفضل العباسؑ بلکہ خود حسینؑ کے رگ و پے میں گردش کر رہا تھا۔ کیا حضرت علی بن ابی طالبؑ کی شجاعت و جرأت میں بیٹیوں کا کچھ بھی حصہ نہیں تھا۔

نہیں ہرگز ایسا نہیں ہے۔

مگر کیا تھا وہی جان، بھائی اور اولاد سب سے زیادہ عزیز اصول اسلام کا لحاظ جو زینبؑ کے ان دو رسیدہ بے کس بیبیوں کو آخر تک جکڑے رہا۔

سب کچھ ہو گیا۔ مگر وہ اسی جگہ بیٹھی رہیں۔ کہ جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام بٹھا گئے تھے۔ اس وقت تک کہ جب تک وہ جگہ یعنی خیمہ باقی رہے۔ ہاں جب خیموں میں آگ کے شعلے بلند تھے۔ اور ظالموں کے ہاتھ سروں کی چادروں ہی کو نشانہ ظلم بنائے ہوئے تھے تو ناموس اسلام کی خاطر ظاہری عزت و ناموس کی قربانی کے سوال کو عملی طور پر حل کرنے کی ضرورت تھی۔ جس میں ان کے قدم پیچھے نہیں ہٹے۔

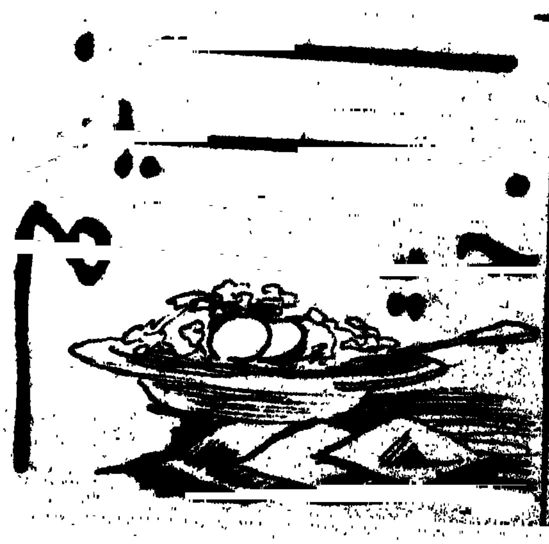
اب اس وقت انہیں بھائی بیٹوں اور عزیزوں کے تمام داغوں سے بڑھ کر داغ جو تھا۔ وہ بے پردگی کا داغ تھا۔ اور جب درد دل کے اظہار کا وقت آیا۔ تو تمام مصائب میں شدت و قوت کے ساتھ اسی مصیبت کا اظہار کیا گیا۔

اس موقع پر جب ثانی زہرا حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو دربار میں خطبہ پڑھنے کی ضرورت پیش آئی تو یہ یادگار زمانہ الفاظ تاریخی دنیا میں پردہ کی اہمیت کا ابدی ثبوت بن کر آپ کی زبان پر آئے تھے۔

أمن العدل یا ابن الطلقاء تخدیرک
حرائرک و امائک وسوقک حرائر
بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
سبایا قد هتکت ستورهن و ابدیت
وجوههن یتصفح وجوههن القریب والبعید
والدنی والشریف۔

(اے یزید) کیا یہی انصاف ہے کہ تو نے اپنی عورتوں اور کنیزوں کو پردہ میں بٹھا رکھا ہے۔ اور دختران پیغمبر خدا کو قید کر کے بے پردہ پھرایا اور ان کے چہروں کو بے نقاب کیا ہے۔ غضب ہے کہ نزدیک و دور کے لوگ اور پست و بلند ہر طرح کے آدمی ان کے چہروں پر نظر ڈالتے ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ثانی زہرا حضرت زینب کبریٰ اپنی سب سے بڑی مصیبت اس بے پردگی کو سمجھتی تھیں۔ اور اسی لئے اس کا خصوصی طور پر آپ نے تذکرہ فرمایا۔



مسلمانوں کی روشن تاریخ کا ایک سیاہ ورق

اسلام کے دامن پر ایک بدنما داغ

(از مولوی صبغت اللہ صاحب شہید فرنگی محل لکھنو)

خدا مجھے معاف کرے مگر میں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ واقعہ کربلا اسلام اور مسلمانوں کی روشن تاریخ کا ایک سیاہ ورق اور اسلام کے صاف دامن پر ایک بدنما داغ ہے۔

ذرا خیال تو فرمایئے۔ کہ ایک سب سے قوی التاثیر اور کامیاب ترین رسول کو دنیا سے گئے ہوئے مشکل سے نصف صدی گذرتی ہے کہ اس کی محبوب ترین صاحبزادی کے صاحبزادہ جو حقیقتاً اور عرفاً اسی رسول مقدس کی اولاد، فرزند اور جانشین کہلاتے ہیں۔ کسی اخلاقی (نعوذ باللہ) یا سیاسی جرم پر اپنے صغیر السن بچوں کے ساتھ شدید ترین بے دردی سے شہید نہیں بلکہ مثلہ بھی کئے جاتے ہیں۔ ان کا جرم صرف اسی قدر ہوتا ہے کہ

تم اس گھر کے چشم وچراغ ہو۔ جس سے اس رسول کا مذہب نکلا۔ چمکا اور پھیلا۔ بے دینی اور مقابرہ شئے آخر ہے۔ مگر اللہ مجھے انصاف سے بتاؤ کہ میرے آقا اور سید سید نا حسین سے اس دوران میں سوائے ترقی اسلام اور تقویت حق کے اور کس چیز کا خطرہ تھا۔ اور اس قصور بیان کا اس جماعت کے ہاتھوں تباہ ہونا جو اپنے کو ان کے نانا کا کلمہ گو اور ان کے گھر سے ترقی پانے والے دین کا پیرو کہتے تھے۔ مسلمانوں کے لئے کس قدر عبرت ناک اور شرمناک ہے۔

یہی تخیل تھا جو اواخر عہد طالب علمی میں اس واقعہ کے ذکر و اشاعت سے مجھے روکا کرتا تھا۔ اور میں اس ذکر مقدس کو غیر ضروری بلکہ ایک حد تک اقرار جرم کے مترادف سمجھتا تھا۔

لیکن برکات ہدایت یا اس مقدس جماعت کی کرامت یا خود واقعہ کی غیر فانی قدوسیت کا یہ کرشمہ سمجھئے کہ آج میں اس واقعہ کی یاد کو مریض اسلام کے لئے دم عیسوی سمجھتا اور یقین کرتا ہوں۔

میرا ایمان ہے بلکہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ پر ہر ایمان رکھنے والے کا یہ ایمان ہے کہ شب و روز خلوت و جلوت نوم و یقظہ بلکہ ہر حالت میں رسول اسلام و صلوٰت اللہ علیہ و آلہ واصحابہ کا ہر قول ہر حرکت بلکہ ہر ادا قدوسیتوں اور ہدایت کا وہ بیش قیمت خزانہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ جو دنیا کی بڑی سے بڑی راہ نمائی اور ارشاد میں نہیں۔ بعینہ یہی حال اس پاکیزہ اور محترم جماعت کا ہے جس نے شکوہ نبوت سے اپنے قلوب کو منور کر لیا تھا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اسی سانچے میں ڈھل گئے تھے۔ اس لئے سید نا و امامنا حضرت حسین لخت جگر رسول و فرزند

خود اللہ اللہ کی مبارک زندگی تو تھی ہی آپ کی شہادت تک آپ کے بعد کی پامالی۔ آپ کے سر مبارک کا بے دردی سے آپ کے بزرگ اور برگزیدہ ترین خاندان کی بے عزتی اور آپ کے بے قصور صاحبزادوں ۔ بھتیجوں بھانجوں اور اہل خاندان، اور رفقاء کی توہین اور اذیت غرض اس واقعہ کا جو سب سے بڑا ظلم اور بدترین جزا دینے والا ہے جو دنیا کے کسی واقعہ میں نہیں مل سکتا۔

آج کی "پولیٹکل" ان برکات و مواعظ کی عجیب اور پر تفصیل کرتی ہے۔ کوئی آپ کی قربانی کو استبداد سے نجات عظیم کہتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اس قربانی میں حفاظت حقوق کی اسپرٹ کام کر رہی تھی۔ کوئی ان کو نان کو آپریشن کا مبلغ اعظم کہتا ہے کوئی کہتا ہے کہ ان شدائد و مظالم کو انگیز کر لینا محض خلافت کی روحانی عظمت اور اس کی اصلی شان کے تحفظ کے لئے تھا۔

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچیں نگاہ تو ز داماں گلہ دارد

کے اصول پر آج کھیلوں کے پھولوں کی خوشبو سے انکار نہ کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ ہاں کربلا کے میدان میں جو باغ ان مقدس خونوں سے سینچا گیا تھا اس میں یہ بھی پھول ہیں۔ لیکن میرے رسول کا پارہ جگر اور اپنے وقت کا جانشین رسول کوئی پولیٹکل لیڈر نہ تھا۔ کہ اس سے ہم کو صرف سیاسی منافع ہوں۔ بلکہ میرے خیال میں اس مقدس واقعہ کا روشن ترین پہلو یہ ہے کہ وہ "انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر" کی روشن ترین تفسیر تھا۔

ناظرین یہ واقعہ ہے کہ آنحضرت سرور عالم کے صاحبزادوں کے مسلسل انتقال پر کافروں میں شادیانے بجنے لگے۔ اور ہر طرف چرچے ہونے لگے۔ اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام لیوا کون ہے۔ ان کا نام مٹا جاتا ہے اب یہ لاولد (لاشئی) ہو گئے ان کا فاتحہ و درود کون کرے گا۔ لیکن خدا نے فرمایا ہم نے کثرت اچھے کوثر اور کثرت اولاد دی ہے۔ تمہارے بدگو ہی ابتر ہیں۔ خدا نے یہی چیز آنحضرت کے منظر میں رکھی تھی۔ کل سنہ ۶۱ھ میں جب ابن سعد کی جماعت کے تیر و خنجر پوری قوت و ہیبت سے کام کر رہے تھے۔ اس وقت کس کو یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ اس پامال قافلہ کا نام لیوا کون رہے گا۔ اب حسین (نعوذ باللہ) اور ان کا خاندان ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن قدرت کا کرشمہ دیکھیے کہ حسین زندگی سے زیادہ قوی حیات رکھتے ہیں۔ رہیں گے قیامت تک اور بعد قیامت تک زندہ رہیں گے۔ لیکن بتاؤ آج یزید کا نام لیوا کون ہے۔ شمر ذی الجوشن کے خلف کہاں ہیں۔ ابن سعد کی قبر پر چراغ جلانے والا کدھر ہے؟ اور خولی کا فاتحہ دینے والا دنیا کے کس گوشے میں ہے؟

نہیں ہے اور قسم برب حی و قیوم نہیں ہے کیا اتفاق ہے کہ سینکڑوں آدمی جو (ظاہر میں) مٹنے اور شکست کھانے والے حسین (علیہ السلام) کی نسل میں نہیں ہیں۔ وہ اپنا شرف و وقار بڑھانے کے لئے جھوٹ موٹ اپنے کو سید کہہ دیتے ہیں اور بہت سے لوگ جو حقیقت میں یزید۔ ابن سعد۔ اور شمر کی اولاد میں ہیں اپنے جد اکبر کا نام لیتے شرماتے ہیں۔ (جس کے معنی یہ ہیں کہ حسین (علیہ السلام) کی شکست فتح عظیم اور یزید کی فتح شکست عظیم تھی) پس آج جو لوگ اس دردناک واقعہ کو یاد کر کے روتے ہیں وہ کچھ بیجا نہیں

کوہ مقدس قدم رسولؐ اور
کوہ پنجہ مبارک مولا علیؑ (پنجہ گٹہ)

از نواب میر ریاست علیخاں صاحب نبیرۂ نواب نصیب یاور الدولہ مرحوم

زمانۂ سلطنت قطب شاہیہ میں چلۂ مقدس کوہ مولا علیؑ کے پہلو کے علاوہ اس پہاڑ کے قریب کے دوسرے دو پہاڑوں پر مختلف عمارتیں بنوائی گئیں جن میں ایک قدیم بارہ دری بنام "سلطان کی چوکی" اس وقت بھی موجود ہے۔ چوکی والے اس پہاڑ سے متعلق دوسرے پہاڑ پر ایک مختصر، اونچی اور شاندار عمارت بنوائی گئی تھی۔

عمارت ہر طرح محفوظ اور بہت اور صاف ستھری حالت میں تھی جب نواب حضرت آصف جاہ ثانی کے عہد میں محمد شکر اللہ خاں خانہ زاد سرکار نے اس پہاڑ کے اوپر اس خالی عمارت کو پاکیزہ اور محفوظ دیکھا تو انہوں نے نقوش قدم مبارک اور آثار مقدس حضرت ختم المرسلینؐ کو یہاں لا کر محفوظ کیا اور عمارت کے شمالی پہلو میں ایک چھوٹی سی مسجد بھی تعمیر کی تھی جو حال ہی میں منہدم ہو گئی۔

یہاں اس بارگاہ کے قائم ہونے کے بعد پہاڑ پر چڑھنے کا راستہ دشوار گزار ہونے سے اس پہاڑ کی سیڑھیاں نواب تسلیم علی خان نے بنوائیں۔ موصوف [illegible] کوہ شریف کی سیڑھیاں بھی بنوائی تھیں اور اس بارگاہ کے مجاوروں کے لئے اخراجات کے تحت سرکار سے موضع مقرر کیا۔

پہلو پر مقدس یادگار کر دیا۔ نقوش قدم مبارک اور آثار مقدس یہاں سے دوسری جگہ منتقل کر دیئے گئے ہیں۔ اب اس پہاڑ پر اسی دور کے منتقلی میں بچا کچھا [illegible] میں صرف قدم مبارک حضرت سرور کائنات الستادہ ہے اور ہر سال ماہ ربیع الاول میں یہاں عرس مبارک ہوتا ہے

اسی طرح ایک اور متوسط پہاڑ پر پنجہ مبارک مولا علیؑ موقعہ موسومہ (پنجہ گٹہ) ایک بہت ہی قدیم [illegible] کی زیارت گاہ ہے۔ اس بارگاہ کا رواق تنگ پست ایک [illegible] محرابی وضع کی بہت لانبی اور پست کمان کے طور پر بنا ہوا ہے۔ اس رواق کی وسعت کے مطابق اسی رواق کے آگے [illegible] نعمت خانہ لداؤ سنگی چھت کا بنایا گیا ہے

رواق میں پنجہ مبارک کے سامنے والے [illegible] ہمیشہ الستادہ رہتے ہیں۔ اس پہاڑ پر جانب شمال [illegible] بڑا سا پتھر کھڑا ہے گویا یہ پہاڑ کی دوسری منزل ہے جس پر [illegible] چڑھنے کی سیڑھیاں موجود ہیں اور یہاں ایک قدیم درخت ہے لیکن یہ بہت ہی پرخطر اور دشوار گزار راستہ ہے جس کے لئے کوئی دیوار یا سہارا نہیں ہے۔ اصل پنجہ مبارک اس [illegible] ہے۔ کچھ اور معتبر بیانات و موجودہ بیانات سے [illegible] کہ اس پہاڑ پر جہاں پنجہ مبارک کا نشان [illegible] دو نشانات منقوش ہیں۔ ایک آستادہ [illegible] جو اس پتھر پر نقش ہو گیا ہے اور نشان [illegible] زانوئے اقدس کا نشان ہے جس کے متعلق مشہور روایت ہے [illegible] حضرت سلیمانؑ و خضرؑ مظہر العجائب علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے دیار ہند میں سرزمین دکن میں جہاں جہاں اپنی بدولت [illegible] عزت بخشی ہے وہاں ایسے آثار و نشانات پتھروں پر مرتسم [illegible]

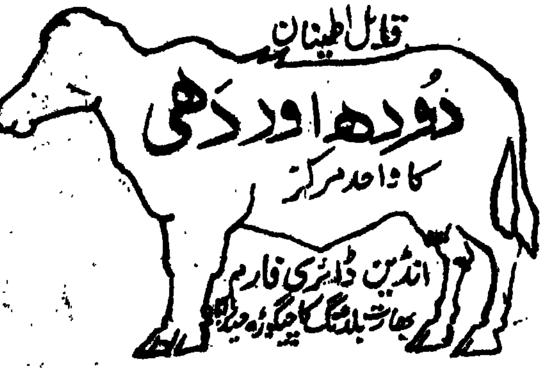
بہاڑ کے اوپر جہاں حضرت میر مومنؒ کا قریب مزار حضرت علی وابستہ ہیں۔ یہاں ایک سیاہ لمبا پتھر گھوڑے کی ٹھوکر لگنے سے اُٹھ گیا جگہ یہاں بھی مولائے کائنات تشریف لائے تھے اس پتھر پر گھوڑے کے سُم کے نشانات دکھائی دیتے ہیں اور وثوق سے ابھی تک موجود ہے اور آج تک لوگ اسکی زیارت کرتے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی ان نشانات مقدس سے متعلق یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ اس بڑے پتھر پر غضب جلال فرمانے کے بعد مولا مشکل کشا نے پہلے اپنے زانوے اقدس کو پتھر پر ٹیکا بعد ازآں دست اقدس کو ٹیک کر سہارا فرمایا تھا۔ اسی طرح یہ تمام نشانات اس پہاڑ پر مرتسم ہیں — ! جو متبرک زیارت گاہ بن گیا ہے۔

پیغمبرؐ اور امامؑ حجت خدا ہیں۔ ان کے اوصاف ظاہری میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ جب کبھی ان کے جسم اطہر کا کوئی حصہ یا وہ مرکب کا پاؤں جس پر یہ سوار ہوں زمین نرم پر سہارا لے تو وہ بیٹھ جاتا اور محو ہو جاتا ہے اگر کوئی سخت جگہ پر قرار لے تو وہ اس پر قدم آتا ہے اور مرتسم ہو جاتا ہے۔ ان آثار و نشانات ظہور پذیر ہونے کی وجہ سے یہاں بھی زمانۂ قطب شاہی ہی میں اس بارگاہ کا قیام عمل میں آیا اور یہ کوہ مبارک زمانۂ قدیم سے پنجہ گٹہ کے نام سے موسوم ہے یعنی پنجہ کا پہاڑ۔ تلنگی زبان میں "گٹہ" پہاڑ کو کہتے ہیں اسی طرح یہ بارگاہ دکن کے دو قدیم زبانوں اردو اور تلنگی کے بہتے جاتے سنگم بن کر لفظ "پنجہ گٹہ" سے موسوم ہو گئی۔

اس پہاڑ کی سیڑھیاں کہنہ اور دشوار گزار ہو گئی تھیں اور بارگاہ کی سنگین چھت بھی کہنگی کے سبب سے مرمت طلب تھی۔ حال ہی میں حیدرآباد کے ایک ذی مقدور اور عقیدتمند فدیر زادہ نے ان سیڑھیوں کا راستہ بدل کر پہاڑ کے عقب سے از سرِ نو چونے اور پتھر سے مستحکم سیڑھیاں اور اس بارگاہ کی ضروری تعمیر چھت کی درستگی اور چاروں مینارون پہ کلس لگوائے ہیں۔

پھر اجا پنجہ گٹہ سے متصل ایسے ٹیلے والی شاہراہ پر اندرون احاطہ کیمپ پنجہ گٹہ یہ تقریباً اونچا پہاڑ واقع ہے یہاں سے قریب اردو کے شاعر خسروِ ثانی اب حسین ساگر کا دلفریب منظر ہے۔ ہر مہینے ماہ ہلال کے پہلے اتوار میں مجلس عزا برپا ہوتی ہے جس میں مومنین حیدرآباد کثیر تعداد میں تشریف لاکر شرکت فرماتے ہیں اور مخیر ہستیاں آغا حسین ضابط، جناب محمد علی صاحب زیدی، جناب مہدی حسین صاحب ذاکر، میر فضل حسین صاحب فضل، سید علی صاحب باقری اور ڈاکٹر ثروت وغیرہ کی جانب سے خورد و نوش کا خاطرخواہ انتظام رہتا ہے۔

اسی طرح بارگاہ کا سالانہ جشن ۱۳ رجب میں بمسرت ولادت مولائے متقیانؑ بنہایت اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ منقول مبارک کیا تھا صاحب لوائے الحمد کا شرخ پرچم بھی تن پنجہ مبارک کے قریب ایستادہ کیا جاتا ہے۔ اس میں کثیر شہر کا مومنین کا اجتماع رہتا ہے اور منجانب متعلیان مذکورہ بالا خورد و نوش کا معقول انتظام و اہتمام کیا جاتا ہے۔



سلام

از جناب محمد محبوب علی صاحب ۔ بی ۔ اے ۔ ایل ایل بی پرائیوٹ سکریٹری منسٹر سوشیل ویلفیر حکومت آندھرا پردیش

شاہ شاہ شہنشاہ شہ یثرب فرمود
تشنہ بکشش این بوسہ گاہ مصطفےٰ
تشنہ بکشش این بوسہ گاہ انبیاءؑ
تشنہ بکشش این لخت جگر مرتضےٰؑ
تشنہ بکشش این لختِ دلِ فاطمہؑ
تشنہ بکشش این رمزِ لا الٰہ
تشنہ بکشش این تشنہ دہن بے گناہ

شاہ شاہ شہنشاہ شہ یثرب فرمود
تشنہ بکشش این جان و دل یزدی
تشنہ بکشش این مست مئے حیدری
تشنہ بکشش این جادۂ ایمان را
تشنہ بکشش این منزلِ ایمان را
تشنہ بکشش این حجتِ تخلیق را
تشنہ بکشش این مصحفِ قرآن را



شاہ شاہ شہنشاہ شہ یثرب فرمود
تشنہ بکشش این اکبر دلگیر را
تشنہ بکشش اکبر نقیب انبیاءؑ
تشنہ بکشش این عباس علمدار را
تشنہ بکشش این معدنِ ایمان را
تشنہ بکشش این محسنِ اسلام را
تشنہ بکشش این لولو و مرجان را

شاہ شاہ شہنشاہ شہ یثرب فرمود
تشنہ بکشش این اصغرؑ بے شیر را
تشنہ بکشش اصغرؑ ضمیر لا الٰہ
تشنہ بکشش این پیکر تنویر را
تشنہ بکشش این کوثر و تسنیم را
تشنہ بکشش این حجت یزدان را
تشنہ بکشش این آیۂ تطہیر را



نوحہ

از جناب میر مہدی حسین خاں صاحب [illegible] نواب شجاعت جنگ شریف الدولہ [illegible]

تھا در پہ صبا زینبؑ کا یہ نوحہ اماں
بیش اک رات کے دولت کی بھی پامال ہوئی
کہوں اکبرؑ کے کلیجے کے بھی ٹکڑے برچھی
حلق اصغرؑ پہ کس وقت چلا تیر جفا
[illegible] سے لہو کا تھا یہاں [illegible]
[illegible] تھی اصغر کی بچا لی گئیں
پھر یہیں [illegible] کس کو ستمگر نے کہیں
[illegible] جب رن میں گرا اختر رشک [illegible] دلدار
[illegible] ظلم سے کاٹا سر شاہ ابرار
[illegible] وہ دھوپ وہ خونی میدان
[illegible] سے وہ سر [illegible] کے بالائے سناں
چادریں عترت اطہار کی سر سے چھینے
[illegible] ماؤں سے جدا تھے بچے
کشت استر پہ رسن بستہ کیا ہم کو سوار
[illegible] کے دوڑتے تھے اس طرح قطار
ایک [illegible] حلقے میں لشکر کے حرم
کوفہ سے شام گئے [illegible] اسیر پُر غم
[illegible] کو بٹھایا گیا [illegible] تشہیر
[illegible] پہ چلایا گیا وہ با توقیر
بے ردا آل عبا کی سر دربار پلید
اور [illegible] تھا رکھا سر سلطان شہید
بے حیا کا نہ ستم [illegible] سے [illegible] تھا
لب اطہر پہ جو رہ رہ کے چھڑی دیتا تھا
قید پھر ایسے خرابے میں ہوئے ہم کہ جہاں
سقف دیوار کے گرنے کا تھا سب کو یقیں
[illegible] دشت کا مقام
[illegible] شام کا زنداں [illegible] شام
[illegible] دشت میں [illegible]
[illegible]

ذبح وارث ہوئے سب لٹ گیا کنبہ اماں
دست عباسؑ کٹے مشک سکینہ چھیدی
چھ مہینے کا بھی مارا گیا بچہ اماں
[illegible] کا سینہ میں تھرانے لگے دست دعا
مرگیا باپ کے ہاتھوں پہ وہ پیاسا اماں
شاہ نے سجدے [illegible] تلوار سے مقتل کی زمیں
ڈھونڈھ کر قبر میں سر بچے کا کاٹا اماں
شمر ملعون ہوا سینۂ اقدس پہ سوار
عصر تک ہوگیا سب گھر کا صفایا اماں
گرم وہ ریگ وہ لو اور وہ کشتے عریاں
کربلا میں تھا قیامت کا نمونہ اماں
مال و زر لوٹ لئے اور جلائے خیمے
آل احمد پہ عجب حشر تھا برپا اماں
اور ستم [illegible] کے وہی ہاتھ میں اونٹوں کی مہار
بچے گر گر کے کئی مر گئے برجا اماں
چہرے بالوں سے چھپائے ہوئے با دیدۂ نم
شہر کے بازاروں میں خلقت کا تماشا اماں
ہتکڑی ہاتھوں میں اور پاؤں میں عابد زنجیر
مارتے کوڑا چبھوتے ہوئے نیزہ اماں
سر حسینوں پہ رکھا تخت مرصع پہ یزید
کس زباں سے کہوں جو حادثہ گزرا اماں
شاہؑ کے سر سے سخن بد وہ لعیں کرتا تھا
ٹکڑے ٹکڑے ہوا ہوتا تھا کلیجہ اماں
تیرگی کے سوا آتا تھا اجالا نہ کبھی
دم نکل جانے کا ہر وقت تھا دھڑکا اماں
دیکھتے دن کا جہاں خوف سے لرزے انسان
[illegible] دفن [illegible] بالی سکینہ اماں
[illegible] وطن کی [illegible]
[illegible] اماں
[illegible]

نامی ہستیاں

امریکہ کا مایۂ ناز مصنف - ارنسٹ ہیمنگوے

"انسان کو تباہ تو کیا جا سکتا ہے لیکن شکست نہیں دی جا سکتی۔" ارنسٹ ہیمنگوے کے بیسٹ سیلر اور نوبل انعام پانے والے چھوٹے سے ناول "دی اولڈ مین اینڈ دی سی" (The old man And the Sea) کے یہ لافانی الفاظ اس عظیم ادیب ہستی کے فلسفے کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔ جس کا انتقال پچھلے ہفتے ۶۲ ویں سالگرہ سے قدرے پہلے نہایت المناک حالات میں ہوا ہے۔ کیونکہ ان الفاظ میں موت سے پنجہ آزمائی۔ جو اُن کی تصنیفات کا جوہر ہے۔ کی جرأت ہی نہیں بلکہ ان کے کرداروں کی ناقابلِ تسخیر قوت بھی پوشیدہ ہے ان کے نزدیک سچا فرد وہی ہو سکتا ہے جو موت کو للکار کر بیباک ہو سکتا ہے۔ ہیمنگوے کے نکتہ چینوں میں ایسے لوگ بھی تھے جو ان کی تصانیف میں موت اور تشدد اور خونریزی کے عنصر کے لئے ان پر شدید نکتہ چینی کرتے تھے لیکن دوسرے لوگوں نے ان کی تصانیف کے مادی ڈھانچوں سے پرے ان کے اس دور کے گہرے فلسفے کا عکس بھانپا جس میں وہ زندگی گزار رہے تھے۔ وہ اپنے وقت کے عکاس تھے اور جس جذباتی توشدہ حرارت اور اپنے مخصوص انفرادی انداز

سے وہ [illegible] تھے۔ دنیا کے تمام ممالک میں [illegible] وطنی کی قدر کی [illegible] اسلوب بیان [illegible] آخری [illegible] بدولت انہیں [illegible] ادب کے لئے نوبل انعام سے سرفراز کیا گیا۔ مستقل کے مصنف [illegible] میں مہم جوئی کی اسپرٹ، کھیلوں اور [illegible] ان کے والد نے پیدا کی تھی۔ ان میں خاص طور پر [illegible] کے شکار اور بیلوں کی لڑائی میں دلچسپی پائی جاتی [illegible] اسکولی تعلیم سے فارغ ہونے پر ہیمنگوے [illegible] کے لئے ایک اخبار کے رپورٹر کے طور پر کام کرنے [illegible] یہ وہ زمانہ تھا جب پہلی عالمی جنگ شروع ہو [illegible] کی جوانی بھی زوروں پر تھی۔ اور طبیعت کسی مہم [illegible] کے لئے مچل رہی تھی۔ انہوں نے ریڈ کراس ایمبولینس کے ڈرائیور کے طور پر اٹلی جانے کی سبیل نکالی۔ [illegible] وہ لڑائی کے دوران میں شدید زخمی ہوئے اور [illegible] میں ہفتوں زیر علاج رہے۔ [illegible] اس طرح [illegible] کے تجربے نے ان کی زندگی پر اتنا گہرا اثر ڈالا کہ [illegible] کی تصنیفات میں یہی مرکزی موضوع بن گیا [illegible] میں انہوں نے جنگ اور فوجی کارروائیوں سے [illegible] معلومات حاصل کیں اور یہی باتیں انہوں نے اپنی مشہور تصنیف "فیئرویل ٹو آرمز" میں نہایت [illegible] اور سلیس انداز میں تفصیل سے بیان کی ہیں۔ جنگ و خونریزی کی گرم بازاری میں آخر ہیمنگوے کو احساس ہوا کہ وہ حقیقت میں اہل قلم ہیں اور تصنیف [illegible] جوہر ان میں موجود ہے۔ چنانچہ جنگ کے خاتمے [illegible]

ایک اخبار کے نامہ نگار کی حیثیت سے پیرس (فرانس)
گئے اور یہاں کے ادبی حلقوں میں جلد ہی مشہور ہو گئے
وہ جیرٹروڈ سٹین کے نام ایک تعارفی خط بھی لائے
تھے۔ یہ امریکن خاتون اور امریکی مصنف کے مشوروں
اور اثر کا نتیجہ ہی تھا کہ ہیمنگوے نے ایک بے مثل سادہ
انداز تحریر اختیار کرنا شروع کیا۔ چنانچہ تین برسوں
میں انہوں نے تین کتابیں شائع کیں "تھری سٹوریز اینڈ
ٹین پوئمز" ۱۹۲۳ء میں "ان آور ٹائم" ۱۹۲۴ء میں۔
"ٹارینٹس آف سپرنگ" ۱۹۲۵ء میں۔ لیکن عوام میں ان
تصنیفات کو اس زمانے میں کوئی خاص مقبولیت حاصل نہیں
ہوئی۔ چند مہینے بعد جب آپ کا ایک اور ناول "دی
سن آلسو رائزز" شائع ہوا تو اچانک ہی وہ بام شہرت
پر چمکنے لگے اور انہوں نے اپنے آپ کو نقادوں اور عوام
دونوں میں یکساں طور پر ایک ہیرو کی مانند مقبول پایا۔
تبصرہ کرنے والے نقادوں نے ان کے انداز تحریر کا خیر مقدم کیا
ہر جگہ کے بیسیوں مصنفوں اور اہل قلم حضرات نے اپنی
اپنی بہترین صلاحیتوں کے مطابق ان کے طرز تحریر کی
تقلید شروع کر دی اور اس طرح تصنیف و تخلیق کے ایک
بالکل نئے سکول کا آغاز ہوا۔ ادبی منظر گاہ پر اس طرح
ہیمنگوے کو اچانک جو شہرت حاصل ہوئی غالباً زیادہ تر
موزوں وقت پر ان کی تصنیف کی اشاعت سے بھی اس
کا تعلق ہے۔ انہوں نے خود بھی ایک دفعہ کہا تھا کہ "نثر
تو ایک عمارت ہوتا ہے نہ کہ اندرونی آرائش و زیبائش"
یہ حقیقت ذہن میں رکھنے سے طرز نگارش میں بے اسلوبی
اور بے ڈھنگا پن نہیں آنے پایا۔ تین برس کے بعد اس
نوجوان سال مصنف نے (جو اس وقت صرف ۳۰ برس

کے تھے) اپنی شہرت کو اور بھی چار چاند لگا دئے۔ جب "فیرویل ٹو
آرمز" کے نام سے ان کا ایک اور ناول شائع ہوا۔ اس
کے متعلق اکثر نقادوں کی رائے ہے کہ جنگ کے زمانے کی
یہ ایک بہترین فنکارانہ تخلیق ہے۔ ۱۹۳۲ء کے عرصے
میں ہیمنگوے مسلسل طور پر مختصر افسانے لکھتے رہے چنانچہ
ان کا ایک کلاسیکی افسانہ "دی کلرز" (The Killers)
بھی اسی دور کی پیداوار ہے۔ اسی عرصے میں انہوں نے
بعض لمبی کہانیاں لکھیں۔ چنانچہ "ڈیتھ ان دی آفٹرنون"
(Death in the Afternoon) کو اکثر لوگ اب بھی بیلوں
سے لڑائی کے متعلق ایک قطعی تصنیف خیال کرتے ہیں اور
"گرین ہلز آف افریقہ" (Green Hills of Africa) تو شکاریوں شکار ہونے
والے جانوروں اور مقامی باشندوں کے باہمی پیچیدہ
تعلق کی نہایت عمدہ کیفیت بیان کی گئی ہے۔ سپین میں
خانہ جنگی سے انہیں ایک اور ناول کے لئے بہت زوردار
موضوع ملا۔ میڈرڈ میں بمباریوں کے درمیان رہتے
ہوئے انہوں نے اخباروں کے لئے مضامین اور افسانے
لکھے۔ اور ایک غیر معروف ڈرامہ بھی لکھا جس کا نام ہے
"ففتھ کالم" لیکن اسے پچھلے برس ۱۹۶۰ء میں ٹیلی ویژن
پر پیش کرنے سے پہلے کبھی کھیلا نہیں گیا تھا۔ سپین میں ہیمنگوے
کو جو تجربے حاصل ہوئے یہ انہی کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۴۰ء میں
ان کی غالباً بہترین تصنیف (For Whom the Bell
Tolls) عمل میں آئی۔ اس میں انہوں نے زندگی اور
موت کے متعلق دور دراز ملکوں کی سیر و سیاحت سے
حاصل کئے گئے تجربے کا نچوڑ بیان کیا ہے۔ دوسری عالمی
جنگ میں وہ ایک جنگی نامہ نگار کی حیثیت سے بڑے
زبردست مضامین لکھتے رہے لیکن ایک تخلیقی مصنف کی



حیثیت سے ان کا وہ درجہ کسی قدر گمنامی ہی میں گزرتا۔ ان کا اس وقت کا نیا ناول "ایکراس دی ریور اینڈ انٹو دی ٹریز" کچھ زیادہ مقبول نہ ہوا۔ ۱۹۵۲ء میں انہوں نے "اولڈ مین اینڈ دی سی" لکھا۔ اکثر نقادوں کی رائے میں اس ناول میں ہیمنگوے کے طرز نگارش کا عطر پایا جاتا ہے۔ اس کے لئے انہیں ۱۹۵۳ء میں امریکہ کا پلٹزر انعام ملا۔ جو غیر متوقع نہیں تھا۔ اور سال بھر کے بعد اس کے لئے نوبل انعام سے بھی ان کی عزت افزائی ہوئی۔ پچھلے آٹھ برس سے ہیمنگوے عملی طور پر خاموش ہی تھے۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے اس عرصے میں چند مضامین اور کچھ افسانے بعض سرکردہ رسالوں اور اخباروں کے لئے لکھے۔ ۱۹۵۹ء میں ایک بار پھر سپین گئے (اس سرزمین سے انہیں بہت اُنس تھا) تاکہ بیلوں سے لڑائی کرنے والی دو بڑی کھلاڑی پارٹیوں کی رقابتوں کے متعلق ایک رسالے کے لئے خاص مضمون لکھ سکیں۔ لیکن یہ مضمون بڑھتے بڑھتے ایک کتابی صورت پا گیا۔ اس کا نام "The Dangerous Summer" ہے۔ اس کے کچھ اقتباس چھپ چکے ہیں۔ اور پوری کتاب سال رواں ہی میں شائع ہوگی۔

ہیمنگوے اب رخصت ہو چکے ہیں لیکن موجودہ نسل کے عظیم صاحب طرز مصنف کی حیثیت سے وہ اپنی تخلیقات اور ان لوگوں کی تصنیفات کے ذریعہ جن کی انہوں نے رہنمائی کی ہے ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

برطانیہ میں ہندوستانی چائے کو مقبول بنانے کی مہم

معلوم ہوا ہے کہ بمبئی چائے مرکز کے سربراہ مسٹر سبھدرا اسیٹا برطانیہ میں ہندوستانی چائے کو مقبول بنانے کی مہم کی رہنمائی کریں گے۔ ہندوستان کی چائے برطانیہ کی چائے کی نصف سے زائد ضرورتوں کو پورا کرتی ہے۔ مسٹر سبھدرا ۸ اگست کو برطانیہ کے لئے روانہ ہو رہی ہیں۔ وہ ایک گشتی چائے گاڑی کی انچارج ہوں گی۔ جو شہروں اور قصبوں میں جا کر ہندوستانی چائے کی پبلسٹی کرے گی۔ [illegible] چائے کی پیداوار اور ہندوستانی زندگی کے دیگر پہلوؤں سے متعلق فلمیں بھی دکھائی جائیں گی۔ مسٹر بی۔ آر۔ [illegible] کچھ عرصہ پہلے انڈین ٹی بورڈ کے نائب چیرمین تھے اس برطانوی مہم کے نگران اعلیٰ ہوں گے۔ انہوں نے کہا ہے۔ "برطانوی باشندے دنیا میں سب سے زیادہ چائے پیتے ہیں۔ ہر سال وہ ..... ۵ پونڈ چائے پی جاتے ہیں۔ یعنی فی کس ۱۰ پونڈ۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہندوستانی چائے سے زیادہ دلچسپی لیں۔"

سلام

از جناب میر دلاور علی صاحب دانش مرحوم

غمِ حسینؑ میں دلِ داغدار لیتا جا
چراغِ طور پئے قبرِ تار لیتا جا

سلام نام سے مٹے بار بار لیتا جا
ثوابِ طاعتِ پروردگار لیتا جا

کھلے تو لب ہے تو شہ کی عزا میں کھولا ہو
گلِ مراد دُرِ شاہوار لیتا جا

کوئی نہ لائیگا تیرے لئے تو تھوڑا سا مال
برائے راحتِ کنجِ مزار لیتا جا

جو بھاگا ایک لعیں کھا کے وار اوچھا سا
پکارا حُر ارے ایک اور وار لیتا جا

قطعہ

بوقتِ عزمِ سفر دی صدا نبی نے حسینؑ
تو نوجواں پسر و شیرخوار لیتا جا

بھتیجے بھانجے بھائی کو اپنے سر کیا تھ
برائے ہدیۂ پروردگار لیتا جا

ہر اک سے شمر یہ کہتا تھا بہرِ قتلِ حسینؑ
سنان و تیغ و تبر اور کٹار لیتا جا

ملے نہ اسلحہ کوئی تو اپنے دامن میں
تو بھر کے سنگ پئے سنگسار لیتا جا

سکینہ کہتی تھی کرتا اتار مجھ سے شمر
میں آپ دیتی ہوں گوہر اتار لیتا جا

لعین نے کاٹی جو انگلی برائے انگشتر
صدا یہ آئی نہ ہو بیقرار لیتا جا

یہ مقتلِ جفا و شہیدِ بیکس کا
جہاں میں ہے یہ عجب یادگار لیتا جا

[illegible]
بہشت کی جو شتر کی مہار لیتا جا

[illegible]

تھامس وولف

امریکہ کا ایک محبوب مصنف

ایش ول (شمالی کیرولینا) میں ایک پہاڑی کی چوٹی پر قبرستان میں ایک مقبرہ ہے جس کے کتبہ پر ذیل کے الفاظ کندہ ہیں:-

"ولیم ۔ او ۔ اور جولیا وولف کا بیٹا "ٹام" ۔ محبوب امریکی مصنف ۔ یوم ولادت ۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء ۔ یوم وفات ۱۵ ستمبر ۱۹۳۸ء"

اس کتبہ پر تھامس وولف کے اولین ناول "ہوم ورڈ انجیل" میں سے اخذ کئے گئے یہ الفاظ کندہ ہیں:-

"...... آخری، طویل ترین اور بہترین سفر"

اور ان کے ایک اور ناول "ویب اینڈ دی راک" سے ذیل کا جملہ لیا گیا ہے:-

"موت ۔ اپنے بیٹے فرزند کو رحم، محبت اور ہمدردی کے جذبات کے تحت اپنی آغوش میں لینے پر تلی ہوئی تھی اور جب اس نے آخری سانس لیا تو اس پر عزت اور احترام کی مہر لگا دی"

اگر وولف کی زندگی کے متعلق بہت سے یادگاری مقالے لکھے جا چکے ہیں تاہم اسکی پہلی مکمل سوانح عمری ایلزبتھ نوویل مرحومہ نے قلمبند کی ہے جو بہت برسوں تک انکی دوست اور ادبی ایجنٹ رہی تھیں۔ سوانح عمری کا نام ہے "تھامس وولف۔ ایک سوانح عمری" مس نوویل نے کتاب کی تمہید میں ایڈیٹر میکس ویل پرکنس سے ایک سوال اٹھایا ہے [illegible] پرکنس کو [illegible] وولف کی [illegible] عمر کا رنگ لئے ہوئے ہے کہ اگر دنیا میں کوئی [illegible] جس کی سوانح عمری لکھنے کی ضرورت نہیں تو وہ تھامس [illegible] انہوں نے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ تمام مصنف کے [illegible] بہت مشکل ہے۔

لیکن ایلزبتھ نوویل کے الفاظ میں اس وقت سے [illegible] تک بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ وولف نے عرصہ ہوا [illegible] انتقال کیا اور جب سے اسکی سوانح عمری لکھنے کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ مجھے پرکنس کے اس خیال کے باوجود انھیں کسی دوسرے کی نسبت اس بات کا [illegible] وولف کے ناولوں کو اسکی براہ راست سوانح عمری [illegible] جا سکتا۔ کیونکہ جب پڑھنے والا ان میں کچھ چھوٹی چیزیں بہت کچھ حقیقت اور سچائی پر مبنی تسلیم کرنے لگتا ہے تو اُن کا موضوع [illegible] خالص افسانوی طبقہ بندیوں کی طرف چلا جاتا ہے۔ اسکے بعد [illegible] آپ کو تھامس وولف کے ناولوں کے کردار [illegible] جانتے تھے کہ دوسرے لوگ بھی ایسے ہی انھیں تسلیم کر لیں گے۔

چنانچہ انکے ناول "لک ہوم ورڈ انجیل" (Homeward Angel) نے ایش ول [illegible] جب اس ناول کا ایک حصہ ایک میگزین میں چھپا تو [illegible] اپنے ایک دوست کو لکھا

"مجھے امید ہے کہ آپ کا یہ خیال درست نہیں کہ [illegible] نے لکھا ہے اس سے میرے [illegible] پریشانی ہوگی۔ یقیناً کسی کتاب کے [illegible] مضمون [illegible] اس بات کے لئے تیار ہوں جس سے کسی کو [illegible]

انگلستان کے شاعر اور نقاد والٹر سیول لانڈر نے کہا ہے کہ:-

ایک کتاب تصنیف کرنے کے لئے مصنف آدمی اور بہترین انسان ہونا چاہیے اور کتنے ہی ناول نویس اپنے ناول کے ایک کردار کی تخلیق کے لئے آدھے سے زیادہ شہر کے لوگوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ مصنف اپنی الگ ہی دنیا تخلیق کرتا ہے لیکن وہ اپنی زندگی کی واقعات سے اور جو کچھ اس نے معلوم یا محسوس کیا ہوتا ہے اس سے مواد لے کر اُسے سانچے میں ڈھالتا ہے۔ ذرا بتایئے کہ حقیقت اسکے برعکس کیسے ہوسکتی ہے!؟

ایلنر بیلہ نووپل کی اس تصنیف کی بہت سی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس نے ان لوگوں سے بہت سے حالات جمع کئے ہیں جو وولف کو اچھی طرح جانتے تھے اور جو ایک یا دوسرے نام سے اسکی تصانیف میں کرداروں کی حیثیت سے ظاہر ہوتے تھے۔ وولف کو ایلین برنسٹین سے بے پناہ محبت تھی اور اسکی ساری زندگی کا ایک عظیم واقعہ رہا ہے اور اس پر برنسٹین کا جو اثر پڑا ہے وہ بیحد عظیم تھا اور صرف اسکے والدین اور اسکے معنوی باپ ایڈیٹر میکسویل کے اثر سے دوسرے درجہ پر تھا جب وہ ۱۹۲۶ء میں مسز برنسٹین سے ملا تھا اس وقت بھی وہ ایک مایوس، وحشی اور خبطی سا لڑکا تھا اور جب دونوں کا تعلق ۔۔۔۔۔۔ ۱۹۳۱ء میں مکمل طور پر ٹوٹ گیا اس وقت بھی اسمیں کچھ خبط پایا جاتا تھا حالانکہ اب وہ ایک انسان بن چکا تھا اسمیں عقل و شعور پختگی اور خود ضبطی پیدا ہوچکی تھی۔ اور اپنی کتاب چھاپنے سے اسے جو خوف آ رہا تھا اس پر بھی غالب آکر ایک کامیاب مصنف بن چکا تھا ان سب باتوں کے لئے وہ اپنی محبوبہ برنسٹین کا مرہون منت تھا وولف کی طرز نگارش غیر معمولی نوعیت کی حامل تھی۔ اس کے قلم سے سیاہی بہتی نہیں بلکہ سیلاب کی طرح اُمڈی چلی آتی تھی۔ اسکی

تصنیف لک ہوم وارڈ اینجل (Look Homeward Angel) کا اصل مسودہ کئی پبلشروں نے اسلئے واپس کر دیا تھا کہ وہ اتنا ضخیم تھا کہ وہ اسے چھاپنے کو تیار نہیں تھے لیکن سکریبنر پبلشنگ ہاوس کے ایڈیٹر میکسویل پرکنس نے اس سلسلہ میں وولف کو لکھا کہ:-

"میں تو یہ نہیں جانتا کہ اب کوئی پلان ممکن ہے جس سے اس تصنیف کو ایسی شکل دی جاسکے کہ ہم اسے شائع کرسکیں لیکن اس معاملہ کے اہم پہلوؤں سے قطع نظر اتنی بات ضرور جانتا ہوں اس یہ ایک نمایاں حقیقت ہے کہ اسکے مطالعہ سے کوئی بھی ایڈیٹر جوش میں آئے بغیر نہیں رہ سکتا اور اسکے اکثر و بیشتر حصوں کی تعریف و توصیف کرتا نظر آئے گا"

یہی خط و کتابت وولف کے باہمی تعلقات کا آغاز بنی اور وولف نے پرکنس کے خط کے جواب میں لکھا:-

"اس تصنیف کا انتخاب یا اس پر نظر ثانی میرے لئے دوزخ کے عذاب سے کم نہ ہوگی اگر میں (۵۰) ہزار الفاظ کاٹنے کی کوشش کرونگا تو ساتھ ہی (۷۵) ہزار الفاظ کا اضافہ بھی کردوں گا"

چنانچہ پرکنس نے جلد ہی محسوس کیا کہ اگر یہ کتاب پروگرام کے مطابق شائع کی جائے تو اسکو خود اس پر نظر ثانی اور اسکی کانٹ چھانٹ کا کام سرانجام دینا ہوگا اور اسکا جو نتیجہ نکلا وہ اب ادبی تاریخ ہے۔ بس نووپل کی یہ ایک عظیم تصنیف ہے جس کا ایک عظیم موضوع ہے انہوں نے وولف کے متعلق بڑی تفصیل سے لکھا ہے اور ایک انسان اور ایک مصنف کی حیثیت سے اسکے ارتقاء کی جدوجہد کی اندرونی تصویر پیش کی ہے۔ آزادی، خود اعتمادی اور پختگی حاصل کرنے کے لئے اسکی انتھک مساعی کا ذکر کیا ہے جسکا نتیجہ ایلین برنسٹین (محبوبہ) اور میکسویل پرکنس سے اسکے تعلقات ٹوٹنے کی صورت میں نکلا۔

سلام

از سید صمصام شیرازی

عمر جس نے کاٹ دی مدّاحیٔ شبیرؑ میں
گلشنِ خلدِ بریں اسکو ملی جاگیر میں

علیؑ ایماں کو ملی ہے فتح کُل کفر پر
فرقِ ابنِ عبدِ وُد ہے دستِ خیبر گیر میں

پہلوانوں، سورماؤں کے دہل جاتے تھے دل
وہ اثر تھا مرتضےٰؑ کے نعرۂ تکبیر میں

کربلا میں صبحِ عاشورہ حسینؑی جاں نثار
دیکھتے تھے اپنا منہ آئینۂ شمشیر میں

ماں علی اصغرؑ کی، دِل اپنا پکڑ کر رہ گئی
تیر سے پہلو لگا جب گردنِ بے شیر میں

لاش اسکی بے کفن صحرا میں تھی چالیس دن
جسکو خالق نے لیا ہے چادرِ تطہیر میں

کس نے بخشی زندگی اسلام کو بتلائیے؟
روح کس نے پھونک دی اسلام کی تصویر میں؟

آبیاری کس نے کی اسلام کے گلزار کی
کام آیا کس کا خوں اسلام کی تعمیر میں؟

منہمک سرکار میرے رہتے ہیں صبح و مسا
ذکرِ زہراؑ و علیؑ میں شبرؑ و شبیرؑ میں

مع نفس اللہؑ میں انکی ہیں نظمیں بے شمار
جنکا ہر اک شعر ہے ڈوبا ہوا تاثیر میں

بارک اللہ مع نوائی خسرو صمصام کی
کاتبِ تقدیر نے لکھا یہی تقدیر میں

گلشن اطفال



زریں اقوال

دو جس میں جدا اپنا مقام یہ جان لے
خوبی ہما کی آئے گی ہرگز نہ زاغ میں
(سرکار حق ۱۹۷۰ء)

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

از سیدہ طاہرہ بیگم

بچو! امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہمارے دوسرے امام ہیں آپ کا نام مبارک "حسن" ہے توریت میں آپکا نام "شبر" ہے توریت آسمانی چار کتابوں میں کی ایک کتاب ہے، آپ کی کنیت شریف "ابو محمد" اور "ابو القاسم" ہے آپکے ممتاز القاب "سید"، "سبط اکبر"، "زکی" اور "مجتبیٰ" ہیں۔ آپکے والد ماجد حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور والدہ ماجدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔ آپ ۱۵ رمضان ۳ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ ولادت کے وقت شہنشاہ وقت محمد مصطفیٰ کی دنیا پر حکومت تھی۔

بچو! آپ اپنے والد ماجد حضرت علی ابن ابیطالبؑ کے بعد تخت خلافت الٰہیہ پر متمکن ہوئے اور دس سال تک خلیفہ رہے آپ (۴۷) سال دنیا میں رہے۔ خلافت دنیوی آپکی صرف چار ماہ اور تین روز رہی۔ دنیوی خلافت بندوں کی خلافت ہے اور خلافت الٰہیہ اللہ کی خلافت ہے آپ جب تک دنیا میں رہے خلافت الٰہیہ پر فائز رہے اور بوقت شہادت اس خلافت کو بحکم خدا آپ نے اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے سپرد فرما دیا۔ آپ خلق میں اپنے نانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر تھے۔

بچو! خلافت الٰہیہ، امامت کو کہتے ہیں۔ ہمارے بارہ امام ہیں جن میں پہلے امام حضرت علی علیہ السلام اور آخری امام "حضرت مہدیؑ" عجل اللہ تعالےٰ فرجہٗ و سہل اللہ تعالیٰ مخرجہٗ ہیں۔ اس زریں سلسلہ کی دوسری کڑی امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہیں۔ آپ کو حسن سبز قبا بھی کہا جاتا ہے۔ عید کے روز پروردگار عالم نے آپکے لئے حلہ، جنت سے بھیجا تھا جسکا رنگ سبز تھا اور یہ رنگ اسی وقت یہ پیشگوئی کر رہا تھا کہ آپکو زہر سے

قطعہ

محبت میں علی کے ان کو ہم شامل سمجھتے ہیں
[illegible]

علی کو جو سر دین حق کا اک ساحل سمجھتے ہیں
مسافر مذہب حق کے اسے منزل سمجھتے ہیں

[illegible] کیا جائے گا!

بچو! روایت ہے کہ آپ کو جعدہ بنت اشعث نے معاویہ ابن ابوسفیان کے ایماء سے زہر دیا۔ زہر کا اثر آپ کے تمام جسم میں سرایت کر گیا جس کے بعد آپ کا کلیجہ [illegible] ہو گیا آپ کو خون کے قے پر قے آنے لگے۔ جس میں جگر کے ٹکڑے طشت میں گرتے تھے اور آپ شل ماہی بے آب کے تڑپتے تھے۔ بالآخر آپ کا چہرہ زرد ہو گیا۔ دم رکتے ہی اہل حرم [illegible] گیا اسی عالم کرب میں ۲۸ صفر ۵۰ھ کو آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

بچو! امام حسین علیہ السلام نے آپ کو غسل دیا، کفن پہنایا اور جنازہ کو روضۂ رسولؐ میں لایا۔ لوگوں نے رسول صلعم کے چہیتے نواسہ کو روضۂ رسولؐ میں دفن ہونے نہیں دیا۔ امام حسینؑ نے بھائی کی وصیت کے بموجب آپ کو قبرستان بقیع میں اپنی دادی جناب فاطمہ بنت اسد کے پہلو میں دفن کیا

بچو! امام حسن علیہ السلام فرزند تھے حضرت علی علیہ السلام کے مگر فرزند رسولؐ کہلاتے تھے۔ ایک جنگ میں جب محمد حنفیہؓ نے جنگ کے خوب جوہر دکھلائے تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ میرا بیٹا ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا علی! حسنؑ و حسینؑ بھی تو آپ کے فرزند ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ تو ابنائے رسول اللہ ہیں حسنؑ و حسینؑ رسول اللہؐ کے بیٹے ہیں!

[illegible]

تو حسنؑ و حسینؑ [illegible] کے میدان میں ہونے [illegible] کے امتحانات سے امام حسنؑ و امام حسینؑ [illegible] جناب [illegible] [illegible] دونوں فرزند حسنؑ اور حسینؑ امام ہیں خواہ جہاد کریں یا [illegible]

بچو! آنحضرت حضور [illegible] نے پیغمبر حق کے اس ارشاد پر کہ حسنؑ و حسینؑ میرے بیٹے ہیں اپنے ایک کلام میں کیا خوب فرمایا ہے ؎

جدِ سبطینؑ نے پایا ہے لقب [illegible]
حقیقت میں وہ تھے [illegible] کے ٹکڑے

عماد العلماء کی علالت

ہمارے نامہ نگار [illegible] نے اطلاع دی ہے کہ ایک عرصہ سے عماد العلماء [illegible] سخت علیل ہیں مگر گزشتہ دو ہفتوں سے آپ کی حالت تشویشناک ہو گئی ہے ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے۔ مومنین سے التماس ہے کہ وہ مولوی صاحب کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

شیعہ آرا اہل حق کا ترجمان [illegible]

مطالعہ [illegible] کے مطالعہ [illegible]

[illegible]

سید الشہداء

بنا کردہ نواب داؤد جنگ مرحوم و مغفور

۸ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ م ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء روز دوشنبہ صبح کے ۱۰ بجے

"داؤد منزل" نارائن گوڑہ میں مجلس عزاء سالانہ مقرر ہے

عمدۃ الذاکرین مولوی سید کلب صادق صاحب قبلہ لکھنوی بیان فرمائیں گے

الملتمسین

مرزا علی حسین و خواجہ اسد اللہ

انتظام سواری آمد و رفت ذریعہ بلدیان دیوڑھی حسینیہ فخر قوم نواب عنایت جنگ بہادر ... موجود رہیگی

قطعہ

تمام نکتے وراثت کے درمیاں گذرے	تمام تذکرے دیکھو نشاط جاں گذرے
تمام عمر پشیمانِ ہر دو فریق	ہزاروں جھگڑے بجا نہ بر آسماں گذرے

(آزاد دکنی)

حاضری مبارک

۲۸ صفر المظفر کو دن کے ایک بجے نواب سید حسین صاحب داماد زادہ نواب سالار جنگ ثالث کے مکان نظام باغ میں حاضری مبارک کا اہتمام کیا گیا تھا تقریباً (۱۷۸) افراد حاضری مبارک میں شریک تھے سید الشعراء نواب شہید یار جنگ صدر آل انڈیا شیعہ کانفرنس اور مولوی سید کلب صادق صاحب مہمان خصوصی تھے۔

مولوی سید کلب صادق صاحب کی روانگی

حیدرآباد ۔ ۲۹ صفر المظفر۔ مولوی سید کلب صادق صاحب فرزند ملۃ العلماء مولوی سید کلب حسین صاحب قبلہ، بعزم لکھنؤ بذریعہ طیارہ روانہ دہلی ہوئے۔ طیران گاہ بیگم پیٹ پر آپ کو خدا حافظ کہنے کے لئے مومنین تعداد کثیر جمع تھے۔

موصوف حیدرآباد میں مجالس پڑھنے کے لئے بمبئی سے تشریف لاکر مولوی سید نظام الدین صاحب سینئیر مددگار ناظم صدر نیابت کے مہمان تھے۔ آپ نے ۲۵، ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ صفر کو دیار خورشید میں مومنین کے ایک کثیر اجتماع کو مخاطب فرمایا۔ موصوف انگریزی، فارسی اور عربی پر کافی عبور حاصل ہے مشرقی اور مغربی تعلیم کے علاوہ انگریزی علوم میں بھی دستگاہ رکھتے ہیں۔ آپ کے انداز بیان اور طرز خطابت میں ایک خاص کشش پائی جاتی ہے

اگرچہ کہ آپ نوجوان ہیں لیکن آپ کا طریقہ استدلال اور طرز فکر بہت ہی سنجیدہ اور پُر وقار ہے۔ حیدرآباد سے روانگی کے وقت آپ نے عمارات دوآثار رفتہ سرکار حق آگاہ اور سالار جنگ میوزیم پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔

دو مسالمے

حیدرآباد ۔ ۲۹ صفر المظفر۔ علامہ نجم آفندی کی جانب سے بمقام حسینیہ نجم قوم نواب عنایت جنگ بہادر منڈی میر عالم طرحی مسالمہ منعقد ہوا جس میں حیدرآباد کے ممتاز شعراء نے حصہ لیا

حیدرآباد ۔ غرۃ ربیع الاول۔ بزم الحسنؑ کی جانب سے سالانہ مسالمہ بارگاہ حضرت ابو الفضل العباس علیہ السلام میں منعقد ہوا۔ جس میں حیدرآباد کے ممتاز شعراء نے حصہ لیا۔

گزارش ضروری

حضرت نا جی اعلی اللہ مقامہ کے

فاتحہ سالانہ کی یادگار کو ۱۳۸۰ھ میں کامل نصف صدی گزر چکی ۳ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ سے دوسری نصف صدی کا پہلا سال شروع ہو رہا ہے اسلئے اس سال دو مصرعے طرح معزز شعرائے کرام کی طبع آزمائی کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں۔

(۱) وہ نا جی ہے تمنگ ہے جسے آل پیمبرؐ کا

ردیف ۔ حیدرؑ کا ۔ قافیہ ۔ ے

(۲) وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

ردیف ۔ کرے ۔ قافیہ ۔ کرے

براہ کرم اپنی پسندیدہ کسی ایک طرح پر ۲۲ اشعار کا سلام نظم فرما کر ممنون فرمائے ۳ ربیع المنور ۱۳۸۱ھ م ۱۶ اگست شب جمعہ شب۔ سلام کی نقل مرحمت فرمائی جائے۔

سید سعادت علی نجمی

بانی ادارہ فدا ئیان ناجی

قطعہ

کسی کی زلف پیچاں اور برہم ہوتی جاتی ہے
گلوں کے چہرہ سے بھی دور شبنم ہوتی جاتی ہے
میں شیخ جی محبتیں کہتے ہیں تمنا تعقیدت پہ
یہ گردن جان نثاروں کی تو خم ہوتی جاتی ہے

(آرزو انصاری)

[illegible] فرمائیں گے۔ آپکی تحریر [illegible]
"صورت حال [illegible] بخش ہے"
حضرت [illegible] :-
بھائیو اور بہنو!
[illegible]
ضرور [illegible] ہوگا کہ ہمارے عزیز [illegible]
"شک کی غذائی صورت حال [illegible] بخش ہے"
بیشک آن واتا! بیشک!! غذائی [illegible]
ہے۔ غذائی صورتحال کے اطمینان بخش ہونے [illegible]
"درین چہ شک"۔ ہاں! [illegible]
ہے۔ باقی صورتحال اطمینان بخش ہے۔ ہاں! [illegible]
گیہوں بھی بہ وجہ [illegible] کے لئے [illegible]
اسی دنیا میں [illegible] ہوگیا ہے۔ باقی صورتحال اطمینان بخش ہے
ہاں! [illegible] جوار اور [illegible] جوار بھی [illegible]
جوار [illegible] کی طرح نایاب ہے۔ باقی صورت حال اطمینان
بخش ہے!

کیا کہنا ہے آن داتا کے اطمینان [illegible]
[illegible] غذائی صورت حال جب اطمینان بخش ہے [illegible]
ضرورت کیوں پیش آئی؟ [illegible] کے لئے [illegible]
کیوں؟ [illegible] دل آرام کے لئے [illegible]
کے لئے [illegible] کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اس [illegible]
اطمینان بخش ہے" پر مجھے ایک قصہ [illegible]
کہتے ہیں کہ ایک سوداگر [illegible]
سفر پر گیا۔ جاتے وقت اس نے اپنا گھر بار [illegible]
کر کے حکیم سے بیوی بچوں اور گھر کی [illegible] کے لئے کہا۔

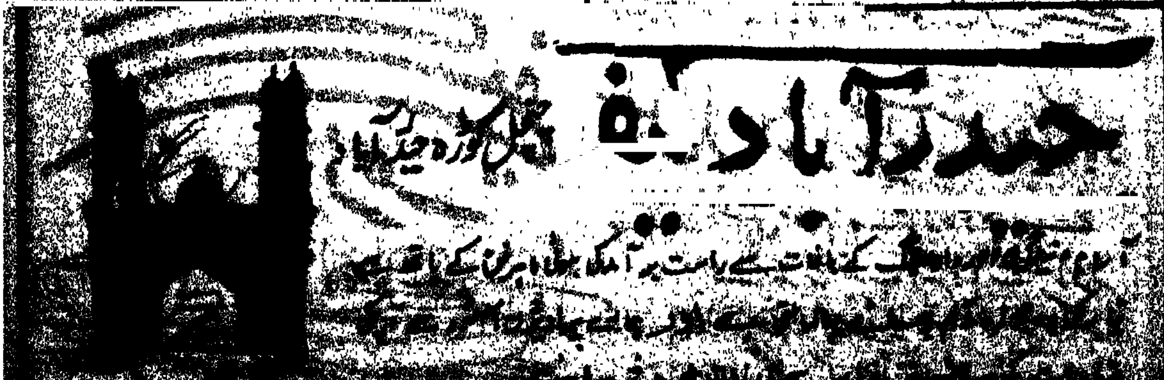


ناشر :- مجذوب حیدرآبادی

یہ مضمون حضرت مجذوب حیدرآبادی کی ملکیت ہے ان کے روحانی
مکاشفات کے متعلق ہم کوئی رائے ظاہر کرنے کی جرات نہیں
کر سکتے ناظرین جانیں یا وہ خود۔ روحانی نشریات میں نام،
مقامات اور واقعات فرضی ہوا کرتے ہیں اگر اتفاقاً مطابقت
ہو جائے تو کسی اسم خاص کا قیاس نہ فرمایا جائے (ایڈیٹر)

[illegible] پر ہم روحانی نشرگاہ سے بول رہے ہیں
[illegible] آپ ہمارے روحانی قوال سے غزل سن رہے تھے جس کا
ایک شعر تھا

یا خدا ہم بھی ہیں [illegible]
یا [illegible] زندگی [illegible] ہے



پہ سوداگر بیچارے ایسے بدحواس ہو کر تو حکیم جی ، سوداگر کو لینے کے لئے اسٹیشن گئے ۔ وہاں سے آتے ہی سوداگر نے حکیم جی سے پوچھا

"کہیئے حکیم جی ! سب خیریت سے تو ہیں !؟"

حکیم جی نے جواب دیا کہ "سب خیریت سے تو ہیں صرف گھوڑا مر گیا !"

سوداگر نے یہ سن کر پوچھا

"حکیم جی ! گھوڑا کیوں مر گیا ؟"

اس استفسار پہ حکیم نے بتایا کہ "گھوڑے سے آپکے صاحبزادے نے گھر سے کو تیزی کے ساتھ دوڑا رہے تھے ۔ اتفاقاً گھوڑا خندق میں گر گیا ، گھوڑا ابھی مر گیا اور آپکے فرزند کا سر بھی پاش پاش ہو گیا ۔

سوداگر نے ایک آہ سرد بھر کر پھر پوچھا

"حکیم جی ! گھوڑے کو تیز چلانے کی کیا ضرورت تھی ؟

بستی پر حکیم نے بتایا کہ "آپ کے گھر کو آگ لگ گئی تھی ۔ اسلئے آپکے فرزند آگ بجھانے کے لئے تیزی کیا تھا گھر پہنچنا چاہتے تھے لیکن ادھر یہ خندق میں گر گئے اور ادھر گھر اور سارا اسباب نقد جنس جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئی ! اور گھر کے ساتھ آپ کی بیوی بھی جل گئیں ۔۔۔ ! باقی سب خیریت ہے !"

ہاں صاحب ! ملک کی غذائی صورت حال اطمینان بخش ہے ! صرف اجناس اور اشیائے خورد و نوش مہنگے اور نایاب ہو گئے ہیں ! باقی صورت حال اطمینان بخش ہے ! نہ صرف غذائی صورت حال بلکہ ملک کی ہر صورت حال اطمینان بخش ہے ایسے روزگاری کی صورت حال اطمینان بخش ہے اسلئے بے روزگاری سے تنگ آ کر خودکشی کرنے والے نوجوانوں کی صورت حال اطمینان بخش ہے ! اقربا کی صورت حال اطمینان بخش ہے ! چور بازاری کی صورت حال اطمینان بخش ہے ! اندھیر نگری کی صورت حال اطمینان بخش ہے ! تغلب و تصرف کی صورت حال اطمینان بخش ہے ! رشوت ستانی کی صورت حال اطمینان بخش ہے ! ریلوے واگنوں سے مال چوری ہونے کی صورت حال اطمینان بخش ہے ! ریل میں بغیر ٹکٹ سفر کرنے والوں کی صورت حال اطمینان بخش ہے ! ریلوے میں رشوت ستانی ، ملازمین اور مزدوروں کی ہڑتال کی صورت حال اطمینان بخش ہے ! طلباء کی ڈسپلن شکنی اور امتحانی پرچہ جات آوٹ ہونے کی صورتحال اطمینان بخش ہے !

برسر اقتدار کانگریسیوں اور محروم اقتدار کانگریسیوں میں رسہ کشی کی صورت حال اطمینان بخش ہے ۔ ! ناراض کانگریسیوں اور کانگریسی وزراء میں سر پھٹول کی صورت حال اطمینان بخش ہے ! چوری ، ڈاکہ ، لوٹ کھسوٹ ، قتل ، اغواء چار سو بیسی اور جعلسازی کی صورت حال اطمینان بخش ہے ! بے ایمانی ، ملاوٹ اور دھوکہ دہی کی صورتحال اطمینان بخش ہے !

غرض کہاں تک گنایا جائے ! ہر صورت حال اطمینان بخش ہے ۔ چونکہ وزراء کی صورتحال اطمینان بخش ہے اُن کا بنک بیالنس ، فارن بنک کا اکونٹ ، بنگلہ ، موٹر ، زر اور زیور ہر صورت حال اطمینان بخش ہے اسلئے وہ سمجھتے ہیں کہ تمام دنیا کی صورت حال اطمینان بخش ہے اگر وزیر صاحب کی صورت حال کے اطمینان بخش ہونے میں ایک ذرا سی کسر بھی ہوتی تو وہ کبھی بھی صورت حال کو اطمینان بخش نہ کہتے ! اس موقع پہ ایک لطیفہ یاد آیا ۔

کہتے ہیں کہ ایک لومڑی کنوئیں میں غوطے کھا رہی تھی اور چلا رہی تھی کہ دنیا ڈوب گئی دنیا ڈوب گئی ! کنوئیں سے باہر

... نے ... پوچھا:
"آخر دنیا کیسے ڈوب گئی!!؟"
اس پر بوڑھے نے کہا:
"جب میں خود ڈوب رہی ہوں تو پھر میرے لیے اس دنیا کا باقی رہنا یا نہ رہنا دونوں میرے لئے برابر ہے!"

اسی طرح جب تک ہمارے لیڈران کشتیٔ نوشش اور تعیشات کی توشش کا بیڑا پار ہے وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ساری دنیا کی ناؤ کنارے سے لگی ہوئی ہے! لیکن جب ان لوگوں کا بیڑہ غرق ہوگا تو اس وقت کہیں گے کہ ساری دنیا کی ناؤ ڈوب گئی۔ جب تک ان کے تمر پا و زردار کی پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہے اس وقت تک یہ ملک کی غذائی صورت حال کو اطمینان بخش ہی بتاتے رہیں گے لیکن جب "خدانخواستہ" ان کو آٹے دال اور لون مرچ کی فکر ہوگی اس وقت بازار کا بھاؤ معلوم ہوگا اور جب ڈوبتی لومڑی کی طرح چلائیں گے بلبلائیں گے کہ ملک کی غذائی صورت حال اطمینان بخش نہیں! گرانی کھائے جا رہی ہے، افلاس خون خشک کئے دے رہا ہے، ابھی تو بھگوان کی کرپا اور عوام کے بھولے پن کی وجہ سے ہر روز، روز عید ہے اور ہر شب، شب برات ہے ؎

ہر روز، روز عید ہے ہر شب، شب برات
سوتا ہوں ہاتھ گردن مینا میں ڈال کر

جس طرح ساون کے اندھے کو ہر چیز ہری ہی ہری نظر آتی ہے، اسی طرح ہمارے ان داتاؤں کو جو دن رات بہتے ہوئے سونے کی گنگا میں ہاتھ دھونے کے عادی ہو چکے ہیں۔ ہر چیز پیلی ہی پیلی نظر آتی ہے، ہر سمت سونا ہی سونا دکھائی دیتا ہے۔ انھیں عوام کے چہرہ کی زردی بھی سونا معلوم ہوتی ہے، عوام کی آہ سرد ان کو نسیم سحری معلوم ہوتی ہے، عوام کا نالہ ان کو [illegible] معلوم ہوتا ہے۔ بقول غالب ؎

نغمہ ہو جاتا ہے واں نالہ جو میرا جائے ہے
[illegible]

بول رہے ہیں ابھی آپ شری کلیتا [illegible] اس طرف [illegible] کی تقریر سن رہے تھے۔ اب ہمارے نشریات کا وقت ختم ہو رہا ہے ہمیں آئندہ ہفتہ تک کے لئے اجازت دیجئے [illegible]

شہزادی این گرل گائیڈ بنے گی!

معلوم ہوا ہے کہ ملکہ الزبتھ دوم کی بیٹی شہزادی این اس ماہ کے آخر میں "گرل گائیڈ" بنا دی جائے گی [illegible] ۱۵ اگست میں شہزادی کی عمر گیارہ سال ہوگی۔

بکنگھم محل کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ گذشتہ بکنگھم پیلس میں [illegible] گروپ قائم کرنے کی منظوری [illegible] سنہ ۱۹۴۳ء میں توڑ دیا گیا تھا۔

ملکہ الزبتھ کسی وقت خود بھی بکنگھم پیلس گروپ [illegible] تھیں سنہ ۱۹۴۷ء میں وہ برٹش امپائر کی "چیف رینجر" بن گئی تھیں۔ تخت نشینی کے وقت وہ اس تنظیم کی سرپرست بن گئی تھیں اور آج بھی اس کی سرپرست ہیں۔

ہر ہفتہ شیرازہ پڑھئے اس کا مطالعہ آپ کو دوسرے جرائد کے مطالعہ سے بے نیاز کر دے گا

شاہ عثمان علی علی گوید

از آیت اللہ حضرت الحاج آقای سید علی رضا ریحان مدرس

مدیر دانشمند مجلہ شیراز

... رسانید. شمارہ (۸۵) آن مجلۂ عزیز شما را کہ مورخہ ۱۱ صفر ۱۳۸۱ بود قرائت نمودم ... مرا
... بعید ممنون شدہ و از کلمات شیرین و جملات بسیار زیبای شما حظ وافر بردم ...
... خدا را ... در خدمت آئین مقدس اسلام موید ... حیدرآباد ...
... تقدیم می دارم کہ بنام یک نفر روحانی ... شریفۂ خود درج فرمائید و اگر بنظر مبارک ...
... ہزاران درود و سلام مرا بآن ... و دوستی معظم ...
امیر المومنین علی علیہ السلام ... تقدیم دارید کمال امتنان و تشکر را داشت۔ (سید علی رضا ریحان مدرس)

... آباد و غبطہ ات آباد
... شہرت تا ہستی
... و خندانے
... آن کوہ
... خدا
در ... حیدرآباد است
... مر ...
... نشین
... سا مان
...
...
... شاد است
... شد
... علی گوید
... و ... شہ
[illegible]

مروت باد عبلگی ولشاد
منزل نیک سیرتان ہستی
ہر چہ گوییم ہزار چندانے
کہ بالاتر کند ز خلق اندوہ
خال مشکین ہندوان بجوا
کہ زمین ... از داد است
زین سبب بندۂ خداوندند
ہیچ خورشید ز ... گزین
... سکری از معارف آن
... تو ام
شد ... زیارت اینجا
جملہ از شاہ حیدرآباد است
شب ... باشد
آب حیوان ز خضر ... جوید
... در اندیشہ
... نمود
در صف علم ... ابلغا
... است
... باد
... جان
...

خال مشکین روی کشمیری
مہد فضل و کمال و فرزانے
کوہ مولای ما ... داری
کس ندیدہ است بر فراز جبل
روبرو جلوہ می کند آن جا
حیدرآباد و ملک ہندستان
... فراوان است
... شاعر
الحق ای ... حیدرآباد
خوان ... است
بہرہ ... کتاب
این ہمہ نظم از نظام آمد
... است
... زندہ ... پایندہ
... کند ... اثر
... شعر ترا
شاعری ... تربیت
...
...
...
...

... و ... پیری
با گران قدر ... زندانے
نعرۂ یا علی ... داری
این قدر ... مثل
بارک اللہ ... مہدا
... ستان
... است
... ماہر
... ہدی
... است
... کلیم
... تمام ...
... است
...
[illegible]

احکام حجاب از آیات قرآنی!

از سید الواعظین آقای شاہ عباس منصوری خراسانی

(۷)

بسلسلہ گذشتہ

الرجال قوامون علی النساء

ہزار بار حکیموں نے اسکو سلجھایا | مگر یہ مسئلۂ زن رہا وہیں کا وہیں
قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں | گواہ اسکی شرافت پہ ہیں مہ و پرویں
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور | کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں

(علامہ اقبال)

تقلید کورانہ فرنگی موجب فساد اخلاق جامعۂ اسلامی گردیدہ است۔ متجددین تقلید افعال و کردار نیک فرنگیہا را نمی نمایند بلکہ برای مقاصد ہوا و ہوس پرستی خود تقلید کردار زشت آنان را پیشہ ساختہ زنان و دختران خود را مجبور بہ پیروی اعمال زشت فرنگیہا می نمایند و فخر میدانند کہ زنہا خود را آراستہ نمودہ در شاہراہا ہمراہ خود سیر دہند بہ اغیار نشان بدہند کہ زنان ما ہم خوشگل و فرنگی مآب اند۔ شاعر محترم (نسیان) چہ خوب گفتہ است۔

میاں خود دیکھ رہے ہیں سانھنے کرائی بیوی کو
نہیں باقی ہے آب شرم و حیا کا درمیاں پردہ
حیا کا شائبہ ان میں نہ ان میں شرم باقی ہے
مرتا آنکھ کا پانی جو کرتیں لڑکیاں پردہ

در کتاب اقبال و دختران ملت علامہ اقبال ہم در تقلید تہذیب مغرب چنین می نویسد۔ (فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور) یعنی اقبال اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تہذیب مغرب کے نا شائستہ اور منافقانہ دستور میں مبتلا ہو کر (یعنی) قوم کے ناموس کے کردار کو برباد کیا۔ علامہ اقبال نے مرد و زن کے باہمی تعلقات کی خرابی [illegible] کا سبب زیادہ مغربی معاشرت کی تقلید [illegible] سے اعتدالی کو قرار دیتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

(علامہ اقبال)

جس کلام الٰہی نے یہ زریں الفاظ بتایا ہے کہ الرجال قوامون علی النساء (مرد عورتوں پر ایک غالب اور بالا رہنے والی طاقت ہے۔ اور عورت جنس لطیف اور ضعیف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اصول صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام اقوام عالم کے لئے دائمی اور ابدی طور پر مفید و کار آمد ہے۔ زن و شوہر کے تعلقات میں یہی فطرت کا بہترین منشاء رہی ہے۔ لیکن آج حالات اس کے برعکس دکھائی دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں فرسٹ لیڈی کلا [illegible] [illegible])۔ اول عورت۔ آج بیوی اپنے خاوند سے محکوم رہنے کیلئے ہرگز تیار نہیں بلکہ خاوند ہر جائز و ناجائز بات میں بیوی کا غلام بن گیا ہے۔ بیوی اپنے خاوند کی بغیر اجازت سینما جا کر رات کے بارہ بجے اکیلے گھر واپس تشریف لاتے ہیں۔ سینما بینی میں جو نتائج و مفاسد بر آمد ہوئے ہیں سب پر روشن ہے۔ تعریف و تشریح کی ضرورت نہیں ہے کہ معصوم عورتوں کو فتنہ گری کے چاہ مذلت میں داخل کرکے اپنے گھر بار و عزت

...[illegible] کر [illegible] یہ معمول طریقہ کہاں تک [illegible] اور [illegible] سے ہمارے اخلاق، معاشرت اور [illegible] اقتصادیات پر جو مصائب دائم نازل ہوتے ہیں ان کا ہم روزمرہ زندگی میں مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ علامہ اقبال کو خوب اچھی طرح سے معلوم تھا کہ برتھ کنٹرول (Birth Control) یا ضبط تولید کا طریقہ عورت کی صحت اور مسرت کے لئے کچھ اچھا نہیں رہے گا۔ درخت کی زینت تازہ بہ تازہ پھل سے ہے اسی طرح عورت کی خوشی اور اس کا وقار بچوں کی پیدائش سے ہے۔ اگر قدرت نے دنیا کو آباد رکھنے کا یہی قانون بنایا ہے کہ انسانی نسلیں جاری رہیں پہلے لوگ فوت ہوں اور آئندہ پیدا ہونے والے لوگ ان کی جگہ قبول کریں تو پھر برتھ کنٹرول ایک بالکل غیر فطری اور مہمل و لغو سی چیز ہے چنانچہ فردوسی شاعر شہیر ایرانی کا ایک شعر ہے ؎

برای زنان بس بود این ہنر
نشینند و زایند شیران نر (فردوسی)

علامہ اقبال۔ اسی بنا پر فرمایا ہے۔

کوئی پوچھے حکیم یورپ سے | ہند و یونان ہیں جسکے حلقہ بگوش
کیا یہی ہے معاشرت کا کمال۔ | مرد بیکار و زن تہی آغوش

آج عورت آزادی کے لئے بے حد جد و جہد کر رہی ہے۔ نقاب و پردہ کی بندش اور گھر کی چار دیواری کو پھاند کر "سوشیل" (Social) ہونے کی متمنی ہے۔ لیکن علامہ اقبال اس جلوت کی نسبت کو اس کے حق میں رحمت سمجھتا ہے۔ چنانچہ :-

رسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوس نے
روشن ہے نگہ آئینۂ دل ہے مکدر
بڑھ جاتا ہے جب ذوق نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر
آغوش صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر
خلوت میں خودی ہوتی ہے خود گیر و لیکن
خلوت نہیں اب دیر و حرم میں بھی میسر
(علامہ اقبال)

پھر آزادی نسواں سے جرائم کی وارداتیں اور [illegible] گری [illegible] حاصل ہوسکتا ہے اس کی نسبت علامہ [illegible]

[illegible]

[illegible] میں کر نہیں سکا
[illegible] ہوں کہ یہ زہر ہے وہ قند

کہاں مدہ پہ کعبہ کے بتوں اور بھی سے ہیں
بیٹھی خدا پھر سے ہیں تہذیب کے فرزند
اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور ہیں معذور ہیں مردان خردمند
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادئ نسواں کہ زمرد کا گلوبند

عورت کو زیورات و جواہرات سے جو والہانہ محبت ہے وہ یقیناً آزادی سے بھی نہیں ہوسکتی۔ لیکن آزادی ہی وہ بلا ہے جو عورت کی محبوب ترین متاع کو بھی اس سے چھین لیتی ہے۔ کیا گذری جو کل پردے کے دشمن روتے پولیس سے کہتے تھے :-

بیوی بھی گئی ناکس بھی گئی۔ عزت بھی گئی زیور بھی گیا۔

علامہ اقبال کے اردو کلام سے عورت کی ذاتی اور عملی حیثیت کافی حد تک واضح کی جاچکی ہے لیکن علامہ اقبال اپنی درد بھری اور مشہور آفاق مثنوی (رموز بے خودی) کے اختتام پر عورت کی پردہ کی حمایت میں خطاب بہ مخدرات اسلام" کے عنوان سے طبقہ نسواں کی قدر و منزلت میں ایک ناصحانہ پیرایہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

اے ردایت پردہ ناموس ما۔ تاب تو سرمایۂ فانوس ما
طینت پاک تو مارا رحمت است۔ قوت دین و اساس ملت است
کودک ما چو لب از شیر شست۔ لا الہ آموختی او را نخست

[illegible] فطرت تو [illegible] - گر بیا گفتار ما کردند
[illegible] ما کوہ تو سینا رسید - برجبینِ رخشندہ [illegible]
[illegible] آئینِ حق - در نفس ہای تو [illegible]
[illegible] فروش [illegible] - کار دانش نقد دین را [illegible]
[illegible] یزدان نا شناس [illegible] - تا کسی [illegible] چاک او
چشم [illegible] نا پیر دار ستی - [illegible] آن [illegible]
صید او [illegible] اند خویش یا - کشتۂ او زندہ دارند خویش را
آب بند نخلِ جمعیت توئی - حافظِ سرمایۂ ملت توئی
از سر سود و زیان سودا مزن - گام جز بر جادۂ آبا مزن
ہوشیار از دستبرد روزگار - گیر فرزندان خود را در کنار
این چمن زادان کہ پر نکشادہ اند - ز آشیان خویش دور افتادہ اند
فطرت تو جذبہ ہا دارد بلند - چشم ہوش از اسوۂ زہرا مبند
تا حسینی شاخ تو بار آورد - موسم پیشین بگلزار آورد

یعنی اے کہ تیری چادر ہماری عزت کی محافظ ہے اور اے کہ تیرا شعلہ ہمارے فانوس کی روح رواں تیری ہستی ہمارے دین اور سیاست کی بنائیں استوار کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوئی ہے۔ بچے کے ہونٹ تیرے دودھ سے تر ہوتے ہی تو نے اسے توحید کا سبق پڑھایا۔ ہمارا عمل ہماری گفتار اور ہمارا فہم و ادراک دراصل تیری مہر و محبت کے سانچے میں ڈھلتے ہیں۔ ہماری وہ نظارہ سوز بجلیاں جو تیرے ابر میں پوشیدہ تھیں۔ کبھی پہاڑوں پر چمکیں اور کبھی صحراؤں میں دیکھا گیا۔ تیرا نقش کبھی فاران کی چوٹیوں پر تھا۔ کبھی وادی ایمن میں اور کبھی غار حرا میں۔ تو دستور شریعت کی امین ہے اور تیرے ہر ہر سانس میں دین حق کا سوز پایا جاتا ہے اس لئے اے دختر نیک اختر! یاد رکھو کہ موجودہ دنیا فریب اور دغا بازی کا زمانہ ہے۔ اور اس زمانہ کے کور چشم انسان جو تہذیب اور شرافت کے مدعی ہیں درحقیقت راستبازی اور یقین سے کوسوں دور پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی عقل اندھی ہے۔ دل مردہ بے روح بے حس ہیں۔ اور یہ کوتاہ نظر صرف مادی کشش ہی میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔ اس زمانہ کے لوگ اپنے کو آزاد اور روشن خیال کہہ کر [illegible] [illegible] نفس کا غلام [illegible] [illegible] اپنے کو زندہ [illegible] [illegible] زندگی [illegible] [illegible]

ملت کے [illegible] سے تر و تازہ کر [illegible] جدید و قدیم کے امتیاز کے فرق [illegible] عقیدہ ٹھیک رکھ اور آبا و اجداد کا [illegible] اختیار کر۔ اسے محرم ہستی۔ وقت کی دستبرد سے ہوشیار رہ۔ بچوں کو اپنی آغوش شفقت میں چھپا لے تاکہ وہ زمانے کی مسموم ہوا سے محفوظ رہیں۔ یہ نونہال جنہوں نے ابھی پر کشا [illegible] سکھے۔ اپنے آشیانے سے دور جا پڑے [illegible] گھیر کر پھر اپنے مرکز پر لے آ۔ [illegible] بستروں اور عطر بیز ہواؤں میں [illegible] افزا جنت ہے۔ تیری فطرت اپنے اندر پاکیزہ اور بلند جذبات رکھتی ہے۔ اس لئے فاطمہ کو اپنی روزانہ زندگی کا ایک عملی نمونہ بنا۔ تاکہ تجھے بھی حسین جیسے زندہ جاوید اور [illegible] بیٹے جننے کا شرف حاصل ہو جائے۔ (بقیہ [illegible])

برطانوی معیشت کا استحکام نئے اقتصادی اقدامات

لندن کے ایک نامہ نگار نے لکھا ہے کہ برطانوی وزیر مالیات نے ۲۵ر جولائی کو اپنے اعلان میں جن اقتصادی اقدامات کا ذکر کیا ہے ان کا مقصد اشیاء کی اندرونی مانگ کے دباؤ کو کم کرنا ہے تاکہ برطانوی معیشت کو زیادہ صحت مند بنیاد پر کھڑا کیا جاسکے۔ برآمدات میں اضافہ ہو سکے۔ نئے اقدامات کی وجہ وہ رجحانات ہیں جو برطانوی معیشت میں پیدا ہوگئے ہیں۔ بجٹ پیش کرنے کے بعد سے اندرونی ذرائع پر دباؤ جس تیزی سے بڑھتا رہا ہے اس کی توقع نہیں تھی۔ سال رواں کی پہلی ششماہی میں دوسرے ملکوں کے ساتھ تجارتی لین دین میں خسارہ کی رفتار سنہ ۱۹۶۰ء کی ابتداء سے خاصی کم تھی لیکن پھر بھی بیرونی مالیاتی پوزیشن کی اصلاح ضروری تھی۔ برطانوی وزیر مالیات کے اعلان کے مطابق صنعتوں میں سرمایہ کاری جاری رکھی جائے گی۔ تاکہ ان کا پھیلاؤ اور دوسرے ملکوں کی اشیاء کے ساتھ مقابلہ کرنے کی برطانوی اشیاء کی قوت بڑھتی جائے۔ دوسرا اقدام یہ ہوگا کہ سرکاری اخراجات کو زیادہ بہتر طریقہ سے کنٹرول کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ فوری صورت حال کے بچاؤ کے لئے کئی اقدامات کئے جارہے ہیں۔ برآمدات میں اضافہ کرنے کے طور طریقوں سے متعلق تجارتی خانہ داروں اور صنعتوں کے نمائندوں سے بات چیت کی جائے گی۔ بینک کی شرح ۵ فیصدی سے بڑھاکر ۷ فیصدی کردی گئی ہے۔ سمندر پار کے ملکوں میں سرکاری اخراجات کی جانب خاص توجہ دی جارہی ہے۔ مجموعی طور پر دفاعی اخراجات کی طرف بھی دھیان دیا جارہا ہے اگرچہ برطانوی وزیر مالیات نے یہ واضح کردیا ہے کہ مغربی برلن کے دفاع سے متعلق ناٹو کی ذمہ داریاں نبھانے میں برطانیہ پوری طرح سے حصہ لے گا۔ سونے کے ذخائر کو مضبوط بنانے کے لئے بین الاقوامی مالیاتی فنڈ سے خاصی امداد لی جائے گی۔ چنانچہ نئے اقدامات برطانوی معیشت کے اندرونی و بیرونی دونوں پہلوؤں پر اثر انداز ہوں گے۔

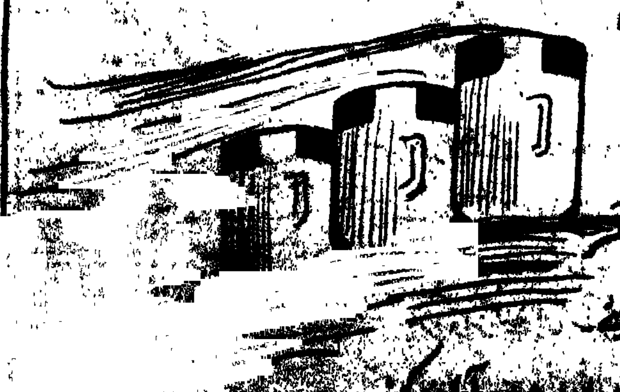
فرانسس کیوڈمین

زندگی کا راز کیا ہے؟ ایک دلچسپ تحقیق!

سائنس نے کائنات عالم کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ ہمارے چاروں طرف نامعلوم چیزوں پر سے پردے اٹھتے جا رہے ہیں۔ ہم سمندروں کی تہہ کا مطالعہ اور زمین کے بطن کے متعلق اعداد و شمار اور حالات جمع کر سکتے ہیں۔ اور چاند کے متعلق کھوج کر سکتے ہیں۔ لیکن شاید سب سے زیادہ جوش انگیز وہ تحقیق ہے جس سے ہم خود اپنے آپ کو سمجھنے کے قابل ہو سکیں گے۔ بالٹی مور (میری لینڈ) میں کارنیگی انسٹی ٹیوٹ آف واشنگٹن کی جینیاتی تجربہ گاہ (لیبارٹری) میں کوئی نمایاں اور غیر معمولی رد عمل نہیں پایا جاتا لیکن بیالوجی کے بعض بنیادی مسئلوں کو سمجھنے کے لئے ڈاکٹر جیمز ایبرٹ اور ان کے ساتھی بڑے صبر و تحمل اور سوجھ بوجھ کے ساتھ تحقیق کر رہے ہیں۔ وہ ان بنیادی امور کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ جو پیدائش سے پہلے عضلاتی اور طبیعیاتی تبدیلیوں اور عمل سے تعلق رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر ایبرٹ ہنٹنگٹن ویلے (پنسلوینیا) کے باشندے ہیں۔ آپ نے واشنگٹن اور جیفرسن کالج واشنگٹن پنسلوینیا میں کیمیکل اور فزیکل بیالوجی میں بی ایس سی کی ڈگری لی ہے۔ جس کے تھوڑے وقت بعد آپ امریکہ کی بحری فوج میں شامل ہو گئے۔ اور دوسری عالمی جنگ جب ختم کے قریب تھی تو زخمی ہو گئے۔ زخمی ہونے پر جب بیتھسڈا میری لینڈ کے بحری جنگی ہسپتال میں زیر علاج تھے تو انہی دنوں آپ کو جینیات سے دلچسپی پیدا ہوئی اور اپنی زندگی کے آئندہ چند برس اسی میں مصروف رہے۔ جلدی پیوند اور جسمانی بڑھوں یا رسولی ڈاکٹر ایبرٹ کے لئے خاص کشش کا باعث بنا۔ چنانچہ آپ نے اس شعبے میں مزید تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور جان ہاپکنز یونیورسٹی سے ۱۹۵۰ء میں ڈاکٹوریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ بعد میں کچھ وقت ساچوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی اور انڈیانا یونیورسٹی میں پروفیسر رہے اور ۱۹۵۶ء سے کارنیگی انسٹی ٹیوشن کے ڈائرکٹر ہیں۔ اگرچہ آپ خاص طور پر تحقیق کام میں مصروف ہیں لیکن آپ نے معلمی سے دلچسپی ترک نہیں کی ہے۔ جان ہاپکنز یونیورسٹی میں بیالوجی اور ایمبریالوجی اور میڈیکل کالج کی پروفیسری کا سلسلہ بھی قائم ہے۔ آپ طلبا کو تحقیق اور ریسرچ کے کاموں کے لئے ترغیب دیتے ہیں۔ نہایت ابتدائی صورتوں کو چھوڑ کر ہر طرح کی زندگی صرف ایک ننھے انڈے سے شروع ہوتی ہے۔ اسی ایک انڈے یا خلیے سے وہ تمام پیچیدہ ڈھانچے تیار ہوتے ہیں جن سے آدمی یا کتا یا مچھلی یا چوزہ بنتا ہے۔ یہ واحد خلیہ دو خلیوں میں دو خلیے چار خلیوں اور چار خلیے آٹھ خلیوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ اور یہ اسی عمل کے مطابق برابر تقسیم ہوتے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی تعداد کروڑوں تک پہنچتی ہے۔ پھر ان خلیوں سے ریشے اور پٹھے اور ان سے اعضا بنتے ہیں۔ اور یہ اعضا ایک ایسے نظام یا جسم میں تبدیل ہو جاتے ہیں جو جاندار کی زندگی کے عمل کو برقرار رکھتا ہے۔ آدمی

[illegible] سے [illegible] ہے جب [illegible]
[illegible] پیدا [illegible] کی
[illegible] کو [illegible] حل پیش کر رہے ہیں۔ اگرچہ
[illegible] پیدا [illegible] تفصیلی اور خاصی صحت و
درستی [illegible] کر سکتے ہیں۔ تاہم [illegible] سے بنیادی
سوال [illegible] ہیں۔ [illegible] سب سے زیادہ
[illegible] خصوصی علم [illegible] حاصل کرنا
[illegible] کی اصلی اور اصل کا عمل جاننا۔ خلئے جو
[illegible] ایک جیسے ہوتے ہیں۔ کس طرح جسمانی
[illegible] سے خلئے یا دل کے پٹھوں کے خلئے
[illegible] یہ مختلف صورتیں کس طرح اختیار
کرتے ہیں [illegible] ایبرٹ کے تحقیقی کام کا ایک مقصد
اس سوال کا جواب تلاش کرنا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ
[illegible] ان یہ جان سکیں کہ خلئے کی تخصیص کس طرح عمل
میں آتی ہے۔ ان کے لئے پہلے یہ معلوم کرنا لازمی ہے کہ
[illegible] جنینی میں اس کی تخصیص کا عمل کب شروع ہوا ہے
[illegible] تبدیلیوں کی نوعیت دریافت کرنے
کے لئے انہیں اس بات کا صحیح علم ہونا چاہیئے کہ خلئے
کی [illegible] کب شروع ہوتی اور کب نہیں ہوتی ہے۔
[illegible] ایبرٹ نے یہ مسئلہ حل کرنے کے لیے ایک چوزے
کے جنین میں دل کے پٹھوں کے خلیوں کے تخصیصی عمل
کا مطالعہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ دل کے
پٹھوں سے [illegible] باقی ماندہ ہیں کیونکہ ان میں ایک
[illegible] ہے اور [illegible] پائی جاتی ہے اور
[illegible] آسان ہوتا ہے۔ سائنسدان جانتے ہیں
[illegible] اور کھلے یعنی دھڑکن کا یہ عمل دو قسم کے
مرکزوں (ایکٹن [illegible]) ایکٹن اور مایوسین [illegible]
کی موجودگی [illegible] ہے۔ پروٹین کے یہ مرکزے صرف
پٹھوں کے خلیوں میں ہوتے ہیں۔ لیکن یہ ایکٹن اور مایوسین
کہاں سے پیدا ہوتے ہیں؟ کیا یہ اولین یا تخم خلئے میں
موجود رہتے ہیں؟ پچھلے تجربوں سے پتہ چلا کہ یہ
ابتدا میں ہی موجود نہیں ہوتے تو پھر یہ جنینی ترقی
کے دوران میں ٹھیک ٹھیک کس مرحلے پر پیدا ہوتے
ہیں؟ چونکہ یہ ایکٹن اور مایوسین آج کل کی جدید
ترین طاقتور خوردبینوں سے بھی نظر نہیں آتے اس لئے
ڈاکٹر ایبرٹ نے ان کی دریافت بالواسطہ بائیوکیمیکل
طریقے سے کی۔ آپ نے یہ طریقہ ویکسین تیار کرنے کے
طریقے سے اخذ کیا۔ ڈاکٹر ایبرٹ نے ایک بڑے
چوزے کے دل سے مایوسین نکالی اور اسے خرگوش
کی خون کی رگوں میں داخل کیا جس سے اینٹی مایوسین
مادہ بنا۔ یہ بھی دریافت ہوا کہ نہ صرف دل کے بلکہ
تمام دوسرے پٹھوں میں بھی مایوسین موجود ہوتی ہے۔
چوزوں پر مزید تجربوں سے انہوں نے پتہ لگایا کہ
مایوسین ۱۵ اور ۱۶ گھنٹے کے درمیان جنین میں
پیدا ہونے لگتی ہے۔ دل کے خلیوں کے تخصیصی عمل کے
وقت کا پتہ لگانے کے بعد اب ڈاکٹر ایبرٹ یہ تحقیق
کر رہے ہیں کہ یہ تخصیص کس طرح واقع ہوتی ہے؟



ٹینیسی ویلی اتھارٹی کا بانی۔
جارج ڈبلیو نورس

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اس ہفتے ایک ایسے عظیم امریکی کے جنم کی سو سالہ تقریب منائی گئی جس نے صدر کینیڈی کے الفاظ میں ایک عظیم دریا کے تحائف نامے ہوئے اور تباہ کن پانی کو ملک کے ایک اہم ترین اثاثے" میں منتقل کر دیا۔ اس عظیم امریکی کا نام تھا سینیٹر جارج ڈبلیو نورس (نیبراسکا) جو ٹینیسی ویلی اتھارٹی کے بانی تھے۔ صد سالہ تقریب کے سلسلے میں ۱۱ جنوری کو صدر کینیڈی نے ٹینیسی ویلی اتھارٹی کے عظیم بین الاقوامی اثرات کی بھی یاد دلائی جو تب سے ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ترقی پذیر ملکوں کے لئے عظیم تحریک کا ایک وسیلہ بن گئی ہے "یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ ایک بندھ اور بجلی کے متعلق کیا کچھ کر سکتے ہیں"۔

ٹینیسی ویلی اتھارٹی ایک یادگاری منصوبہ ہے جس میں ان بندھوں اور بجلی گھروں کا ایک نظام شامل ہے جو جنوب مشرق کی سات ریاستوں میں اس غرض اور مقصد سے تعمیر کئے گئے ہیں کہ سیلاب پر کنٹرول کیا جا سکے اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ

اتھارٹی نے ۱۱ لاکھ [illegible] ... یہ اتھارٹی بہت بھاری مقدار میں ... اور ۱۵ بجلی گھروں کو بجلی فراہم ... ہیں ... ۱۵ لاکھ ... کرتے ہیں۔ یہ بجلی گھر اپنے ۳ بجلی گھروں کی بجلی ... فروخت کرتے ہیں جن کی منظوری اتھارٹی کی طرف سے دی جاتی ہے۔ اتھارٹی جن نرخوں پر بجلی مہیا کرتی ہے ان سے صارفین کو ساڑھے ۲ کروڑ ڈالر سالانہ کی بچت ہو رہی ہے۔ کیونکہ دوسرے حصوں میں بجلی کے مروجہ نرخ زیادہ ہیں۔ اتھارٹی کی طرف سے عنقریب نرخوں میں مزید کمی کی جائے گی۔ جس سے صارفین کو مزید ساڑھے تین کروڑ ڈالر کی بچت ہوگی۔ ... بجلی کے اس عظیم سسٹم کا تصور باندھا تھا اس ... تھا جارج ڈبلیو نورس۔ وہ ۱۸۶۱ء میں سنڈوسکی کاؤنٹی (اوہائیو) میں پیدا ہوئے تھے۔ چونکہ اوائل عمر میں ان کے والد انتقال کر گئے تھے۔ اس لئے انہیں سکول تعلیم کے دوران میں فارم پر کام کر کے گھر کا خرچ چلانا پڑتا تھا۔ بعد میں وہ سکول پڑھانے لگے اور وانسپرا سیو یونیورسٹی ... ختم کرنے کے لئے کافی پیسہ بچا لیا۔ ... وکالت کا پیشہ اختیار کرنے کے بعد نورس ایک ری پبلکن کے طور پر سیاسیات میں داخل ہوئے ... برس تک ایوان نمائندگان اور ۳۰ برس تک (...بار) سینیٹ کے رکن رہے۔ اگرچہ وہ ری پبلکن پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے تھے تاہم وہ اس کی پالیسی ...

اور ڈسپلن کے پیرو رہتے تھے۔ ری پبلکن پارٹی برسوں تک برسر اقتدار رہی لیکن اس عرصے کے دوران میں انہوں نے باغیانہ مزاج کا مظاہرہ کیا اور آخری بار ایک آزاد امیدوار کے طور پر سینیٹ کے لئے منتخب ہوئے۔ نورِس کو سیلابوں پر کنٹرول اور جہاز رانی کے منصوبوں میں گہری اور دریاؤں کے پانی کے تحفظ کی تحریک میں عام دلچسپی تھی۔ انہوں نے لکھا ہے "میں جتنے برس کانگریس میں رہا ٹینیسی، اوہائیو اور مسیسپی میں بھاری جانی و مالی نقصان ہوتا تھا۔" ان کا منصوبہ یہ تھا کہ سیلابوں کے زور کے وقت بندھوں کے نظام سے پانی کو روکا جائے اور جس وقت پانی کا بہاؤ سست پڑے اس وقت جہازرانی کے لئے پانی چھوڑا جائے اور بجلی پیدا کی جائے۔ اب غالباً یہ سب سے اہم مقصد ہے۔ انہوں نے اپنے منصوبے کو کامیاب بنانے کے لئے پرائیویٹ صنعت، دباؤ ڈالنے والی جماعتوں اور مفادات خصوصی سے طویل اور زبردست جنگ کی۔ اس کے نتیجے کے طور پر بندھوں اور محفوظ پانیوں کا ٹینیسی ویلی اتھارٹی سسٹم عمل میں آیا جو ان کی زندگی اور محنت کی حقیقی و تمثیلی یادگار ہے۔ جارج نورِس نے مزدور تنظیموں کے لئے اسی طرح جدوجہد کی جس طرح انہوں نے سستی بجلی کے لئے کی تھی۔ انہوں نے شخصی آزادی اور سیاسی ڈسپلن کی زنجیروں سے آزادی کے لئے جدوجہد کی اور اس سب کے لئے ان تمام باتوں پر عمل کیا جو ان کے خیالات میں ان کے ضمیر کی ہدایات تھیں۔

صدر کینیڈی نے اپنی کتاب "Profiles in Courage" میں مرحوم سینیٹر کی مثالی دلیری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے "اب یہ بات اہم نہیں ہے کہ نورس درست تھے یا غلط۔ اہم بات وہ دلیری ہے جس کا مظاہرہ انہوں نے اپنے عقیدوں کی حمایت میں کیا تھا۔" ملک کے لئے نورس کی خدمات اتنی قیمتی تصور کی گئی تھیں کہ ۱۹۳۶ء میں جب وہ ۷۵ برس سے زیادہ عمر کے تھے۔ اور سبکدوش ہونا چاہتے تھے تب نبراسکا کے لوگوں نے اس کے متعلق کچھ سننا بھی نہ چاہا۔ صدر فرینکلن روزویلٹ نے بھی ان کا ساتھ دیا اور کہا کہ "اگر میں نبراسکا کا شہری ہوتا تو میں جارج نورس کو سینیٹ سے سبکدوش ہونے کی اجازت نہ دیتا وجہ یہ کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ جب تک وہ زندہ ہیں وہ نہ صرف نبراسکا بلکہ امریکہ کے لئے بھی ضروری ہیں۔"

۱۹۴۴ء میں صدر روزویلٹ نے ان کی موت کی خبر سن کر آہ بھری اور کہا "ایک طاقت کا مینار گر گیا ہے۔ اور عوامی حقوق کا ایک عظیم اور دیرینہ علمبردار چل بسا ہے۔" آج جب نورس کے اپنے اہل وطن اور غیر ملکی سیاح ان دریاؤں پر بڑی بڑی کشتیوں کو چلتے ہوئے دیکھتے ہیں جن پر ٹینیسی ویلی اتھارٹی نے قابو پایا ہے۔ اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ ہزاروں چھوٹے چھوٹے فارموں اور نئی نئی صنعتوں میں جہاں لوگوں کو روزگار ملتا ہے بجلی کا کیونکر استعمال ہوتا ہے تو وہ ان کی دور اندیشانہ ذہانت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ جس کی بدولت تباہی کے سرچشموں کو ملکی تعمیر و سائل میں بدل دیا گیا ہے۔

امریکہ میں ماہ جون میں سائنس کی پیشقدمی

امریکہ میں جون کے دوران میں خلاء اور علاج معالجہ کے شعبوں میں بڑی پیش قدمی ہوئی۔ ایک راکٹ سے پہلی بار تین مصنوعی سیارے مدار میں پہنچائے گئے ان میں سے ایک مصنوعی سیارے میں ایٹمی جنریٹر رکھا ہوا تھا۔ ایک اور مصنوعی سیارہ مدار سے برآمد کیا گیا اور اس طرح ان مصنوعی سیاروں کی تعداد پانچ ہو گئی جنہیں امریکی خلائی ماہرین نے مدار سے برآمد کیا۔ علاج معالجے کے شعبہ میں سرجری۔ اور بچوں کے امراض قلب کے علاج کے سلسلے میں کافی پیش قدمی ہوئی۔ ۲۹ رجون کو امریکی بحری محکمے نے ایک ہی راکٹ سے پہلی بار تین مصنوعی سیارے چھوڑے جو اپنے اپنے مدار میں پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک کا نام گریب ہے اور وہ سورج کی تابکاری کی پیمائش کر رہا ہے۔ دوسرا مصنوعی سیارہ جس کا نام "انجن" ہے تابکاری کے وان ایلین کرّوں اور قطبی روشنی کے مابین تعلقات کی جانچ کر رہا ہے یہ دونوں مصنوعی سیارے کام کر رہے ہیں گو وہ حسب خواہش الگ الگ نہیں ہو سکے۔ بحری محکمے کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ چونکہ وہ آپس میں بندھے ہوئے ہیں اس لئے ان کی اہلیت قدرے کم ہو گئی ہے۔

تیسرے مصنوعی سیارے میں ... الگ ہو گیا ہے ایک ایٹمی جنریٹر ہے اس ... ٹرانزٹ فائیو اے ... ان مصنوعی ... کا پیشرو ہے جو بحری محکمے کی طرف سے مستقبل میں چند ... پانی کے لئے چھوڑے جائیں گے۔ یہ ایٹمی جنریٹر ایک انگوٹھی کے سائز کے برابر ہے اور یہ پانچ برس تک ... قریباً تین واٹ بجلی پیدا کرنے کی غرض سے تیار کیا گیا ہے اتنی بجلی پانچ عام سولر بیٹریاں پیدا کرتی ہیں۔ ٹرانزٹ فائیو اے قریباً ایک برس ... لیکن ابھی توانائی کمیشن کو جس نے ... جنریٹر تیار کیا تھا سلامتی کے شدید تجربے کرنے کے لئے مزید وقت کی ضرورت تھی۔ ڈسکورر اس مہینے کا جو تھا امریکی مصنوعی سیارہ تھا۔ جو دو روز تک مدار میں رہا اور اس کے بعد اسے زمین پر واپس لایا گیا۔ یہ ڈسکورر سلسلے کا پانچواں مصنوعی سیارہ تھا۔ جسے مدار سے واپس لایا گیا۔ اس مصنوعی سیارے میں دھات کے کچھ نمونے رکھے گئے تھے تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ خلائی ماحول کا ان پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اس میں رکھے ہوئے آلات نے کا ثنائی شعاعوں، شہاب ثاقب کی گنجانی اور موخر الذکر ذرات سے ہونے والے مادی نقصان کی جانچ کی۔ ایسے شہاب ثاقب ... بار خلاء میں ایک ایرو بی ایچ آئی راکٹ سے پکڑے گئے جو ۱۰۲ میل کی بلندی پر پہنچ گیا تھا۔ اور اس کی مخروطی ناک سے انہیں زمین پر واپس لایا گیا تھا۔ اس مختصر پرواز کے دوران تین دس لاکھ سے زیادہ ذرے پکڑے گئے جس سے پتہ چلا کہ زمین کے گرد شہاب ثاقب کا کرہ

[illegible]

[illegible] اور علاج معالجے کے [illegible] ہوئی اور متعدد پا [illegible]

نومبر ۱۹۶۰ء

دوسری خلائی کامیابیاں! [illegible]

ایکسپلورر ششم سے جو معلومات حاصل ہوئی تھیں اُن کے [illegible] کی باتوں کا پتہ چلا۔ (۱) یہ برق زدہ [illegible] کا گچھا ہے جس نے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ [illegible] پیکرہ کم سے کم ۲ ہزار میل کی بلندی تک [illegible] اندازہ تھا اس سے بھی ۱۷۰۰۰ میل اوپر تک پھیلا ہوا ہے (۲) اس کا اوپر کا حصہ پچاس میل نیچے کے حصے کے مقابلے میں زیادہ یکساں اور پائیدار ہے۔ [illegible] سورج کے مقناطیسی طوفانوں کے باعث کہیں زیادہ اور کہیں کم برقی ذرے پائے جاتے ہیں اور یہ حصہ [illegible] نشریات میں مداخلت کرتا ہے۔ (۳) تقریباً ۶۵۰ میل کی بلندی تک جو عنصر آکسیجن ہے اس سے اوپر آہستہ آہستہ ہیلیم کا غلبہ شروع ہونے لگتا ہے (۴) اوپر کے حصے کے الیکٹران پروٹون اور نہایت ہلکی گیسوں کا [illegible] درجۂ حرارت ہے۔ ایکس ۱۵ راکٹ انجن والے جہاز میں جو امریکیوں کو خلا میں لے جانے والا دوسری قسم کا جہاز ہوگا۔ ہوائی فوج کے میجر رابرٹ وہائٹ نے ۳۰۴۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑان کی اگرچہ یہ پرواز امریکہ اور روس کی پچھلی پروازوں سے تیز نہیں تھی۔ تاہم اس سے یہ ریکارڈ قائم ہوگیا کہ یہ جہاز جس میں مکمل

[illegible] اس لئے تیار کیا گیا [illegible] کی رفتار سے [illegible] صرف ۲۰ میل اوپر [illegible] سے زیادہ [illegible]

طبی تحقیق! ایسی مشین تیار کی گئی ہے

[illegible] ہے ایک [illegible] ماہرین نے ایک ایسی مشین تیار کی ہے جو غیر معمولی درستی کے ساتھ بچوں کے دل کے نقائص کا سراغ لگاتی ہے اور انہیں ریکارڈ کرتی ہے امریکن ہارٹ ایسوسی ایشن نے ۲۳ ہزار سکولی بچوں کا معائنہ کرنے کے بعد پتہ لگایا کہ یہ مشین ۹۰ فی صد صحیح نتائج نکالتی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ گھٹیا اور بعض فطری دلی امراض میں مبتلا بچوں کے دل کی دھڑکنوں اور دوسری غیر طبعی آوازوں کا سراغ لگانے میں خاص طور پر کام کی ہے۔ اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ چند ڈاکٹر بچوں کی بڑی بھاری تعداد کا معائنہ کر سکتے ہیں۔

مرگی کی نئی دوا!

ایک دوا ڈائنامیکس اسیٹازولامائیڈ Diamox Acetazolamide جو مدت مدید سے آنکھوں کی ایک بیماری (Glaucuma) میں استعمال ہو رہی ہے۔ اب مرگی کے علاج میں بھی موثر ثابت ہوئی ہے۔ یہ ایک اعصابی مرض ہے جس میں دنیا بھر میں تقریباً ایک کروڑ افراد مبتلا ہیں۔ ہاوسٹن ٹیکساس امریکہ میں بچوں کے ہسپتال کے بلیو برڈ سرکل میں پانچ برس میں مرگی میں مبتلا ۱۷۸ بچوں پر یہ دوا آزمائی گئی اور اس سے انہیں بڑا فائدہ ہوا۔ محققوں نے بتایا ہے کہ اس دوا سے دماغ میں کاربن ڈائی آکسائیڈ پیدا ہوتی ہے جس سے اعصابی جھٹکوں میں رکاوٹ

دوسرے منصوبے کی کامیابی نصب العین سے بھی بڑھی چڑھی رہی

بھی برقی قوت سربراہ کیجانے لگی۔ تیز رفتار ترقی

آندھرا پردیش نے آزادی کے چودھویں سال میں نمایاں اور اہم بہت جیتی ترقی کی ہے۔ مارچ ۱۹۶۱ء میں ریاست کا (۱۸۳.۵) کروڑ روپے کا دوسرا پانچسالہ منصوبہ اختتام کو پہنچا۔ اس منصوبے کے تحت ترقیاتی اسکیموں کی عمل آوری مقررہ نصب العینوں کے مطابق اطمینان بخش رہی۔ اسی سال اپریل میں تیسرا پانچسالہ منصوبہ شروع کیا گیا ہے جو پہلے منصوبہ سے کہیں بڑھا چڑھا اور شاندار ہے۔ اور جس کے تحت رقمی خرچ کا تخمینہ (۳۰۵) کروڑ روپے کا ہے۔

انتظامی مشنری میں بہتری پیدا کرنے کے لئے ریاستی سطح پر جو کمیٹی اصلاح نظم و نسق تشکیل دی گئی تھی اس نے نومبر ۱۹۶۰ء میں اپنا رپورٹ پیش کردی اور اس کی بیشتر سفارشوں پر ایک کابینی ذیلی کمیٹی عمل توجہ کر رہی ہے جس کے صدر نشین ڈپٹی چیف منسٹر ہیں۔ بدعنوانیوں کے انسداد کی تدبیروں کو تقویت دینے کے لئے عوام کی جانب سے جو مسلسل مطالبہ جاری تھا اس کے پیش نظر حکومت نے ضروری عملے کے ساتھ صدر دفتر حکومت اور اضلاع میں بھی محکمہ انسداد رشوت ستانی قائم کیا ہے۔ ریاست میں جو قوانین نافذ ہیں ان کی چھان بین کے لئے حکومت نے اگست ۱۹۶۱ء سے دو سال کی مدت کے لئے ایک اسٹیٹ لا کمیشن مقرر کیا ہے۔ جس کے صدر ایک وظیفہ یاب رکن ہائیکورٹ ہیں۔

خوشحالی کا موازنہ ریاست کے ۱۹۶۱-۶۲ء کے موازنے کو "خوشحالی کا موازنہ" قرار دیا گیا کیونکہ اس میں منصوبے کی اسکیموں اور ترقیاتی عمل آوری پر زور دیا گیا تھا۔ اس موازنہ کی رو سے مجموعی آمدنی ۸۵.۱۳ کروڑ اور خرچ ۸۷.۶۳ کروڑ روپے تخمینہ کیا گیا تھا جس سے ۲.۵۰ کروڑ روپے کا تھوڑا سا خسارہ ہوا۔ ۱۹۶۱-۶۲ء کے اخراجات سرمایہ کے پروگرام کے تحت ۴۲.۵۵ کروڑ روپے کے مجموعی خرچ کی گنجائش مہیا کی گئی۔ جس میں ۴۰.۴۴ کروڑ روپے کا خرچ صرف منصوبہ کی اسکیموں سے متعلق تھا۔ اخراجات سرمایہ میں آبپاشی اور برقی کی اسکیموں کے لئے ترتیب وار [illegible] کروڑ روپے اور ۵.۵۶ کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی۔ موازنہ کے نمایاں خدوخال میں تیئوں پنچایت سمیتیوں کے لئے ۴۰ لاکھ روپے کی گرانٹ اور ریاست آندھرا پردیش کے باہر تلگو انجمنوں کو ۲.۲۵ لاکھ روپے تک کی مالی امداد شامل ہے۔

ریاست کا دوسرا پانچسالہ منصوبہ مارچ ۱۹۶۱ء میں اختتام کو پہنچا ہے۔ ۱۷۰.۵ کروڑ روپے کے خرچ کے پروگرام کے مقابل میں حقیقی خرچ ۱۸۳.۵ کروڑ روپے کا تھا۔ گویا ۱۰۴ فیصدی کامیابی حاصل ہوئی جو یقیناً قابل فخر [illegible]

منصوبے کے چھ برسوں کے اندر غذائی پیداوار میں ۲۳ء۱۱ لاکھ ٹن کا اضافہ ہوگیا۔ آبپاشی کے بڑے، اوسط اور چھوٹے پراجکٹوں کے تحت ۱۳ء۸ لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب کیا گیا۔ برقی کی اسکیموں کے تحت برقی کی پیدائش کی قائم شدہ گنجائش میں (۱۳۰۵۰۷) کیلوواٹ کا اضافہ ہوا اور مزید (۱۴۰۸) قصبوں اور گاؤوں کو برقی قوت سپرراہ کی گئی۔

(۳۰۵) کروڑ روپے کا تیسرا پنجسالہ منصوبہ اپریل ۱۹۶۱ء میں شروع کیا گیا جب ذیل جدول سے اندازہ ہوگا کہ مختلف ترقیاتی مدات کے لئے کس قدر رقومات رکھی گئی ہیں۔

ترقیات کے اہم مدات	گنجائش (کروڑ روپے میں)	مجموعی اخراجات کے تعلق سے تناسب
۱	۲	۳
زرعی پروگرام	۷۲٫۰۸	۲۳٫۹
آبپاشی کے بڑے اور اوسط سائز کے پراجکٹ	۶۷٫۲۳	۲۵٫۰
برقی قوت	۶۴٫۹۴	۲۱٫۳
صنعتیں اور معدنیات	۱۹٫۴۳	۶٫۴
ٹرانسپورٹ	۱۱٫۵۶	۳٫۸
سماجی خدمات بشمول متفرقات	۵۹٫۷۶	۱۹٫۶
جملہ میزان	۳۰۵٫۰۰	۱۰۰٫۰

چونکہ آندھرا پردیش زیادہ تر ایک زرعی ریاست ہے لہذا منصوبہ کی گنجائش کا ایک بڑا حصہ ۲۳ء۶۷ کروڑ روپے آبپاشی

[illegible] ہے۔ ابتدائی آبپاشی کے منصوبوں میں جو چھوٹے اہم شامل ہیں ان پر (۳ء۹۲) کروڑ روپے یا مجموعی اخراجات کا ۵ء۳۰ فیصد خرچ کیا جائے گا۔ ۶۷ء۲۳ کروڑ روپے کی رقم یا مجموعی اخراجات کا ۲۱ء۲۹ فیصد برقی پراجکٹوں کے لئے علحدہ رکھ دیا گیا ہے۔

آندھرا پردیش کو کمیونٹی ڈیولپمنٹ کے پروگرام میں قابل رشک رہنمائی حاصل ہے۔ یہ پروگرام ۴۵۲ بلاکوں کے ۲۳۱۴۴ مواضعات میں جو ۷۸۵۳۲ مربع میل رقبہ اور ۲۲۰٫۶۸ لاکھ آبادی پر حاوی ہے روبعمل لایا جارہا ہے۔ پنچایت راج کی اسکیم کے تحت اب تک ۲۹۳ پنچایت سمیتیاں قائم کی جاچکی ہیں۔ یہ سمیتیاں اب منصوبے کی اکثر اسکیموں کو روبعمل لانے کی ذمہ دار ہیں۔ اور انہیں بلاک کی سطح پر نظم و نسق کا ایک اہم ستون تصور کیا جانے لگا ہے۔ ان سمیتیوں کو کام شروع کئے کوئی (۱۸) ماہ کا عرصہ ہوا ہے اور اس قلیل عرصہ میں اندرون تمام سمیتیوں میں ترقی حاصل کی گئی ہے۔ حکومت نے علاقہ آندھرا میں درج فہرست رقبوں میں گاؤں پنچایتوں کے قیام کا فیصلہ کیا ہے اور ابتدائی کام مکمل کرنے کے لئے (۱۸) ڈویژنل پنچایت افسر مقرر کئے گئے ہیں۔

ٹرانسپورٹ کو قومیانے کی اہم سکیم

آندھرا پردیش اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن نے اپنے قیام کے تین سال کے دوران خاص طور پر علاقہ آندھرا میں ٹرانسپورٹ کو قومیانے کی کئی اسکیمیں شروع کیں اور اسکے علاوہ تلنگانہ میں خدمات کی بہتری پر بھی توجہ دی ہے۔ ضلع مغربی گوداوری میں ٹرانسپورٹ کو قومیانے کا کام مکمل ہوگیا ہے اور اب اس اسکیم کو ضلع کرشنا تک

ریاست ... ہے ... کی کارگزاری کے نقطۂ نظر سے انتہائی اہم
کرشن ... کی سفارشات زیر غور ہیں۔

صنعتی توسیع و ترقی

اوسط اور بڑے پیمانے کی صنعتوں کو ترقی دینے کی غرض سے حکومت نے ۱۰ ستمبر ۱۹۶۱ء میں آندھراپردیش انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن قائم کی ہے جس کا ابتدائی سرمایہ ایک کروڑ روپے ہے۔ کھاد سازی کے دو کارخانے قائم کئے جا رہے ہیں: ایک کتہ گوڑم میں اور دوسرا وساکھا پٹنم میں۔ یہ دونوں کارخانے خانگی شعبہ میں قائم کئے جا رہے ہیں۔ کتہ گوڑم کا یونٹ یوریا تیار کرے گا اور وساکھا پٹنم کا یونٹ امونیم سلفیٹ۔ صنعت نگر میں حکومت ہند کی جانب سے دس کروڑ روپے کا جو دواسازی کا کارخانہ قائم کیا جا رہا ہے اس پر ابتدائی کام جاری ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ بھاری برقی آلات کا کارخانہ حکومت ہند کی جانب سے ہماری ریاست میں حیدرآباد سے (۲۰) میل کے فاصلہ پر رامچندرا پورم میں قائم کیا جائے گا۔

کان کنی اور چھوٹے پیمانے کی صنعتیں

ریاست کی معدنی دولت سے استفادہ کرنے کے لئے مارچ ۱۹۶۱ء میں آندھراپردیش منرل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا۔ جس کا ابتدائی سرمایہ (۵۰) لاکھ روپے ہے۔ نئی قائم شدہ اسمال اسکیل انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن چھوٹے پیمانے کی صنعتوں پر توجہ دیگی۔ سال ۶۱-۱۹۶۰ء کے دوران میں مزید دو صنعتی اسٹیٹس قائم کی گئیں اور دوسرے منصوبہ میں صنعتی اسٹیٹوں پر ۱۲۵ء۰۰ لاکھ روپے کی رقم خرچ کی گئی۔

ناگرجنا ساگر

اس ریاست کی عظیم ... ناگرجنا ساگر پروگرام کے مطابق جاری ہے۔ بند کے ایک تہائی حصے ... ہو گیا ہے اور اہم ڈریج ورکس اور ... سیروں پر ستر نگروں کی کھدائی کا کام بھی پروگرام کے مطابق ... کیا گیا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ دونوں نہریں ... کام شروع کر دیں گی۔ جون ۱۹۶۱ء کے ختم تک پراجکٹ پر ۸۷ء۵۴ کروڑ روپے کے اخراجات عائد ہوئے

برقی قوت کی اسکیمیں

خوشحالی کا راز برقی قوت کی ترقی میں مضمر ہے۔ دوسرے منصوبے کے دوران ۷۶ء۳۳۸۵ لاکھ روپے کے اخراجات سے برقی قوت کی (۱۲) اسکیمیں شروع کی گئیں جن میں تنگ بھدرا ... چلکنڈ ہائیڈرو الکٹرک اسکیم، اپر سیلیرو ہائیڈرو الکٹرک اسکیم اور تنگانہ تھرمل اسکیم ہیں۔ ان اسکیموں کو روبعمل لانے کے نتیجہ میں سال ۱۹۶۰ء کے ختم تک اقلیم شدہ برقی گنجائش میں (۲۰ ۴۸۴) کلوواٹ تک اضافہ اور برقی قوت کا فی کس استعمال (۵) یونٹ تک بڑھ جائیگا۔ تخمینہ تھا کہ اب تک ریاست کے جن گاؤں کو برقی قوت سربراہ کی گئی ان کی تعداد (۳۲۸۱) تک پہنچ گئی ہے۔ دوسرے منصوبے کے ابتداء میں ایسے گاؤں کی تعداد ... تھی۔

ان دو منصوبوں کے دوران زرعی ترقی کی مختلف اسکیموں کو روبعمل لانے کے نتیجے میں سال ۶۱-۱۹۶۰ء کے ختم تک زرعی پیداوار (۶۲ء۴۰) لاکھ ٹن رہی۔ کاشت عمیق کا ضلع واری پروگرام جس کو عام طور پر "پیاکیج پروگرام" کہا جاتا ہے ضلع مغربی گوداوری میں دسمبر ۱۹۶۰ء میں شروع کیا گیا ہے۔ یہ تجربہ بہت زیادہ کامیاب ثابت ہوا کیونکہ اس پروگرام کے افتتاح کے بعد ہی پہلی فصل کے دوران

(۱۹۸) [illegible] مرچ [illegible] پیداوار میں اضافہ
[illegible] ریاست میں زرعی یونیورسٹی کے قیام سے متعلق
[illegible] حکومت کے زیر غور ہیں۔

ریاست میں ملیریا [illegible] کی اسکیم جاری ہے وہ زیادہ موثر [illegible] سے مشتمل ہے اور اسی طرح (۲۶) [illegible] مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ جہاں تک [illegible] کے خاتمہ کی اسکیم کا تعلق ہے آندھرا پردیش نے ایک نمایاں ریکارڈ قائم کیا ہے۔ ریاست کے (۲۱) اضلاع میں اس روگ پر مکمل قابو پا لیا گیا ہے اور باقی اضلاع میں [illegible] کارروائی ہو رہی ہیں۔ حیدرآباد اور [illegible] میں "یونیسف" کی امداد سے "[illegible]" کی سربراہی کی جامع اسکیم شروع کی گئی ہے۔

دوسرے منصوبہ کی مدت کے دوران آندھرا پردیش میں طبی تعلیم اور طبی خدمات کے شعبہ میں تیزی سے ترقی کی گئی۔ چار نئے میڈیکل کالج قائم کئے گئے، دو حکومت کی جانب سے اور دو خانگی انتظام کے تحت۔ اس وقت ریاست کے تمام (۸) میڈیکل کالجوں میں داخلہ کی مجموعی گنجائش (۸۹۰) ہے اور توقع ہے کہ (۱۰۰۰) کا ٹارگٹ بہت جلد حاصل ہو جائے گا۔ تیسرے منصوبہ کی مدت کے ختم تک ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہاسپٹل میں بستروں کی تعداد کم سے کم (۲۵۰) اور ہر تعلقہ ہیڈکوارٹر میں (۳۰) ہو جائے گی۔ نیلم ٹرسٹ کی امداد سے حال ہی میں ۰۰،۱۳ لاکھ روپے کے غیر متواتر اور (۵) لاکھ روپے کے متواتر اخراجات پر حیدرآباد میں ارتھوپیڈک ہسپتال کا قیام عمل میں آیا۔ جب یہ ادارہ مکمل شکل اختیار کرے گا تو یہ ملک میں اپنی قسم کا پہلا ہسپتال ہوگا۔

"یونیسف" نے ۶۱-۱۹۶۰ء کے دوران ریاست میں تغذیہ کے توسیع شدہ پروگرام کو روبہ عمل لانے فنی آلات، رسد اور مالی امداد

[illegible]
دینے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اس کے علاوہ [illegible] مغربی گوداوری کے (۵) تعلقوں میں چیچک کے خاتمہ کے لئے [illegible] پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ اضلاع کرشنا اور گنٹور [illegible] سے خارش و [illegible] کی اطلاع ملنے پر [illegible] "ادارہ ویکسین آف پاسچر" کے ذریعے [illegible] مہم شروع کی اور اس موذی مرض پر قابو پا لیا گیا

آئین کے ذریعہ قوم نے اپنے آگے لازمی تحتانی تعلیم کا مقصد بھی پیش نظر رکھا ہے۔ لازمی تحتانی تعلیم کو اس تعلیمی سال سے ریاست بھر میں بجز درج فہرست رقبہ جات کے نافذ کیا گیا ہے۔ ثانوی تعلیم کی توسیع و ترقی کی مانگ پوری کرنے کے لئے حکومت نے ۶۱-۱۹۶۰ء کے دوران (۶۲۴) نئے مڈل اسکولوں اور [illegible] نئے ہائی اسکولوں میں (۳۸۵) نئے زائد جماعتوں کے قیام کے احکام صادر کئے ہیں۔ حکومت نے ان توسیعی اسکیموں کو روبہ عمل لانے کی غرض سے عثمانیہ یونیورسٹی کی (۲۰) لاکھ روپے کی متواتر گرانٹ اور آندھرا و شری وینکٹیشور یونیورسٹی کو [illegible] دس لاکھ روپے کی گرانٹ منظور کی ہے۔ دو پولی ٹیکنک قائم کئے گئے ہیں ایک [illegible] میں اور دوسرا ترو پتی میں اور اس کے علاوہ اس سال [illegible] میں مزید ایک پولی ٹیکنک اور طالبات کے لئے دو پولی ٹکنک ایک کاکناڈا میں اور دوسرا حیدرآباد میں جسے نمائش سوسائٹی نے شروع کیا ہے، قائم کئے جا رہے ہیں۔

زرعی اصلاحات

حکومت نے قانون تحدید زرعی مقبوضات آندھرا پردیش ۱۹۶۱ء منظور کیا ہے جس کے ذریعہ زمینات کی اس انتہائی وسعت کا تعین کیا گیا ہے جو کوئی شخص اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہے۔ زرعی مقبوضات کی یکسانیت کی اسکیم کا [illegible] اور [illegible] نیز چھوٹے [illegible] کے تحفظ

[illegible] ہے۔ [illegible] ہے [illegible]
[illegible] حکومت نے ۱۹۶۰ء میں ایک خاص [illegible]
[illegible] اور چند لاکھ ایکڑ زمینات بے زمین [illegible] لوگوں میں
تقسیم کرنے [illegible] کمیشن ”استواری [illegible] اراضی“ کی رپورٹ
پر غور کرنے کے بعد احکام جاری کئے گئے ہیں کہ زمین کے بڑے قطعوں
[illegible] (۲۰) ایکڑ تک کے رقبوں کی منتقلی فوراً موقوف کر دی جائے
تا کہ اس میں قابل کاشت بنا کر بے زمین لوگوں کی امداد باہمی کی
انجمنیں قائم کرنے دالے سے لیا جا سکے

محکمۂ اطلاعات و تعلقات عامہ کی جدید تنظیم کے نتیجہ میں حیدرآباد
کے سوا ہر ضلع میں ایک ایک اور اس طرح (۱۹) مکمل انفارمیشن سنٹر
قائم کئے جا چکے ہیں۔ حیدرآباد میں ایک اسٹیٹ انفارمیشن سنٹر پہلے
ہی سے قائم ہے۔ جدید تنظیم کے ذریعہ پورے (۲۰) ضلعوں کے پبلک
ریلیشن افسروں اور اسسٹنٹ ریڈیو انجینئر کو محکمہ اطلاعات کی انتظامی
نگرانی کے تحت دیا گیا ہے اسکے علاوہ ورنگل، وساکھاپٹنم اور ترپتی میں
تین علاقائی ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر قائم کئے گئے ہیں۔

تلگو تلگو زبان کو ریاست کے مختلف محکموں میں تعلقہ اور اس سے
نیچے کی سطح پر سرکاری زبان کا ذریعہ بنانے کی اسکیم کو اس
سال مزید چھ ضلعوں تک وسعت دی گئی ہے اور اب یہ اسکیم پوری
ریاست میں نافذ ہے۔ اسکے علاوہ غیر تلگو داں سرکاری ملازمین کو تلگو
سیکھنے میں مدد دینے کی غرض سے حکومت نے تلنگانہ میں تمام ضلعوں کے
مستقروں پر تلگو کی جماعتیں قائم کی ہیں

آبادی کے کمزور طبقوں کی فلاح و بہبود پر بھی کافی توجہ کی گئی
[illegible] ڈیولپمنٹ کارپوریشن دریعہ فہرست اقوام آندھرا
وساکھاپٹنم کی سرگرمیوں کو ضلع وساکھاپٹنم میں سری ناگا وار پوکوٹا
تک، ضلع سریکاکلم میں سالور تک اور ضلع مشرقی گوداوری میں پولاورم
تک وسعت دی گئی جس سے تقریباً دس ہزار قبائلی خاندان مستفید

[illegible] ہیں اور [illegible]
تک [illegible] آ رہا ہے

[illegible]
امداد باہمی [illegible]
ذریعہ امداد باہمی [illegible] کے نظام کو [illegible]
کی موجودہ انجمنوں کو بھی تقویت دیتے [illegible]
جائے اسکا مقصد یہ ہے کہ سال ۱۹۶۱ء [illegible]
بڑھانے کے اغراض کے لئے قلیل مدتی اور [illegible]
(۱۹) کروڑ روپے تک جاری کئے جائیں

دیہی آبادی کی امداد کے لئے [illegible]
انفارمیشن اینڈ ڈسٹرکٹس [illegible]
بھی پیشہ وری رہبری کے تین مرکز بھی قائم کئے گئے [illegible]
انفارمیشن یعنی روزگار کے ذرائع سے متعلق معلومات کے [illegible]
کو ستمبر ۱۹۶۱ء سے اضلاع چتور، کرنول، محبوب نگر [illegible]
تک وسعت دی گئی ہے۔

تاریخی آثار سال ۱۹۶۰-۶۱ء میں میوزیم میں آثار قدیمہ [illegible] کا کام شروع کیا گیا۔ حیدرآباد [illegible]
[illegible] کے نام سے ایک نیا [illegible] قائم کیا گیا ہے [illegible]
میں بر آمد شدہ قدیم آثار [illegible] مورتیاں، سنگ [illegible]
سکے وغیرہ رکھے گئے ہیں۔ مرکزی وزیر [illegible]
مئی ۱۹۶۱ء میں حیدرآباد میں اس [illegible] کا افتتاح کیا [illegible]
کے نکتہ نظر سے میوزیم کی کھدائی سے آندھرا پردیش کی ثقافت
اور اس کے عوام کی عظمت کی تاریخ کی گم شدہ کڑیاں مہیا
کر دی ہیں۔

تعمیر آزعلم وادب اور اخبار و سیاست کا مجلہ [illegible] ہے

بزم سعدی
(۲۰)

توانا بود ہر کہ دانا بود

حمد و خاطر عالی را مستحضری سازد کہ بروز یکشنبہ ۲۰ رادت ۱۹۶۱ء میلادی ساعت چہار و نیم
بعد از ظہر اجلاس بزم سعدی بصدارت دانشمند [illegible] آقای [illegible] عباسی [illegible]
منعقد است دانشمند جلیل آقای دکتر قاری سید کلیم اللہ مقالہ ای [illegible] [illegible]
آن [illegible] حاضرین خواهند رسانید مشاعره ای بمصرع ذیل شروع خواهد شد۔ یقین است کہ جناب عالی
بشرکت خود اعضای بزم را ممنون خواهند فرمود۔
مصرع ثانی: چرخ ما [illegible] کرده اند۔ قافیہ [illegible]

منشی بزم سعدی
[illegible]

منتخب
[illegible]

[illegible]

[illegible]



کہ کمیونسٹ پارٹی کی چھٹی کانگریس پر (۷۵) ہزار روپے کے مصارف ہوں گے — لیکن کیا یہ صرف "خوردن" کے مصارف ہیں یا "نوشیدن" بھی اس میں شامل ہے۔

کہ سکریٹریٹ کی تعمیر کے سلسلہ میں اب یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ سکریٹریٹ کی تعمیر کے لئے مختص رقم کو معاشی ترقی کے لئے صرف کیا جائے — لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ فی الوقت یہ دو کروڑ کی رقم ناراض کانگریسیوں کو دے دی جائے تاکہ وہ راضی ہو جائیں۔ انتخابات قریب آ رہے ہیں اس لئے اس سلسلہ میں عاجلانہ اقدام کی ضرورت ہے!۔

کہ بیاہ کی ایک تقریب میں جہاں جہیز کے لین دین کا معاملہ ہو رہا تھا۔ خواتین "پکٹنگ" کے لئے پہنچ گئیں۔ اگر خواتین کی پکٹنگ کی رفتار یہی رہی تو جہیز کے لئے بیاہ رچانے والے مرد مجبور ہو کر شادی کرنا چھوڑ دیں گے۔ اور حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ کا یہ شعر خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھا کریں گے ؎

کہ خدائی کہ مایۂ ہوس است
"کد" رہا کن ترا "خدائی" بس است

کہ آبِ پیشہ ... ہزاروں ... کے صحام میں مجموعہ ہوگیا ہے
انچہ دانا کند، کند ناداں
لیک بعد از خرابیٔ بسیار
یعنے الکٹرک کے ہزاروں بلب ٹوٹنے کے بعد!

کہ آندھرا پردیش اسمبلی میں ایک بھی وزیر نہ ہونے کے باعث اسمبلی کی کارروائی کچھ دیر کے لئے ملتوی کر دی گئی۔ ہمارے مصروف وزراء اپنی بجائے کسی کو "خدمت عوض" مقرر کر دیں تو مناسب رہے گا۔

کہ کانگریس امیدواروں کو "بے باقی" "No demand" صداقت نامے دیئے جا رہے ہیں۔ لیکن اتنا جلد ان کے حسابات بے باق کیونکر ہو گئے — ابھی تو انہیں بہت سے حسابات چکانے ہیں۔!۔

کہ کانگریس کے ٹکٹ کے لئے درخواست دینے کی تاریخ بڑھا دی گئی ؎
پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

کہ تحتانوی مدارس میں تعلیمی فیس معاف کر دی گئی — لیکن صدورِ مدارس آب نوشیدنی، گھڑا، گلاس اور جھاڑو کے عنوان سے، طلباء اور طالبات سے تین تا چار روپیہ سہ ماہی فیس لے رہے ہیں — آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا اسی کو کہتے ہیں۔!۔

للّٰہیوان اہلِ حق کا ترجمان اور صاحبانِ ذوق کا ...

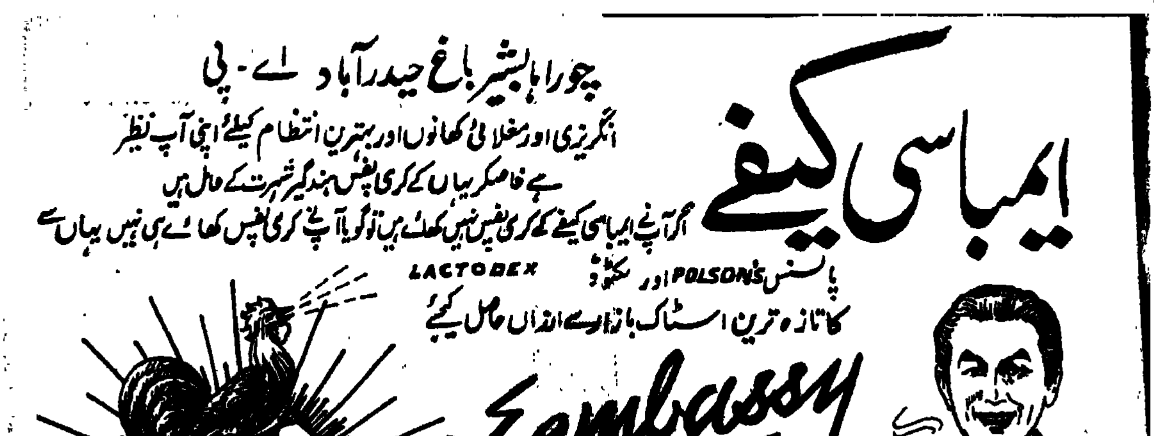
قطعہ

واسطے اُون کے کچھ سہارے ہیں	کس مصیبت سے دن گذارے ہیں
گرسنہ ہو کے آج فاقوں سے	کس طرح پیٹ کے بل ... ہیں

(شوکت)

(آمد از زندگی ...)


NEW GRAND HOTEL
مانا کہ حیدرآباد میں سینکڑوں ہوٹلیں ہیں مگر
نیو گرانڈ ہوٹل اینڈ پروویژن اسٹورس
فون نمبر ۵۷۵ ۱
افضل گنج حیدرآباد دکن
• نفاست و پاکیزگی • باسلیقہ ملازمین • خورد و نوش کے بہترین اشیاء
مفرح مشروبات خوش ذائقہ چائے
اور
معقول انتظام کیلئے — اپنی آپ نظیر ہے


چوراہا بشیر باغ حیدرآباد اے۔پی
انگریزی اور مغلائی کھانوں اور بہترین انتظام کیلئے اپنی آپ نظیر
ہے خاص کر یہاں کے کری پفس ہندگیر شہرت کے حامل ہیں
اگر آپ نے ایمباسی کیفے کے کری پفیس نہیں کھائے ہیں تو گویا آپ نے کری پفس کھائے ہی نہیں یہاں سے
ایمباسی کیفے
پالسنس POLSON'S اور لکٹوڈیکس LACTODEX
کا تازہ ترین اسٹاک بازار سے ارزاں حاصل کیجئے
Embassy
CAFE
PHONE No 2572



